(مکمل و مدلل)

مجموعہ رسائل

حضرت مولانا رفعت قاسمی

استاد دار العلوم دیوبند

مسائلِ زکوٰۃ • مسائلِ حج و عمرہ

مکتبہ خلیل
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور فون: 7321118

Marfat.com

مکمل و مدلّل

مسائل زکوٰۃ

قرآن وسنت کی روشنی میں

حضرت مفتیان کرام دارالعلوم دیوبند کی تصدیق کے ساتھ

مؤلف:
مولانا محمد رفعت قاسمی
مدرس دارالعلوم دیوبند

مکتبہ خلیل
یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ،
اُردو بازار، لاہور فون: 7321118

Marfat.com

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دینی و دیگر علمی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لئے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور طباعت سے قبل کوشش کی جاتی ہے کہ نشاندہی کی جانے والی جملہ غلطیوں کی بروقت تصحیح کردی جائے۔ اس کے باوجود غلطیوں کا امکان باقی رہتا ہے۔

لہٰذا قارئین کرام سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ علمی غلطیوں کی نشاندہی کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہوسکے۔ نیکی کے اس کام میں تعاون کرنا صدقہ جاریہ کے مترادف ہے۔ (ادارہ)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب .... مسائل زکوٰۃ

مؤلف .... مولانا محمد رفعت قاسمی

طبع اوّل 2008ء

باہتمام .... وکیل احمد

تعداد 1100

قیمت .... روپے

297.08

(761)

92009

۱۵۰ روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ العاصم بیرون تبلیغی مرکز رائیونڈ

اشرف بک ایجنسی راولپنڈی

اسلامی کتاب گھر خیابان سرسیّد راولپنڈی

مدنی کتب خانہ تبلیغی مرکز مانسہرہ

فہرست مضامین

مسائل زکوٰۃ

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
انتساب	13	مسلمان کے لئے زکوٰۃ انشورنس ہے	31
عرضِ مؤلف	14	سرمایہ داری اور زکوٰۃ	32
آیتِ قرآنی مع ترجمہ و خلاصۂ تفسیر	15	کیا زکوٰۃ اسلامی ٹیکس ہے؟	33
زکوٰۃ کی وجہ تسمیہ	16	زکوٰۃ اور ٹیکس کا بنیادی فرق	34
زکوٰۃ کی تعریف و تفسیر	16	زکوٰۃ کا ایک نمایاں فرق	35
زکوٰۃ اور اس کا ثبوت	17	کیا زکوٰۃ کی وصولیابی حکومت پر ہے؟	35
زکوٰۃ کے احکام کا جاننا کب فرض ہے؟	18	کیا سرکاری ٹیکس زکوٰۃ میں محسوب ہو سکتا ہے؟	36
زکوٰۃ کب فرض ہوئی؟	18	کیا انکم ٹیکس ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟	36
زکوٰۃ کا حکم پہلی شریعتوں میں	19	حاکمِ وقت اور زکوٰۃ	36
مکی دور میں زکوٰۃ کا مطلب	19	اموالِ ظاہرہ و باطنہ کی زکوٰۃ کا حکم	37
مدنی دور میں زکوٰۃ کی نوعیت	20	زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرطیں	37
زکوٰۃ کے تین پہلو	21	ادائیگی زکوٰۃ کی شرطیں	41
زکوٰۃ کا ایک اور مقصد	21	مال کے ضائع ہونے پر زکوٰۃ کا حکم	42
منکرِ زکوٰۃ کا حکم	22	مدہوش پر زکوٰۃ کا حکم	43
مانعینِ زکوٰۃ سے جنگ	22	بچے اور پاگل پر زکوٰۃ کا حکم	43
حضرت ابوبکرؓ نے مانعینِ زکوٰۃ سے جنگ......	23	زکوٰۃ ہجری سال سے ہے یا عیسوی سے؟	44
اسلام اور مسئلہ غربت کا حل	24	زکوٰۃ میں مہینے کا اعتبار ہے یا تاریخ ہے؟	44
زکوٰۃ کے فوائد	24	زکوٰۃ کا سال شمار کرنے کا اُصول	44
خدائی فیصلہ	27	صاحبِ نصاب کو اگر تاریخ یاد نہ رہے؟	45
زکوٰۃ مال کا میل ہے	28	اختتامِ سال کا اعتبار ہے	45
عالمِ برزخ میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کا انجام	29	زکوٰۃ نہ ادا کرنے پر اگلے سال کا شمار کب سے	45
زکوٰۃ نہ دینے پر دنیوی عذاب	31	کیا رمضان میں ہی زکوٰۃ دینا چاہئے؟	46

مضمون	صفحہ
زکوٰۃ کو رمضان تک روکنا کیسا ہے؟	46
زکوٰۃ کا نصاب قدیم وجدید اوزان سے	47
خلاصۂ نصاب	48
زکوٰۃ کا نصاب کون سا معتبر ہے؟	48
نصاب کے کیا معنی ہیں؟	48
چاندی کے نصاب کو معیار بنانے کی وجہ	49
جب یہ پتہ نہ ہو کہ کب سے صاحب......	50
زکوٰۃ غفلت کی وجہ سے نہ دی تو کیا حکم ہے؟	50
صاحبِ نصاب کو جو مال دورانِ سال......	50
زکوٰۃ کا نصاب نقد کتنا ہے؟	51
نقد کے ساتھ نصاب سے کم سونے کا حکم	51
نصاب سے کم سونے کا حکم	51
نصاب سے کم سونے وچاندی کا حکم	51
قیمت بڑھ کر نصاب کو پہنچ جانے کا حکم	52
دو نصابوں کا حکم	52
صاحب نصاب کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ لینا	52
صاحب نصاب سے زبردستی زکوٰۃ وصول کرنا	53
ضرورتِ اصلیہ کیا ہے؟	53
کیا اولاد کا نکاح حوائج اصلیہ میں داخل ہے؟	53
زکوٰۃ ادا کرنے میں تاخیر کرنا کیسا ہے؟	55
زکوٰۃ میں نیت کا حکم	55
بلانیت زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟	57
کیا گھر والے زکوٰۃ کی نیت سے کچھ رقم......	57
کیا زکوٰۃ وصدقہ کا ثواب سب گھر والوں......	57
زکوٰۃ ادا کئے بغیر مر جائے تو کیا حکم ہے؟	57
مرحوم شوہر کی زکوٰۃ کا حکم	58
زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد انتقال ہو گیا......	58
زکوٰۃ کی رقم الگ کر کے فوت ہو گیا تو......	58
کیا میت کے مال سے زکوٰۃ وصول کی جائے گی؟	59
کیا کاغذ کے نوٹ مال کے حکم میں ہیں؟	59
سونے وچاندی کی اہمیت کیوں ہے؟	60
سونے، چاندی کے نصاب میں اس قدر......	61
سونے وچاندی پر زکوٰۃ کیوں ہے؟	61
زکوٰۃ کے ڈر سے مسلم کو غیر مسلم لکھوانا کیسا ہے؟	62
زکوٰۃ سے بچنے کے لئے مال کا ہبہ کرنا؟	63
صاحبِ نصاب کا دیوالیہ ہو جائے تو کیا حکم ہے؟	63
سونے وچاندی کا چالیسواں حصہ اگر......	64
کیا کاغذ کے نوٹوں پر زکوٰۃ ہے؟	65
جمع شدہ نوٹوں پر زکوٰۃ کیوں ہے؟	66
نوٹ بھنانے پر بٹہ لینا کیسا ہے؟	66
کیا سرکاری ٹکٹوں کی زکوٰۃ ہے؟	67
ضروریات کے لئے جو رقم ہے اس کا حکم	67
کیا گھر کے تمام افراد کے مال کی زکوٰۃ......	68
انفرادی ملکیت پر زکوٰۃ ہے؟	69
مشترکہ گھرداری میں زکوٰۃ کا حکم	69
جو رقم والدین کو دی جائے اس کی زکوٰۃ......	69
جو مال کسی دوسرے کے قبضہ میں رہے......	70
جو مال باپ اور بیٹے نے کمایا اس کی زکوٰۃ......	70
مسافر پر زکوٰۃ کا حکم	70
کیا استعمال والے زیورات پر زکوٰۃ ہے؟	70
کھوئے ہوئے زیور کی زکوٰۃ	71
زیور کی زکوٰۃ سے متعلق چند سوالات	72
بیوی کے صاحب نصاب ہونے سے......	72
بیوی کا زیور اور قرض مرد پر	73
کیا زکوٰۃ میں شوہر کی اجازت ضروری ہے؟	73
زیورات کی زکوٰۃ عورت کہاں سے دے؟	73

Marfat.com

مضمون	صفحہ
کیا بیوی کے زیور کی زکوٰۃ مرد پر ہے؟	74
شوہر اور بیوی کی زکوٰۃ کا حساب	74
دلہن کو جو زیور دیا جاتا ہے اس کی زکوٰۃ......	74
لڑکی کے والدین نے جو زیور دیا اس کی......	75
مہر میں جو زیور دیا گیا اس کی زکوٰۃ کس پر ہے؟	75
عرف یعنی رواج کا مطلب لڑکیوں کے......	75
صرف نام کرنا ہی کافی نہیں ہے	77
کیا مہر کے وصول ہونے سے قبل زکوٰۃ......	77
مہر والی عورت کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟	78
کیا بیوی کا مہر زکوٰۃ کے واجب ہونے......	78
عورت کو مہر مل جانے پر زکوٰۃ کا حکم	79
مہر میں ملی ہوئی زمین کا حکم	80
کیا استعمال والے زیورات پر زکوٰۃ ہے؟	80
اشرفی پر زکوٰۃ کا حکم	80
زیور کے نگ اور کھوٹ کا حکم	81
جڑاؤ زیورات کی زکوٰۃ کس طرح دے؟	81
جس زیور میں جواہرات جڑے ہوں......	81
خالص جواہرات کے زیورات کا حکم	82
جن زیورات میں غش ملا ہو ان کا حکم	83
ملاوٹی اشیاء پر زکوٰۃ کا حکم کیا ہے؟	83
سچے گوٹہ اور کامدار کپڑے پر زکوٰۃ	83
جو رقم ورثاء کے لئے جمع کی، کیا اس پر......	84
ترکہ ملنے پر زکوٰۃ کا حکم	84
گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ کا حکم	84
سابقہ زمانہ کی زکوٰۃ معلوم نہ ہو تو کیا کرے؟	84
شادی کے بعد سے زکوٰۃ ہی نہ دی تو کیا حکم ہے؟	85
زکوٰۃ خرید کردہ قیمت پر ہوگی یا موجب پر؟	85
سونے و چاندی کی زکوٰۃ کس ریٹ پر دی جائے؟	85
ریٹ معلوم نہ ہو تو کیا کیا جائے؟	86
قرضہ حسنہ کی زکوٰۃ کا حکم	86
جو قرض تھوڑا تھوڑا وصول ہو اس کی زکوٰۃ	87
جس قرض کے وصول ہونے کی امید نہ ہو؟	87
جس قرض کی وصولیابی کی امید نہ تھی اور......	87
قرض کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے؟	88
کیا قرض دی ہوئی رقم پر زکوٰۃ ہے؟	88
نادہندہ قرضدار کو دی گئی رقم پر زکوٰۃ	88
مقروض کے انکار کی صورت میں زکوٰۃ کا حکم	89
صاحب نصاب مقروض پر زکوٰۃ کا حکم	89
زکوٰۃ فرض ہونے کے بعد مقروض ہو گیا......	89
کیا مقروض قرض کی زکوٰۃ ادا کر سکتا ہے؟	90
کسی کی طرف سے اجازت لے کر زکوٰۃ ادا کرنا	90
کسی کی طرف سے بلا اجازت زکوٰۃ دینا......	90
زکوٰۃ سے مقروض کا قرض ادا کرنا کیسا ہے؟	90
بیوہ کا قرض اس نیت سے ادا کرنا کہ زکوٰۃ......	90
واجب الوصول رقم کی زکوٰۃ کا حکم	91
جو قرض قسطوں میں وصول ہو اس کا حکم	91
کیا کسی غریب کا قرض معاف کرنے......	91
قرض معاف کرنے پر زکوٰۃ کا حکم	92
قرض دی ہوئی رقم میں زکوٰۃ کی نیت کرنا......	92
قرض دار جس کی ذاتی آمدنی بھی ہے	92
رہن کا روپیہ جو سال بھر رکھا رہے اس کا حکم	92
گروی رکھی ہوئی چیز کی زکوٰۃ کس پر ہے؟	93
قرض بتلا کر زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟	93
قرض وصول ہونے کی امید نہ ہو تو زکوٰۃ......	93
تجارتی قرض کی زکوٰۃ کا حکم	93
مقروض کو زکوٰۃ دے کر اپنا قرض وصول......	94

مضمون	صفحہ
مال ہبہ کی زکوٰۃ کا حکم	94
مال حرام کی تفصیل اور زکوٰۃ کا حکم	95
کیا حرام مال کی زکوٰۃ نہیں دینی چاہئے	95
غصب ورشوت کے مال پر زکوٰۃ کا حکم	96
بینک کے سود پر زکوٰۃ کا حکم	96
کیا دلالی سے جمع کی ہوئی رقم پر زکوٰۃ ہے؟	96
ضمانت ملازمت کی رقم پر زکوٰۃ کا حکم	96
امانت کی رقم پر زکوٰۃ کا حکم	97
اگر امانت کی رقم سے حکومت زکوٰۃ کاٹ لے	97
رقم پیشگی و پگڑی کی زکوٰۃ کس پر ہے؟	98
متروکہ مال کی زکوٰۃ امین پر ہے یا ورثاء پر	98
امانت کے روپے سے زکوٰۃ ادا کرنا	98
حفاظت کی رقم پر زکوٰۃ کا حکم	99
مقدمہ کرکے وصول ہونے پر زکوٰۃ کا حکم	99
ڈگری کے ذریعہ جو مال ملے اس پر زکوٰۃ......	99
نیوتہ والے روپے کی زکوٰۃ کا حکم	99
حج کے لئے جو رقم رکھی ہے اس پر زکوٰۃ ہے	100
حج کے لئے جمع کرائی ہوئی رقم پر زکوٰۃ کا حکم	100
حج کے لئے زکوٰۃ لینا کیسا ہے؟	101
کسی کو اتنی رقم زکوٰۃ دینا کہ اس پر حج......	101
کسی کو اتنی زکوٰۃ دینا کہ وہ صاحب......	102
شیئرز (حصص) پر زکوٰۃ کا حکم	102
حصص پر زکوٰۃ کون سی قیمت پر ہے؟	102
کیا حصص پر زکوٰۃ انفرادی طور پر ہے؟	103
کیا شیئرز کی خریداری پر زکوٰۃ ہے؟	103
شیئرز کی مختلف قسمیں اور اس کا حکم	104
کمپنی میں نصاب کے برابر جمع شدہ رقم......	104
سرکاری وغیر سرکاری کمپنیوں کی زکوٰۃ کا حکم	105
کیا پلاٹ کی زکوٰۃ مارکیٹ کی حیثیت پر ہے؟	105
مکان کی خریداری پر خرچ ہونے والی رقم......	106
پلاٹ پر زکوٰۃ کا حکم	106
جو پلاٹ رہائشی مکان کے لئے ہو؟	106
کیا تجارتی پلاٹ پر زکوٰۃ ہے؟	106
جو مکان کرایہ پر چلانے کے لئے خریدا گیا ہو؟	107
ضرورت سے زائد مکان پر زکوٰۃ	107
جس روپے سے مکان خریدا گیا اس پر......	108
اجارہ کی زمین پر زکوٰۃ کا حکم	108
زمین ومکان کی مالیت پر زکوٰۃ ہے یا آمدنی پر؟	108
کیا رہائشی مکان وسامان خانہ داری پر زکوٰۃ ہے؟	108
زیر استعمال چیزوں پر زکوٰۃ کا حکم	109
کیا مرغی فارم اور مچھلی پالنے پر زکوٰۃ ہے؟	109
مندرجہ ذیل اشیاء پر زکوٰۃ نہیں ہے	109
مشک پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟	110
کیا سونے وچاندی کے مصنوعی اعضاء......	110
کیا ماہانہ تنخواہ پر زکوٰۃ ہے؟	110
پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ کا حکم	111
فنڈ کی قسمیں اور زکوٰۃ	111
کیا بینک میں جمع شدہ مال پر زکوٰۃ ہے؟	112
کیا فکسڈ ڈپازٹ پر زکوٰۃ ہے؟	113
کیا بینک اور انشورنش کے انٹرسٹ پر زکوٰۃ ہے؟	114
بانڈز وغیرہ پر زکوٰۃ کا حکم	115
موت کے معاوضہ پر جو رقم ملی اس کا حکم	115
دفینہ کا کیا حکم ہے؟	115
کانوں اور دفینوں کی زکوٰۃ کا حکم	116
معدن وپٹرول وغیرہ پر زکوٰۃ کا حکم	117
کیا منت کی رقم زکوٰۃ ہے؟	118

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
کیا وقف کے مال پر زکوٰۃ ہے؟	118	جو روپیہ تجارت میں لگا اس کی زکوٰۃ	132
کیا زکوٰۃ کی رقم پر زکوٰۃ ہے؟	119	تجارت میں نفع و خرچ کی زکوٰۃ کیسے دیں؟	132
جس مدارس میں زکوٰۃ کی رقم جمع ہو وہاں......	119	قابل فروخت مال مع منافع پر زکوٰۃ	132
بلاضرورت زکوٰۃ وصول کرنا	120	گڑ کی زکوٰۃ کس طرح دی جائے؟	133
کمیشن پر زکوٰۃ کا چندہ وصول کرنا	120	خرید کردہ بیج یا کھاد پر زکوٰۃ	133
زکوٰۃ وغیرہ جبراً وصول کرنا کیسا ہے؟	120	مختلف نوعیت کے مال کی زکوٰۃ کا حکم	133
زکوٰۃ کی رقم بلا اجازت خرچ کرنا کیسا ہے؟	121	جو مال بیوپاری کے حوالہ کرے اس کی زکوٰۃ	133
زکوٰۃ کی رقم میں کمیشن دینا؟	121	منافع کی زکوٰۃ کیسے دی جائے گی؟	134
تجارتی مال پر زکوٰۃ کیوں ہے؟	121	مال کی سپلائی پر زکوٰۃ کا حکم	134
تجارتی مال کی زکوٰۃ کی شرائط	122	قرض لے کر کاروبار پر زکوٰۃ	135
زکوٰۃ کے لئے سال گزرنا کیوں شرط ہے؟	124	صنعت پر زکوٰۃ کا حکم	135
کتنی تجارت پر زکوٰۃ ہے؟	125	شرکت والے کاروبار کی زکوٰۃ	135
تجارت کی زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ	125	مقروض تاجر کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟	136
قرض کی قسموں پر زکوٰۃ کے احکام	126	جائیداد اور سامانِ تجارت کی زکوٰۃ	136
نقد مال اور خرچ وغیرہ کی زکوٰۃ کا حکم	127	ادائے زکوٰۃ میں تاجر کے لئے ایک سہولت	137
کیا تاجر ادھار و نقد دونوں کی زکوٰۃ دے؟	127	کیا ڈیکوریشن پر زکوٰۃ ہے؟	137
زکوٰۃ کے لئے کیا روزانہ کا حساب رکھنا......	128	روزمرہ کی آمدنی والا کیسے زکوٰۃ دے؟	137
کیا آمدنی کا ہر سال حساب کرنا ضروری ہے؟	128	آلاتِ تجارت پر زکوٰۃ کا حکم	138
تھوڑی بچت والا زکوٰۃ کس حساب سے......	128	کیا کراکری پر زکوٰۃ ہے؟	138
ادائیگی زکوٰۃ میں کون سی قیمت کا اعتبار ہوگا؟	128	پرنٹنگ پریس اور کارخانوں ص پر زکوٰۃ کا حکم	138
جو رقم سال بھر میں گھٹتی بڑھتی رہے اس کا حکم	129	صنعتی اوزار کی دو قسمیں اور ان پر زکوٰۃ کا حکم	139
بچت سے زیادہ قرض والے کا حکم	129	ٹیکسی کے ذریعہ کرایہ کی رقم پر زکوٰۃ	139
جو روپیہ بارہویں مہینے میں خرچ ہو گیا اس کا حکم	130	کرایہ پر چلنے والے سامان پر زکوٰۃ کا حکم	140
سال کے خرچ کے بعد جو غلہ بچے اس کا حکم	130	جو مال برآمد کیا جاتا ہے اس کی زکوٰۃ	140
نقد اور مال تجارت موجود اور قرض کا حکم	130	اسٹیشنری کی زکوٰۃ کا حکم	141
جس مال کی قیمت بدلتی رہتی ہے اس کی زکوٰۃ	131	عطر و روغن کی زکوٰۃ کا حکم	141
تاجر کی قیمت خرید کا اعتبار ہے یا موجودہ کا؟	131	دکان کی زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے؟	141
قرض سے جو تجارت کی اس کی زکوٰۃ	131	بساط خانہ کی زکوٰۃ کا حکم	142

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ادویات پر زکوٰۃ کا حکم	142	نصاب عشر کیا ہے؟	160
کتب خانہ کی زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ	142	کیا مقروض پر عشر واجب ہے؟	160
پرچون کی زکوٰۃ	143	عشر کے واجب ہونے کی شرطیں	160
دواخانہ کی زکوٰۃ	143	عشر و خراج کے احکام	161
جس دکان کا حساب نہ ہو اس کی زکوٰۃ	143	عشر اور زکوٰۃ میں فرق	162
دوکان چھوڑنے کی صورت میں زکوٰۃ کا حکم	144	خاتمہ زمینداری کے بعد مسئلہ عشر	162
مویشیوں پر زکوٰۃ کیوں ہے؟	144	کیا ہندوستان کی زمین پر عشر واجب ہے؟	163
شریعت میں مویشیوں کی زکوٰۃ کی اہمیت	145	جو اشیاء محفوظ کر لی جائیں ان کا حکم	163
سائمہ جانور کیا ہیں؟	146	عشر کس پر ہے؟	163
جو جانور سال کے درمیاں حاصل ہو اس کا حکم	147	چارہ والی زمین کا حکم	165
زکوٰۃ میں کیسے مویشی لئے جائیں؟	148	کھیتی پکنے سے پہلے فروخت کرنے پر......	165
مشترکہ جانوروں کی زکوٰۃ کا حکم	148	ناکافی پیداوار کا حکم	165
جو جانور استعمال میں ہو ان کی زکوٰۃ کا حکم	149	بٹائی کی زمین کا عشر کس پر ہے؟	166
کن کن جانوروں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی؟	149	کیا پیداوار کا خرچہ نکال کر عشر ہے؟	166
مخلوط النسل جانوروں کی زکوٰۃ	151	کٹائی کا خرچہ اور عشر	166
وقف کے جانور پر زکوٰۃ کا حکم	151	کیا کھیت کی قیمت پر زکوٰۃ ہے؟	167
اونٹوں کی زکوٰۃ کے نصاب کی تفصیل	151	کیا سرکاری مال گزاری ادا کرنے سے......	167
ہدایات	153	جس غلہ کا عشر نہ نکالے وہ حلال ہے یا حرام؟	167
گائے اور بھینس کی زکوٰۃ کا نصاب	154	جن چیزوں پر عشر واجب ہے؟	168
بکریوں اور بھیڑوں کی زکوٰۃ کا نصاب	155	عشر کے چند ضروری مسائل	169
سال کے درمیان جانور کے مرنے پر......	155	زمین فروخت کی تو عشر و خراج کس پر ہے؟	170
بکری کے بچوں پر زکوٰۃ کا حکم	156	مندرجہ ذیل پیداوار میں عشر واجب نہیں ہے	171
جو مویشی جنگل میں چرے اور گھر میں بھی	156	کیا عشر کی رقم پر زکوٰۃ ہے؟	172
تجارتی مویشی کی زکوٰۃ کا حکم	157	عشر ادا کرنے کے بعد جو غلہ فروخت کیا......	172
دودھ فروخت کرنے کی نیت سے پالی......	157	باغ بیچنے پر عشر کون دے؟	173
زرعی سرمائے پر زکوٰۃ	157	جن صورتوں میں عشر ساقط ہو جاتا ہے؟	173
عشر کے واجب ہونے کی دلیل	159	عشر کی رقم کا مصرف کیا ہے؟	174
عشر کا مفہوم کیا ہے؟	159	کیا وقت ضرورت زکوٰۃ میں تبدیلی ہو سکتی ہے؟	174

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
کیا مقدار نصاب ہمیشہ کے لئے ہے؟	176	دو سوالوں کا جواب	189
شریعت کا اصل منشاء کیا ہے؟	176	عاملین کو وکیل کس نے بنایا؟	190
فلاحی اداروں کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟	177	کیا مدارس کے سفراء عاملین میں داخل ہیں؟	190
دینی مدارس میں زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟	177	زکوٰۃ کی تشہیر کرنا کیسا ہے؟	191
انجمنوں یا تنظیموں کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟	177	مستحق نہ ملنے پر زکوٰۃ کی رقم دیر سے دینا......	192
زکوٰۃ کی تقسیم غیر مسلموں سے کرانا کیسا ہے؟	178	زکوٰۃ کی رقم کو فقراء کے لئے آمدنی کا......	193
زکوٰۃ میں مال دیا جائے یا اس کی قیمت؟	178	زکوٰۃ کی رقم سے غریبوں کو تجارت کرنا......	193
زکوٰۃ میں کیسا مال دیا جائے؟	178	زکوٰۃ میں بیع کی قیمت کم کرنا کیسا ہے؟	193
زکوٰۃ میں کس قیمت کا اعتبار ہے؟	179	زکوٰۃ کی رقم فقراء کے فائدے کے لئے......	194
کیا حکومت زکوٰۃ کاٹ سکتی ہے؟	179	زکوٰۃ کس کو لینا اور دینا جائز ہے؟	194
استعمال شدہ چیز زکوٰۃ میں دینا کیسا ہے؟	179	کیا مستحق کے حالات کی تفتیش ضروری ہے؟	195
نہ فروخت ہونے والی چیز زکوٰۃ میں دینا......	179	زکوٰۃ کے زیادہ مستحق مدارس ہیں یا کالج؟	195
ردی (خراب) چیز زکوٰۃ میں دینا کیسا ہے؟	180	قابل توجہ بات	196
زکوٰۃ ادا کرنے سے قبل اس رقم کا خود استعمال	180	جن کے عقائد خراب ہوں ان کو زکوٰۃ......	197
سود کی رقم سے زکوٰۃ ادا کرنا کیسا ہے؟	180	زکوٰۃ کا اندازاً دینا کیسا ہے؟	198
زکوٰۃ میں کس کرنسی کا اعتبار ہے؟	180	بغیر حساب لگائے زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟	198
غیر ملکی سکہ سے ادائے زکوٰۃ کا طریقہ	181	زکوٰۃ کی رقم سے مہینہ مقرر کر دینا	198
پیشگی زکوٰۃ دینے کی تفصیل	181	تھوڑی تھوڑی کر کے زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟	199
جس غریب کو پیشگی زکوٰۃ دی اگر وہ مالدار......	183	جتنی زکوٰۃ واجب ہے اس سے زیادہ دینا......	199
مجوزہ پیشگی زکوٰۃ کی رقم سے قرض دینا کیسا ہے؟	183	کیا زائد دی گئی رقم کو آئندہ سال کی زکوٰۃ......	200
موجودہ رقم سے زکوٰۃ دے یا الگ سے؟	183	زکوٰۃ میں وکیل بنانا کیسا ہے؟	200
زکوٰۃ دینے میں شک ہو جائے تو کیا حکم ہے؟	184	شرائط کے ساتھ وکیل بنانا کیسا ہے؟	200
فی سبیل اللہ میں کون لوگ داخل ہیں؟	184	کیا وکیل اپنا نائب ہو سکتا ہے؟	201
مصارف کی قدرتی ترکیب	185	وکیل کا زکوٰۃ کی رقم میں ردوبدل کرنا کیسا ہے؟	201
کیا زکوٰۃ تمام مصارف میں تقسیم کرے؟	186	وکیل کا مدِ زکوٰۃ سے کوئی چیز خرید کر دینا؟	202
زکوٰۃ وصول کنندہ اصول وفضائل	186	کیا وکیل اپنے ذی رحم کو زکوٰۃ دے سکتا ہے؟	202
کیا عامل زکوٰۃ ہدیہ قبول کر سکتا ہے؟	187	کیا وکیل خود زکوٰۃ لے سکتا ہے؟	203
عاملین کون ہیں؟	188	کیا وکیل زکوٰۃ اپنے نفس پر خرچ کر سکتا ہے؟	203

Marfat.com

مضمون	صفحہ
وکیل کے پاس سے زکوٰۃ کی رقم ضائع......	204
زکوٰۃ میں حیلہ کرنا کیسا ہے؟	205
حیلہ میں شرط لگانا کیسا ہے؟	205
حیلہ میں تملیک کی شرط کیوں ہے؟	205
اگر حیلہ میں تملیک مقصود نہ ہو؟	206
مسجد کے لئے حیلہ تملیک کرنا کیسا ہے؟	207
حیلہ کے ذریعہ قبرستان کے لئے زمین......	208
زکوٰۃ کی رقم سے قبرستان پر قبضہ لینا کیسا ہے؟	208
قبرستان میں زکوٰۃ کی رقم کا صرف کرنا کیسا ہے؟	208
مقدمہ میں زکوٰۃ کی رقم دینا کیسا ہے؟	209
اشیاء کی شکل میں زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟	209
زکوٰۃ کی رقم افطاری یا شبینہ میں خرچ کرنا	210
زکوٰۃ کی رقم سے دینی کتب وقرآن تقسیم کرنا؟	210
زکوٰۃ کی رقم سے کتابیں خرید کر وقف کرنا......	211
زکوٰۃ کی رقم سے خریدی ہوئی کتابیں......	211
زکوٰۃ کی رقم سے رسالہ جاری کرانا کیسا ہے؟	212
زکوٰۃ کی رقم سے کارخانہ لگانا؟	212
زکوٰۃ کی رقم سے مکان بنا کر کسی غریب کو......	212
زکوٰۃ کی رقم سے سوسائٹی کے ذریعہ مکان بنوانا	213
زکوٰۃ کی رقم سے شرائط کے ساتھ مکان تقسیم کرنا	214
زکوٰۃ کی رقم سے مکان بنا کر مستحقین کو......	215
غریب کو بغیر کرایہ کے زکوٰۃ کی نیت سے رکھنا؟	215
زکوٰۃ کی رقم سے غریب کے مکان کی......	215
حکومت سے ملحق مدارس میں زکوٰۃ دینا	216
جس مدرسہ میں زکوٰۃ کی مد نہ ہو وہاں......	216
فرضی مدرسہ کے نام سے زکوٰۃ وصول کرنا	216
مستحق طلباء کی آمد پر چندہ کرنا	217
مہتمم طلباء کا وکیل ہے یا معطی کا؟	217

مضمون	صفحہ
کیا غریب مہتمم مدرسہ کی زکوٰۃ استعمال......	218
کیا زکوٰۃ کی رقم مہتمم کو دینے سے ادا ہو جائے گی؟	218
مختلف مدات کا روپیہ یکجا جمع کرنا	219
مدرسہ کے روپیہ کا حکم	220
مدارس میں زکوٰۃ خرچ کرنے کا ایک اور طریقہ	220
زکوٰۃ کی رقم کو مدرسین کی تنخواہ میں دینے......	220
زکوٰۃ کے روپیہ سے مدرسہ کی تعمیر اور......	221
زکوٰۃ کی رقم غریب مدرس کو دینا؟	221
زکوٰۃ کی رقم اپنے استاد کو دینا	222
زکوٰۃ کی رقم سے سفیر کی تنخواہ وغیرہ دینا؟	222
سفیر کا زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا	223
اگر سفراء کے ہاتھ سے زکوٰۃ کی رقم ضائع......	223
طالب علم کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟	223
جو طلبہ علم دین کے ساتھ صنعت وحرفت......	224
جو طلبہ قوانین مدرسہ کی پابندی نہیں کرتے......	224
جن طلبہ کے بارے میں علم نہ ہو کہ مستحق	225
طالب علم کو سوال کرنا کیسا ہے؟	225
طلباء کو زکوٰۃ دینے کے لئے ان کی اہلیت......	225
کیا کھانا پکا کر کھلانے سے زکوٰۃ ادا ہو......	226
بلا تملیک مطبخ سے کھانا دینا؟	226
کیا ملازمین مدرسہ کے مطبخ سے کھانا کھا......	227
طلباء کو کھانا پکانے کی اجرت مد زکوٰۃ......	227
مؤذن وامام کو زکوٰۃ وعشر دینا کیسا ہے؟	227
امام کو رسم کے طور پر زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟	228
زکوٰۃ کی رقم سے مبلغین کو وظائف دینا؟	228
تبلیغی جماعت کے افراد پر زکوٰۃ صرف......	229
مسافر کو زکوٰۃ لینا اور دینا کیسا ہے؟	229
مسافر کا قرض زکوٰۃ سے ادا کرنا کیسا ہے؟	229

مضمون	صفحہ
مسافر کو رقم کے بجائے ٹکٹ خرید کر دینا؟	230
اپنے خادم کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟	230
نوکر کے اضافہ تنخواہ کے مطالبہ پر زکوٰۃ......	231
خادم کو پیشگی رقم دے کر زکوٰۃ کی نیت کرنا	231
زکوٰۃ کی رقم سے خادمہ کو زیور دے دینا	231
غریب لڑکی کی شادی میں زکوٰۃ کی رقم دینا	232
زکوٰۃ کی رقم سے میت کی تجہیز و تکفین کرنا......	232
کیا میت کے کفن کا ثواب زکوٰۃ دہندہ کو......	233
زکوٰۃ کی رقم سے مردہ کا قرض ادا کرنا کیسا ہے؟	233
زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کے ایصال ثواب......	234
اپنے غریب شوہر کو زکوٰۃ دینا؟	234
مالدار بیوی کے غریب شوہر کو زکوٰۃ دینا؟	234
شادی شدہ عورت کو زکوٰۃ دینا؟	235
مالدار اولاد والی بیوہ کو زکوٰۃ دیناد؟	235
مفلوک الحال بیوہ کو زکوٰۃ دینا؟	235
برسرِ روزگار بیوہ کو زکوٰۃ دینا؟	235
بدکردار کی بیوی کو زکوٰۃ دینا؟	236
بے روزگار کو زکوٰۃ دینا؟	236
لڑکے کے باپ کو زکوٰۃ دینا؟	236
سفید پوش کو زکوٰۃ دینا؟	236
زکوٰۃ کی رقم غریب لڑکیوں کی تعلیم میں دینا؟	237
کثیر العیال کو زکوٰۃ دینا؟	237
مال دار ضرورت مند کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟	237
بے نمازی کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟	238
نشہ کے عادی کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟	238
غیر مسلموں کی تعلیم گاہ میں زکوٰۃ دینا؟	239
بلا لحاظ مذہب زکوٰۃ دینا	240
ملحد اور مرتد کو زکوٰۃ دینا	240
مسکین کس کو کہتے ہیں؟	240
یقینی مساکین کون ہیں؟	241
حکمی مساکین کون ہیں؟	241
پیشہ ور فقیروں کو زکوٰۃ دینا	241
جو فقیر ناجائز کاموں میں خرچ کرے ان......	242
مالدار فقیر کو زکوٰۃ دینا؟	242
جو فقیر کمانے پر قادر ہو اس کو زکوٰۃ دینا؟	243
یتیم خانہ میں زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟	243
زکوٰۃ کی رقم سے یتیم خانہ کی تعمیر کرنا	244
رسول اللہ ﷺ کے خاندان والوں کو زکوٰۃ دینا؟	244
سیّد اور ہاشمی کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟	245
جس کی ماں سیّدہ ہو اس کو زکوٰۃ دینا؟	245
جو شجرۂ نسب نہ رکھتا ہو اس کو زکوٰۃ دینا	246
جو سیّد مشہور ہو اس کو زکوٰۃ دینا؟	246
سادات کو زکوٰۃ نہ دینے کی عقلی وجہ	246
سادات کو زکوٰۃ نہ دینے کی نقلی وجوہات	247
سیّد کی زکوٰۃ سیّد کو دینا	247
سیّد کی بیوی کو زکوٰۃ دینا	248
سیّدہ عورت کی اولاد کو زکوٰۃ دینا	248
سیّد کا قرض مالِ زکوٰۃ سے ادا ہو سکتا ہے یا نہیں؟	248
کیا سیّد کو اضطراری حالت میں زکوٰۃ......	249
اگر غلطی سے سیّد کو زکوٰۃ دے دی گئی تو......	249
شیعہ اور قادیانی کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟	249
مستحق کی تصدیق کرنا کیسا ہے؟	249
رشتہ دار مسکین کو زکوٰۃ دینا	250
معمولی آمدنی والے کو زکوٰۃ دینا	250
بھائی کو زکوٰۃ دے کر باپ پر خرچ کروانا	250
سوتیلی ماں کو زکوٰۃ دینا	250

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
اپنی ناجائز اولاد کو زکوٰۃ دینا	251		
جس کو دودھ پلایا گیا اس کو زکوٰۃ دینا	251		
زکوٰۃ کی رقم سے شفاخانہ قائم کرنا	251		
ادائے زکوٰۃ کی ایک صورت	252		
سیلاب زدگان کو زکوٰۃ دینا	252		
مدِ زکوٰۃ سے قیدیوں کو کھانا کھلانا کیسا ہے؟	253		
فوجی کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟	253		
پارسل کرایہ میں زکوٰۃ کی رقم خرچ کرنا	253		
ان حضرات کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا......	253		
ان حضرات کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا......	255		
قرض کے نام سے زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟	256		
زکوٰۃ کی رقم کسی دوسرے عنوان سے......	256		
غریب کا امیر ہونے کے بعد زکوٰۃ میں ملی......	258		
جس کو زکوٰۃ دی گئی اس کا ہدیہ قبول کرنا......	259		
زکوٰۃ کی رقم اگر چوری ہو جائے تو کیا حکم ہے؟	259		
زکوٰۃ کی رقم منی آرڈر و ڈرافٹ سے بھیجنا	260		
رجسٹری یا منی آرڈر سے زکوٰۃ نہ پہنچے	260		
زکوٰۃ میں دی ہوئی اپنی چیز خریدنا	260		
غیر مستحق کو زکوٰۃ دے دی گئی؟	261		
مآخذ و مراجع	263		

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

راہِ خدا میں اپنے گھر کا تمام اسباب پیش کرنے والے یارِ غار خلیفۂ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس شمشیرِ بے نیام کے نام جس کی چمک نے سرکارِ دو عالم محبوبِ الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے فوراً بعد مانعینِ زکوٰۃ کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا اور ان کی گردنیں احکامِ خداوندی اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے جھکنے پر مجبور ہو گئیں۔

محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ

مدرس دار العلوم دیوبند (انڈیا)

۱۴۱۳ھ مطابق ۱۹۹۲ء

Marfat.com

عرضِ مؤلف

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

احقر کا دل حمد وشکر سے لبریز ہے کہ جس دینی خدمت کا آغاز کیا گیا تھا وہ بتدریج انجام پا رہی ہے اور ملتِ اسلامیہ اس سے برابر مستفید ہو رہی ہے اور مقبولیت میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالك۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو کچھ بھی کام ہو رہا ہے سب رب العزت کی توفیق اور اساتذہ ومفتیانِ کرام دار العلوم دیوبند دامت برکاتہم کی توجہ کا ثمرہ ہے۔ اس بے بضاعت کو اس حقیقت کا اقرار واعتراف کرنے میں کوئی تأمل وحجاب نہیں کہ دریائے علم کا جو قطرہ اس تہی مایہ کے حصے میں آیا ہے وہ کسی تشنہ لب کو تو کیا سیراب کرتا خود اس کی تشنگی رفع کرنے کے لیے بھی کافی نہیں، لیکن بخاری شریف کی حدیث "بلغوا عنی والوایہ" کے تحت یہ نویں کتاب "مکمل ومدلل مسائلِ زکوٰۃ" (تقریباً نو سو مسائل کا مجموعہ) ہدیۂ ناظرین ہے جس میں زکوٰۃ کے مسائل کہ زکوٰۃ کن کن اموال اور کن کن لوگوں پر واجب ہے۔

نیز شیئرز، فکسڈ ڈپازٹ، سیونگ، سرٹیفیکیٹ، انشورنس، فنڈ، بینک میں جمع شدہ رقومات، تجارتی اموال ومواشی، جائداد وزرعی پیداوار ومعدنیات وغیرہ کے احکامات اور زکوٰۃ وصول کنندہ کے لیے شرعی اصول واحکام اور اس کا مصرف قابلِ ذکر ہیں۔

احقر کی استدعاء ہے کہ اس کتاب سے فائدہ حاصل کرنے والے حضرات مجھ کو دعاء میں یاد رکھیں اور خاص طور سے میرے شیخ ومربی سیدی فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب مدظلہ العالی مفتی اعظم دار العلوم دیوبند کی صحت کے لیے بھی دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو قوت وصحت کلی عطا فرمائے اور تادیر صحت وعافیت کے ساتھ ہم خوردوں پر موصوف کا سایہ عاطفت قائم رکھے۔ (آمین یارب العالمین)

طالبِ دعاء: محمد رفعت قاسمی مدرس دار العلوم دیوبند یوپی (انڈیا)

۱۳/ ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۵/ جولائی ۱۹۹۲ء

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولاینفقونھا فی سبیل اللّٰہ فبشرھم بعذاب الیم۔ یوم یحمیٰ علیھا فی نار جھنم فتکویٰ بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم۔ ھٰذا ماکنزتم لانفسکم فذوقوا ماکنتم تکنزون۔

اور جو لوگ سونا چاندی جمع کر کر رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سو آپ ان کو ایک بڑی دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے جو کہ اس روز واقع ہوگی کہ ان کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا پھر ان سے لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹوں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جائے گا۔ یہ وہ ہے جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر کر کے رکھا تھا، سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

خلاصہ تفسیر

"یعنی جو لوگ سونے چاندی کو جمع کرتے رہتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، ان کو عذابِ دردناک کی خوش خبری سنا دیجئے"۔

ولاینفقونھا کے لفظوں سے اس طرف اشارہ ہو گیا کہ جو لوگ بقدر ضروری اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو باقی ماندہ جمع کیا ہوا مال ان کے حق میں مضر نہیں۔

حدیث میں خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ کنزتم میں داخل نہیں۔ (ابوداؤد، احمد وغیرہ)

جس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نکالنے کے بعد جو مال باقی رہے اس کا جمع رکھنا کوئی گناہ نہیں، جمہور فقہاء وائمہ کا یہی مسلک ہے۔

آیت میں اس عذاب الیم کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی ہے:۔ یوم یحمیٰ علیھا فی نارجھنم فتکویٰ بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ۔ ھٰذا ماکنزتم لانفسکم فذوقوا ماکنتم تکنزون۔ یعنی زکوٰۃ نہ ادا کرنے والوں کو یہ عذاب الیم اس دن ہوگا جب کہ ان کے جمع کیے ہوئے سونے چاندی کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پشتوں پر داغ دیے جائیں گے، اور ان سے زبانی سزا کے طور پر کہا جائے گا کہ یہ وہ چیز ہے جس کو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا، سو اپنے جمع کیے ہوئے سرمایہ کو چکھو، اس سے

Marfat.com

معلوم ہوا کہ جزاءِ عمل عین عمل ہے۔ جو سرمایہ ناجائز طور پر جمع کیا تھا، یا اصل سرمایہ تو جائز تھا مگر اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو خود وہ سرمایہ ہی ان لوگوں کا عذاب بن گیا۔

اس آیت میں داغ لگانے کے لیے پیشانیوں، پہلوؤں، پشتوں کا ذکر کیا گیا ہے، یا تو اس سے مراد پورا بدن ہے، اور یا پھر ان تین چیزوں کی تخصیص اس بناء پر ہے کہ بخیل آدمی جو اپنا سرمایہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا نہیں چاہتا، جب کوئی سائل یا زکوٰۃ کا طلب گار اس کے سامنے آتا ہے تو اس کو دیکھ کر سب سے پہلے اس کی پیشانی پر بل آتے ہیں، پھر اس سے نظر بچانے کے لیے یہ داہنے بائیں مڑنا چاہتا ہے، اور اس سے بھی سائل نہ چھوڑے تو اس کی طرف پشت کر لیتا ہے، اس لیے پیشانی، پہلو، پشت اس عذاب کے لیے مخصوص کیے گئے۔ (معارف القرآن ص ۳۶۳ جلد ۴)

زکوٰۃ کی وجہ تسمیہ

زکوٰۃ کے لغوی معنیٰ ہیں ''طہارت و برکت اور بڑھنا''۔ اصطلاح شریعت میں زکوٰۃ کہتے ہیں اپنے مال کی مقدار معین کے اس حصہ کو جو کہ شریعت نے مقرر کیا ہے کسی مستحق کو مالک بنا دینا۔ زکوٰۃ کے لغوی و اصطلاحی معنیٰ دونوں کو سامنے رکھ کر یہ سمجھ لیجئے کہ یہ فعل (کہ اپنے مال کی مقدار معین کے ایک حصہ کا کسی مستحق کو مالک بنا دینا) مال کے باقی ماندہ حصے کو پاک کر دیتا ہے، اس میں حق تعالیٰ کی طرف سے برکت عنایت فرمائی جاتی ہے اور اس کا وہ مال نہ صرف یہ کہ دنیا میں بڑھتا اور زیادہ ہوتا ہے بلکہ اخروی طور پر اللہ تعالیٰ اس کے ثواب میں اضافہ کرتا ہے اور اس کے مالک کو گناہوں سے اور دیگر بری خصلتوں مثلاً بخل وغیرہ سے پاک وصاف کر دیتا ہے، اس لیے اس فعل کو زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔

''زکوٰۃ'' کو صدقہ بھی اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ فعل اپنے مال کا ایک حصہ نکالنے والے کے ایمانی دعوی کی صحت اور صداقت پر دلیل ہوتا ہے۔

(مظاہر حق جدید ص ۴۸۳ ج ۲ و کتاب الفقہ باب الزکوٰۃ ص ۹۵۸ ج ۱)

زکوٰۃ کی تعریف و تفسیر

اپنے مال کی ایک خاص مقدار) کا کسی ایسے نادار مسلمان کو مالک بنا دینا جو نہ ہاشمی خاندان سے ہو، نہ اس شخص کا (شرعی نقطۂ نظر سے) غلام ہو، اور اس عطیہ کے پیچھے نہ اس شخص کی کوئی دنیاوی منفعت اور کسی عوض کا لالچ بھی نہ ہو بلکہ محض خدا کی رضا پیش نظر ہو، شریعت میں لفظ

Marfat.com

زکوٰۃ کا یہی مطلب سمجھا جاتا ہے۔ (عالمگیری ص۳ ص۲ بحوالہ تبیین الحقائق)

مسئلہ مسلمان مستحق کو زکوٰۃ کے مال کا اس طرح مالک بنادینا ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کی ہر طرح کی منفعت اس مال سے منقطع ہو جائے۔ لہٰذا زکوٰۃ ادا کرنے والا اپنی زکوٰۃ نہ اپنے اصل یعنی ماں باپ، دادا، دادی، نانا نانی کو دے گا، اور نہ اپنی فروع یعنی بیٹا بیٹی، پوتا پوتی اور نواسہ نواسی کو دے گا، اس لیے کہ ان کے دینے میں فی الجملہ اس کو منفعت ہے (یعنی زکوٰۃ کا فائدہ اس کو پہنچ رہا ہے)۔ (درمختار ص۶ ص۲)

زکوٰۃ اور اس کا ثبوت

مسئلہ زکوٰۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے اور ہر اس شخص پر فرض عین ہے جو شرائط (آئندہ جو بیان ہوں گی) پورا کرتا ہو۔

زکوٰۃ ۲ھ ہجری میں فرض ہوئی اور دین (اسلام) میں اس کا فرض ہونا بہرحال سب کو معلوم ہے۔

اس کی فرضیت کتاب، سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "واٰتو الزکوٰۃ" یعنی زکوٰۃ ادا کرو۔

اور حدیث میں زکوٰۃ کے حکم کے متعدد ثبوت ملتے ہیں منجملہ ان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ امور پر ہے۔ آپؐ نے ان پانچ امور میں زکوٰۃ دینے کا ذکر فرمایا ہے اور منجملہ ان کے وہ حدیث بھی ہے جو ترمذیؒ نے سلیم بن عامر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ:

"ابوامامہؓ سے میں نے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حجۃ الوداع والی تقریر سنی ہے جس میں حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو، اپنی پنجگانہ نمازیں پڑھا کرو اور رمضان آئے تو روزہ رکھو اور اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو تو جنت میں جاؤ گے۔"

ان کے علاوہ اور بھی احادیث اس ہی مضمون کی ہیں۔ رہا اجماع سو تمام امت اس امر پر متفق ہے کہ زکوٰۃ ارکانِ اسلام میں سے ایک رکن ہے جس کی خاص شرائط ہیں۔

(کتاب الفقہ ص۶۵۹ جلد۱)

Marfat.com

مسئلہ درمختار وشامی میں ہے کہ زکوٰۃ کا حکم قرآن کریم میں نماز کے ساتھ ۳۲ جگہ آیا ہے اور نماز کے علاوہ جو ذکر آیا ہے وہ نہیں لکھا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۴۱ ج ۶)

زکوٰۃ کے احکام کا جاننا کب فرض ہے؟

مسئلہ آدمی جب تک نصابِ زکوٰۃ یعنی ساڑھے سات تولہ سونا ۸۷ گرام ۴۷۹ ملی گرام یا ساڑھے باون تولہ ۶۱۲ گرام ۳۵ ملی گرام چاندی یا اس کی قیمت کے برابر نقدی، سامانِ تجارت وغیرہ کا مالک نہ ہو، اس وقت تک اس کو احکام عملیہ زکوٰۃ سیکھنا فرض اور ضروری نہیں گو اعتقاد فرضیت کا فرض ہے اور جب مال کا مالک ہو اُس وقت احکامِ عملیہ زکوٰۃ کا سیکھنا فرض اور ضروری ہوگیا۔ اس وقت احکام عملیہ کی قید اس لیے لگائی کہ عقیدہ کے درجہ میں تو ہر شخص کو زکوٰۃ کی فرضیت کا اقرار ضروری ہے۔ (امداد مسائل الزکوٰۃ ص ۱۰ بحوالہ تاسیس البیان ص ۴)

زکوٰۃ کب فرض ہوئی؟

احادیث اور آثار سے یہ معلوم ہوتا ہے اور فرائض خمسہ کی تاریخ تشریع سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ سب سے پہلے پنجگانہ نمازیں شبِ معراج میں مسلمانوں پر فرض ہوئیں، پھر مدینہ طیبہ میں ۲ھ ہجری میں روزے فرض ہوئے اور اس کے ساتھ ہی زکوٰۃ، فطر فرض ہوئی تاکہ روزہ دار لغو اور رفث سے پاک ہو جائے اور عید کے روز مسکینوں کی امداد ہو جائے، بعد ازاں زکوٰۃ مع نصاب اور مقادیر فرض ہوئی، لیکن اس امر پر کوئی قطعی دلیل موجود نہیں ہے کہ زکوٰۃ کے بارے میں یہ تحدیدات (Limitation) کس سنہ میں مقرر ہوئیں۔

(فقہ الزکوٰۃ ص ۱۰۱ جلد اول وفتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۱۴۱ ج ۶)

صدقہ، زکوٰۃ کی فرضیت صحیح یہ ہے کہ اوائلِ اسلام ہی میں مکہ مکرمہ کے اندر نازل ہوچکی تھی، جیسا کہ امام تفسیر ابن کثیرؒ نے سورۂ مزمّل کی آیت "فاقیموا لصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ" سے استدلال فرمایا ہے کیونکہ یہ سورت بالکل ابتداءِ وحی کے زمانہ کی سورتوں میں سے ہے، اس میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا بھی حکم ہے، البتہ روایاتِ احادیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء اسلام میں زکوٰۃ کے لیے کوئی خاص نصاب یا خاص مقدار مقرر نہ تھی، بلکہ جو کچھ ایک مسلمان کی اپنی ضرورتوں سے بچ رہے وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کیا جاتا تھا، نصابوں کا تعین اور مقدارِ زکوٰۃ کا بیان ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں ہوا ہے اور پھر زکوٰۃ وصدقات کی وصول یابی کا نظام محکمانہ

انداز کا فتح مکہ کے بعد عمل میں آیا ہے۔اس آیت میں باجماع صحابہؓ وتابعینؒ اسی صدقہ واجبہ کے مصارف کا بیان ہے جو نماز کی طرح مسلمانوں پر فرض ہے، کیونکہ جو مصارف اس آیت میں متعین کیے گئے ہیں وہ صدقات فرض کے مصارف ہیں، نفلی صدقات میں روایات کی تصریحات کی بناء پر بہت وسعت ہے وہ ان آٹھ مصارف میں منحصر نہیں ہیں۔ (معارف القرآن ص ۳۹۴ ج ۴)

زکوٰۃ کا حکم پہلی شریعتوں میں

زکوٰۃ کی اس غیر معمولی اہمیت اور افادیت کی وجہ سے اس کا حکم پہلے پیغمبروں کی شریعتوں میں بھی نماز کے ساتھ ہی ساتھ برابر رہا ہے۔سورۂ انبیاء میں حضرت ابراہیمؑ اوران کے صاحبزادے حضرت اسحٰقؑ اور پھر ان کے صاحبزادے حضرت یعقوبؑ کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے:

واحینا الیھم فعل الخیرات و اقام الصلوٰۃ ایتاء الزکوٰۃ۔ (انبیاء)

اور ہم نے ان کو حکم بھیجا نیکیوں کے کرنے کا (خاص کر) نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا۔

اور سورۂ مریم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

و کان یامر اھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ۔

اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔

قرآنِ کریم ان آیات سے ظاہر ہے کہ نماز اور زکوٰۃ ہمیشہ آسمانی شریعتوں کے خاص ارکان اور شعائر رہے ہیں، ہاں ان کے حدود اور تفصیلی احکام وتعینات میں فرق رہا ہے اور یہ فرق تو خود ہماری شریعت کے بھی ابتدائی اور آخری تکمیلی دور میں رہا ہے مثلاً یہ کہ پہلے ہر فرض نماز صرف دو رکعت پڑھی جاتی تھی، پھر فجر کے علاوہ باقی چار وقتوں میں رکعتیں بڑھ گئیں۔

اسی طرح ہجرت سے پہلے مکہ کے زمانۂ قیام میں زکوٰۃ کا حکم تھا۔چنانچہ سورۂ مؤمن، ومّل اور سورۂ لقمان کی بالکل ابتدائی آیتوں میں اہلِ ایمان کی لازمی صفات کے طور پر اقامتِ صلوٰۃ یعنی نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا ذکر موجود ہے جبکہ یہ تینوں سورتیں مکی ہیں۔ (معارف الحدیث ص ۲۳ ج ۴)

مکی دور میں زکوٰۃ کا مطلب

لیکن مکی دور میں زکوٰۃ کا مطلب صرف یہ تھا کہ اللہ کے حاجت مند بندوں پر اور خیر کی

Marfat.com

دوسری راہوں میں اپنی کمائی صرف کی جائے۔

نظامِ زکوٰۃ کے تفصیلی احکام اس وقت نہیں آئے تھے وہ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں آئے۔ پس جن مؤرخین اور مصنفین نے یہ لکھا ہے کہ زکوٰۃ کا حکم ہجرت کے بعد دوسرے سال میں یا اس کے بعد میں آیا، ان کا مطلب غالباً یہی ہے کہ اس کی حدود وتعینات اور تفصیلی احکام اس وقت آئے، ورنہ زکوٰۃ کا مطلق حکم تو یقیناً اسلام کے ابتدائی دور میں ہجرت سے کافی پہلے آچکا تھا۔ ہاں نظامِ زکوٰۃ کے تفصیلی مسائل اور حدود وتعینات ہجرت کے بعد آئے اور مرکزی طور پر اس کی تحصیلِ وصول کا نظام تو ۸ ھ کے بعد قائم ہو۔ (معارف الحدیث صفحہ ۲۴ جلد ۴)

قانونِ اسلامی کی تاریخ میں مشہور بات یہی ہے کہ زکوٰۃ مدینہ منورہ میں فرض ہوئی ہے، اس لیے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ بات مکی دور کی سورتوں میں کس حد تک ہم آہنگ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مکی دور کے قرآن میں جس زکوٰۃ کا ذکر آیا ہے وہ بعینہ وہ زکوٰۃ نہیں ہے جو مدینہ میں فرض ہوئی ہے جس کی مقدار مقرر اور حدود متعین ہیں اور جس کی وصولی کے لیے اور اس کے مصارف میں خرچ کرنے کے لیے کارندے بھیجے گئے اور ریاست نے اس کا انتظام کرنے کی ذمہ داری سنبھالی۔

مکی دور میں جو زکوٰۃ تھی وہ مطلق تھی اور اس میں حدود اور قیود نہیں تھیں اور اس کا مدار افراد کے ایمان، ان کے شعور اور ان۔ کے احساسِ اخوت پر تھا۔ اور اس وقت مؤمنین کے ساتھ حسنِ سلوک میں کبھی کم خرچ کرنا پڑتا اور کبھی زیدہ خرچ کرنا پڑتا تھا۔

(فقہ الزکوٰۃ ص ۸۵ ج ۱ از ڈاکٹر یوسف القرضاوی)

مدنی دور میں زکوٰۃ کی نوعیت

مکی دور میں مسلمانوں کی دعوتِ اسلام انفرادی تھی اور وہ اس دعوت کی بناء پر معاشرے سے کٹ کر الگ تھلگ ہو گئے تھے جبکہ مسلمان مدینہ منورہ پہنچے تو ایک منظم اجتماعی صورت میں آگئے اور مدینہ میں مسلمانوں کی ریاست تشکیل پا گئی اور ان کا اقتدار قائم ہو گیا تو پھر اس لیے اسلامی ذمے داریوں نے بھی اس نئی صورتِ حال میں تعمیم اور اطلاق کی جگہ تحدید اور تخصیص کی صورت اختیار کر لی اور جو پہلے راہ نمائی کرنے والی ہدایت تھیں وہ اب لازمی قوانین کی صورت اختیار کر گئیں اور ان قوانین کے نفاذ کے لیے ایمان ویقین کے ساتھ ساتھ اقتدار اور قوت سے کام لینا

Marfat.com

بھی ناگریز ہوگیا ہے۔ چنانچہ مدینہ منورہ میں آ کر زکوٰۃ نے بھی یہی صورت اختیار کی کہ شارع علیہ السلام (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان اموال کی تحدید فرمادی جن میں زکوٰۃ فرض ہے، اور اس کی فرضیت کی شرائط اور اس کی لازمی مقداروں کا تعین فرمادیا، اس کے مصارف مقرر کر دیئے اور اس کی تنظیم اور اس کے دائرہ کار کا ایک لائحہ عمل مقرر فرمادیا۔ (فقہ الزکوٰۃ ص ۸۶ ج ۱)

زکوٰۃ کے تین پہلو

زکوٰۃ میں نیکی اور افادیت کے تین پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ مؤمن بندہ جس طرح نماز کے قیام اور رکوع وسجود کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی بندگی اور تذلل ونیازمندی کا مظاہرہ جسم وجان اور زبان سے کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضاء ورحمت اور اس کا قرب اس کو حاصل ہو، اسی طرح زکوٰۃ ادا کر کے وہ اس کی بارگاہ میں اپنی مالی نذر اسی غرض سے پیش کرتا ہے اور اس بات کا عملی ثبوت دیتا ہے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ اسے اپنا نہیں بلکہ خدا کا سمجھتا اور یقین کرتا ہے، اور اس کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے وہ اس کو قربان کرتا اور نذرانہ چڑھاتا ہے۔

زکوٰۃ کا شمار "عبادات" اسی پہلو سے ہے، دین وشریعت کی خاص اصطلاح میں "عبادات" بندے کے انہی اعمال کو کہا جاتا ہے جن کا خاص مقصد وموضوع اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی عبدیت اور بندگی کے تعلق کو ظاہر کرنا اور اس کے ذریعہ اس کا رحم وکرم اور اس کا قرب ڈھونڈھنا ہو۔

دوسرا زکوٰۃ میں یہ ہے کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے ضرورت مند اور پریشان حال بندوں کی خدمت واعانت ہوتی ہے۔ اس پہلو سے زکوٰۃ اخلاقیات کا نہایت ہی اہم باب ہے۔

تیسرا پہلو اس میں افادیت کا یہ ہے کہ حب مال (مال کی محبت) اور دولت پرستی جو ایک ایمان کش اور نہایت مہلک "روحانی بیماری" ہے، زکوٰۃ اس کا علاج اور اس کے گندے اور زہریلے اثرات سے نفس کی تطہیر اور تزکیہ کا ذریعہ ہے۔ (معارف الحدیث ص ۲۰ ج ۴)

زکوٰۃ کا ایک اور مقصد

اسلام یہ نہیں چاہتا کہ دولت کسی ایک گروہ کی ٹھیکیداری میں آجائے، یا سوسائٹی میں کوئی ایسا طبقہ پیدا ہوجائے جو دولت کو خزانہ بنا بنا کر جمع کرے، بلکہ وہ چاہتا ہے کہ دولت ہمیشہ سیر وگردش میں رہے اور زیادہ سے زیادہ تمام افرادِ قوم میں پھیلے اور منقسم ہو۔

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ اس نے ورثاء کے لیے تقسیم واسہام کا قانون نافذ کردیا۔ اور اقوامِ عالم کے عام قوانین کی طرح یہ نہیں کیا کہ خاندان کے ایک ہی فرد کے قبضہ میں رہے۔ جوں ہی ایک شخص کی آنکھیں بند ہوئیں اس کی دولت جو اس وقت تک تنہا ایک جگہ میں تھی، اب وارثوں میں بٹ کر کئی جگہوں میں پھیل جائے گی اور پھر ان میں سے ہر وارث کے وارث ہوں گے اور اسے بانٹتے اور پھیلاتے رہیں گے۔ (حقیقت الزکوٰۃ ص ۲۰)

منکرِ زکوٰۃ کا حکم

زکوٰۃ کی اہمیت کے پیشِ نظر فقہائے کرامؒ نے فرمایا ہے کہ زکوٰۃ اور اس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے اور اسلام سے بالکل خارج ہے۔

اس سلسلے میں امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا شخص جو حال ہی میں اسلام لایا ہو، یا اسلامی ماحول سے دور کہیں جنگل میں پلا بڑھا ہو اور وہ زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کر کے اسے ادا نہ کرے تو اس کو اولاً فرضیت زکوٰۃ کی وجوہ اور اس کی اہمیت بتائی جائے گی، اگر وہ اس کے باوجود بدستور اپنے انکار پر قائم رہے تو اس کے کفر کا حکم لگایا جائے گا۔ لیکن اگر کوئی شخص مسلم معاشرے میں رہتا ہو اور اسے زکوٰۃ کی فرضیت کا علم ہو اور اس کے باوجود وہ انکار کرے تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس پر مرتد کے احکام جاری ہوں گے۔ یعنی پہلے اسے توبہ کے لیے کہا جائے گا اور توبہ نہ کرنے پر اسے قتل کر دیا جائے گا، کیونکہ زکوٰۃ کی فرضیت کا علم لازمی ہے اور اس علم کے باوجود اس کا انکار اللہ اور اس کے رسولﷺ کی تکذیب ہے۔ (المجموع ص ۳۳۴ ج ۵)

غرض کہ منکرینِ زکوٰۃ کے بارے میں واضح شرعی حکم موجود ہے اور جس پر اجماع بھی ہے۔

(فقہ الزکوٰۃ ص ۱۲۰ ج ا۔ و کتاب الفقہ ص ۹۵۹ ج ا)

مانعینِ زکوٰۃ سے جنگ

اسلام نے صرف اس امر پر اکتفاء نہیں کیا کہ زکوٰۃ نادہندگان سے مالی تاوان لے لیا جائے یا انہیں تعزیری سزائیں دے دی جائیں بلکہ اگر صاحبِ قوت گروہ سرکشی اختیار کر کے ادائے زکوٰۃ سے انکار کردے تو اسلام نے ان سے جنگ کرنے کا حکم بھی دیا ہے اور اس فرض کی ادائیگی کی خاطر جان سے مار ڈالنے (قتلِ نفس) اور خون بہانے سے بھی دریغ نہیں کیا ہے،

٩٢٠٠٩

حالانکہ اسلام تو آیا ہی اسی لئے ہے کہ انسانوں کو جانی تحفظ فراہم کرے، اس لیے کہ جو خون حق کی خاطر بہے وہ رائیگاں نہیں جاتا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل ہونے والا اس کی زمین میں عدل قائم کرنے کی خاطر مرجانے والا کبھی نہیں مرتا۔ اور جو جانیں اللہ اور رسول کی نافرمانی کی بناء پر اور اس کا حق ادا نہ کرنے اور اس سے کیے ہوئے عہد کی پاسداری نہ کرنے کی بناء پر تلف ہوں گی وہ بھی اس وجہ سے ہوں گی کہ انہوں نے اپنے طرز عمل اور اپنی بری روش سے خود ہی تحفظ کو پامال کر دیا، جو اسلام نے ان کو عطا کیا تھا۔ (فقہ الزکوٰۃ ص ۱۱۱ ج ۱)

سرکشی اور بغاوت کے طور پر زکوٰۃ سے انکار کرنے والوں سے (قتال) جنگ احادیث صحیحہ سے اور اجماعِ صحابہؓ سے ثابت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد زکوٰۃ نہ دینے پر اصرار کرنے والے عربوں کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ موقف اختیار کیا اور بڑے بڑے صحابہ کرامؓ نے اس موقف کی تائید کی اور آپؓ کے ساتھ مانعینِ زکوٰۃ سے جنگ میں شریک ہوئے، یہاں تک کہ اس جنگ میں ان صحابہ کرامؓ نے بھی شرکت فرمائی جو ابتداءً جنگ کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے سے پوری طرح متفق نہیں تھے۔ (اور اس طرح اسلامی شریعت میں مانعینِ زکوٰۃ سے جنگ کرنا ایک اجتماعی صورت اختیار کر گیا۔ کیونکہ) جنگ کے موقف کی تائید میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دلائل دیئے یہاں تک کہ تمام صحابۂ کرامؓ نے آپؓ کی رائے سے اتفاق کر لیا اور اس طرح ان کے موقف پر تمام صحابہؓ کا اجماع ہو گیا۔
(المجموع ص ۳۳۴ ج ۵)

حضرت ابوبکرؓ نے مانعینِ زکوٰۃ سے جنگ کیوں کی؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مانعینِ زکوٰۃ سے جنگ کرنا غالباً اس لحاظ سے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے کہ انسانی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ کوئی حکومت و ریاست معاشرے کے کمزور افراد اور فقراء اور مساکین کے حقوق انہیں دلانے کے لیے آمادۂ جنگ ہوگئی، جبکہ تاریخ میں ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے کہ سماج کے طاقتور طبقے کمزور طبقوں کو کھاتے رہے ہیں اور حکام اور اُمراء نے کبھی غریبوں اور بے کسوں کی پشت پناہی نہیں کی بلکہ اکثر و بیشتر حکومتِ وقت نے دولت مند طبقہ کی حمایت کی ہے۔ (الا ماشاء اللہ (فقہ الزکوٰۃ ص ۱۱۵ ج ۱)

Marfat.com

اسلام اور مسئلہ غربت کا حل

اسلام نے مسئلہ غربت کا جو حل پیش کیا ہے اور جس طرح ضرورت مندوں اور کمزوروں کی کفالت کا نظام قائم کیا، اس کی آسمانی مذاہب میں یا انسانوں کے بنائے ہوئے مروجہ قوانین میں کوئی نظیر نہیں ملتی اور اسلام نے اس سلسلے میں جو نظامِ تربیت وراہ نمائی دی ہے اور جو قوانین وتنظیمات فراہم کئے ہیں اور جو ان قوانین کے نفاذ اور تطبیق (applictioms) کے جو قواعد بتائے ہیں ان کی دنیا کے مذاہب وقوانین میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

اسلام نے غربت کے مسئلہ کو حل کرنے کی جانب جس قدر زیادہ توجہ دی اور جتنا زیادہ اس بات کا اہتمام کیا ہے اس کا اندازہ اس امر سے بہ خوبی ہوسکتا ہے کہ اسلام نے اپنے بالکل ابتدائی دور ہی میں جبکہ مسلمان محض چند گنتی کے مجبور وبے کس افراد تھے اور جو دعوتِ اسلام قبول کرنے کے جرم میں ہر قسم کے ظلم وستم سہہ رہے تھے اور جن کا کوئی سیاسی وجود نہ تھا اور نہ انھیں کوئی اقتدار حاصل تھا، اسلام نے اس دور میں غریبوں کے مسئلے کی جانب پوری توجہ کی اور قرآنِ کریم نے اس سلسلے میں بڑی اہم ہدایات دی۔ کبھی قرآن کریم نے اس مسئلہ کا ذکر طعام مسکین غریبوں کو کھانا کھلانا کے الفاظ سے کیا اور اس پر مخاطبین کو آمادہ کیا، اور کبھی اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے انفاق کی نصیحت کی اور کبھی سائل اور محروم کا حق ادا کرنے کا حکم فرمایا اور کبھی مسکین اور مسافر کا حق ادا کرنے کی تاکید کی اور کبھی "ایتاءِ زکوٰۃ" یعنی زکوٰۃ دینے کا عنوان اختیار کیا۔

غرض اس طرح مکّی دَور کے آغاز ہی سے قرآنِ کریم نے مسلمانوں کی روح میں یہ حقیقت جانگزیں کردی ہے کہ ہر انسان کے مال پر غریب اور محتاج کا لازمی حق ہے جسے بہر طور ادا کیا جانا چاہئے کیونکہ یہ محض نفلی صدقہ نہیں ہے کہ اگر چاہے ادا کرے اور چاہے نہ ادا کرے۔

(فقہ الزکوٰۃ ص ۷۱ ج۱)

زکوٰۃ کے فوائد

(۱) آج پوری دنیا میں سوشلزم کی بات ہورہی ہے، جس میں غریبوں کی فلاح وبہبود کا نعرہ لگا کر انھیں متمول (مالدار) طبقہ کے خلاف اکسایا جاتا ہے۔ اس تحریک سے غریبوں کا بھلا کہاں تک ہوتا ہے؟ یہ ایک مستقل موضوع ہے مگر یہاں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ امیر اور غریب کی یہ جنگ صرف اس لیے پیدا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے متمول طبقہ کے ذمہ

پسماندہ طبقہ کے جو حقوق عائد کئے تھے اُن سے انھوں نے پہلوتہی کی، اگر پورے ملک کی دولت کا چالیسواں حصہ ضرورت مندوں میں تقسیم کردیا جائے اور یہ عمل ایک وقتی سی چیز نہ رہے بلکہ ایک مسلسل عمل کی شکل اختیار کرلے اور امیر طبقہ کسی ترغیب وتحریص اور کسی جبر واکراہ کے بغیر ہمیشہ یہ فریضہ ادا کرتا رہے اور پھر اس رقم کی منصفانہ تقسیم مسلسل ہوتی رہے تو کچھ عرصہ کے بعد آپ دیکھیں گے کہ غرباء کو امیروں سے شکایت ہی نہیں رہے گی اور امیر وغریب کی جس جنگ سے دنیا جہنم کدہ بنی ہوئی ہے وہ اس نظام کی بدولت راحت وسکون کی جنت بن جائے گی۔ میں صرف پاکستان کی ملتِ اسلامیہ سے نہیں بلکہ دنیا بھر کے انسانوں اور معاشروں سے کہتا ہوں کہ وہ اسلام کے نظامِ زکوٰۃ کو نافذ کرکے اس کی برکات کا مشاہدہ کریں اور سرمایہ دار ملکوں کی جتنی دولت کمیونزم کا مقابلہ کرنے پر صرف ہورہی ہے وہ بھی اس مد میں شامل کرلیں۔

(۲) مال ودولت کی حیثیت انسانی معیشت میں وہی ہے جو خون کی بدن میں ہے۔ اگر خون کی گردش میں فتور آجائے تو انسانی زندگی کو خطرہ لاحق ہوجاتا ہے اور بعض اوقات دل کا دورہ پڑنے سے انسان کی اچانک موت واقع ہوجاتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح اگر دولت کی گردش منصفانہ نہ ہو تو معاشرہ کی زندگی خطرہ میں ہوتی ہے اور کسی وقت بھی حرکتِ قلب بند ہوجانے کا خوف طاری رہتا ہے۔

حق تعالیٰ نے دولت کی منصفانہ تقسیم اور عادلانہ گردش کے لیے جہاں اور بہت سی تدبیریں ارشاد فرمائی ہیں ان میں سے ایک زکوٰۃ وصدقات کا نظام بھی ہے۔ اور جب تک یہ نظام صحیح طور پر نافذ نہ ہو اور معاشرہ اس نظام کو پورے طور پر ہضم نہ کرلے تب تک نہ دولت کی منصفانہ گردش کا تصور کیا جاسکتا ہے اور نہ معاشرہ اختلال زوال سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

(۳) پورے معاشرے کو ایک اکائی تصور کیجئے، اور معاشرہ کو اس کے اعضاء سمجھئے آپ جانتے ہیں کہ کسی حادثہ یا صدمہ سے کسی عضو میں خون جمع ہوکر منجمد ہوجائے تو وہ گل سڑ کر پھوڑے پھنسی کی شکل میں پیپ بن کر بہہ نکلتا ہے، اسی طرح جب معاشرہ کے اعضاء میں ضرورت سے زیادہ خون جمع ہوجاتا ہے وہ بھی سڑنے لگتا ہے۔ اور پھر کبھی تعیش پسندی اور فضول خرچی کی شکل میں نکلتا ہے، کبھی عدالتوں اور وکیلوں کے چکر میں ضائع ہوتا ہے، کبھی بیماریاں اور ہسپتالوں میں لگتا ہے، کبھی اونچی اونچی بلڈنگوں اور

Marfat.com

محلات کی تعمیرات میں برباد ہو جاتا ہے۔

قدرت نے زکوٰۃ وصدقات کے ذریعہ ان پھوڑے پھنسیوں کا علاج تجویز کیا ہے جو دولت کے انجماد کی بدولت معاشرے کے جسم پر نکل آتی ہیں۔

(۴) اپنے بنی نوع سے ہمدردی انسانیت کا عمدہ ترین وصف ہے جس شخص کا دل اپنے جیسے انسانوں کی بے چارگی، غربت وافلاس، بھوک، فقر وفاقہ اور تنگ دستی زبوں حالی دیکھ کر نہیں پسیجتا، وہ انسان نہیں جانور ہے اور چونکہ ایسے موقعوں پر شیطان اور نفس، انسان کو انسانی ہمدردی میں اپنا کردار ادا کرنے سے باز رکھتے ہیں اس لیے بہت کم آدمی اس کا حوصلہ کرتے ہیں، حق تعالیٰ شانہ نے اپنے کمزور بندوں کی مدد کے لیے امیر لوگوں کے ذمہ یہ فریضہ عائد کر دیا تاکہ اس فریضہ خداوندی کے سامنے وہ کسی نادان دوست کے مشورے پر عمل نہ کریں۔

(۵) مال جہاں انسانی معیشت کی بنیاد ہے، وہاں انسانی اخلاق کے بنانے اور بگاڑنے میں بھی اس کو گہرا دخل ہے۔ بعض دفعہ مال کا نہ ہونا انسان کو غیر انسانی حرکت پر آمادہ کرتا ہے اور وہ معاشرہ کی ناانصافی کو دیکھ کر معاشرتی سکون کو غارت کرنے کی ٹھان لیتا ہے۔ بعض اوقات وہ چوری، ڈکیتی، سٹہ اور جوا جیسی قبیح حرکات شروع کر دیتا ہے، کبھی غربت وافلاس کے ہاتھوں تنگ آ کر وہ زندگی سے ہاتھ دھو لینے کا فیصلہ کر لیتا ہے، کبھی وہ پیٹ کا جہنم بھرنے کے لیے اپنی عزت وعصمت کو نیلام کرتا ہے اور کبھی فقر وفاقہ کا مداوا ڈھونڈھنے کے لیے اپنے دین وایمان کا سودا کرتا ہے۔ اسی بناء پر ایک حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ فقر وفاقہ آدمی کو قریب قریب کفر تک پہنچا دیتا ہے"۔

یہ تمام غیر انسانی حرکات معاشرہ میں فقر وفاقہ سے جنم لیتی ہیں اور بعض اوقات گھرانوں کے گھرانوں کو برباد کر کے رکھ دیتی ہیں۔ ان کا مداوا (حل) ڈھونڈھنا معاشرہ کی اجتماعی ذمہ داری ہے اور صدقات وزکوٰۃ کے ذریعہ خالقِ کائنات نے ان برائیوں کا سدِ باب بھی فرمایا ہے۔

(۶) اس کے برعکس بعض اخلاقی خرابیاں وہ ہیں جو مال ودولت کے افراط سے جنم لیتی ہیں، امیرزادوں کو جو جو چونچلے سوجھتے ہیں اور جس قسم کی غیر انسانی حرکات ان سے سرزد ہوتی ہیں انھیں بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ صدقات وزکوٰۃ کے ذریعے حق تعالیٰ نے

Marfat.com

مال ودولت سے پیدا ہونے والی اخلاقی برائیوں کا بھی انسداد فرمایا تا کہ ان لوگوں کو غرباء کی ضروریات کا بھی احساس رہے اور غرباء کی حالت میں ان کے لیے تازیانۂ عبرت بھی ہے۔

۷) زکوٰۃ وصدقات کے نظام میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس سے وہ مصائب وآفات ٹل جاتی ہیں جو انسان پر نازل ہوتی رہتی ہیں۔ اسی بناء پر بہت سی احادیث میں بیان فرمایا گیا ہے کہ صدقہ کے ذریعہ بلا دور ہوتی ہے اور انسان کی جان ومال آفات سے محفوظ رہتی ہیں۔

۸) زکوٰۃ وصدقات کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے مال ودولت میں برکت ہوتی ہے اور زکوٰۃ وصدقات میں بخل کرنا آسمانی برکتوں کے دروازے بند کر دیتا ہے، حدیث شریف میں ہے کہ جو قوم زکوٰۃ روک لیتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر قحط اور خشک سالی مسلط کر دیتا ہے اور آسمان سے بارش بند ہو جاتی ہے۔ طبرانی۔ حاکم۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۳۳۶ ج ۳)

خدائی فیصلہ

انسان کی مادّی ضرورتوں کا اس کائنات کی مادّی چیزوں سے وابستہ ہونا ایک قدرتی چیز ہے اور یہ بھی حکمت خداوندی کا تقاضہ اور عالم تکوین کا اٹل فیصلہ ہے کہ مادّی اَسباب ووسائل تمام انسانوں کو برابر تقسیم نہ کیے جائیں بلکہ ضروری ہے کہ کچھ لوگوں کو وسائل زندگی اور اَسباب معاش اس قدر فراوانی سے دیئے جائیں کہ ان کی ضروریات زندگی سے بہت زیادہ ہوں، اور کچھ لوگوں کو اس میں سے اتنا کم حصہ ملے کہ وہ اپنی روزانہ ضروریات بھی بآسانی پوری نہ کر سکیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیٰوۃ الدنیا الخ۔ (سورہ زخرف ایت ۳۲ پارہ ۲۵)

ترجمہ "کہ ہم نے دنیا کی زندگی میں ان کے اَسباب معاش ان کے درمیان تقسیم کر دیئے ہیں اور بعض کو بعض پر بدرجہا فائق بنایا ہے کہ ان میں کا ایک دوسرے کو اپنا تابعدار بنالیتا ہے"۔

اور دنیا کا نظم ونسق قائم رکھنے اور توازن برقرار رکھنے کے لیے یہ اونچ نیچ بالکل ضروری اور لابدی چیز ہے۔

لیکن خدا تعالیٰ نے یہ اونچ نیچ مقرر کر کے دونوں فریق کو ان کے حال پر نہیں چھوڑ دیا بلکہ جہاں ایک طرف ہزاروں ''تکوینی'' مصلحتوں کے تحت یہ اونچ نیچ رکھی گئی ہے وہیں خدائے قیوم نے ''تشریعی'' طور پر یہ حکم بھی دیا ہے کہ:۔

''فی اموالہم حق معلوم الخ کہ ان کے مالوں میں حصہ مقرر ہے مانگنے والوں اور (وسائلِ معاش سے) محروم لوگوں کیلئے۔ (سورۃ المعارج آیت ۲۴ پارہ ۲۹)

یعنی مالداروں کے مالوں میں محروموں اور حاجت مندوں کا حصہ طے شدہ اور متعین ہے جو ان کا حصہ نہیں دیتا وہ گویا غاصب ہے اور ناجائز طور پر اس پر قبضہ جمائے ہوئے ہے چنانچہ ایک حدیث شریف سے اشارۃً یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جس شخص پر زکوٰۃ جس وقت واجب ہوجاتی ہے اسی وقت خدائی کھاتے میں خود بخود اس مال کا چالیسواں حصہ علیحدہ مستحق کے نام لکھدیا جاتا ہے، اب اس کا ادا نہ کرنا ''مال کا نہ نکالنا'' نہیں ہے بلکہ اس کے مقررہ حصہ کو اپنے مال میں دوبارہ ''شامل'' کرنا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:۔

''ماخالطت الزکوٰۃ مالاً قط الا اھلکتہ''۔

یعنی زکوٰۃ کا مال جس مال میں بھی شامل ہوگا اس کو ہلاک کر کے چھوڑے گا۔''

(مشکوٰۃ ص ۱۵۷ ج ۱)

(اور ایک حدیث میں زکوٰۃ کو مال کا مَیل قرار دیا گیا ہے کہ:

ان ھٰذہ الصدقات انما ھی او ساخ الناس۔'' (مشکوٰۃ ص ۱۶۱ ج ۱)

یعنی بلاشبہ یہ زکوٰۃ کا مال لوگوں (کے مال) کے میل کے سوا کچھ نہیں ہے چنانچہ اسی میل سے ان مالوں کو پاک صاف کرنے کے لیے ارشادِ خداوندی ہے کہ:۔ خذمن اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا۔ (ترجمہ): ''ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ لے کر آپ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مالوں) کو پاک کردیجئے اور انھیں زکوٰۃ کے ذریعہ پاک باطن کردیجئے۔'' (سورۂ توبہ آیت ۱۰۳۔ پارہ ۱۰)

ابوداؤد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اس لیے فرض کی ہے (کہ اس کے ذریعہ) تمہارے بقیہ مال کو پاک صاف کردے''۔ (مشکوٰۃ ص ۱۵۶ ج ۱)

زکوٰۃ مال کا میل ہے

جیسے گنے کے رس کو پکا کر جب اس کا گڑ یا شکر بناتے ہیں تو کچھ دیر پکنے کے بعد اوپر

Marfat.com

جھاگ کی شکل میں کچھ میل آ جاتا ہے جس کا نکالنا ضروری ہوتا ہے، اگر اس کو پورے رس سے علیحدہ نہ کیا جائے، پورا مال گندہ، خراب اور بدشکل تیار ہوتا ہے۔ اسی طرح بقدرِ نصاب مال پر جب ایک سال کی مدت گذر جاتی ہے تو اس کا میل نکل کر اوپر آ جاتا ہے جس کی خبر چشمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشاہدہ کر کے ہمیں دیدی ہے، اگر اس میل کو جو چھٹ کر خود بخود علیحدہ ہو چکا ہے، دوبارہ اس میں شامل کر دیا جائے تو پورا مال خراب ہو جاتا ہے اور جس طرح صاف اور عمدہ مال کی مارکیٹ میں وہ گندہ اور میلا گڑ شکر نہیں چل سکتا، اسی طرح یہ مال اس صاحبِ ثروت (مالدار) آدمی کے اچھے کاموں میں خرچ نہ ہوگا بلکہ طرح طرح کی ناگہانی اور غیر متوقع آفتوں میں خرچ ہو کر ضائع و تباہ ہوگا، جس کا اشارہ اوپر والی حدیث میں بھی ہے، اور بھی متعدد احادیث اس ہی قسم کی ہیں۔ (الترغیب والترہیب ص ۱۶۵ ج ۲۔ کتاب الصدقات)

شریعت کا اگر صرف نظامِ زکوٰۃ ہی مکمل طور پر قائم ہو جائے تو دنیا کی آدھی سے زیادہ مصیبتیں و پریشانیاں خود بخود دور ہو جائیں۔ مالدار جس غریب کے پاس رقم (زکوٰۃ و صدقات وغیرہ) لے پہنچتا ہے اور چپکے سے اس کے حوالہ کر دیتا ہے تو اس غریب کے دل میں جو اس کے مال سے بغض و حسد کی چنگاری سلگی رہتی ہے وہ ہمیشہ کے لیے بجھ جاتی ہے اور خود یہ مالدار جب غریبوں سے قریب ہوتا ہے اور ان کی پریشانیاں اور مشکلات اس کے سامنے آتی ہیں تو اس کے اندر اپنی خوش حالی پر خدا تعالیٰ کے لیے جذبۂ تشکر پیدا ہوتا ہے اور وہ مال کی قدر کو پہچانتا ہے۔

(الترغیب ص ۱۶۹ ج ۲)

عالَمِ برزخ میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کا انجام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج میں دیکھا آپؐ نے فرمایا کہ ایک قوم پر گذر ہوا کہ ان کی شرمگاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ مواشی کی طرح چر رہے تھے اور رقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے۔ آپؐ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔ اور ان پر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہیں کیا اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ (نشر الطیب ص ۵۱)

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے لیے جو سزائیں خدا تعالیٰ نے آخرت میں تجویز فرمائی ہیں وہ تو الگ ہیں۔ یہ عذاب تو حشر ہی سے شروع ہو جائے گا جس طرح بعض سنگین مجرموں پر

Marfat.com

مقدمہ فیصل ہونے سے پہلے ہی کچھ سختیاں حوالات ہی سے ہونے لگتی ہیں اور عدالت میں بھی ان کو ذلت ورسوائی کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ اسی طرح خدا کے ان باغی مجرموں کے ساتھ بھی حشر میں ایسا ہی ہوگا۔ (ترغیب ص ۱۸۲ ج ۲)

حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:

۱) اس کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

۲) نماز قائم کرنا۔

۳) زکوٰۃ ادا کرنا۔

۴) بیت اللہ کا حج کرنا۔

۵) رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (بخاری ومسلم ص ۳۲ ج ۱)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جس شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی اس نے اس کے شر کو دور کر دیا۔ (کنز العمال مجمع الزوائد ص ۶۳ ج ۳)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جب تم نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی تو تم پر جو ذمہ داری عائد ہوتی تھی اس سے تم سبک دوش ہو گئے۔ (ترمذی ص ۷۸ ج ۱)

ایک اور حدیث میں ہے کہ اپنے مالوں کو زکوٰۃ کے ذریعے محفوظ کرو، اپنے بیماروں کا صدقہ سے علاج کرو، اور مصائب کے طوفان کا دعاء وتضرّع سے مقابلہ کرو۔ (ابوداؤد)

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، قیامت میں اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا اور اس کی گردن سے لپٹ کر گلے کا طوق بن جائے گا۔

(نسائی ص ۳۳۳)

جس شخص کو اللہ جل شانہ نے مال عطا کیا ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو تو وہ سانپ بن کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا اور وہ کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں۔

سانپ جس گھر میں بھی نکل آتا ہے، دہشت کی وجہ سے اندھیرے میں اس گھر میں جانا مشکل ہو جاتا ہے کہ کہیں لپٹ نہ جائے، لیکن اللہ تعالیٰ کا پاک رسول فرماتا ہے کہ یہی مال جس کو آج محفوظ خزانوں میں اور لوہے کی الماریوں میں رکھا جاتا ہے، زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر کل کو سانپ بن کر تمہیں لپٹا دیا جائے گا۔

Marfat.com

گھر کے سانپ کا لپٹنا ضروری نہیں ہوتا، محض احتمال ہے کہ شاید وہ لپٹ جائے اور اس احتمال پر بار بار فکر و خوف ہوتا ہے کہ کہیں ادھر سے نہ نکل آئے اُدھر سے نہ نکل آئے۔ اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر اس کا عذاب یقینی ہے پھر بھی اس کا خوف ہم کو نہیں ہوتا۔ (فضائل صدقات ص۲۳۶ ج۱)

زکوٰۃ نہ دینے پر دنیوی عذاب

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھی قوم زکوٰۃ دینا چھوڑ دیتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو قحط سالی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور اپنے اپنے مالوں کی زکوٰۃ دینا چھوڑ دیں گے تو ضرور آسمان سے بارشیں روک دی جائیں گی، حتیٰ کہ اگر چوپائے نہ ہوں تو ایک قطرہ نہ برسے۔ (ترغیب ص۱۹۰ ج۲۔ وفقہ الزکوٰۃ ص۱۰۷ ج۱)

قحط کی وباء ہم لوگوں پر ایسی مسلط ہو رہی ہے کہ اس کی حد نہیں ہزاروں تدبیریں اس کے زائل کرنے کے واسطے کی جاتی ہیں لیکن کوئی بھی کارگر نہیں ہو رہی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کوئی وبال کسی گناہ پر اتار دیں تو دنیا میں کسی کی کیا طاقت کہ اس کو ہٹا سکے، وہ تو اس کے ہی ہٹانے سے ہٹ سکتی ہے۔ اس نے مرض بتلا دیا ہے اور اس کا صحیح علاج بتا دیا۔ اگر مرض کو زائل کرنا مقصود ہو تو صحیح علاج (قرآن و حدیث کی روشنی میں) اختیار کیجئے گا۔ (فضائل صدقات ص۲۵۲ ج۱)

"جس مال کی زکوٰۃ باقی رہ جاتی ہے وہ اس مال کو خراب کر دیتی ہے"۔

حدیث مذکورۂ بالا کے دو مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ جس مال کی زکوٰۃ اسی مال میں باقی رہ گئی ہو اور ادا نہ ہوئی ہو تو وہ زکوٰۃ اسی مال کے ضیاع اور خرابی کا باعث بن جاتی ہے۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص جو خود مالدار ہو اگر وہ زکوٰۃ لے لے اور اسے اپنے مال میں شامل کر لے تو اس کا سارا مال ضائع ہو جاتا ہے۔

(فقہ الزکوٰۃ ص۱۰۸ ج۱ بحوالہ نیل الاوطار ص۱۲۶ ج۴)

مسلمان کے لیے زکوٰۃ انشورنس ہے

زکوٰۃ مسلمانوں کی آپریٹو سوسائٹی ہے، یہ انکی انشورنس کمپنی ہے یہ انکا پراویڈنٹ فنڈ ہے، یہ انکے لیے بے کاروں کا سرمایۂ اعانت ہے، یہ ان کے معذوروں، اپاہجوں، بیماروں، یتیموں، بیواؤں کا ذریعۂ پرورش ہے اور ان سب سے بڑھ کر یہ (زکوٰۃ) وہ چیز ہے جو مسلمانوں کو

Marfat.com

فکر فردا سے بالکل بے نیاز کردیتی ہے۔ اسکا سیدھا سادا اصول یہ ہے کہ آج تم مالدار ہو تو دوسروں کی مدد کرو، کل تم نادار ہو گئے تو دوسرے تمہاری مدد کریں گے۔ تم کو یہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں کہ ہم مفلس ہو گئے تو کیا بنے گا؟ مر گئے تو بیوی بچوں کا کیا حشر ہوگا؟ کوئی آفاتِ ناگہانی آپڑی، بیمار ہو گئے، گھر میں آگ لگ گئی، سیلاب آ گیا، دیوالہ نکل گیا تو ان مصیبتوں سے مخلصی کی کیا سبیل ہوگی؟ سفر میں پیسہ نہ رہا تو کیونکر گذر بسر ہوگی؟ ان سب فکروں سے صرف زکوٰۃ تم کو ہمیشہ کے لیے بے فکر کر دیتی ہے، تمہارا کام بس اتنا ہے کہ اپنی پس انداز کی ہوئی دولت میں سے ڈھائی فی صد دے کر اللہ کی انشورنس کمپنی میں اپنا بیمہ کرالو، اس وقت تم کو اس دولت کی ضرورت نہیں ہے، یہ ان کے کام آئے گی جو اس کے ضرورت مند ہیں۔ کل جب تم ضرورت مند ہو گے یا تمہاری اولاد یا بیوی ضرورت مند ہوگی تو نہ صرف تمہارا اپنا دیا ہوا مال بلکہ اس سے بھی زیادہ تم کو واپس مل جائے گا۔ (فقہ الزکوٰۃ ص ۱۳، ۷ ج ۲)

سرمایہ داری اور زکوٰۃ

سرمایہ داری اور اسلام کے اصول ونتائج میں کلی تضاد نظر آتا ہے کہ سرمایہ داری کا تقاضہ یہ ہے کہ روپیہ جمع کیا جائے اور اس کو بڑھانے کے لیے سود لیا جائے تاکہ ان نالیوں کے ذریعہ آس پاس کے لوگوں کا روپیہ سمیٹ کر اس جھیل میں جمع کیا جائے۔ اسلام اس کے بالکل خلاف یہ حکم دیتا ہے کہ روپیہ اول تو بالکل جمع ہی نہ ہو، اور اگر جمع ہو بھی جائے تو اس تالاب میں سے زکوٰۃ کی نہریں نکال دی جائیں تاکہ جو کھیت سوکھے ہیں ان کو پانی پہنچے اور گردوپیش کی ساری زمین شاداب ہو جائے۔ سرمایہ داری کے نظام میں دولت کا مبادلہ مقید ہے اور اسلام میں آزاد، سرمایہ داری کے تالاب سے پانی لینے کے لیے ناگزیر ہے کہ خالص آپ کا پانی پہلے سے وہاں موجود ہو، ورنہ آپ ایک قطرۂ آب (پانی) بھی نہیں لے سکتے۔

اس کے مقابلے میں اسلام کے خزانۂ آب کا قاعدہ یہ ہے کہ جس کے پاس ضرورت سے زیادہ پانی (مال) ہو وہ اس میں لاکر (زکوٰۃ) ڈال دے، اور جس کو پانی (مال) کی ضرورت ہو وہ اس سے لے لے۔

ظاہر ہے کہ یہ دونوں طریقے اپنی اصلی طبیعت کے لحاظ سے ایک دوسرے کی پوری ضد ہیں اور ایک ہی منظم معیشت میں دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ (فقہ الزکوٰۃ ص ۱۴، ۷ ج ۲)

کیا زکوٰۃ اسلامی ٹیکس ہے؟

زکوٰۃ ٹیکس نہیں ہے بلکہ ایک اعلیٰ ترین عبادت ہے۔ بعض لوگوں کے ذہن میں زکوٰۃ کا ایک نہایت گھٹیا تصور ہے کہ وہ اس کو حکومت کا ٹیکس سمجھتے ہیں جس طرح کہ تمام حکومتوں میں مختلف قسم کے ٹیکس عائد کیے جاتے ہیں، حالانکہ زکوٰۃ کسی حکومت کا عائد کردہ ٹیکس نہیں، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی حکومت کی ضروریات کے لیے اس کو عائد کیا ہے بلکہ حدیث میں صاف طور پر ارشاد ہے کہ ''زکوٰۃ'' مسلمانوں کے متمول (مالدار) طبقہ سے لے کر ان کے تنگدست طبقہ کو لوٹا دی جائے۔

اسی طرح یہ سمجھنا بھی غلط ہے کہ زکوٰۃ دینے والے فقراء و مساکین پر کوئی احسان کرتے ہیں، ہرگز نہیں بلکہ خود فقراء و مساکین کا مالداروں پر احسان ہے کہ ان کے ذریعے سے ان لوگوں کی رقم خدائی بینک میں جمع ہو رہی ہے، اگر آپ کسی کو بینک میں جمع کرانے کے لیے کوئی رقم سپرد کرتے ہیں تو کیا آپ اس پر احسان کر رہے ہیں؟ اگر یہ احسان نہیں تو فقراء کو زکوٰۃ دینا بھی ان پر احسان نہیں۔

پہلی اُمتوں میں جو مال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذرانہ کے طور پر پیش کیا جاتا تھا اس کا استعمال کرنا کسی کے لیے بھی جائز نہیں تھا بلکہ وہ ''سوختنی قربانی کہلاتی تھی''۔ اس کو قربان گاہ میں رکھ دیا جاتا تھا، اب اگر آسمان سے آگ آ کر اُسے راکھ کر جاتی تو یہ قربانی کے قبول ہونے کی علامت تھی۔ اور اگر وہ چیز اسی طرح پڑی رہتی تو اس کے مردود ہونے کی علامت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر یہ خاص عنایت فرمائی ہے کہ اُمراء کو حکم دیا گیا کہ وہ جو چیز حق تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنا چاہیں اس کو ان کے فلاں فلاں بندوں (فقراء و مساکین) کے حوالے کر دیں۔ اس عظیم الشان رحمت کے ذریعے ایک طرف فقراء کی حاجت کا انتظام کر دیا گیا، دوسری طرف اس امتِ مرحومہ کے لوگوں کو رسوائی اور ذلت سے بچا لیا گیا ہے، اب خدا ہی جانتا ہے کہ کون پاک مال سے صدقہ کرتا ہے اور کون ناپاک مال سے؟۔ کون ایسا ہے جو محض رضاء الٰہی کے لیے دیتا ہے اور کون نام و نمود اور شہرت و ریا کے لیے۔ الغرض زکوٰۃ ٹیکس نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذرانہ ہے۔
یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اسے قرضِ حسنہ فرمایا ہے: من ذالذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضٰعفہ لہ اضعافاً کثیرۃً۔ (پارہ ۲ سورہ بقرہ)

Marfat.com

یہاں صدقات کو قرضِ حسن سے اس لیے تعبیر کیا گیا ہے کہ جس طرح قرض واجب الاداء ہے اسی طرح صدقہ کرنے والے کو مطمئن رہنا چاہئے کہ ان کا یہ صدقہ ہزاروں برکتوں اور سعادتوں کے ساتھ انھیں واپس کردیا جائے گا۔ یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ کو کسی چیز کی احتیاج ہے۔

یہ ہی وجہ ہے کہ صدقہ فقیر کے ہاتھوں میں جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے اور فقیر گویا اس دینے والے سے وصول نہیں کر رہا ہے بلکہ یہ اسی کی طرف سے دیا جا رہا ہے جو سب کا داتا ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۲۸ ج ۳)

اسلامی ٹیکس (زکوٰۃ) میں یہ فرق ہے کہ حکومت ٹیکس لے کر اپنے کاموں میں خرچ کرتی ہے اور اسلام ٹیکس (زکوٰۃ) کی رقمیں غرباء، مساکین اور محتاجوں میں تقسیم کرا دیتا ہے۔ اسلام نے اس رقم کو خرچ کرنے کے لئے آٹھ حلقے بنائے ہیں۔ (حقیقت الزکوٰۃ ص ۵۷)

زکوٰۃ اور ٹیکس کا بنیادی فرق

مسئلہ ٹیکس کی ادائیگی کو زکوٰۃ کے لیے کافی سمجھ لینا یا زکوٰۃ کی کچھ رقم کا بطور ٹیکس ادا کر دینا نہ درست ہے اور نہ کافی۔ زکوٰۃ اور ٹیکس کے درمیان بڑا بنیادی اور جوہری فرق ہے۔ زکوٰۃ ایک عبادت ہے، اسی لیے اس نیت اور ارادہ ضروری ہے۔ اخلاص خداوندی مطلوب ہے۔ اس کے لیے متعین مصارف ہیں، انہی پر ان کو خرچ کیا جا سکتا ہے۔ غیر مسلموں اور عام رفاہی کاموں میں اس کا استعمال جائز نہیں ہے۔ (زکوٰۃ جن کو دی جائے وہ مستحق بھی ہوں اور مالک بننے کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں) اس کی ایک مقدار اور تناسب معین ہے، واجب ہونے کے لیے دولت کی ایک حد مقرر ہے پھر اس کی ادائیگی کے لیے ایک سال کی مدت ہے، بعض خصوصی اَموال ہی ہیں جن میں واجب ہوتی ہے، ہر مال پر واجب نہیں ہوتی۔ یہ سارے احکام قرآن وسنت سے ثابت ہیں، اس میں ادنیٰ تبدیلی اور تغیر کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اس کے برخلاف ٹیکس عبادت نہیں ہے بلکہ حکومت کی اعانت، یا اس سے پہنچنے والے فائدہ کا معاوضہ ہے، نہ اس کے لیے کوئی متعین تناسب اور مقدار ہے نہ کسی مال کی تعین ہے، نہ اس کے لیے نیت وارادہ کا کوئی سوال ہے، نہ اس کے مصارف وہ ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں اور نہ اس کے لیے وہ مناسب حدیں ہیں جو شریعت زکوٰۃ کے لیے متعین کرتی ہے بلکہ بسا اوقات یہ ظلم کی سطح

Marfat.com

تک پہنچ جاتا ہے۔ (جدید فقہی مسائل ص ۱۲۵)

زکوٰۃ کا ایک نمایاں فرق

سب سے پہلا فرق زکوٰۃ اور ٹیکس کے درمیان ان کے ناموں سے نمایاں ہے کہ زکوٰۃ کے معنیٰ پاکی، نشوونما اور برکت کے ہیں۔ شریعتِ اسلامیہ نے مال کے اس حصہ کو جو زکوٰۃ دہندہ فقیر کو دیتا ہے زکوٰۃ کہا ہے۔ اس سے زکوٰۃ دہندہ کے نفس میں یہ تاثر پیدا کرنا ہے کہ اس کا یہ عمل سراسر خیر و برکت کا حامل اور اس کے مال کو نشوونما دینے والا اور اس کو پاک کر دینے والا ہے۔

جب کہ ٹیکس (ضریبہ) کا لفظ محض جبر والزام کا مفہوم ادا کرتا ہے یعنی یہ ایک تاوان ہے جو زبردستی اور بالجبر مالدار شخص پر لاد دیا گیا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ لوگ ٹیکس کو ایک بے حد ناگوار بوجھ اور ان کے مال پر پڑ جانے والا ڈنڈ سمجھتے ہیں۔

زکوٰۃ کا لفظ اپنے پاکیزگی، برکت اور نشوونما کے مفاہیم کے ساتھ اس امر کی بھی نشان دہی کرتا ہے کہ صاحب مال جس مال کو اللہ کا حق ادا کئے بغیر جمع کرتا ہے وہ ناپاک ونجس رہتا ہے اور زکوٰۃ ہی ہے جو اس مال کو پاک کرتی ہے اور صاحبِ مال کو بخل اور حرص سے پاک کرتی ہے۔ زکوٰۃ کا لفظ بتلاتا ہے کہ جو مال بظاہر ادائے زکوٰۃ سے کم ہوتا نظر آتا ہے درحقیقت وہ نشوونما پا رہا ہے اور اس میں افزودگی ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۂ بقرہ پ ۳ میں:۔

یمحق اللّٰہ الربوٰا ویربی الصدقات۔ (مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو)۔

(فقہ الزکوٰۃ ص ۵۹۹ ج ۲)

کیا زکوٰۃ کی وصولیابی حکومت پر ہے؟

رہا یہ سوال کہ جب زکوٰۃ ٹیکس نہیں بلکہ خالص عبادت ہے تو حکومت کو اس کا انتظام کیوں سپرد کیا جائے؟ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اسلام پورے معاشرے کو ایک اکائی قرار دے کر اس کا نظم ونسق اسلامی حکومت کے سپرد کرتا ہے۔ اس لیے وہ فقراء ومساکین جو اسلامی معاشرے کا جزو ہیں، ان کی ضروریات کا تکفل بھی اسلامی معاشرے کی قوتِ مقتدرہ کے سپرد کرتا ہے اور اس کفالت کے لیے اس نے صدقات وزکوٰۃ کا نظام رائج فرمایا ہے جو فقراء ومساکین کی کفالت کی سب سے بڑی ذمہ داری حکومت پر عائد کی گئی ہے۔ اس لیے اس مد کے لیے مخصوص رقم کا بندوبست بھی حکومت کا فریضہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ حکومت کی جانب سے صدقات

Marfat.com

کی وصولی وانتظام پر مقرر ہوں، حدیث شریف میں ان کو "غازی فی سبیل اللہ" کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

جس میں ایک طرف ان کی خدمات کو سراہا گیا ہے اور دوسری طرف نازک ذمہ داری کا بھی انھیں احساس دلایا گیا ہے یعنی اگر وہ اس فریضہ کو جہاد فی سبیل اللہ سمجھ کر ادا کریں گے تب اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوں گے اور اگر انہوں نے اس مال میں ایک پیسہ کی بھی خیانت روا رکھی تو انھیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ وہ خدائی مال میں خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں جو ان کے لیے آتشِ دوزخ کا سامان ہے چنانچہ ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ "جس شخص کو ہم نے کسی کام پر مقرر کیا اور اس کے لیے وظیفہ بھی مقرر کر دیا، اس کے بعد اگر وہ اس مال سے کچھ لے گا تو وہ غنیمت میں خیانت کرنے والا ہوگا"۔ (ابوداؤد)۔(آپ کے مسائل ص ۳۳۹ ج ۳)

کیا سرکاری ٹیکس زکوٰۃ میں محسوب ہوسکتا ہے؟

سوال سرکار تجارت کے منافع اور مکانات کے کرایہ پر ٹیکس لیتی ہے۔ کیا یہ زکوٰۃ میں محسوب ہوسکتا ہے؟

جواب ٹیکس میں جو روپیہ دیا جاتا ہے وہ زکوٰۃ میں محسوب نہیں ہوسکتا، زکوٰۃ علیحدہ ادا کرنی چاہئے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۴۷ ج ۶۔ بحوالہ شامی باب الزکوٰۃ الغنم ص ۳۴ ج ۲)

کیا انکم ٹیکس ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

مسئلہ انکم ٹیکس ملک کی ضروریات کے لیے گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہے۔ جبکہ زکوٰۃ ایک مسلمان کے لیے فریضۂ خداوندی اور عبادت ہے۔ انکم ٹیکس ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، بلکہ زکوٰۃ الگ ادا کرنا فرض ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۸۷ ج ۳)

حاکمِ وقت اور زکوٰۃ

مسئلہ اگر حاکمِ وقت کوئی مسلمان عادل ہے تو اس کو ہر قسم کے مال کی زکوٰۃ لینے کا حق حاصل ہے وہ تمام لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر کے مستحقین پر صرف کرے گا۔

مسئلہ اگر حاکمِ وقت کوئی ظالم یا غیر مسلم ہو تو اس کو زکوٰۃ لینے کا کچھ حق نہیں ہے اور اگر وہ جبراً لے لے تو دیکھنا چاہئے کہ اس نے اس مال کو مستحقین پر خرچ کیا یا نہیں؟ اگر مستحقین پر صرف کیا

Marfat.com

ہے تو خیر، ورنہ ان لوگوں کو چاہیے کہ پھر دوبارہ زکوٰۃ نکالیں اور بطورِ خود مستحقین پر تقسیم کریں۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہ دیتا ہو تو حاکمِ وقت کو چاہیے کہ اس کو قید کر دے اور اس سے زکوٰۃ طلب کرے، جبراً اس کے مال کو قرق نہ کرنا چاہیے، کیونکہ زکوٰۃ کے صحیح ہونے میں نیت شرط ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب اس کا مال جبراً لیا جائے گا تو وہ نیتِ زکوٰۃ نہ کرے گا۔ (علم الفقہ ص ۳۱ ج ۴)

اَموالِ ظاہرہ وباطنہ کی زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ: حکومت صرف اَموالِ ظاہرہ کی زکوٰۃ وصول کرے گا۔ اموالِ باطنہ کی زکوٰۃ ہر شخص اپنی صوابدید کے مطابق ادا کر سکتا ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴۱ ج ۳)

(کارخانوں اور ملوں میں تیار ہونے والا مال، تجارت کا مال اور بینک میں جمع شدہ سرمایہ اَموالِ ظاہرہ ہیں اور جو سونا چاندی، نقدی گھروں میں رہتی ہے ان کو اموال باطنہ کہا جاتا ہے۔ (محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

مسئلہ: اب وہ زمانہ ہے کہ مسلمان کو خود اس کا انتظام کرنا چاہیے کہ ہر شخص اپنی زکوٰۃ خود قواعدِ شرعیہ کے لحاظ سے نکالے اور خود اپنے طور پر مستحقین پر صرف کرے اور خود ہی اپنے صندوقچہ (صیف وغیرہ) کو زکوٰۃ کا بیت المال بنائے یعنی زکوٰۃ کا سال جس وقت ختم ہو یا عشر جس وقت واجب ہو تو فوراً اگر مستحقین دستیاب ہو جائیں تو اسی وقت تقسیم کر دے ورنہ اس کو صندوقچہ میں علیحدہ جمع رکھے جس وقت مستحقین ملتے جائیں اس مال کو صرف کرتا رہے، اس زمانہ میں جو لوگ مستعدی سے قواعدِ شریعت قادسیہ پر عمل کرتے ہیں ان کے لیے بڑا اجر ہے، جیسا کہ احادیث صحیحہ میں بصراحت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عنایت فرمائے۔ (آمین) (علم الفقہ ص ۱۴ ج ۴)

زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا، کافر پر زکوٰۃ فرض نہیں (خواہ وہ پہلے سے مسلمان ہو یا مرتد ہونے کے بعد اسلام لایا ہو۔ اگر مرتد (اسلام سے نکلا ہوا) مسلمان ہو جائے تو اس پر ارتداد کے زمانے کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب نہیں ہے۔ مسلمان ہونا جس طرح زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرط ہے اسی طرح صحتِ ادائیگی بھی شرط ہے، کیونکہ زکوٰۃ بغیر نیت کے درست نہیں اور کافر کا نیت کرنا ہی درست نہیں ہے۔

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ص ۹۶۰ ج ۱)

Marfat.com

(۲) بالغ ہونا، نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

(۳) عاقل ہونا، مجنون پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ نہ اس شخص پر جس کے دماغ میں کوئی مرض پیدا ہو گیا ہو اور اس سبب سے اس کی عقل میں فتور آ گیا ہو۔ ہاں اس قدر تفصیلی ہے کہ جنون غیر اصلی (جنون اگر بالغ ہونے سے پہلے عارض ہوا ہو تو اصلی ہے ورنہ غیر اصلی) اور یہ نقصان عقل اگر پورے سال بھر رہے گا تو زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔ اور اگر پورے سال بھر نہ رہے تو لغو سمجھا جائے گا اور زکوٰۃ فرض ہوگی۔ البتہ اگر جنون اصلی ہے تو اس کا ہر حال میں اعتبار ہوگا، سال بھر نہ رہے تب بھی زکوٰۃ فرض نہ ہوگی مثلاً کسی کو سال بھر میں دو ایک مرتبہ جنون ہو جائے تو اس سال کی زکوٰۃ اس پر فرض نہ ہوگی بلکہ جس وقت سے اس کا جنون زائل ہوا ہے اسی وقت سے اس کے سال کی ابتداء سمجھی جائے گی۔

(ردالمختار)

(۴) زکوٰۃ کی فرضیت سے واقف ہونا یا دارالسلام میں ہونا، جو شخص زکوٰۃ کی فرضیت سے ناواقف ہو اور دارالسلام میں بھی نہ رہتا ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

(۵) آزاد ہونا، غلام پر گو وہ مکاتب (یعنی وہ غلام جس کو اس کے آقا نے اس شرط پر آزاد کر دیا ہو کہ وہ اس قدر روپیہ کما کر اس کو دے دے جب تک وہ روپیہ اس قدر کما کر نہ دے غلام رہتا ہے اور دینے کے بعد آزاد ہو جاتا ہے) یا ماذون ہو زکوٰۃ فرض نہیں۔ ماذون وہ غلام جس کو اس کے آقا نے اجازت دی ہو کہ وہ کمائی کرے اور اپنے آقا مالک کو لا کر دے۔

(علم الفقہ ص ۱۶ ج ۴)

(۶) ایسی چیز کے نصاب کا مالک ہونا جو ایک سال تک قائم رہتی ہو، جو چیز ایک سال تک قائم (باقی) نہ رہتی ہو جیسے ککڑی، کھیرا، خربوزہ، تربوز، اور باقی ترکاریاں وغیرہ ان پر زکوٰۃ فرض نہیں (بلکہ عشر ہے)۔

(۷) اس مال پر ایک سال کامل کا گذر جانا، بغیر ایک سال کے گذرے ہوئے زکوٰۃ فرض نہیں۔

(۸) سال کے شروع اور آخیر میں نصاب کا پورا ہونا چاہئے، چاہے سال کے درمیان میں کم ہو جائے، ہاں اگر سال کے شروع یا آخر میں نصاب کم ہو جائے تو پھر زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔

(۹) اس مال کا ایسے قرض سے محفوظ ہونا جس کا مطالبہ بندوں کی طرف ہو سکتا ہے خواہ وہ

Marfat.com

اللہ جل شانہ کا قرض ہو جیسے زکوٰۃ، عشر، خراج (گذشتہ سالوں کی) وغیرہ کہ حق اللہ تو ہیں مگر ان کا مطالبہ امامِ وقت کی طرف سے ہوسکتا ہے، یا وہ قرض بندوں کا ہو، بیوی کا مہر بھی اسی قرض میں داخل اگرچہ مہر مؤجل ہو، (وہ مہر جو فوری طور پر واجب الاداء نہیں ہوتا)۔ جو مال اس قسم کے قرض میں مستغرق ہو یا اس قدر قرض ہو کہ اس کے ادا کرنے کے بعد نصاب پورا نہ رہے تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں، ہاں اگر ایسا قرض ہو کہ جس کا مطالبہ بندوں کی طرف سے نہیں ہوسکتا مثلاً کسی پر کفارہ ((رمضان المبارک کے روزہ کو جان بوجھ کر توڑنے سے کفارہ واجب ہوتا ہے) واجب ہو یا حج، تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی، سال کے درمیان میں اگر قرض ہو جائے تو سمجھا جائے گا کہ وہ مال فنا ہو گیا، یہاں تک کہ قرض خواہ اس قرض کو معاف کر دے تب بھی زکوٰۃ نہ دینا پڑے گی، بلکہ جسوقت اس نے معاف کیا ہے اسوقت سے اس مال کے سال کے ابتداء رکھی جائے گی۔

اگر کسی کے پاس کئی قسم کے مالوں کا نصاب ہو، اور اس پر قرض ہو تو اس کو چاہئے کہ قرض کو ایسی چیز کی طرف راجع کرے جس کی زکوٰۃ کم ہو اور اس کی زکوٰۃ نہ دے مثلاً کسی کے پاس چاندی کا ایک نصاب ہو اور بکری کا بھی ایک ہو تو اس کو چاہئے کہ قرض کا چاندی کے نصاب کی طرف راجع کرے۔ کیونکہ چاندی کے ایک نصاب کی زکوٰۃ بہ سبب اس کے کہ چاندی کے ایک نصاب کی زکوٰۃ ہے، بکری کے ایک نصاب کی زکوٰۃ سے بہت کم ہوتی ہے ہاں اگر وہ قرض اس قدر زیادہ ہو کہ ایک چیز کا نصاب اس کے لیے کافی نہ ہو تو پھر جتنے نصابوں میں اس کی ادائیگی ممکن ہو اسی قدر نصابوں کی طرف راجع کیا جائے گا اور ان کی زکوٰۃ نہ دی جائے گی۔ (علم الفقہ ص ۱۸ ج ۴)

(۱۰) وہ مال اپنی اصلی ضرورتوں سے زائد ہو جو مال اپنی اصلی ضرورتوں کے لیے ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں، پس پہننے کے کپڑوں اور رہنے کے گھر پر اور خدمت کے غلاموں پر، اور سواری کے گھوڑوں پر اور خانہ داری کے اسباب پر زکوٰۃ فرض نہیں اور اسی طرح ان کتابوں پر جو تجارت کی نہ ہوں، خواہ کسی اہل علم کے پاس ہوں یا کسی جاہل کے پاس ہوں۔ اور اسی طرح پیشہ وروں کے اوزار اسباب پر زکوٰۃ فرض نہیں، خواہ وہ اوزار اس قسم کے ہوں کہ ان سے نفع لیا جائے اور باقی رہیں جیسے کلہاڑی، بسولی وغیرہ۔ اور اسی طرح وہ روپیہ جو اپنی اصلی ضرورتوں کے لیے رکھا ہو، اس پر بھی زکوٰۃ فرض نہیں،

Marfat.com

بشرطیکہ وہ ضرورت اسی سال میں درپیش ہو اور اگر وہ ضرورت سالِ آئندہ میں پیش آنے والی ہو بالفعل نہ ہو (فی الحال سال کے اندر نہ ہو) تو پھر اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔
(ردالمختار)

(۱۱) مال کا اپنے یا اپنے وکیل کے قبضے میں ہونا، جو مال ملک اور قبضے میں نہ ہو یا ملک میں ہو قبضے میں نہ ہو، یا قبضے ہو، مِلک میں نہ ہو، اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ پس مکاتب کے کمائے ہوئے مال میں زکوٰۃ نہیں، تو اس پر نہ اس کے مولیٰ پر اس لیے کہ وہ مال مکاتب کی ملک میں نہیں گو قبضے میں ہے اور مولیٰ کے قبضے میں نہیں گو مِلک میں ہے اور اسی طرح ماذون کی کمائی میں بھی زکوٰۃ فرض نہیں۔ اور رہن کی ہوئی چیز پر بھی زکوٰۃ فرض نہیں، نہ رہن رکھنے والے پر اور نہ رہن کرنے والے پر، اس لیے کہ رہن رکھنے والا اس کا مالک نہیں، گو اس پر قابض ہے۔ اور رہن کرنے والا اس پر قابض نہیں گو اس کا مالک ہے۔

اسی طرح جو مال ایک مدّت تک کھویا رہا، بعد اس کے مل گیا تو جس زمانہ تک کھویا رہا اس زمانہ کی زکوٰۃ فرض نہیں کیونکہ اس وقت تک قبضے میں نہ تھا، اسی طرح جو مال دریا میں گر جائے اور کچھ زمانہ کے بعد نکل آئے یعنی مل جائے تو جس زمانہ تک گرا رہا، اس زمانہ کی زکوٰۃ فرض نہیں، اسی طرح جو مال کسی جنگل میں دفن کر دیا گیا ہو اور اس کا مقام یاد نہ ہو اور کچھ زمانہ کے بعد یاد آجائے تو جتنے زمانہ تک بھولا رہا اس کی زکوٰۃ فرض نہیں، ہاں اگر کسی مکان میں دفن کیا گیا ہو اور اس کا مقام یاد نہ رہے اور پھر یاد آجائے تو جس زمانہ میں بھولا رہا اس کی زکوٰۃ فرض ہوگی کیونکہ وہ قبضے سے باہر نہیں ہوا۔ اسی طرح جو مال کسی کے پاس امانت رکھا گیا ہو اور بھول جائے کہ کس کے پاس رکھا تھا اور پھر یاد جائے تو جس زمانہ تک بھولا رہا اس کی زکوٰۃ فرض نہ ہوگی، بشرطیکہ وہ شخص جس کے پاس امانت رکھی گئی تھی اجنبی ہو، اگر کسی جانے ہوئے آدمی کے پاس امانت رکھی جائے اور یاد نہ رہے تو اس بھولے ہوئے زمانہ کی زکوٰۃ بھی فرض ہوگی، اسی طرح اگر کسی کو کچھ قرض دیا جائے اور قرض دار انکار کر جائے اور کوئی تحریر یا گواہی اس کی نہ ہو خواہ قرض دار مالدار ہو یا مفلس، پھر چند روز کے بعد وہ لوگوں کے سامنے یا قاضی کے روبرو اقرار کرلے تو اس انکار کے زمانہ کی زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔

اسی طرح جو مال کسی سے ظلماً چھین لیا جائے اور پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ اس کو مل جائے

Marfat.com

تو جس زمانہ تک وہ اس کو نہیں ملا، اس زمانہ کی زکوٰۃ اس پر فرض نہیں ہوگی۔ حاصل یہ کہ جب مال قبضہ یا مِلک سے نکل جائے تو زکوٰۃ فرض نہ رہے گی۔ زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے قبضہ اور مِلک دونوں کا ہونا شرط ہے۔

(۱۲) مال میں ان تین وصفوں میں سے ایک وصف کا پایا جانا۔ (۱) نقدیت (۲) سوم (بڑھنے والی) (۳) نیتِ تجارت۔ سونے اور چاندی میں نقدیت پائی جاتی ہے، لہٰذا ان میں بہرحال زکوٰۃ فرض ہوگی، خواہ نیت تجارت کی ہو یا نہ ہو اور خواہ سونا چاندی مسکوک ہو یا غیر مسکوک، خواہ اس کے زیور یا برتن بنائے گئے ہوں، مال میں اگر تجارت کی نیت کی جائے تو زکوٰۃ ہوگی ورنہ نہیں، خواہ مال کتنا ہی قیمتی ہو اور از قسم جواہر ہی کیوں نہ ہو۔ تجارت کی نیت مال کے خریدتے وقت ہونا چاہئے۔ اگر بعد خریدنے کے نیت کی جائے وہ قابلِ اعتبار نہیں ہے تاوقتیکہ اس کی تجارت شروع نہ کردی جائے اگر کوئی مال تجارت کے لیے خریدا گیا ہو اور خریدنے کے بعد یہ نیت نہ رہے تو وہ مال تجارتی نہ رہے گا اور اس پر زکوٰۃ فرض نہ رہے گی پھر اس کے بعد اگر نیت کی جائے تو وہ قابلِ اعتبار نہ ہوگی جب تک کہ اس کی تجارت نہ کردی جائے۔

(۱۳) اس مال میں کوئی دوسرا حق مثلاً عشر میں یا خراج کے واجب نہ ہو۔ اگر عشر یا خراج اس مال پر ہوگا تو پھر اس پر زکوٰۃ فرض نہ ہوگی، کیونکہ دو حق ایک مال پر فرض نہیں ہوتے۔ (علم الفقہ ص ۱۲ ج ۴)

ادائیگی زکوٰۃ کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا۔ کافر کا زکوٰۃ دینا صحیح نہیں، اگر کوئی کافر اپنے مال کی کئی سال پیشگی زکوٰۃ دیدے اور اس کے بعد مسلمان ہوجائے تو وہ زکوٰۃ دینا اس کے لیے کافی نہ ہوگا بلکہ اس کو پھر زکوٰۃ دینا ہوگی۔

(۲) عاقل ہونا، مجنون اور ناقص العقل کی زکوٰۃ صحیح نہیں۔

(۳) بالغ ہونا، نابالغ کی زکوٰۃ صحیح نہیں۔

(۴) زکوٰۃ کا مال فقیر کو دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا، یعنی دل میں یہ ارادہ کرنا کہ میرے اوپر جس قدر مال کا دینا فرض تھا محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے دیتا ہوں اگر کوئی

زکوٰۃ دینے کے بعد نیت کرے اور مال فقیر یعنی جس کو زکوٰۃ کا مال دیا ہے ابھی تک اس کے پاس موجود ہے تو یہ نیت صحیح ہو جائے گی۔ اور اگر مالِ زکوٰۃ فقیر کے پاس خرچ ہو چکا ہے تو نیت صحیح نہ ہوگی اور پھر اس کو دوبارہ زکوٰۃ دینا ہوگی، اگر کوئی شخص اپنے وکیل (منیجر، منیم، منشی، معتمد) کو زکوٰۃ کا مال تقسیم کرنے کیلئے دے اور دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت کر لے تو درست ہے خواہ وکیل فقیروں کو دیتے وقت نیت کرے یا نہ کرے (کوئی حرج نہیں)۔ اگر کوئی شخص اپنے مال میں سے زکوٰۃ کا مال علیحدہ کر لے، علیحدہ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت دل ہی میں ہو تو یہ نیت کافی ہے، گو فقیروں کو دیتے وقت نیت نہ بھی کرے۔

(۵) زکوٰۃ کے مال کا جس شخص کو دیا جائے اس کو مالک اور قابض بنا دینا، اگر کوئی شخص کچھ کھانا پکوا کر فقیروں کو اپنے گھر میں جمع کر کے کھلا دے اور نیت زکوٰۃ کی کرے تو صحیح نہ ہوگا۔ ہاں اگر وہ کھانا فقیروں کو دیدے اور انھیں اختیار دے کہ اس کو جو چاہیں کریں، جہاں چاہیں کھائیں تو پھر درست ہے۔

(۶) زکوٰۃ کا مال ایسے شخص کو دینا جو اس کا مستحق ہو۔ (علم الفقہ ص ۲۱ ج ۴)

مال کے ضائع ہونے پر زکوٰۃ کا حکم

زکوٰۃ واجب ہو جانے کے بعد اگر مال ہلاک (ضائع) ہو جائے تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی خواہ زکوٰت کے دینے کا وقت آ گیا ہو، اور حاکمِ وقت کی طرف سے اس کا مطالبہ بھی کیا گیا ہو، اور اس نے کسی وجہ سے زکوٰۃ نہ دی ہو۔ ہاں اگر خود ہلاک کر دے تو پھر اس کو زکوٰۃ دینا ضروری ہوگی۔ مثلاً جانوروں کو چارہ (گھانس) پانی نہ دے اور وہ مر جائیں۔ یا کسی مال کو قصداً ضائع کر دے، کسی کو قرض یا عاریت دینے کے بعد اگر مال تلف ہو جائے تو اس کا شمار ہلاک کرنے میں نہ ہوگا اور اس کی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔

تجارتی مال کو تجارتی مال سے بدل لینے کے بعد مال خود ہلاک ہو جائے تو اس بدل لینے میں زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔ تجارتی مال کو غیر تجارتی مال سے بدل لینا، اسی طرح سائمہ جانور کو دوسرے سائمہ جانور سے بدل لینا ہلاک کر لینا ہے۔ اور اس سے زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی۔

(علم الفقہ ص ۲۹ ج ۴۔ وعالمگیری ص ۴۰ ج ۲)

Marfat.com

مدہوش پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ جو شخص بے ہوش ہے خواہ اس پر مسلسل سال بھر تک بے ہوشی طاری رہے، زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (جبکہ صاحبِ نصاب ہو)۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۶ ج ۴)

بچّے اور پاگل پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ نابالغ شرعی کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور نصوص سے بچے کا غیر مکلف ہونا اور مرفوع القلم ہونا ثابت ہے۔ اور واجب نہ ہونا نماز و روزہ و حج اور جملہ عبادات وغیرہ کا نابالغ پر، یہ بھی دلیل عدمِ وجوبِ زکوٰۃ کی ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۴۳ ج ۶)

مسئلہ حنفیہؒ کے نزدیک نابالغ بچے اور مجنون کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے لہٰذا ان کے ولیوں سے اس کے ادا کرنے کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا، کیونکہ یہ محض عبادت ہے، بچے اور مجنون اس حکم کے مخاطب نہیں ہیں۔ البتہ ان کے مال سے قرض اور نفقہ (ضروری خرچہ کا) ادا کرنا واجب ہے کیونکہ یہ بندوں کے حقوق ہیں۔ البتہ زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ اور صدقہ فطر واجب ہے کیونکہ یہ گذارہ دینے کی مانند ہے، لہٰذا اس کو حقوق العباد میں شامل کیا گیا ہے۔ اور فاتر العقل (پاگل) کے مال کا وہی حکم ہے جو بچے کے مال کا ہے۔ اس کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں۔

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ص ۹۶۰ ج او فقہ الزکوٰۃ ص ۱۴۲ ج ۱)

مسئلہ نابالغین کا حصہ جو بطورِ امانت انکے سرپرستوں کے پاس ہو اسمیں زکوٰۃ لازم نہیں۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۷۶ ج ۶ بحوالہ طحطاوی ص ۳۸۹ ج او احسن الفتاویٰ ص ۲۶۸ ج ۴)

مسئلہ جب بچہ بالغ ہو تو وقتِ بلوغ سے ابتداء شروع ہو جائے گی۔ (عالمگیری ص ۶ ج ۴)

مسئلہ حکومت اگر نابالغ بچے کی مال (جمع شدہ) سے زکوٰۃ کاٹ لیتی ہے تو یہ صحیح نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۴۵ ج ۳)

مسئلہ زکوٰۃ بالغ پر واجب ہے، اور بلوغ کی خاص علامتیں مشہور ہیں۔ اگر لڑکا یا لڑکی پندرہ سال کے ہو جائیں مگر کوئی علامت بلوغ کی ظاہر نہ ہوں تو پندرہ سال کی عمر ہونے پر وہ بالغ تصور کیے جائیں گے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴۴ ج ۳)

Marfat.com

زکوٰۃ ہجری سال سے ہے یا عیسوی سے؟

مسئلہ: ایک سال کی پوری مدت گزر جانے کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ اس وقت تک واجب الاداء نہیں ہوتی جب تک کسی شخص کو اس مال کا مالک بنے رہنے کی مدت ایک سال نہ ہو جائے۔ اور سال سے مراد قمری (چاند) کے حساب کا سال ہے، شمسی (انگریزی) حساب کا سال نہیں۔ (کیونکہ) قمری حساب سے ایک سال تین سو چون ۳۵۴ دن کا ہوتا ہے۔ اور شمسی سال کبھی تین سو پینسٹھ ۳۶۵ دن کا ہوتا ہے اور کبھی ایک دن اس سے زیادہ ہوتا ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۹۶۴ ج ۱)

مسئلہ: زکوٰۃ کے ادا کرنے میں قمری سال کا اعتبار ہے، شمسی سال کا اعتبار نہیں، اب یا تو قمری سال کے اعتبار سے ادا کرنا چاہئے اور اگر شمسی سال کے اعتبار سے کرنا ہی ناگزیر ہو تو دس دن کی زکوٰۃ مزید ادا کرنی چاہئے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۶۲ ج ۳۔ وفتاویٰ عالمگیری ص ۱۳ ج ۴ و در مختار ص ۵۰ ج ۲ و کفایت المفتی ص ۱۴۵ ج ۴)

زکوٰۃ میں مہینہ کا اعتبار ہے یا تاریخ کا؟

مسئلہ: زکوٰۃ کے حساب کیلئے تاریخ کا اعتبار ہے، جس تاریخ کو سال پورا ہو جائے اسی تاریخ میں زکوٰۃ واجب ہوگی، جسوقت بھی زکوٰۃ ادا کرے گا اعتبار اسی تاریخ وجوب کا رہے گا۔ اگلے سال اسی تاریخ میں زکوٰۃ واجب ہو جائیگی جس تاریخ پر پچھلے سال واجب ہوئی تھی۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۷۵ ج ۶ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۷ ج ۱)

مسئلہ: اصل حکم تو یہ ہے کہ جس تاریخ سے آپ صاحبِ نصاب ہوئے، ایک سال کے بعد اسی تاریخ کو آپ پر زکوٰۃ فرض ہوگی، تاہم زکوٰۃ پیشگی ادا کرنا بھی جائز ہے۔ اور اسمیں تاخیر کی بھی گنجائش ہے، اس لیے کوئی تاریخ مقرر کرلی جائے۔ اگر کچھ آگے یا پیچھے ہو جائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔ (آپکے مسائل ص ۳۶۸ ج ۳ و عالمگیری ص ۵ ج ۴)

زکوٰۃ کا سال شمار کرنے کا اصول

مسئلہ: جس تاریخ کو کسی شخص کے پاس نصاب کے بقدر مال آجائے اسی تاریخ سے چاند کے حساب سے پورا سال گذرنے پر جتنی رقم اس کی ملکیت ہو اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۶۷ ج ۳)

Marfat.com

مسئلہ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ سال کے کسی مہینے میں بھی جس تاریخ کو کوئی شخص نصاب کا مالک ہوا ہو، ایک سال گذرنے کے بعد اسی تاریخ کو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی خواہ محرم کا مہینہ ہو یا کوئی اور مہینہ ہو۔ اور اس شخص کو سال پورا ہونے کے بعد اس پر زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۶۸ ج ۳)

صاحبِ نصاب کو اگر تاریخ یاد نہ رہے

آپ قمری ماہ کی جس تاریخ کو صاحبِ نصاب ہوئے تھے ہمیشہ وہی تاریخ آپ کی زکوٰۃ کے حساب کے لیے متعین رہے گی، اس تاریخ میں آپ کے پاس سونا، چاندی، مالِ تجارت اور نقدی جو کچھ بھی ہو خواہ ایک روز قبل ملا ہو سب پر زکوٰۃ فرض ہوگی، زکوٰۃ کا حساب ہمیشہ اسی تاریخ میں ہوگا، ادا جب چاہیں کریں (جلدی ادا کرنا بہتر ہے، موت کا اطمینان نہیں) اگر درمیان سال میں بقدرِ نصاب مال نہیں رہا مگر متعین تاریخ نصاب پورا ہو گیا تو بھی زکوٰۃ فرض ہے، البتہ اگر درمیان میں مال بالکل نہ رہا تو اب پھر جس تاریخ میں صاحبِ نصاب ہوں گے وہ متعین ہوگی، اگر صاحبِ نصاب بننے کی قمری تاریخ یاد نہ ہو تو غور و فکر کے بعد جس تاریخ کا ظن غالب ہو وہ متعین ہوگی، اگر کسی تاریخ کا بھی ظنِ غالب نہ ہو تو خود کوئی قمری تاریخ متعین کرلیں۔

(احسن الفتاویٰ صفحہ ۲۵۵ جلد ۴)

اختتامِ سال کا اعتبار ہے

مسئلہ قمری سال کے ختم ہونے پر جس کے پاس جتنا مال ہو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ مثلاً کسی کا سالِ زکوٰۃ یکم محرم سے شروع ہوتا ہے، تو اگلے سال یکم محرم کو اس کے پاس جتنا مال ہو، اس پر زکوٰۃ ادا کرے، خواہ اس میں کچھ حصہ دو مہینے پہلے ملا ہو یا دو دن پہلے۔ الغرض سال کے دوران جو مال آتا ہے اس پر سال گزرنے کا حساب الگ سے نہیں لگایا جائے گا بلکہ جب اصل نصاب پر سال پورا ہوگا، تو سال کے اختتام پر جس قدر بھی سرمایہ ہو، اس پورے سرمایہ پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی خواہ اس کے کچھ حصوں پر سال پورا نہ ہوا ہو۔ (آپ کے مسائل ص ۳۶۲ ج ۳)

زکوٰۃ نہ ادا کرنے پر اگلے سال کا شمار کب سے؟

سوال گذشتہ سال زکوٰۃ ادا نہیں کی جا سکی، دوسرا سال شروع ہو گیا تو نئے سال کا حساب کس

Marfat.com

طرح کیا جائے؟

جواب جس تاریخ کو پہلا سال ختم ہوا، اس دن جتنی مالیت تھی، اس پر پہلے سال کی زکوٰۃ فرض ہوگی۔ اگلے دن سے دوسرا سال شروع سمجھا جائے گا۔ (آپ کے مسائل ص ۳۶۸ ج ۳)

کیا رمضان میں ہی زکوٰۃ دینا چاہیے؟

مسئلہ رمضان شریف کے علاوہ اور مہینوں اور دنوں میں زکوٰۃ دینا درست ہے، رمضان شریف کی اس میں کچھ تخصیص نہیں ہے، بلکہ جس وقت بھی مال پر سال پورا ہوا اسی وقت زکوٰۃ دینا بہتر ہے۔

البتہ جن کا سال زکوٰۃ کا رمضان المبارک میں پورا ہو وہ رمضان میں زکوٰۃ دیدے، یہ ضرور ہے کہ رمضان المبارک میں زکوٰۃ دینے میں ثواب ستر گنا زیادہ ہوتا ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۰ ج ٦)

مسئلہ ادائے زکوٰۃ کے لیے شرعاً کوئی مہینہ یا کوئی دن مقرر نہیں، البتہ بعض مہینوں اور دنوں کی فضیلت کو اس میں دخل ضرور ہے، یعنی جو مہینہ فی نفسہٖ متبرک ہے جیسے رمضان المبارک کہ اس میں صدقات وغیرہ کی ادائیگی بھی افضل ہے ہاں ضرورت اس کی ہے کہ جس مہینہ میں ادائے زکوٰۃ واجب ہے اس مہینہ میں ادا کرے اور پھر اس مہینہ کو مقرر کرلے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۷ ج ٦۔ بحوالہ شامی ص ۱۵ ج ۲)

زکوٰۃ کو رمضان تک روکنا کیسا ہے؟

مسئلہ زکوٰۃ کے ادا کرنے میں ایک مثال حساب کے غلط ہونے کی بہت باریک ہے وہ یہ کہ اکثر لوگوں کی عادت ہے کہ رمضان میں ایک فرض کا ثواب ستر فرض کے برابر ہے اس لیے رمضان المبارک میں زکوٰۃ نکالتے ہیں اور پھر رمضان ہی سے سلسلہ حساب کا رکھتے ہیں۔ پھر کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ نصاب کے مالک ہونے کی تاریخ سے جو سال شروع ہوا ہے وہ رمضان سے تین چار ماہ پہلے مثلاً ختم ہو گیا تھا تو اس شخص نے رمضان شریف سے حساب رکھنے کے لیے ان تین چار ماہ کی زکوٰۃ بھی دے دی۔ پھر آئندہ کے لیے رمضان سے رمضان تک حساب جاری رکھا۔

اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ رمضان سے تین چار ماہ بعد سال ختم ہوتا ہے، تو یہ رمضان میں زکوٰۃ ادا کر کے اپنے کو جلدی سبکدوش سمجھ لیتا ہے مگر غلطی اس میں یہ ہوتی ہے کہ جب رمضان میں

Marfat.com

یہ شخص زکوٰۃ نکالتا ہے تو جتنا مال رمضان شریف میں اس کی مِلک میں ہے یہ اسی کی زکوٰۃ نکالتا ہے، حالانکہ احتمال ہے کہ جو ختمِ سال اس کا واقعی ہے اس میں نصاب اس وقت سے زیادہ ہو اور زکوٰۃ واقع میں اسی زیادہ حساب سے واجب ہوگی تو اس طور پر حساب سے کچھ زیادہ زکوٰۃ اس کے ذمہ رہ جائے گی۔ اور اس طرح سے یہ حساب غلط ہو جائے گا مثلاً اس کا سال رجب میں ختم ہوتا تھا اور اس وقت اس کے پاس ایک ہزار روپے تھا، جس کی زکوٰۃ پچیس روپیہ ہوتی ہے اور رمضان شریف میں اس کے پاس آٹھ سو روپے رہ گئے جس کی زکوٰۃ بیس روپے ہوتی ہے، تو اب اگر اس شخص نے اسی وقت کا نصاب دیکھ کر بیس روپے ادا کیے، تو پانچ روپیہ اس کے ذمہ رہ گئے، اسی طرح اگر اس کا سال ذی الحجہ میں ختم ہوتا ہے اور رمضان میں اس کے پاس آٹھ سو روپے تھے مگر ذی الحجہ میں ہزار ہو گئے تب بھی بعینہٖ یہی غلطی ہوئی، اسی طرح ہر ختم سال پر یہی احتمال ہے۔

سو فرض کیجئے کہ اگر اتفاق سے پانچ سال تک یہی قصہ رہا کہ ختمِ سال پر تو ہزار روپے ہوتے ہیں اور رمضان میں آٹھ سو روپے تو پانچ روپیہ سال میں جمع ہو کر پانچ سال میں پچیس روپے، اس کے ذمہ واجب الاداء رہے، تو یہ ایسا ہو گیا جیسے پانچ سال میں چار سال کی زکوٰۃ دی اور ایک سال میں نہ دی، اس لیے یہ ضرور ہے کہ ختم سال پر کے نصاب کو ضرور دیکھا جائے اور اس کی زکوٰۃ کی مقدار کو یاد رکھے، پھر اگر سال رمضان سے پہلے ختم ہوا ہے تو رمضان شریف میں اس مقدار کی برابر خیال کر کے زکوٰۃ دے اور اگر رمضان کے بعد سال ختم ہوتا ہے تو رمضان میں جتنا انداز سے دیا ہے اس کو یاد رکھیں پھر ختمِ سال پر جتنی مقدار زکوٰۃ کی ہے اس ادا کی ہوئی اس سے ملا دے، اگر کچھ ادا کرنے سے رہ گیا ہو تو پورا کرے، اور اگر زیادہ دے دیا ہو تو اگلے سال میں لگا لینا جائز ہے۔ (امداد المسائل زکوٰۃ از ص ۳۴ تا ۳۶)

زکوٰۃ کا نصاب قدیم وجدید اَوزان سے

مسئلہ چاندی کا نصاب دو سو درہم یعنی بقدر ساڑھے باون تولہ ہے، اور سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سونا۔ اور اگر زیور دونوں طرح کا ہو تو سونے کی قیمت کر کے چاندی میں شامل کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے گی اور زکوٰۃ میں چالیسواں حصہ دینا واجب ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۴۳ ج ۶ بحوالہ ہدایہ باب زکوٰۃ المال ص ۱۷۷ ج ۱)

مسئلہ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سونا اور موجودہ اَوزان سے ستاسی گرام، چار سو

Marfat.com

اناسی ملی گرام اس شخص کے لیے جس کے پاس صرف سونا ہو، چاندی، مالِ تجارت اور نقدی میں سے کچھ بھی نہ ہو، اسی طرح چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے اور موجودہ وزن سے چھ سو بارہ گرام پینتیس ملی گرام (۶۱۲ گرام ۳۵ ملی گرام) اس صورت میں ہے کہ صرف چاندی ہو، سونا، مالِ تجرات اور نقدی (یعنی کیش) بالکل نہ ہو، اگر سونے یا چاندی کے ساتھ کوئی دوسرا مالِ زکوٰۃ بھی ہے تو سب کی قیمت لگائی جائے گی، اگر سب کی مالیت ستاسی گرام چارسو اُناسی ملی گرام سونے یا چھ سو بارہ گرام پینتیس ملی گرام چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو زکوٰۃ فرض ہے۔

خلاصۂ نصاب

زکوٰۃ کے نصاب کا خلاصہ یہ ہے کہ سونا ساڑھے سات تولہ ستاسی گرام چار اُناسی ملی گرام یا چاندی ساڑھے باون تولہ چھ سو بارہ گرام پینتیس ملی گرام، یا مالِ تجارت یا نقدی یا ان چاروں چیزوں (سونا، چاندی، مالِ تجارت، نقدی) میں سے بعض کا مجموعہ سونے یا چاندی کے وزنِ مذکور کی قیمت کے برابر ہو۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۵۴ ج ۴ وفقہ الزکوٰۃ ص ۲۰۱ ج ۱)۔

زکوٰۃ کا نصاب کونسا معتبر ہے؟

مسئلہ نصابِ چاندی (جس مقدار پر زکوٰۃ ہے، ساڑھے باون تولہ (۶۱۲ گرام ۳۵ ملی گرام) ہوتا ہے، کیونکہ شریعت میں دراہم کے اندر وزن سبعہ معتبر ہے اور اس کی تصریح فقہاء کی کتابوں میں ہے اور وزن سبعہ یہ ہے کہ دس درہم برابر سات مثقال کے ہوں، اس حساب سے دوسو درہم برابر ایک سو چالیس ۱۴۰ مثقال کے ہوگئے اور مثقال وزن مشہور ساڑھے چار ماشہ ہے۔

چنانچہ اس کی تصریح بہت جگہ موجود ہے اور علمائے کبار نے اس کو اختیار کیا ہے۔ پس دو سو درہم برابر چھ سو تیس ۶۳۰ ماشہ کے ہوئے اور اس کو بارہ پر تقسیم کرنے سے ساڑھے باون تولہ خارج قسمت نکلا، یہی نصابِ فقہ ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۹۷ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۳۸ ج ۲)

نصاب کے کیا معنیٰ ہیں؟

نصاب مال کی وہ خاص مقدار ہے جس پر شریعت نے زکوٰۃ فرض کی ہے۔ مثلاً اونٹ کے لیے پانچ اور پچیس وغیرہ کے اعداد اور بکری کے لیے چالیس اور ایک سو اکیس وغیرہ کا عدد، اور چاندی کے لیے دوسو درم اور سونے کے لیے بیس مثقال۔ (عالمگیری ص ۷ ج ۴)

Marfat.com

چاندی کے نصاب کو معیار بنانے کی وجہ

سوال: عام طور پر زکوٰۃ کے لیے شرط نصاب جو سننے میں آتا ہے وہ ہے ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان کی مالیت معلوم یہ کرنا ہے کہ ایک شخص کے پاس نہ سونا ہے نہ چاندی بلکہ پانچ ہزار روپے نقد ہیں۔ اسے کس نصاب پر عمل کرنا چاہئے، سونے پر یا چاندی پر؟

جواب: آپ کے سوال کے سلسلہ میں چند باتیں سمجھ لینا ضروری ہیں۔

اول: کس مال میں کتنی مقدار واجب الاداء ہے؟ کس مال میں کتنے نصاب پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟ یہ بات محض عقل و قیاس سے معلوم نہیں ہوسکتی، بلکہ اس کے لیے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشادات کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے پس آنحضرت ﷺ نے جس مال کا جو نصاب مقرر فرمایا ہے اس کو قائم رکھنا ضروری ہے۔ اور اس میں ردوبدل کی گنجائش نہیں، ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ نماز کی رکعت میں ردوبدل کی گنجائش نہیں۔

دوم: یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کا نصاب دوسو درہم (یعنی ساڑھے باون تولے تقریباً چھ سو بارہ گرام پینتیس ملی گرام۔ اور سونے کا نصاب مثقال (ساڑھے سات تولے یعنی تقریباً چار سو اناسی گرام ۷ ۸ ملی گرام مقرر فرمایا۔ اب خواہ سونے چاندی کی قیمتوں کے درمیان وہ تناسب جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا قائم رہے یا نہ رہے سونے چاندی کی ان نصابوں میں تبدیلی کرنے کا ہمیں حق نہیں۔ جس طرح فجر کی نماز میں دو کے بجائے چار رکعتیں اور مغرب کی نماز میں تین کے بجائے دو یا چار رکعتیں پڑھنے کا کوئی اختیار نہیں۔

سوم: جس کے پاس نقد روپیہ پیسہ ہو یا مال تجارت ہو تو ظاہر ہے کہ اس کے لیے سونے چاندی میں سے کسی ایک نصاب کو معیار بنانا ہوگا۔ رہا یہ کہ چاندی کے نصاب کو معیار بنایا جائے یا سونے کے نصاب کو؟ اس کے لیے فقہائے اُمت نے جو درحقیقت حکمائے اُمت ہیں یہ فیصلہ دیا ہے کہ ان دونوں میں سے جس کے ساتھ بھی نصاب پورا ہو جائے اسی کو معیار بنایا جائے گا۔ مثلاً چاندی کی قیمت سے نصاب پورا نہیں ہوتا (اور یہ ہی آپ کے سوال کا بنیادی نکتہ ہے) تو چاندی کی قیمت سے حساب لگایا جائے گا۔ اور اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک یہ کہ زکوٰۃ فقراء کے نفع کے لیے ہے، اور اس میں فقراء کا نفع زیادہ ہے۔ دوسرے یہ کہ اس میں احتیاط بھی زیادہ ہے کہ جب کہ نقدی (کیش) چاندی کے نصاب کے ساتھ پورا ہو جاتا ہے اور دوسرے سونے کے ساتھ

Marfat.com

نصاب پورا نہیں ہوتا تو احتیاط کا تقاضہ یہ ہوگا کہ جس نصاب کے ساتھ (سونے یا چاندی کے) پورا ہو جاتا ہے۔ اسی کا اعتبار کیا جائے۔ (آپ کے مسائل ص۳۵۶ ج۳)

جب یہ پتہ نہ ہو کہ کب سے صاحبِ نصاب ہوا ہے؟

مسئلہ گمان غالب کے موافق جس وقت سے وہ نصاب والا ہو گیا ہے، اسی وقت زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی دی جائے اور گمان غالب سے سوچ لیا جائے یا قرائن سے اندازہ لگایا جائے اور احتیاطاً کچھ زیادہ ہی مدت لگائی جائے۔ مثلاً اگر ڈھائی سال کا گمان ہو تو تین سال کی زکوٰۃ دی جائے۔ علیٰ ہذا القیاس کچھ زیادہ ہو جائے تو بہتر ہے۔ ثواب زیادہ ہے، اور کم ہونے کی صورت میں عتاب کا خوف ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص۴۴ ج۶ بحوالہ ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ ص۶ ج۲)

زکوٰۃ غفلت کی وجہ سے نہ دی تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ اگر کوئی صاحبِ نصاب ایک سال زکوٰۃ دینے سے غفلت کی وجہ سے قاصر رہا تو دوسرے سال اس کو موجودہ اور پچھلے سال کی زکوٰۃ دینی چاہئے اور حساب یہ ہے کہ پچھلے سال کے ختم پر جس قدر مال و روپیہ وغیرہ ہو، اس کی زکوٰۃ دے دے۔ اور اس سال جس قدر روپیہ وغیرہ ہے اس کی زکوٰۃ دیدے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۶۵ ج۶۔ بحوالہ ردالمحتار ص۹ ج۲)

صاحبِ نصاب کو جو مال دورانِ سال حاصل ہوا

سوال میرے پاس سال بھر سے کچھ رقم تھی جو خرچ ہوتی رہی، سوال کے مہینے سے ماہِ رجب تک میرے پاس دس ہزار روپے بچے اور رجب میں ہی ۳۵ ہزار روپے کی آمدنی ہوئی۔ کیا رمضان المبارک میں صرف دس ہزار کی زکوٰۃ نکالنی ہوگی یا ۳۵ ہزار بھی اس میں شامل کیے جائیں گے؟ جبکہ ۳۵ ہزار کو صرف تین ماہ کا عرصہ گذرا ہے؟

جواب جو آدمی ایک بار نصاب کا مالک ہو جائے تو جب اس نصاب پر ایک سال گذرے گا تو سال کے دوران حاصل ہونے والے کل سرمایہ پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ ہر رقم پر الگ الگ سال گزرنا شرط نہیں۔ اس لیے رمضان المبارک میں آپ پر کل رقم کی زکوٰۃ واجب ہوگی جو اس وقت تک آپ کے پاس ہو۔ (آپ کے مسائل ۳۵۶ ج۳ و علم الفقہ ص۳۰ ج۴)

Marfat.com

زکوٰۃ کا نصاب نقد میں کتنا ہے؟

سوال کسی شخص کے پاس سونے وچاندی کا مقرر کردہ نصاب نہیں ہے تو فی زمانا کتنے روپے نقد ہونے سے زکوٰۃ فرض ہوگی؟

جواب جتنے روپے میں ساڑھے باون تولہ چاندی خریدی جاسکے، اتنے روپے کے مالک کو صاحبِ نصاب (نصاب والا شخص) قرار دیا جائے گا۔ اور زکوٰۃ مال کا چالیسواں حصہ نکالنا ہوگی۔

(بہشتی زیور ص ۲۳ ج ۳ بحوالہ ردالمختار ۱۳۴ ج ا۔ وفتاویٰ رحیمیہ ص ۱۲ا ج ۳ و فتاویٰ محمودیہ ص ۵۰ ج ۳)

نقد کے ساتھ نصاب سے کم سونے کا حکم

سوال اگر کسی کے پاس اڑسٹھ ہزار ۶۸ ہزار روپیہ اور چھ تولہ سونا ہے تو اس سونے پر بھی زکوٰۃ دی جائے یا صرف نقد روپے کی؟

جواب اس صورت میں زکوٰۃ سونے پر بھی واجب ہے۔ سال پورا ہونے کے دن جو قیمت ہو اس کے حساب سے چھ تولے سونے کی مالیت کو بھی رقم میں شامل کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۵۶ ج ۳)

نصاب سے کم سونے کا حکم

مسئلہ اگر کسی کے پاس صرف (نصاب سے کم سونا ہو، اس کے ساتھ چاندی یا نقد روپیہ (کیش) اور دیگر قابلِ زکوٰۃ چیزیں نہ ہوں تو ساڑھے سات تولہ ۸۷ گرام ۴۷۹ ملی گرام) سے کم سونے پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۵۹ ج ۳)

نصاب سے کم سونے وچاندی کا حکم

سوال ایک عورت کے پاس کچھ زیور چاندی کا ہے اور کچھ سونے کا۔ مگر دونوں نصاب سے کم ہیں تو زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب اس صورت میں قیمت کا حساب لگا کر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ مثلاً سونے کو چاندی کی قیمت میں کر کے کل مجموعہ کو دیکھا جائے گا۔ اگر نصاب چاندی کا پورا ہو گیا تو زکوٰۃ لازم ہوگی۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۲۳ ج ۶ بحوالہ بحرالرائق ص ۲۳۰ ج ۲)

(یعنی سونے کی قیمت کو دیکھا جائے گا کہ اس قیمت سے کیا باون تولہ چاندی آ سکتی ہے، اگر آ جائے تو زکوٰۃ واجب ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

قیمت بڑھ کر نصاب کو پہنچ جانے کا حکم

مسئلہ اگر کسی شخص کے پاس کوئی تجارتی مال ہو مگر اس کی قیمت نصاب سے کم ہو تو پھر چند روز کے بعد اس چیز کے گراں (مہنگی) ہو جانے کے سبب اس کی قیمت بڑھ کر بقدر نصاب کے ہو جائے تو جس وقت سے قیمت بڑھی ہے اسی وقت سے اس کے سال کی ابتداء سمجھی جائے گی۔

مسئلہ ہر چیز کا نفع جو سال کے اندر حاصل ہوا ہو، اس کی اصل کے ساتھ ملا لیا جائے گا اور آخیر سال میں جب اس کی اصل کی زکوٰۃ بھی دی جائے گی تو اس کی زکوٰۃ بھی دی جائے گی، گو اس پر سال پورا نہیں گذرا۔ (علم الفقہ ص ۳۰ ج ۴)

دو نصابوں کا حکم

اگر کسی شخص کے پاس ایک مال کے دو نصاب ایسے ہوں کہ ایک دوسرے کے ساتھ ملایا نہیں جا سکتا مثلاً زکوٰۃ دیئے ہوئے جانوروں کی قیمت کا کچھ روپیہ ہو اور کچھ روپیہ اس کے علاوہ ہو، پھر اس کو کہیں سے کچھ روپیہ اور مل جائے تو یہ روپیہ اس روپے کے ساتھ ملا لیا جائے گا جس کا سال ختم ہوتا ہو، یعنی اگر بکریوں کی قیمت کے روپے کا سال پہلے ختم ہوتا ہو تو یہ روپیہ اس کے ساتھ ملا لیا جائے گا اور اگر دوسرے روپے کا سال پہلے ختم ہوتا ہو تو یہ روپیہ اسکے ساتھ ملا لیا جائے گا۔ (علم الفقہ ص ۳۱ ج ۳)

صاحبِ نصاب کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ لینا؟

مسئلہ ایک شخص پر زکوٰۃ واجب ہے مگر وہ ادا نہیں کرتا، تو کسی محتاج کو یہ اجازت نہیں کہ بغیر اس صاحبِ مال کی اطلاع کے اس کے مال میں سے زکوٰۃ کی نیت سے کچھ رقم لے لے، اگر کسی ضرورت مند اور محتاج نے (یہ حرکت کی اور اس طرح) مال لے لیا تو مالک کو یہ حق حاصل ہے کہ اس سے وہ مال واپس لے لے، اگر فی الوقت اس محتاج کے پاس موجود ہے، اور اگر موجود نہیں، ختم ہو گیا تو وہ فقیر (زبردستی یا بغیر اجازت لینے والا) اس کا ضامن ہو گا۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۱۲۸ ج ۴)

Marfat.com

صاحبِ نصاب سے زبردستی زکوٰۃ وصول کرنا؟

مسئلہ زکوٰۃ اور چرمِ قربانی وصدقۂ فطر کا روپیہ برادری کے چودھر (بڑے افراد) اگر جبراً وصول کریں تو یہ جائز نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۸۶ ج ۶ بحوالہ درمختار ص ۴۶ ج ۲ وفتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۵ ج ۱۱)

(بعض جگہ یہ دستور اور آپسی قانون پنچایت کا ہے کہ کمیٹی والے یا گاؤں کا چودھری و پردھان وغیرہ زکوٰۃ وغیرہ صاحبِ نصاب سے زبردستی وصول کر کے تقسیم کرتے ہیں جو کہ شرعاً جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں نیت شرط ہے وہ یہاں پائی نہیں جائے گی۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

ضرورتِ اصلیہ کیا ہے؟

مسئلہ جو مال آدمی کے پاس موجود ہو وہ اس کی حاجتِ اصلی یعنی اس کی بنیادی ضروریاتِ زندگی کے علاوہ ہو، جیسے رہائشی مکانات، بدن کے کپڑے، گھریلو سامان، سواری کے جانور (یا مشین، موٹر سائیکل کار وغیرہ) خدمت گار غلام، اور استعمالی ہتھیاروں پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ ایسے ہی خوردنی اشیاء پر اور آرائشی ظروف پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی بشرطیکہ وہ سونے چاندی کے نہ ہوں، ایسے ہی جواہرات، موتی، یاقوت اور زمرد وغیرہ اگر تجارت کے لیے نہ ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر اخراجات کے لیے کچھ سکّے خریدے تو ان پر بھی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ اسی طرح اہلِ علم کی کتابوں پر (جو ذاتی مطالعہ واستفادہ کے لیے ہوں) اور پیشہ وروں کے آلاتِ کارکردگی پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ (یہ سب ضرورتِ اصلیہ میں داخل ہوں گی)۔

(فتاویٰ عالمگیری اُردو ص ۷ ج ۴ وعلم الفقہ ص ۱۴ ج ۴)

کیا اولاد کا نکاح حوائجِ اصلیہ میں داخل ہے؟

مسئلہ حامداً ومصلیاً اولاد اگر بالغ ہے تو اس کا نکاح باپ کے ذمہ فرض نہیں، بلکہ نکاح کی ذمہ داری شرعاً اولاد (لڑکوں) پر خود ہے اگر اولاد نابالغ ہے تو اس کے نکاح کا شرعاً ضروری نہ ہونا ظاہر ہے۔

اولاد کا نکاح حوائجِ اصلیہ میں داخل نہیں، صرف عدم بلوغ کی حالت میں باپ کے ذمہ نفقہ (ضروری خرچہ) واجب ہوتا ہے، وہ بھی جب کہ خود اولاد کی ملک میں اتنا مال نہ ہو کہ جس

کے ذریعے سے نفقہ پورا ہو سکے، اگر اولاد کی مِلک میں مال ہے تو نفقہ باپ کے ذمہ نہیں بلکہ اس مال سے دیا جائے گا۔
(فتاویٰ محمودیہ ص۹۳ ج۳ بحوالہ زیلعی ص۶۲ ج۳)

مسئلہ اولاد نابالغ یا بالغ معذورین کا نفقہ (ضروری خرچہ) تو باپ کے ذمہ ہے اس لیے محض نفقہ حوائج اصلیہ میں داخل ہے، لیکن ان کی شادیوں کے رسمی اخراجات کا تصور حوائج اصلیہ میں داخل نہیں ہے، اور نہ وہ مانع وجوبِ زکوٰۃ ہے۔
(کفایت المفتی ص۱۴۴ ج۴)

زکوٰۃ کن چیزوں پر ہے؟

سوال زکوٰۃ کس کس چیز پر فرض ہے؟

جواب زکوٰۃ مندرجہ ذیل چیزوں پر فرض ہے:۔

(۱) سونا۔ جب کہ ساڑھے سات تولہ (۸۷،۴۷۹ گرام) یا اس ذ سے زیادہ وہ۔

(۲) چاندی جب کہ ساڑھے باون تولہ (۶۱۲،۳۵ گرام) یا اس سے زیادہ ہو۔

(۳) روپیہ، پیسہ اور مالِ تجارت، جب کہ اس کی مالیت ساڑھے باون تولہ (۶۱۲،۳۵ گرام) کے برابر ہو۔

نوٹ اگر کسی کے پاس تھوڑا سونا ہے، کچھ چاندی ہے، کچھ نقد روپیہ ہیں، کچھ مالِ تجارت ہے، اور ان کی مجموعی مالیت ساڑھے باون تولے (۶۱۲،۳۵ گرام) چاندی کے برابر ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ اسی طرح اگر کچھ سونا ہے، کچھ چاندی ہے، یا کچھ نقد روپیہ ہے یا کچھ چاندی کچھ مالِ تجارت ہے تب بھی ان کو ملا کر دیکھا جائے گا کہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت بنتی ہے یا نہیں؟ اگر بنتی ہو تو زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔ الغرض سونا، چاندی، نقدی، مالِ تجارت میں سے دو چیزوں کی مالیت جب چاندی کے نصاب کے برابر ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

(۴) ان چیزوں کے علاوہ چرنے والے مویشیوں پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ اور بھیڑ بکری گائے، بھینس اور اونٹ کے الگ الگ نصاب ہیں۔

(۵) عشری زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ فرض ہے جس کو عشر کہا جاتا ہے۔

(آپ کے مسائل ص۳۵۴ ج۳ و احسن الفتاویٰ ص۲۸۷ ج۴ و کتاب الفقہ ص۹۶۸ ج۱ و علم الفقہ ص۲۲ ج۴)

کیا زکوٰۃ ہر سال ہے؟

مسئلہ جس روپیہ اور زیور پر ایک سال زکوٰۃ دی جائے گی، جب دوسرا سال پورا ہوگا پھر زکوٰۃ

Marfat.com

دینا لازم ہے، ہر سال زکوٰۃ واجب الاداء ہوتی ہے، خواہ اس روپے سے کچھ نفع ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔
(فتاویٰ دار العلوم ص ۴۷ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۳ ج ۲ کتاب الزکوٰۃ وکفایت المفتی ص ۲۴۴ ج ۴)

زکوٰۃ ادا کرنے میں تاخیر کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ | جب مال پر پورا سال گذر جائے تو فوراً ادا کردے، نیک کام میں دیر لگانا اچھا نہیں کہ شاید اچانک موت آجائے اور یہ مؤاخذہ اپنی گردن پر رہ جائے۔ اور اگر سال گزرنے پر زکوٰۃ ادا نہیں کی، یہاں تک کہ دوسرا سال بھی گذر گیا تو گناہ ہوا، اب توبہ کرکے دونوں سالوں کی زکوٰۃ دے دے، باقی نہ رکھے۔

غرض اپنی زندگی میں گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ جو ادا نہیں کیا تھی وہ ضرور ادا کرے۔
(فقہ الزکوٰۃ ص ۶۲ ۳ ج ۲ بحوالہ فتح القدیر ص ۴۸۲ ج ا وامداد المسائل الزکوٰۃ ص ۷۱ ودر مختار ص ۱۳۰ ج ا)

زکوٰۃ میں نیت کا حکم

نیت بہر حال ضروری ہے، نیت ہی کے تحت فعل کے اثرات ونتائج مرتب ہوتے ہیں، اس لیے جب زکوٰۃ ادا کی جائے اسی وقت نیت ضروری ہے، یا اپنے مال سے واجب شدہ مقدار کو علیحدہ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت ہونی چاہئے، اگر ایسی صورت ہوئی کہ زکوٰۃ کی نیت تو فی نفسہٖ کرلی، مگر اس وقت اس غرض سے کوئی رقم اپنے سرمایہ سے علیحدہ نہیں کی بلکہ اخیر سال تک بتدریج کچھ نہ کچھ زکوٰۃ دیتا رہا اور اس پوری مدت میں کسی وقت بھی زکوٰۃ کی نیت مال نکالتے اور ادا کرتے وقت نہیں کی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، ہاں اگر اس طرح زکوٰۃ کا مال دینے کے دوران اگر کوئی پوچھ بیٹھے کہ یہ کیا دے رہے ہو تو وہ بلا تأمل جواب دے کہ زکوٰۃ ہے تو اس کو نیت کہا جائے گا، اور زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ اور اگر یہ کہا کہ اخیر سال تک جو کچھ صدقہ کروں گا وہ سب زکوٰۃ ہی کی نیت سے ادا ہوگا تو یہ جائز نہیں۔ (سراجیہ)

مسئلہ زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے کسی کو وکیل بنایا تو اس کو رقم دیتے وقت نیت کرلینا کافی ہے، اگر وکیل بنانے کے وقت نیت نہیں کی، البتہ زکوٰۃ کی رقم وکیل کو دیتے وقت نیت کرلی تو یہ صورت بھی درست ہے۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ زکوٰۃ میں مؤکل کی نیت معتبر ہوتی ہے۔ نہ کہ وکیل کی۔ (معراج الدرایہ)

Marfat.com

مسئلہ کسی ذمی کو زکوٰۃ کی تقسیم کی ذمہ داری سپرد کی جاسکتی ہے۔ اس لیے کہ جس نے زکوٰۃ دی ہے اس کی نیت کافی ہے۔ (محیط السرخسی)

مسئلہ وکیل کو رقم دینے کے بعد مؤکل کی نیت بدل گئی ہے جبکہ وکیل نے زکوٰۃ تقسیم نہ کی ہو، اب یہ رقم بعد والی نیت کے تحت ادا ہوگی جبکہ وکیل کو زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے کچھ رقم دی، مگر روپیہ تقسیم کرنے سے قبل مؤکل نے یہ رقم اپنی نذر (منّت) میں دینے کی کرلی تو اب یہ رقم نذر کی شمار ہوگی۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ اگر کسی نادار شخص کی امانت کسی صاحب امانت کے پاس سے ضائع ہو جائے اور رفع نزاع کی خاطر وہ اس امانت کے بقدر رقم زکوٰۃ کی نیت سے اس شخص کو ادا کردے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

مسئلہ کسی محتاج کو نیت کے بغیر کچھ رقم دی اور پھر اس نے زکوٰۃ کی نیت کرلی تو یہ نیت اس وقت صحیح ہوگی جب کہ نیت کے وقت تک اس محتاج شخص نے وہ رقم خرچ نہ کی ہو، اگر خرچ کرلی تو اب زکوٰۃ کی نیت درست نہیں، (اگر زکوٰۃ کی نیت کر بھی لی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی)۔

(معراج الدرایہ، بحر الرائق، عینی، ھدایہ، فتاویٰ دار العلوم ص ۹۷ ج ۶ بحوالہ رد المختار ص ۱۴ ج ۱)

مسئلہ ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کی جانب سے خود اسی کے مال سے اس کی زکوٰۃ ادا کردی، پھر اس شخص نے اس کی اجازت دے دی تو اس وقت تک اگر دی ہوئی رقم اس مستحق کے پاس موجود ہے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، ورنہ ادا نہ ہوگی۔ (سراجیہ)

مسئلہ جس نے اپنا سارا مال خیرات کردیا مگر زکوٰۃ کی نیت نہیں کی تو بطور استحسان اس کے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی، یعنی قیاس کا تقاضہ تو یہ ہی تھا کہ نیت کے بغیر زکوٰۃ ادا نہ ہو، مگر چونکہ اب اس کے پاس کوئی مالیت باقی نہیں رہی اس لیے اس صورت کے تحت زکوٰۃ اس کے ذمے سے ساقط ہو جائے گی۔ (عالمگیری ص ۵ ج ۴)

مسئلہ زکوٰۃ کی مقدار کو باقی مال سے جدا کرتے وقت کی نیت بھی کافی ہے، اگرچہ یہ خلاف اصول ہے، کیونکہ مستحقین کو دیتے وقت نیت علیحدہ علیحدہ ہوگی اور ہر مرتبہ نیت کرنے میں دشواری ہوگی، اس لیے زکوٰۃ کی رقم علیحدہ کرتے وقت کی نیت کافی ہوگی۔ لیکن محض جدا کرنے سے عہدہ براء نہیں ہوگا بلکہ فقراء کو دے کر عہدہ براء ہوگا۔ (فقہ الزکوٰۃ ص ۳۳۱ ج ۱)

Marfat.com

بلانیت زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

مسئلہ: جو رقم بلانیت زکوٰۃ خیرات کی گئی، وہ زکوٰۃ میں محسوب نہیں ہوگی اور زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۳۳۶ ج۶ و درمختار ص۱۳۰ ج۱)

(اور اگر کسی نے سارا مال ہی خیرات کر دیا تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی، کیونکہ مال ہی ختم ہو گیا۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

کیا گھر والے زکوٰۃ کی نیت سے کچھ رقم دے سکتے ہیں؟

سوال: جس شخص کو زکوٰۃ دینی ہو، اگر اس کے گھر کے افراد زکوٰۃ کی نیت سے کسی کو کچھ دیدیں اور مالک کو اطلاع کر دیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر مالک (صاحبِ نصاب) نے پہلے سے اپنے گھر کے آدمیوں کو اجازت دے رکھی ہے، زکوٰۃ ادا کرنے کی، تب تو جس وقت اس کے گھر کے افراد نے بہ نیتِ زکوٰۃ کسی کو کچھ دیا، زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ اور اگر ایسا نہیں تو پھر مالک کی اجازت دینے تک اگر وہ روپیہ زکوٰۃ کا اس کے پاس موجود ہے جس کو دیا گیا تو نیتِ زکوٰۃ صحیح ہوگی اور زکوٰۃ ادا ہوگئی، اور اگر خرچ ہو گیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ۱۰۱ ج۶ بحوالہ ردالمختار ص۱۴ ج۲)

کیا زکوٰۃ وصدقہ کا ثواب سب گھر والوں کو ملے گا؟

سوال: اگر کسی گھر میں نو یا دس افراد ہیں اور ایک شخص کا اختیار تمام چیزوں پر ہے اور مختار سب کی خوشی سے بنایا گیا ہے، اگر وہ صدقہ دے گا تو اسی کو ثواب ملے گا یا سب گھر والوں کو؟

جواب: جب کہ صدقہ خیراب سب کے مالِ مشترکہ سے ان کی اجازت سے ہے، تو سب کو ثواب ملے گا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۳۴۰ ج۶)

مسئلہ: اگر زکوٰۃ ادا کی جائے اور کسی شرعی وجہ سے وہ ادا نہ ہو تو ثواب ملے گا۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ (القرآن) (فتاویٰ دارالعلوم ص۳۳۳ ج۶)

زکوٰۃ ادا کیے بغیر مر جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: ایک صاحبِ نصاب کے ذمہ مال کی زکوٰۃ واجب الاداء تھی، مگر وہ زکوٰۃ ادا کیے بغیر

Marfat.com

ایک نابالغ لڑکا چھوڑ کر فوت ہو گیا، تو کیا بیوہ اس مال میں سے زکوٰۃ نکالے؟

جواب بغیر وصیت کے مرنے والے کے مالِ متروکہ مشترکہ سے زکوٰۃ ادا نہیں کی جاسکتی کیونکہ وارث نابالغ لڑکا بھی ہے۔ اس کے حصہ میں بلا وصیت کے یہ تصرف نہیں ہوسکتا۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۳۳۰ ج ۶ بحوالہ رد المختار ص ۹۸ ج ۲ باب صدقۃ الفطر)

مرحوم شوہر کی زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ مرحوم شوہر کی زکوٰۃ بیوہ کے ذمہ فرض نہیں ہے، اس کے مرحوم شوہر کے ذمہ ہے وہی گنہگار ہوگا، اس کی طرف سے اگر وارث ادا کردیں تو اچھا ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۴۷ ج ۳ و فقہ الزکوٰۃ ص ۳۸۰ ج ۲)

زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد انتقال ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ اگر کوئی شخص زکوٰۃ واجب ہو جانے کے بعد مر جائے تو اس کے مال کی زکوٰۃ نہ لی جائے گی۔ ہاں اگر وہ وصیت کر گیا ہو تو اسکا تہائی مال زکوٰۃ میں لے لیا جائیگا۔ گو یہ تہائی پوری زکوٰۃ کو کفایت نہ کرے اور اگر اس کے وارث تہائی سے زیادہ دینے پر تیار نہ ہوں جو جس قدر وہ اپنی خوشی سے دے دیں لے لیا جائیگا۔ (علم الفقہ ص ۳۱ ج ۴)

زکوٰۃ کی رقم الگ کر کے فوت ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال زکوٰۃ کی نیت سے زکوٰۃ کی رقم الگ کرلی یا وکیل کو دے دی، اس حالت میں ادائیگی سے قبل انتقال ہو گیا تو اس رقم کا کیا حکم ہے؟

جواب اگر میت نے وصیت بھی کی ہو تو یہ رقم زکوٰۃ میں دی جائے گی، بشرطیکہ کل ترکہ کی ایک تہائی سے زائد نہ ہو، اور اگر وصیت نہیں کی تو ترکہ میں شمار کر کے وارثوں میں تقسیم ہوگی۔ وکیل مزکی (مرنے والے نے اپنی زکوٰۃ کا وکیل بنایا تھا، اختیار دیا تھا) فقیر کے قائم مقام نہیں، اور جس پر کہ زکوٰۃ واجب ہوئی تھی، اس کی موت سے یہ معزول ہو گیا ہے، اس لیے اس کو یہ رقم زکوٰۃ میں صرف کرنے کا اختیار نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۶۵ ج ۴)

Marfat.com

کیا میت کے مال سے زکوٰۃ وصول کی جائے گی؟

مسئلہ میت کے مال سے زکوٰۃ وصول نہیں کی جائے گی کیونکہ زکوٰۃ کے لیے نیت شرط ہے۔ وہ اس صورت میں پائی نہیں گئی، اور اگر مرنے والے نے زکوٰۃ ادا کرنے کی وصیت کی تھی تو زکوٰۃ کا اس کے تہائی مال سے لینا معتبر ہوگا۔ کل مال سے لینا معتبر نہیں ہے، کیونکہ وصیت تہائی مال میں جاری ہوتی ہے، البتہ اگر ورثاء کل مال سے دینا چاہیں تو کل مال سے لینا درست ہوگا۔

(درمختار ص۴۹ ج ۲ وعالمگیری ص۴۶ ج ۴)

کیا کاغذ کے نوٹ مال کے حکم میں ہیں؟

سونے اور چاندی کو خصوصیت قانونِ شرعی میں صرف اس لیے دی گئی کہ پوری دنیا مین وہی معیارِ زر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انھیں کھایا نہیں جاسکتا، اوڑھا نہیں جاسکتا، بچھایا نہیں جاسکتا، ان کی اہمیت فقط یہ ہے کہ ان کے بدلے دوسری ضروریات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ ایک گرام سونا دے کر آپ اپنی ضروریاتِ زندگی فراہم کرسکتے ہیں اور یہ کاغذ کا نوٹ ہی دے کر آپ چاندی اور سونا بھی خرید سکتے ہیں۔ لہٰذا اس کاغذ کے نوٹ کی قانونی حیثیت جو بھی ہو، وہ مسلمہ طور پر مال اور دولت ہے محض ظاہری شکل وہیئت نے اس کی افادیت میں کوئی فرق واقع نہیں کیا۔

قرآن شریف میں دسیوں جگہ پر اللہ تعالیٰ نے رزق کا ذکر فرمایا ہے:۔

(۱) واللہ یرزق من یشآء بغیر حساب۔
اللہ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

(۲) یرزقکم من السمآء والارض۔
وہ تمہیں رزق دیتا ہے آسمان اور زمین سے۔

ہر پڑھا لکھا جانتا ہے کہ ایسی تمام آیات میں رزق سے مراد محض پکا ہوا کھانا، یا اناج، (جنس) یا چاندی سونا یا جائداد نہیں بلکہ وہ چیز ہے جسے محاورے میں ''مال ومنال'' کہا جاتا ہے۔ کسی شخص کے پاس سونا چاندی نہ ہو مگر ایک کروڑ روپے کاغذی نوٹوں کی شکل میں جمع ہوں تو اسے مفلس وغریب نہیں بلکہ مالدار کہیں گے۔ ان نوٹوں پر ''رزق'' کا اطلاق ہوگا کیونکہ یہ کاغذ کی بے فائدہ رسیدیں نہیں بلکہ اپنی حیثیت پر حکومتِ وقت کی ضمانت لیے ہوئے سکّے ہیں جن سے ہر چیز پلک جھپکتے ہی خریدی جاسکتی ہے اور آج تو عرفِ عام میں سونا اور چاندی بھی ان کی کنیز وغلام

Marfat.com

ہیں۔ کیونکہ زندگی گزارنے کا ہر سامان یہ چٹکی بجاتے ہی مہیا کر سکتے ہیں۔

مزید دیکھئے گا، سورۂ بقرہ میں فرمایا گیا ہے:۔

الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سراً و علانیۃ الخ۔

جولوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال دن راتے، چھپے اور کھلے خرچ کرتے ہیں، ان کے لیے اللہ کے پاس ان کا اجر ہے۔ (پارہ نمبر۳، البقرہ)

کیا آدمی دن رات غرباء کو سونا و چاندی بانٹے گا؟ کیا اس آیت میں مال کا اطلاق سوائے ان سکّوں کے بھی کسی اور چیز پر ہوتا ہے جن سے ہر چیز خریدی جاتی ہے

قرآن بار بار لفظِ ''اموال'' بھی استعمال کرتا ہے، اموال مال ہی کی جمع ہے۔ مال ہر وہ شے ہے جس کے بدلے آپ کوئی ضرورت زندگی حاصل کر سکیں، اس کاغذ کے نوٹ سے بڑھ کر مال اور کیا ہوگا جسے کسی بھی ملک میں اس سرے سے لے کر اس سرے تک ہر فرد بلا تأمل قبول کر کے بدلے میں مطلوبہ چیز دیتا ہے، ہندوستان کا نوٹ پاکستان میں یا پاکستان کا نوٹ امریکہ میں نہ چلے، بغیر تبدیلی کرنسی کے تو اس سے اس کی حیثیت پر کیا اثر پڑا، جو زکوٰۃ کا بنیادی موجب ہے، یعنی اہل حاجت کی حاجت براری۔ آپ یہ کاغذی نوٹ ہندوستان میں بیٹھ کر کسی امریکی غریب کو تو دے نہیں رہے ہیں جو اس کو امریکہ لے جا کر غلّہ وغیرہ خریدنے کی کوشش کرے گا، آپ اپنے ہی ملک کے ان غرباء کو دے رہے ہیں جو اسی ملک میں اس سے اپنی ضروریات حاصل کریں گے۔ پھر بتایئے کیا وجہ ہو کہ اس کاغذی نوٹ پر زکوٰۃ عائد نہ ہو جو تمام ضروریات کی شاہ کلید ہے۔

(یعنی اس کاغذ کے نوٹ ہی سے تمام چیزیں خریدی جا سکتی ہیں۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

سونے وچاندی کی اہمیت کیوں ہے؟

سونا اور چاندی دونوں ایسی قیمتی نادر اور نفیس اشیاء ہیں۔ اور اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ان دونوں اشیاء کو بنی نوع انسان کے لیے اس قدر مفید بنایا ہے کہ انسانیت کے آغاز آفرینش سے یہ دونوں چیزیں انسانی معاشرے میں زرِ نقد اور قیمتِ اشیاء کے طور پر استعمال ہو رہی ہیں۔ اسی لیے شریعت نے ان دونوں معدنی اشیاء کو فطری طور پر افزائش پذیر دولت (مالِ نامی یعنی بڑھنے والی) قرار دیا ہے اور ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے، خواہ یہ زرِ نقد کی صورت میں ہوں یا ان کے پرے اور تختیاں

Marfat.com

ڈھال لی گئی ہوں یا ان کے برتن، مجسمے، آرائشی اَشیاء اور زیورات وغیرہ بنا لیے گئے ہوں۔

(فقہ الزکوٰۃ ص ۳۲۱ ج اول)

انسان جہاں بھی رہا ہے اس نے سونے، چاندی کی دریافت کے بعد انھیں مالی معاملات اور کاروباری لین دین کے لیے معیار اور پیمانہ قرار دیا ہے۔ دنیا کی تمام مادّی چیزوں کی قدر و قیمت اسی کے تحت قائم کی جاتی ہے اور تبادلۂ اجناس میں بھی اس کو بنیادی حیثیت حاصل ہو رہی ہے۔ دینِ الٰہی نے بھی اپنی تشریح و تفصیل میں انسانی زندگی کے ہر اُتار چڑھاؤ کو ملحوظ رکھا ہے، چونکہ انسانی آبادیوں میں سونے اور چاندی کو ایک بنیادی پیمانے کی حیثیت دائمی طور پر حاصل ہوگئی ہے، اس لیے اسلام نے بھی اس پیمانے کو برقرار رکھا ہے۔ (عالمگیری ص ۲۰ ج ۴)

سونے، چاندی کے نصاب میں اس قدر تفاوت کیوں؟

سوال زکوٰۃ ان لوگوں پر واجب ہے جن کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا سال بھر تک رہا ہو، یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ باون تولہ چاندی کو ساڑھے سات تولہ سونے سے کیا نسبت ہے، مثلاً چاندی کا بھاؤ (ریٹ) اگر روپیہ تولہ ہے تو اس کی قیمت باون روپیہ آٹھ آنے ہوتی ہے اور اگر سونے کا ریٹ تیس روپیہ تولہ ہو تو اس کی قیمت دو سو پچیس روپے ہو جاتے ہیں۔ کیا پہلے زمانہ میں مذکورہ بالا وزن سونے اور چاندی کی قیمت برابر ہوا کرتی تھی؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور اس کے بعد بھی ایک زمانہ تک چاندی اور سونے کی قیمت میں تقریباً اسی قدر تفاوت تھا جس قدر ان کے نصاب میں تفاوت ہے۔ اس زمانہ میں ایک دینار سونے کا دس درہم نقرہ (چاندی) کی قیمت کے برابر تھا۔ اس حساب سے سونا تقریباً دس روپے تولہ ہوتا تھا۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۷ ج بحوالہ رد المختار ص ۴۲ ج ۲ باب المال)

سونے و چاندی پر زکوٰۃ کیوں ہے؟

سوال یہ عذر کہ اگر ہر سال زکوٰۃ دیتے رہیں تو بعضے مال تو تقریباً ختم ہو جائیں گے مثلاً جس روپے سے ہم تجارت نہیں کرتے ویسے ہی رکھا ہے، یا زیور کہ تجارت کے کام ہی کا نہیں تو نشو ونما کچھ ہوگا نہیں، اور ہر سال ایک جزو زکوٰۃ کا نکلا کرے گا تو یوں فناء (ختم) ہو جائے گا؟

جواب اس کا یہ ہے کہ روپیہ سے تجارت کرنے کو کس نے منع کیا ہے۔ اب اگر خود نہ کرو تو شریعت اس کی ذمہ دار نہیں۔

اسی طرح چاندی، سونا، زیور کے لیے اصل خلقت میں وہ "ثمن" ہے (یعنی روپیہ سکہ رائج الوقت جو تجارت کے لیے پیدا ہوا ہے، سو زیور تم نے خود اپنی خوشی سے بنایا ہے شریعت اس کی ذمہ دار نہیں ہے، جب تم چاہو اس سے سکہ (روپے) بدل کر تجارت کر سکتے ہو اور جس سے وہ اپنی زکوٰۃ کا خود کفیل و متحمل ہو سکتا ہے۔ (امداد مسائل زکوٰۃ ص ۷۰ ج)

مسئلہ شریعتِ اسلامیہ نے مقدار پر زکوٰۃ فرض کر کے انسان کو اس طرف متوجہ کیا ہے کہ وہ اس سرمایہ کو بے کار نہ پڑا رہنے دے بلکہ اسے افزائش بخش کاموں (تجارتوں) میں لگائیں، خود فائدہ اٹھائے اور معاشرے کو اور سماجی اقتصادیات کو فائدہ پہنچائے۔ (فقہ الزکوٰۃ ص ا ج ۱)

مسئلہ جب تک بقدرِ نصاب روپیہ (وزیور) موجود ہے تو زکوٰۃ واجب ہونا خلافِ عقل نہیں ہے کیونکہ جو شخص مالکِ نصاب ہے وہ شرعاً اور عرفاً غنی (مالدار) کہلاتا ہے اور مالدار کو محتاجوں کی خبر گیری اور ان کو اپنے پاس سے کچھ دینا مروّت اور عقل کا مقتضیٰ ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۵۳ ج ۶)

(اسلام کے اس قانونِ زکوٰۃ کا منشاء یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لوگ روپے جمع کر کے بے کار نہ رکھ چھوڑیں بلکہ اسے کاروبار میں یا زمین و جائداد میں لگائیں تاکہ ملک اور قوم کو اس سے فائدہ ہو اور زکوٰۃ بار نہ گزرے، نقد جمع رکھنے سے ملک اور قوم کا کھلا نقصان ہے، کیونکہ جب اس روپے میں یا سونے چاندی میں نمو اور بڑھنے کی صلاحیت موجود ہے، اب کوئی اسے روک کر رکھے خرچ نہ کرے اور جو کام اس سے لینا ہے نہ لے، تو یہ روکنے یعنی جمع کرنے والے کا قصور ہے، زکوٰۃ کے واجب ہونے کا سبب زیادتی نہیں، اس مالیت میں خود صلاحیت موجود ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

زکوٰۃ کے ڈر سے مسلم کو غیر مسلم لکھوانا کیسا ہے؟

ایک صاحب نے ایک عورت کو مشورہ دیا ہے کہ اگر وہ اپنے آپ کو غیر مسلم لکھوا دیں تو زکوٰۃ نہیں کٹے گی (سرکاری طور پر) کیا ایسا کرنے سے ایمان پر اثر نہیں پڑھیگا؟

جواب:۔ کسی شخص کا اپنے آپ کو غیر مسلم لکھوانا کفر ہے۔ زکوٰۃ سے بچنے کے لیے ایسا کرنا ڈبل کفر ہے، اور کسی کو کفر کا مشورہ دینا بھی کفر ہے۔ پس جس شخص نے غیر مسلم لکھوانے کا مشورہ دیا اس کو اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہئے۔ اور اگر بیوہ عورت نے اس کے کفریہ مشورہ پر عمل کر لیا ہو تو اس کو بھی از سرِ نو ایمان کی تجدید کرنی چاہئے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴۳ ج ۳)

Marfat.com

زکوٰۃ سے بچنے کے لیے مال کا ہبہ کرنا؟

مسئلہ اگر کوئی شخص اپنا مال کسی کو ہبہ (بغیر پیسوں کے) کردے اور ایک سال کے بعد رجوع کرے یعنی وہ ہبہ کی ہوئی چیز واپس لے لے تو اس کی زکوٰۃ واہب (ہبہ کرنے والے) پر ہوگی نہ کہ موہب (جس کو دیا) پر۔ اور ہبہ کرنے سے پہلے جتنے زمانہ تک وہ مال واہب کے قبضہ میں رہا تھا وہ زمانہ کالعدم سمجھا جائے گا، اس کا حساب نہ کیا جائے گا، مثلاً کسی نے زکوٰتی مال (جس مال پر زکوٰۃ واجب ہوئی تھی) دس مہینے تک اپنے پاس رکھ کر کسی کو ہبہ کر دیا اور پھر چند روز کے بعد اس سے واپس لے لیا تو اب وہ زمانہ محسوب کر کے دو مہینے کے بعد اس پر زکوٰۃ دینے کا حکم نہ دیا جائے گا، بلکہ از سر نو پورا سال گذر جائے گا، تب زکوٰۃ واجب ہوگی، جب اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

اور اگر کوئی شخص خاص کر زکوٰۃ کے ساقط (ختم) کرنے کی نیت سے یہ حیلہ کرے کہ زکوٰۃ کا مال جب ختم ہونے کے قریب آئے تو وہ مال کسی کو ہبہ کردے، پھر واپس لے لے تو اگرچہ زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی مگر یہ فعل اس کا مکروہ تحریمی ہوگا، کیونکہ اس میں فقیروں کا نقصان اور ان کے حق کا باطل کرنا اور زکوٰۃ کے دروازہ کا بند کرنا ہے۔ (علم الفقہ ص ۳۴ ج ۴)

صاحب نصاب دیوالیہ ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ کسی کے مال پر پورا سال گذر گیا، لیکن ابھی زکوٰۃ نہیں نکالی تھی کہ سارا مال چوری ہو گیا، یا اور کسی طرح سے جاتا رہا تو زکوٰۃ بھی معاف ہو گئی۔ اگر خود اپنا مال کسی کو دے دیا، یا اور کسی طرح اپنے اختیار سے ہلاک کر ڈالا تو جتنی زکوٰۃ واجب ہوئی تھی وہ معاف نہیں ہوئی، بلکہ دینا پڑے گی۔ (بہشتی زیور ص ۲۷ ج ۳ بحوالہ ہدایہ ص ۱۷۱ ج ۱)

مسئلہ سال پورا ہونے کے بعد کسی نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا تب بھی زکوٰۃ معاف ہو گئی۔

(بہشتی زیور ص ۲۷ ج ۳ بحوالہ ہدایہ ص ۱۶۸ ج ۱)

مسئلہ کسی کے پاس دو سو روپے تھے، ایک سال کے بعد اس میں سے ایک سو روپے چوری ہو گئے یا ایک سو روپے خیرات کر دیئے تو ایک سو روپے باقی ماندہ کی زکوٰۃ دینا پڑے گی اور ایک سو کی زکوٰۃ معاف ہو گی۔ (بہشتی زیور ص ۲۷ ج ۳ بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۵۹ ج ۱)

Marfat.com

سونے و چاندی کا چالیسواں حصہ اگر پیسوں سے نکالا تو آئندہ زکوٰۃ کا حکم

سوال میرے پاس نصاب کا سونا آٹھ تولہ ہے۔ میں نے آٹھ تولے کی زکوٰۃ ادا کی (پیسوں سے) آئندہ سال تک میں نے اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا اور پچھلے سال کی زکوٰۃ نکال کر یہ سونا نصاب سے کم ہے یعنی موجود تو آٹھ تولے ہی ہے، لیکن چونکہ میں آٹھ تولے کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ ادا کر چکا ہوں تو وہ چالیسواں حصہ نکال کر پھر حساب بنے گا یا ہر سال آٹھ تولے پر ہی زکوٰۃ دینا ہوگی؟

جواب پہلے سال آپ کے پاس آٹھ تولے سونا تھا آپ نے اس کی زکوٰۃ اپنے پاس سے پیسوں سے ادا کردی اور وہ سونا جوں کا توں آٹھ تولے محفوظ رہا تو آئندہ سال بھی اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ ہاں اگر آپ نے سونا ہی زکوٰۃ میں دیدیا ہوتا اور سونے کی مقدار ساڑھے سات تولے سے کم ہوگئی ہوتی اور آپ کے پاس کوئی اور اثاثہ (سامان) وغیرہ بھی نہ ہوتا جس پر زکوٰۃ آتی ہو تو اس صورت میں آپ پر زکوٰۃ واجب نہ ہوتی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۶۶ ج ۳)

مسئلہ لیکن سونے کی یہ مقدار تو آپ کے پاس محفوظ ہے اور سال پورا ہونے تک محفوظ رہے گی۔ اس لیے آئندہ سال بھی اس پوری مالیت پر زکوٰۃ لازم ہوگی، البتہ اگر سونے ہی کا کچھ حصہ زکوٰۃ میں ادا کردیتیں اور باقی ماندہ سونا بقدر نصاب نہ رہتا تو اس صورت میں یہ دیکھنا ہوگا کہ اس سونے کے علاوہ تو آپ کے پاس کوئی ایسی چیز تو نہیں جس پر زکوٰۃ فرض ہے مثلاً نقد روپیہ یا تجارتی مال یا کسی کمپنی کے حصص (شیئرز) وغیرہ، پس اگر سونے کے علاوہ کوئی اور چیز بھی موجود ہو جس پر زکوٰۃ آتی ہے اور وہ سونے کے ساتھ مل کر نصاب کی مقدار کو پہنچ جاتی ہے تو زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۶۵ ج ۳)

مسئلہ جس روپے کی زکوٰۃ ایک سال ادا کردی گئی ہے تو اگر وہ روپے (نصاب کے برابر) آئندہ سال تک محفوظ رہے اور بقدر نصاب ہوں تو پھر اس میں آئندہ زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی اور جب نصاب سے کم ہو جائیں تو زکوٰۃ نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ص ۱۵۴ ج ۴)

کیا کاغذ کے نوٹوں پر زکوٰۃ ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں درہم (چاندی کے سکہ) کی وہ بنیادی اکائی تھی جس پر سارے لین دین چالو ہوئے تھے، اس کے بعد سونے کے دینار (سکّے) کو یہ درجہ حاصل تھا، لیکن زیادہ تر کاروبار درہموں ہی پر ہوتا تھا، اس وقت باہر کی ترقی یافتہ دنیا بھی ان ہی پیمانوں سے آشنا تھی، اس لیے اس وقت شریعت نے مالی اعتبار سے لین دین زکوٰۃ، صدقات وخیرات وغیرہ کی جتنی تفصیلات بیان کی ہیں وہ زیادہ تر درہم کو سامنے رکھ کر بیان کی ہیں، اس میں وزن کا بھی لحاظ کیا گیا ہے اور درہم کی عددی حیثیت کو بھی زکوٰۃ میں خاص اہمیت حاصل ہے۔

اس وقت دنیا درہم کے چلن سے خالی ہو چکی ہے مگر درہم کی مالیت کا بدل رائج الوقت سکوں کو قرار دے کر زکوٰۃ کا تعلق ان سے قائم کر کے کیا جائے گا خواہ کسی جگہ روپیہ وقت کا سکہ ہو، یا شلنگ یا پونڈ ہو، ڈالر یا روبل ہو، لیرہ یا دینار ہو، دوسو درہم کی مالیت (ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت) کے بقدر موجودہ سکّوں کی مالیت قائم کر کے ان سکّوں کو درہم کا قائم مقام قرار دیا جائے گا، اس طرح ہر ملک میں ہر وقت زکوٰۃ کا یہ نصاب چالو اور نافذ ہو سکتا ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری ص۲۰ ج۴)

مسئلہ نوٹ (کاغذ کے) جب کہ بقدر نصاب ہوں زکوٰۃ واجب ہے اور زکوٰۃ روپیہ سے ادا ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۸۳ ج۶)

مسئلہ کاغذ کے نوٹوں پر حولانِ حول یعنی سال گذرنے پر زکوٰۃ لازم ہو جاتی ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص۱۶۳ ج۶ بحوالہ ردالمحتار ص۱۳ ج۲)

مسئلہ جمہور فقہاء کے نزدیک کاغذ کے کرنسی نوٹوں پر زکوٰۃ واجب ہے، کیونکہ عام کاروبار سونے چاندی کی جگہ ان سے کام لیا جاتا ہے اور ان کا لین دین چاندی کے بجائے بغیر کسی دشواری کے ممکن ہے۔ (کتاب الفقہ ص۹۸۴ ج اوفقہ الزکوٰۃ ص۳۶۵ ج۱)

(ہر قانون کے کچھ مصالح اور مفادات ہوا کرتے ہیں، زکوٰۃ کی یہ مصلحت کسی تشریح کی محتاج نہیں کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کی ضرورت سے زائد رزق دیا ہے وہ اپنے رزق کا کچھ حصہ ان بندگانِ خدا کی طرف منتقل کریں جنھیں رزق کم ملا ہے اور مزید رزق کے محتاج ہیں۔

نوٹ کی ٹھیٹ حیثیت خواہ کچھ ہو، دیکھنا یہ ہے کہ اس پر مال و دولت کا اطلاق ہوتا ہے یا

Marfat.com

نہیں۔آج ہی نہیں بلکہ ہمیشہ سے یہ اصطلاح زبان زد خاص وعام ہے کہ فلاں شخص مالدار ہے، اس اصطلاح کو استعمال کرتے ہوئے یہ شوشہ کے ذہن میں نہیں ہوتا کہ اس شخص کے پاس لازماً سونا چاندی جمع ہے بلکہ صرف یہ بات ذہن میں ہوتی ہے کہ یہ شخص پیسے والا ہے، اور آپ بھی لکھ پتی، کروڑ پتی اسے ہی کہتے ہیں جس کے پاس لاکھ، کروڑ روپے جمع ہوں، خواہ کاغذ نوٹوں کی شکل میں، خواہ چاندی یا سونے کے سکّوں کی شکل میں۔

آج کل تو کم سے کم ہمارے ملک میں چاندی یا سونے کے سکوں کا سوال ہی نہیں ۔ناپئید ہیں۔دولت یا تو جائداد کی شکل میں ہوتی ہے یا کاغذی نوٹوں کی شکل میں۔یہ کاغذ کا نوٹ ہی وہ چیز ہے جس سے آپ بازار کی ہر چیز خریدتے ہیں، خریدار اور فروخت کنندہ کے درمیان یہ بحث نہیں اُٹھتی کہ یہ اصل دولت ہے یا اس کی رسید۔سونے وچاندی سے بڑھ کر ان کاغذوں میں تاثیر ہے کہ مثلاً ایک ماشہ چاندی یا سونا لے کر آپ سبزی فروش کی دوکان پر چلے جائیں کہ لاؤ دو کلو گوبھی اور ایک کلو آلو دے دو اور باقی پیسے لوٹادو تو وہ آپ کی صورت دیکھ کر ہنسے گا اور طرح طرح کی چہ می گوئیاں ہوں گی۔لیکن یہ کاغذ کا نوٹ لے کر آپ جائیں تو کسی بحث اور تاخیر کے بغیر آپ کو ترکاری وغیرہ اور بقیہ ریزگاری وغیرہ مل جائے گی، اسی کا نام ہے دولت۔یہی ہے وہ چیز جس کی غریب کو حاجت ہے۔فاقہ کشی کے لیے پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے آپ کا دیا ہوا یہ کاغذ کا نوٹ ہی کافی ہوجاتا ہے اور نان بائی، ہوٹل والا اس سے یہ بحث نہیں کرتا کہ تم دولت نہیں بلکہ دولت صرف رسید لیے پھر رہے ہو، خلاصہ یہ کہ کاغذ کے نوٹوں پر نصاب کے برابر ہوجائیں تو زکوٰۃ ہے۔محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

جمع شدہ نوٹوں پر زکوٰۃ کیوں ہے؟

مسئلہ روپیہ حقیقۃً رکھنے (جمع) کرنے کے لیے نہیں ہے بلکہ کام (تجارت) بڑھانے کے لیے ہے، اس کو بے کار و محفوظ رکھنا اصل کے خلاف ہے۔اس لیے اس کے رہنے اور رکھنے میں زکوٰۃ ساقط نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ص ۱۴۵ ج ۴)

نوٹ بُھنانے (Change) پر بٹّہ لینا کیسا ہے؟

مسئلہ ضرورت کے وقت نوٹ بھنانے میں بٹہ دینا جب کہ کوئی صورت پورا روپیہ ملنے کی نہ ہو درست ہے اگرچہ اصل قاعدہ سے بٹہ (کٹوتی) دینا نوٹ پر درست نہیں، لیکن بصورتِ مجبوری

Marfat.com

بٹہ دینا درست ہے اور لینا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۶۳ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۳ ج ۲)

کیا سرکاری ٹکٹوں پر زکوٰۃ ہے؟

پوسٹ کے ٹکٹوں کا بھی یہی معاملہ ہے کہ کوئی شخص اپنی دولت ان ٹکٹوں میں منتقل کر کے نہیں رکھتا، اگر یہ ٹکٹ رائج الوقت ہیں تو لوگ انھیں خرچ کے مطابق ہی خریدتے ہیں، خرید کر استعمال کر ڈالتے ہیں۔ ان پر سال گذرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اگر سال گذر بھی جائے تو یہ ضروریات میں شامل ہیں۔ انھیں کاروباری مراسلت میں صرف کیا جاتا ہے تو ان کی زکوٰۃ فی الحقیقت اس زکوٰۃ میں شامل ہے جو کاروبار پر قواعد کے مطابق واجب ہوگی، اگر وہ ذاتی مراسلت کے لئے ہیں تو ان کا ''ضروریات'' میں شامل ہونا ظاہر ہی ہے آخر غیر تجارتی کتابوں اور ذاتی رہائش کے مکانوں اور مصنوعات نکالنے والی مشینوں پر بھی تو زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

رہے وہ پرانے ٹکٹ جنھیں بعض لوگ جمع کرتے ہیں تو اگر محض شوقیہ جمع کیا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ بے قیمت شئے ہیں اور اگر فروخت کی نیت سے کیا ہے تو ان کی قیمت ہی متعین نہیں محض اتفاق (چانس) پر منحصر ہے کہ دو پیسے والا ٹکٹ دو ہزار کا بک جائے یا دو روپے میں بھی نہ بکے۔ لہٰذا ان پر فی الحال زکوٰۃ عائد نہیں ہوگی کہ یہ مال ہی نہیں ہیں۔ ہاں جب فروخت ہو جائیں گے تو حاصل شدہ رقم پر سال بھر بعد اسی قاعدے سے زکوٰۃ واجب ہوگی جس قاعدے سے روپے پیسے پر ہوتی ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

ضروریات کے لیے جو رقم ہے اس کا حکم

سوال ایک شخص کے پاس کئی ہزار روپے جمع ہیں، اس پر سال بھی گذر چکا ہے، مگر اس کے پاس نہ مکان ہے اور نہ ہی گھریلو سامان، ابھی شادی بھی نہیں کی، انہی ضروریات کے لیے روپیہ جمع کر رکھا ہے، اس پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

جواب اس پر زکوٰۃ فرض ہے، البتہ اگر سال پورا ہونے سے قبل تعمیرِ مکان کا سامان یا گھریلو استعمال کی اشیاء وغیرہ خرید لے تو زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔

(احسن الفتاویٰ ص ۲۹۱ ج ۴ بحوالہ ردالمختار ص ۷ ج ۲)

مسئلہ اگر نصاب کے بقدر رقم کسی خاص مقصد مثلاً بہن وغیرہ کی شادی کے لیے جمع کر رکھی ہو، تب بھی اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۶۳ ج ۳)

Marfat.com

مسئلہ اپنی کسی خاص ضرورت کیلئے جو روپیہ جمع کیا ہے تو اس پر بھی ایک سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۶۴ ج ۶ بحوالہ رد المختار ص ۱۳ ج ۲)

(یعنی سال کے اندر اندر اگر ختم ہو جائے تو زکوٰۃ نہیں ہے اور باقی نصاب کے برابر ہے تو زکوٰۃ ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

کیا گھر کے تمام افراد کے مال کی زکوٰۃ گھر کے سربراہ پر ہے؟

سوال میں گھر کا سربراہ ہوں، میرے دونوں لڑکے صاحب روزگار ہیں۔ اور میرے لڑکوں کی بیویوں کے پاس کم سے کم بارہ بارہ تولہ فی کس زیورات ہیں اور میری اہلیہ کے پاس پانچ تولہ کے زیور اور کنواری لڑکی کی شادی کے لیے تین تولہ کے زیورات ہیں جس کو ایک سال سے خرید کر رکھا ہوں۔ نیز آج کل مشترکہ خاندان میں بھی زیور ہر متعلقہ عورت کی ذاتی ملکیت ہی شمار ہوتا ہے۔ ایک عورت کا زیور دوسری عورت مستقل طور پر نہیں لے سکتی، یہاں تک کہ ساس اپنی بہو کا زیور اپنی لڑکی کو نہیں دے سکتی۔ کیا ایسی صورت میں مجھے گھر کے تمام زیور کی مالیت کے مطابق زکوٰۃ نکالنا چاہئے؟ یا فرداً فرداً کے حساب سے؟

جواب زکوٰۃ کے واجب ہونے میں ہر شخص کی انفرادی ملکیت کا اعتبار ہے۔ آپ کی بہوؤں کے پاس جو زیور ہے، دیکھنا یہ ہے کہ اس کا مالک کون ہے؟ آپ کی بہوؤں کا زیور اگر ان کی ملکیت ہے تو زکوٰۃ ان کے ذمہ واجب ہے اور اگر کچھ زیور بہوؤں کی ملکیت ہے۔ مثلاً جو زیور ان کے میکے سے ملا ہے اور کچھ لڑکوں کی ملکیت، تو اگر ہر ایک کی ملکیت نصاب کو پہنچتی ہے تو زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں، اسی طرح آپ کی اہلیہ کے پاس جو سونا ہے وہ اگر اس کی مالک ہیں اور اس کے علاوہ ان کی ملکیت میں کوئی روپیہ پیسہ نہیں تو ان کے ذمہ زکوٰۃ نہیں ہے (کیونکہ صرف پانچ تولہ پر زکوٰۃ نہیں ہوتی) اور اگر وہ سونا آپ کی ملکیت ہے تو دوسرے اموال زکوٰۃ کے ساتھ اس زیور کی زکوٰۃ بھی آپ کے ذمہ ہوگی۔ آپ نے لڑکی کے لیے جو سونا خرید رکھا ہے، اس کے بارے میں بھی یہ دیکھنا ہوگا کہ آپ نے وہ سونا لڑکی کی ملکیت کر دیا ہے یا نہیں؟ اگر لڑکی کی ملکیت نہیں ہے تو اس کی زکوٰۃ آپ کے ذمہ ہے۔ اور اگر لڑکی کی ملکیت ہے اور اس کے پاس کوئی نقد روپیہ پیسہ نہیں ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ اور اگر کچھ روپیہ بھی اس کے پاس ہے تو زکوٰۃ اس کے ذمہ واجب ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۵۰ ج ۳)

انفرادی ملکیت پر زکوٰۃ ہے

سوال کسی گھر میں تین بھائی اکٹھے رہتے ہوں ایک ہی جگہ کھاتے ہوں، لیکن کماتے الگ ہوں ہر ایک کی بیوی کے پاس ڈھائی یا تین تولہ سونا ہو اور سب کا ملا کر تقریباً ساڑھے آٹھ تولہ سونا بنتا ہو تو کیا ان کو اس زیور کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی؟

جواب اگر ان کے پاس اور کوئی مال نہیں جس پر زکوٰۃ فرض ہو اور وہ نصاب کی حد کو پہنچتا ہو تو ان پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ کیونکہ نصابِ زکوٰۃ میں انفرادی ملکیت کا اعتبار ہے اور یہاں کسی کی انفرادی ملکیت بقدرِ نصاب نہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴۹ ج ۳)

مشترکہ گھرداری میں زکوٰۃ کا حکم

سوال ہمارے گھر میں یہ طریقہ ہے کہ سب بھائی تنخواہ لاکر والدہ کو دیتے ہیں جو گھر کا خرچ چلاتی ہیں، جب کہ زیور اور کچھ بچت کی رقم ہمارے پاس ہوتی ہے تو کیا زکوٰۃ دینی ہمارے ذمہ ہے یا والدہ صاحبہ کے؟

جواب اگر وہ سونا اور بچت کی رقم اتنی ہو کہ اگر اس کو تقسیم کیا جائے تو سب بھائی صاحبِ نصاب ہو سکتے ہیں تو زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴۹ ج ۳ و در مختار ص ۵۸ ج ۲)

مسئلہ اگر کچھ مال چند لوگوں کی شرکت میں ہو تو ہر ایک کا حصہ علیحدہ کر کے اگر نصاب پورا ہوتا ہو تو زکوٰۃ اس پر فرض ہوگی ورنہ نہیں۔ (علم الفقہ ص ۲۸ ج ۴)

جو رقم والدین کو دی جائے اس کی زکوٰۃ کس پر ہے؟

زید نے جو روپیہ ماہواری خرچہ کے طور سے اپنے باپ عمر کو دیا اور ان کے پاس بھیجا، عمر (باپ) اس کا مالک ہو گیا۔ پھر جو کچھ روپیہ عمر نے بچایا (اگرچہ اس خیال سے بچایا ہو کہ یہ روپیہ بیٹے زید کے کام آئے گا) اس کا مالک عمر ہے اور بقدرِ نصاب ہو جانے پر سال بھر کے بعد اس کی زکوٰۃ عمر پر واجب ہے، لیکن اگر زید عمر کی طرف سے عمر کی اجازت سے زکوٰۃ گذشتہ زمانہ کی اور آئندہ کی ادا کرے تو درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ زید کو چاہئے کہ عمر کو اطلاع کر دے کہ میں زکوٰۃ اس روپے کی گذشتہ زمانہ کی ادا کرتا ہوں اور آئندہ بھی ادا کرتا رہوں گا، آپ مجھ کو اجازت دے دیجئے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۸ ج ۶ بحوالہ شامی ص ۱۴ ج ۲)

جو مال کسی دوسرے کے قبضہ میں رہے اس کا حکم

سوال زید کا مال اس کے والدین اور بھائی کے قبضہ میں رہا، سن بلوغ سے اس وقت تک کہ اب زید کی عمر بائیس سال ہے، اب زید اپنے کل مال پر قادر و قابض ہوا ہے تو زکوٰۃ کیسے اور کب سے ادا کرنا چاہیے؟

جواب آئندہ کو جب سے اس کے قبضے میں مال آیا ہے (ایک سال گذرنے پر) زکوٰۃ ادا کرے، گذشتہ زمانے کی زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۵۵ ج ۶ بحوالہ رد المختار ص ۴۸ ج ۲ باب زکوٰۃ المال)

جو مال باپ اور بیٹے نے کمایا، اس کی زکوٰۃ کس پر ہے؟

سوال (۱) زید نے اپنا کمایا ہوا مال والدین کے پاس رکھ دیا اور والد کو اختیار تام حاصل ہے تو زکوٰۃ کس پر واجب ہے؟

(۲) اور ایک مال والد اور لڑکے دونوں نے کمایا، والد کے قبضہ میں ہے اور وہی متصرف ہے، زکوٰۃ کس پر ہے؟

جواب (۱) جو مالک ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے، یعنی لڑکے پر۔

(۲) اور اس صورت میں چونکہ والد کو تمام تصرفات اور انتظامات کے متعلق اختیارِ تام حاصل ہے تو پھر زکوٰۃ کا ادا کرنا بھی انہی کے ذمہ ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۷۰ ج ۲ بحوالہ ھدایہ ص ۱۶۵ ج ۱ کتب الزکوٰۃ)

مسافر پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ مسافر پر بھی (جب کہ وہ صاحبِ نصاب ہو) اپنے مال کی زکوٰۃ اس لیے واجب ہے کہ وہ اپنے نائب کے ذریعہ سے اپنے مال میں تصرف کی قدرت رکھتا ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری ص ۷ ج ۴)

کیا استعمال والے زیور پر زکوٰۃ ہے؟

سوال زیورات جو عورت کے استعمال میں رہتے ہیں، کیا ان پر زکوٰۃ ہے؟ کیونکہ استعمال

Marfat.com

میں رہنے والی اشیاء پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور بعض عرب لوگ ایسے زیور کی زکوٰۃ نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ روزمرّہ کی چیز ہے؟

جواب امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایسے زیورات پر بھی زکوٰۃ ہے جو استعمال میں رہتے ہوں۔

(آپ کے مسائل ص ۳۶۴ ج ۳)

مسئلہ زیور سونے و چاندی کا جب بمقدارِ نصاب ہو، اس میں زکوٰۃ واجب ہے استعمال کرے یا نہ کرے۔ (ہدایہ ص ۱۷۷ ج ۱)

مسئلہ نقد روپیہ اور زیور، غرض سونے اور چاندی کی ہر چیز اور سکہ پر زکوٰۃ ایک سال گذرنے کے بعد لازم و فرض ہے اگرچہ وہ (زیور روپیہ، پیسہ بغرضِ حفاظت) دفن ہو یا استعمال میں نہیں آتا ہو۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۱۷ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۴۲ ج ۲)

مسئلہ حنفیہؒ کے نزدیک زیورات پر بہرحال زکوٰۃ واجب ہے، خواہ وہ مردوں کے ہوں یا عورتوں کے، تراش کر بنے ہوں یا پگھلا کر، برتن ہوں یا کچھ اور، (استعمال میں آتے ہوں یا نہ آتے ہوں) یعنی اگر نصاب کے برابر ہوں گے تو زکوٰۃ ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۹۷۸ ج ۱)

کھوئے ہوئے زیور کی زکوٰۃ

سوال اگر کوئی زیور کھو یا جائے تو اس کی زکوٰۃ دینا لازم ہے یا نہیں؟

جواب اگر وہ زیور (مال) خود خرچ کر دیا تب تو سالہائے گذشتہ کی زکوٰۃ واجب رہے گی۔ اور اگر خود گم ہو گیا تو گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ ساقط ہو گئی۔ اور اگر گم ہونے کے بعد مل گیا تو دیکھنا چاہئے کہ اگر اس سال زکوٰۃ پورا ہونے کے بعد ملا، تو ان ایام گم گشتگی کی زکوٰۃ لازم نہ آئے گی، رہا آئندہ کے لیے زکوٰۃ کا آنا، اس کا حکم یہ ہے کہ اگر سوائے اسکے اس شخص کے پاس پہلے سے اس قسم کا نصاب ہے تو اسکے ساتھ اسکی زکوٰۃ بھی دی جائیگی۔ اور اگر نصاب سے کم ہے تب پانے کے وقت سے سال کامل گزرنا شرط ہوگا۔ اور اگر سال کے اندر مل گیا تب بھی دیکھنا چاہئے کہ اسکے پاس سوائے اس کے اور مال بھی اس قسم کا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو وقت پانے سے جب ایک سال گذر جائے تب زکوٰۃ لازم آئے گی۔ اور اگر مال بھی ہے کہ دونوں مل کر نصابِ زکوٰۃ یا زائد ہو جائے تو اس کی زکوٰۃ مال باقی کے ساتھ دی جائے گی۔ (امداد الفتاویٰ ص ۲۳ ج ۲)

Marfat.com

زیور کی زکوٰۃ سے متعلق چند سوالات

سوال ① مختلف اوقات میں مختلف زیور خریدے گئے، ان پر زکوٰۃ کب فرض ہوگی؟

② زیورات کی خرید کی قیمت پر زکوٰۃ ہے یا کہ موجودہ قیمت پر؟

③ زیورات کی قیمت میں موتیوں اور نگینوں کی قیمت اور بنائی کی بھی اجرت لگائی جائے گی یا کہ صرف سونے کی قیمت لگائیں گے؟

④ زیور میں سونے کے علاوہ ملاوٹ بھی ہوتی ہے، کیا اس کی زکوٰۃ بھی فرض ہے؟

جواب آپ کے پاس جس روز اتنا مال ہوگیا کہ سونا، چاندی، مالِ تجارت اور نقدی، ان چاروں یا بعض کا مجموعہ یا ان میں سے کوئی ایک چیز ۶۱۲٫۳۵ گرام چاندی کی قیمت کے برابر ہوگی، اس روز آپ صاحبِ نصاب ہوگئے، اُس دن کی قمری تاریخ یاد رکھیں، ایک سال کے بعد پھر جب یہی قمری تاریخ آئے گی، اس میں آپ کے پاس مذکورہ چاروں چیزوں میں سے جو مقدار موجود ہوگی اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی، اگرچہ کوئی چیز تاریخِ مذکور سے صرف ایک ہی روز پہلے آپ کی مِلک میں آئی ہو، بشرطیکہ اس تاریخ میں نصاب پورا ہو، یعنی چاروں چیزوں کا مجموعہ ۳۵ء ۶۱۲ گرام چاندی کے قیمت سے کم نہ ہو۔

② جس قمری تاریخ میں سال پورا ہوا اس میں جو نرخ ہوا ہوگا وہ لگایا جائے گا۔

③ صرف سونے کی قیمت پر زکوٰۃ ہے، موتیوں اور نگینوں کی قیمت اور زیور بنوانے کی اجرت نہیں لگائی جائے گی۔

④ زیور بنانے میں جس حساب سے ملاوٹ شامل کی گئی، اس قسم کے مخلوط قیراطی سونے کی قیمت لگائی جائے گی۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۷۰ ج ۴)

بیوی کے صاحبِ نصاب ہونے سے شوہر کا حکم

مسئلہ بیوی اگر صاحبِ نصاب ہو تو اس کی وجہ سے شوہر صاحبِ نصاب نہیں ہوتا۔ اور قربانی وزکوٰۃ وغیرہ اس کے ذمہ واجب نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۵۰ ج ۶ بحوالہ ہدایہ ص ۱۶۷ ج ۱، کتاب الزکوٰۃ)

بیوی کا زیور اور قرض مرد پر

مسئلہ زیور بیوی کا ہے اور قرض مرد کے ذمہ ہے، اس لیے زکوٰۃ ادا کرتے وقت اس قرض کو منہا (وضع نہیں کیا جائے گا، بلکہ بیوی پورے زیور کی زکوٰۃ ادا کرے گی، البتہ اگر بیوی کے ذمہ قرض ہو تو وہ منہا کیا جائے گا۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴۷ ج ۳)۔

کیا زکوٰۃ میں شوہر کی اجازت ضروری ہے؟

مسئلہ اگر وہ زیور شوہر کا دیا ہوا اور بنوایا ہوا ہے اور اس نے بیوی کی مِلک نہیں کیا جیسا کہ (بعض جگہ کا) عرف ہے تو اسکی زکوٰۃ شوہر کے ذمہ ہے عورت پر اسکی زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔ اگر شوہر اسکی زکوٰۃ نہ دے گا تو وہ گنہگار ہوگا، عورت گنہگار نہیں ہوگی۔ اور اگر وہ زیور عورت کے جہیز میں اسکے والدین کی طرف سے آیا ہوا ہے تو وہ اسکی مِلک ہے، اسی میں سے کچھ حصہ (یا) فروخت کر کے زکوٰۃ ادا کرے، اور شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۲۰ ج ۶ بحوالہ ہدایہ کتب الزکوٰۃ ص ۱۶۷ ج ۱)

مسئلہ جب کہ شوہر نے اس زیور کا مالک بیوی کو بنا دیا تو زکوٰۃ بیوی کے ذمہ ہے اگر شوہر اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کرے، یہ بھی درست ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۲۱ ج ۶ وص ۴۸ بحوالہ ردالمختار ص ۵۰۲ ج ۲)

زیورات کی زکوٰۃ عورت کہاں سے دے؟

سوال زیورات عورت کی ملکیت ہوتے ہیں، اس کی زکوٰۃ کا بوجھ مردوں پر کیوں ڈالا جاتا ہے؟ اور اگر عورت خود ادا کرے تو کہاں سے، کیونکہ اس کے پاس سوائے زیورات کے اور کچھ (نقد) نہیں ہے؟

جواب جو زیور عورت کا مملوکہ ومقبوضہ ہے اور نصاب کی برابر ہے، اس کی زکوٰۃ اس عورت ہی کے ذمہ واجب ہے، اگر اس کا شوہر تبرعاً بیوی کی طرف سے دیدے یا عورت شوہر سے لے کر دیدے یا جو خرچ اس کا شوہر اس کو دیتا ہے، اس میں سے (بچا کر) ادا کر دے تو یہ جائز ہے اور اگر کچھ بھی نہ ہو سکے تو اس عورت کو اسی زیور میں سے زکوٰۃ دینی پڑے گی۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۸۵ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۴۰ ج ۲)

Marfat.com

زیور کا کچھ حصہ بقدرِ زکوٰۃ دے دیا جائے گا کہ یہ فرض اللہ تعالیٰ کا ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۹ ج ٦۔ وآپ کے مسائل ص ۳۴۵ ج ۳)

کیا بیوی کے زیور کی زکوٰۃ مرد پر ہے؟

سوال ایک تھوڑی آمدنی والے شخص کی بیوی شادی کے موقع پر دس تولہ سونا زیورات کی شکل میں لاتی ہے، کیا شوہر کے لیے ضروری ہے کہ ہر حال میں اس کی زکوٰۃ ادا کرے؟

جواب چونکہ یہ زیورات بیگم صاحبہ کی ملکیت میں ہیں اس لیے ان زیورات کی زکوٰۃ بیگم صاحبہ کے ذمہ ہے، غریب شوہر کے ذمہ نہیں۔ عورت کو چاہئے کہ ان زیورات کا بقدر واجب حصہ زکوٰۃ میں دے دیا کرے، اپنی زکوٰۃ شوہر کے ذمہ نہ ڈالے۔

مسئلہ زیور اگر بیوی کی ملکیت (بقدرِ نصاب ہے تو زکوٰۃ اسی کے ذمہ ہے لیکن اگر بیوی کے کہنے پر اس کی طرف سے مرد زکوٰۃ ادا کردے تو ادا ہوجائے گی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴۵ ج ۳)

شوہر اور بیوی کی زکوٰۃ کا حساب

سوال شادی پر لڑکیوں کو جو زیورات ملتے ہیں وہ انکی ملکیت ہوتے ہیں لیکن وہ زکوٰۃ اپنے شوہروں کی کمائی ہوئی رقم سے ادا کرتی ہیں تو کیا اس صورت میں اگر شوہروں کے پاس بھی کچھ رقم لیکن نصاب سے وہ کم ہو تو کیا اس رقم کو بیویوں کے زیورات کی مالیت میں شامل کرکے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا دونوں کا حساب الگ الگ ہوگا؟

جواب دونوں کا الگ الگ حساب ہوگا۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴٦ ج ۳)

دلہن کو جو زیور دیا جاتا ہے اس کی زکوٰۃ کس پر ہے؟

سوال دولہا کا باپ دلہن کو جو زیور چڑھاتا ہے (دیتا ہے) اس کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے؟

جواب وہ زیور جو دولہا کا (یعنی لڑکے کا) باپ دیتا ہے، وہ زیور ہمارے عرف میں دلہن کی مِلک نہیں ہے لہٰذا اس کی زکوٰۃ دولہا کے باپ کے ذمہ ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۷ جلد ٦ وکفایت المفتی ص ۲۴٦ جلد ۴)

(اور جہاں عرف میں وہ زیور دلہن کی ملک قرار پاتا ہے اس کی زکوٰۃ دلہن پر ہوگی۔

محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

Marfat.com

لڑکی کے لیے زیور بنوا کر رکھا تو اس کی زکوٰۃ کس پر ہے؟

سوال جو زیور لڑکیوں کی شادی کے لیے بنوا کر رکھا جاتا ہے تو لڑکی کے ایسے زیور پر زکوٰۃ اس کی والدین پر ہے یا لڑکی پر؟

جواب حامداً و مصلیاً۔ اگر وہ زیور لڑکی کی ملک کر دیا ہے تو اس پر زکوٰۃ بلوغ سے پہلے فرض نہیں ہے نہ لڑکی پر نہ والدین پر۔ بالغ ہونے کے بعد خود لڑکی پر فرض ہوگی، اگر لڑکی کی ملک نہیں کیا تو جس کی ملک ہے اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۶ ج ۱۱)

لڑکی کے والدین نے جو زیور دیا اُس کی زکوٰۃ کس پر ہے؟

سوال زید کی بیوی کو جو زیور والدین سے ملا ہے، اس کی زکوٰۃ زید پر ہے یا بیوی مذکورہ پر؟

جواب زکوٰۃ زید کی بیوی کے ذمہ ہے (جو زیور ماں کے گھر سے ملا ہے، کیونکہ اس کی لڑکی ہی مالک ہوتی ہے) وہی ادا کرے، زید کے ذمہ اس کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم نہیں ہے، اور جب زید کو وسعت ہو جائے اور وہ اپنی بیوی کی طرف سے زکوٰۃ دینا چاہے تو وہ بھی دے سکتا ہے۔ اور کئی سال کی زکوٰۃ متفرق طور پر سے تھوڑی تھوڑی دینا بھی درست ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۶۶ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶ ج ۲)

مہر میں جو زیور دیا گیا اُس کی زکوٰۃ کس پر ہے؟

مسئلہ جب وہ زیور عورت کو مہر میں دیا گیا تو وہ مالک ہوگئی زیور کی، پس زکوٰۃ اس زیور کی اُسی کے (عورت کے) ذمہ ہوگی، شوہر کے ذمہ نہ ہوگی۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۵۴ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۳ ج ۲ کتاب الزکوٰۃ)

عرف یعنی رواج کا مطلب

(شریعت نے مرد کو آزاد چھوڑا ہے کہ بیوی کے لیے جو زیور مرد بنوائیں اسے اپنی ہی ملکیت میں رکھ کر عاریۃً (ادھار صرف استعمال کرنے کے لیے) اسے استعمال کرائیں یا ملکیت بھی بیوی ہی کی کر دیں۔ شریعت کسی بھی صورت میں آپ پر دباؤ یا پابندی نہیں لگاتی ہے۔ اب رواج کو دیکھئے گا کہ کسی کنبے و خاندان میں زیور کے متعلق جو بھی رواج ہوگا وہ عملی نظائر کی بناء پر ہی

Marfat.com

تو ہوگا۔ دس، بیس، پچاس، سو واقعات ایسے ضرور پیش آئے ہوں گے جن سے واضح ہو گیا ہوگا کہ اس کنبے کے مرد اپنی بیویوں کو زیور عاریۃً دیتے ہیں یا تحفۃً۔ اگر تحفۃً دیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ بیوی مالک ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں اس کنبے کا کوئی بھی مرد اگر بیوی کو زیور دے گا اور دیتے وقت یہ صراحت نہ کرے کہ یہ عاریۃً ہے یا تحفۃً تو قدرتی بات ہے کہ بیوی کی مِلک ہو جائے گا۔ اور اگر شوہر تحفۃً نہیں دینا چاہتا تھا تو اس پر لازم تھا کہ دیتے وقت وضاحت وصراحت کر دیتا کہ میں عاریۃً دے رہا ہوں۔ تب بے شک عورت مالک نہ بنتی۔ اسی طرح برعکس۔

اگر عملی نظائر کی بنیاد پر کنبے والے یہ جانتے ہیں کہ ہمارے یہاں جو زیور بیویوں کو دیا جاتا ہے وہ تحفۃً نہیں دیا جاتا بلکہ عاریۃً دیا جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کنبے کا جو مرد اپنی بیوی کو کوئی زیور دے گا اور کسی قسم کا وضاحت نہیں کرے گا تو اس کے بارے میں یہی سمجھا جائے گا کہ کنبے کے معروف رواج کے مطابق اس نے عاریۃً دیا ہے تحفۃً نہیں۔ لہٰذا عورت اس کی مالک نہ بنے گی۔

یہاں اس سے بحث نہیں کہ رواج کیا ہے۔ رواج چاہے زیور عاریۃً دینے کا ہو یا تحفۃً۔ یہ انسانوں کی اپنی اپنی پسند کا معاملہ ہے، اس میں جو بھی صورت خاندان پسند کرتا ہے، شریعت اس کے لیے جواب دہ نہیں۔ مثلاً جس کنبے کے آپ فرد ہیں فرض کیجیے اس میں رواج یہ ہے کہ زیور عورتوں کو عاریۃً دیا جاتا ہے نہ کہ تحفۃً۔ اب آپ اپنی لڑکی شادی اس ہی کنبے کے کسی فرد سے کرنا چاہتے ہیں اور خواہش یہ ہے کہ جو زیور آپ کی بیٹی کو ملے وہ عاریۃً نہ ملے بلکہ تحفۃً ملے، تو بے شک آپ کو یہ خواہش کرنے کا حق ہے۔ شریعت بالکل منع نہیں کرتی، مگر شریعت کا یہ کہنا بھی معقول ہوگا کہ آپ لڑکے کے والدین پر کھل کر اپنی خواہش کا اظہار فرما دیں تاکہ وہ غور کر سکیں کہ یہ بات ہمارے لیے قابلِ قبول ہے یا نہیں۔ اگر آپ اظہار نہیں فرمائیں گے تو خموشی کا مطلب اس کے سوا کیا سمجھا جائے گا کہ جو رواج، طریقہ ان کے کنبے کا ہے اسی کو آپ نے بھی مان لیا ہے۔ پھر یہ کیسے جائز ہوگا کہ بعد میں کسی وقت آپ کی بیٹی یہ دعویٰ کرے کہ شوہر کا دیا ہوا زیور میری ملکیت ہے۔ اس ہی کا نام ہے ''المعروف کالمشروط'' تو زکوٰۃ بھی اس پر ہی ہے جس کی مِلک زیور ہو۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

لڑکیوں کے نام سونا کرنے پر زکوٰۃ کا حکم

سوال میری تین بیٹیاں ہیں، میں نے ان کی شادی کے لیے بیس تولہ سونا لے رکھا ہے اور

اسکے علاوہ برتن، کپڑے وغیرہ بھی ہیں، کیا ان چیزوں پر زکوٰۃ دینی پڑے گی؟

جواب اگر آپ نے اس سونے کا مالک اپنی بچیوں کو بنا دیا ہے تو ان کے جوان (بالغ) ہونے تک تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں، جوان ہونے کے بعد ان میں جو صاحب نصاب ہوں ان پر زکوٰۃ ہوگی۔ اور اگر بچیوں کو مالک نہیں بنایا، ملکیت آپ ہی کی ہے تو اس سونے پر زکوٰۃ فرض ہے۔ برتن، کپڑے وغیرہ استعمال کی چیزیں آپ نے ان کے لیے لے رکھی ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۴۵ ج ۳)

مسئلہ چونکہ بچیوں کے نام زیور کر دیا گیا ہے، اس لیے وہ اس کی مالک بن گئیں اس لیے اس شخص کے ذمہ یعنی جو پہلے مالک تھا، زکوٰۃ نہیں اور ہر ایک بچی کی ملکیت چونکہ نصاب سے کم ہے اس لیے ان کے ذمہ بھی زکوٰۃ نہیں، البتہ جو لڑکی بالغ ہو اور اس کے پاس اس زیور کے علاوہ بھی کچھ نقد روپیہ پیسہ ہو خواہ اس کی مقدار کتنی ہی کم ہو، اور اس پر سال بھی گذر جائے تو اس لڑکی پر زکوٰۃ لازم ہوگی کیونکہ جب سونے چاندی کے ساتھ کچھ نقدی مل جائے اور مجموعہ کی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔ اور جو لڑکی نابالغ ہے اس کی ملکیت پر زکوٰۃ نہیں، جب تک کہ وہ بالغ نہیں ہو جاتی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۶۳ ج ۳)

صرف نام کرنا ہی کافی نہیں ہے

مسئلہ اگر لڑکی کو زیور کا مالک بنا دیا تو جب تک وہ لڑکی نابالغ ہے اس پر زکوٰۃ نہیں۔ بالغ ہونے کے بعد لڑکی کے ذمہ زکوٰۃ واجب ہوگی جب کہ صرف یہ زیور اس کے ساتھ کچھ نقد روپیہ نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے صرف یہ نیت کرنے سے کہ یہ زیور لڑکی کے جہیز میں دیا جائے گا زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں قرار دیا جائیں گے جب تک کہ لڑکی کو اس کا مالک نہ بنایا جائے۔ اور لڑکی کو مالک بنا دینے کے بعد پھر اس زیور کا (بغیر لڑکی کی اجازت کے) خود پہننا جائز نہیں ہوگا۔

(آپ کے مسائل ص ۳۴۸ ج ۳)

مسئلہ لیکن اولاد کو ہبہ کرنے کے بعد اس زیور پر آپ کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

(آپ کے مسائل ص ۳۶۶ ج ۳)

کیا مہر کے وصول ہونے سے قبل زکوٰۃ ہے؟

سوال عورت کا مہر جو کہ شوہر نے ادا نہیں کیا تو اس صورت میں عورت کے ذمہ مہر کی زکوٰۃ

Marfat.com

Marfat.com

واجب ہوگی اور یہ حقوق اللہ زکوٰۃ کے واجب ہونے میں رکاوٹ نہیں بنیں گے۔

(خلاصۃ الفتاویٰ ص ۲۴۰ ج ۱)

البتہ بندوں کے جو حقوق ہوں ان کی ادائیگی کے بعد اگر نصاب باقی نہ رہتا ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ اس کا تقاضہ ہے کہ بیوی کی رقم وضع کرنے کے بعد اگر نصاب باقی نہ رہ پاتا ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ مگر عملاً چونکہ اس زمانہ میں لوگ مہر کی طرف سے بہت غافل ہو چکے ہیں اور بیویاں عموماً اسے معاف کر دیتی ہیں اس لیے اس قرض کی وجہ سے زکوٰۃ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور زکوٰۃ واجب ہوگی۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ اگر مرد کے ذمہ مہر موجل ہو اور اس کی ادائیگی کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو یہ فرض وجوب زکوٰۃ کے لیے رکاوٹ نہیں ہوگا۔

(فتاویٰ عالمگیری ص ۸۹ ج او جدید فقہی مسائل ص ۱۲۴)

مسئلہ مہر موجل (جو فوری طور پر واجب الاداء نہیں) جیسا کہ عموماً ہوتا ہے مانع زکوٰۃ سے نہیں ہے یعنی یہ قرض (عورت کا) مہر موجل روپیہ سے وضع نہ کیا جائے گا بلکہ تمام روپیہ موجودہ کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔

مثلاً اگر کسی کے پاس دس ہزار روپیہ موجود ہے اور پانچ ہزار کا قرض مہر موجل بیوی کا اس کے ذمہ ہے تو وہ شخص پورے دس ہزار روپے کی زکوٰۃ ڈھائی سو روپے ادا کرے گا۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۴۶ ج ۶ بحوالہ رد المختار ص ۶ ج ۲)

مسئلہ شوہر کے ذمہ دین مہر واجب یہ اگر وہ معجل ہے یعنی جس وقت بھی بیوی طلب کرے اس کا ادا کرنا ضروری ہے یا مہر موجل (فوری نہیں) ہے لیکن شوہر خود ہی اس کو ادا کرنے کی فکر اور سعی میں لگا ہوا ہے اور جمع کر رہا ہے تاکہ ادا کرے تو ایسا دین (قرض) مانع عن وجوب زکوٰۃ ہے۔ اس مقدار دین کے علاوہ اس کے پاس بقدرِ نصاب مال ہوگا تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں۔ اور اگر شوہر ادا کرنے کی فکر و سعی میں لگا ہوا نہیں ہے بلکہ اس کو اطمینان ہے کہ ادا نہیں کرنا، تو ایسا دین مانع عن وجوبِ زکوٰۃ نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۰۴ ج ۱۳)

عورت کو مہر مل جانے پر زکوٰۃ کا حکم

اگر کسی عورت کو نکاح کے بعد پورا مہر مل جائے اور ایک سال تک اس کے قبضے میں

Marfat.com

رہے اور اس کے بعد اس کا شوہر خلوتِ صحیحہ سے قبل اس عورت کو طلاق دے دے اور دیئے ہوئے مہر میں سے نصف واپس کرلے تو اگر وہ مہر نقد یعنی سونے، چاندی کی قسم سے ہے تو اس عورت کو پورے مہر کی زکوٰۃ دینا ہوگی اور اگر وہ نقد کی قسم سے نہیں ہے تو پھر پورے مہر کی زکوٰۃ اس کے ذمہ نہ ہوگی بلکہ نصف کی ہوگی۔ (علم الفقہ ص۳۴ ج۴)

مہر میں ملی ہوئی زمین کا حکم

سوال ایک زمین جو میں نے تجارت کی نیت سے لی تھی، وہ یا اس کا ایک حصہ میں اپنی اہلیہ کو اس کے مہر کی رقم کے بدلے میں دینا چاہتا ہوں، کی میری اہلیہ کو اس زمین کے حصہ پر زکوٰۃ دینی ہوگی؟ اگر وہ اس کو گھر بنانے کی نیت سے رکھنا چاہے؟

جواب آپ کی اہلیہ پر اس زمین کی زکوٰۃ فرض نہیں، خواہ اس میں تجارت کی نیت کرے یا تعمیر کی، البتہ مہر کی رقم کے عوض میں آپ سے خریدتے وقت اگر اس کی تجارت کی نیت ہو تو زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ ص۲۹۶ ج۴)

مسئلہ عورت کا مہر مثلاً دس کوئنٹل گیہوں تھا، اس نے وصول کرتے وقت اس میں تجارت کی نیت کی کہ اس پر تجارت کروں گی اور کھاؤں گی نہیں تو صرف نیتِ تجارت سے زکوٰۃ واجب نہ ہوگی جب تک عملِ تجارت نہ کرے۔ (احسن الفتاویٰ ص۲۹۵ ج۴ بحوالہ ردالمختار ص۱۵ ج۲)

کیا استعمال والے زیورات پر زکوٰۃ ہے؟

مسئلہ زیور سونے و چاندی کا جب بمقدار نصاب ہو، اس میں زکوٰۃ واجب ہے، استعمال کرے یا نہ کرے۔ (ہدایہ ص۱۷۷ ج۱)

مسئلہ سونے و چاندی کی ہر چیز اور سکہ پر زکوٰۃ ایک سال گذرنے پر ہے، اگرچہ وہ دفن ہو یا استعمال میں نہ آتا ہو۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۱۱۷ ج۶)

اشرفی پر زکوٰۃ

سوال کیا زکوٰۃ دونوں اقسام کے سونے، چاندی پر ہے یا صرف اشرفی کی شکل کے سونے پر، اور چاندی پر؟

جواب زکوٰۃ دونوں پر واجب ہے، یعنی زیورات اور اشرفی دونوں پر۔ (جب کہ نصاب کو

پہنچ جائے)۔ (آپ کے مسائل ص ۳۶۵ ج ۳)

زیور کے نگ اور کھوٹ کا حکم

مسئلہ سونے کے زیور میں جو نگ وغیرہ لگاتے ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں، کیونکہ ان کو الگ کیا جاسکتا ہے، البتہ جو کھوٹ ملا دیتے ہیں وہ سونے کے وزن میں شمار ہوگا۔ اس کھوٹ ملے سونے کی بازار میں جو قیمت ہوگی، اس کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

(آپ کے مسائل ص ۳۶۵ ج ۳)

جڑاؤ زیورات کی زکوٰۃ کس طرح دے؟

سوال کسی زیور میں چپڑا ابھرا ہوا ہے اور بعض میں نگ جڑے ہوئے ہیں، اگر یہ نکال دیئے جائیں تو زیور خراب ہو جائے گا، اگر اندازہ کرایا جائے تو پوری طرح پتہ نہیں چل سکتا ہے۔ اگر سونا نصاب سے کم ہے تو اس کی زکوٰۃ بشمول چاندی کے دی جائے گی یا سونے کی زکوٰۃ علیحدہ دی جائے گی اور سونے و چاندی کی زکوٰۃ ایک چیز سے نکالی جائے گی یا سونے کی زکوٰۃ سونے سے اور چاندی کی زکوٰۃ چاندی سے دی جائے گی۔ اور اگر زکوٰۃ میں کوئی زیور نکالا جائے تو کوئی حرج تو نہیں ہے؟

جواب اندازہ صحیح کرا کے زیور سونے و چاندی کی زکوٰۃ دینی چاہئے، یہ درست ہے مگر اندازہ کرنے والے سے کہہ دیا جائے کہ جہاں تک ہو احتیاط کو مدِنظر رکھے، مثلاً زیادہ سے زیادہ جس قدر چاندی و سونا اس میں معلوم ہو اس کا لیا جائے اور سونے کو ایسی صورت میں قیمت کر کے چاندی کو شامل کر کے چاندی سے زکوٰۃ دی جائے خواہ دونوں کی زکوٰۃ سونے سے دی جائے۔ الغرض ایک چیز سے زکوٰۃ دینا درست ہے ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ دی جائے، اور زکوٰۃ میں اگر زیور ہی دیدیا جائے تو کچھ حرج نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۱۹ ج ۶ بحوالہ رد المختار ص ۴۵ ج ۲ باب زکوٰۃ المال وہدایہ ص ۱۷۶ جلد اول)

جس زیور میں جواہرات جڑے ہوں اس کا حکم

مسئلہ زیور جو چاندی اور سونے کا ہو (جس میں جواہرات جڑے ہوئے ہوں) اس میں بقدر چاندی و سونے کے زکوٰۃ فرض ہے۔ یعنی اگر اس میں جواہرات ہوں تو ان کی مالیت پر زکوٰۃ فرض

Marfat.com

نہیں ہے صرف چاندی سونے کی مالیت پر زکوٰۃ ہے۔

(کفایت المفتی ص ۲۲۹ ج ۴ وفتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۰ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۴۲ ج ۲)

خالص جواہرات کے زیورات کا حکم

مسئلہ جواہرات مثلاً ہیرا، زمرّد، لعل، یاقوت وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں ہے مگر جب کہ وہ تجارت کے لیے نہ ہوں۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۳ ج ۶)

مسئلہ جو زیور خالص جواہرات کے ہوں، ان کا حکم یہ ہے کہ زیورات جواہرات کے اگر تجارت کے لیے نہیں ہیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۰ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۸ ج ۲ وفتاویٰ محمودیہ ص ۱۷ جلد ۳)

مسئلہ سچے موتیوں کے ہار وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں ہے، مگر مالِ تجارت پر ہے۔

(بہشتی زیور صفحہ ۲۵ جلد ۳ ودرالمختار ص ۱۳۱ جلد ۲)

مسئلہ سونے چاندی کے علاوہ دیگر اشیاء کے زیورات مثلاً جواہرات، مرجان، زبرجد اور الماس کے بنے ہوئے (بغیر سونے وچاندی کے) زیورات پر زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ یہ پتھر افزائش پذیر نہیں ہیں۔ (فقہ الزکوٰۃ ص ۲۷۷ ج ۲)

جن زیورات میں غش ملا ہوا ان کا حکم

سوال ہمارے یہاں جو زیور سونے کا بنتا ہے اس میں تیسرا حصہ غش (کھوٹ) کا ملایا جاتا ہے۔ ایسے زیور کی زکوٰۃ کس حساب سے دی جائے گی؟

جواب جس میں غالب سونا ہو، یعنی نصف سے زائد سونا ہو تو وہ سونے کے حکم میں ہے اور مثل خالص سونے کے اس میں زکوٰۃ واجب ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۱۵ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۴۲ ج ۲)

مسئلہ فیروزہ، یاقوت وغیرہ پر زکوٰۃ واجب نہیں، ان کے وزن کو محسوب کر کے سونے چاندی کے زیور کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۱۳ ج ۱۳)

نوٹ اگر کسی شخص نے ہیرے وجواہرات کو شوقیہ جمع کر کے رکھا ہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور اگر صرف زکوٰۃ سے بچنے کے لیے یہ حیلہ کیا تو شرعی اعتبار سے حنفیہؒ کے نزدیک ان پر زکوٰۃ نہیں، لیکن چونکہ غرباء کا حق مارا جاتا ہے تو نیت کے پیشِ نظر عنداللہ مؤاخذہ کا خوف ہے۔ (رفعت)

Marfat.com

ملاوٹی اشیاء پر زکوٰۃ کا حکم کیا ہے؟

مسئلہ | حنفیہؒ کے نزدیک ملاوٹی اشیاء میں اس دھات کا اعتبار کیا جائے گا جس کی مقدار زیادہ ہو، خواہ وہ سونا ہو یا چاندی یا کوئی اور دھات لہٰذا سونے کے ساتھ چاندی ملی ہوئی اشیاء میں اگر سونا زیادہ ہے تو سونے کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جائے گی اور اس پر پوری چیز کو سونا تصور کیا جائے گا۔ اور اگر چاندی کی مقدار زیادہ ہے تو چاندی تصور کیا جائے گا۔ پس اگر نصاب پورا ہو جائے تو زکوٰۃ نکالی جائے ورنہ نہیں۔ (کتاب الفقہ ص ۹۹۶ ج ۱، ودر مختار ص ۵۴ ج ۲ وفتاویٰ محمودیہ ص ۱۷ ج ۳)

سچے گوٹہ اور کامدار کپڑے پر زکوٰۃ

سوال عورتوں کے قیمتی کپڑے جس میں چاندی کے تار ہوتے ہیں، ایسے کپڑوں کی زکوٰۃ کس طرح مشخص کیجائے کیونکہ اس میں یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ چاندی کتنی ہے؟

جواب جو تار زری کے بنارسی کپڑوں وغیرہ میں ہیں ان کا اندازہ خود کر کے یا جاننے والوں سے کرا کر زکوٰۃ دینی چاہئے اور (سچے چاندی وغیرہ کے) گوٹے ٹھپّے کا بھی اندازہ کرالینا چاہئے۔ اس کا اندازہ آسان ہے کہ مثلاً ٹھپّہ کا ویسا ہی تھان تول کر دیکھ لیا جائے کہ کس قدر وزن کا ہے۔ الغرض ایسے مواقع میں اندازہ کافی ہے۔ اندازہ (تخمینہ) حتی الوسع ایسا کیا جائے کہ کمی نہ رہے، چاہے کچھ زیادتی ہو جائے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۲۱ ج ۶ بحوالہ ہدایہ باب زکوٰۃ المال ص ۱۷۷ ج ۱)

مسئلہ گوٹہ جب کہ بقدر نصاب ہو جائے تو اس میں زکوٰۃ واجب ہے، یا اگر نصاب چاندی وغیرہ کا موجود ہو تب بھی گوٹے کا اندازہ کر کے اس میں شامل کر کے زکوٰۃ دینی چاہئے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۰ ج ۶ بحوالہ رد المختار باب الزکوٰۃ المال ص ۴۱ ج ۲)

مسئلہ استعمالی برتن اور کپڑوں پر زکوٰۃ واجب نہیں، ہاں ان کپڑوں میں اگر سچا کام ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔ تجارتی سامان اور تجارتی کپڑوں میں زکوٰۃ واجب ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۳ ج ۵ بحوالہ ردمختار مع الشامی ص ۱۰ ج ۲ وامداد الفتاویٰ ص ۶ ج ۲)

مسئلہ کپڑوں پر چاہے جتنے قیمتی ہوں زکوٰۃ نہیں ہے، لیکن ان میں سچا کام اتنا ہے کہ اگر چاندی چھوڑائی جائے تو ساڑھے باون تولہ بیٹھے تو اس چاندی پر زکوٰۃ ہے اور اگر کم ہو تو زکوٰۃ نہیں ہے۔ (بہشتی زیور بحوالہ جوہرہ نیرہ ص ۱۷۱ وکفایت المفتی ص ۱۵۳ ج ۴)

جو رقم ورثاء کے لیے جمع کی، کیا اس پر زکوٰۃ ہوگی؟

سوال ایک شخص نے اپنی جائداد اپنی زندگی میں فروخت کر دی اور وہ رقم اپنے ورثاء کے لیے رکھی ہے تو اس پر اس رقم کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

جواب فی الحال وہ شخص اس رقم کا مالک ہے، اس لیے اس پر اس رقم کی زکوٰۃ واجب ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص۱۵۴ جلد ۵)

ترکہ ملنے پر زکوٰۃ کا حکم

سوال ایک بیوہ جس کے اولاد بھی ہے شوہر کے ترکہ میں تقریباً چالیس ہزار روپیہ ملا ہے۔ کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے؟

جواب اس رقم کو شرعی حصوں پر تقسیم کیا جائے۔ ہر ایک کے حصے میں جو رقم آئے، اگر وہ نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت) کو پہنچی ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے، نابالغ بچوں کے حصے پر نہیں۔ (آپ کے مسائل ص۳۹۶ ج۳)

گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ جو ادا نہیں ہوئی، اس کی ادائیگی کی اب اس کے سوائے اور کچھ صورت نہیں ہو سکتی کہ اپنے خیال میں ان برسوں کا اندازہ کیا جائے کہ ہر سال میں کتنا کتنا روپیہ تخمیناً موجود تھا اور اس اندازہ سے جس قدر روپیہ ہر سال میں موجود ہونا خیال میں آئے، اس کی زکوٰۃ کا حساب کرا کر اس کو ادا کیا جائے اور حتی الوسع تخمینہ ایسا کیا جائے کہ اپنے خیال کے موافق اس میں کمی نہ رہے، کچھ زیادہ ہی ہو جائے کہ احتیاط اسی میں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۳۲۷ ج۶)

سابقہ زمانہ کی زکوٰۃ معلوم نہ ہو تو کیا کرے؟

سوال زکوٰۃ کے واجب الاداء ہونے کی مدت کا شمار جب کہ زکوٰۃ کی رقم کا ٹھیک حساب کرنا دشوار ہے، کیونکہ سونے کا بھاؤ (ریٹ حاصل کرنا مشکل ہے تو پھر زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے؟

جواب اس صورت میں تخمینہ اور اندازہ ہی کیا جا سکتا ہے کہ قریباً اتنی رقم واجب الاداء ہوگی،

احتیاطاً اندازہ سے زیادہ دیں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۶۷ ج ۳)

شادی کے بعد سے زکوٰۃ ہی نہ دی تو کیا حکم ہے؟

سوال شادی کو نو سال ہو گئے ہیں، بیگم صاحبہ کے پاس جب سے اب تک اسی تولہ سونا ہے۔ ہم نے ابھی تک زکوٰۃ ادا نہیں کی، کیونکہ میری آمدنی اتنی نہیں ہے کہ کچھ بچ جائے، اب زکوٰۃ کیسے ادا کریں؟

جواب اس اسی تولہ سونے کی زکوٰۃ آپ کے ذمہ نہیں، بلکہ آپ کی بیوی کے ذمہ ہے۔ اگر زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے پیسے نہ ہوں تو اتنا حصہ زیور کا دے دیا جائے۔ بہر حال گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ آپ کی بیوی کے ذمہ لازم ہے۔ ہر سال کا حساب کر کے جتنی زکوٰۃ بنتی ہے ادا کی جائے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۴۸ ج ۳)

زکوٰۃ خرید کردہ قیمت پر ہوگی یا موجودہ قیمت پر؟

سوال زکوٰۃ مال کی خرید کردہ قیمت پر ہوگی یا موجودہ قیمت پر؟

جواب زکوٰۃ کے ادا کرتے وقت جو قیمت ہے اس کا اعتبار ہوگا، اور زکوٰۃ کا حساب یہ ہے کہ چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا (یا اس کی قیمت) لازم ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۶۱ ج ۶ بحوالہ رد المختار ص ۳۰ ج ۲ زکوٰۃ الغنم)

مسئلہ ادائیگی زکوٰۃ میں مالِ زکوٰۃ کی قیمت جہاں مزکی (زکوٰۃ دینے والا) ہے وہاں کی معتبر نہ ہوگی بلکہ جہاں مال موجود ہو، وہاں کی قیمت معتبر ہوگی، اور حولانِ حول بھی وہاں کا معتبر ہوگا جہاں مال موجود ہو۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۶۷ ج ۴)

سونے و چاندی کی زکوٰۃ کس ریٹ پر دی جائے؟

سوال سونے کا ریٹ (بھاؤ) ڈالی کا تو اور ہے اور بنے ہوئے زیور کا الگ ہے، کس نرخ (ریٹ) پر زکوٰۃ دی جائے، کیونکہ بازار والوں کا دینے کا نرخ اور ہے اور لینے کا الگ ہے۔ اگر فقراء کو سونا زکوٰۃ میں دیا جائے تو ان کا نقصان ہوتا ہے کیونکہ بازار والے ان سے کم قیمت سے خریدتے ہیں۔

جواب جو نرخ (ریٹ) بازار میں ایسے سونے کا ہے یعنی جس قیمت کو دوکاندار فروخت کرتے

Marfat.com

ہیں، وہ قیمت لگا کر زکوٰۃ دے۔ اور اگر سونا ہی زکوٰۃ میں دینا ہو تو موجودہ سونے کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیدے، یہ درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جائیگی، اگرچہ فقراء کسی قیمت کو فروخت کر دی۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۲۴ ج ۶، بحوالہ رد المختار زکوٰۃ الغنم ص ۳۰ ج ۲)

(سونے و چاندی کی قیمت لگا کر اگر زکوٰۃ دینا ہو تو جو قیمت زکوٰۃ نکالنے کے وقت چاندی سونے کی وہاں کے بازار میں ہو، اسی حساب سے ادا کرے کیونکہ خرید کے دن کے حساب کا اعتبار نہ ہوگا۔ اور قیمت بھی فروخت ہونے کی وہ لگائی جائے گی جس قیمت پر وہ سونا چاندی اس دن فروخت ہو سکتا ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسئلہ سونے، چاندی کی زکوٰۃ اور عشر میں وقتِ وجوب کی قیمت معتبر ہے، البتہ زکوٰۃ سوائم میں وقت اداء کی قیمت کا اعتبار ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۶۸ ج ۴)

ریٹ معلوم نہ ہو تو کیا کیا جائے؟

سوال اگر قیمت سونے و چاندی کی صحیح معلوم نہ ہو تو اندازہ کر کے دو چار ماہ پیشتر کے ریٹ ذہن میں رکھ کر زکوٰۃ ادا کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب اصل تو یہی ہے کہ ادائے زکوٰۃ کے وقت جو قیمت ہو اُس کے تفتیش کر کے اسی کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جائے۔ مگر چونکہ دو چار ماہ میں کوئی مزید فرق نہیں ہوتا اس وجہ سے اگر جانب احتیاط کو پیشِ نظر رکھ کر اس طریقہ سے زکوٰۃ ادا کرے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۱ ج ۶ بحوالہ رد المختار ص ۳۰ ج ۲ باب الغنم)

قرضِ حسنہ کی زکوٰۃ

سوال جو روپیہ کسی کو قرض حسنہ دیا، اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب وصول ہونے کے بعد اس روپیہ کی زکوٰۃ دی جائیگی، اگر وصول ہونے سے قبل زکوٰۃ دے دے تو یہ بھی درست ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۴۵ ج ۶ بحوالہ رد المختار ص ۱۲ ج ۲)

مسئلہ قرض جو دیا گیا ہے اگر وہ تنہا یا دوسرے روپے موجود کے ساتھ مل کر بقدرِ نصاب ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے لیکن اداء کرنا بعد وصول قرض کے لازم ہوتا ہے، اگر قبل از وصول بھی زکوٰۃ دے دی جائے گی تو اداء ہو جائے گی۔ اور وہ قرض جس کے عوض (بدلہ) کچھ زیور رہن رکھا ہو اور وہ قرض جس کے عوض کچھ رہن نہ رکھا ہو، زکوٰۃ کے حکم میں دونوں برابر ہیں، دونوں کی زکوٰۃ بعد

Marfat.com

وصول ہی کے لازم ہوتی ہے۔ اور وہ شبہ (کہ ہمیشہ زکوٰۃ دیتے دیتے نصاب نہ رہے، جب کہ تجارت میں نہ لگا ہو، اس کا جواب یہ ہے کہ روپیہ جمع شدہ زکوٰۃ دیتے دیتے جب نصاب سے کم ہوجائے گا اس وقت زکوٰۃ آئندہ کو ساقط ہوجائے گی، اور جب تک بقدرِ نصاب روپیہ موجود ہے تو زکوٰۃ واجب ہونا خلافِ عقل نہیں ہے، کیونکہ جو شخص مالکِ نصاب ہے وہ شرعاً اور عرفاً غنی (مالدار) کہلاتا ہے، اور غنی کو محتاجوں کی خبر گیری اور ان کو اپنے پاس سے کچھ دینا مروّت اور عقل کا تقاضہ ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۵۲ ج۶ بحوالہ ہدایہ باب زکوٰۃ المال ص۱۷۷ ج۱)

(اسلام کے اس قانون کا منشاء یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لوگ روپے جمع کرکے بے کار نہ رکھ چھوڑیں بلکہ اس روپے کو کاروبار میں یا کھیت و زمین میں لگائیں تاکہ ملک اور قوم کا فائدہ ہو اور زکوٰۃ بار نہ گزرے، نقد جمع رکھنے سے ملک اور قوم کا سراسر نقصان ہے، کیونکہ روپے اور سونے چاندی میں نمو اور بڑھنے کی صلاحیت موجود ہے، اب جو اس کو جمع رکھے اور جو کام اس کا ہے اس سے نہ لے یعنی تجارت وغیرہ میں لگا کر نفع نہ اٹھائے تو یہ روکنے والے کا قصور ہے، زکوٰۃ کے وجوب کا سبب زیادتی نہیں ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

جو قرض تھوڑا تھوڑا وصول ہو، اُس کی زکوٰۃ

مسئلہ جس وقت جس قدر قرض وصول ہوتا جائے، اس وقت تک کی مع پچھلے سالوں کے زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے اگر مقروض سے قرض کے بدلہ زمین آئی، تب بھی قرض وصول ہوگیا، گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ لازم ہوگی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۸۵ ج۶ بحوالہ ردالمختار ص۴۸ ج۲)

جس قرض کے وصول ہونے کی اُمّید نہ ہو

مسئلہ قرض میں جو روپیہ ہے اس کی زکوٰۃ وصول ہونے کے بعد ادا کرنا واجب ہوتی ہے۔ پس جو روپیہ وصول نہ ہو اس کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص۷۷ ج۶، ردالمختار ص۱۲ ج۲)

جس قرض کی وصولیابی کی اُمّید نہ تھی اور وہ مل جائے؟

مسئلہ جس وقت قرض وصول ہوجائے اس وقت پچھلے سالوں کی زکوٰۃ بھی دینا واجب ہے اور جس سے وصول نہ ہو اس کی زکوٰۃ اس وقت واجب نہیں ہے، لیکن اگر کبھی وصول ہوگیا تو پچھلے

سالوں کی بھی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۹۷ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۲ ج ۲)

قرض کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے؟

سوال دس ماہ میں پیشتر زید نے بکر کو بیس ہزار روپے قرض حسنہ دیا۔ ادائیگی کی مدت لامحدود ہے، بکر نے دس ہزار روپے مکان خریدنے میں اور دس ہزار روپے کاروبار میں لگائے، رقم منافع کے ساتھ اب دس ہزار سے بڑھ کر تیرہ ہزار ہو گئی ہے۔ کیا اس صورت میں زکوٰۃ واجب ہو گی؟ اور اگر ہو گی تو کس صورت میں؟

جواب اصول یہ ہے کہ جو رقم کسی کو قرض کے طور پر دی جائے اس کی زکوٰۃ قرض دینے والے کے ذمہ ہوتی ہے۔ قرض لینے والے کے ذمہ نہیں ہوتی۔ پس زید نے جو بیس ہزار روپے کی رقم بکر کو دے رکھی ہے اس کی زکوٰۃ زید کے ذِمے ہے۔ بکر کے پاس جو سرمایہ ہے خواہ وہ کاروبار میں لگا ہوا ہو، یا سونے، چاندی اور نقدی کی شکل میں اس کے پاس موجود ہو، اس تمام سرمایہ کی مجموعی رقم سے بیس ہزار روپیہ منہا کر دیا جائے، جو اس کے ذمہ قرض ہے۔ باقی سرمایہ اگر ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت کے برابر ہے تو اس کے ذمہ اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۵۱ ج ۳ و کفایت المفتی ص ۲۵۱ جلد ۴)

کیا قرض دی ہوئی رقم پر زکوٰۃ ہے؟

سوال اگر کچھ رقم کسی کو قرض دی ہوئی ہو تو اس رقم پر زکوٰۃ دینی ہو گی؟

جواب جی ہاں اس قسم پر بھی ہر سال زکوٰۃ واجب ہے۔ البتہ آپ کو یہ اختیار ہے کہ ہر سال جب دوسرے مال کی زکوٰۃ دیتے ہیں اسی کے ساتھ قرض پر دی ہوئی رقم کی زکوٰۃ دے دیا کریں اور یہ بھی اختیار ہے کہ جب قرض وصول ہو جائے تو گذشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ جو اس قرض کی رقم پر واجب ہوئی تھی وہ یک مشت ادا کریں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۵۱ ج ۳)

نادہندہ قرض دار کو دی گئی رقم پر زکوٰۃ

سوال مجھ سے پانچ سال پہلے دوستوں نے کچھ رقم اُدھار لی تھی، واپس دینے کی کوئی تاریخ یا تحریر نہیں لکھی گئی تھی، کئی مرتبہ مطالبہ بھی کیا۔ پانچ سال ہو گئے ہیں کوئی اُمید نظر نہیں آتی، اور میں نے اب نا اُمید ہو کر مانگنا بھی چھوڑ دیا ہے۔ کیا اس رقم پر جو کہ میرے پاس نہیں ہے، پانچ سال

Marfat.com

ہو گئے ہیں زکوٰۃ دینی ہوگی؟

جواب جو رقم کسی کو قرض دی ہو اس پر زکوٰۃ لازم ہے۔ البتہ یہ اختیار ہے کہ چاہے تو ہر سال ادا کر دیا کرے یا وصول ہونے کے بعد گذشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ یکمشت (ایک ساتھ) ادا کرے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۵۲ ج ۳)

مقروض کے انکار کی صورت میں زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ اگر مقروض قرضہ سے منکر ہو اور قرض دہندہ کے پاس گواہ بھی نہ ہو تو وصول ہونے سے پہلے اس کی زکوٰۃ لازم نہیں اور وصول ہونے کے بعد بھی گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۵۲ ج ۳ و در مختار ص ۱۵ ج ۲ و احسن الفتاویٰ ص ۲۶۶ ج ۴)

صاحبِ نصاب مقروض پر زکوٰۃ کا حکم

سوال ایک شخص مقروض ہے اور اس کے پاس کچھ سونا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں ہے؟

جواب قرض وضع کرنے کے بعد اس کے پاس جو سونا یا سونے کے زیورات ہوں، وہ زیورات استعمال میں آتے ہوں یا نہ آتے ہوں، اگر وہ ساڑھے سات تولہ ہوں، یا اگر کم ہوں مگر اس کے پاس چاندی یا اس کا زیور ہو یا نقد رقم ہو، یا تجارتی مال ہو، اور سونا چاندی مل کر یا نقد رقم اور سونا مل کر، یا تجارتی مال اور سونا مل کر اتنی مالیت کا ہو جائے کہ سونے یا چاندی کا نصاب بن جائے تو اس پر واجب ہوگی، ورنہ نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۵ ج ۵ بحوالہ ہدایہ ص ۱۶۶ ج ا و ص ۱۷۶ ج ا)

زکوٰۃ فرض ہونے کے بعد مقروض ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ اگر وجوبِ زکوٰۃ کے بعد قرض ہو گیا تو اس سے زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی۔

(احسن الفتاویٰ ص ۲۵۱ ج ۴)

مسئلہ اصول یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس مال بھی ہو، اور وہ مقروض بھی ہو تو یہ دیکھنا چاہئے کہ قرض وضع کرنے کے بعد اس کے پاس نصاب کے برابر مالیت بچتی ہے (یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت) یا نہیں؟ اگر قرض وضع کرنے کے بعد نصاب کے برابر مالیت بچ رہتی ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے، خواہ وہ قرض ادا کرے یا نہ کرے، اور اگر قرض وضع کرنے کے بعد نصاب کے برابر مالیت نہیں پہنچتی تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۹۹ جلد ۳)

Marfat.com

کیا مقروض قرض کی زکوٰۃ ادا کرسکتا ہے؟

سوال زید نے بکر کو ایک ہزار روپیہ قرض حسنہ دیا، پھر باہمی رضامندی سے سال کے اختتام پر بکر نے اس رقم کی زید کی طرف سے زکوٰۃ ادا کردی تو کیا زید کے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط ہوجائے گی؟

جواب دوسرا آدمی (جس نے رقم قرض نہ لی ہو) اجازت لے کر اپنی رقم سے صاحب مال کی طرف سے زکوٰۃ ادا کردے تو زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے، مگر بکر نے زید سے روپیہ قرض لیا ہے اس وجہ سے اس کا ادا کرنا سود شمار ہوگا، لہٰذا زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، زید کے ذمہ زکوٰۃ باقی رہے گی۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۴۸ ج ۵)

کسی کی طرف سے اجازت لے کر زکوٰۃ ادا کرنا

مسئلہ اگر دوسرا شخص صاحب مال کے حکم یا اجازت سے اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کرے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۷۸ ج ۳)

کسی کی طرف سے بلا اجازت زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

مسئلہ اگر کسی نے کسی سے کچھ نہیں کہا، اس نے بلا اجازت کے اس کی زکوٰۃ اپنی طرف سے ادا کردی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، اگر وہ بعد میں اجازت بھی دے دے تب بھی درست نہیں، اور جتنی رقم اس کی طرف سے دی ہے اس کو وصول کرنے کا بھی حق نہیں۔

(احسن الفتاویٰ ص ۳۰۰ ج ۴ بحوالہ ردالمختار ص ۱۲ ج ۲ و شامی ص ۱۴ ج ۲)

زکوٰۃ سے مقروض کا قرض ادا کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ قرض معاف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی صحیح صورت یہ ہے کہ مقروض کو زکوٰۃ کی رقم دے کر قرض میں واپس لے لے، اگر وہ واپس نہ کرے تو جبراً بھی واپس لے سکتا ہے، اور اگر واپس نہ کرنے کا خطرہ ہو تو اس (مقروض) سے کہا جائے کہ کسی کو اپنی طرف سے زکوٰۃ کی رقم وصول کرکے اس سے قرض ادا کرنے کا وکیل بنائے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۵۰ ج ۴)

بیوہ کا قرض اس نیت سے ادا کرنا کہ زکوٰۃ میں وضع کرلوں گا کیسا ہے؟

سوال ایک بیوہ مستحق زکوٰۃ ہے، اگر کوئی شخص اس عورت کا قرض اس نیت سے ادا کردے کہ

آئندہ زکوٰۃ میں اس روپے کو وضع کرلوں گا، جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس طرح قرض ادا کردینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی بلکہ ادائے قرض کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ جس قدر روپیہ دینا ہو وہ روپیہ اس بیوہ کو دے کر اس کی ملک کردیا جائے پھر اس سے لے کر اس کے قرض میں دے دیا جائے۔ اس طرح زکوٰۃ بھی ادا ہوجائے گی اور قرض بھی ادا ہوجائے گا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۸۹ ج۶ بحوالہ ردالمختار ص۱۶ ج۲)

مسئلہ: اگر مالک یعنی صاحبِ نصاب مستحقِ زکوٰۃ کا قرض اس کے کہے بغیر خود ہی اپنے مالِ زکوٰۃ سے ادا کردے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، البتہ قرض تو ادا ہوجائے گا۔ (کتاب الفقہ ص۱۰۱۴ ج۱)

واجب الوصول رقم کی زکوٰۃ

سوال: میں ایک ایسا کام کرتا ہوں کہ خدمت کی انجام دہی کی رقوم کافی لوگوں کی طرف واجب الوصول رہتی ہیں، کیا ان کی زکوٰۃ ہے؟

جواب: کاری گر کو کام کرنے کے بعد جب اس کا حق الخدمت یعنی مزدوری اُجرت وصول ہو جائے، تب اس کا مالک ہوتا ہے، پس اگر صاحبِ نصاب ہیں تو جب آپ کا زکوٰۃ کا سال پورا ہو، اس وقت تک جتنی رقوم وصول ہوجائیں، ان کی زکوٰۃ ادا کردیا کیجئے، اور جو آئندہ سال وصول ہوں گی، ان کی زکوٰۃ بھی آئندہ سال دی جائے گی۔ (آپ کے مسائل ص۳۷۳ ج۳)

جو قرض قسطوں میں وصول ہو، اُس کا حکم

اور اگر باقساط وصول ہو تو جس قدر وصول ہوتا جائے اس کی زکوٰۃ ادا کرتا رہے اور اگر ایک دفعہ کل کی زکوٰۃ دے دے تو خواہ پہلے یا بعد میں، یہ بھی درست ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص۹۶ ج۶ بحوالہ ردالمختار ص۱۵ ج۲)

کیا کسی غریب کا قرض معاف کرنے سے زکوٰۃ ادا ہوجائے گی؟

سوال: ایک شخص پر میرے پانچ روپیہ قرض ہیں، میں بمدِ زکوٰۃ اس کو دے دوں (معاف کردوں) تو کیا زکوٰۃ ادا ہوجائے گی؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پہلے اپنی طرف سے پانچ روپے اس کو دے کر اس کو مالک بنادیا جائے، پھر وہ بمدِ قرض ادا کردے تو اس صورت

میں زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی اور قرض بھی وصول ہو جائے گا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۲ ج ۲ و کفایت المفتی ص ۲۸۲ ج ۴)

قرض معاف کرنے پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ اگر ایک سال بعد قرض خواہ اپنا قرض مقروض کو معاف کر دے تو قرض خواہ کو زکوٰۃ اس ایک سال کی نہ دینا پڑے گی۔ ہاں اگر وہ مدیون یعنی جس کو قرض دیا تھا، مال دار ہے تو اس کو معاف کرنا مال کا ہلاک کرنا سمجھا جائے گا، اور دائن یعنی قرض خواہ کو زکوٰۃ دینی پڑے گی، کیونکہ زکوٰۃ مال کے ہلاک کر دینے سے ساقط نہیں ہوتی۔

(امداد المسائل الزکوٰۃ ص ۵۹ و فتاویٰ عالمگیری ص ۲۱ جلد دوم)

قرض دی ہوئی رقم میں زکوٰۃ کی نیت کرنا کیسا ہے؟

سوال کوئی غریب شخص قرض لی ہوئی رقم کو آج تک واپس نہیں کر سکا، اور نہ ہی امید ہے۔ اب کیا ہم اس کو قرض دی ہوئی رقم کو زکوٰۃ کی نیت کر کے چھوڑ دیں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب جو صورت آپ نے لکھی ہے اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ زکوٰۃ اداء کرتے وقت نیت کرنا شرط ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۸۳ ج ۳)

مسئلہ وصول کر کے پھر اس کو زکوٰۃ کی نیت سے دے دے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۱ ج ۶ بحوالہ در المختار ص ۱۴ ج ۲)

قرض دار جس کی ذاتی آمدنی بھی ہے؟

مسئلہ ایک شخص کے ذمہ دو ہزار روپیہ قرض ہیں اور کچھ سرمایہ آمدنی بھی ہے، جو قرض سے کم ہے تو جب کہ قرض اس کے ذمے سرمایہ آمدنی سے زیادہ ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۵۱ ج ۶ بحوالہ ہدایہ زکوٰۃ المال ص ۱۷۷ ج ۱ و قدوری ص ۳۷)

رہن کا روپیہ جو سال بھر رکھا رہے اس کا حکم

مسئلہ کسی شخص نے قرض لیا اور اپنی زمین وغیرہ رہن رکھی ہے تو ظاہر ہے کہ یہ مقروض ہے اور مدیون ہے اور مدیون پر بقدر دین (قرض) کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ پس اگر اس شخص کے

Marfat.com

پاس اور کچھ روپیہ وزیور وغیرہ علاوہ اس روپے کے بقدرِ نصاب نہیں ہے تو اس قرض کی زکوٰۃ اس کے ذمہ واجب نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۵۲ ج ۶)

گروی رکھی ہوئی چیز کی زکوٰۃ کس پر ہے؟

مسئلہ گروی یعنی رہن دی ہوئی چیز کی زکوٰۃ نہ دینے والے پر ہے اور نہ رکھنے والے پر ہے۔
(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۲ ج ۲ بحوالہ شامی ص ۹ جلد دوم)

قرض بتلا کر زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

مسئلہ کسی نے قرض مانگا اور تم کو معلوم ہے کہ وہ اتنا تنگ دست اور مفلس ہے کہ کبھی ادا نہ کر سکے گا، یا ایسا نادہندہ ہے کہ قرض لے کر کبھی ادا نہیں کرتا، اس کو قرض کے نام سے زکوٰۃ کا روپیہ دے دیا اور اپنے دل میں زکوٰۃ کی نیت کر لی تو زکوٰۃ ادا ہو گئی، اگرچہ وہ اپنے دل میں یہی سمجھے کہ مجھے قرض دیا ہے۔ (امداد مسائل الزکوٰۃ ص ۶۸ و شامی ص ۱۴ ج ۱)

مسئلہ مستحقِ زکوٰۃ فقیر بہت غیرت مند ہے، اگر زکوٰۃ کی رقم معلوم ہو جائے تو وہ نہیں لے گا اور قرض بتلایا جائے تو لے لے گا کہ یہ رقم تم کو بطور قرض دی جا رہی ہے، جب آپ کے پاس گنجائش ہو، ادا کر دینا۔ ساتھ ساتھ زکوٰۃ کی نیت کر لے، تو اس طرح زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ بعد میں اس کو کہہ دو کہ میں نے معاف کر دیا، تاکہ اس کو اطمینان و سکون ہو جائے۔ (شامی ص ۳۵۶ ج ۲)

قرض وصول ہونے کی اُمید نہ ہو تو زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ قرض دینے والے کو اپنا قرض وصول ہونے کی امید نہ ہو، یا وصول ہونے میں تردّد ہے، ٹال مٹول کر رہا ہے تو ایسے قرض کی زکوٰۃ وصول ہونے سے پہلے ادا کرنا لازم نہیں بلکہ وصول ہونے کے بعد ادا کرنا لازم ہے اور جتنا وصول ہوتا رہے گا اتنے کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے اور گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ اس پر واجب نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ص ۳۵ ج ۲ و فقہ الزکوٰۃ ص ۱۸۳ ج ۱)

تجارتی قرض کی زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ اگر تھوک (ریٹیل میں) مال بیچا جائے اور اس کی رقم حاصل ہونے کی امید رہتی ہے لیکن دیر میں وصول ہوتی ہے تو ایسے قرض کے وصول ہونے پر گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی ادا کرنا

لازم ہے۔جیسا کہ آج کل عام طور سے تجارت اور کاروبار (بزنس) میں یہی طریقہ رائج ہے۔
(ایضاح المسائل ص ۱۱۱ بحوالہ درمختار مع شامی ص ۳۰۵ ج ۲)

مقروض کو زکوٰۃ دے کر اپنا قرض وصول کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ زید کا ایک شخص پر روپیہ قرض ہے اور وہ مفلس ہے، زید یہ حیلہ کرتا ہے کہ اپنے روپوں کی زکوٰۃ نکال کر اس مقروض کو دیتا ہے اور پھر اس سے قرض وصول کر لیتا ہے تو اس طریقہ سے زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی (اور قرض بھی وصول ہو جائے گا)۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۳۳۵ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۶ ج ۲)

مسئلہ مقروض کو دوسری رقم زکوٰۃ کی نیت سے دیدے، جب وہ اس روپے کا مالک وقابض ہو جائے، اس سے اپنا قرضہ مانگے۔اگر نہ دے تو جبراً چھین لینا بھی جائز ہے اور اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ (امداد المسائل الزکوٰۃ ص ۴۳ وفقہ الزکوٰۃ ص ۳۹۷ ج ۲ وآپ کے مسائل ص ۳۹۹ ج ۳)

مسئلہ لیکن اگر ایسی صورت میں قرض دہندہ (مالک کو یہ خطرہ ہو کہ مقروض کے ہاتھ میں زکوٰۃ کی رقم پہنچنے کے بعد قرض کے نام سے واپس نہیں دے گا یا فرار ہو جائے گا تو اس کے حل کے لیے دو طریقے ہیں (۱) قرض دہندہ مقروض کو زکوٰۃ کی رقم دے کر فوراً اپنا ہاتھ بڑھا کر از خود اپنے قرض کے نام سے قبضہ کر لے، کیونکہ مقروض شرعاً ٹال مٹول کرنے والا بن گیا ہے، اور ایسے مقروض سے اپنا قرض زبردستی وصول کر لینا جائز ہے۔ (۲) قرض دہندہ کے کسی خادم یا نوکر وغیرہ کو مقروض زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے وکیل بنائے، وہ وکیل مقروض کی طرف سے قبضہ کر لے اور پھر مقروض کی طرف سے قرض ادا کرنے کا وکیل بن کر بنامِ قرض، قرض دہندہ کو دیدے تو اس طرح زکوٰۃ وقرض دونوں ادا ہو جائیں گے۔ (درمختار مع شامی ص ۱۷ ج ۲)

مالِ ہبہ کی زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ ہبہ (کسی نے تحفۃً گفٹ دیا) کے لیے قبول لازم ہے، قبول کے بعد سے موہوب (جو چیز دی گئی ہے اس) پر ملک حاصل ہوتی ہے، پس جب تک آپ نے ہبہ قبول نہیں کیا، آپ کی ملک اس پر حاصل نہیں ہوئی، جس وقت قبول کر لیا، اس وقت سے آپ مالک ہیں، اسی وقت سے اس پر زکوٰۃ کا حساب ہوگا (اگر زکوٰۃ والی چیز ہے)۔

Marfat.com

مالِ حرام کی تفصیل اور زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ حرام مال میں تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ مالِ حرام خالص ہو تب تو اس میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ کیونکہ اس کے مالک معلوم ہیں تب تو وہ مال لوٹانا واجب ہے، اور اگر مالک معلوم نہیں ہیں تو سب مال کا صدقہ کرنا واجب ہے، اور اگر مخلوط (ملا ہوا) ہے تب دیکھا جائے گا کہ اگر حرام مال کی مقدار اس میں سے نکال لی جائے تو بقدرِ نصاب بچتا ہے یا نہیں، اگر بچتا ہے تو اس مقدار باقی میں زکوٰۃ واجب ہوگی، اور اگر نہیں بچتا تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

(امداد الفتاویٰ ص ۱۴ ج ۲ واحسن الفتاویٰ ص ۲۸۳ ج ۴ وفتاویٰ دار العلوم ص ۴۹ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۲۳ ج ۲)

مسئلہ حرام مال میں زکوٰۃ واجب ہونے یا نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کے پاس دوسرا مال حلال بھی ہے اور اس میں حرام کو ملا دیا تو تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک زکوٰۃ اس پر لازم ہے۔ اور اگر دوسرا مال حلال بقدرِ نصاب نہ ہو تو زکوٰۃ اس پر لازم نہیں، بلکہ وہ کل مال صدقہ کرنا واجب ہے۔ یعنی جب کہ لوٹانا مالکوں یا ان کے وارثوں پر متعذر ہو۔ (صدقہ جب ہے کہ جب مالک یا وارث نہ مل سکیں) اور مسجد بنانا حرام مال سے درست نہیں ہے، اور مدرسہ کے طلباء پر صدقہ کرنا بصورت نہ ملنے مالکوں کے یا ان کے ورثاء کے درست ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۸۶ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۳۳ ج ۲ وفتاویٰ محمودیہ ص ۸۴ ج ۳)

کیا حرام مال کی زکوٰۃ نہیں دینی چاہیئے؟

مسئلہ یہ عذر کہ صاحب ہمارا مال تو حلال نہیں ہے، حرام مال میں زکوٰۃ ہی نہیں، یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ مسئلہ غلط ہے، حرام مال جب اپنے حلال مال میں مل گیا، وہ مِلک میں داخل ہو گیا، گو مِلک خبیث ہی ہو، اور وجوبِ زکوٰۃ کے لیے مِلک ہونا شرط ہے، طیّب (پاک) ہونا شرط نہیں، طیّب ہونا تو مقبولیت کی شرط ہے۔ پس اس لیے زکوٰۃ واجب ہوگی، گو مقبول نہ ہوگی۔ (ایک سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے) کہ پھر دینے سے کیا فائدہ؟ جواب یہ ہے کہ نہ دینے سے جو عذاب ہوتا ہے اس سے محفوظ رہے اور قبول نہ ہونے سے عذاب نہیں ہوتا، بلکہ ثواب سے محرومی رہتی ہے، تو کیا عذاب ہونا اور ثواب نہ ہونا دونوں ایک بات ہیں؟

البتہ خود حرام کمائی کا جو عذاب ہے وہ الگ ہے، اس کی نفی نہیں کی جاتی، لیکن نہ دینے سے دو عذابوں کا استحقاق ہوتا۔ کسبِ حرام (حرام کمائی) کا الگ اور زکوٰۃ نہ دینے کا الگ،

Marfat.com

اوراب ایک ہی ہوگا۔تو کیا یہ دونوں بھی یکساں ہیں؟ ہرگزنہیں۔

(اصلاحِ انقلاب ص۱۵۲ ج۱) (تفصیل کیلئے دیکھئے فقہ الزکوٰۃ از ص ۴۲۱ تا ۴۲۸ جلد دوم)

غَصَب و رِشوت کے مال پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ غصب ورشوت کے مال پر زکوٰۃ نہیں ہے، وہ سب مال خیرات کرنا چاہئے جب کہ مالکوں اور وارثوں کا پتہ نہ لگے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۸۸ ج۶ بحوالہ ردالمحتار ص۳۴ ج۲ زکوٰۃ الغنم)

بینک کے سُود پر زکوٰۃ کا حکم

سوال سیونگ بینک سے جوسود وصول کیا جائے، اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

جواب سود کی خالص رقم پر زکوٰۃ واجب نہیں، کیونکہ وہ ساری رقم واجب التصدق (جس کا صدقہ کرنا واجب) ہے۔ (کفایت المفتی ص۲۴۲ ج۴)

کیا دَلّالی سے جمع کی ہوئی رقم پر زکوٰۃ ہے؟

سوال زید دلّالی کرتا ہے اور خریدار سے کہتا ہے کہ فلاں شخص اتنے روپے دیتا تھا مگر میں نے اس کو نہیں دیا، گاہک اس ترغیب سے خرید لیتا ہے اور زید کو اجرت دلّالی کی دیتا ہے، زید کے پاس ایسی اجرت سے بقدرِ نصاب روپیہ جمع ہوگیا ہے کہ تو زید پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

جواب اس صورت میں زید جھوٹ بولنے کی وجہ سے گنہگار رہوا، اور حدیث شریف میں ہے کہ ایسی بیع میں برکت نہیں ہوتی، لیکن زید اس رقم کا مالک ہوجاتا ہے، اور زکوٰۃ لازم ہوگی۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص۹۴ ج۶ بحوالہ ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص۱۶۷ ج۱)

ضمانتِ ملازمت کی رقم پر زکوٰۃ کا حکم

سوال ایک شخص نے بغرضِ ملازمت ایک ہزار روپیہ بطورِ ضمانت سرکار میں جمع کیا، جب تک وہ شخص ملازم رہے گا، اس وقت اس کو ضمان واپس نہیں ملے گا۔ جب پینشن یا کسی وجہ سے برخاست ہوگا تو روپیہ اس کو دیا جائے گا تو اس روپے پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں، تو بعد واپسی کے یا ہر سال زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے؟

جواب اس روپے کی زکوٰۃ واپسی کے بعد تمام گذشتہ سالوں کی ادا کرنا لازم ہے، اگر اس خیال

Marfat.com

سے کہ بعد واپسی کے گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ دینی پڑے گی اور زیادہ رقم ہو جائے گی، ہر سال موجودہ روپے کے ساتھ زکوٰۃ دے دیا کرے تو یہ بھی درست ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۰ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۲ ج ۲ کتاب الزکوٰۃ)

(زرِ ضمانت کی وجہ سے ملازمت ملی ہے، تو گویا کہ وہ ان روپوں کے ذریعہ مال حاصل کرنے والا ہوا ہے، تو عقلاً بھی زرِ ضمانت پر گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب ہونی چاہئے، اگر وہ نصاب کے برابر ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

امانت کی رقم پر زکوٰۃ کا حکم

سوال میرے پاس کسی کی امانت ہے تو اس پر زکوٰۃ دینا میرا فرض ہے یا جس کی رقم ہے وہ زکوٰۃ دے گا؟

جواب جس شخص کی امانت آپ کے پاس ہے، آپ کے ذمہ اس کی زکوٰۃ نہیں، بلکہ اس کی زکوٰۃ امانت رکھوانے والے کے ذمہ ملازم ہے۔ اگر اس نے آپ کو اختیار دیدیا ہے تو آپ بھی اس رقم میں سے ادا کر سکتے ہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۵۲ ج ۳ و کفایت المفتی ص ۲۴۷ ج ۴)

اگر امانت کی رقم سے حکومت زکوٰۃ کاٹ لے؟

سوال دوسرے شہروں کے لوگ اپنی تجارت اور امانت کے طور پر کسی کے پاس جو رقم جمع کراتے ہیں تو حفاظت کے خیال سے وہ شخص اپنے نام سے بینک میں رکھ دیتا ہے اور وقتاً فوقتاً ان لوگوں کی ہدایت کے پیشِ نظر رقم نکالتا بھی رہتا ہے تو کیا حکومت ان رقوم پر زکوٰۃ منہا کرنے کی حقدار ہے یا نہیں؟

جواب جس شخص کی امانت ہے اس کے ذمہ زکوٰۃ فرض ہوگی۔ مگر چونکہ حکومت آپ کے اکاؤنٹ میں زبردستی کاٹ لیتی ہے۔ اس لیے امانت رکھوانے والے کو چاہئے کہ آپ کو زکوٰۃ ادا کرنے کا اختیار دیدے، اس اختیار دینے کے بعد ان کی رقم سے جو زکوٰۃ کٹے گی وہ ان کی طرف سے ہوگی۔ اور آپ سے زکوٰۃ کی رقم جو کاٹ لی گئی اس کو منہا کر کے باقی رقم ان کو واپس کر دیں گے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۵۳ ج ۳)

(یہ مسئلہ اسلامی حکومتوں میں اسلامی بینکوں کا ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

Marfat.com

رقم پیشگی و پگڑی کی زکوٰۃ کس پر ہے؟

سوال کرایہ کے مکان (دوکان) پر جو رقم بطورِ ضمانت پیشگی کرایہ دار سے لی جاتی ہے وہ قابلِ واپسی ہے اور کئی سال مالکِ مکان کے پاس امانت رہتی ہے، اس کی زکوٰۃ کون ادا کرے گا؟

جواب جو شخص رقم کا مالک ہو، اس کے ذمہ زکوٰۃ ہے، پس امانت کی رقم کی زکوٰۃ اس پر نہیں ہے، بلکہ امانت رکھوانے والے مالک کے ذمہ ہے اور (جو رقم پیشگی کرایہ دار سے واپسی کی شرط پر لی ہے) زرِ امانت کا مالک کرایہ دار ہے، اس کی زکوٰۃ بھی اس کے ذمہ ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۵۲ ج ۳)

(اور جو رقم آج کل بطور پگڑی کے لی جاتی ہے وہ واپس کرایہ دار کو نہیں ملتی ہے بلکہ مالکِ مکان ودوکان اس رقم کا مالک ہوتا ہے وہ جائز ہے یا نہیں؟ یہ الگ بحث ہے، اگر یہ رقم واپسی کی شرط پر نہ ہو تو اسکی زکوٰۃ مالکِ مکان پر ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

متروکہ مال کی زکوٰۃ امین پر ہے یا وُرثاء پر؟

سوال میت کا متروکہ مال ابھی وارثوں پر تقسیم نہیں ہوا، امین کی زیرِ تحویل ہے اور سب وارث بالغ ہیں، بعض کے حصے مقرر اور بعض کے ابھی مقرر نہیں ہوئے، اس مناقشہ میں سالِ کامل گزر گیا، اس صورت میں زکوٰۃ امین پر ہے یا نہیں؟

جواب زکوٰۃ مال کی بذمہ مالکوں کے لازم ہوئی ہے، امین کے ذمہ زکوٰۃ نہیں ہے، بلکہ اگر وہ مال سونا چاندی ہے تو وارثوں پر بقدرِ حصہ زکوٰۃ لازم ہے جس وقت ان کے پاس انکا حصہ پہنچ جائے گا اور مالِ زکوٰۃ بقدرِ نصاب ان کے پاس تو زمانہ گذشتہ کی زکوٰۃ بھی ان کے ذمہ لازم ہوگی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۸ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۸ ج ۲)

امانت کے روپے سے زکوٰۃ ادا کرنا؟

سوال زید کے پاس کچھ روپیہ عمر کا امانت ہے، عمر باہر چلا گیا ہو، زید کو لکھتا ہے کہ میری امانت سے زکوٰۃ کا فریضہ ادا کر دیا جائے، زید نے واجب الاداء قیمت سے کچھ دینی کتابیں لے کر مصرفِ زکوٰۃ میں دے دیں؟

Marfat.com

جواب اس طریق سے زکوٰۃ ادا کردینا درست ہے، اور زکوٰۃ عمر کی بھی صحیح ہوگی۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۷ ج ۶)

حفاظت کی رقم پر زکوٰۃ کا حکم

سوال زید نے اپنے بھائی عمر کو پانچ سو روپے بغرضِ حفاظت دیا اور کہا کہ چاہے تم ان کو کاروبار میں لگا کر نفع یا نقصان اٹھاؤ، یا ویسے ہی رکھے رکھو، چار سال بعد اس رقم کی واپسی ہوئی تو کیا ان چار سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی؟

جواب ان چار سال کی زکوٰۃ لازم ہوگی۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۸ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۲ ج ۲ کتاب الزکوٰۃ)

مقدمہ کرکے وصول ہونے پر زکوٰۃ کا حکم

سوال ایک شخص کے (اسامی پر) نالش (مقدمہ) کرنے سے سات سو روپے وصول ہوئے، اور چار سو روپے عدالت میں خرچ ہوئے، اور ان چار سو روپے کی زکوٰۃ ادا کرچکا تھا، اب کل سات سو کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی یا بعد منہا (وضع) کرنے خرچ کے؟

جواب کل روپے کی زکوٰۃ ادا ہوگی، خرچ منہا نہ ہوگا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۵۷ ج ۶)

ڈگری کے ذریعہ جو مال ملے اس پر زکوٰۃ کب سے ہے؟

مسئلہ جس وقت سے ڈگری ہوئی زید کے ذمہ زکوٰۃ روپیہ واجب شدہ کی اسی وقت سے لازم ہوگی اور ادائے زکوٰۃ بعد وصولِ روپیہ کے لازم ہوگی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۹۹ ج ۶)

نوتہ والے روپے کی زکوٰۃ

سوال (۱) زید کا ایک ہزار روپیہ نوتہ (شادی وغیرہ کے موقع پر جو بھات یا نقد رقم وغیرہ دی جاتی ہے) دس سال بعد وصول ہوا تو کیا حکم ہے؟

(۲) زید کے پاس ہزار روپے ہیں اور پانچ سو روپے برواج برادری نوتہ دینا ہے تو اس صورت میں کس قدر روپے کی زکوٰۃ دینا ہوگی؟

جواب (۱) ایسے روپے کی زکوٰۃ وصول ہونے کے بعد دینا لازم ہے، وصول ہونے سے قبل

Marfat.com

نہیں ہے۔

(۲) اس صورت میں زید کو ایک ہزار روپے کی زکوٰۃ دینا لازم ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص۵۴ ج۶ بحوالہ ردالمختار کتاب الہبۃ قبل باب الرجوع ص۷۰۷ ج۴)

(نیوتہ یعنی جو خوشی کے موقع پر دیا جاتا ہے، اس میں بحث یہاں ہے کہ یہ قرض کے حکم میں ہے یا ہبہ کے حکم میں۔ اگر قرض کے حکم میں ہے تو وصول ہونے کے بعد گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ دینا لازم ہے۔ اور جو رقم نوتہ لوگوں کے ذمہ ہے، زکوٰۃ کے حساب کے وقت یہ رقم وضع کر لی جائے گی اور بقیہ کی زکوٰۃ لازم ہوگی۔)

اور اگر اس نوتہ کی قرض یا ہبہ قرار دینے کا مدار رسم و رواج پر ہے کہ بعض برادریوں میں بطورِ قرض یہ رقم دی جاتی ہے اور حساب لکھا جاتا ہے اور بعد میں شادی کے موقع پر ضروری طور پر وصول کیا جاتا ہے، اور بعض برادریوں میں حساب کتاب نہیں لکھا جاتا کہ اگر مل گیا تو لے لیا، ورنہ اسکا تذکرہ بھی نہیں کیا جاتا، تو گویا یہ بطور ہبہ ہوتا ہے۔

اسی لیے مفتی صاحبؒ کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ہبہ قرار دیا ہے، اگر ہبہ کا بدلہ آ گیا تو اب آئندہ کی زکوٰۃ بشرطِ نصاب دے ورنہ نہیں۔ اور نیوتہ کی رقم جو ذمہ ہے چونکہ ہبہ کے حکم ہے لہٰذا اسے حساب میں وضع قرار نہیں دیا۔

(بقلم مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب دامت برکاتہٗ) (برحاشیہ فتاویٰ دار العلوم ص۵۴ جلد۹)

حج کے لیے جو رقم رکھی ہے کیا اس پر زکوٰۃ ہے؟

سوال ایک صاحب نے چھ سال سے حج کیلئے روپیہ علیحدہ نکال کر رکھ دیا ہے امسال حج کو جانا چاہتے ہیں تو کیا اس روپیہ تمام گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

جواب اس روپے کی زکوٰۃ دینا واجب ہے جب تک وہ روپیہ خرچ نہ ہو جائے اس وقت تک تمام سالہائے گذشتہ کی زکوٰۃ دینا لازم ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص۱۱۶ ج۶ بحوالہ ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص۱۶۷ ج۱. فتاویٰ محمودیہ ص۹۴ ج۱۳)

حج کے لیے جمع کرائی ہوئی رقم پر زکوٰۃ کا حکم

سوال ایک شخص رمضان میں زکوٰۃ نکالتا ہے، اس سال حج کو جانے کا خیال ہے، لہٰذا حج کو جانے کے لیے پیشگی رقم جمع کرائی ہے، اب اس کی روانگی شعبان میں متوقع ہے، لہٰذا جو رقم جمع کی

Marfat.com

گئی ہے اس کی زکوٰۃ نکالنی ہوگی یا نہیں؟

جواب آمد و رفت کے کرایہ اور معلّم وغیرہ کی فیس کے لیے جو رقم دی گئی ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے، اس سے زائد رقم جو کرنسی کی صورت میں اس کو واپس ملے گی، اس میں سے یکم رمضان المبارک تک جتنی رقم بچے گی اس پر زکوٰۃ فرض ہے، جو خرچ ہوگئی اس پر نہیں۔

(احسن الفتاوی ص۲۶۴ ج۴ بحوالہ ردالمختار ص۷ ج۱)

حج کے لیے زکوٰۃ لینا کیسا ہے؟

سوال اگر کوئی حج کو جا رہا ہے، اور اس کے پاس پیسے کم پڑ جائیں تو اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب جس کے پاس خرچ کم ہو، اس کو حج کے لیے زکوٰۃ کا پیسہ لینا جائز نہیں۔ لیکن اگر پیسہ پورا تھا اور چلا گیا مگر راستہ میں کوئی حادثہ پیش آ گیا کہ روپیہ ضائع ہوگیا اور مکان سے منگانے کی کوئی صورت نہیں تو اس کو وہاں زکوٰۃ کا پیسہ بقدرِ ضرورت لے لینا درست ہے۔

(فتاوی محمودیہ ص۹۴ ج۱۳)

کسی کو اتنی زکوٰۃ دینا کہ اس پر حج فرض ہو جائے؟

سوال عالم کو اگر لوگ اتنی زکوٰۃ دیں کہ اس پر حج فرض ہو جائے، کیسا ہے؟ شامی کی عبارت سے جائز معلوم ہوتا ہے؟

جواب اتنی رقم مدِ زکوٰۃ میں دینا مکروہ ہے کہ جس سے فقیر صاحب نصاب ہو جائے، ہمارے دیار میں وجوبِ حج سے قبل ہی صاحب نصاب ہونا ظاہر ہے، لہٰذا اتنی رقم دینا کہ حج فرض ہو جائے بطریق اولیٰ مکروہ ہے۔ شامی کی عبارت منقطع الحاج سے مراد وہ شخص ہے جو حج کے لیے نکلا ہو مگر سفر میں اس کا مال جاتا رہا، اس کو زکوٰۃ دینا بلا کراہت جائز ہے۔ عالم بلکہ عامی کو بھی اتنی زکوٰۃ نہیں لینا چاہیے۔ (احسن الفتاوی ص۲۹۴ ج۴ بحوالہ ردالمختار ص۷۴ ج۲)

مسئلہ اگر زکوٰۃ کا روپیہ حج کرنے والے کی (اگر صاحب نصاب نہیں ہے) مِلک کر دیا جائے کہ وہ اپنا حج کرے یا جس خرچ میں چاہے صرف کرے، تو یہ درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(فتاوی دار العلوم ص۲۷۳ ج۶)

مسئلہ اپنی زکوٰۃ کے روپے سے اپنا حج کرنا درست نہیں ہے، البتہ یہ جائز ہے کہ فقیر کو زکوٰۃ

Marfat.com

کے روپے کا مالک بنا دیا جائے، پھر خواہ وہ اپنا حج کرے یا دیگر مصارف میں صرف کرے اس کو اختیار ہے۔ غرض یہ ہے کہ زکوٰۃ کے روپے میں مالک بنا دینا محتاج کو شرط ہے بغیر اسکے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۷۸ ج ۶ بحوالہ رد المحتار ص ۸۵ ج ۱)

(البتہ ایک شخص کو اتنی رقم زکوٰۃ کی دینا کہ وہ صاحبِ نصاب ہو جائے مکروہ ہے، لیکن زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے، اور یہ بھی جب ہے کہ وہ غریب عیال دار نہ ہو۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

کسی کو اتنی زکوٰۃ دینا کہ وہ صاحبِ نصاب ہو جائے؟

سوال کسی فقیر کو اتنی زکوٰۃ کی رقم دینا کہ وہ صاحبِ نصاب ہو جائے مکروہ ہے، مگر سوال یہ ہے کہ اس نصاب سے کیا مراد ہے؟ موجبِ زکوٰۃ نصاب مراد ہے یا وہ نصاب جو زکوٰۃ لینے سے مانع ہو؟

جواب زکوٰۃ لینے سے مانع نصاب مراد ہے، یہ کراہت جب ہے کہ فقیر عیال دار نہ ہو اگر عیال دار ہے تو اس کو یک مشت اتنی رقم مدِ زکوٰۃ سے دی جا سکتی ہے کہ اس کے عیال (بال بچوں) پر تقسیم کریں تو ان میں سے کوئی بھی صاحبِ نصاب نہ بنے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۲۹۳ ج ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۷۴ ج ۲)

مسئلہ یکمشت کسی ایک کو زکوٰۃ بقدرِ نصاب دے دینے سے زکوٰۃ تو ادا ہو جاتی ہے، مگر کسی کو یکمشت اتنی زکوٰۃ دے دینا کہ وہ صاحبِ نصاب ہو جائے مکروہ ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۷۷ ج ۳)

شیئرز (حصص) پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ حصص اگر بہ نیتِ تجارت خریدے ہوں یعنی خود حصص کی خرید و فروخت مقصود ہو تو حصص کی کل قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے، ورنہ حصص کی صرف اس مقدار پر زکوٰۃ ہوگی جو تجارت میں لگی ہوئی ہے۔ کارخانہ کی مشینری اور مکان پر صرف شدہ مقدار پر زکوٰۃ نہیں۔

(احسن الفتاویٰ ص ۲۸۷ ج ۴ و فقہ الزکوٰۃ ص ۳۶۹ ج ۱)

حصص پر زکوٰۃ کون سی قیمت پر ہے؟

سوال ایک شخص نے تجارتی کمپنی کے حصص خریدے۔ جب کمپنی شروع ہوئی تھی اس وقت

Marfat.com

ایک حصہ پانچ سو روپے کا تھا اور جس وقت اس نے حصے خریدے اُس وقت ایک حصہ کی قیمت ایک ہزار تھی اور اس وقت ایک حصہ کی قیمت پانچ سو روپے ہے تو یہ شخص کس قدر زکوٰۃ دے؟

جواب جو قیمت اس وقت ہے یعنی پانچ سو روپے کی ادا کرے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۶ ج ۶ بحوالہ رد المختار ص ۳۰ ج ۲ باب زکوٰۃ الغنم)

کیا حصص پر زکوٰۃ انفرادی طور پر ہے؟

سوال تمام کمپنیاں زکوٰۃ و عشر اثاثہ جات پر زکوٰۃ منہا کرتی ہیں اور یہ رقم زکوٰۃ فنڈ کو منتقل کر دی جاتی ہے، کیا ایک مرتبہ اجتماعی کاروبار میں سے زکوٰۃ منہا ہو جانے کے بعد بھی دوبارہ ہر حصہ دار کو اپنے حصص پر انفرادی طور پر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟

جواب اگر حصہ داروں کے حصص سے زکوٰۃ وصول کر لی گئی تو ان کو انفرادی طور پر اپنے اپنے حصوں کی زکوٰۃ دینے کی ضرورت نہیں، البتہ اس میں گفتگو ہو سکتی ہے کہ حکومت جس انداز سے زکوٰۃ کاٹ لیتی ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟۔ بہت سے علماء کرام اس طریق کار کی تصویب کرتے ہیں اور اس سے زکوٰۃ ادا ہو جانے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ جب کہ بہت سے علماء کی رائے اس کے خلاف ہے۔ اور وہ حکومت کی کاٹی ہوئی زکوٰۃ کو ادا شدہ نہیں سمجھتے، ان حضرات کے نزدیک ان تمام رقوم کی زکوٰۃ مالکان کو خود ادا کرنی چاہئے، جو حکومت نے کاٹ لی ہو۔ (آپ کے مسائل ص ۳۷۰ ج ۳)

کیا شیئرز کی خریداری پر زکوٰۃ ہے؟

سوال زید نے ایک کمپنی کے پندرہ حصے پانچ ہزار کے خریدے، اس میں جو کچھ نفع ہوتا ہے وہ سالانہ تقسیم ہو کر حصہ داروں کو ملتا ہے تو کیا زید کے ذمہ پانچ ہزار کی زکوٰۃ دینا لازم ہے یا منافع سالانہ کی رقم پر زکوٰۃ ہوگئی؟

جواب زید کو اس رقم پانچ ہزار کی زکوٰۃ بھی دینی لازم اور فرض ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۰ ج ۶ بحوالہ رد المختار ص ۱۳ ج ۲)

مسئلہ اگر کمپنی تجارت کرتی ہے تو زکوٰۃ جمع شدہ رقم پر ہوگی، اور اگر کرایہ وصول کرنے کی کمپنی ہے جو جمع شدہ مال پر زکوٰۃ نہیں بلکہ حاصل شدہ نفع پر ہوگی۔ (کفایت المفتی ص ۱۴۳ ج ۴)

مسئلہ شیئرز پر زکوٰۃ ہے، اگر کمپنی تجارت کرتی ہے، مثلاً کپڑا، لوہا، سامان مشینری وغیرہ فروخت کرتی ہے، سیمنٹ بیچتی ہے، بجلی سپلائی کرتی ہے (جیسے الیکٹرک کمپنی) تو شیئرز کی اصل رقم

Marfat.com

(شیئرز کی قیمت) اور شیئرز کے منافع دونوں پر زکوٰۃ ہے اور اگر کمپنی تجارت نہیں کرتی، صرف کرایہ وصول کیا جاتا ہے جیسے ٹرام کمپنی، بس کمپنی تو اس کے شیئرز پر زکوٰۃ ہے۔ یعنی منافع پر زکوٰۃ ہے اصل رقم پر زکوٰۃ نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۹ج۲ و آپ کے مسائل ص ۳۷۲ ج۳)

شیئرز کی مختلف قسمیں اور اس کا حکم

مسئلہ صنعتی اُوزاروں کے سلسلہ میں جو اصول مذکور ہوا ہے اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کارخانوں میں حصہ دار بننے کی دو صورتیں ہیں (۱) یا تو اس نے ایسے کارخانہ میں شرکت کی ہے جس کا کام تجارت اور خرید وفروخت نہیں ہے۔ مثلاً دھان کوٹنا آٹا پیسنا وغیرہ۔ اس میں محض اُجرت لے کر ایک کام کردیا جاتا ہے۔ اس صورت میں صرف آمدنی ہی پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر ایسا کارخانہ ہو کہ اس میں تجارت بھی کی جاتی ہو، چیزیں خرید کر تیار کی جاتی اور فروخت کی جاتی ہوں، تو اب اخراجات نکالنے کے بعد سال بھر کی آمدنی کے علاوہ خام اور تیار شدہ مال پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی، جیسے روئی خرید کر کپڑا بُننے اور گنا خرید کر شکر یعنی چینی بنانے والے کارخانے، جو پھر اُسے فروخت کردیتے ہیں، اس لیے کہ اب ان مال کی حیثیت ''مالِ تجارت'' کی ہوگی۔ ہاں البتہ کارخانہ کی عمارت، فرنیچر، اُوزار اور مشینوں پر زکوٰۃ نہیں ہوگی۔

یہاں زکوٰۃ کے سلسلہ کے جو مسائل واحکام مذکور ہوئے، ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ تمام حصہ داروں کی نیت اور ارادہ سے یکجا وہ رقم زکوٰۃ نکال دی جائے، اور یہ بھی درست ہے کہ ہر حصہ دار اپنے طور پر حساب کرے اور اپنے حصہ کے تناسب سے زکوٰۃ نکال دے۔

(جدید فقہی مسائل ص ۱۲۴)

مسئلہ کارخانوں اور ملوں کے حصص پر بھی زکوٰۃ واجب ہے جب کہ ان حصص کی مقدار مقدارِ نصاب ہو یا دوسری قابلِ زکوٰۃ چیزوں کو ملا کر نصاب بن جاتا ہو، البتہ مشینری اور فرنیچر وغیرہ کو مستثنیٰ کر کے باقی کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴۰ ج۳)

مسئلہ سونا، چاندی مالِ تجارت اور کمپنی کے حصص کی جو قیمت زکوٰۃ کا سال پورا ہونے کے دن ہوگی اسی کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جائیگی۔ (آپکے مسائل ص ۳۴۱ ج۳)

کمپنی میں نصاب کے برابر جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ

سوال میں نے پیسے کسی کمپنی کو دیئے ہیں جو کہ منافع ونقصان کی بنیاد پر ہر ماہ منافع ادا کرتی

Marfat.com

ہے، جس سے ہمارے گھر کے اخراجات بمشکل پورے ہوتے ہیں، اگر زکوٰۃ ماہانہ آمدنی سے ہو تو فاقہ کی صورت پیش آتی ہے، اور اگر اصل مال سے نکلواتے ہیں تو مزید آمدنی کم ہو جاتی ہے؟

جواب: جو رقم آپ نے کمپنی میں جمع رکھی ہے، اگر وہ مالیتِ نصاب یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہے تو اس کی زکوٰۃ آپ کے ذمہ ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے کی جو صورت بھی ہو آپ اختیار کریں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۷۵ ج ۳)

سرکاری وغیر سرکاری کمپنیوں کی زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ: کمپنیوں کی زکوٰۃ میں اختیار ہے، اجتماعاً اور انفراداً دونوں صورتیں جائز ہیں۔ جو کمپنیاں اور ادارے مکمل طور پر سرکاری ہیں، ان کے کسی حصہ پر بھی زکوٰۃ نہیں، اور جو جزءً سرکاری ہیں ان کے سرکاری حصہ پر زکوٰۃ نہیں، صرف غیر سرکاری حصوں پر زکوٰۃ ہے۔ سرکاری اموال پر اس لیے زکوٰۃ نہیں کہ یہ شخصی ملکیت نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۸۸ ج ۴)

کیا پلاٹ کی زکوٰۃ مارکیٹ کی حیثیت پر ہے؟

مسئلہ: جو زمین یا پلاٹ خریدا جائے، خریدتے وقت اس میں تین قسم کی نیتیں ہوتی ہیں، کبھی تو یہ نیت ہوتی ہے کہ بعد میں ان کو فروخت کر دینگے، اس صورت میں ان کی قیمت پر ہر سال زکوٰۃ فرض ہوگی۔ اور ہر سال مارکیٹ میں جو ان کی قیمت ہو، اس کا اعتبار ہوگا۔ مثلاً ایک پلاٹ آپ نے پچاس ہزار کا خریدا تھا، ایک سال کے بعد اس کی قیمت ستر ہزار ہوگئی، تو زکوٰۃ ستر ہزار کی دینی ہوگی۔ اور دس سال بعد اس کی قیمت پانچ لاکھ ہوگئی تو اب زکوٰۃ بھی پانچ لاکھ کی دینی ہوگی۔ الغرض ہر سال جتنی قیمت مارکیٹ میں ہو اس کے حساب سے زکوٰۃ دینی ہوگی۔ اور کبھی یہ نیت ہوتی ہے کہ یہاں مکان بنا کر خود رہیں گے، اگر اس نیت سے پلاٹ خریدا ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں۔

اسی طرح اگر خریدتے وقت نہ تو فروخت کرنے کی نیت تھی، اور نہ خود رہنے کی، اس صورت میں بھی اس پر زکوٰۃ نہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۷۱ ج ۳)

مسئلہ: تجارت کی نیت سے خرید کردہ زمین اور مکان اور برائے فروخت تعمیر کردہ مکانات کی موجودہ مالیت پر زکوٰۃ فرض ہے۔ (اصل سرمایہ پر نہ ہوگی)۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۹۹ ج ۴)

Marfat.com

مکان کی خرید پر خرچ ہونے والی رقم پر زکوٰۃ کا حکم

سوال ایک ماہ قبل مکان کا سودا کر چکے ہیں، ہم نے دو ماہ کا وقت لیا ہے جو کہ ختم ہو رہا ہے، بیانہ ایڈوانس (پیشگی) ادا کر چکے ہیں، اب ادائیگی زکوٰۃ کس طرح ہوگی، کیونکہ رقم تو اب ہماری نہیں ہے، مالکِ مکان کی ہوگئی، اب ہمارا تو مکان ہوگیا، کیا اس رقم سے زکوٰۃ ادا کریں جو کہ مالک کو دینی ہوگی؟

جواب اگر زکوٰۃ ادا کرنے سے قبل مکان کی قیمت ادا کردی تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے، اور اگر سال ختم ہوگیا (نصاب کا)۔ اب تک مکان کے پیسے ادا نہیں کیے بعد میں وقتِ مقررہ پر ادا کردیں گے تو اس سے زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی، اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(آپ کے مسائل ص۳۷۲ ج۳)

پلاٹ پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ پلاٹ (زمین) اس نیت سے لیا گیا تھا کہ اس کو فروخت کریں گے، تب تو وہ مالِ تجارت ہے اور اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اور اگر ذاتی ضرورت کے لیے لیا گیا تھا تو اس پر زکوٰۃ نہیں۔ اور اگر خریدتے وقت تو فروخت کرنے کی نیت نہیں تھی، لیکن بعد میں فروخت کرنے کا ارادہ ہوگیا تو جب تک اس کو فروخت نہ کردیا جائے، اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

(آپ کے مسائل ص۳۷۰ ج۳)

جو پلاٹ رہائشی مکان کے لیے ہو؟

سوال میرے پاس زمین کا ایک پلاٹ ہے، مکان کی تعمیر کا خیال ہے، کیا اس پر زکوٰۃ ہے؟

جواب جو پلاٹ رہائشی مکان کے لیے خریدا گیا ہو، اس پر زکوٰۃ نہیں۔

(آپ کے مسائل ص۳۷۰ ج۳)

کیا تجارتی پلاٹ پر زکوٰۃ ہے؟

سوال اگر مکانات کے پلاٹوں کی خرید وفروخت کی جائے تو کیا یہ مالِ تجارت ہیں اور ان کی کل مالیت پر زکوٰۃ ہے یا نفع پر؟

جواب: اگر پلاٹوں (زمین یا مکان وغیرہ) کی خرید وفروخت کا کاروبار کیا جائے اور فروخت کرنے کی نیت سے پلاٹ خریدا جائے تو پلاٹوں کی حیثیت تجارتی مال کی ہوگی اور ان کی کل مالیت پر زکوٰۃ ہر سال واجب ہوگی۔

مسئلہ: جو زمین مکان یا پلاٹ فروخت کرنے کی نیت سے خریدا ہو، اس پر ہر سال زکوٰۃ واجب ہے، ہر سال جتنی اس کی قیمت ہو، اس کا چالیسواں حصہ نکال دیا کریں۔

(آپ کے مسائل ص ۳۷۱ ج ۳)

مسئلہ: اگر پلاٹ یا مکان تجارت کی نیت سے خریدا (جس کی قیمت مقدارِ نصاب کو پہنچ جاتی ہو) تو یہ مالِ تجارت ہے لہٰذا اس پر زکوٰۃ فرض ہے، جو چیز بھی بیچنے کی نیت سے خریدی جائے وہ مالِ تجارت میں داخل ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۹۵ ج ۴)

جو مکان کرایہ پر چلانے کے لیے خریدا گیا؟

سوال: ایک شخص نے اپنے رہنے کے مکان کے علاوہ ایک اور مکان کرایہ پر چلانے کے لیے خریدا اور روپیہ بھی محفوظ رہے تو کیا اس مکان کی زکوٰۃ ہے؟

جواب: اس صورت میں مکان کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی، بلکہ کرایہ کا روپیہ نصاب کے بقدر یا زیادہ جمع ہوگا اور اس پر سال بھی گذر جائے تو اس کی زکوٰۃ دینا لازم ہوگی۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۵۴ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۰ ج ۲)

ضرورت سے زائد مکان پر زکوٰۃ

سوال: جب کہ جائیداد یا مکان ذاتی ضرورت سے زیادہ ہوں، اُن سے کرایہ کی آمدنی ہو تو زکوٰۃ جائیداد کی قیمت پر ہوگی یا آمدنی پر؟

جواب: جائیداد (زمین ومکان) کی قیمت پر زکوٰۃ لازم نہ ہوگی بلکہ کرایہ کی آمدنی پر جو نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے، اور اس پر تنہا یا دیگر رقوم موجودہ کے ساتھ سال پورا ہو جائے تو زکوٰۃ لازم ہوگی، جو کرایہ کی آمدنی جمع ہو اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی جب شرط مذکورہ بالا۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۳ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۰ ج ۲ و آپ کے مسائل ص ۳۱۱ ج ۳ و کفایت المفتی ص ۱۴۳ ج ۴)

جس روپے سے مکان خریدا کیا اس پر زکوٰۃ ہے؟

سوال ایک شخص نے پانچ ہزار کا مکان خریدا، گھر والوں نے پسند نہیں کیا، اس لیے خرید و فروخت کرنے کا ارادہ کرلیا، اس صورت میں ان پانچ ہزار روپے کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

جواب ان پانچ ہزار روپے کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے جن سے مکان خریدا گیا، جس وقت تک وہ روپیہ موجود تھا اور مکان نہ خریدا تھا اس وقت تک کی زکوٰۃ لازم تھی (اگر سال پورا ہو گیا تھا، اور اگر سال کے ختم سے پہلے پہلے) جب مکان خرید لیا، اس وقت سے زکوٰۃ اس کی ساقط ہو گئی، اور جس وقت مکان فروخت ہو کر نقد روپیہ حاصل ہو گا تو اس پر مکمل ایک سال گذرنے پر اس پر زکوٰۃ لازم ہو جائے گی۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۲۹ ج ۶ بحوالہ رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۰ ج ۲ و ۱۳ ج ۲)

اجارہ کی زمین پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ جو زمین ٹھیکہ پر یعنی اجارہ پر لی جائے اور ہر سال کی اجرت معین کر کے چند سال کی اجرت پیشگی دے دی جائے تو یہ درست ہے اور اس روپے کی زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۳۳۳ ج ۶)

زمین و مکان کی مالیت پر زکوٰۃ ہے یا آمدنی پر؟

مسئلہ مالیتِ زمین و جائیداد پر زکوٰۃ نہیں ہے، بلکہ کرایہ وغیرہ کی آمدنی جو جمع ہو اور خرچ وغیرہ کے بعد سال پورا ہونے پر باقی رہے، اس پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔ اور زیور و نقد پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ زکوٰۃ کی شرح یہ ہے کہ چالیسواں حصہ روپیہ و زیور وغیرہ کا دینا واجب ہے یعنی اڑھائی روپے سیکڑہ۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۵۰ ج ۶ بحوالہ رد المحتار باب الزکوٰۃ المال ص ۳۸ ج ۲)

کیا رہائشی مکان و سامانِ خانہ داری پر زکوٰۃ ہے؟

مسئلہ رہائشی مکان، پہننے کے کپڑوں، گھر کا سامان، سواری کے جانوروں اور استعمالی ہتھیاروں اور ایسے ظروف (برتن) اور آرائش کی چیزوں پر جو سجاوٹ کے لیے استعمال کیے جائیں اور سونے و چاندی کے نہ ہوں، زکوٰۃ واجب نہیں۔ (کتاب الفقہ ص ۹۶۸ ج اور در مختار ص ۱۴ ج ۲)

Marfat.com

زیر استعمال چیزوں پر زکوٰۃ

سوال: کیا آرام وآسائش کی چیزوں مثلاً ریڈیو، ٹی وی، فریج، واشنگ مشین، موٹر سائیکل وغیرہ پر بھی زکوٰۃ ہے؟

جواب: یہ چیزیں استعمال کی ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں۔ البتہ زیورات پر زکوٰۃ ہے خواہ وہ پہنے ہوئے رہتے ہوں یا نہ۔ (جب کہ نصاب کو پہنچ جائے)۔

(آپ کے مسائل ص ۳۷۲ ج ۳ وقدوری ص ۳۷)

مسئلہ: ایسے برتن (دیگ بڑے دیگچے وغیرہ) جو استعمال کے لیے رکھے ہوں خواہ ان کے استعمال کی نوبت کم ہی آتی ہو، ان پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۷۲ ج ۳)

کیا مرغی فارم اور مچھلی پالن پر زکوٰۃ ہے؟

مسئلہ: مرغی فارم اور مچھلی کے تالاب کی زمین، مکان اور متعلقہ سامان پر زکوٰۃ نہیں، مرغیاں اور چوزے خریدتے وقت اگر خود انہی کو بیچنے کی نیت ہو تو ان کی مالیت پر زکوٰۃ فرض ہے، اور اگر ان کی بجائے ان کے انڈے اور بچے بیچنے کی نیت ہے تو زکوٰۃ نہیں۔ تالاب میں مچھلیاں یا ان کے بچے خرید کر ڈالے ہوں تو ان کی مالیت پر زکوٰۃ فرض ہے ورنہ نہیں۔ مرغی خانہ اور تالاب کی آمدنی پر بہر صورت زکوٰۃ ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳۰۰ ج ۴)

مندرجہ ذیل اشیاء پر زکوٰۃ نہیں ہے

مسئلہ: وہ اشیاء جو سمندر سے نکالی جائیں جیسے عنبر، موتی، مونگا، مچھلی وغیرہ، اس پر کوئی مطالبہ نہیں (یعنی زکوٰۃ نہیں) ہاں اگر ان کی تجارت کی جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(کتاب الفقہ ص ۹۹۸ ج ۱)

(یعنی جس طرح مالِ تجارت پر زکوٰۃ کے احکامات ہیں، اگر مندرجہ بالا چیزوں کی تجارت کی جائے گی تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

مسئلہ: جواہرات پر مثلاً موتی، یاقوت، زبرجد وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں ہے، بشرطیکہ وہ تجارت کے لیے نہ ہوں۔ (کتاب الفقہ ص ۹۶۸ ج ۱)

Marfat.com

مشک پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

مسئلہ اگر کسی کو مشک یا زباد (ایک خوشبودار چیز جو مشک بلاؤ سے نکلتی ہے) دستیاب ہو، یا موتی، مونگا وغیرہ حاصل ہو تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے، خواہ اس کی مقدار زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچ جائے۔
(کتاب الفقہ ص ۱۰۰۱ ج ۱)

(اگر تجارت کی جائے گی تو تجارتی لحاظ سے زکوٰۃ ہو جائے گی۔ محمد رفعت)۔

کیا سونے چاندی کے مصنوعی اعضاء پر زکوٰۃ ہے؟

بعض حالات میں اور بعض خاص مصلحتوں کے پیشِ نظر سونے چاندی کے مصنوعی اعضاء کا استعمال کیا جاتا ہے جیسے ناک، دانت، کھوکھلے دانتوں کا سونے چاندی سے بھرنا، سونے کی تاروں سے دانت کو باندھنا وغیرہ، ان میں سے بعض کی نوعیت ایسی ہوتی ہے کہ ان کو آسانی سے نکالا جا سکتا ہے۔ اور ان کو رکھا ہی اس طرح جاتا ہے کہ ان کو لگایا اور نکالا جاتا رہے۔ جب کہ بعض اعضاء میں یہ دھاتیں یعنی سونا چاندی اس طرح فٹ کی جاتی ہیں کہ ان کو آسانی سے نکالا نہیں جا سکتا، بلکہ وہ مستقل طور پر لگا دی جاتی ہیں۔ جو اعضاء نکالے جا سکتے ہیں جیسے کہ ناک وغیرہ ان میں تو زکوٰۃ واجب ہوگی اور اس کی نظیر زیورات وغیرہ ہیں۔ اور جو اس طرح نہ ہوں ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، اس لیے کہ زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے ضروری ہے کہ مال نامی یعنی ان میں نشو ونما اور بڑھوتری کی گنجائش ہو اور موجودہ صورت میں ظاہر ہے کہ اس کا کوئی امکان نہیں، دوسرے جب وہ انسان کے جسم کا ایک ایسا عضو بن جائے جس کو الگ کیا جانا ممکن نہ ہو تو اب وہ انسان کی بنیادی ضروریات (حاجتِ اصلیہ) میں داخل ہو گیا اور ایسی چیزوں میں بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ (جدید فقہی مسائل ص ۱۲۱)

کیا ماہانہ تنخواہ پر زکوٰۃ ہے؟

سوال اپنی تنخواہ کی کتنی فی صد رقم زکوٰۃ میں دینی چاہیے؟

جواب اگر بچت نصاب کی برابر ہو جائے اور اس پر سال بھی گذر جائے تو ڈھائی فیصد زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔

مسئلہ زکوٰۃ بچت کی رقم پر ہوتی ہے، جبکہ بچت کی رقم ساڑھے باون تولے یعنی ۶۱۲٫۳۵ گرام

Marfat.com

چاندی کی مالیت کو پہنچ جائے، جب کچھ بھی بچتا ہی نہیں تو اس پر زکوٰۃ نہیں۔

(آپ کے مسائل ص۳۵۹ ج۳)

مسئلہ تنخواہ کی رقم جب تک وصول نہ ہو، اس پر زکوٰۃ نہیں۔ تنخواہ کی رقم ملنے کے بعد اس پر پورا ایک سال ہوگا، تب اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی، اور اگر آپ پہلے سے صاحب نصاب ہیں تو جب نصاب پر سال پورا ہوگا اسکے ساتھ اس تنخواہ کی وصول شدہ رقم پر بھی زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔

(آپ کے مسائل ص۳۶۰ ج۳)

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ ملازمان کی تنخواہ میں جو کچھ روپیہ وضع (کٹتا) ہوتا ہے اور پھر اس میں کچھ رقم ملا کر بوقت ختم ملازمت ملازموں کو ملتا ہے وہ ایک انعام سرکاری سمجھا جاتا ہے اس کی زکوٰۃ گذشتہ سالوں کی واجب نہیں ہوتی، آئندہ کو وصول ہونے کے بعد جب سال بھر نصاب پر گذر جائے اس وقت زکوٰۃ دینا لازم ہوگی۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۳۳۱ ج۶ بحوالہ رد المحتار ص۴۹ ج۲ باب الزکوٰۃ و نظام الفتاویٰ ص۲۱۲ ج۱ و فقہ الزکوٰۃ ص۱۸۷ ج۱ و فتاویٰ محمودیہ ص۱۵۱ ج۳)

فنڈ کی قسمیں اور زکوٰۃ

مسئلہ گورنمنٹ پراویڈنٹ اور پرائیویٹ کمپنیوں کے پراویڈنٹ فنڈ کی نوعیت میں کچھ فرق ہے، جس کی وجہ سے احکام میں بھی فرق ہوگا۔ گورنمنٹ پراویڈنٹ فنڈ میں حکومت مستاجر ہے اور ملازم اجیر ہے، فنڈ کی رقم مستاجر (حکومت) کے قبضہ میں رہتی ہے اس پر اجیر کا قبضہ نہیں ہوتا، قبضہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی مِلک میں نہیں آئی، لہٰذا اس پر زکوٰۃ فرض نہیں، وصول ہونے کے بعد بھی اس پر گذشتہ زمانہ کی زکوٰۃ نہیں بلکہ آئندہ کے لیے (جبکہ روپیہ باقی سال بھر تک بچے) زکوٰۃ فرض ہوگی، البتہ اگر اس فنڈ میں سے ملازم نے کسی انشورنس کمپنی میں حصہ لیا تو اب بیمہ کمپنی کا قبضہ اجیر کی طرف منسوب ہوگا، اور کمپنی بمنزلہ وکیل ہوگی اور وکیل کا قبضہ مؤکل کا قبضہ شمار ہوتا ہے، لہٰذا اجیر کی مِلک میں آجانے کی وجہ سے ہر سال اس کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

پراویڈنٹ فنڈ کمپنیوں کا پراویڈنٹ فنڈ ایک مستقل کمپنی کی تحویل میں دے دیا جاتا ہے جس میں ملازم کا ایک نمائندہ ہوتا ہے، یہ کمپنی چونکہ ملازمین کی وکیل ہے لہٰذا کمپنی کا قبضہ

Marfat.com

ملازم کا قبضہ شمار ہوگا اور یہ رقم ملازم کی ملک ہوگی، اس لیے اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۲۶۰ ج ۴)

مسئلہ فنڈ کی زکوٰۃ کے سلسلہ میں اگر کوئی شخص تقویٰ اور احتیاط پر عمل کرتے ہوئے سالہائے گذشتہ کی بھی زکوٰۃ دے دے تو افضل اور بہتر ہے، نہ دے تو کوئی گناہ نہیں ہے، کیونکہ فتویٰ امام اعظمؒ کے قول پر ہے کہ فنڈ خواہ جبری ہو یا اختیاری، زکوٰۃ کے مسائل میں دونوں کے احکام یکساں ہیں (یعنی وصول ہونے کے بعد سال گذرنے پر زکوٰۃ ہے، گذشتہ کی نہیں)۔

(امداد مسائل زکوٰۃ ص ۶۲)

مسئلہ جب فنڈ کی یہ رقم ملازم یا اس کے وکیل کو وصول ہوگئی تو زکوٰۃ کے مسائل میں امام ابو حنیفہؒ کے مذہب پر اس کا حکم اور ضابطہ وہی ہوگا جو کسی اور نئی آمدنی اور مال مستفاد کا ہوتا ہے اور تفصیل اس ضابطہ کی یہ ہے:

① ملازم اگر وصول یابی سے پہلے بھی صاحب نصاب نہیں تھا اور فنڈ کی رقم بھی اتنی کم ملی کہ اسے ملا کر بھی اس کا کل (سب) مال نصاب کی مقدار کو نہیں پہنچتا تو زکوٰۃ کے واجب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

② اگر صاحب نصاب نہیں تھا مگر اس رقم کے ملنے سے صاحب نصاب ہوگیا تو وصول یابی کے وقت سے جب تک پورا ایک قمری سال نہ گذر جائے، اس پر زکوٰۃ کی ادائیگی واجب نہ ہوگی اور سال پورا ہونے پر بھی اس شرط پر واجب ہوگی کہ اس وقت تک یہ شخص صاحب نصاب رہے، لہٰذا اگر سال پورا ہونے سے پہلے مال خرچ کیا یا چوری وغیرہ ہو کر اتنا کم رہ گیا کہ یہ شخص صاحب نصاب نہ رہا تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور اگر خرچ ہونے کے باوجود سال کے آخر تک مال بقدر نصاب نہ رہا تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور اگر خرچ ہونے کے باوجود سال کے آخر تک مال بقدرِ نصاب بچا رہا تو جتنا بچا صرف اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور جو خرچ ہوگیا اس کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

③ اگر یہ ملازم پہلے سے صاحب نصاب تھا تو فنڈ کی رقم مقدارِ نصاب سے خواہ کم ملے یا زیادہ، اس کا علیحدہ شمار نہ ہوگا بلکہ جو مال پہلے سے اس کے پاس تھا جب اس کا سال پورا ہوگا، فنڈ کی وصول شدہ رقم کی زکوٰۃ بھی اسی وقت واجب ہو جائے گی خواہ اس نئی رقم پر ایک ہی دن گذرا ہو، مثلاً ایک شخص کی ملکیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت

کے برابر نقدی سال بھر سے رقوم موجود تھی۔سال پورا ہونے سے ایک دن پہلے اسے پراویڈنٹ فنڈ کے ایک ہزار روپے اور مل گئے تو اب اگلے روز اسے پورے تین ہزار روپے کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

مسئلہ جو شخص پہلے سے صاحبِ نصاب تھا اور سال پورا ہونے سے مثلاً چار ماہ پہلے اسے فنڈ کی رقم مل گئی مگر وصولیابی کے بعد چار ماہ گذرنے نہ پائے تھے کہ کچھ روپے خرچ ہوگئے، تو اب باقی ماندہ مال اگر بقدر نصاب ہے تو جتنا باقی ہے اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور جو خرچ ہوگیا، اس کی واجب نہ ہوگی، اگر باقی ماندہ مال نصاب سے کم ہے تو بالکل واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ ملازم کو جو رقم اس کے فنڈ میں سے بنامِ قرض دی جاتی ہے شرعاً یہ قرض نہیں بلکہ اس کا جو قرض محکمہ کے ذمہ تھا اسی کے ایک جزو کی وصول یابی ہے۔

(امداد مسائل زکوٰۃ ص ۶۶ بحوالہ جدید مسائل کے شرعی احکام ص ۲۳ تا ۶۶)

نوٹ تفصیل ملاحظہ ہو پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ۔ مولانا محمد رفیع عثمانی)

کیا بینک میں جمع شدہ مال پر زکوٰۃ ہے؟

مسئلہ بینک میں جو رقم جمع کی جاتی ہے اس کی حیثیت ’امانت‘‘ کی ہوتی ہے۔صاحب مال کبھی بھی اپنا روپیہ وصول کرسکتا ہے اور اس میں تصرف کرسکتا ہے۔زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے عملی طور پر قبضہ ضروری نہیں ہے، بلکہ اگر وہ بروقت تصرف کرنے کے موقف میں ہو تو حکماً قابض سمجھا جائے گا۔اس کی نظیر یہ ہے کہ خرید کئے ہوئے مال (سامان) پر قبضہ سے پہلے ہی زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے ”اماالمبیع قبل القبض الصحیح انه یکون نصاباً“۔

(المبسوط ص ۱۹۰ ج ۲، امام سرخسی)

لہٰذا بینک میں جمع شدہ رقم پر مکمل اور ہر سال زکوٰۃ واجب ہے۔(جدید فقہی مسائل ص ۱۱۹ ج)

مسئلہ بینک میں رقم رکھی ہوئی ہے، ایک سال اس پر گذر گیا اگر صاحب نصاب ہے تو زکوٰۃ واجب ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۴ ج ۲ و فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۴ ج ۶)

کیا فکسڈ ڈپازٹ پر زکوٰۃ ہے؟

مسئلہ آج کل بینک میں رقم جمع کرنے کی ایک صورت وہ ہے کہ جس کو ’فکسڈ ڈپازٹ‘‘ کہا جاتا ہے۔اس طرح یہ رقم ایک مخصوص مدت تین یا پانچ یا سات سال وغیرہ کے لیے ناقابلِ

Marfat.com

واپسی ہو جاتی ہے۔ اور اس مدت کی تکمیل کے بعد ایک قابلِ لحاظ شرح سود کے ساتھ یہ رقم واپس ملتی ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے یہاں وجوب زکوٰۃ کے لیے "مِلک تام" ضروری ہے، اور ملک تام یہ ہے کہ وہ شئے (چیز) اس کی ملک میں بھی ہو اور اس کو اس پر قبضہ بھی حاصل ہو۔ ان دونوں باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی نہ پائی جائے تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی، لیکن فقہی نظائر سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی جو سامان خود اپنے اختیار سے کسی دوسرے کے قبضہ میں دیدے مگر اس چیز پر اسی کی ملکیت باقی ہو تو سردست قبضہ نہ ہونے کے باوجود زکوٰۃ واجب رہتی ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے گذر چکا ہے کہ قرض پر لگی ہوئی رقم پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، اس لیے فسکڈ ڈپازٹ کی رقوم پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

البتہ ایک ہی ساتھ تمام سالوں کی زکوٰۃ اس وقت ادا کی جائیگی جب یہ رقم صاحبِ مال کو وصول ہو جائے۔ (جدید فقہی مسائل ص ۱۲۰ بحوالہ کتاب الفقہ ص ۵۹۱ ج ۱)

مسئلہ بینک فلسکڈ ڈپازٹ، سیونگ سرٹیفیکٹ، پرائز بانڈ اور انشورنس یہ سودی قرض ہیں، انعامی بونڈ میں سود کے علاوہ قمار بھی ہے، اس لیے اصل رقم پر زکوٰۃ فرض ہے اور کل منافع حرام ہونے کی وجہ سے واجب التصدق ہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۸۷ ج ۴)

کیا بینک اور انشورنس کے انٹرسٹ پر زکوٰۃ ہے؟

مسئلہ بینک اور انشورنس پر جو انٹرسٹ ملتا ہے وہ سود تو ہے ہی، بسا اوقات جوا (قمار) بھی ہو جاتا ہے اور اس لیے مال حرام ہے، مال حرام کو صدقہ کی نیت سے نہیں دیا جا سکتا۔ یہ کارِ ثواب نہیں ہے بلکہ ایک کارِ خیر کی توہین ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" لاصدقة في غلول"۔ (ترمذی)

چنانچہ فقہ کی مشہور کتاب "قنیہ" میں ہے کہ اگر پورا نصاب مالِ حرام ہے تو اس کے ذمہ زکوٰۃ نہیں ہوگی کیونکہ اس تمام کے تمام مال کو دے دینا ضروری ہے (جب کہ صاحبِ مال کو واپس کرنے میں کوئی پریشانی نہ ہو، ورنہ صدقہ کر دے جبکہ مالک نہ ملیں) پھر اس کے ایک حصہ میں زکوٰۃ واجب کرنے کا کیا حاصل؟ اس لیے اگر تمام مال حرام ہی ہو اور اسی قسم کی رقم پر مشتمل ہو، تب تو زکوٰۃ واجب ہی نہ ہوگی، اور اگر مال کا غالب حصہ حلال ہو اور کچھ حرام تو دونوں کے مجموعہ

Marfat.com

پر زکوٰۃ واجب ہوگی، اور اس کی نظیر یہ ہے کہ فقہاء نے ایسے غصب کردہ مال پر زکوٰۃ واجب قرار دی جس کو آدمی اپنے مال کے ساتھ مخلوط کردے۔ ولو خلط السلطان المال المغصوب بماله ملكه فتجب الزكوٰة فيه۔" (درمختار ص ۳۹ ج ۲ وجدید فقہی مسائل ص ۱۲۱)

باونڈ وغیرہ پر زکوٰۃ کا حکم

سوال زید کے پاس اپنی حوائج ضروریہ کے علاوہ ایسا روپیہ ہے جس سے اس نے باونڈ (جو ایک قسم کا سرکاری کاغذ ہے، فکس ڈپازڈ وغیرہ) خریدے یا زید نے وہ روپیہ کسی کو قرض بلا سود دے دیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب ان سب صورتوں میں زکوٰۃ واجب الاداء ہے لیکن قرض دینے کی صورت میں وصول ہونے کے بعد گذشتہ زمانہ کی زکوٰۃ واجب الاداء ہے یعنی لازم ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۷ ج ۶ بحوالہ رد المختار ص ۱۲ ج ۲)

موت کے معاوضہ پر جو رقم ملی اس کا حکم

سوال تصادم ریل (جہاز بس موٹر وغیرہ) سے زید کا انتقال ہوگیا۔ کمپنی نے اس کی جان کے معاوضہ اس کے والدین و بیوہ (اور نابالغ بچوں کو مبلغ تین ہزار روپے دیئے، تو ان بچوں اور بیوہ کی رقوم پر زکوٰۃ فرض ہوگی یا نہیں؟

جواب بچے جب تک نابالغ ہیں ان کے حصے کے روپے پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اور بیوہ اور والدین کے حصہ میں جو روپیہ آیا ہے اس پر زکوٰۃ (جب کہ سال بھر تک وہ رقم موجود رہے) واجب ہے اور بچے جس وقت بالغ ہوجائیں گے تو ان کے حصے کے روپے پر بھی زکوٰۃ بالغ ہونے کے وقت سے واجب ہوجائے گی۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۲ ج ۶ بحوالہ رد المختار کتاب الزکوٰۃ ص ۴ ج ۲)

دفینہ کا کیا حکم ہے؟

سوال جو روپیہ زمین میں مدفون ہے اور اس سے کسی قسم کا نفع نہیں ہے تو اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب اس روپے کی زکوٰۃ ہر سال دینی چاہئے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۲۸ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۲ ج ۲)

(یعنی اگر وہ نصاب کے برابر ہے تو زکوٰۃ ضروری ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

کانوں اور دفینوں کی زکوٰۃ کا حکم

جواب زمین کے اندر کانوں کے جو قدرتی خزانے ہیں، ان میں تین طرح کی اشیاء برآمد ہوئی ہیں۔

(۱) حرارت سے پگھلنے والی دھاتیں۔

(۲) رقیق اور بہنے والی چیزیں۔

(۳) یا پتھر، وہ چیزیں جو نہ آگ پر پگھلتی ہوں اور نہ بذاتِ خود پتلی اور رقیق ہوں۔ آگ پر پگھلنے والی چیز دھات کی قسمیں ہیں، سونا، چاندی، لوہا، رانگ، تانبا، کانسی وغیرہ۔ ان میں زکوٰۃ کا وجوب پانچویں حصے کے بقدر ہوتا ہے۔ کان سے یہ دھاتیں برآمد کرنے والا آزاد آدمی ہو، یا غلام ہو، ذمی ہو یا لڑکا ہو یا عورت ہو، بہر حال پانچواں حصہ زکوٰۃ کا ادا کرنے کے بعد باقی شے کا برآمد کرنے والا مالک ہوگا۔

مسئلہ اگر کسی دفینے کو برامد کرنے میں دو شخص (ایک ساتھ) جدوجہد کریں اور ان میں سے ایک کے ہاتھ آجائے تو دفینہ کا وہی ایک شخص تنہا مالک قرار دیا جائے گا، اور اگر کوئی شخص کان کنی کا ٹھیکہ لے تو کان سے جو مقدار برامد کرے گا اس کا وہی مالک قرار دیا جائے گا۔ (بحرالرائق)

مسئلہ دوسری قسم وہ ہے جو رقیق اور پتلی ہو، جیسے گندھک، نمک، تیل، پیٹرول۔ اور تیسری قسم وہ ہے جو نہ رقیق ہو اور نہ پگھلنے والی ہو، جیسے چونا، گچ، کوئلہ، جواہر یاقوت، ان دو قسموں پر "تہذیب" کے مطابق زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ سیماب (پارہ) میں زکوٰۃ کا پانچواں حصہ نکالنا واجب ہے۔

مسئلہ اگر کسی شخص کو دارالسلام میں کسی ایسی جگہ دفینہ ہاتھ آئے، جو جگہ کسی کی ملکیت نہ ہو جیسے صحرائی علاقہ، تو اگر مدفون سکّوں پر اسلامی سلطنت کی کوئی علامت کندہ ہو تو اس دفینہ کا وہی حکم ہے جو پڑی ہوئی چیز کے پالینے کا ہے۔ اور اگر دورِ جاہلیت کی علامت ہو تو پانچواں حصہ زکوٰۃ کا نکال کر باقی چار حصے پانے والے کی ملکیت ہونگے۔

Marfat.com

مسئلہ کوئی دفینہ کسی شخص کی ذاتی زمین میں برامد ہو تو فقہاء کے نزدیک بالاتفاق اس میں زکوٰۃ کا پانچواں حصہ واجب ہے۔

مسئلہ اگر کسی جگہ سامان مثلاً گھریلو اسباب کپڑے اور رنگینے برامد ہوں تو وہ بھی خزانے کے حکم میں ہے اور اس پر زکوٰۃ کا پانچواں حصہ واجب ہوگا۔

(تفصیل دیکھئے فتاویٰ عالمگیری اردو ص ۲۴ ج ۲ وکتاب الفقہ ص ۹۹۶ ج ۱)

مسئلہ آج کل خصوصاً ہمارے ملک ہندوستان میں چونکہ بیت المال کا کچھ انتظام نہیں ہے، اس لیے بیت المال کا حصہ بطور خود ان لوگوں کو جن کا ذکر مستحقین زکوٰۃ کے بیان میں آئے گا، تقسیم کر دیا جائے۔ (علم الفقہ ص ۴۹ ج ۴)

معدن، پیٹرول وغیرہ پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ کان اور معدنِ مائع جیسے پیٹرول اور غیر منطبع (جو ڈھالے نہ جاتے ہوں ---- جواہر میں خمس (پانچواں حصہ) نہیں ہے، اور منطبع غیر مائع (جو ڈھالے جاتے ہوں مگر بہتر ----) پر خمس واجب ہے، البتہ زیبق کے معدن پر مائع ہونے کے باوجود خمس ہے۔ اس لیے کہ یہ دوسری اشیاء کیساتھ مل کر انطباع (ڈھالے جانے) کی صلاحیت رکھتا ہے۔ صاحبین رحمہما اللہ کے یہاں ایسا معدن خواہ سرکاری زمین میں پایا جائے یا اپنی مملوکہ زمین میں یا کسی گھر ومکان ودوکان میں بہرحال اس پر خمس ہے۔

امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی گھر ودوکان میں پائے جانے والے معدن پر خمس نہیں، ذاتی زمین سے متعلق امام صاحب رحمۃ اللہ سے دو روایتیں ہیں، ترجیح روایتِ وجوب کو دی گئی ہے۔ سرکاری زمین میں معدن پایا گیا تو پانے والے کی ملک ہے اور اگر اپنی ذاتی زمین میں ہو تو مالکِ زمین کی ملک ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۸۸ ج ۴)

مسئلہ مائع اشیاء جیسے تارکول اور مٹی کا تیل، پیٹرول یا گیس، نمک وغیرہ کے برامد ہونے پر کوئی مطالبہ نہیں ہے (زکوٰۃ نہیں ہے) اسی طرح ایسی اشیاء پر بھی جو نہ آگ پر پگھلائی جاتی ہوں اور نہ مائع ہوں جیسے چونا پتھر اور جواہرات وغیرہ پر کچھ عائد نہیں ہوتا، البتہ مائع اشیاء میں سے پارہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ پارہ برآمد ہو تو اس پر خمس (پانچواں حصہ) واجب ہے۔ واضح ہو کہ دفینہ میں وہ تمام اشیاء شامل ہیں جو زمین کے اندر دستیاب ہوں، مثلاً ہتھیار، آلات اور سامانِ

Marfat.com

خانہ داری وغیرہ یعنی ان تمام اشیاء پر خمس واجب ہوگا۔ (کتاب الفقہ ص ۹۹۷ ج ۱)

کیا منّت کی رقم پر زکوٰۃ ہے؟

سوال: ایک شخص نے کسی آمدنی کا تیسرا حصہ اللہ کے نام مان لیا، جب کوئی شخص قابلِ رحم نظر آیا تو اس کی امداد کی، کیا اس رقم پر زکوٰۃ ہوگی، جو اس نے غریبوں کے لیے یا اللہ کے نام رکھی ہے؟

جواب: اگر زبان سے نذر یا منت کا لفظ کہا ہو تو یہ نذر واجب ہوگئی، اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر زکوٰۃ فرض ہے، مگر الگ سے ادا کرنا ضروری نہیں، بلکہ اسی رقم کا چالیسواں حصہ بہ نیتِ زکوٰۃ دے سکتا ہے، باقی بمدِ نذر صدقہ کرے، بقدرِ زکوٰۃ کی نذر ساقط ہو جائے گی اگر یہ کل رقم بغیر نیت زکوٰۃ مساکین کو دے دی تو بھی اس میں سے چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں گیا اور باقی نذر میں، یہ حکم اس صورت میں ہے کہ نذر کی رقم الگ متعین ہو، ورنہ مطلق رقم کی نذر میں یہ ساری رقم بمدّ نذر واجب التصدق ہوگی، اور اس کی زکوٰۃ الگ فرض ہوگی اگر بغیر نیتِ زکوٰۃ کل رقم صدقہ کر دی تو بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی، مگر بقدرِ زکوٰۃ مزید بمدّ نذر صدقہ واجب ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۶۶ ج ۴)

کیا وقف مال پر زکوٰۃ ہے؟

مسئلہ: وقف شدہ مال پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہے، کیونکہ اس کا کوئی مالک نہیں ہوتا، اسی طرح اس کھیتی پر بھی زکوٰۃ (عشر) نہیں ہے جو مباح (غیر مملوکہ اراضی) زمین کی پیداوار ہو کیونکہ اس کا بھی کوئی مالک نہیں ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۹۶۱ ج اوفقہ الزکوٰۃ ص ۱۷۷ ج ۱)

مسئلہ: اسی طرح اس حکم سے وہ مال بھی خارج ہے جو کسی کے لیے معین کیے بغیر وقف کیا گیا ہو، مثلاً کوئی باغ مسجد یا سرائے کے لیے، یا بالعموم فقراء و مساکین کے لیے بلا تعین وقف ہو تو اس کے پھلوں اور پیداوار پر زکوٰۃ (عشر) نہیں ہے۔ البتہ اگر وہ زمین (وقف شدہ) ٹھیکہ پر دی گئی اور اس پر کھیتی کی گئی تو ٹھیکہ دار کو اس کے لگان کے علاوہ زکوٰۃ (عشر) بھی دینی پڑے گی۔

(کتاب الفقہ ص ۹۶۳ ج ۱)

(یعنی وقف پر تو نہیں ہے لیکن ٹھیکہ دار نے زمین لے کر زراعت وغیرہ کی تو جو اس کے حصہ میں آئے گا، اس میں عشر ہوگا۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

Marfat.com

کیا زکوٰۃ کی رقم پر زکوٰۃ ہے؟

سوال کسی نے اپنے مال کی زکوٰۃ نکالی لیکن اسے کسی مستحق کے حوالے نہیں کیا اور ایک سال تک رکھی رہی تو کیا اس رقم پر بھی زکوٰۃ ہے؟

جواب زکوٰۃ پر زکوٰۃ نہیں، اس رقم کو تو زکوٰۃ میں ادا کرے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۷۰ ج ۳ و فقہ الزکوٰۃ ص ۱۷۶ ج ا و کفایت المفتی ص ۱۴۳ ج ۴)

کیا چندہ کی رقم پر زکوٰۃ ہے؟

مسئلہ مدرسہ کا چندہ جو بقدرِ نصاب جمع ہو جاتا ہے اور سال بھر اس پر گذر جاتا ہے اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۴۹ ج ۶ بحوالہ رد المختار ص ۹ ج ۲)

مسئلہ محلہ کا وہ روپیہ جو جماعت (یا کمیٹی) کا مشترک روپیہ ہو اور لوگوں کے کام آنے کیلئے جمع کیا یا مسجد کا روپیہ ہو، اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ص ۲۵۰ ج ۴)

مسئلہ مہتمم مدرسہ کے پاس جو رقم مدرسہ کی جمع رہتی ہے، اس میں زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۵۱ ج ۶ بحوالہ رد المختار کتاب الزکوٰۃ ص ۹ ج ۲)

مسئلہ جو رقم کسی کارِ خیر کے چندہ میں دی جائے، اس کی حیثیت مالِ وقف کی ہو جاتی ہے اور وہ چندہ دینے والوں کی ملکیت سے خارج ہو جاتی ہے، اس لیے اس پر زکوٰۃ نہیں۔

(آپ کے مسائل ص ۳۷۲ ج ۳)

جن مدارس میں زکوٰۃ کی رقم جمع ہو وہاں زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

سوال بعض مدارس میں زکوٰۃ کے روپے تقریباً چالیس ہزار جمع ہو جاتے ہیں تو ایسے مدرسہ میں زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب مدرسہ والوں کو زکوٰۃ کی رقم اسی سال میں کام میں لے لینی چاہئے، مدرسہ میں چاہے کتنی ہی زکوٰۃ ہو، دینا منع نہیں ہے، البتہ سالہا سال جو جمع رکھتے ہوں، ایسے مدارس میں نہیں دینا چاہئے، جہاں کام میں صرف کی جاتی ہو اور ضرورت ہو وہیں دینی چاہئے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۳ ج ۵ و فتاویٰ محمودیہ ص ۶۵ ج ۳)

Marfat.com

بلاضرورت زکوٰۃ وصول کرنا؟

سوال ① زکوٰۃ کے پیسوں کی فی الحال ضرورت نہیں ہے مگر مدرسہ کے ابقاء اور ارتقاء اور استحکام کے پیشِ نظر بطور پیش بینی زکوٰۃ کی رقم لے لی جاتی ہے تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

② اگر مہتمم مدرسہ زکوٰۃ وصول کر کے حیلۂ تملیک کر لے اور پھر حسبِ مصالح صرف کرتا رہے تو حیلۂ تملیک سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب حامداً ومصلیاً۔ مدرسہ کے بقاءِ وارتقاء اور استحکام کے لیے صورتِ مسئولہ اختیار کرنا درست ہے۔

② تملیک سے زکوٰۃ فوراً ادا ہو جائے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۹ ج ۳ بحوالہ ہدایہ ص ۱۷۹ ج ۱)

کمیشن پر زکوٰۃ کا چندہ وصول کرنا

سوال مدارس میں اکثر چندہ رقم میں سے حصہ مقررہ پر چندہ مانگتے ہیں بعض کی تنخواہ مقرر ہوتی ہے، اگر زکوٰۃ کی رقم ان کو دی جائے تو کیا زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب چندہ کے حصے پر سفیر مقرر کرنا جائز نہیں۔ مدارس کو جو زکوٰۃ دی جاتی ہے اگر وہ صحیح مصرف پر خرچ کریں کے تو زکوٰۃ اداء ہوگی ورنہ نہیں۔ اس لیے زکوٰۃ صرف انہی مدارس کو دی جائے جن کے بارے میں اطمینان ہو کہ وہ ٹھیک مصرف پر خرچ کرتے ہیں۔

(آپ کے مسائل ص ۳۰۷ ج ۳)

مسئلہ کمیشن پر چندہ کرنے کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر تنخواہ دار ملازم ہے تو اس کی اچھی کارکردگی کی وجہ سے تنخواہ کے علاوہ فی صد کمیشن بطورِ انعام دینا جائز ہے، لیکن زکوٰۃ کے پیسے سے دینا جائز نہیں ہے بلکہ زکوٰۃ کا پیسہ مدرسہ میں جمع کرنا لازم ہے اور یہ انعام مدرسہ اپنے امدادی فنڈ میں سے دے سکتا ہے، اور اگر تنخواہ دار ملازم نہیں ہے تو کمیشن پر چندہ اجارہ فاسدہ ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔

(ہدایہ ص ۲۹۸ ج ۳ وفتاویٰ دار العلوم ص جلد ۶ وفتاویٰ محمودیہ ص ۱۰۲ ج ۱۳۔ و ۳۳۲ ج ۱۰)

زکوٰۃ وغیرہ جبراً وصول کرنا کیسا ہے؟

سوال جبراً عشر و چندہ وصول کر کے مدرسہ ومکتب میں صرف کرنا کیسا ہے؟

Marfat.com

جواب: جبر کرنا صدقہ نفلی میں درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳۸ ج ٦)

زکوٰۃ کی رقم بلا اجازت خرچ کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ: ایک شخص کے پاس مہتمم مدرسہ نے کچھ روپیہ زکوٰۃ کا طلبہ کے واسطے رکھ دیا تھا، اس کو کچھ ضرورت پڑی اس نے بلا اجازت مہتمم مدرسہ کے اپنے خرچ میں صرف کرلیا اور پھر ادا کر دیا تو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ اس کو ایسا کرنا جائز نہ تھا، لیکن ادا کرنے کے بعد وہ بری ہو گیا۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳۸ ج ٦)

زکوٰۃ کی رقم میں سے کمیشن دینا؟

سوال: ایک شخص اپنے رشتہ داروں کو ہندوستان میں زکوٰۃ کے پیسے بھیجتا ہے، آج کل روپوں کے بھیجنے میں کمیشن دینا پڑتا ہے تو کیا زکوٰۃ میں سے دے سکتے ہیں؟ مثلاً زکوٰۃ کے ہزار روپے بھیجیں تو مرسل الیہ کو آٹھ سو روپے پہنچتے ہیں تو یہ دو سو روپے زکوٰۃ کے ہوں گے یا جس کو بھیجے ہیں اس کی رقم قرار دیں گے؟

جواب: مذکورہ دو سو روپے زکوٰۃ کے شمار نہ ہوں گے، لہٰذا دو سو روپے اور ادا کرنے ہوں گے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۰ ج ۲)

تجارتی مال پر زکوٰۃ کیوں ہے؟

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے تجارت کرنا اور اس سے نفع حاصل کرنا جائز قرار دیا ہے، بشرطیکہ یہ تجارت کسی حرام شئے (چیز) کی نہ ہو، اور معاملات میں سچائی، امانت داری وغیرہ کے اخلاقی اصولوں کو ترک نہ کیا جائے اور تجارت کی مشغولیت ذکر اللہ سے اور حقوق اللہ کی ادائیگی سے غافل نہ کرے۔ یہ بات بھی قابلِ تعجب نہ ہونی چاہئے کہ اسلام نے تجارت سے حاصل ہونے والی اس دولت پر زرِ نقد کی طرح سالانہ زکوٰۃ مقرر کر دی، تاکہ نعمتِ الٰہی کا شکر ادا ہو جائے اور اسکے بندوں میں سے ضرورت مند بندوں کا حق ادا ہو جائے اور دین اور ریاست کی عام مصالح (مفاداتِ عامہ) میں شرکت ہو جائے جو کہ ہر زکوٰۃ کے مقاصد ہیں۔

فقہ اسلامیہ میں تجارت پر زکوٰۃ کے احکام بھی بیان کیے گئے تاکہ مسلمان تاجر کو معلوم ہو جائے کہ اسے کسی مال پر زکوٰۃ دینی ہے اور کس مال پر اسے زکوٰۃ سے چھوٹ حاصل ہے۔

Marfat.com

فقہاء تجارتی دولت کو ''عروضِ تجارت'' کہتے ہیں اور اس سے ان کی مراد زرِنقد کے علاوہ ہر سامان ہوتا ہے جو تجارت کے لیے مہیا کیا گیا، خواہ وہ کسی بھی قسم کا ہو، مثلاً آلات اور مشینیں ہوں، استعمالی سامان ہوں، کپڑے ہوں، کھانے پینے کی اشیاء ہوں زیورات و جواہر ہوں، حیوانات و نباتات ہوں، گھر ہوں یا زمین یا منقولہ اور غیر منقولہ جائیدادیں ہوں، (غرض) جو اشیاء فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے خرید و فروخت کے لیے مہیا کی گئی ہیں، وہ سامان تجارت ہیں، غرض یہ ہے کہ جس کسی کے پاس سامانِ تجارت ہو اور اس پر سال گذر جائے اور اس کی قیمت بقدرِ نصاب ہو تو اس پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازم آجائے گی۔ یعنی سامان کی قیمت کا چالیسواں حصہ یا ڈھائی فی صد جس طرح زرِ نقد کی زکوٰۃ کا حساب ہوتا ہے۔ (فقہ الزکوٰۃ از ص ۴۱۴ تا ۴۱۶ ج ۱)

(اسلام نے نہ صرف تجارت اور محنت کی ترغیب دی، بلکہ تاجروں کو اس بات کی بھی ترغیب دی ہے کہ تجارت کے مسائل اور اس کا علم حاصل کریں آج دنیا میں ہر جگہ کامرس (commerce) کالج قائم ہیں، لیکن اس کی ابتداء سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کی تھی۔

جامع ترمذی کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں یہ اعلان کیا تھا کہ ہمارے بازاروں میں صرف وہی لوگ تجارتی لین دین کریں جن کو دین کی سمجھ اور تجارت کے مسائل سے واقفیت ہو، پھر حضرت عمرؓ نے باقاعدہ اسکے لیے انسٹی ٹیوٹ (ادارہ جات) قائم کیے، جسمیں اس وقت کے علمائے کرام تشریف لے جاتے تھے اور تاجر بھی وہاں جمع ہوتے تھے، تاجر حضرات اپنے اپنے درپیش مسائل علمائے کرامؒ سے حل کراتے تھے۔ اور حضرت امام مالکؒ کا یہ عالم تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد سے رات کے بارہ بجے تک مدینہ طیبہ کے تاجروں کو لے کر بیٹھے رہتے تھے اور تجارتی لین دین اور زکوٰۃ وغیرہ کے مسائل سکھایا کرتے تھے (محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

تجارتی مال کی زکوٰۃ کی شرائط

مسئلہ حنفیہ کے نزدیک مال تجارت میں زکوٰۃ واجب ہونے کی چند شرطیں ہیں۔

(۱) ایک شرط یہ ہے کہ اس کی (تجارت کی) قیمت سونے یا چاندی کے حساب سے نصاب پورا کرتی ہو، اور یہ اختیار ہے کہ سونے یا چاندی کے سکوں میں سے جس سکہ میں چاہے قیمت لگائی جائے (یعنی دونوں نصابوں میں سے چاندی و سونے کا جو نصاب

Marfat.com

ہے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر اگر تجارت کا مال ہے تو زکوٰۃ واجب ہے اور مال کی وہ قیمت لگائی جائے گی جو اس شہر میں ہو، اگر وہ مال کسی غیر آباد جگہ بھیجا جائے (جہاں قیمت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا) تو اس علاقہ کے قریب جو شہر ہو وہاں کی قیمت کے لحاظ سے اس کی مالیت لگائی جائے۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ اس مال پر ایک سال گذر جائے، اور اس بارے میں سال کے دونوں سروں کو دیکھا جائے گا، درمیانی حصہ کو نہ دیکھا جائے گا، لہٰذا اگر کوئی شخص (تاجر) سال کے آغاز میں نصاب کا مالک ہو اور درمیانِ سال میں وہ مال نصاب سے کم رہ جائے لیکن سال کے ختم پر پھر نصاب پورا ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہو گی۔ البتہ اگر سال کے آغاز و انجام میں نصاب کم رہا تو زکوٰۃ واجب نہ ہو گی۔

(۳) ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس مال سے تجارت کی نیت ہو، اور نیت کے ساتھ عملی طور پر تجارتی کاروبار شروع بھی کر دیا ہو، لہٰذا اگر کوئی جانور خدمت (سواری) کے لیے خریدا گیا ہو پھر ارادہ کیا کہ اس کی تجارت کی جائے تو وہ مالِ تجارت متصور نہ ہو گا، جب تک کہ فی الواقع اسے بیچنا یا کرایہ پر دینا شروع نہ کر دے۔ اگر کسی شخص کو نقدی کے علاوہ کچھ مالِ تجارت عطیہ کے طور پر ملا، یا کسی نے اس کے حق میں وصیت کی اور عطیہ یا وصیت کے وقت اس مال سے تجارت کی نیت کی تو یہ نیت تسلیم نہ کی جائے گی جب تک کہ اس مال سے کاروبار نہ شروع کیا جائے۔

اگر کسی نے تجارتی مال کو اس طرح کسی اور مال سے تبادلہ کیا تو نیت کا انحصار اصل مالِ تجارت پر ہو گا، مبادلہ پر نیت منحصر نہ ہو گی، لہٰذا تبادلہ کا مال تجارت ہی کے لیے سمجھا جائے گا اور بنیادی طور پر جو نیت کی گئی تھی اسے کافی سمجھا جائے گا۔ ہاں اگر تبادلہ کے وقت تجارت کی نیت نہ رہی تو اب وہ مالِ تجارت متصور نہ ہو گا۔

(۴) ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس مال میں یہ صلاحیت ہو کہ اس میں تجارت کرنے کی نیت درست ہو، لہٰذا اگر کسی نے عشری زمین (جس کی پیداوار پر عشر ہوا ہے) خریدی اور اس میں کاشت کی، یا کھڑی کھیتی اور اس کی پیداوار کو خرید لیا تو اس زمین سے جو پیداوار ہو گی اس پر عشر واجب ہو گا، زکوٰۃ واجب نہ ہو گی، یہ حکم خرابی زمین کا نہیں ہے اس پر زکوٰۃ (عشر) واجب نہیں ہوتی، اگر چہ زراعت (کھیتی) نہ کی گئی ہو۔

Marfat.com

اگر کسی کا مال مویشی (جانور) ہے اور ہنوز (ابھی تک) سال نہ گذرا تھا کہ اس کی تجارت کا ارادہ ترک کر دیا اور اسے دودھ یا نسل کشی کے لیے یا ایسے ہی کسی اور کام کے لیے جس کا ذکر سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ میں بتایا گیا اور جنگل میں چرانا شروع کر دیا تو مالِ تجارت کا سال منقطع ہو جائے گا اور سال اس وقت سے شروع ہوگا جب کہ اسے سائمہ جانور بنایا گیا اور پھر سال پورا ہو تو اس کی زکوٰۃ سائمہ جانور کے طریقہ سے نکالی جائے گی قیمت لگا کر نہیں (اس کا جانوروں کی زکوٰۃ میں بیان ہے)۔

سونے و چاندی کی تجارت ہو تو اس کی زکوٰۃ نقدی کی زکوٰۃ کے طریق (متذکرہ سابقہ) کے مطابق ادا کی جائے۔ ان کی زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے تجارت کی نیت کرنا شرط نہیں ہے۔ اگر کسی کے پاس تجارت کا مال سالہا سال پڑا رہا پھر اس کے بعد فروخت کیا تو ہر سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی، صرف ایک سال کی نہیں۔ (کتاب الفقہ ص ۹۸۷ ج ۱ تا ۹۸۹ ج ۱)

زکوٰۃ کے لیے سال گذرنا کیوں شرط ہے؟

شریعت نے زکوٰۃ کے وجوب کو نہ تو حکمرانوں کی مرضی پر چھوڑا کہ جب چاہیں زکوٰۃ وصول کرنا شروع کر دیں، اور نہ بخیل لوگوں کی مرضی پر رہنے دیا کہ جب وہ چاہیں زکوٰۃ دے دیا کریں، بلکہ ایک محدود و مقررہ ضابطہ کے تحت سالانہ گردش کے ساتھ قائم کر دیا ہے۔ اور سال کو مقدار کے طور پر اس لیے مقرر کیا ہے کہ سال بھر میں فصلوں کے تمام تغیرات مکمل ہو جاتے ہیں، مال والوں کی آمدنیاں مکمل ہو جاتی ہیں اور ضرورت مندوں کی ضرورتیں سامنے آ جاتی ہیں، غرض سال کی مدّت ایک ایسی معقول مدّت ہے جس میں اصل مال کا بڑھنا متحقق ہو جاتا ہے، تجارت کا نفع نقصان سامنے آ جاتا ہے اور مویشیوں کی نئی سال آ جاتی ہے اور چھوٹی نسل بڑی ہو جاتی ہے۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر سال زکوٰۃ اس لیے واجب فرمائی ہے کہ ایک سال میں ہر طرح کی فصلیں اور پھل تیار ہو جاتے ہیں اور یہ مدّت بڑی مبنی بر انصاف ہے اس لیے کہ اگر ہر ہفتے یا ہر مہینے زکوٰۃ واجب ہوتی تو یہ صاحبِ نصاب (مالداروں) کے لیے باعثِ تکلیف ہوتا اور اگر زکوٰۃ عمر بھر میں ایک مرتبہ فرض ہوتی تو یہ بات مسکین (ضرورت مند) کے لیے باعث مضرت ہوتی۔ اس لیے سال کی مدّت وجوبِ زکوٰۃ کے معاملے میں یقیناً ایک عادلانہ مدّت ہے۔

(فقہ الزکوٰۃ ص ۲۲۲ ج ۲ بحوالہ ہدایۃ المجتہد ص ۲۶۱ ج ۱ و زاد المعاد ص ۳۰۷ جلد اول و حجۃ اللہ البالغہ ص ۳ جلد دوم)

کتنی تجارت پر زکوٰۃ ہے؟

مسئلہ وجوبِ زکوٰۃ کے لیے نصاب زکوٰۃ پر پورا سال گذرنا ضروری ہے، خواہ قریب قریب پورا سال ہونے کو ہو۔ چنانچہ اگر کوئی شخص آغازِ سال میں نصاب سے کم مال کا مالک تھا، پھر اس کم مال سے تجارت کی جس سے اتنا نفع ہوا کہ نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی) کی قیمت کے برابر مکمل ہو گیا تو جس وقت سے نصاب مکمل ہوا اس وقت سے پورا سال گذرنا معتبر ہوگا۔ چنانچہ نصاب پورا ہونے کے بعد جب ایک سال گذر جائے تب زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگر شروع سال میں نصاب پورا تھا پھر دورانِ سال میں اس سے تجارت کر کے نفع میں وہی کچھ حاصل کیا جو اُس مال کی جنس میں سے ہے تو اس مال کو جو اس کے پاس تھا اس نفع میں شامل کر کے تمام سال کی زکوٰۃ پورے اصل مال کی ادا کی جائے گی، بشرطیکہ اصل مال نصاب کو پورا کرتا ہو، کیونکہ اگر اصل مال نصاب کو پورا کرتا ہو تو اس کے فائدے کو بھی اصل مال ہی تصور کیا جائے گا۔ (کتاب الفقہ ص ۹۶۵ ج ۱)

مسئلہ سامانِ تجارت اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے (یعنی چھ سو بارہ گرام پینتیس ملی گرام چاندی کی قیمت کے برابر ہو)۔

(امداد مسائل زکوٰۃ ص ۴۸)

تجارت کی زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ

مسئلہ اصل مالِ تجارت کی قیمت لگا کر زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے، تمام مال کی قیمت لگا کر باہم اکٹھا کر لینا چاہئے، خواہ وہ مال مختلف نوعیت کے ہوں، مثلاً کپڑا اور تانبے پیتل کا سامان۔ اسی طرح سال کے دوران جو نفع ہو اس کو بھی مال کی قیمت میں شامل کر لیا جائے نیز تجارت کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے جو مال حاصل ہو مثلاً وراثت یا ہبہ وغیرہ سے تو وہ منافع اور یہ مال سب کو ملا کر نصاب پورا ہو اور سال بھی پورا ہو جائے تو سب کی زکوٰۃ نکالی جائے بشرطیکہ نصاب پورا ہو اور سال کے خاتمہ پر (نصاب سے) کم نہ ہو گیا ہو۔ غرض زکوٰۃ کے واجب ہونے کا انحصار پورے سال بھر تک نصاب کے قائم رہنے پر ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۹۹۴ ج ۱)

مسئلہ جب زکوٰۃ کے ادا کرنے کا وقت آجائے تو اپنی نقدی اور تجارتی سامان کا جائزہ لیا جائے اور جملہ سامانِ تجارت کی نقدی میں قیمت متعین کر لو پھر اس رقم میں اس قرض کو بھی شامل کر لو جو تم نے کھاتے پیتے آسودہ حال لوگوں کو دے رکھا ہو، پھر اس مجموعی رقم میں سے وہ قرضہ

Marfat.com

جات جو تم پر واجب الاداء ہوں، منہا کر کے بقیہ رقم کی زکوٰۃ ادا کرو۔ (فقہ الزکوٰۃ ص ۲۴۲ ج ۱)

مسئلہ کسی کے پاس کچھ سونا و چاندی اور کچھ روپیہ اور کچھ مالِ تجارت ہے لیکن علیحدہ علیحدہ ان میں سے بقدرِ نصاب کوئی چیز نہیں تو سب کو ملا کر دیکھیں اگر اس مجموعہ کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (امداد مسائل زکوٰۃ ص ۴۸ و کتاب الفقہ ص ۹۶۴ ج اول)

قرض کی قسموں پر زکوٰۃ کے احکام

مسئلہ شریعت میں جو رقم یا چیز کسی کے ذمہ باقی ہو، اُسے ''دَین'' کہتے ہیں۔ زکوٰۃ کے احکام کے لحاظ سے یہ دَین چار قسم کے ہیں:۔

(۱) وہ قرض جو کسی شخص کو دیا گیا ہو یا تاجر نے وہ سامان جو تجارت ہی کے لیے تھا، بیچا ہو اور اس کی قیمت باقی ہو۔ اگر یہ رقم کی کل ایک ساتھ مل جائے تو سب کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی اور اگر کئی سال کے بعد ملی تو تمام سالوں کی بیک وقت زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ اور اگر یہ رقم تھوڑی تھوڑی وصول ہو تو جتنا روپیہ وصول ہوا تنے کی زکوٰۃ ادا کرتا جائے۔ لیکن اگر یہ رقم نصاب زکوٰۃ کے لیے ۱/۵ سے بھی کم ہو تو پھر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی اسکو فقہ کی اصطلاح میں ''دَینِ قوی'' کہتے ہیں۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ کسی سامان کی قیمت تو باقی ہو لیکن وہ سامان اصلاً تجارت کے لیے نہیں تھا، اس مال پر بھی زکوٰۃ اسی وقت واجب ہوگی جب وہ وصول ہو جائے گا اور وصولی کے بعد اس پوری مدت کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی جب سے اس نے وہ سامان بیچا تھا۔ البتہ اس رقم پر اسی وقت زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی جب یہ تمام رقم اکٹھی وصول ہو جائے اور زکوٰۃ کے نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے۔ اگر تھوڑ تھوڑی رقم وصول ہوتی رہے، کبھی سو، کبھی دو سو، کبھی چار سو تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہوگی۔ ایسی باقی رقوم کو ''دَین وسط'' کہتے ہیں۔

(۳) ایسی رقمیں جو کسی مال کے بدلے میں باقی نہ ہوں جیسے مہر کی رقم کہ وہ مال کے عوض میں نہیں ہے بلکہ عورت کی عصمت کا معاوضہ ہے اس پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوگی جب مال پر قبضہ ہو جائے اور قبضہ کے بعد ایک سال گذر جائے فقہ کی اصطلاح میں اس کو ''دَینِ ضعیف'' کہتے ہیں۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ص ۲۳۸ جلد ۱)

(۴) ایسا قرض جس کی وصول یابی یا ایسا مال جس کو حاصل کرنا دشوار ہو اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ ہاں اگر غیر متوقع طور کبھی وہ مال وصول ہو گیا تو اب اس پوری مدت کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔ فقہ کی اصطلاح میں اس کو ''مالِ ضمار'' کہا جاتا ہے۔

(فتاویٰ ہندیہ ص۸۹ ج۱)

یہ فقہی احکام گو کہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے جدید نہیں ہیں مگر آج کل بقایا جات اور دَین (قرض) کی جو مختلف صورتیں نئے معاشی نظام اور طریق انتظام کی وجہ سے پیدا ہوگئی ہیں ان اصولی احکام کے ذریعہ ان کو بہ آسانی حل کیا جاسکتا ہے۔ (جدید فقہی مسائل ص ۱۱۸)

نقد مال اور خرچ وغیرہ کی زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ آخر سال میں جس قدر روپیہ نقد اور مالِ تجارت موجود ہے سب پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اور جو رقم بذمہ دوسروں کے قرض ہے اس پر بھی زکوٰۃ ہے مگر اداء کرنا زکوٰۃ کا اس پر بعد وصولی کے ہے، اور جو رقم وصول نہ ہو اس کی زکوٰۃ ساقط ہے اور معاف ہے۔ اور جو مال سال بھر کے اندر ختمِ سال سے پہلے خرچ ہو گیا اس کی زکوٰۃ لازم نہیں اور جو برتن (دوکان کا سامان فرنیچر وغیرہ) تجارت کی غرض سے نہیں خریدے گئے ان پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔ البتہ ان میں سے جو ظروف فروخت کر دیئے اور اس کی قیمت شاملِ رقم موجود ہے اس کی زکوٰۃ دی جائے گی۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۵۸ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۲ ج ۲ کتاب الزکوٰۃ)

مسئلہ استعمالی برتن اور پہننے کے کپڑے اور کھانے کے غلّہ پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۶۰ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۳ ج ۲)

کیا تاجر اُدھار و نقد دونوں کی زکوٰۃ دے؟

سوال ایک تاجر ہے اس کا روپیہ کچھ اُدھار میں اور کچھ نقد موجود ہے تو وہ تمام روپے کی زکوٰۃ ادا کرے یا صرف نقد کی؟

جواب تمام روپے کی زکوٰۃ ادا کرے لیکن جس قدر روپیہ قرض میں ہے اس کی زکوٰۃ بعد وصول کے ادا کرنی لازمی ہوتی ہے۔ وصول ہونے کے بعد گذشتہ ایام کی بھی زکوٰۃ دینا لازم اور واجب ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۵۶ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۲ ج ۲)

زکوٰۃ کے لیے کیا روزانہ کا حساب رکھنا ضروری ہے؟

مسئلہ زکوٰۃ کے روزانہ کا حساب رکھنے کی ضرورت نہیں۔ سال میں ایک تاریخ (چاند کی) مقرر کر لیجئے۔ مثلاً یکم رمضان المبارک کو پوری دوکان کے قابلِ فروخت سامان کا جائزہ لے کر اس کی مالیت کا تعین کر لیا جائے۔ اور اس کے مطابق زکوٰۃ ادا کر دیجئے جس تاریخ کو آپ نے دوکان شروع کی تھی، ہر سال اسی تاریخ کو حساب کر لیا کیجئے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۸۷ ج ۳)

کیا آمدنی کا ہر سال حساب کرنا ضروری ہے؟

مسئلہ اگر آمدنی میں کمی زیادتی کا تغیر ہوتا رہتا ہے تب تو ہر سال اپنی آمدنی کا حساب کرنا ضروری ہے، اگر (صرف) ایک رقم کسی کے پاس رکھی ہوئی ہے یا زیور رکھا ہے اور کوئی آمدنی ایسی نہیں کہ جس پر زکوٰۃ واجب ہو تو صرف ایک مرتبہ حساب کر لینا کافی ہے، اس کے بعد اسی حساب سے ہر سال زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۵ جلد ۷)

تھوڑی بچت والا زکوٰۃ کس حساب سے اداء کرے؟

مسئلہ یہ اصول سمجھ لیجئے کہ جس شخص کے پاس تھوڑی تھوڑی بچت ہوتی رہی جب تک اس کی جمع شدہ پونجی ساڑھے باون تولہ (چھ سو بارہ گرام پینتیس ملی گرام) چاندی کی مالیت کو نہ پہنچ جائے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں اور جب اس جمع شدہ پونجی اتنی مالیت کو پہنچ جائے اور قرض سے بھی فارغ ہو تو اس تاریخ کو وہ "صاحبِ نصاب" کہلائے گا۔ اس سال کے بعد اسی قمری تاریخ کو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ اس وقت اس کے پاس جتنی جمع شدہ پونجی ہو (بشرطیکہ نصاب کے برابر ہو) اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ سال کے دوران اگر وہ رقم کم وبیش ہوتی رہی اس کا اعتبار نہیں، بس سال کے اول و آخر میں نصاب کا ہونا شرط ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۶۰ ج ۳)

ادائیگی زکوٰۃ میں کونسی قیمت کا اعتبار ہوگا؟

سوال زکوٰۃ مال خرید کردہ پر ہوگی، یا موجودہ نرخ پر؟

جواب زکوٰۃ کے ادا کرتے وقت جو قیمت ہے اس کا اعتبار ہوگا؟

(فتاویٰ دار العلوم ص ۶۱ ج ۶ بحوالہ رد المختار باب زکوٰۃ المال ص ۳۰ ج ۲)

Marfat.com

مسئلہ زکوٰۃ میں اشیاء کی وہ قیمت معتبر ہوگی جو عام طور پر رائج و معروف ہو، تاجرانہ قیمت کا اعتبار نہیں۔ کیونکہ وہ مبنی ہے تخفیف ورعایت مصالحہ خاصہ پر بلکہ متفرق خریدار جس قیمت سے لیتے ہیں وہ معتبر ہے۔ اور اگر اس میں اختلاف ہو تو اکثر اور شہر کا اعتبار ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۴۲ ج ۲)

مسئلہ زکوٰۃ میں مالِ تجارت کی قیمتِ فروخت لگائی جائے گی۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۹۹ ج ۴)

جو رقم سال بھر میں گھٹتی بڑھتی رہے اس کا حکم

مسئلہ سال کے اول اور آخر میں نصاب کا پورا ہونا شرط ہے، اگر درمیان میں رقم کم ہو جائے تو اس کا اعتبار نہیں۔ مثلاً ایک شخص سال کے شروع میں تین ہزار روپے کا مالک تھا، تین مہینے بعد اس کے پاس پندرہ سو روپے رہ گئے، پھر چھ مہینے بعد چار ہزار روپے ہو گئے، اور سال کے ختم پر ساڑھے چار ہزار روپے کا مالک تھا تو سال پورا ہونے کے وقت اس پر ساڑھے چار ہزار روپے کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ درمیانِ سال میں اگر رقم گھٹتی بڑھتی رہی، اس کا اعتبار نہیں۔

(آپ کے مسائل ص ۳۴۰ ج ۳ و فتاویٰ دار العلوم ص ۷۷ ج ۶ و کتاب الفقہ ص ۹۶۹ ج ۱)

مسئلہ سال کے اول و آخر میں مالدار (صاحب نصاب) ہو اور سال کے بیچ میں اس مقدار سے کم رہ جائے تب بھی زکوٰۃ واجب ہے، تھوڑے دن کم ہو جانے سے زکوٰۃ معاف نہیں ہوتی، البتہ اگر سب مال جاتا رہا، اس کے بعد پھر مال ملا تو جب سے پھر ملا ہے تب سے سال کا حساب کیا جائے گا۔
(ہدایہ)

مسئلہ کسی کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی تھی پھر سال گذرنے سے پہلے دو چار تولہ یا نو دس تولہ سونا اور مل گیا تو اس سونے کا حساب الگ شمار نہیں ہوگا بلکہ جب اس چاندی کا سال پورا ہوگا تو یہ سمجھا جائے گا کہ بعد میں ملے ہوئے سونے کا سال بھی پورا ہو گیا تو اس پورے سونے چاندی کی زکوٰۃ کی ادائیگی اسی وقت فرض ہو جائے گی۔

(ہدایہ و امداد مسائل زکوٰۃ ص ۴۹ بحوالہ احکامِ زکوٰۃ ص ۱۹)

بچت سے زیادہ قرض والے کا حکم

سوال زید نے کپڑا کمپنی میں بیس ہزار کا حصہ قرض روپیہ لے کر خرید لیا ہے، اس وقت زید پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟ جب کہ اس کو بچت قرض کی ادائیگی کی وجہ سے نہیں ہے؟

جواب اس صورت میں جب کہ بقدرِ مالِ موجودہ کے اس کے ذمہ قرض ہے اور بچت کچھ نہیں

Marfat.com

ہے، تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۶۵ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۹ ج ۲ کتاب الزکوٰۃ)

جو روپیہ بارہویں مہینہ میں خرچ ہو گیا اس کا حکم

سوال ایک شخص کے پاس حاجتِ ضروریہ سے زائد روپیہ ہے، جب اس پر گیارہ ماہ گذرے تو اس نے مکان یا سامان وغیرہ خرید لیا تو اس روپیہ کی زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب جب تک حولانِ حول (مکمل سال نہیں ہوا اور اس نے مکان یا سامان خرید لیا جس میں زکوٰۃ نہیں ہے تو اس روپیہ کی زکوٰۃ ساقط ہو گئی۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۷۰ جلد ۶ بحوالہ ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۸ ج ۱)

سال کے خرچ کے بعد جو غلّہ بچے اس کا حکم

مسئلہ جو غلّہ کھانے کے لیے سال بھر کے لیے خریدا اور خرچ ہو کر سال کے ختم کے بعد باقی رہ گیا، اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۷ جلد ۶ بحوالہ عالمگیری ص ۱۶۱ ج ۱ کتاب الزکوٰۃ)

نقد اور مالِ تجارت موجودہ اور قرض کا حکم

سوال ایک تاجر تقریباً دس ہزار روپے نقد تحویل میں رکھتا ہے اور پانچ ہزار روپیہ کا مال تیار رکھتا ہے اور اس مال میں سے اکثر مال تبدیل ہوتا جاتا ہے اور دو ہزار روپیہ کا مال کارخانہ میں مکمل رکھتا ہے اور تقریباً پانچ ہزار روپے لوگوں کے ذمہ بقایا ہے جو کہ بتدریج وصول ہوتا ہے تو کیا نقد تحویل میں جو موجود ہے اسکی زکوٰۃ دے یا مال اور بقایا کی بھی؟

جواب نقد اور مالِ تجارت موجودہ اور اس روپے کی جو لوگوں کے ذمہ ہے سب کی زکوٰۃ دینا لازم ہے۔ البتہ جو روپیہ لوگوں کے ذمہ ہے وصول ہونے کے بعد گذشتہ سال کی بھی لازم ہوتی ہے، مثلاً اگر قرض دو سال کے بعد وصول ہوا تو بعد وصول ہونے کے دونوں سالوں کی زکوٰۃ دینا لازم ہوگی۔ پس اگر وصول ہونے سے پہلے بھی دے دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ بہر حال زکوٰۃ سب کی لازم ہے خواہ نقد ہو خواہ مال تیار شدہ یا غیر تیار شدہ اور خواہ لوگوں کے ذمہ قرض ہو، اور جو قرض اپنے ذمہ ہو اس کو منہا (وضع کر لیا جائے گا۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۴ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۳ ج ۲ کتاب الزکوٰۃ)

مسئلہ سال کے ختم پر دیکھا جائے کہ جس قدر مالِ تجارت و نقد روپیہ موجود ہو اس کا حساب

Marfat.com

کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے اور جو رقوم لوگوں کے ذمہ قرض ہیں، ان کی زکوٰۃ بھی واجب ہے مگر ادا کرنا بعد وصول یابی کے واجب ہوتا ہے۔ گذشتہ زمانہ کی زکوٰۃ بھی بعد وصول ہونے کے دینی لازم ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۳ جلد ۶)

جس مال کی قیمت بدلتی رہتی ہے اس کی زکوٰۃ

سوال: جس مال کی قیمت بدلتی رہی اور بعض مرتبہ تو قیمت خرید سے بھی کم ہو جاتی ہے اور مال فروخت ہونے کی کوئی صورت نہ ہو تو اس کی زکوٰۃ کیسے دینی چاہئے؟

جواب: جس وقت پورا سال مالِ تجارت پر ہو جائے تو جو قیمت اس مال کی اس وقت ہو اس کا حساب کر کے چالیسواں حصہ دے دے یا نقد سے یا اس مالِ موجودہ میں سے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۴۵ ج ۶ بحوالہ ردالمختار باب زکوٰۃ الغنم ص ۳۰ ج ۲)

مسئلہ: مال کی قیمت وہ لگائی جائے جو اس شہر میں ہو اگر وہ مال کسی غیر آباد جگہ بھیجا جائے جہاں قیمت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تو اس علاقہ کے قریب جو شہر ہو وہاں کی قیمت کے لحاظ سے اس کی مالیت لگائی جائے۔ (کتاب الفقہ ص ۹۸۷ جلد اول)

تاجر کی قیمتِ خرید کا اعتبار ہے یا موجودہ کا؟

سوال: تاجر کے پاس مال موجود ہے، اب زکوٰۃ دینا چاہتا ہے سال بھر کے بعد، تو اس مال کی قیمتِ خرید کا اعتبار ہوگا یا بازار کے بھاؤ کا لحاظ ہوگا؟

جواب: مالِ تجارت کی جو قیمت بازار میں بوقت زکوٰۃ دینے کے ہے، اسی قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا کی جائے، خواہ قیمتِ خرید سے زیادہ ہو یا کم۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۴۱ ج ۶)

مسئلہ: اسبابِ تجارت پر زکوٰۃ اس قیمت کے اعتبار سے دی جائے گی جو قیمت بازار کے موافق ہے اسی پر عمل کرنا چاہئے۔ اگر نرخ خرید کے موافق زکوٰۃ دے اور باعتبار نرخ بازار زیادہ واجب ہوئی تھی تو باقی زکوٰۃ اس کے ذمہ رہی اس کو ادا کرے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۴۹ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۴۲ ج ۴)

قرض سے جو تجارت کی اس کی زکوٰۃ

سوال: زید نے گیارہ ہزار روپے قرض لے کر تجارت شروع کی، ذاتی سرمایہ کچھ نہیں تھا۔ تو کیا

Marfat.com

زید پر زکوٰۃ لازم ہے؟

جواب ابھی کچھ زکوٰۃ اس پر لازم نہ ہوگی، جب گیارہ ہزار سے زیادہ بقدرِ نصاب اس کے پاس حاصل ہو جائے اس وقت زائد کی زکوٰۃ دے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۱ جلد ۶ بحوالہ رد المختار ص ۹ ج ۲ کتاب الزکوٰۃ)

جو روپیہ تجارت میں لگا کر اس کی زکوٰۃ

مسئلہ جو روپیہ تجارت میں لگا ہوا ہے اور سامانِ تجارت اس سے خریدا گیا ہے، اس تمام پر زکوٰۃ واجب ہے جب کہ وہ نصاب کو پہنچ جائے، اور سال بھی گذر جائے۔ اور جو روپیہ زمین ومکان کی خریداری پر صرف کیا جائے، اگر زمین ومکان بھی تجارت کے لیے خریدے جائیں مثلاً زمین ومکان کرایہ پر دیئے جائیں، ان کے کرایہ کی آمدنی پر نصاب پورا ہونے کے بعد زکوٰۃ ہے۔ (یعنی اگر کرایہ کی آمدنی سال بھر تک بچی رہے اور نصاب کو پہنچ جائے۔ رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۲ ج ۶ بحوالہ رد المختار ص ۱۰ ج ۲)

تجارت میں نفع وخرچ کی زکوٰۃ کیسے دے؟

سوال ایک تاجر اگر ایک ہزار روپے سے تجارت شروع کرتا ہے اور سال بھر کے بعد جب حساب کرتا ہے تو اس کے پاس ڈیڑھ ہزار روپے کا مال موجود ہے اور سال بھر وہ اس میں سے اپنا خرچ بھی ساتھ کرتا رہا ہے تو کیا اس کو زکوٰۃ سال بھر کا خرچ نکال کر دینی چاہئے یا کہ ڈیڑھ ہزار کی پوری بغیر نکالے خرچ؟

جواب اب اس کو ڈیڑھ ہزار کی زکوٰۃ ادا کرنی لازم ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۵ ج ۶ بحوالہ ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۷۵ ج ۱ و کفایت المفتی ص ۲۴۱ ج ۴)

قابلِ فروخت مال مع منافع پر زکوٰۃ

سوال مجھے دوکان چلاتے ہوئے تین سال ہو گئے ہیں، میں نے کبھی زکوٰۃ نہیں دی، کیا دوکان کے پورے مال پر زکوٰۃ ہے یا اس سے جو سالانہ منافع ہوتا ہے اس پر ہے؟

جواب آپ کی دوکان میں جتنا قابل فروخت سامان ہے اس کا حساب لگا کر اور منافع جوڑ کر سال کے سال زکوٰۃ دیا کیجئے اور اس کے ساتھ گھر میں جو قابلِ زکوٰۃ چیز ہو اس کی زکوٰۃ بھی اس

کے ساتھ ادا کیجئے، گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی آپ کے ذمہ واجب الاداء ہے اس کو بھی حساب کر کے ادا کیجئے۔ سال کے اندر جو رقم گھر کے مصارف اور دیگر ضروریات میں خرچ ہو جاتی ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔
(آپ کے مسائل ص ۳۶۱ ج ۳)

گڑ کی زکوٰۃ کس طرح دی جائے؟

سوال مالِ تجارت گڑ ہے اس کی زکوٰۃ کس طرح دینی چاہئے؟

جواب گڑ کی قیمت کر کے چالیسواں حصہ زکوٰۃ دی جائے یا گڑ ہی زکوٰۃ میں دیدیا جائے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۵۴ ج ۶)

خرید کردہ بیج یا کھاد پر زکوٰۃ

مسئلہ زمین کے لیے جو کھاد یا بیج خرید کر رکھ لیا ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۷۴ ج ۳)

مختلف نوعیت کے مال کی زکوٰۃ کا حکم

سوال ایک شخص کپڑے کی تجارت (بزنس) کرتا ہے پانچ ہزار کا مال اس کے پاس موجود ہے اور اس نے جو اُدھار فروخت کیا ہے، اس میں سے پانچ ہزار کے آنے کی توقع یقینی ہے اور تین ہزار کے وصول ہونے پر شک ہے۔ اور ایک ہزار روپے کے وصول ہونے کی امید بالکل نہیں۔ اور یہ شخص چار ہزار کا مقروض ہے، تو اس صورت میں کس قدر رقم کی زکوٰۃ دینی ہے؟

جواب جس قدر مال اور نقد موجود ہے اس کی زکوٰۃ اس وقت ادا کرے اور جو مال ادھار فروخت ہوا ہے اور قیمت اس کی لوگوں کے ذمہ پر قرض ہے اس کی زکوٰۃ ادا کرنا وصول ہونے پر واجب ہوگی، جس قدر وصول ہوتا رہے اس کی زکوٰۃ دیتا رہے اور جس قدر اس کے ذمہ قرض ہے اس کو مالِ موجودہ میں منہا کرے باقی کی زکوٰۃ ادا کرے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۶ ج ۶ بحوالہ رد المختار ص ۹ ج ۲ کتاب الزکوٰۃ)

جو مال بیوپاری کے حوالہ کرے اس کی زکوٰۃ

سوال اکثر بڑے بزنس مین (تجارتی آدمی) اپنا تجارتی مال بیوپاریوں کے حوالے کر دیتے

Marfat.com

ہیں، اور اس کی قیمت کا ادا ہونا قرائن قویہ سے متعین بھی ہے، ایسی صورت میں قیمت معہود نصابِ زکوٰۃ میں محسوب ہوگی یا نہ۔ کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آج تاجروں کے پاس مال آیا اور کل بیوپاری بطور قرض کے اٹھا لے گئے۔

جواب اس مال کی زکوٰۃ واجب ہے مگر بعد وصول ہوے کے ادا کرنا زکوٰۃ کا واجب ہوتا ہے، اور گذشتہ زمانہ کا بھی لحاظ زکوٰۃ میں کیا جاتا ہے، مثلاً اگر کئی سال میں وہ روپیہ وصول ہو تو گذشتہ زمانہ کی بھی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۷ ج ۶ بحوالہ رد المحتار باب زکوٰۃ المال ص ۴۸ ج ۲)

منافع کی زکوٰۃ کیسے دی جائے گی؟

سوال کیا تجار قبل تمام سال جو منافع ہوتا ہے اس کو اصل کے ساتھ ملا کر زکوٰۃ نکالیں یا صرف اصل کی زکوٰۃ نکالی جائے؟

جواب درمیان کے جو منافع ہوئے وہ ختم سال اصل مال پر زکوٰۃ دینے کے لیے شمار و معتبر کیے جائیں گے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۵۲ ج ۶ بحوالہ ہدایہ ص ۱۵۷ ج ۱ کتاب الزکوٰۃ فصل فی الخیل)

مسئلہ سال گذرنے کے بعد اصل رقم مع منافع کے جتنی رقم بنتی ہو اس پر زکوٰۃ ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۶۱ ج ۳ و کفایت المفتی ص ۲۴۱ ج ۴)

مال کی سپلائی پر زکوٰۃ کا حکم

سوال میں شہر سے مال لاکر دیہات (گاؤں) میں سپلائی کرتا ہوں، جتنے میں مال لیتا ہوں ان کا قرضہ میرے اوپر تقریباً ۳۰۰۰۰ روپے ہیں اور دوسروں کے اوپر میرا قرضہ تقریباً ۱۸۰۰۰ روپے ہے اور میرے پاس تقریباً ۸۰۰۰۰ مال موجود ہے معلوم یہ کرنا ہے کہ میں کس طرح زکوٰۃ نکالوں؟

جواب جتنی مالیت آپ کے پاس موجود ہے خواہ نقدی کی شکل میں ہو یا مالِ تجارت کی شکل میں نیز آپ کے وہ قرضے جو لوگوں کے ذمہ ہیں ان سب کو جمع کر لیا جائے، اس کی مجموعی رقم میں سے وہ قرضہ جات منہا کر دیئے جائیں جو آپ کے ذمہ ہیں، منہا کرنے کے بعد جتنی مالیت باقی رہے اس کی زکوٰۃ ادا کر دیا کریں۔ صورتِ مسئولہ میں ۶۸ ہزار روپے کی زکوٰۃ آپ کے ذمہ واجب ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۶۱ ج ۳)

Marfat.com

قرض لے کر کاروبار پر زکوٰۃ

سوال زید نے قرض کے پیسوں سے ایک دوکان کھولی، سال پورا ہونے پر حساب کر کے دیکھا تو ۹۵۰۰۰ روپے کا مال موجود تھا جب کہ شروع میں ۱۱۰۰۰۰ کا مال ڈالا تھا، اور قرض جو دکان پر ۶۰۰۰۰ روپے کا بقایا ہے اور نقد دو ہزار روپیہ پڑے ہوئے ہیں تو کیا ان پر زکوٰۃ ادا ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب جتنی مالیت کا سامان قابلِ فروخت ہے، اس کی قیمت میں سے قرض کی رقم منہا کر کے باقی ماندہ رقم میں دو ہزار جمع کر کے اس کی زکوٰۃ ادا کر دیجئے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۶۲ ج ۳)

صنعت پر زکوٰۃ کا حکم

سوال صنعت کے سلسلہ میں کون سا مال زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے؟

جواب صنعت کار کے پاس دو قسم کا مال ہوتا ہے۔ ایک خادم مال، جو چیزوں کی تیاری میں کام آتا ہے۔ دوسرا تیار شدہ مال، ان دونوں قسم کے مالوں پر زکوٰۃ ہے البتہ مشینری اور دیگر وہ چیزیں جن کے ذریعہ مال تیار کیا جاتا ہے (اوزار وغیرہ) ان پر زکوٰۃ نہیں۔

(آپ کے مسائل ص ۳۶۲ ج ۳ و کفایت المفتی ص ۱۴۲ ج ۴)

شرکت والے کاروبار کی زکوٰۃ

سوال ایک بھائی نے دوسرے کو دوکان کھلوائی ہے۔ رقم ایک بھائی کی ہے اور چلاتا دوسرا بھائی ہے، نفع برابر کا ہے، اس کی زکوٰۃ کون ادا کرے؟ جبکہ یہ کاروبار شرکت میں ہو گیا؟

جواب پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ جب کسی کاروبار کے لیے مال دیا جائے اور نفع میں حصہ رکھا جائے تو شرعی اصطلاح میں اس کو "مضاربت" کہتے ہیں اور ہمارے یہاں عام طور سے اس کو "شراکت" کہہ دیا جاتا ہے۔ اس کاروبار میں ایک اصل رقم ہوتی ہے اور ایک اس کا منافع۔ اصل رقم کی زکوٰۃ اس کے مالک کے ذمہ ہے اور اس کے ذمہ منافع کے اس حصہ کی زکوٰۃ بھی واجب ہے جو اُسے ملے گا، اور جو نفع پر کام کرتا ہے اگر اس کا نفع نصاب کی مقدار کو پہنچے اور اس پر سال بھی گذر جائے تو اپنے حصہ کی زکوٰۃ اس پر بھی ہوگی۔ جو قطعہ زمین کا دوکان کے لیے خریدا ہے اس پر زکوٰۃ نہیں۔

(آپ کے مسائل ص ۳۵۰ ج ۳)

Marfat.com

مسئلہ اس روپے کی زکوٰۃ بذمہ زید (یعنی جس کا روپیہ ہے، مالک کے ذمہ ہے) واجب ہے اور جو نفع پر کام کرتا ہے، اس کو جب نفع کا روپیہ بقدر نصاب حاصل ہو جائے اور سال بھر گذر جائے تو اس کے ذمہ اس روپے کی زکوٰۃ واجب ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۵۸ ج ۶ و ۱۴۸ ج ۶ بحوالہ رد المحتار باب زکوٰۃ الغنم ص ۳۱ ج ۲)

مقروض تاجر کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

سوال ایک تاجر قرض دار ہو گیا ساری پونجی ختم ہو گئی تو کیا زکوٰۃ دے سکتے ہیں جبکہ اس کے گھر میں دس ہزار کا زیور بھی ہے؟

جواب گھر میں جو دس ہزار کا زیور ہے وہ اس کی بیوی کا ہوگا، قرض خود تاجر (بزنس مین) کے ذمہ ہے اس لیے وہ زکوٰۃ کا مستحق ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۱ ج ۳)

مسئلہ قرض دار کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، اگرچہ اس کے پاس دس ہزار روپے موجود ہوں مگر گیارہ ہزار (موجودہ رقم سے زائد) کا قرض دار ہے، ایسے شخص کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

(امداد مسائل زکوٰۃ ص ۷۸)

مسئلہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میرے ذمہ اتنا قرض ہے اس کی ادائیگی کے لیے مجھے زکوٰۃ کی رقم دے دی جائے تو اس قرض کا ثبوت اس سے طلب کرنا چاہئے۔

(معارف القرآن ص ۱۲ا ج ۴ بحوالہ قرطبی)

جائیداد اور سامانِ تجارت کی زکوٰۃ

سوال ایک شخص کے پاس جائیداد قیمتی پچاس ہزار منافع فی سال ہے اور تجارت کا سامان بیس ہزار کا ہے، اس میں ڈھائی ہزار روپے سالانہ منافع ہوتا ہے، اور وہ شخص کبھی تیس ہزار روپے چھ ماہ کے لیے قرض بھی لیتا ہے۔ ان سب صورتوں میں زکوٰۃ کا حکم کیا ہے، اور اس کے ذمہ مہر بھی ہے؟

جواب سامانِ تجارت جو بیس ہزار کا ہے مثلاً اس کے کل پر زکوٰۃ واجب ہے۔ چالیسواں حصہ (یا اس کی قیمت) اس کا ہر سال میں زکوٰۃ کا روپیہ نکالا کرے یعنی فی سیکڑہ ڈھائی روپیہ زکوٰۃ دینا چاہئے۔ اور جائیداد کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (رد المحتار ص ۱۰ ج ۲ و ص ۴۲ ج ۲)

اسکے نفع میں جو روپیہ حاصل ہو (اگر خرچ نہ ہو اور سال بھر گذر جائے اس کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔ اور تین ہزار روپیہ جو اس کے ذمہ قرض ہو جاتا ہے، اگر ختم سال پر بقوتِ زکوٰۃ اداء

کرنے کے اس کے ذمہ قرض ہو تو اس کو مجرا کیا جائے گا، باقی ماندہ سامانِ تجارت اور نقد روپیہ وزیور وغیرہ کی زکوٰۃ بھی دے۔ (ردالمختار ص۹ ج۲)

ادائے زکوٰۃ میں تاجر کے لیے ایک سہولت

سوال زید نے ایک دوکان آٹھ ہزار روپے سے کی اور اسی آٹھ ہزار میں سے تین ہزار روپے ادھار میں ہو گئے اور پانچ ہزار کا مال دوکان میں باقی ہے، اب زکوٰۃ مال موجودہ پر ہی ہے یا ادھار پر بھی۔ اور ادھار کا روپیہ سال وار کل وصول نہیں ہوتا، بلکہ تھوڑا تھوڑا وصول ہوتا ہے اور پھر اتنا ہی ہو جاتا ہے۔

جواب ادھار کی زکوٰۃ دینا واجب تو اس وقت ہوتا ہے کہ وہ روپیہ وصول ہو جائے اور اس وقت پچھلے زمانہ کی بھی زکوٰۃ دینی لازم ہے، لہٰذا بہتر یہ ہے کہ کل مال ادھار و موجودہ کی زکوٰۃ کا حساب کر کے ختم سال پر دیدے تاکہ بار بار وصول ہونے کے وقت ادھار کے حساب کرنے کی دقت پیش نہ آئے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۱۵۳ ج۶ بحوالہ ردالمختار ص۲۷ ج۲ زکوٰۃ المال)

کیا ڈیکوریشن پر زکوٰۃ ہے؟

مسئلہ دوکان میں جو الماریاں وشوکیس وغیرہ سامان رکھنے کے لیے رکھی ہوں یا فرنیچر وغیرہ استعمال کے لیے رکھا ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے کیونکہ یہ مال تجارت نہیں، البتہ اگر کوئی فرنیچر ہی کی تجارت کرتا ہو یعنی فرنیچر تجارت کی نیت سے خریدا یا بنوایا ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے کیونکہ اس صورت میں یہ مال، مالِ تجارت ہے۔ (امداد مسائل زکوٰۃ ص۵۶ بحوالہ ردالمختار)

روزمرہ کی آمدنی والا کیسے زکوٰۃ دے؟

سوال ایک شخص کی روزمرہ کی آمدنی ہے وہ روپیہ بینک میں جمع کرتا جاتا ہے مثلاً ماہ جنوری سے دسمبر تک آمدنی معتد بہ قابلِ زکوٰۃ ہوگئی۔ آخر ماہِ دسمبر تک اس کا حساب کس طرح کیا جائے کسی آمدنی پر گیارہ ماہ گذرے، کسی پر دس، کسی پر دو چار، بلکہ کسی پر دو چار دن، اسی آمدنی سے خرچ بھی ہوتا رہا مگر سال کے ختم پر خرچ کے باوجود وہ قابلِ زکوٰۃ ہے تو کیسے زکوٰۃ نکالی جائے؟

جواب جس وقت سے وہ ذخیرہ بقدرِ نصاب ہو گیا ہو، اس تاریخ سے سال شروع ہوگا اور اس سال کے ختم پر جس قدر اس وقت موجود ہوگا بشرطیکہ نصاب سے کم نہ ہو، سب پر زکوٰۃ واجب

Marfat.com

ہوگی، گو ہر چیز پر سال نہ گذرا ہو، اور گو درمیان سال کے نصاب سے کم رہ گیا ہو۔

(امداد الفتاویٰ ص ۱۲ ج ۲)

آلاتِ تجارت پر زکوٰۃ کا حکم

سوال تجارت کے آلات پر زکوٰۃ ہے یا نہیں مثلاً پن چکی، یا ٹریکٹر کرایہ پر چلایا جاتا ہے؟

جواب اگر یہ آلات خود فروخت کرنے کے لیے ہوں تو ان پر زکوٰۃ ہوگی، اور اگر ان کے ذریعہ سے کاشت کی جائے یا آٹا پیسا جائے، خود ان کو فروخت نہ کیا جائے تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۵۳ ج ۳ بحوالہ درمختار ص ۹ ج ۲)

(آمدنی ہونے کے بعد اگر سال بھر کے بعد بچت اتنی ہو جائے کہ ساڑھے باون تولہ چاندی خریدی جاسکے تو اس آمدنی پر زکوٰۃ ہوگی۔ رفعت قاسمی غفرلہٗ)

مسئلہ آلاتِ تجارت مثلاً کشتیاں، جہاز اور بیل گاڑیاں اور اونٹ گاڑیاں وغیرہ جو تجارت کا مال ڈھونے (منتقل) کرنے کے لیے دوکاندار کے پاس ہوتی ہیں، یہ سب آلات عروض تجارت میں شامل ہیں ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۶۸ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۱ ج ۲ و فتاویٰ محمودیہ ص ۹۵ ج ۱۳)

(البتہ اگر ان آلات سے حاصل شدہ منافع بقدرِ نصاب ہو جائے اور اس پر سال بھی گذر جائے تو منافع کے روپیوں پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ محمد رفعت قاسمی)

کیا کرا کری پر زکوٰۃ ہے؟

مسئلہ کسی نے برتن، شامیانے، فرنیچر یا سائیکلیں وغیرہ یا اور کوئی سامان کرایہ پر دینے کے لیے خریدا اور کرایہ پر چلاتا رہا تو ان چیزوں پر بھی زکوٰۃ فرض نہیں کیونکہ کرایہ پر چلانے سے مال مالِ تجارت نہیں بنتا اور اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی، البتہ کرایہ کی وصول شدہ رقم اگر بقدرِ نصاب ہو اور ایک سال گذر جائے تو اس روپے پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

(امداد مسائلِ زکوٰۃ ص ۵۷ بحوالہ قاضی خاں)

پرنٹنگ پریس اور کارخانوں پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ پرنٹنگ پریس، کارخانوں وغیرہ میں جو مشینیں وغیرہ فٹ ہوں، وہ بھی مالِ تجارت

Marfat.com

نہیں، لہٰذا ان پر زکوٰۃ فرض نہیں، درزی کی کپڑے سینے کی مشین، ڈرائی کلین وغیرہ اور ہر قسم کی مشینوں کا یہی حکم ہے، البتہ اگر یہ مشینیں تجارت وغیرہ کی نیت سے خریدی ہوں کہ ان کو فروخت کیا کریں گے تو ان پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (امداد مسائل زکوٰۃ ص ۵۶)

مسئلہ کارخانے اور مل وغیرہ کی مشینوں پر تو زکوٰۃ فرض نہیں ہے لیکن ان میں جو مال تیار ہوتا ہے اس پر زکوٰۃ ہے، اس طرح جو خام مال جو مل میں سامان تیار کرنے کے لیے رکھا ہے اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے، خام مال اور تیار شدہ مال سب کی قیمت لگا کر اس کا ڈھائی فی صد زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ (امداد المسائل زکوٰۃ ص ۴۹ ج و آپ کے مسائل ص ۳۴۰ ج ۳)

صنعتی اَوزار کی دو قسمیں اور ان پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ صنعتی اَوزار اور سامان دو قسم کے ہیں ایک وہ جن کو کسی کام کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور اس کا اثر اس چیز میں باقی نہیں رہتا دوسری قسم وہ جو بعینہٖ اس میں لگادی جاتی ہیں۔ مثلاً سائیکل کی درستگی کے بعض اَوزار ایسے ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ اس سے چیزیں ٹھیک کر دی جائیں، کاریگران سے اسی قدر کام لیتا ہے۔ بڑے بڑے کارخانوں میں جو مشینیں ہیں وہ اسی نوعیت کی ہیں۔ اور بعض سامان خاص اسی مقصد کے لیے ہوتے ہیں کہ ضرورت پڑنے پر ان کو سائیکل میں فٹ کر دیا جائے۔ ان دونوں قسم میں سے پہلی قسم کی چیزوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اس میں مشینیں گھڑی سازی، بڑھئی، لوہار، موٹر سائیکل درست کرنے والوں اور کاشتکاروں وغیرہ کے صنعتی اَوزار داخل ہیں۔ دوسری قسم کی چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اس میں گھڑی، ریڈیو، اور موٹر سائیکل وغیرہ کے قابل فروخت اجزاء (پرزے) شامل ہیں۔ چنانچہ فقہاء نے پہلی قسم کی چیزوں کو "بنیادی ضرورت" (حاجتِ اصلیہ) اور دوسری قسم کی چیزوں کو قابلِ زکوٰۃ قرار دیا ہے۔

(جدید فقہی مسائل ص ۱۲۲ بحوالہ فتاویٰ ہندیہ ص ۱۸۸ ج ۱)

ٹیکسی کے ذریعہ کرایہ کی رقم پر زکوٰۃ

سوال ایک شخص کے پاس ایک لاکھ روپیہ ہے، اس سے وہ ایک ٹیکسی خریدتا ہے، ایک سال بعد چالیس ہزار روپیہ کی کمائی ہوگئی، اب زکوٰۃ کتنی رقم پر دے؟

جواب اگر گاڑی فروخت کرنے کی نیت سے نہیں خریدی بلکہ کمائی (کرایہ پر چلانے) کے لیے خریدی ہے تو سال کے بعد زکوٰۃ صرف چالیس ہزار کی دیں گے، کیونکہ گاڑی کمانے کا ذریعہ

Marfat.com

ہے، اس پر زکوٰۃ نہیں۔

مسئلہ گاڑیوں سے جو منافع حاصل ہو جائے، اور جو نصاب تک پہنچ جائے تو سال گذرنے کے بعد اس پر زکوٰۃ آئے گی، صرف گاڑیوں پر زکوٰۃ نہیں آئے گی، کیونکہ یہ حصول نفع کے آلات ہیں، ان پر زکوٰۃ نہیں آتی ہے۔ لیکن یہ خیال رہے کہ بعض لوگ گاڑی اسی نیت سے خریدتے ہیں کہ جوں ہی اس کے اچھے دام ملیں گے اس کو فروخت کر دیں گے اور یہ ان کا گویا باقاعدہ کاروبار ہے۔ ایسی گاڑی درحقیقت مالِ تجارت ہے اور اس کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۷۶ ج ۳ و احسن الفتاویٰ ص ۲۸۷ ج ۴ بہ حوالہ طحطاوی ص ۳۹۲ ج ۱)

کرایہ پر چلنے والے سامان پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ آج کے حساب سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر روپے ہوں گے تو زکوٰۃ واجب ہوگی، اسی طرح سائیکل یا اور کوئی سامان تجارت کے لیے ہو اور وہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کا ہو تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی اگر سائیکل اور دوکان کا دوسرا سامان کرایہ پر دیا جاتا ہو تو آمدنی پر زکوٰۃ واجب ہوگی مالیت پر نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۴۹ ج ۵)

مسئلہ مشینری میں جو تجارتی نہ ہوں اس میں زکوٰۃ نہیں ہے اس کی آمدنی میں زکوٰۃ ہے جب حوائجِ اصلیہ (ضرورت) سے فاضل ہو کر نصاب کو پہنچ جائے اور پورا سال بھی ہو جائے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۱۲ ج ۳)

مسئلہ موٹر، ہوائی جہاز (وغیرہ) کہ اگر یہ چیزیں شخصی استعمال میں ہیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے اور اگر ان کو کرایہ کے لیے مختص کر دیا گیا ہے تو اس پر زکوٰۃ ہے (جبکہ اس کی آمدنی سال بھر کے بعد نصاب کے برابر یا دیگر مال وغیرہ کے ساتھ مل کر نصاب کے برابر ہو جائے)۔ کیونکہ اب یہ اشیاء نماء افزائش اور نفع دینے لگی ہیں اس لیے اب یہ زکوٰۃ کا محل بن گئی ہیں۔

(فقہ الزکوٰۃ ص ۶۰۰ جلد اول)

جو مال برآمد کیا جاتا ہے اس کی زکوٰۃ

سوال جو مال بیوپاریوں کو منافع لگا کر روانہ کیا جاتا ہے، اس کا روپیہ کبھی سال بھر میں اور کبھی ڈیڑھ دو سال میں وصول ہوتا ہے، اس کی زکوٰۃ مع منافع کے نکالی جائے یا بغیر منافع کے؟ اور کبھی بیوپاری سال بھر کے بعد مال واپس بھی کر دیتے ہیں اور ان سے روپیہ وصول مشکل سے ہوتا ہے۔

Marfat.com

جواب جو مال بیوپاری کو دیا جاتا ہے اس کی جو کچھ قیمت مع منافع اس سے مقرر ہوئی ہے اس قیمت پر موصول ہونے کے بعد زکوٰۃ واجب ہے، جس قدر روپیہ وصول ہوتا جائے اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے اور جو وصول نہ ہو اس کی زکوٰۃ کچھ لازم نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۵۵ ج ۶ رد المحتار باب المال ص ۴۷ ج ۲)

اسٹیشنری کی زکوٰۃ کا حکم

سوال میں کتابوں اور اسٹیشنری کی دوکان کرتا ہوں۔ سامان کی مالیت تقریباً بارہ یا پندرہ ہزار روپیہ ہوگی، دوکان کرایہ کی ہے۔ کیا دوکان کا سامان قابلِ ادائیگی زکوٰۃ ہے؟

جواب دوکان کا جو بھی مال فروخت کیا جاتا ہے اگر اس مال کی مالیت ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت کو پہنچتی ہو تو اس مال پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (آپکے مسائل ص ۳۸۷ ج ۳)

عطر و روغن کی زکوٰۃ کا حکم

سوال مثلاً ایک عطر اور روغن وغیرہ چھ روپیہ تولہ کی لاگت کا ہے اور اس کو آٹھ روپیہ تولہ فروخت کیا گیا تو زکوٰۃ بحساب لاگت چھ روپیہ تولہ دی جائے گی یا آٹھ روپے تولہ کے؟

جواب جب کہ قیمت عطر کی اور روغن کی بقدرِ نصاب ہو زکوٰۃ اس پر واجب ہے۔ اور زکوٰۃ اس حساب سے دی جائے گی جو قیمت اس کی بازار میں ہے اور مراد اس بازار سے وہ بازار ہے جس میں وہ مال ہے۔ (شامی ص ۳۰ ج ۲ باب زکوٰۃ الغنم)

اور جس حساب سے بکری ہوتی ہے اس حساب سے قیمت عطر اور روغن کی لگائی جائے، اگر نقد دینے میں نقصان معلوم ہو تو سہولت وہی طریق ہے کہ بعینہٖ عطر و روغن کا چالیسواں حصہ نکال دے خواہ اس کو فروخت کر کے وہ قیمت فقراء کو دے دے یا عطر و روغن ہی تقسیم کر دے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۸۱ ج ۶)

دوکان کی زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے

سوال میں نے ایک دوکان بیس ہزار کی خریدی تھی اور میں نے اس میں پچاس ہزار روپے کا سامان خرید کر بھرا تھا جس میں سے تقریباً بیس ہزار کا مال قرض لیا تھا جو اب میں نے ادا کر دیا ہے۔ اس سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ میں دوکان میں ہی لگا دیتا ہوں۔ مارکیٹ کے حساب سے

میری دوکان کی قیمت ایک لاکھ روپے سے زیادہ ہے اور جو اسمیں سامان ہے اس کی قیمت بھی ساٹھ یا پینسٹھ ہزار روپے بنتی ہے، میں اس پر زکوٰۃ کس حساب سے ادا کروں؟

جواب: دوکان میں جتنی مالیت کا سامان ہے، اس کی قیمت لگا کر آپ کے ذمہ اگر قرض ہو اس کو منہا کر دیا کریں، اور باقی جتنی رقم بچے اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں ادا کر دیا کریں۔ دوکان کی عمارت، باردانہ اور فرنیچر وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں صرف قابلِ فروخت مال پر زکوٰۃ ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۸۱ ج ۳)

بساط خانہ کی زکوٰۃ کا حکم

سوال: عطار خانہ (دوا فروش) کی دوکان ہے ہزاروں قسم کی ادویہ ہیں اور بساط خانہ نیز دیگر سامان بھی ہے۔ اگر تخمیناً قیمت لگائی جائے اور زائد کر کے لگائی جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: ادویہ اور سامان بساط خانہ کی وہ قیمت لگائی جائے گی جو اس وقت بازار میں ان کی قیمت ہے، اسی قیمت پر زکوٰۃ دی جائے گی۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۹ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۲ ج ۱)

ادویات پر زکوٰۃ کا حکم

سوال: دوکان میں پڑی ادویات پر زکوٰۃ لازم ہے یا صرف اس کی آمدنی پر؟

جواب: ادویات کی قیمت پر بھی لازم ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۷۲ ج ۳)

کتب خانہ کی زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ

زکوٰۃ دینے میں ایک کوتاہی یہ ہے کہ اپنے نزدیک حساب سے دیتے ہیں مگر واقع میں وہ حساب غلط ہوتا ہے مثلاً مالِ تجارت میں اپنی خرید یا لاگت کا حساب لگا لیتے ہیں، فرض کیجئے کہ ایک شخص نے کچھ کتابیں تاجرانہ قیمت سے خریدیں یا اپنے پریس میں چھاپیں اور وہ ایک ہزار روپے میں اس کو پڑ گئیں مگر بازار میں وہ دو ہزار کی ہیں، تو زکوٰۃ دو ہزار کی دینا چاہئے اور اگر دو ہزار کی زکوٰۃ پچاس روپے دیتے ہوئے دل دکھے تو سہل یہ ہے کہ خود کتابوں کا چالیسواں حصہ دیدے مثلاً چالیس ہدایہ میں سے ایک ہدایہ دے دے یا ایسی کتاب دیدے جس کی ہدایہ کی برابر قیمت پر نکاسی ہوتی ہو۔

(امداد مسائل زکوٰۃ ص ۳۳ و فتاویٰ دار العلوم ص ۸۰ ج ۶ و شامی ص ۳۰ ج ۲ باب زکوٰۃ الغنم)

Marfat.com

پرچون کی زکوٰۃ

سوال زید پنساری کی دوکان کرتا ہے، اس میں چونکہ سیکڑوں قسم کا سامان ہوتا ہے، اس وجہ سے اخیر سال میں وزن نہیں کرسکتا، اندازہ سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے، کیا زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے یا نہیں؟

جواب اندازہ کرنے میں حتی الوسع یہ لحاظ رکھے کچھ زیادہ اندازہ لگایا جائے تاکہ زکوٰۃ میں کمی نہ رہے کیونکہ درحقیقت اگر اندازہ کم ہو تو اس قدر زکوٰۃ اس کے ذمہ پر واجب رہے گی۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۰ ج ۶ بحوالہ عالمگیری کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۸ ج ۱)

دواخانہ کی زکوٰۃ

سوال زید دواخانہ کی دوکان کرتا ہے جس میں ہزاروں دوائیں ہیں جو کہ فروختگی میں ماشہ دو ماشہ (ہی بعض دفعہ) نکلتی ہیں جس کا باقاعدہ حساب رہنا مشکل ہے۔ ان دواؤں کی زکوٰۃ کس طرح دینی چاہئے؟

جواب حساب کرنا تو زکوٰۃ کے لیے ضروری ہے مگر تمام ادویہ کو علیحدہ علیحدہ وزن کرنا اور قیمت لگانا دشوار ہے تو ایسا کیا جائے کہ سالانہ موجود میں سے جس قدر فروختگی کی میزان ہو اس کو منہا (وضع) کیا جائے۔ الغرض اندازہ کرلینا مالِ موجودہ کا ضروریات میں سے ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۲ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۴۲ ج ۲ باب زکوٰۃ المال)

جس دوکان کا حساب نہ ہو اُس کی زکوٰۃ

سوال زید کی دوکان جب سے قائم ہوئی ہے اس وقت تک کوئی ایسا حساب نہیں ہوا جس سے اس کی مالیت کا صحیح اندازہ ہوسکے زکوٰۃ کے لیے کیا کرے؟

جواب حساب کرکے زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ اور گذشتہ سالوں کی بھی زکوٰۃ اداء کرے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۸ ج ۶ بحوالہ ردالمختار باب زکوٰۃ المال ص ۴۱ ج ۲)

(یہاں پر مال کا اندازہ اور تخمینہ لگایا جائے اور اندازہ میں جہاں تک ہوسکے کچھ زیادہ ہی ہوتا کہ حقوق اللہ نہ رہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

Marfat.com

دوکان چھوڑنے کی صورت میں زکوٰۃ کا حکم

سوال تجارت (بزنس) میں اگر بعد ادائے قرضہ مثلاً پچاس ہزار روپے کا مال دوکان میں ہو تو کیا اس پچاس ہزار روپے پر زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ لیکن دوکانداری کا مال ہمیشہ ایسا ہوتا ہے کہ اگر اس کو دوکان چھوڑنے کی غرض سے فروخت کیا جائے (مال نمٹایا جائے) تو کبھی ایک روپے کا مال ایک روپے میں فروخت نہیں ہوتا۔ اس مال کی قیمت ادائے زکوٰۃ کے وقت وہی محسوب ہوگی جو اس کی اصلی قیمت بوقت موجودہ خرید ہے، یا وہ قیمت محسوب کرنی چاہیے جو دوکان چھوڑنے کے وقت مل سکتی ہے اور اس پر زکوٰۃ دینا چاہیے؟

جواب قرض دوامی کے ادا کرنے کے بعد اگر پچاس ہزار روپے کا مال مثلاً بچے تو ختم سال پر اس کی زکوٰۃ دینی چاہیے اور زکوٰۃ قیمت مال موجودہ بزخ موجود کے حساب سے واجب ہوگی۔ دوکان چھوڑنے کی حالت میں جو کمی پر مال فروخت ہو، اس کا خیال نہ کیا جائے گا بلکہ نرخ (قیمت) بازار موجودہ مال کا اعتبار ہوگا۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۵۱ ج ۶ بحوالہ عالمگیری (مصری) کتاب الزکوٰۃ باب ثالث فصل ثانی ص ۱۶۸ ج ۱)

مویشیوں پر زکوٰۃ کیوں ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے لاکھوں جانور اس دنیا میں پیدا فرمائے ہیں جن میں سے بہت کم جانوروں سے انسان مستفید ہوتا ہے، اور ان جانوروں میں بھی مفید ترین جانور وہ ہیں جنھیں عربی زبان میں انعام (مویشی) کہا جاتا ہے اور یہ اونٹ، گائے (اور بھینس) اور بکری (اور بھیڑ) ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ان جانوروں کا ذکر اپنے بندوں پر ایک احسان کے طور پر کیا ہے اور متعدد مقامات پر ان کے منافع بھی بیان فرمائے ہیں۔ اسی شکر کی ادائیگی کے طور پر اللہ تعالیٰ نے (ان میں) زکوٰۃ فرض فرمائی ہے، اس کے نصاب اور مقادیر مقرر فرمائے اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک مربوط اور مستحکم نظام کی صورت میں نافذ فرمایا۔

بہر حال چونکہ اہل عرب کے لیے مویشی، اور ان میں بھی خاص طور پر اونٹ، بہت مفید اور کثیر المنافع جانور تھے اس لیے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے بالتفصیل ان کے نصاب اور ان کی مقادیر کو بیان فرمایا اور آج تک بھی دنیا کے بیشتر ممالک میں حیوانی ثروت کو اہم مالی آمدنی کا

Marfat.com

ذریعہ متصور کیا جاتا ہے اور لاکھوں کی تعداد میں حیوانات پالے اور پرورش کیے جاتے ہیں۔

(فقہ الزکوٰۃ ص ۲۲۸ جلد اول)

شریعت میں مویشیوں کی زکوٰۃ کی اہمیت

زکوٰۃ دراصل اس سرمائے مالیت پر عائد ہوتی ہے جہاں انسان کی بنیادی ضروریات کی حد ختم ہو جاتی ہے۔ اسلام اور انبیاء علیہم السلام کی آمد کا مقصد آخرت کی تیاری اور دنیا کی اصلاح ہے، آخرت کی تیاری کے لیے تو تین عبادتیں مخصوص ہیں جو انسان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑتی ہیں اور اس میں آخرت کا شعور اور اُخروی زندگی کی براہِ راست محبت اور تڑپ پیدا کرتی ہیں، یہ نماز و روزہ اور حج کی عبادتیں ہیں، دو عبادتوں زکوٰۃ و جہاد حدود و تعزیرات اور دوسرے اخلاق و معاملات کا اوّلین رابطہ دنیا سے ہے، ان کو ٹھیک ٹھیک مقررہ ہدایات کے تحت اسلامی اسپرٹ کی روشنی میں کوئی شخص یا جماعت سرانجام دے تو دنیا میں عدل و انصاف اور امن و سکون پیدا ہوگا، اس لیے خداوندِ قدوس نے خود جو فطرۃ انسانی کا خالق اور اس کی کمزوریوں بخوبی واقف ہے، سرمائے سے انسان کی محبت اور وابستگی کو حدود آشنا کرنے کے لیے کچھ پابندیاں عائد کر دی ہیں تا کہ ایک طرف خود انسان اس سرمائے کو کلیتاً اپنی مِلک سمجھ کر خود مختارانہ تصرف سے باز رہے اور وہ اللہ کی دی ہوئی امانت سمجھ کر اس کی ہدایات کے مطابق سرمائے کو ٹھکانے لگائے اور دوسری طرف خود معاشرہ اور سوسائٹی شخصی دولت و سرمائے کی فراوانی اور سرمایہ پرستانہ ذہن و عمل کا تختۂ مشق نہ بن سکے اور جماعت کے افراد دولت کے تفاوت کے باوجود معاشرتی مساوات، اجتماعی، انصاف، انفرادی مسابقت اور جماعتی تعاون سے یکساں طور پر بہرہ اندوز ہوں۔

زکوٰۃ کی اس اہمیت کو ہمیشہ برقرار رکھا گیا، نماز کے بعد زکوٰۃ کے احکام بیان کیے جاتے ہیں تا کہ تعلق باللہ کے بعد تعلق بالعباد قائم ہو، چنانچہ بنیادی طور پر عرب نہ زراعتی ملک تھا نہ صنعتی، اہلِ عرب کا سرمایہ نقدی سے بڑھ کر انکے مویشی تھے، اس لیے زکوٰۃ کا زیادہ زور مویشیوں ہی پر رہا، اسکے بعد اور بھی چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہوئی مگر مویشیوں (جانوروں) کی اہمیت زیادہ تھی اسلیے احادیث میں بھی ان سے متعلق بہت تفصیلات ملتی ہیں اسی وجہ سے فقہاء بھی زکوٰۃ کے بنیادی احکام بیان کرنے کے بعد بالعموم مویشیوں ہی کی زکوٰۃ کے بارہ میں تفصیلات ذکر کیا کرتے ہیں۔

اب یہاں پر جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان شروع کیا جاتا ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۱۵ اج ۴)

سائمہ جانور کیا ہیں؟

سائمہ وہ جانور کہلاتے ہیں جو جنگل میں چرنے کے لیے خاص مقصد سے چھوڑے جاتے ہیں اور وہ مقصد یا تو ان سے دودھ حاصل کرنا ہوتا ہے یا ان کی نسلی افزائش ہے یا اپنی بڑھوتری اور بالیدگی کی بناء پر وہ بیش قیمت قرار پائیں، جن جانوروں کو نسلی افزائش اور شیر افزونی کے بجائے سواری کے لیے یا بار برداری کے لیے جنگل میں چرایا جائے ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

سائمہ خواہ نر ہوں یا مادہ خواہ ملے جلے ہوں ان سب پر زکوٰۃ واجب ہوگی، ایسے ہی اگر محض تجارتی مقصد سے جنگل میں چھوڑے جائیں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی، مگر تجارت کے حساب سے ہوگی، سائمہ کے حساب سے نہ ہوگی، ہاں اگر گوشت خوری کے لیے (جانور پالے جائیں اور) جنگل میں چرنے کے لیے چھوڑے تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں (اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ روزمرہ جو جانور ذبح کیے جاتے ہیں اور کھانے کے کام آتے ہیں ان کو جنگل میں اسی مقصد سے پالا جائے تو وہ زکوٰۃ سے فارغ ہیں، مطلب یہ ہے کہ ایسے جانوروں پر زکوٰۃ سائمہ جانوروں کے حساب سے عائد نہ ہوگی، بلکہ تجارتی نوع کی زکوٰۃ ہوگی۔ البتہ اگر کوئی شخص صرف اپنے ذاتی استعمال میں لانے اور خود گوشت کھانے کے لیے جنگل میں گائے بھینس وغیرہ کو چرنے کے لیے چھوڑتا ہے تو اس پر کسی قسم کی زکوٰۃ نہیں ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسئلہ اگر مویشی تجارتی ہوں اور انھیں چھ ماہ یا کچھ زیادہ دن جنگل میں چرایا تو وہ سائمہ نہیں ہوں گے تاوقتیکہ مالک انھیں خود سائمہ بنانے کی نیت نہ کرے، جس طرح وہ غلام جو تجارتی نوعیت کا ہو، اور مالک اسے چند سال اپنی خدمت میں رکھنا چاہے تو وہ اس کی خدمت میں رہنے کے باوجود حسبِ سابق تجارتی غلام شمار ہوگا، جب تک اس کو تجارت سے نکال کر وہ خدمت کے لیے مخصوص کرنے کی نیت نہ کرے۔

اور اگر سائمہ کے مالک کا یہ ارادہ ہو کہ وہ ان سے کام لے گا یا انہیں (جنگل میں چرانے کے بجائے) چارہ کھلائے گا مگر وہ سال بھر تک اس ارادہ کے مطابق عمل نہ کرسکا اور سال پورا ہوگیا تو سائمہ کی زکوٰۃ واجب ہوجائے گی۔

مسئلہ اگر جانور تجارت کی غرض سے خریدے پھر انہیں سائمہ بنادیا، تو سالِ نصاب اس وقت سے شمار ہوگا جب سے انھیں سائمہ بنادیا ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۱۷۷ ج ۱ وکتاب الفقہ ص ۹۷۰ ج ۱)

سائمہ وہ جانور جن میں یہ تین باتیں پائی جائیں۔

(۱) سال کے اکثر حصہ میں اپنے منہ سے چر کے اکتفاء کرتے ہوں (یعنی سرکاری چراگاہ میں بغیر پیسوں کے چرتے ہوں اور گھر میں ان کو کچھ نہ دیا جاتا ہو، اگر نصف سال اپنے منہ سے چر کر رہتے ہوں اور نصف سال ان کو گھر میں کھلایا جاتا ہو تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں، اسی طرح اگر گھانس ان کے لیے گھر میں منگائی جاتی ہو خواہ وہ بہ قیمت ہو بلا قیمت، تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں۔

(۲) جو گھانس وہ چرتے ہوں اس کے چرنے کی کسی کی طرف سے ممانعت نہ ہو۔ اگر کسی کی منع کی ہوئی اور ناجائز گھانس ان کو چرائی جائے (کھلائی جائے) تب بھی وہ سائمہ نہ ہوں گے۔

(۳) دودھ کی غرض سے یا نسل کے زیادہ ہونے کے لیے رکھے گئے ہوں، اگر دودھ اور نسل کی غرض سے نہ رکھے گئے ہوں بلکہ گوشت کھانے کے لیے یا سواری کے لیے ہوں تو پھر وہ سائمہ نہ کہلائیں گے۔ (عالمگیری ص ۷ ج ۴)

جو جانور سال کے درمیان حاصل ہو اس کا حکم

جو مال سال کے اندر حاصل ہوا ہو، خواہ خریدنے سے یا تناسل (جانوروں کے بچے دینے سے) یا وراثت سے یا ہبہ وغیرہ سے وہ اپنے ہم جنس نصاب کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور اس کے ساتھ اس کی بھی زکوٰۃ دی جائے گی۔ مثلاً شروع سال میں پچیس اونٹ تھے، سال کے درمیان میں ان کے پچیس بچے ہوئے تو اب سال کے ختم پر یہ بچے بھی ان اونٹوں کے ساتھ ملا دیئے جائیں اور کل اونٹوں کی زکوٰۃ میں چوتھے سال کا اونٹ دینا ہوگا گو ان بچوں پر ابھی پورا سال نہیں گزرا، ہاں اگر اس مال کے ملا دینے سے ایک ہی سال پر دو مرتبہ زکوٰۃ دینا پڑے تو پھر نہ ملائیں گے۔ مثلاً کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ دے چکا ہو بعد اس کے اس مزکی (زکوٰۃ دینے والا) روپے سے کچھ جانور خرید لیے تو وہ جانور اپنے ہم جنس نصاب کے ساتھ نہ ملائیں گے ورنہ ان کی زکوٰۃ پھر دینی ہوگی اور ابھی ان کی قیمت کی زکوٰۃ دی جاچکی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص جانوروں کی زکوٰۃ دے چکا ہو بعد اس کے ان مزکی جانوروں کو بیچ ڈالے تو ان کی قیمت کا روپیہ روپے کے نصاب کے ساتھ نہ ملا جائے گا۔ (علم الفقہ ص ۳۰ ج ۴)

Marfat.com

زکوٰۃ میں کیسے مویشی لیے جائیں؟

مسئلہ جب زکوٰۃ دہندہ مویشیوں کی زکوٰۃ ادا کرے اور وصول کنندہ وصول کرے تو جانوروں کی یہ خصوصیات مدِ نظر رکھنی چاہئیں:

جو جانور زکوٰۃ میں دیئے جائیں ان میں کوئی عیب نہ ہو، یعنی نہ وہ بیمار ہوں، نہ ان میں ٹوٹ پھوٹ ہو (مثلاً ٹانگ ٹوٹی ہوئی ہو یا کان کٹا ہوا ہو، اور نہ ایسے بوڑھے ہوں کہ ان کے دانت گر گئے ہوں۔ غرض ان میں کوئی بھی عیب ایسا نہ ہو جس سے ان کی منفعت اور قیمت میں کمی آ جائے۔

مسئلہ البتہ ایک صورت میں عیب دار جانور زکوٰۃ میں وصول کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ کہ اگر سارے ہی جانور بوڑھے ہوں یا سارے ہی جانور بیمار ہوں یا سارے ہی عیب دار ہوں، اور زکوٰۃ وصول کنندہ انہی میں سے زکوٰۃ وصول کرے اور مالک کو بے عیب جانور خریدنے کا پابند نہ کرے۔ اسلئے کہ زکوٰۃ اسی مال میں سے ادا ہونی چاہئے جس مال پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے۔

(فقہ الزکوٰۃ ص ۲۸۴ ج ۱)

مسئلہ اصل بات یہ ہے کہ اگر زکوٰۃ میں عمدہ جانور ہی وصول کیے جائیں (یہ عام مویشیوں کا حکم ہے) تو اس میں مالکوں کا نقصان ہے اور اگر نکمے (خراب) جانور لیے جائیں تو یہ مستحقین کے حق میں مضرت رساں ہے اس لیے تقاضائے عدل یہی ہے کہ درمیانی اور متوسط قسم کے جانور لیے جائیں۔ (فقہ الزکوٰۃ ص ۱۹۰ ج ۱)

مشترکہ جانوروں کی زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ ایک شخص کی اسی آدمیوں کے ساتھ اسی بکریوں میں نصف نصف کی شرکت ہے کہ ہر بکری میں نصف اس کی ہے اور نصف دوسرے شخص کی گویا بحیثیتِ مجموعی اس کی چالیس بکریاں ہیں تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اس تعداد (مشترکہ) میں زکوٰۃ واجب نہیں، اور یہی حکم اس وقت بھی ہوگا جب مثلاً ساٹھ آدمیوں کے ساتھ ایک شخص کی ساٹھ گایوں میں شرکت ہے۔

مسئلہ دو شریکوں سے جب ان کے مشترک مال کی زکوٰۃ لی جائے تو اس صورت میں دونوں شریک ایک دوسرے سے اپنے حصے کے مطابق مال کا لوٹ پھیر کر لینگے (یعنی حساب کر لیں گے)۔

Marfat.com

مسئلہ جب دو آدمیوں کے پاس اونٹوں کے ایک مشترکہ گلہ میں اکسٹھ اونٹ ہوں، ایک شخص کے پاس چھتیس ہوں، دوسرے کے پاس پچیس ہوں تو زکوٰۃ وصول کنندہ ان دونوں سے ایک پانچ سال کی عمر کی اور ایک تین سال کی عمر کی اونٹنی زکوٰۃ میں لے لے گا، اب جس شریک کے حصے میں جس قدر زائد زکوٰۃ میں چلا گیا ہے وہ اس سے بقدر دوسرے شریک سے لے لے گا۔

(فتاویٰ عالمگیری ص ۲۶ ج ۴)

مسئلہ مویشیوں (جانوروں) کی زکوٰۃ واجب ہونے کی جگہ وہ ہے جہاں پر مویشی موجود ہوں بشرطیکہ زکوٰۃ وصول کرنے والا وہاں پر موجود ہو، اگر محصل وہاں نہ ہو تو جہاں مالک ہے وہاں پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (کتاب الفقہ ص ۱۰۱۸ ج ۱)

جو جانور استعمال میں ہوں ان کی زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ سواری کے گھوڑے۔ اور زراعت کے بیلوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۶۲ ج ۶ بحوالہ ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۹ ج ۱)

مسئلہ بیل جو زراعت کے اور گھوڑے سواری کے اور گائے دودھ پینے کے لیے ہیں۔ تو ان جانوروں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۶ ج ۶ بحوالہ ہدایہ ص ۱۹۶ ج ۱ و فقہ الزکوٰۃ ص ۲۳۴ جلد اول)

مسئلہ زراعت کے لیے جو جانور پرورش کیے گئے ہوں اگرچہ سائمہ ہوں، ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے، اور دودھ پینے اور نسل حاصل کرنے وغیرہ کے لیے جو جانور پالے جائیں اور وہ سائمہ ہوں، ان میں زکوٰۃ واجب ہے بشرطیکہ نصاب کو پہنچ جائیں۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۵ ج ۶ بحوالہ ردالمختار باب السائمہ ص ۲۰ ج ۱)

مسئلہ اگر مختلف حیوانات کے متعدد نصاب ایک شخص کے پاس ہیں اور اس نے اس میں سے بعض کی زکوٰۃ پیشگی دیدی، مگر جن کی زکوٰۃ دی تھی وہ جانور ہلاک اور ختم ہو گئے تو اب دی ہوئی زکوٰۃ ان جانوروں کی جانب سے شمار نہ ہو سکے گی جو اس کے پاس اب موجود ہیں۔ (عالمگیری ص ۱۵ ج ۴)

کن کن جانوروں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی؟

مسئلہ گھوڑوں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اسی پر فتویٰ ہے۔ ہاں اگر گھوڑے تجارتی ہوں تو ان پر تجارتی نوعیت کی زکوٰۃ واجب ہوگی، گھوڑے تجارتی ہوں تو ان کی حیثیت تجارتی سامان کی ہوگی،

Marfat.com

ان کی قیمت حدِ نصاب تک پہنچ جائے تو زکوٰۃ لی جائے گی خواہ وہ جنگل میں چرتے ہوں یا گھر پر گھاس دانہ کھاتے ہوں۔ گدھے پر، خچر پر، سدھائے ہوئے چیتے اور کتے پر اسی وقت زکوٰۃ واجب ہوگی جب وہ تجارت کے لیے ہوں۔ (فقہ الزکوٰۃ ص ۲۹۹ ج ۱)

مسئلہ تجارتی گھوڑوں کی مجموعی قیمت پر چالیسواں حصہ امام ابو حنیفہؒ کے آخری قول کے مطابق بکری، اونٹ اور گائے کے بچے پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اگر ان میں سے ایک بھی نصاب کی عمر کو پہنچ جائے تو باقی بچے اس کے تابع ہو کر نصاب میں شمار ہوں گے، البتہ وہ زکوٰۃ میں نہیں لیے جائیں گے۔ یعنی زکوٰۃ میں وہی پوری بکری یا اس کی قیمت لی جائے گی، یہ چھوٹے بچے نصاب کی تکمیل کا ذریعہ تو ضرور بنتے ہیں مگر زکوٰۃ کی ادائیگی ان سے درست نہیں ہے۔

مسئلہ اگر بکری کے انتالیس بچے ہیں اور ان میں سے صرف ایک بکری پوری ہے (جسے شامل کر کے چالیس کی تعداد پوری ہوتی ہے) تو اس میں ایک اوسط درجہ کی بکری زکوٰۃ میں دینی ہوگی اگر وہی ایک (پوری عمر والی) بکری درمیانہ درجے کی یا اس سے کچھ کم ہے تو زکوٰۃ میں لے لی جائے گی۔

مسئلہ اگر سال پورا ہونے کے بعد وہ بکری نہ رہے، صاحبینؒ کے نزدیک زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔ ایسے ہی اگر اونٹ کے پچاس بچے ہیں اور ان ہیمیں درمیانہ درجے کی ایک اونٹنی بھی شامل ہے تو وہی زکوٰۃ میں دینا واجب ہے۔ اگر آدھے بچے ضائع ہو جائیں تو نصف اونٹنی کے بقدر زکوٰۃ بھی ساقط ہو جائے گی اور نصف اونٹنی کے بقدر زکوٰۃ واجب ہوگی، زکوٰۃ میں بچہ لینا جائز نہیں۔

(فتاویٰ عالمگیری ص ۱۹ اج ۴)

مسئلہ جنگلی اور وحشی جانوروں پر سائمہ ہونے کی حیثیت سے زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اس لیے ایسے مخلوط النسل جانور پر جس کی ماں جنگلی اور وحشی ہو، زکوٰۃ عائد نہ ہوگی۔

مسئلہ بار برداری، استعمالی اور چارہ کھانے والے جانوروں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی کیونکہ جسطرح آدمی کے آلاتِ کارکردگی پر زکوٰۃ نہیں ہے، اسی طرح وہ جانور جو زراعت کے مقصد سے پالے گئے ہوں یا جن سے بوجھ ڈھونا مقصود ہو اور جنھیں گھر پر رکھ کر چارہ کھلایا جاتا ہو، ان تینوں قسم کے جانوروں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، لیکن گھر پر چارہ کھانے والے جانور اگر تجارتی نوعیت کے ہوں تو ان پر تجارتی زکوٰۃ عائد ہوگی۔

(فتاویٰ عالمگیری ص ۱۹ اج ۴ و کتاب الفقہ ص ۹۶۸ ج ۱)

Marfat.com

مسئلہ وقف کے جانوروں پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ (امداد مسائل الزکوٰۃ ص ۵۱)

مخلوط النسل جانوروں کی زکوٰۃ

سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ میں یہ شرط ہے کہ وہ جنگلی نہ ہوں، جنگلی جانوروں پر زکوٰۃ فرض نہیں، ہاں اگر تجارت کی نیت سے رکھے جائیں تو ان پر تجارت کی زکوٰۃ فرض ہوگی۔

جو جانور کسی دیسی اور جنگلی جانور سے مل کر پیدا ہوں تو اگر ان کی ماں دیسی ہے تو وہ دیسی سمجھے جائیں گے اور اگر جنگلی ہے تو جنگلی سمجھے جائیں گے۔ مثلاً بکری اور ہرن سے کوئی جانور پیدا ہوا تو وہ بکری کے حکم میں ہے اور نیل گائے اور گائے سے کوئی جانور پیدا ہوا تو وہ گائے کے حکم میں ہے۔

جو جانور سائمہ ہو اور سال کے درمیان اس کی تجارت کی نیت کر لی جائے تو اس سال اس کی زکوٰۃ نہ دینی پڑے گی، اور جب اس نے تجارت کی نیت کی ہے اس وقت سے اس کا تجارتی سال شروع ہوگا۔ (امداد مسائل زکوٰۃ ص ۵۱)

وقف کے جانور پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ وقف کے جانوروں پر اور ان گھوڑوں پر جو دینی جہاد کے لیے رکھے گئے ہوں زکوٰۃ فرض نہیں، گھوڑوں پر خواہ وہ سائمہ ہوں یا غیر سائمہ اور گدھے اور خچر پر بشرطیکہ تجارت کے لیے نہ ہوں زکوٰۃ فرض نہیں۔ (امداد مسائل زکوٰۃ ص ۵۱)

اونٹوں کی زکوٰۃ کے نصاب کی تفصیل

نوٹ ۶ میں ۷ میں ۸ میں ۹ میں بھی ایک ہی بکری یا بکرا ایک سالہ واجب ہوتا ہے۔ اسی طرح نیچے لکھے ہوئے حساب کو سمجھئے۔ (محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

سوال زکوٰۃ میں اونٹوں کا نصاب اور ان پر زکوٰۃ کا حساب بہت مشکل ہے آپ ایسے واضح طریقہ سے تحریر فرمائیں کہ بسہولت سمجھ میں آ جائے؟ بینوا توجروا۔

جواب ایک اونٹ سے چار اونٹوں تک معاف ہے، ان پر زکوٰۃ نہیں۔ اس کے بعد بحسابِ ذیل زکوٰۃ فرض ہے:

۵ سے ۹ تک	یکسالہ ایک بکری یا بکرا،

۱۰ سے ۱۴ تک	دو بکریاں یا بکرے
۱۵ سے ۱۹ تک	تین بکریاں یا بکرے
۲۰ سے ۲۴ تک	چار بکریاں یا بکرے
۲۵ سے ۳۵ تک	یک سالہ اونٹنی (بنتِ مخاض)
۳۶ سے ۴۵ تک	دو سالہ اونٹنی (بنت لبون)
۴۶ سے ۶۰ تک	سہ سالہ اونٹنی (حقہ)
۶۱ سے ۷۵ تک	چار سالہ اونٹنی (جذعہ)
۷۶ سے ۹۰ تک	دو سالہ دو اونٹنیاں
۹۱ سے ۱۲۴ تک	سہ سالہ دو اونٹنیاں
۱۲۵ سے ۱۲۹ تک	سہ سالہ دو اونٹنیاں اور ایک بکری
۱۳۰ سے ۱۳۴ تک	سہ سالہ دو اونٹنیاں اور دو بکریاں
۱۳۵ سے ۱۳۹ تک	سہ سالہ دو اونٹیاں اور تین بکریاں
۱۴۰ سے ۱۴۴ تک	سہ سالہ دو اونٹنیاں اور چار بکریاں
۱۴۵ سے ۱۴۹ تک	سہ سالہ دو اونٹنیاں اور یک سالہ ایک اونٹنی
۱۵۰ سے ۱۵۴ تک	سہ سالہ تین اونٹنیاں
۱۵۵ سے ۱۵۹ تک	سہ سالہ تین اونٹنیاں اور ایک بکری
۱۶۰ سے ۱۶۴ تک	سہ سالہ تین اونٹنیاں اور دو بکریاں
۱۶۵ سے ۱۶۹ تک	سہ سالہ تین اونٹنیاں اور تین بکریاں
۱۷۰ سے ۱۷۴ تک	سہ سالہ تین اونٹنیاں اور چار بکریاں
۱۷۵ سے ۱۸۵ تک	سہ سالہ تین اونٹنیاں اور یک سالہ ایک اونٹنی
۱۸۶ سے ۱۹۵ تک	سہ سالہ تین اونٹنیاں اور دو سالہ ایک اونٹنی
۱۹۶ سے ۲۰۴ تک	سہ سالہ چار اونٹنیاں یا دو سالہ پانچ اونٹنیاں
۲۰۵ سے ۲۰۹ تک	سہ سالہ چار اونٹنیاں اور ایک بکری
۲۱۰ سے ۲۱۴ تک	سہ سالہ چار اونٹنیاں اور دو بکریاں
۲۱۵ سے ۲۱۹ تک	سہ سالہ چار اونٹنیاں اور تین بکریاں

Marfat.com

۲۲۰ سے ۲۲۴ تک سہ سالہ چار اونٹنیاں اور چار بکریاں

۲۲۵ سے ۲۳۵ تک سہ سالہ چار اونٹنیاں اور یکسالہ ایک اونٹنی

۲۳۶ سے ۲۴۵ تک سہ سالہ چار اونٹنیاں اور دو سالہ ایک اونٹنی

۲۴۶ سے ۲۵۴ تک سہ سالہ پانچ اونٹنیاں

۲۵۵ سے ۲۵۹ تک سہ سالہ پانچ اونٹنیاں اور ایک بکری

۲۶۰ سے ۲۶۴ تک سہ سالہ پانچ اونٹنیاں اور دو بکریاں

۲۶۵ سے ۲۶۹ تک سہ سالہ پانچ اونٹنیاں اور تین بکریاں

۲۷۰ سے ۲۷۴ تک سہ سالہ پانچ اونٹنیاں اور چار بکریاں

۲۷۵ سے ۲۸۵ تک سہ سالہ پانچ اونٹنیاں اور یکسالہ ایک اونٹنی

۲۸۶ سے ۲۹۵ تک سہ سالہ پانچ اونٹنیاں اور دو سالہ ایک اونٹنی

۲۹۶ سے ۳۰۴ تک سہ سالہ چھ اونٹنیاں

اس نقشہ میں ۱۵۰ سے آخر تک دیئے گئے اعداد سے ایک کلیہ حاصل ہوا، اس کے مطابق جہاں تک چاہیں ہزاروں لاکھوں اونٹوں کی زکوٰۃ کا حساب لگا سکتے ہیں، اس کلیہ کا حاصل یہ ہے کہ ۱۵۰ کے بعد ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری، پھر ۲۵ سے ۳۵ تک یکسالہ اونٹنی، پھر ۳۶ سے ۴۵ تک دو سالہ اونٹنی، پھر ۴۶ سے ۵۰ تک سہ سالہ اونٹنی، اس کے بعد پھر نئے سرے سے ہر پانچ پر ایک بکری، ۲۵ پر یکسالہ اونٹنی، ۳۶ پر دو سالہ، ۴۶ سے ۵۰ تک سہ سالہ۔

ہدایات

① جہاں بکری واجب ہے اس میں ایک سال کی عمر لازم ہے، اور مذکر و مؤنث میں اختیار ہے چاہے بکری دے یا بکرا دے، مگر اونٹنی مؤنث ہی دینا لازم ہے، اونٹ دینا جائز نہیں، البتہ اونٹنی کی قیمت لگا کر اس قیمت سے برابر یا اس سے زائد قیمت کا اونٹ دے دینا جائز ہے۔

② جہاں سہ سالہ چار اونٹنیاں واجب ہیں وہاں اختیار ہے کہ ان کے بجائے دو سالہ پانچ اونٹنیاں دے دے۔

③ زکوٰۃ کا حساب مذکور اس صورت میں ہے کہ اونٹ تجارت کے لیے نہ ہوں اور ان کا غالب چارہ باہر چرنا ہو، گھر میں چارہ نہ دیا جاتا ہو، یا باہر چرنے کی بہ نسبت گھر کا چارہ کم ہو، اگر گھر کا چارہ زیادہ ہو یا دونوں برابر ہوں تو زکوٰۃ نہیں۔

Marfat.com

۴) اگر اونٹ تجارت کے لیے ہوں تو ان پر حساب مذکور کے مطابق بکری اونٹنی واجب نہیں، بلکہ دوسرے اموال تجارت کی طرح ان کی قیمت پر زکوٰۃ فرض ہوگی، خواہ باہر چرتے ہوں یا گھر میں چارہ دیا جاتا ہو، تجارت کے لیے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خریدتے وقت ان کو فروخت کرنے کی نیت ہو، اگر خریدنے کے بعد بیچنے کی نیت کی، یا اصل کو برقرار رکھتے ہوئے انکی نسل کو بیچنے کی نیت ہو، خواہ اصل کو خریدتے وقت یہ نیت ہو یا بعد میں، ان سب صورتوں میں یہ مالِ تجارت نہیں۔

۵) جو اُونٹ سواری یا بار برداری کے لیے ہوں ان پر کسی قسم کی زکوٰۃ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(احسن الفتاویٰ از ص ۲۷۲ تا ص ۲۷۵ جلد ۴ و ہدایہ ص ۱۸۸ جلد ۱)

گائے و بھینس کی زکوٰۃ کا نصاب

گائے اور بھینس دونوں ایک ہی قسم میں ہیں، دونوں کا نصاب بھی ایک ہے اور اگر دونوں کے ملانے سے نصاب پورا ہوتا ہو تو دونوں کو ملالیں گے مثلاً بیس گائے ہوں اور دس بھینس تو دونوں کو ملا کر تیس کا نصاب پورا کرلیں گے مگر زکوٰۃ میں وہی جانور دیا جائے گا جس کی تعداد زیادہ ہو، یعنی اگر گائے زیادہ ہیں تو زکوٰۃ میں گائے دی جائے گی اور اگر بھینس زیادہ ہیں تو زکوٰۃ میں بھینس دی جائے گی اور اگر دونوں برابر ہیں تو اختیار ہے۔

تیس گائے بھینس میں ایک گائے یا بھینس کا بچہ جو پورے ایک سال کا ہو، تیس سے کم میں کچھ نہیں اور تیس کے بعد انتالیس تک بھی کچھ نہیں (صرف ایک سالہ بچہ ہی ہے) چالیس گائے بھینس میں پورے دو سال کا بچہ۔ اکتالیس سے انسٹھ تک کچھ نہیں (یعنی صرف دو سالہ بچہ ہی رہے گا) جب ساٹھ ہو جائیں تو ایک ایک سال کے دو بچے دیئے جائیں گے۔ پھر جب ساٹھ سے زیادہ ہو جائیں گے تو ہر تیس میں ایک سال کا بچہ اور ہر چالیس میں دو سال کا بچہ مثلاً ستر ہو جائیں تو ایک ایک سال کا بچہ اور ایک دو سال کا بچہ۔ کیونکہ ستر میں ایک تیس کا نصاب ہے اور ایک چالیس کا۔ اور جب اسی ہو جائیں تو دو سال کے دو بچے کیونکہ اس میں چالیس کے دو نصاب ہیں اور نوے میں ایک ایک سال کے تین بچے، کیونکہ نوے میں تیس کے نصاب ہیں اور سو میں دو بچے ایک ایک سال کے اور ایک بچہ دو سال کا۔ کیونکہ سو میں دو نصاب تیس کے اور ایک نصاب چالیس کا ہے، ہاں جہاں کہیں دونوں نصابوں کا حساب مختلف نتیجہ پیدا کرتا ہو وہاں اختیار ہے

Marfat.com

چاہے جس کا اعتبار کریں۔ مثلاً بیس میں چار نصاب توتیس کے ہیں اور تین نصاب چالیس کے، پس اختیار ہے کہ تیس کے نصاب کا اعتبار کر کے ایک سال کے چار بچے دیں یا چالیس کے نصاب کا اعتبار کر کے دو سال کے تین بچے دیں۔

غرض یہ کہ ساٹھ کے بعد پھر ہر دہائی سے نصاب بدلتا رہے گا، دہائی سے کم بڑھے تو زکوٰۃ میں زیادتی نہ ہوگی وہی زکوٰۃ دینا ہوگی جو اس سے پہلے دی جاتی تھی۔

(علم الفقہ ص ۲۵ جلد ۴ و احسن الفتاویٰ ص ۲۷۱ جلد ۴ و فتاویٰ عالمگیری ص ۱۸ا جلد ۹۴)

نوٹ: گائے و بھینس کے نصاب میں نر و مادہ یعنی بیل، بچھڑا، کٹڑا، جھوٹا بھینسا وغیرہ کا بھی یہ ہی حکم ہے۔ (محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

بکریوں اور بھیڑوں کی زکوٰۃ کا نصاب

سوال: جو بکریاں باہر چرتی ہیں اور تجارت کے لیے نہیں ہیں، ان کی زکوٰۃ کا کیا حساب ہے؟ کتنی بکریوں پر ایک بکری واجب ہے؟ بکری اور بھیڑ کا حکم ایک ہے یا دونوں میں فرق ہے؟

جواب: چالیس بکریوں پر ایک بکری یا ایک بکرا واجب ہے۔ چالیس سے ایک سو بیس تک یہی واجب ہے، پھر ایک سو اکیس سے دو سو تک دو بکریاں۔ پھر دو سو ایک سے تین سو ننانوے تک تین بکریاں، پھر چار سو پر چار بکریاں، اس کے بعد ہر سیکڑے پر ایک بکری واجب ہے، بھیڑوں کا بھی یہی حکم ہے۔ (مینڈھے بھی اسی میں شامل ہیں)۔ بھیڑ و بکری مخلوط (ملی ہوئی) ہوں تو بھی یہی نصاب ہے، البتہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں یہ فرق ہے کہ بھیڑ اور بکری میں سے جو زیادہ ہوں زکوٰۃ میں وہی جانور دیئے جائیں، اور اگر دونوں برابر ہوں تو اختیار ہے کہ اعلیٰ قسم سے ادنیٰ قیمت کا جانور دے یا ادنیٰ قسم سے اعلیٰ قیمت کا دے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۷۲ جلد ۴ بحوالہ ردالمختار ص ۲۰ و فقہ الزکوٰۃ ص ۲۷۷ جلد اول و علم الفقہ ص ۲۶ جلد ۴ و عالمگیری ص ۱۷ا جلد ۴)

سال کے درمیان جانور کے مرنے پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ: ایک شخص کے پاس دو سو درہم کی مالیت (ساڑھے باون تولہ چاندی) کا بکریوں کا ریوڑ تھا، اتفاق سے وہ سال بھر گذرنے سے پہلے مر گئیں۔ اس شخص نے ان کی کھالیں اتار کر انھیں رنگ لیا اور اب ان کھالوں کی قیمت نصاب شرعی کے برابر ہوگئی، پھر بکریوں کا سالِ نصاب بھی پورا ہو گیا تو اب ان رنگی ہوئی کھالوں پر زکوٰۃ واجب ہوگئی۔

مسئلہ کسی شخص کے پاس کاروباری مقصد کے لیے انگور کے شیرے کا ذخیرہ سال بھر گذرنے سے پہلے وہ شراب میں تبدیل ہو گیا اور اس کے بعد اس کا سرکہ بن گیا جس کی قیمت نصاب کے برابر ہو گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ شیرہ کا جو سال نصاب چالو تھا وہ بھی پورا ہو گیا تو تب اس سرکہ پر زکوٰۃ واجب نہ ہو گی، فقہاء نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ پہلے مسئولہ میں بکریوں کی اون اپنی قیمت رکھتی تھی وہ بدستور (ان کے مرنے کے بعد بھی) سال بھر تک باقی رہی اور دوسرے مسئلہ میں کل مال (جو شیرۂ انگور کی شکل میں تھا) ختم ہو گیا، اور ایک دوسری چیز بن گئی اس لیے سال کا حکم بھی اس پر باقی نہ رہا۔ (فتاویٰ قاضی خاں وفتاویٰ عالمگیری ص ۱۴ ج ۴)

مسئلہ جانوروں کے بچوں پر اگر وہ تنہا ہوں تو زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ ہاں اگر ان کے ساتھ بڑا جانور بھی ہو گو ایک ہی ہو تو ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہو گی اور زکوٰۃ میں وہ ہی جانور دیا جائے گا اور سال پورا ہونے کے بعد اگر وہ بڑا جانور مر جائے تو زکوٰۃ ساقط یعنی ختم ہو جائے گی۔

(امداد مسائل زکوٰۃ ص ۵۱ و در مختار)

بکری کے بچوں پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ اگر صرف بچے ہیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں، اور اگر ان کے ساتھ کوئی ایک سال کی یا اس سے بڑی بکری بھی ہے تو اسکے ساتھ مل کر نصاب بچوں کا اعتبار ہوگا، اور مجموعہ چالیس پر ایک بڑی بکری فرض ہو گی۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۶۶ جلد و فقہ الزکوٰۃ ص ۲۸۱ جلد اول)

جو مواشی جنگل میں چریں اور گھر میں بھی

سوال گائے (بھینس وغیرہ) جنگل میں بھی چرتی ہیں اور گھر میں بھی چارہ دیا جاتا ہے تو ان پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں، جبکہ کامل نصاب ہے؟

جواب غالب خوراک کا اعتبار ہے، اگر جنگل میں چرنے کی خوراک غالب ہے تو زکوٰۃ فرض ہے (یعنی بغیر پیسوں کے چرنا) اور گھر کا چارہ غالب ہے یا دونوں برابر ہیں تو زکوٰۃ فرض نہیں، البتہ تجارت کے لیے ہوں تو مالِ تجارت کی زکوٰۃ فرض ہو گی۔

مسئلہ جن مواشی کا غالب چارہ گھر میں ہو یا باہر چرنا کم ہو، ان پر زکوٰۃ فرض نہیں، البتہ تجارت کی نیت سے خریدے ہوں تو ان کی قیمت پر زکوٰۃ فرض ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۲۷۶ جلد ۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۲۰ جلد ۲)

Marfat.com

تجارتی مواشی کی زکوٰۃ کا حکم

سوال ہم بکریوں کی تجارت کرتے ہیں، چالیس پچاس بکریاں موجود رہتی ہیں، مگر خرید و فروخت کی وجہ سے بدلتی رہتی ہیں، کوئی بکری پورے سال نہیں رہتی، یہ بکریاں جنگل میں چرتی ہیں؟

جواب ان بکریوں کی زکوٰۃ میں بکری واجب نہیں، بلکہ دوسرے اموال تجارت کی طرح ان بکریوں کی قیمت لگا کر اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے گا۔

(احسن الفتاویٰ ص ۲۷۷ ج ۴ بحوالہ ردالمختار ص ۱۷ جلد ۲)

دودھ فروخت کرنے کی نیت سے پالی ہوئی بھینسوں کا حکم

جو بھینسیں جنگل میں نہیں چرتیں بلکہ ان کو خود گھر میں کھلایا جاتا ہے، اس لیے ان پر زکوٰۃ فرض نہیں، البتہ اگر بھینسوں کی تجارت بھی مقصود ہو، یعنی بھینس خریدتے وقت اس کا دودھ بیچنے کے ساتھ خود بھینس بیچنے کی نیت ہو تو ایسی بھینسوں کی قیمت پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

(احسن الفتاویٰ ص ۲۷۷ ج ۴)

زرعی سرمائے پر زکوٰۃ

انسان پر اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ایک بڑا احسان اور اس کی ایک بڑی نعمت خود اس زمین کی تخلیق ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر طرح کی نباتات اور ہر قسم کے پھل پھول پیدا ہوتے ہیں اور بنی نوع انسان کے لیے نوع بہ نوع پیدا ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض مغربی ماہرین اقتصادیات نے یہ رائے اختیار کی ہے کہ زرعی زمین پر ایک جداگانہ ٹیکس ہونا چاہئے کہ زمین ہی انسانی معیشت کا حقیقی سرچشمہ ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ نظرِ بصیرت رکھنے والے کے لیے یہ محض فضل الٰہی ہے کہ اس نے زمین کو انسان کے تابع بنا دیا اور اس میں اس کی روزی پنہاں کر دی اور اس میں برکت دے کر تمام انسانوں کی متعین روزی کا ذخیرہ جمع کر دیا۔

اور اگر ذرا ہم اس پر غور کریں کہ ایک دانہ کو پھل دار درخت بننے میں کن کن مراحلِ نشو ونما سے گزرنا ہوتا ہے اور کیا قوانین قدرت اس کی افزائش میں کارفرما ہوتے ہیں، تو ہم اس

Marfat.com

کی مہربانی پر سجدۂ شکر بجالائیں۔

کیونکہ ہر مٹی روئیدگی (پیداوار) کے قابل نہیں ہوتی، بلکہ مٹی میں ایسے ناگزیر عناصر درکار ہوتے ہیں جو نباتات کے پروان چڑھانے میں مددگار بنتے ہیں۔تو یہ ایسے عناصر پر مشتمل مٹی کس نے پیدا کی ہے؟

ہر نبات کے اُگنے اور نشوونما کے لیے پانی بھی لازم ہے اور اللہ تعالیٰ نے بادلوں سے پانی برسانے اور پہاڑوں سے چشمے بہا دینے کا بندوبست فرمادیا اور اس کو ایسی مناسب مقدار میں زمین میں جاری کیا کہ مخلوقاتِ انسانی اور وحشی کو نقصان نہ پہنچے اور جان دار غرق نہ ہوجائیں۔ پودوں کو مخصوص گیسوں کی بھی ضرورت ہے، اور اللہ تعالیٰ نے یہ گیس ہوا کے اندر تخلیق فرمادیں اور نباتات کو حکم فرمادیا کہ وہ انسان اور حیوان کے منہ سے نکلنے والی کاربن گیس اپنے اندر جذب کرتے ہیں اور اس طرح حیوانات اور نباتات میں یہ بے نظیر اور عجیب تبادلۂ گیس وقوع پذیر ہوتا رہے۔

نباتاتی افزائش کے لیے روشنی اور گرمی ایک مناسب اور موزوں مقدار میں درکار ہے کہ گرمی اگر زیادہ بڑھ جائے گی تو پودے جل جائیں گے اور اگر کم ہوجائے گی تو پودے کملا جائیں گے اور حرارت نہ ہوگی تو کائنات میں کسی بھی ذی حیات کا وجود باقی نہ رہے گا۔

یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے سورج کو پیدا کیا اور اس کو زمین سے اتنے موزوں فاصلہ پر رکھا کہ زمین تک پہنچنے والی اس کی حرارت (گرمائی) زندگی کے لیے موزوں ہوجائے کہ سورج اگر زمین سے قریب آجائے تو ہر زندہ وجود جل کر خاکستر ہوجائے اور اگر سورج زمین سے کہیں دور نکل جائے تو ہر وجود یخ بستہ ہوکر رہ جائے۔

بیج میں نمء اور افزائش اور بڑھنے و پھلنے اور پھولنے کی صلاحیتیں کس نے ودیعت کی ہیں؟ کس نے کھجور کی گٹھلی سے آسمان کی جانب اٹھا ہوا، تر و تازہ پھول اور پھل والا ذی قامت درخت کھڑا کیا ہے؟ کس نے دانۂ گندم کی سات بالیں پیدا کیں اور ہر بالی میں سو دانے اگائے؟

ظاہر ہے کہ اللہ ہی نے یہ سارا نظام کیا ہے، یہ ساری ترتیب قائم کی اور تخلیق کا اعجاز ظاہر کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں پر احسان کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

افرأیتم ماتحرثون أأنتم تزرعونه ام نحن الزارعون۔ (الواقعہ آیۃ ۶۳ پ ۲۷)

ترجمہ کبھی تم نے سوچا یہ بیج جو تم بوتے ہو، ان سے کھیتیاں تم اگاتے ہو، یا ان کے اگانے والے ہم ہیں؟ ہم چاہیں تو ان کھیتوں کو بھس بنا کر رکھ دیں اور تم طرح طرح کی باتیں بناتے

رہے جاؤ کہ ہم پر تو اُلٹی چٹیں پڑ گئی بلکہ ہمارے نصیب ہی پھوٹے ہوئے ہیں۔

بلاشبہ زمین کی ہر پیداوار اللہ سبحانہ کا احسان اور اس کا فضل ہے اور حقیقی پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے اور ہم تو ایک تنکا بھی زمین سے نہیں اُگا سکتے، اس عظیم نعمت پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس قدر خوشگوار لذتوں کی حامل غذائیں اس زمین سے ہمارے لیے پیدا فرمائیں۔ اس اظہار کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اس زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ (عشر و نصف عشر وخراج) ادا کریں تاکہ محتاجوں کی ضرورتوں کی تکمیل ہو جائے اور اللہ کے دین کی حمایت ونصرت کی جا سکے۔ (فقہ الزکوٰۃ از ص ۴۵۱ تا ص ۴۵۵ جلد ۱)

عشر کے واجب ہونے کی دلیل

کھیتی اور پھلوں کی زکوٰۃ (عشر یعنی پیداوار کا دسواں حصہ) کی دلیل کتاب وسنت سے بھی ثابت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ واتوا حقہ یوم حصادہٖ۔ یعنی فصل کاٹنے کے وقت حق اللہ نکال دیا کرو۔ (پارہ ۸ سورہ الانعام)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''جو کھیتی بارش سے سیراب ہو اس پر عشر ۱/۱۰ واجب ہے اور جس کو ڈول یا جرس یا رہٹ سے سیراب کیا ہو اس میں نصف عشر (۱/۲۰ بیسواں حصہ) واجب ہے۔

اس حدیث شریف میں اس کی تفصیل ہے جس کا ذکر مذکورہ آیت شریفہ میں اجمالی طور پر کیا گیا ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۱۰۳ ج ۱)

عشر کا مفہوم کیا ہے؟

لفظِ عشر کے اصلی معنی دسواں حصہ ہے مگر حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واجباتِ شرعیہ کی جو تفصیل بیان فرمائی ہے اس میں عشری زمین کی دو قسمیں قرار دی ہیں۔ ایک میں عشر یعنی دسواں حصہ پیداوار کا ادا کرنا فرض ہوتا ہے اور دوسری میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ۔ لیکن فقہاء کی اصطلاح میں ان دونوں قسموں پر عائد ہونے والی زکوٰۃ کو عشر ہی کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ عشری زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ عبادت ہے۔

(امداد مسائل زکوٰۃ ص ۸۱ وعشر وخراج کے احکام ص ۲۴۷)

Marfat.com

نصابِ عشر کیا ہے؟

مسئلہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عشر کا نصاب نہیں بلکہ ہر قلیل و کثیر میں عشر واجب ہے۔

(فقہ الزکوٰۃ ص۲۰۲ ج۱)

پیداوار جتنی بھی ہو، کم ہو یا زیادہ، ہر حال میں عشر نکالنا واجب ہے، اس کے لیے زکوٰۃ کی طرح کوئی خاص نصاب نہیں ہے جس سے کم ہونے پر عشر ساقط ہو جائے، وجہ اس کی قرآن وحدیث کے الفاظ کا عموم ہے: ومما اخرجنا لکم من الارض الخ۔ (پارہ۳ سورۂ بقرہ)

(جواہر الفقہ ص۴۷ ج۲۔ عشر وخراج کے احکام وفتاویٰ دار العلوم ص۶۷ ج۶ وفتاویٰ محمودیہ ص۱۰۱ ج۳)

کیا مقروض پر عشر واجب ہے

مسئلہ عشر باوجود قرض کے بھی لازم ہوتا ہے پس جس جگہ عشر لازم ہے وہاں عشر کے واجب ہونے کے لیے دَین یعنی قرض مانع نہیں ہے اور جہاں عشر واجب نہیں ہے وہاں بھی دیدینے میں کچھ حرج نہیں۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۱۶۶ ج۶)

عشر واجب ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا، کیونکہ عشر خالصۃً عبادت ہے اور کافر عبادت کا اہل نہیں۔ (بدائع)

(۲) زمین کا عشری ہونا، خراجی زمین پر عشر واجب نہیں ہوتا۔

(۳) زمین سے پیداوار کا حاصل ہونا۔ اگر کسی بے اختیاری سبب یا اپنی غفلت و کوتاہی کے سبب پیداوار حاصل نہ ہو تو بہر حال عشر ساقط ہو جائے گا۔

(۴) ایسی پیداوار جو بو کر حاصل ہو، خودرو گھاس یا درخت پر عشر واجب نہیں۔

(امداد مسائل الزکوٰۃ ص۸۵)

مسئلہ عام احکامِ شرعیہ میں عاقل و بالغ ہونا بھی شرط ہے مگر زمین پر عشر کے وجوب میں یہ دونوں شرطیں نہیں کیونکہ عشر کے واجب ہونے کے لیے زمین کے مالک کا عاقل اور بالغ ہونا ضروری نہیں، زمین کا مالک اگر بچہ یا مجنون ہے مگر زمین سے پیداوار حاصل ہوتی ہے تو اس میں عشر واجب ہوگا اور اس کے اولیاء (سرپرستوں) کے ذمہ اس کا اداء کرنا فرض ہے۔ بخلاف زکوٰۃ کے، کہ وہ بچہ اور مجنون کے مال میں واجب نہیں ہوتی۔ (بدائع)

Marfat.com

مسئلہ عشر کے واجب ہونے کے لیے زمین کا خود مالک ہونا شرط نہیں چنانچہ وقف کی زمین کی پیداوار میں بھی عشر واجب ہے، اسی طرح اگر کسی شخص نے عاریۃً یا اجارۃً یا کرایہ پر زمین لی ہے اور اس میں زراعت کرتا ہے تو اس کی پیداوار کا عشر اس شخص کے ذمہ ہے۔ زمین کے مالک کے ذمہ نہیں۔

مسئلہ عشر کے واجب ہونے کے لیے سال گذرنا بھی شرط نہیں۔ سال میں جتنی دفعہ پیداوار ہوگی اور بڑھے گی، اتنی دفعہ ہی عشر واجب ہوگا۔

مسئلہ قرض کا نہ ہونا بھی عشر کا ادا کرنا لازم ہے اور قرض کی رقم کو منہا بھی نہیں کیا جائے گا (یعنی وضع نہ ہوگا)۔

(عشر و خراج کے احکام ص ۲۷۲، جواہر الفقہ ص ۲۷۱ جلد دوم و احسن الفتاویٰ ص ۲۴۵ جلد چہارم)

مسئلہ ایک شرط مزید یہ ہے کہ زمین سے جو پیداوار حاصل ہو، جس پر پیداواری یا نمائی کی غرض سے زراعت کی جائے، لہٰذا لکڑی، گھانس، بانس، نرسل اور برگِ خرما پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ کیونکہ اس قسم کی اشیاء سے زمین میں نموء نہیں ہوتی، بلکہ کم ہو جاتی ہے البتہ اگر انکو جدا کر کے ان سے نفع کمایا جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی، بشرطیکہ اس کی قیمت نصاب کو پورا کرتی ہو۔

مسئلہ زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے ضروری ہے کہ زمین پر فی الواقع زراعت ہوئی ہو بخلاف خراج کے کہ اس پر خراج اسی وقت واجب ہو جاتا ہے جب کہ زمین قابلِ زراعت ہو جائے (گو سر دست اس پر کھیتی نہ ہو) اسی طرح ضروری ہے کہ زمین کا مالک زراعت کرنے کے قابل ہو، چنانچہ اگر کوئی شخص زمین پر زراعت کرنے کی قدرت تو رکھتا ہو، لیکن زراعت نہیں کرتا، تو اس پر زکوٰۃ (عشر) واجب نہیں ہے لیکن خراج بہر حال واجب الاداء ہے، کیونکہ اس زمین میں نماء (افزونی) کی صلاحیت ہے، غرض وجوب زکوٰۃ کی شرط یہ ہے کہ زمین میں پیداواری، نشو ونما ہو رہی ہو۔ بخلاف خراج کے اس کے واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ زمین میں نمو کی صلاحیت پیدا ہو گئی ہو۔ (کتاب الفقہ ص ۱۰۰۴ ج ۱)

عشر و خراج کے احکام

عشر و خراج شریعتِ اسلام کے دو اصطلاحی لفظ ہیں۔ ان دونوں میں یہ بات مشترک ہے کہ اسلامی حکومت کی طرف سے زمینوں پر عائد کردہ ٹیکس کی حیثیت ان دونوں میں ہے۔ فرق

یہ ہے کہ عشر صرف ٹیکس نہیں بلکہ اس میں ایک حیثیت عبادت کی بھی ہے اور اسی لیے اسکو ''زکوٰۃ الارض'' (زمین کی زکوٰۃ) کہا جاتا ہے اور خراج خالص ٹیکس ہے جس میں عبادت کی کوئی حیثیت نہیں۔ اسی لیے عشر مسلمانوں کی زمین کے ساتھ مخصوص ہے اور عملی فرق یہ ہے کہ عشر تو زمین کی پیداوار ہے، اگر پیداوار نہ ہو خواہ اس کا سبب مالکِ زمین کی غفلت ہی ہو کہ اس نے قابلِ کاشت زمین کو خالی چھوڑ دیا، کاشت نہیں کی، اس صورت میں بھی عشر لازم نہیں ہوگا کیونکہ عشر پیداوار ہی کے ایک حصہ کا نام ہے۔ بخلاف خراج کے کہ وہ قابلِ کاشت زمین پر عائد ہے۔ اگر مالک نے غفلت برتی اور قابلِ کاشت ہونے کے باوجود اس میں کاشت نہیں کی تو خراج اس حالت میں بھی اس پر لازم ہوگا۔ (شامی ص ۴۷ ج ۲)

البتہ زمین کا قابلِ کاشت ہونا اس میں بھی شرط ہے۔ بنجر زمین جس میں کاشت کی صلاحیت نہ ہو یا پانی سے اتنی دور ہو کہ پانی زمین تک نہیں پہنچ سکتا اور بارش اتنی نہیں ہوتی جس سے کوئی چیز زمین سے پیدا ہو سکے تو ایسی زمین میں خراج نہیں ہے۔ (بدائع۔ جواہر الفقہ ص ۲۴۷ ج ۲)

مسئلہ ہر پیداوار میں جس سے آمدنی حاصل کرنا مقصود ہو عشر واجب ہوتا ہے خواہ غلہ ہو خواہ پھل، پس کھیت اور باغ دونوں میں عشر واجب ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۶۹ ج ۲)

عشر اور زکوٰۃ میں فرق

عملی طور پر عشر اور زکوٰۃ میں یہ فرق بھی ہے کہ اموالِ تجارت اور سونا چاندی وغیرہ اگر سال بھر رکھے رہیں ان میں کسی درجہ سے کوئی نفع نہ ہو بلکہ نقصان بھی ہو جائے مگر نقصان ہو کر مقدارِ نصاب سے کم نہ ہوں تو بھی زکوٰۃ ان اموال کی ادا کرنا فرض ہے۔ بخلاف عشر کے زمین میں پیداوار ہوگی تو عشر لازم ہوگا اور اگر پیداوار نہ ہوئی تو کچھ بھی واجب نہیں۔ (جواہر الفقہ ص ۲۴۷ ج ۲)

مسئلہ حکومت جو خراج لیتی ہے وہ زکوٰۃ (عشر) نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۸ ج ۱۱)

خاتمۂ زمینداری کے بعد مسئلہ عشر

حامداً و مصلیاً۔ زمینداری ختم ہونے کے بعد جب ہر زمین ملکِ حکومت قرار پا گئی پھر حکومت نے اپنی طرف سے جس جس کو بھی زمین دی ہے تو اس پر عشر واجب ہے نہ نصف عشر، تاہم اگر کوئی شخص عشر یا نصف عشر ادا کردے تو موجبِ خیر و برکت ہے، جس قدر بھی زیادہ غرباء کو دے گا اجر و ثواب پائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۸۹ ج ۳)

کیا ہندوستان کی زمین پر عشر واجب ہے؟

مسئلہ ہندوستان میں جو زمینیں مسلمانوں کی مملوکہ ہیں وہ عشری ہیں کیونکہ اصل وظیفہ مسلمانوں کی زمین کا عشر ہے، پس بحالتِ اشتباہ احوط عشر نکالنا ہے۔

مسئلہ ہندوستان کی تمام زمینوں کا ایک حکم نہیں ہے، البتہ جو زمینیں مملوکہ مسلمانوں کی ہیں اس میں عشر واجب ہے، مسلمان کو عشر نکالنا چاہیے۔ (جو ہر الفقہ ص ۲۶۱)

مسئلہ اور جب کہ عشر بمنزلہ زکوٰۃ ہے تو جیسا کہ زکوٰۃ اموال ہر جگہ واجب ہے اسلامی شہر ہوں یا غیر اسلامی۔ اسی طرح عشر بھی ہر جگہ لازم ہوگا، اور اگر عشری زمین سے خراج لے لیا جائے تب بھی عند اللہ عشر ساقط نہیں ہوتا، اس لیے صاحبِ زمین کو عشر نکال کر فقراء کو دینا چاہیے۔ الحاصل احوط یہی ہے کہ مسلمان اپنی اراضی کی پیداوار زمین میں سے عشر ادا کریں۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۸۹ ج ۶)

مسئلہ احتیاط اس میں ہے کہ بغرضِ حصولِ خیر و برکت جہاں تک ہو سکے عشر و نصف عشر نکالتے رہنا چاہیے۔ (نظام الفتاویٰ ص ۳۵۷ ج ۱)

جو اشیاء محفوظ کر لی جائیں ان کا حکم

مسئلہ فصلوں کی پیداوار اور پھلوں پر سال گذر جانے سے دوبارہ زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی، یعنی جب کہ ایک مرتبہ فصلوں کی پیداوار پھلوں پر عشر عائد ہو چکا تو دوبارہ ان اشیاء پر کچھ نہیں ہوگا خواہ یہ مالک کے پاس کئی سالوں تک محفوظ رہیں، اس لیے کہ زکوٰۃ کا تکرار (ہر سال عائد ہونا) صرف افزائش پذیر مال میں ہوتا ہے اور زمینی پیداوار اور پھلوں میں سے جو اشیاء محفوظ کرتی جائیں تو چونکہ اب ان کی افزائش ختم ہو چکی ہے اور انھیں اب ختم ہو جانا ہے اس لیے اب ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ (فقہ الزکوٰۃ ص ۱۹۲ ج ۱)

مسئلہ عشر یعنی پیداوار کا دسواں حصہ جس جگہ واجب ہے کل پیداوار پر واجب ہے اور جس وقت غلہ پیدا ہوا اسی وقت واجب ہوتا ہے، سال گذرنے کی قید اس میں نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۶۵ ج ۶)

عشر کس پر ہے؟

سوال ① عشر کی تعریف کیا ہے؟

(۲) کیا زکوٰۃ کی طرح اس کا بھی نصاب ہوتا ہے؟

(۳) کیا عشر سب زمینداروں پر ہوتا ہے؟

(۴) یہ کن لوگوں کو ادا کیا جاتا ہے؟

(۵) ایک آدمی اگر اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردے تو کیا عشر بھی دینا ہوگا؟

(۶) کیا یہ سال میں ایک مرتبہ دیا جاتا ہے یا ہر نئی فصل پر؟

(۷) کیا مویشیوں کے چارہ کے لیے کاشت کی گئی فصل پر بھی عشر ہوگا؟

جواب (۱) عشر زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ ہے۔ اگر زمین بارانی ہو کہ بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہے تو پیداوار اٹھنے کے وقت اس پر دسواں حصہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں دینا واجب ہے۔ اور اگر زمین کو خود سیراب کیا جاتا ہے تو اس کی پیداوار کا بیسواں حصہ صدقہ کرنا واجب ہے۔

(۲) ہمارے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کا کوئی نصاب نہیں بلکہ پیداوار کم ہو یا زیادہ، اس پر عشر واجب ہے۔

(۳) جی ہاں! جو شخص بھی زمین کی فصل اٹھائے اس کے ذمہ عشر واجب ہے۔

(۴) عشر کے مستحق وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

(۵) عشر پیداوار کی زکوٰۃ ہے۔ اس لیے دوسرے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کے باوجود پیداوار پر عشر واجب ہوگا۔

(۶) سال میں جتنی بھی فصلیں آئیں، ہر نئی فصل پر عشر واجب ہے۔

(۷) جی ہاں! مویشیوں کے چارے کے لیے کاشت کی گئی فصل پر بھی حضرت امام صاحبؒ کے نزدیک عشر واجب ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۴۰۰ ج ۳ و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۰۰ ج ۳ و ہدایہ ص ۱۸۱ جلد اول)

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک پھلوں، سبزیوں، ترکاریوں اور مویشیوں کے چارے میں بھی، جس کو کاشت کیا جاتا ہو، عشر واجب ہے۔ زرعی پیداوار میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، صرف عشر واجب ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۴۰۹ ج ۳ و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۰۱ ج ۳)

Marfat.com

چارہ والی زمین کا حکم

مسئلہ: عشر (پیداوار کا دسواں حصہ) اس کھیتی میں بھی ہے جو جانوروں کے چارہ (کھانے) کے لیے ہے اور غلہ یا چارہ اس میں پیدا ہوا ہو واجب ہے۔

مسئلہ: کھیت کو بغیر دانہ اور بلا پختگی کے کاٹ کر جانوروں کو کھلایا جائے تو عشر نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص۱۸۶ ج۶)

(یعنی اگر غلہ کے لیے کھیت بویا لیکن ارادہ بدل گیا اور کھیت کو پکنے سے پہلے پہلے ہی کاٹ کر جانوروں کا چارہ بنا دیا تو عشر واجب نہیں ہے، جیسا کہ عبارت سے ظاہر ہے۔ رفعت)

کھیتی پکنے سے پہلے فروخت کرنے پر عشر کا حکم

مسئلہ: اگر کھڑے کھیت کو تیار ہونے سے پہلے فروخت کر دیا گیا تو اس کی زکوٰۃ (عشر) خریدار پر واجب ہوگی۔ اور اگر دانہ پک جانے کے بعد بیچا تو اس کی زکوٰۃ بیچنے والے کے ذمہ ہے۔

مسئلہ: پھل دار درخت کی زکوٰۃ اس وقت واجب ہوگی جب اس میں پھل لگ جائیں، اور ان کے خراب ہونے کا اندیشہ نہ رہے، بایں طور کہ وہ ایسے ہو جائیں کہ ان کو کام میں لایا جا سکے۔ پھر ان پر جو واجب ہوگا وہ کاٹنے کے وقت نکالا جائے، البتہ غلہ کی زکوٰۃ (عشر) کا وقت وہ ہے جب کہ اس کو تھوڑا اور صاف کیا جائے، اگر مالک کے اپنے کسی عمل کے بغیر حاصل شدہ پیداوار (ازخود) تلف ہو جائے تو اس کی زکوٰۃ بھی ساقط (ختم) ہو جائے گی اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جبکہ اس کا توڑنا ناگزیر ہو۔ (کتاب الفقہ ص۱۰۰۵)

ناکافی پیداوار کا حکم

سوال: بسا اوقات پیداوار میں اس قدر غلہ بھی نہیں ہوتا جس کی قیمت خرچ شدہ رقم کے برابر ہو، ایسی صورت میں زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے؟

جواب: جو کچھ پیدا ہو اس کا دسواں حصہ نکالنا چاہیے، خواہ کم ہو یا زیادہ مثلاً اگر سو من غلہ پیدا ہو تو دس من دیا جائے اور اگر دس من پیدا ہو تو ایک من دیا جائے، اور اخراجات کو محسوب نہ کیا جائے گا۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص۷۶ ج۶)

Marfat.com

بٹائی کی زمین کا عشر کس طرح پر ہے؟

سوال میں ایک زمیندار کی زمین میں کاشت کرتا ہوں، دس ہزار کی کپاس ہوئی پانچ کی میرے حصہ میں آئی۔ اب کیا میں پورے دس ہزار کا عشر نکالوں یا اپنے حصہ میں سے؟

جواب آپ اپنے حصہ کی پیداوار کا عشر نکالیئے، کیونکہ اصول یہ ہے کہ زمین کی پیداوار جس کے گھر آئے گی، زمین کا عشر بھی اسی کے ذمہ ہوگا۔ پس مزارع کے (بٹائی کے) حصہ میں جتنی پیداوار آئے اس کا عشر اس کے ذمہ ہے اور مالک کے حصہ میں جتنی جائے اس کا عشر اس پر لازم ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۲۱ ج ۳ وفتاویٰ دار العلوم ص ۱۵۹ ج ۶ بحوالہ درمختار باب العشر ص ۷۵ جلد ۲)

کیا پیداوار کا خرچہ نکال کر عشر ہے؟

سوال آج کل کپڑے مار اسپرے اور کیمیائی کھاد ٹریکٹر کے ذریعے ہل چلائے جاتے ہیں، کیا خرچ فصل کی آمدنی سے کم کر کے عشر دینا ہوگا یا کل پیداوار پر؟

جواب شریعت نے اخراجات پر نصف عشر (یعنی بیسواں حصہ) کر دیا ہے۔ اس لیے اخراجات وضع کر کے عشر نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ تمام پیداوار کا عشر دیا جائے گا۔ (آپ کے مسائل ص ۳۱۲ ج ۳)

مسئلہ اخراجات کو وضع نہیں کیا جائے گا، بلکہ پوری پیداوار کا بیسواں حصہ ادا کرنا ہوگا۔ نیز بیج کو بھی اخراجات میں شمار کیا جائے گا۔ (آپ کے مسائل ص ۳۱۱ ج ۳)

کٹائی کا خرچ اور عشر

سوال ڈھائی ایکڑ زمین میں سو من گیہوں پیدا ہوا، اس گندم کی کٹائی کا خرچ تقریباً پانچ من ہوگا اور تھریشر (گہائی) کا خرچ تقریباً پندرہ من ہوگا۔ بچت آمدنی اسی من ہوگئی۔ کیا عشر سو من پر دینا ہوگا یا اسی من پر؟

جواب عشر سو من پر ہوگا۔ (آپ کے مسائل ص ۳۱۲ ج ۳)

مسئلہ عشر میں مزدور کی مزدوری اور دیگر اخراجات کا حساب نہیں ہوتا، یعنی مزدوروں کی مزدوری وغیرہ کی وجہ سے عشر میں کمی نہ ہوگی۔ لہٰذا پیداوار کا دسواں حصہ دینا چاہیے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۸۵ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۶۹ ج ۲ باب العشر)

مسئلہ عشر تمام پیداوار سے نکالا جائے گا، بونے، کاٹنے اور حفاظت کرنے، اسی طرح بیلوں، مزدوروں کو کمینوں وغیرہ کے اخراجات عشر نکالنے کے بعد ادا کیے جائیں۔

(امداد مسائل زکوٰۃ ص ۸۹ و کتاب الفقہ ص ۱۰۰۴ جلد اول)

مسئلہ عشر میں محصول سرکاری وغیرہ کچھ وضع نہ ہوگا۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۸۰ ج ۶)

کیا کھیت کی قیمت پر زکوٰۃ ہے؟

مسئلہ کھیت کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں ہے (چاہے جتنی قیمت کا ہو) زمین اگر عشری ہے تو اس کی آمدنی پر یعنی جس قدر غلہ اس زمین میں پیدا ہو اس پر عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہوتا ہے۔ لیکن اگر زمین عشری نہ ہو تو کچھ واجب نہیں ہوتا۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۵۷ جلد ۶ بحوالہ عالمگیری مصری ص ۱۸۵ ج ۱)

مسئلہ حولانِ حول یعنی مال پر پورا سال گذر جانے کی شرط کھیتی اور پھلوں کے علاوہ دوسری اشیاء کے لیے ہے، کھیتی اور پھلوں کے لیے سال گذر جانے کی شرط نہیں ہے (بلکہ ہر فصل پر سال میں جتنی بھی ہوں عشر ہوگا)۔ (کتاب الفقہ ص ۹۶۴ ج ۱)

کیا سرکاری مال گذاری ادا کرنے سے عشر ادا ہو جائے گا؟

مسئلہ عشر زمین کا زکوٰۃ کی طرح ایک مالی عبادت اور اس کا مصرف بھی وہی ہے جو زکوٰۃ کا ہے۔ اگر کوئی بھی حکومت خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم، اگر زمینداروں یا کاشتکاروں سے کوئی سرکاری ٹیکس وصول کرتی ہے تو اس ٹیکس کی ادائیگی سے عشر ادا نہ ہوگا بلکہ مسلم مالکان کے ذمہ واجب ہوگا کہ وہ بطور خود عشر نکالیں اور اس کے مصرف میں خرچ کریں اور یہ بعینہٖ ایسا ہے جیسے حکومتوں کے انکم ٹیکس ادا کرنے سے اموالِ تجارت اور نقد کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔

(جواہر الفقہ ص ۶۷ ج ۲ و امداد الفتاویٰ ص ۱۹ ج ۲ و فتاویٰ دار العلوم ص ۱۸۲ ج ۶)

جس غلّہ کا عشر نہ نکالا وہ حلال ہے یا حرام؟

مسئلہ جس نے غلّہ میں دسواں حصہ زکوٰۃ (عشر) نہیں نکالی وہ غلّہ حلال ہے۔ لیکن وہ شخص زمین کی زکوٰۃ (عشر) نہ دینے سے گناہ گار اور فاسق ہو جائے گا۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۸۰ ج ۶ و فتاویٰ محمودیہ ص ۵۱ ج ۳)

Marfat.com

جن چیزوں میں عشر واجب ہے؟

مسئلہ اناج، ساگ ترکاری، میوہ پھل، پھول وغیرہ جو کچھ پیدا ہو سب کا یہی حکم ہے یعنی عشر ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۱۸۳)

مسئلہ عشری زمین یا پہاڑ یا جنگل میں سے اگر شہد نکلا تو اس میں بھی یہ صدقہ واجب ہے۔

(درمختار ص ۱۳۹)

مسئلہ تمام اقسام کی ترکاریوں وغیرہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عشر لازم ہے جیسے خربوزہ، تربوز، خیارین، لہسن، پیاز، دھنیہ، توری، کدو، کریلا، سنگترہ وغیرہ۔ (درمختار)

غرض جو چیزیں زمین سے پیداوار میں حاصل ہوتی ہیں جیسے گیہوں، جَو، چنا، چاول، مکی، جوار، باجرہ، کپاس اور ہر قسم کے دانے اور ترکاریاں، سبزیاں، پھول، ترکھجوریں، گنے، ککڑی، کھیرے، بینگن اور اسی قسم کی دوسری چیزیں خواہ ان کے پھل باقی رہیں یا نہ رہیں۔

مسئلہ السی کے پیڑوں اور بیجوں میں عشر واجب ہے۔ اسی طرح اخروٹ، بادام زیرہ اور دھنیا میں بھی عشر واجب ہے۔ اسی طرح میتھی، مٹر، جوار، کنوارہ وغیرہ ان میں بھی عشر لازم ہے۔

(امداد مسائل زکوٰۃ ص ۸۵ بحوالہ اسلام کا مالیاتی نظام وفتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۷ ج ۶ وقدوری ص ۴۱)

مسئلہ عشری زمین میں جو کچھ پیداوار ہو خواہ غلّہ، خواہ نیشکر و چری وغیرہ خواہ خشخاش یا خواہ تمباکو یا اور ادویہ یا پھول جو بغرض نفع بوئے گئے ہوں یا اس میں باغ کسی قسم کے پھل کا ہو، ان سب میں بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ اس زکوٰۃ کو عشر کہتے ہیں۔ (امداد مسائل الزکوٰۃ ص ۳۳)

مسئلہ جب پھل قابلِ اطمینان ہو جائے اس وقت کے حساب سے عشر واجب ہے۔

مسئلہ تیاری سے پہلے جس قدر خرچ کرے گا اس سب کا حساب یاد رکھے اس کا بھی عشر دینا پڑے گا۔ (امداد الفتاویٰ ص ۶۹ ج ۲)

مسئلہ یہ عشر ہر گونہ زمینی پیداوار پر واجب ہے، مثلاً گندم، جَو، باجرہ، جوار، نیز دوسری قسم کے دانے، سبزیاں، خوشبودار پھول گلاب، گنا، خربوزہ، کھیرا، ککڑی، بینگن، زعفران، کھجور اور انگور وغیرہ خواہ وہ پھل دیرپا ہوں یا نہ ہوں، تھوڑے ہوں یا بہت ہوں ان کے لیے نہ نصاب کی شرط ہے اور نہ سال گذر جانے کی۔ پٹ سن، اس کے بیج۔ اخروٹ، بادام زیرہ اور دھنیا پر بھی زکوٰۃ ہے۔

مسئلہ ایسے دانوں پر زکوٰۃ نہیں ہے جن کو زراعت کے کام میں نہیں لایا جاتا۔

(کتاب الفقہ ص ۱۰۰۴ ج ۱)

Marfat.com

عشر کے چند ضروری مسائل

اگر اپنی زمین کا عشر بونے سے پہلے ادا کر دیا تو جائز نہیں اور اگر بونے کے بعد اُگنے سے قبل ادا کیا تب بھی جائز نہیں اور اگر پھلوں کا عشر پھلوں کے ظاہر ہونے سے پہلے ادا کر دیا تو جائز نہیں۔اور اگر پھلوں کے ظاہر ہونے کے بعد دیا تو جائز ہے۔ (شامی)

مسئلہ اگر کسی نے اپنی زمین کو نقد روپے کے عوض کرایہ ٹھیکہ پر دے دیا تو اس کا عشر ٹھیکہ دار کے ذمہ ہے جو زمین کاشت کر کے پیداوار حاصل کرتا ہے۔

مسئلہ اگر زمین دوسرے شخص کو مزارعت یعنی بٹائی پر دی ہے کہ پیداوار میں ایک معین حصہ مالکِ زمین کا اور دوسرا معین حصہ کاشتکار کا مثلاً دونوں میں نصف نصف ہو یا ایک تہائی اور دو تہائی ہو تو اس صورت میں عشر دونوں پر اپنے اپنے حصہ پیداوار کے مطابق لازم ہوگا۔

مسئلہ اگر کسی نے زمین تجارت کی نیت سے خریدی اور زمین کی پیداوار کر رہا ہے تو اس کی پیداوار پر عشر واجب ہوگا، زکوٰۃ تجارت واجب نہیں ہوگی۔

مسئلہ مساجد، مدارس اور خانقاہوں پر وقف شدہ زمین کی پیداوار میں بھی عشر واجب ہوگا۔

مسئلہ اگر بادشاہِ وقت یا اس کا نائب عشری زمین کا عشر کسی شخص کو معاف کر دے تو نہ شرعاً اس کے لیے معاف کرنا جائز ہے اور نہ مالک زمین کے لیے یہ عشر اپنے خرچ میں لانا حلال ہے بلکہ اس کے ذمہ لازم ہے کہ خود مقدارِ عشر نکالے اور فقراء و مساکین پر صدقہ کر دے۔

مسئلہ اگر کسی زمین کی آب پاشی کچھ بارش اور کچھ کنویں وغیرہ سے ہو تو اس میں اکثر کا اعتبار کیا جائے مثلاً زیادہ بارانی ہو تو دسواں حصہ اور اگر کنویں وغیرہ سے ہو تو بیسواں حصہ اور اگر دونوں طریقوں سے برابر ہو تو آدھی پیداوار کا ۱۰/۱ حصہ اور آدھی پیداوار کا ۲/۱ حصہ۔

مسئلہ گذشتہ زمانہ کا عشر اگر کسی کے ذمہ ہے اس نے ادا نہیں کیا تو وہ ساقط نہیں ہوتا بلکہ گذشتہ زمانہ کا عشر ادا کرنا واجب ہے۔ مرنے لگے تو وصیت واجب ہے۔

مسئلہ عشر ادا کرنے سے پہلے جس قدر غلہ استعمال کرے گا یا کسی کو دے گا اُجرت پر یا بغیر اجرت اس کے عشر کا ضامن ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ عشر زکوٰۃ کا جو حصہ ادا کرنا واجب ہوتا ہے، اگر بجائے اس جنس کے اس کی قیمت دے دی جائے تو بھی جائز ہے۔ (شامی) یعنی عشر و خراج میں پیداوار کی بجائے قیمت دینا جائز ہے۔

Marfat.com

مسئلہ افیون کے عشر میں اس کی قیمت بھی دے دینا جائز ہے۔

مسئلہ زمین عشری کی مالگذاری ادا کرنے سے عشر ساقط نہیں ہوتا جیسے انکم ٹیکس ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ (امداد مسائل زکوٰۃ ص ۸۹ وفتاویٰ دارالعلوم ص ۱۸۹ ج ۶ وبدائع صنائع ص ۵۶ ج ۲)

مسئلہ افیون مالِ متقدم ہے اور اس پر عشر واجب ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۷۸ جلد ۶)

مسئلہ اگر کسی شخص نے اپنی زمین میں تمبا کو بویا تو اس کی پیداوار میں اگر زمین عشری ہے تو عشر (دسواں حصہ) اس میں لازم ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۷۹ ج ۶)

مسئلہ اگر رہائشی پلاٹ کو مستقل باغ سے تبدیل کر دیا تو اس میں عشر یا خراج واجب ہوگا، اگر کوئی عشری زمین اس سے زیادہ قریب ہوگی تو اس پر عشر ہوگا۔ اور اگر خراجی زمین زیادہ قریب ہے تو اس پر خراج ہوگا اور اگر عشری وخراجی دونوں قسم کی اراضی قریب میں برابر ہوں تو اس باغ پر عشر واجب ہوگا۔

مسئلہ اور اگر مکان رہائشی ہی ہے مگر اس کے صحن میں باغ لگالیا تو اس پر عشر یا خراج واجب نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳۵۷ ج ۴)

مسئلہ کپاس، اناج اور سبزی ترکاری وغیرہ ہر قسم کی پیداوار پر عشر ہے، مگر بھوسہ اور سوکھی چری وغیرہ یعنی جس سے اناج حاصل کیا گیا ہو، اس میں عشر نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳۴۴ جلد ۶)

مسئلہ باغ کے پھل میں عشر واجب ہے۔ سوختہ (جلانے کے قابل) لکڑیوں میں عشر نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۹۳ ج ۶ بحوالہ ہدایہ ص ۱۸۳ ج ۱)

زمین فروخت کی تو عشر وخراج کس پر ہے؟

مسئلہ اگر فاضل زمین ایسے وقت فروخت کی کہ سال ختم ہونے میں تین ماہ یا اس سے زیادہ مدت باقی تھی، اور بائع (بیچنے والے) نے اس سال میں اس زمین سے کوئی فصل نہ اٹھائی تھی تو اس کا خراج خریدنے والے پر ہے، اور اگر بیچنے والے نے بھی کوئی فصل اٹھائی ہو تو خراج بائع اور مشتری دونوں پر تقسیم ہوگا اور اگر سال گذرنے میں تین ماہ سے کم مدت باقی تھی تو پورا خراج بائع پر ہے، اور اگر بیچنے کے وقت زمین میں فصل بھی تھی فصل تیار ہونے سے پہلے بیچنے کی صورت میں خراج خریدنے والے پر ہے، بشرطیکہ بائع نے اسی سال میں کوئی فصل نہ اٹھائی ہو ورنہ خراج

Marfat.com

دونوں پر (تقسیم) ہوگا اور اگر فصل تیار ہونے کے بعد بیچے تو اس میں وہی تفصیل ہے جو فارغ زمین کی بیع سے متعلق گذرا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳۵۹ ج ۴)

مسئلہ: عشری زمین کو مع اس کی تیاری فصل کے مالک نے فروخت کر دیا، یا صرف فصل بیچی تو عشر اس فروخت کنندہ پر واجب ہوگا، خریدنے والے پر نہ ہوگا اور اگر صرف زمین فروخت کی اور فصل ابھی پختہ نہیں ہوئی اور اسی وقت خریدنے والے نے زمین سے فصل کی پیداوار کو الگ کر دیا تو بیچنے والے پر عشر واجب ہے، لیکن خریدار نے فصل اسی وقت جدا نہیں کی بلکہ بدستور باقی رکھا اور زمین پر مع اس کی پیداوار کے قبضہ کر لیا تو اس خریدار پر عشر واجب ہے۔ (عالمگیری ص ۳۷ ج ۴)

مسئلہ: اگر کھڑے کھیت کو تیار ہونے سے پہلے فروخت کر دیا گیا تو اس کی زکوٰۃ خریدار پر واجب ہوگی، اور اگر دانہ پک جانے کے بعد بیچا تو اس کا عشر بیچنے والے کے ذمہ ہے۔

(کتاب الفقہ ص ۱۰۰۴ ج ۱)

مندرجہ ذیل پیداوار میں عشر واجب نہیں ہے

مسئلہ: زمین کی ایسی پیداوار جس کی مالیت مقصود نہیں جیسے نرسل معمولی بے قیمت کی لکڑی اور خودرو گھاس، بھوسہ اور کھجور کے پتے، گوند، خطمی اور روئی کی خالی ڈنڈی اور بینگن کی بیل، تربوز اور خربوزہ کے بیج اور دوائیں اور دھنیہ کے پتے وغیرہ ان میں عشر واجب نہیں ہے۔ کیونکہ ان کی مالیت مقصود نہیں ہے۔ ہاں اگر ان سے مالیت مقصود ہو جیسا کہ آج کل کے زمیندار اپنی زمین میں نرسل، بانس وغیرہ بڑی حفاظت سے رکھتے ہیں اور یہ ان کے نزدیک اس زمین کی پیداوار شمار کی جاتی ہے، تو اس میں عشر واجب ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ: بھوسہ اگر دانہ سے اتارا جائے تو اس میں عشر نہیں کیونکہ مقصودی پیداوار دانہ ہے بھوسہ نہیں۔ (شامی)

مسئلہ: جو گھاس تابع ہو کر کسی کھیت میں ہو، اس سے پیداوار مقصود نہیں تو اس میں عشر لازم نہیں ہوگا۔

مسئلہ: گندم اور جوار وغیرہ کی سبزی جو اوپر سے کاٹی جاتی ہے جسکو خوید کہتے ہیں اصل اس کی بدستور رہتی ہے جس سے پھر وہ بحال ہو جاتی ہے، اس سبزی میں عشر نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کے گھر میں پھل دار درخت ہو تو اس میں عشر واجب نہیں ہوگا اگرچہ وہ باغ

Marfat.com

(گھر میں باغیچہ) ہو، اس لیے کہ وہ گھر کے تابع ہے۔ (شامی)

مسئلہ ہر پیداوار جو زمین کی مقصودی آمدنی نہ ہو جیسے لکڑی، گھانس، جھاؤ، کھجور کے پتھے، گوند، لاکھ، رال اور ادویہ جیسے ہلیلہ، کندر، اجوائن، کلونجی اور بھنگ، صنوبر، انجیر وغیرہ میں عشر واجب نہیں ہے۔

(اگر کسی کی مذکورہ چیزوں کی کاشت سے آمدنی مقصود ہو تو قاعدے کی رو سے ان اشیاء میں بھی عشر واجب ہوگا۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

مسئلہ کسی نے اپنے گھر میں ترکاری کاشت کی یا اور کوئی پھل دار درخت بویا اور اس میں پھل آیا تو اس میں عشر واجب نہیں۔ (امداد مسائل زکوٰۃ ص ۸۵ بحوالہ اسلامی حکومت کا مالیاتی نظام ص ۵۱)

مسئلہ باغ کے پھل میں عشر واجب ہے۔ سوختہ یعنی لکڑیوں میں نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۹۳ ج ۶ بحوالہ ہدایہ ص ۱۸۳ جلد اول)

کیا عشر کی رقم پر زکوٰۃ ہے؟

سوال باغ بیچنے کے ایک ماہ بعد کسی نے اپنی سالانہ زکوٰۃ نکالی تو کیا اس باغ کی رقم پر جس کا اس نے عشر دیدیا ہے زکوٰۃ آئے گی یا نہیں؟

جواب اس رقم پر بھی زکوٰۃ آئے گی۔ جب دوسری رقم کی زکوٰۃ دے تو اس کے ساتھ اس کی بھی دے۔ (آپ کے مسائل ص ۴۰۹ جلد ۳)

نوٹ حکومت جو (بعض جگہ) فی ایکڑ کے حساب سے عشر وصول کرتی ہے یہ صحیح نہیں۔ ہونا یہ چاہئے کہ جتنی پیداوار ہو اس کا دسواں یا بیسواں حصہ لیا جائے۔ پورے علاقہ کے لیے عشر کا فی ایکڑ ریٹ مقرر کر دینا غلط ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۴۱۰ ج ۳)

عشر ادا کرنے کے بعد جو غلّہ فروخت کیا اس کا حکم

سوال فصل سے بروقت عشر نکالا ہے، غلّہ سال بھر رکھا رہا، یعنی نہ اپنی کسی ضرورت میں استعمال ہوا ہے نہ فروخت کیا، تو کیا سال گذرنے پر اس میں عشر دیا جائے گا؟

جواب ایک بار عشر ادا کر دینے کے بعد جب تک اس کو فروخت نہیں کیا جاتا، اس پر نہ دوبارہ عشر ہے، نہ زکوٰۃ اور جب عشر ادا کرنے کے بعد غلّہ فروخت کر دیا تو اس سے حاصل شدہ رقم پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوگی جب اس پر سال گذر جائے گا۔ یا اگر یہ شخص پہلے سے صاحب نصاب

Marfat.com

ہے تو جب اس کے نصاب پر سال پورا ہوگا، اس وقت اس رقم کی بھی زکوٰۃ ادا کرے گا۔

(آپ کے مسائل ص ۴۱۰ ج ۳ و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۰۰ ج ۳)

باغ بیچنے پر عشر کون دے؟

سوال ایک شخص نے اپنا باغ قابلِ نفع ہونے کے بعد بیچ دیا تو کیا وہ عشر دے؟ یا خریدنے والے پر عشر آئے گا؟

جواب اس صورت میں خریدنے والے پر عشر نہیں۔ بلکہ باغ کے فروخت کرنے والے پر عشر ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۴۱۱ جلد ۳)

جن صورتوں میں عشر ساقط ہو جاتا ہے

مسئلہ اگر پیداوار مالک کے اختیار کے بغیر ہلاک ہو جائے تو عشر ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر کچھ حصہ ہلاک ہو جائے تو ہلاک شدہ کا عشر ساقط ہو جائے گا۔ باقی کا دینا واجب ہوگا۔ (بحر الرائق)

مسئلہ اگر مالک پیداوار کو ہلاک کر دے تو ہلاک شدہ پیداوار کے عشر کا ضامن ہوگا اور وہ اس کے ذمہ قرض ہو جائے گا اور اگر مالک کے علاوہ کسی دوسرے شخص نے پیداوار کو ہلاک کر دیا تو مالک اس سے ضمان لے کر اس میں عشر ادا کرے گا۔ (بحر الرائق)

مسئلہ جس شخص کے ذمہ عشر ہو، اس کی موت سے وہ ساقط نہیں ہوتا، بلکہ اس کے متروکہ غلہ میں سے وصول کیا جائے گا۔ (شامی)

مسئلہ اگر کسی شخص نے باوجود طاقت کے زراعت نہیں کی تو اس پر عشر واجب نہ ہوگا۔

(درمختار، وامداد مسائل الزکوٰۃ ص ۸۹ بحوالہ اسلامی حکومت کا مالیاتی نظام ص ۵۱ و فتاویٰ عالمگیری ص ۳۴ جلد ۴)

مسئلہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتا، عشری زمین سے اگر حکام نے خراج لے لیا تو مابینہ و بین اللہ اس شخص کو عشر دے دینا چاہئے اور یہ احتیاط ہے اور یہ امر محقق ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۷۱ جلد ۶)

مسئلہ اگر عشری زمین کی فصل کٹنے سے یا پھل توڑنے سے پہلے یا اس کے بعد ضائع ہو گئی یا چوری ہو گئی تو عشر ساقط ہو جائے گا۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳۵۴ جلد ۴)

(جتنی فصل باقی بچے اس میں عشر دینا ہوگا۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

مسئلہ ایسا مسکین جو خود عشر کا مصرف ہے، اس پر عشر نکالنا واجب نہیں۔

(احسن الفتاویٰ ص ۳۶۴ جلد ۴ و امداد الفتاویٰ ص ۶۹ جلد ۲)

Marfat.com

عشر کی رقم کا مصرف کیا ہے؟

عشر کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کی ہیں، اور جس طرح زکوٰۃ کے لیے یہ ضروری ہے کہ کسی مستحقِ زکوٰۃ کو بغیر کسی معاوضہ کے مالکانہ طور پر قبضہ کرادیا جائے، اسی طرح عشر کی ادائیگی کا بھی یہی طریقہ ہے۔ (امداد مسائل الزکوٰۃ ص۹۰)

مسئلہ زکوٰۃ اور عشر کی رقم صرف فقراء و مساکین کو دی جاسکتی ہے۔ اس کو رفاہِ عامۃ پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل ص۲۱۲ ج۳ وفتاویٰ دارالعلوم ص۱۶۹ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص۹۷ جلد اول)

کیا وقتِ ضرورت زکوٰۃ میں تبدیلی ہوسکتی ہے؟

سوال اسلام کے آغاز میں زکوٰۃ کی مقررہ مقدار (ڈھائی فی صد) جدید معاشرے کی ضروریات کے لیے ناکافی ہے کیونکہ آج کے اقتصادی حالات میں بڑے انقلاب آچکے ہیں، اب اس مسئلہ پر نئے سرے سے غور کی ضرورت ہے۔ اور اس شرح میں اضافہ کرنا چاہیے؟

جواب یہ رائے درجِ ذیل دلائل کی وجہ سے غلط ہے۔

(۱) یہ رائے (موجودہ شرح زکوٰۃ میں اضافہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ صحیح احادیث اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت کے برخلاف ہے۔ اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم سنتِ نبویؐ اور سنتِ صحابہؓ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں اور اس کی مخالفت سے ڈریں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ فلیحذر الذین یخالفون عن امرہٖ ان تصیبهم فتنة او یصیبهم عذاب الیم ۔ (سورہ نور پ۱۸)۔ ''رسولؐ کی خلافت ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنہ میں گرفتار نہ ہو جائیں، یا ان پر دردناک عذاب نہ آجائے''۔

(۲) یہ رائے اُمتِ اسلامیہ کے اجماع کے برخلاف ہے اور چودہ سو سال سے ہر طرح کے اقتصادی تغیرات اور سیاسی اختلافات کے باوجود یہ اجماع چلا آرہا ہے، اور مختلف اَدوار میں اُمتِ مسلمہ داخلی اور خارجی مصائب سے دوچار ہو چکی ہے، اور اُمراء کے دور میں کئی مرتبہ خزانے خالی ہو چکے ہیں اور اُمت کو شدید مالی دشواریاں پیش آچکی ہیں۔ مگر ان سب باتوں کے باوجود کبھی کسی فقیہؒ نے یہ نہیں کہا کہ شرح زکوٰۃ میں

اضافہ جائز ہے۔

(۳) اس اجماع کی تائید اس امر سے ہوتی ہے کہ فقہائے کرامؒ کے درمیان عہدِ قدیم سے یہ اختلاف موجود ہے کہ کیا علاوہ زکوٰۃ کے بھی اسلامی حکومت اور حق وصول کر سکتی ہے ؟ اگر زکوٰۃ کی مقررہ شرح ثابت اور نا قابلِ تغیر نہ ہوتی تو اس اختلاف کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ اس اختلاف سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ زکوٰۃ کی مقررہ شرح ثابت اور غیر متغیر ہے اور اسی لیے یہ سوال پیدا ہوا کہ اس کے علاوہ کوئی اور حق (ٹیکس) عائد کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(۴) فقہاء میں سب سے زیادہ قیاس کا استعمال فقہائے احنافؒ کے یہاں ہے مگر وہ بھی کہتے ہیں کہ مقداروں کے بارے میں قیاس مؤثر نہیں ہے کیونکہ تقدیر (کسی چیز کی مقدار کا بیان) اور تحدید (کسی شے کی حدود مقرر کرنا) صرف شارع کا حق ہے جو آپؐ نے مقرر کر دی ہے، جب مقداروں کی تعیین میں قیاس مؤثر ہی نہیں ہے تو نص اور اجماع سے ثابت شدہ مقداریں قیاس سے کیوں کر تبدیل ہو سکتی ہیں؟

(۵) زکوٰۃ کے تمام پہلوؤں میں یہ پہلو سب سے اہم ہے کہ وہ ایک دینی فریضہ ہے اور دینی فرائض میں ثابت ہمیشگی اور یکتائی ہوا کرتی ہے۔ زکوٰۃ بالاجماع ارکانِ اسلام میں سے ایک رکن اور عظیم بنیادوں میں سے ایک اہم اساس ہے، اگر اجتماعی حالات اور اقتصادی تغیرات کے تحت اس کی مقداروں میں تغیر و تبدل کیا جاتا رہا تو اس میں ثبات ہمیشگی اور یکتائی کی صفت باقی نہیں رہ سکتی۔ اگر ایسا ہو تو زکوٰۃ حکمرانوں کی خواہش کی بھینٹ چڑھ جائے گی اور کوئی حکومت اسے مستزائد ٹیکس بنا دے گی۔ حالانکہ شریعت کا منشاء یہ ہے کہ ہر دور اور ہر زمانے میں اور ہر جگہ اور ہر مقام پر اسلامی فرائض مسلمانوں پر ایک اور یکساں رہیں اور یہی درحقیقت اُمتِ مسلمہ کی بنائے وحدت ہے۔

(۶) پھر جس شئے میں زیادتی ہو سکتی ہے اس میں کمی بھی کی جا سکتی ہے اور بالکلیہ ختم بھی کی جا سکتی ہے، اس لیے اگر کسی قوم کے پاس معاشی فراوانی کا دور آ جائے اور یا حکومت کے پاس دولت کی آمد کے زرخیز ذرائع موجود ہوں، مثلاً تیل کی دولت سے ملک مالا مال ہو گیا، ایسی صورت میں وہ شخص جو آج زیادتی کا مطالبہ کر رہا ہے وہ کل شرح زکوٰۃ میں کمی کرنے یا بالکلیہ ختم کر دینے کا مطالبہ نہیں کرے گا؟ اور اس طرح زکوٰۃ کی

معنویت وحقیقت اوراس کے غیر متغیر عبادت ہونے کی حیثیت اور ابدی اسلامی شعار ہونے کی کیفیت پامال ہوجائیگی، اورزکوٰۃ جوایک اسلامی عبادت ہے، حکمرانوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن کررہ جائیگی۔

۷) اگرایک مرتبہ اسلامی ارکان میں ردوبدل کا دروازہ کھل گیا اور احکام شرعی میں تغیر وتبدل کیا جانے لگاتواس سے تمام احکام میں تغیراور تبدیلی کی جانے لگے گی، اور جہاں تک عصری، اجتماعی ضروریات کی کفالت کاتعلق ہےاورایک دورِجدید کی حکومت کے ضروری مصارف کے پورا کرنے کاتعلق ہے تواس کے لیے علاوہ زکوٰۃ کے اور ٹیکس بھی عائد کیے جاسکتے ہیں۔ (فقہ الزکوٰۃ از ص ۳۲۹ تا ۳۳۱ جلد اول)

کیا مقدارِ نصاب ہمیشہ کے لیے ہے؟

حق تعالیٰ کے نزدیک متعین ہے، یہ نہیں کہ جس کا جی چاہے جب چاہے اس (زکوٰۃ) میں کمی وبیشی کردے۔ اللہ تعالیٰ نے اس معین حق کی مقدار بھی بتلانے کا کام رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد فرمایا، اوراسی لیے آپؐ نے اس کا اس قدر اہتمام فرمایا کہ صحابہ کرامؓ کو صرف زبانی بتلادینے پر کفایت نہیں فرمائی، بلکہ اس معاملہ کے متعلق مفصل فرمان لکھواکر حضرت عمر فاروقِ اعظم اور عمرو بن حزام رضی اللہ عنہما کے سپرد فرمائے جس سے واضح طور پر ثابت ہوگیا کہ زکوٰۃ کے نصاب اور ہر نصاب میں سے مقدارِ زکوٰۃ ہمیشہ کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے واسطہ سے متعین کرکے بتلادیئے ہیں، اس میں کسی زمانہ اور کسی ملک میں کسی کو کمی بیشی یا تغیر وتبدل کا کوئی حق نہیں ہے۔ (معارف القرآن ص ۳۹۴ جلد ۴)

شریعت کا اصل منشاء کیا ہے؟

شریعت میں اہل دولت کو جو خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اس میں کوئی تحدید نہیں ہے بلکہ اپنی ضروریات سے جو فاضل مال ہے جس کے بغیر ان کے کام بند نہ ہوں وہ سب ضرورت مندوں پر خرچ کردینا اصل منشاء شریعت ہے لیکن ظاہر ہے اس کی ہمت ہر ایک نہیں کرسکتا تھا، اس لیے اس کو لازمی تو نہیں قرار دیا لیکن پسند اسی کو کیا ہے اور ترغیب بھی اسی کی دی کہ جتنا مال اپنی ضروریات سے زائد ہو وہ سب راہ خدا میں خرچ کردو۔

یسئلونك ماذا ینفقون۔ قل العفو۔ (سورہ بقرہ پارہ ۲ آیت ۲۱۹) (ترغیب ص ۷۰ ج ۱)

(اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کی مقدار و تعین وغیرہ میں کوئی تغیر نہیں ہوگا، اس پر اُمت کا اجماع ہے ہاں جو اضافہ کے خواہش مند ہیں وہ اس آیت پر عمل کریں جو ضرورتِ اصلیہ سے زائد ہو، وہ سب راہِ خدا میں دیکر ثواب حاصل کریں۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

فلاحی ادارے میں زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

سوال کوئی خدمتی ادارہ ''یا کوئی وقف ٹرسٹ، یا فاونڈیشن'' کو زکوٰۃ دینے سے کیا زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے؟

جواب جو فلاحی ادارے زکوٰۃ جمع کرتے ہیں، وہ زکوٰۃ کی رقم کے مالک نہیں ہوتے، بلکہ زکوٰۃ دہندگان کے وکیل اور نمائندے ہوتے ہیں؛ جب تک انکے پاس زکوٰۃ کا پیسہ جمع رہے گا وہ بدستور زکوٰۃ دہندگان کی ملک ہوگا۔ اگر وہ صحیح مصرف پر خرچ کریں گے تو زکوٰۃ دہندگان کی زکوٰۃ ادا ہوگی ورنہ نہیں۔ (آپکے مسائل ص۴۰۶ ج۳)

مسئلہ جن اداروں اور تنظیموں کے بارے میں پورا اطمینان ہو کہ وہ زکوٰۃ کی رقم کو ٹھیک طریقہ سے صحیح مصرف میں خرچ کرتے ہیں ان کو زکوٰۃ دینی چاہئے، اور جن کے بارے میں یہ اطمینان نہ ہو، ان کو دی گئی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، زکوٰۃ دینے والوں کو چاہئے کہ اپنی زکوٰۃ دوبارہ ادا کریں۔

(آپ کے مسائل ص۴۰۳ جلد۳)

مسئلہ یہ ادارے اس زکوٰۃ کی رقم میں مالکانہ تصرف کرنے کے مجاز نہیں بلکہ صرف فقراء اور محتاجوں (ضرورت مندوں) کو بانٹنے کے مجاز ہیں، اس لیے اس رقم کو کسی کو قرض پر دینے کے مجاز نہیں، البتہ اگر مالکان کی طرف سے اجازت ہو تو درست ہے۔ (آپ کے مسائل ص۴۰۶ ج۳)

دینی مدارس کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

مسئلہ مدارسِ عربیہ میں زکوٰۃ دینا جائز ہی نہیں بلکہ بہتر ہے کیونکہ غرباء و مساکین کی اعانت کے ساتھ ہی ساتھ علومِ دینیہ کی سرپرستی بھی ہوتی ہے۔

(آپ کے مسائل ص۴۰۴ ج۳ و فتاویٰ محمودیہ ص۴۰ ج۳)

انجمنوں یا تنظیموں کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

مسئلہ زکوٰۃ میں فقراء کا مالک بنانا ضروری ہے بغیر اس کے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، پس اگر انجمن

Marfat.com

میں طلباء محتاج ہوں تو ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ اور ملازمین انجمن اور واعظین کی تنخواہ میں زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔ اس میں بہت احتیاط کرنی چاہیے، زکوٰۃ کا مال خاص محتاجوں کی مِلک میں بلا کسی عوض کے دینا چاہیئے۔ انجمن کے مختلف اخراجات میں زکوٰۃ کا مال خرچ کرنے سے زکوٰۃ اداء نہ ہوگی، اور مدارس اسلامیہ میں جو زکوٰۃ کا روپیہ آتا ہے وہ بھی خاص طلباء ومساکین کی خوراک و پوشاک میں صرف ہو یا کسی مدرس وملازم کی تنخواہ میں دینا یا تعمیر وغیرہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۲۳۴ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۸۵ ج ۲ باب الغنم)

مسئلہ ایسی انجمن (یا ادارہ) قائم کرنا جس میں زکوٰۃ کا مال مساکین وغیرہ پر صرف ہوتا ہو درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۸ ج ۶)

زکوٰۃ کی تقسیم غیر مسلم سے کرانا کیسا ہے؟

مسئلہ زکوٰۃ کی تقسیم کا کام غیر مسلم کے سپرد کرنا جائز نہیں، اس میں مسلمانوں کی توہین لازم آتی ہے اور ایک غیر مسلم کی سرداری مسلمانوں پر ہوگی اور زکوٰۃ کی رقم کا غلط استعمال ہوگا اور زکوٰۃ دہندگان کی زکوٰۃ اداء نہ ہوگی اور اس کے ذمہ دار انجمن کے منتظمین ہوں گے (یعنی جو شخص بھی یہ زکوٰۃ کی تقسیم کا کام غیر مسلم کو دے گا وہ ہی ذمہ دار ہوگا۔ رفعت قاسمی)۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۸ جلد ۵)

مسئلہ کسی کافر یا فاسق یا مسائل زکوٰۃ سے ناواقف شخص کو اس کام پر مامور نہ کیا جائے (زکوٰۃ کی تقسیم نہ کرائی جائے)۔ (کتاب الفقہ ص ۱۰۱۶ ج ۱ وفقہ الزکوٰۃ ص ۳۹۴ ج ۲)

زکوٰۃ میں مال دیا جائے یا اس کی قیمت؟

مسئلہ زکوٰۃ دینے میں اختیار ہے خواہ وہ چیز دی جائے جس پر زکوٰۃ واجب ہوئی ہے، یا اس کی قیمت دے دی جائے، اور قیمت اسی زمانے کی معتبر ہوگی جس زمانہ میں زکوٰۃ دینا چاہتا ہے خواہ زمانہ وجوب کے اعتبار سے اس وقت اس چیز کی قیمت زیادہ ہو یا کم ہو۔ مثلاً آخر سال میں جب زکوٰۃ فرض ہوئی تھی، ایک بکری کی قیمت تین سو روپے تھی اور ادا کرتے وقت چار سو روپے ہو جائے یا دو سو روپے ہو جائے تو اس کو چار روپے یا دو سو روپے دینا ہوں گے۔ (علم الفقہ ص ۲۹ ج ۴)

زکوٰۃ میں کیسا مال دیا جائے؟

جواب اگر کل مال عمدہ ہے تو زکوٰۃ میں عمدہ مال دینا چاہیئے، اور اگر سب مال خراب ہے تو

خراب مال دیا جائے۔ اور اگر کچھ مال عمدہ ہے اور کچھ خراب ہے تو زکوٰۃ میں متوسط درجہ کا مال دینا چاہئے۔

اگر ادنیٰ درجہ کی چیز دی اور اس میں جس قدر کمی ہو، اس کے بدلے میں کچھ قیمت دی جائے، یا اعلیٰ درجہ کی چیز دی جائے اور اس میں جس قدر زیادتی ہے اس کی قیمت واپس لے لی جائے تو جائز ہے۔ (علم الفقہ ص ۳۰ ج ۴)

زکوٰۃ میں کس قیمت کا اعتبار ہے؟

سوال: میں چاندی کو لے کر دوکان پر جاؤں تو اس کو آدھی قیمت کے حساب سے خریدیں گے، اور اگر لینے جاؤں تو اصل بھاؤ میں دیں گے، تو اب کس حساب سے زکوٰۃ دیں گے؟

جواب: حامداً و مصلیاً، اگر زکوٰۃ میں آپ چاندی (وسونا) نہیں دیتے، بلکہ اس کی قیمت دیتے ہیں، تو جس قیمت پر وہ بازار میں فروخت ہوگی، اس قیمت کا اعتبار ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۹۶ جلد ۱۳)

کیا حکومت زکوٰۃ کاٹ سکتی ہے؟

مسئلہ: بینکوں سے حکومت کی کٹوتی، زکوٰۃ کا موجودہ طریقہ کار قابلِ اصلاح ہے۔ مالکان کی زکوٰۃ اس طرح پر ادا ہو جانا نہایت مشکوک ہے، اس لیے فریضۂ زکوٰۃ سے یقیناً سبکدوش ہونے کے لیے اپنی زکوٰۃ خود ادا کر دیا کریں۔ (امداد مسائل الزکوٰۃ ص ۹۰)

استعمال شدہ چیز زکوٰۃ میں دینا کیسا ہے؟

سوال: ایک شخص ایک چیز چھ ماہ استعمال کرنے کے بعد وہی چیز اپنے دل میں زکوٰۃ کی نیت کر کے آدھی قیمت پر بغیر بتائے مستحقِ زکوٰۃ کو دیدیتا ہے تو کیا زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب: اگر بازار میں وہ چیز فروخت کی جائے اور اتنی قیمت (جتنی صاحبِ نصاب نے لگائی) مل جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۸۲ ج ۳)

نہ فروخت ہونے والی چیز زکوٰۃ میں دینا کیسا ہے؟

سوال: ایک دوکاندار سے ایک چیز نہیں بکتی کیا وہ چیز زکوٰۃ میں دی جا سکتی ہے؟

جواب: ردّی، خراب چیز زکوٰۃ میں دینا اخلاص کے خلاف ہے۔ تاہم اس چیز کی جتنی مالیت

بازار میں ہو اس کے دینے سے اتنی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۸۲ ج ۳)

ردّی (خراب) چیز زکوٰۃ میں دینا کیسا ہے؟

مسئلہ بعض لوگ زکوٰۃ میں ایسی چیز دیتے ہیں جو ردّی اور ناکارہ ہو مثلاً تاجرانِ کتب ایسی کتابیں دیں جن کی نکاسی نہ ہوتی ہو، اسی طرح تاجر پارچہ پرانے تھان نکالے، تاجرِ غلّہ پرانا نہ بکنے والا اناج نکالے، اسی طرح ہر تاجر، تو جس حساب میں اس نے یہ چیزیں لگائی ہیں اگر بازار (مارکیٹ) میں اتنے کو نہ نکل (فروخت ہو) سکے تب تو زکوٰۃ ہی ادا نہیں ہوئی۔ بقدرِ کمی قیمت اس کے ذمہ رہ گئی اور اگر اتنی قیمت کی ہے تو زکوٰۃ اداء ہو گئی مگر بقدر کمی خلوص کے مقبولیت میں کمی رہی۔

(امداد مسائل زکوٰۃ ص ۴۲ و کتاب الفقہ ص ۹۷۳ ج ۱)

زکوٰۃ ادا کرنے سے پہلے اس رقم کا خود استعمال کرنا؟

سوال ایک شخص نے زکوٰۃ کی رقم دینے کے لیے نکالی لیکن عین وقت پر اسے کچھ رقم کی ضرورت پڑ گئی تو کیا وہ زکوٰۃ کی رقم سے بطورِ قرض لے سکتا ہے؟

جواب زکوٰۃ کی رقم تو اسکی ملکیت ہے۔ جب تک کہ کسی کو اداء نہیں کر دیتا، اس لیے اسکا استعمال کرنا صحیح ہے۔ (آپکے مسائل ص ۴۰۴ جلد ۳ و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۲ جلد ۱۱)

مسئلہ جب تک وہ روپیہ جو زکوٰۃ کی نیت سے علیحدہ رکھ دیا ہے، فقراء و مساکین کو نہ دے دیا جائے، ان کو مالک نہ بنا دیا جائے، اس وقت تک وہ روپیہ صاحبِ نصاب ہی کی مِلک ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۱۸ ج ۶ و شامی ص ۱۴ ج ۲)

سُود کی رقم سے زکوٰۃ ادا کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ سود کی رقم صدقہ کی نیت سے کسی کو نہیں دینی چاہئے بلکہ ثواب کی نیت کیے بغیر کسی محتاج کو دے دینی چاہئے، صدقہ تو پاک چیز دیا جاتا ہے، سود کا نہیں، پس سود کی رقم سے زکوٰۃ ادا نہیں کی جاسکتی۔ (آپ کے مسائل ص ۱۴ ج ۳ و احسن الفتاویٰ ص ۲۸۴ ج ۴)

زکوٰۃ میں کس کرنسی کا اعتبار ہے؟

سوال اپنے ملک کے مستحقین کو زکوٰۃ کی رقم بھیجنا چاہتے ہیں لیکن وہاں کی کرنسی اور ہماری

Marfat.com

کرنسی (سکہ، نوٹ) میں فرق ہے۔ مثلاً یہاں سے ۵۰،۰۰۰ روپے بھیجیں گے تو ان کو ۴۰،۰۰۰ روپے ملیں گے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ زکوٰۃ ۵۰،۰۰۰ روپے کی ادا ہوگی یا ۴۰،۰۰۰ روپے کی ادا ہوگی کیونکہ وہاں کے یہاں کے دام میں یہی فرق چلتا ہے، اسی طرح اگر ہم اپنے وطن میں زکوٰۃ بھیجیں جہاں کی کرنسی کی قیمت یہاں کی کرنسی سے کم ہو؟

جواب زکوٰۃ دہندہ نے جس ملک کی کرنسی سے زکوٰۃ ادا کی ہے وہاں کی کرنسی کا اعتبار ہوگا۔ اس ملک کی کرنسی سے جتنے مال کی زکوٰۃ ادا کی اتنے مال کی زکوٰۃ شمار ہوگی۔ دوسرے ملک کی کرنسی خواہ کم ہو یا زیادہ۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھ لیجئے کہ جو رقم کسی محتاج یا محتاجوں کو دی گئی ہے وہ زکوٰۃ ادا کرنے والے کے مال کا چالیسواں حصہ ہونا چاہئے جس کرنسی میں زکوٰۃ ادا کی گئی ہو، اس کرنسی کے حساب سے چالیسویں حصے کا اعتبار ہوگا۔ (آپ کے مسائل ص ۳۱۲ ج ۳)

غیر ملکی سکہ سے ادائے زکوٰۃ کا طریقہ

مسئلہ حامداً ومصلیاً۔ اداء زکوٰۃ کے لیے ضروری ہے کہ مقدارِ واجب مستحقین کے پاس پہنچ جائے اور اس پہنچانے میں جو کچھ حرج ہوگا اس کا متحمل خود مزکی ہوگا (یعنی زکوٰۃ دینے والا خرچہ برداشت کرے گا)۔ زکوٰۃ کی رقم سے اس کا وضع کرنا درست نہیں ہے ورنہ مقدارِ واجب میں نقصان (کمی) رہ جائے گا، اور زکوٰۃ پوری ادا نہیں ہوگی۔ جو حکم فیس منی آرڈر کا ہے وہی حکم اس کا ہے۔

(فتاوی محمودیہ ص ۱۴۱ ج ۱۲)

پیشگی زکوٰۃ اداء کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ صاحبِ نصاب ہو جانے سے زکوٰۃ کا نفس وجوب آ جاتا ہے اور حولانِ حول یعنی ایک سال پورا ہونے کے بعد وجوب اداء یعنی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہوتا ہے، اگر کوئی وجوبِ اداء سے پہلے اداء کرے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، بعد میں اداء کرنا ضروری نہیں۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۱۵۹ ج ۵ بحوالہ مراقی الفلاح ص ۴۱۵ ج اور در مختار مع شامی ص ۳۶ ج ۲ و فتاوی دار العلوم ص ۲۴۵ ج ۶ و فقہ الزکوٰۃ ص ۲۶۵ ج ۲)

پیشگی زکوٰۃ دینے کی تفصیل

مسئلہ مالکِ نصاب ہونے کے بعد سال گذرنے سے پہلے زکوٰۃ دینا جائز ہے، ہاں نصاب پورا ہونے سے پہلے دینا درست نہیں۔

Marfat.com

پیشگی زکوٰۃ دینے کے لیے تین شرطوں کا لحاظ ضروری ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ پیشگی زکوٰۃ نکالتے وقت نصاب کا سال شروع ہو گیا ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ جس نصاب کی زکوٰۃ دی جا رہی ہے وہ اختتامِ سال پر ناقص نہ ہو جائے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ درمیانی سال میں اصل نصاب ضائع نہ ہو، اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس سونا یا چاندی یا تجارتی مال کا نصاب دوسو درہم (ساڑھے باون تولہ چاندی) سے کچھ کم مقدار میں موجود ہے مگر اس شخص نے اس کی زکوٰۃ پیشگی دے دی اور نصاب بعد میں پورا ہوا، یا یہ صورت ہوئی کہ نقد دوسو درہم یا دوسو درہم کا تجارتی مال موجود تھا، اس شخص نے زکوٰۃ کے پانچ درہم خیرات کر دیئے اور (ان پانچ درہم کے نکل جانے کی وجہ سے) نصاب پورا نہ رہا اور اسی ناقص نصاب پر سال بھر گذر گیا۔

یا یہ صورت ہوئی کہ پیشگی دینے کے وقت نصاب تو پورا تھا مگر بعد میں (سال پورا ہونے سے پیشتر) یہ پورا نصاب ضائع ہو گیا تو اب جو رقم زکوٰۃ کے طور پر دی تھی وہ صدقہ شمار ہو گی۔ (طحطاوی)

جس طرح ایک نصاب کی پیشگی زکوٰۃ دینا جائز ہے، اسی طرح متعدد نصاب اگر ہوں تو ان کی زکوٰۃ بھی پیشگی ادا کی جا سکتی ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

مسئلہ ایک شخص کے پاس دوسو درہم ہیں مگر اس نے پیشگی ہزار درہم کی زکوٰۃ دے ڈالی تو اب (سال کے اندر اندر) اس کے پاس مزید کچھ مال آ گیا یا اسی موجودہ سرمائے سے اس نے اتنا نفع کما لیا تو جب سال پورا ہو تو اس کے پاس ہزار روپے تھے، اس صورت میں پیشگی زکوٰۃ درست ہو گی اور اس کے ذمے سے ہزار روپے کی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی، ہاں اگر یہ صورت ہوئی کہ (پیشگی زکوٰۃ دینے کے بعد) سال پورا ہو گیا او دورانِ سال میں اس کے پاس کوئی مال نہ آیا، بلکہ سال گذرنے کے بعد اسے کوئی مزید سرمایہ بہم پہنچا تو اب یہ ہزار روپے کی پیشگی زکوٰۃ کافی نہ ہو گی۔ نیا مال حاصل ہونے کے بعد اس پر سال بھر گذر جائے تو اس کی زکوٰۃ واجب ہو گی۔ (بحرالرائق)

چونکہ سبب زکوٰۃ موجود ہے اس لیے ایک سال سے زیادہ کی بھی پیشگی زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ اگر دو ہزار کی زکوٰۃ دی اور اس کے پاس ہزار درہم موجود ہیں اور نیت یہ کی کہ اگر ایک ہزار درہم اور (اس سال میں) میرے پاس آ جائیں تو یہ اس کی پیشگی زکوٰۃ ہے ورنہ اسی ایک ہزار

Marfat.com

کی اگلے سال کی زکوٰۃ ہو جائے گی تو یہ نیت درست ہوگی۔

مسئلہ ایک شخص کے پاس چار سو درہم ہیں مگر اس کو یہ خیال ہے کہ پانچ سو درہم ہیں اور اس نے پانچ سو درہم ہی کی زکوٰۃ دے دی پھر اس کو پتہ چلا، تو اس کیلئے گنجائش ہے کہ وہ زکوٰۃ کی زائد دی ہوئی رقم کو سال آئندہ میں شمار کر لے۔ (محیط السرخسی وفتاویٰ عالمگیری ص ۱۵ا جلد ۴)

مسئلہ اگر کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ سال ختم ہونے سے پہلے یا کئی سال کی پیشگی دیدے تو جائز ہے۔ (علم الفقہ ص ۳۱ جلد ۴)

جس غریب کو پیشگی زکوٰۃ دی، اگر وہ مالدار ہو گیا یا مر گیا؟

مسئلہ اگر کسی محتاج کو پیشگی زکوٰۃ دی تھی اور سال پورا ہونے سے پہلے وہ محتاج شخص دولت مند بن جائے یا اس کا انتقال ہو گیا، یا اسلام سے نعوذ باللہ پھر گیا تو جو زکوٰۃ اس کو دی تھی وہ جائز ہے یعنی ادا ہو گئی)۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۱۵ا ج ۴)۔

مسئلہ اس لیے کہ فقیر کو جس وقت زکوٰۃ یا عشر دی گئی ہے یا دی جائے اس وقت کا اعتبار ہے، بعد میں کیا ہوا اس کا اعتبار نہیں ہے اور دینے کے وقت اگر وہ فقیر تھا تو ادائیگی میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ (عالمگیری ص ۴۸ ج ۲)

مجوّزہ پیشگی زکوٰۃ کی رقم سے قرض دینا کیسا ہے؟

سوال میں ہر ماہ زکوٰۃ کی رقم الگ کر دیتی ہوں اور رمضان میں دیتی ہوں، اگر کوئی عام دنوں میں قرض مانگے تو کیا میں اس میں سے دے سکتی ہوں؟

جواب جب تک وہ رقم آپ کے پاس ہے، آپ کی ملکیت ہے آپ اس کا جو چاہیں کر سکتی ہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۸۰ ج ۳)

موجودہ رقم سے زکوٰۃ دے یا الگ سے؟

سوال زید کے پاس دو سو روپے ہیں تو کیا منجملہ اس رقم کے پانچ روپے زکوٰۃ دینا چاہئے یا یہ کہ زید اصل اپنے پاس رکھ کر اور علیحدہ سے کچھ انتظام کر کے قرض وغیرہ سے پانچ روپے زکوٰۃ کے دے؟

جواب یہ اختیار ہے کہ خواہ ان دو سو روپے میں سے پانچ روپے زکوٰۃ کے دیدے یا الگ سے

Marfat.com

اس کے پاس ہوں تو ان میں سے دیدے لیکن اگر اس کے پاس دوسو روپے سے کچھ زیادہ ہوگا تو اس زائد کی بھی زکوٰۃ اسے ادا کرنی ہوگی اور قرض لینے کی ضرورت نہیں ہے، غرض نتیجہ یہ ہے کہ جس قدر روپیہ اس کے پاس ہے اس کی زکوٰۃ حساب کر کے اس میں سے دیدے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۹۵ ج ۶ بحوالہ ردالمختار باب الزکوٰۃ المال ص ۱۴۱ ج ۲)

(اگر مالکِ نصاب نہیں ہے تو صرف دوسو روپے میں زکوٰۃ نہیں ہے، جس زمانہ میں دوسو روپے میں ساڑھے باون تولہ چاندی آتی تھی اس وقت کا یہ مسئلہ ہے، اختیار ہے ان میں سے یا الگ سے اگر زائد ہے تو مزید زکوٰۃ ہے۔ رفعت)

زکوٰۃ دینے میں شک ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ اگر کسی شخص کو زکوٰۃ کی ادائیگی میں شبہ پیش آجائے اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ زکوٰۃ دی ہے یا نہیں دی تو احتیاطاً دوبارہ زکوٰۃ دیدے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۲۴ ج ۲ و علم الفقہ ص ۱۳۱ ج ۴)

فی سبیل اللہ میں کون لوگ داخل ہیں؟

سوال فی سبیل اللہ میں کون کون مصارف داخل ہیں؟ کیا تبلیغ و حفاظتِ اسلام کی تنخواہ اور مصارفِ خوراک و سفر وغیرہ اس میں داخل ہیں؟

جواب فی سبیل اللہ میں بے شک صاحبِ بدائع کی تفسیر کے مطابق جملہ مصارفِ خیر داخل ہیں لیکن جو شرائط ادائے زکوٰۃ کی ہیں وہ سب جگہ ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ بلا معاوضہ تملیک محتاج کی ہونی ضروری ہے اس لیے حیلۂ تملیک اول کر لینا چاہئے تاکہ تملیک کے بعد تبلیغ وغیرہ کے ملازمین کی تنخواہ وغیرہ میں صرف کرنا اس کا درست ہو جائے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۸۲ ج ۶ بحوالہ ردالمختار باب المصرف ص ۸۳ جلد اول)

مسئلہ زکوٰۃ میں جو تملیک فقراء وغیرہم ضروری ہے یہ شرط کسی وقت اور کسی طرح ساقط نہیں ہو سکتی ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۹۰ ج ۶)

لفظ فی سبیل اللہ کے لفظی معنی بہت عام ہیں، جو کام اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے کئے جائیں وہ سب اسی مفہوم کے اعتبار سے فی سبیل اللہ میں داخل ہیں، جو لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر و بیان اور ائمہ تفسیر کے ارشادات سے قطع نظر محض لفظی ترجمہ کے ذریعہ قرآن سمجھنا چاہتے ہیں، یہاں ان کو یہ مغالطہ ہو گیا ہے کہ لفظ فی سبیل اللہ کو دیکھ کر زکوٰۃ کے مصارف میں ان

Marfat.com

تمام کاموں کو داخل کر دیا جو کسی حیثیت سے نیکی یا عبادت ہیں مثلاً مساجد، مدارس شفاخانوں، مسافر خانوں وغیرہ کی تعمیر کرانا، کنویں اور پل اور سڑکیں بنانا اور ان رفاہی اداروں کے ملازمین کی تنخواہیں اور تمام دفتری ضروریات ان سب کو انہوں نے ''فی سبیل اللہ'' میں داخل کر کے زکوٰۃ کا مصرف قرار دے دیا، جو سراسر غلط ہے اور اجماعِ اُمّت کے خلاف ہے۔ اور جن حضرات فقہاء نے طالب علموں یا دوسرے نیک کام کرنے والوں کو اس میں شامل کیا ہے تو اس شرط کے ساتھ کیا ہے کہ وہ فقیر وحاجت مند ہوں اور یہ ظاہر ہے کہ فقیر وحاجت مند تو خود ہی مصارف زکوٰۃ میں سب سے پہلے مصرف ہیں، ان کو فی سبیل اللہ کے مفہوم میں شامل نہ کیا جاتا جب بھی وہ مستحقِ زکوٰۃ تھے۔

اگر ایک بات پر غور کر لیا جائے تو وہ بات تو اس مسئلہ کے سمجھنے کے لیے بالکل کافی ہے وہ یہ کہ زکوٰۃ کے مسئلہ میں اتنا عموم ہوتا کہ تمام طاعات وعبادات اور ہر قسم کی نیکی پر خرچ کرنا اس میں داخل ہو، تو پھر قرآن میں ان آٹھ مصرفوں کا بیان (معاذ اللہ) بالکل فضول ہو جاتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جو پہلے اسی سلسلہ میں بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مصارفِ صدقات متعین کرنے کا کام نبی کو بھی سپرد نہیں کیا بلکہ خود ہی اس کے آٹھ مصرف متعین فرما دیئے۔ تو اگر فی سبیل اللہ کے مفہوم میں تمام طاعات اور نیکیاں داخل ہیں اور ان میں سے ہر ایک میں زکوٰۃ کا مال خرچ کیا جا سکتا ہے تو معاذ اللہ یہ ارشادِ نبویؐ بالکل غلط ٹھہرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ فی سبیل اللہ کے لغوی ترجمہ سے جو ناواقف کو عموم سمجھ میں آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مراد نہیں ہے بلکہ مراد وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان اور صحابہؓ وتابعین کی تصریحات سے ثابت ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے معارف القرآن ص ۴۰۸ ج ۴)

مصارف کی قدرتی ترتیب

زکوٰۃ کے آٹھ مصارف جس ترتیب سے بیان کیے ہیں، اگر غور کرو گے تو معلوم ہو جائے گا کہ معاملہ کی قدرتی ترتیب یہی ہے۔ سب سے پہلے اُن دو گروہوں کا ذکر کیا جو استحقاق میں سب سے زیادہ مقدم ہیں، کیونکہ زکوٰۃ کا اولین مقصود اُنہی کی اعانت ہے، یعنی ''فقراء'' اور ''مساکین''۔ پھر اس گروہ کا ذکر کیا جس کی موجودگی کے بغیر زکوٰۃ کا نظام قائم نہیں رہ سکتا اور اس اعتبار سے اس کا تقدم ظاہر ہے۔ لیکن چونکہ اس کا استحقاق بالذات نہیں تھا، اس لیے اولین جگہ

نہیں دی جاسکتی تھی، پس دوسری جگہ پائی، یعنی ''العاملین علیہا'' پھر المؤلفۃ قلوبہم'' کا درجہ ہوا کہ ان کا دل ہاتھ میں لینا، ایمان کی تقویت اور حق کی اشاعت کے لیے ضروری تھا۔ پھر غلاموں کو آزاد کرنے اور قرض داروں کو بار قرض سے سبکدوش کرانے کے مقاصد نمایاں ہوئے، جو نسبۃً موقت اور محدود تھے۔ پھر ''فی سبیل اللہ'' کا مقصد رکھا گیا کہ اگر مستحقین کی پچھلی جماعتیں کسی وقت مفقود ہوگئی ہوں، یا مقتضیاتِ وقت نے ان کی اہمیت کم کردی ہو، یا مالِ زکوٰۃ کی مقدار بہت زیادہ ہوگئی ہو، تو ایک جامع وحاوی مقصد کا دروازہ کھول دیا جائے، جس میں دین وامت کے مصالح کی ساری باتیں آجائیں۔ سب سے آخر میں ''ابن السبیل'' کی جگہ ہوئی، کیونکہ تقدم میں یہ سب سے کم اور مقدار کے لحاظ سے بہت ہی محدود صورت میں پیش آنے والا مصرف تھا۔

(حقیقت الزکوٰۃ ص ۲۵)

کیا زکوٰۃ تمام مصارف میں تقسیم کرے؟

سوال: ان مصارف کے بیان سے مقصود (کیا) یہ ہے کہ ''زکوٰۃ'' کی ہر رقم ان سب میں وجوباً تقسیم کی جائے یا یہ ہے کہ خرچ ان ہی میں کی جاسکتی ہے؟

جواب: اس بارے میں فقہاءؒ نے اختلاف کیا ہے، لیکن جمہور کا مذہب یہی ہے کہ تمام مصارف میں بیک وقت تقسیم کرنا ضروری نہیں۔ جس وقت جیسی حالت اور جیسی ضرورت ہو، اسی کے مطابق خرچ کرنا چاہئے اور یہی مذہب قرآن وسنت کی تصریحات اور روح کے مطابق ہے۔ ائمہ اربعہؒ میں صرف امام شافعیؒ اس کے خلاف گئے ہیں۔

(حقیقت الزکوٰۃ ص ۲۴ وکتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ص ۱۰۱۲ ج ۱ وعلم الفقہ ص ۴۴ ج ۴)

زکوٰۃ وصول کنندہ کے اصول وفضائل

اسلامی حکومت کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے جو لوگ بھیجے جاتے ہیں ان کے لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی ہدایات ارشاد فرمائی ہیں، ان میں سے اکثر ہدایات کا تعلق ان لوگوں سے بھی ہے جو مسلمانوں کی کسی نمائندہ تنظیم یا کسی اسلامی ادارے (مدارس ومکاتب) کی طرف سے زکوٰۃ کی وصول یابی کے لیے (سفیر وغیرہ) جاتے ہیں اور اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو کسی حکومت کی طرف سے ٹیکس وصول کرنے پر مقرر ہیں۔ مندرجہ

ذیل احادیث میں ان لوگوں کو اگر یہ صحیح طور پر اپنی ذمہ داری سے ادا کریں تو مختلف قسم کی خوش خبریاں اور بشارتیں دی گئی ہیں، اور جو لوگ بے پروائی سے کام لیں اور حدودِ شرع کی پابندی نہ کریں، ان کے لیے وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''عاملِ صدقات (زکوٰۃ وصول کرنے والا) جو صحیح طریقے پر اللہ کے لیے کام کرتا ہو وہ جب تک اپنے گھر نہ لوٹ آئے راہِ خدا کے غازی کی طرح ہے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بہترین کمائی عامل کی کمائی ہے، بشرطیکہ وہ خیر خواہی سے (صحیح طریقہ پر) کام کرے۔

تشریح جس کام میں انسان کے پھسلنے کے مواقع زیادہ ہوں، اس سے اگر وہ صحیح سالم اور بے داغ نکل آئے تو علاوہ اس عمل کے اجر و ثواب کے اس آزمائش میں پورا اترنے کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بہت سا مال و دولت انسان کے ہاتھ میں آتا ہے اور اگر اس کے دل میں خوفِ خدا نہ ہو تو بہت کچھ مواقع گڑبڑ کرنے کے ہوتے ہیں، ایسے مرحلے میں آدمی تقویٰ و پرہیزگاری پر قائم رہے اور خدا کے حکموں کی رعایت رکھے، یہ یقیناً بہت بڑا مجاہدہ اور نفس کے خلاف بڑا جہاد ہے۔ (ترغیب ص ۱۹۴ ج ۲)

کیا عاملِ زکوٰۃ ہدیہ قبول کر سکتا ہے؟

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس شخص کو ہم نے کسی کام پر مقرر کیا، پھر اس کو روزی (تنخواہ) دے دی، اب اس کے بعد وہ جو کچھ لے گا وہ خیانت ہے''۔

اگلی حدیث سے اس مضمون کی مزید وضاحت ہوتی ہے:

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ازد کے ایک شخص ابن لتبیہ کو صدقہ (یعنی زکوٰۃ) وصول کرنے پر مقرر فرما کر بھیجا، جب وہ واپس ہوئے تو انہوں نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مال سپرد کرتے ہوئے) کہا، یہ تو آپ کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ میں ملا ہے، یعنی یہ مالِ زکوٰۃ میں وصول ہوا، اور اتنا تحفہ کے طور پر مجھے دیا گیا ہے۔ بلکہ آپ) خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہو گئے اور حمد و ثناء کے بعد فرمایا ''امابعد'' میں تم میں سے ایک

Marfat.com

شخص کو ان کاموں میں سے کسی کام کے لیے مامور کرتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے ذمہ دار بنایا ہے، وہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تمہارا ہے اور یہ وہ ہدیہ ہے جو مجھے دیا گیا ہے، وہ اپنی اماں ابا کے گھر میں کیوں نہ بیٹھ رہا تا کہ اگر وہ سچا ہے تو اس کا ہدیہ اس کے پاس آتا، خدا کی قسم تم میں سے جو بھی کوئی شخص ناحق کوئی چیز لے گا تو ضرور قیامت کے دن اپنے اوپر لادے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ملے گا۔ پس ایسا نہ ہو کہ میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں پہچانوں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مل رہا ہے اور بلبلاتا ہوا اونٹ یا ڈکراتی ہوئی گائے یا ممیاتی ہوئی بکری کو اپنے اوپر لادے ہوئے ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں مبارک ہاتھ اٹھائے، یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی، اور فرمایا: اے اللہ! کیا میں نے تیرا پیغام تیرے بندوں تک پہنچا دیا۔ (ترغیب ص۱۹۶ ج)

تشریح جب کوئی شخص ایسے سرکاری (وغیرہ) محکمے میں ہوتا ہے جس سے عام لوگوں کے کام پڑتے رہتے ہیں تو اس شخص کو جو بھی ہدیئے تحفے (گفٹ) ملیں گے، بیشتر ان میں اسی غرض سے دیئے گئے ہوں کہ شاید کسی وقت ہمارا ان صاحب سے کچھ کام پڑے۔ (ترغیب ص۱۹۷)

مطلب یہ ہے کہ اس شخص (زکوٰۃ وغیرہ وصول کرنے والے) کو تحفہ تحائف کی پیش کش اس کی ذات کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس کے عہدہ کی وجہ سے ہے، اگر وہ زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے عامل مقرر نہ کیا جاتا بلکہ وہ اپنے گھر بیٹھا رہتا تو اس کو کوئی تحفہ (گفٹ) کیوں دیتا؟ اس سے معلوم ہوا کہ اگر عامل کو اس کا کوئی عزیز دوست تحفہ دے تو دیکھا جائے گا کہ اگر اس کے لیے تحفہ کی پیش کش اس کے عامل ہونے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ تعلقات اور دیرینہ مراسم کی وجہ سے ہے اور یہ ہمیشہ کا معمول ہے تو وہ تحفہ اس کے لیے جائز ہوگا اور اگر تحفہ کی پیش کش محض اس کے عہدے کی وجہ سے ہوگی تو وہ تحفہ اس کے لیے جائز نہیں ہوگا۔ (مظاہر حق جدید ص۴۹۶ جلد۲)

عاملین کون ہیں؟

عاملین سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسلامی حکومت کی طرف سے صدقات وزکوٰۃ وعشر وغیرہ لوگوں سے وصول کر کے بیت المال میں جمع کرنے کی خدمت پر مامور ہوتے ہیں، یہ لوگ چونکہ اپنے تمام اوقات اس خدمت میں خرچ کرتے ہیں، اس لیے ان کی ضروریات کی ذمہ داری اسلامی حکومت پر عائد ہے قرآن کریم کی اس آیت "العاملین علیہا" نے مصارفِ زکوٰۃ میں ان کا

Marfat.com

حصہ رکھ کر یہ متعین کر دیا کہ ان کا حق الخدمت اسی مدِ زکوٰۃ سے دیا جائے گا۔

اس میں اصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے مسلمانوں سے زکوٰۃ وصدقات وصول کرنے کا فریضہ براہِ راست رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد فرمایا ہے جس کا ذکر اسی سورت میں آگے آیت میں ہے: خذمن اموالہم صدقۃ" یعنی وصول کریں آپ مسلمانوں کے مال میں سے صدقہ "۔ اس آیت کی رو سے مسلمانوں کے امیر پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ زکوٰۃ وصدقات وصول کرے، اور یہ ظاہر ہے کہ امیر خود اس کام کو پورے ملک میں بغیر اعوان ومددگاروں کے نہیں کرسکتا، انہی اعوان ومددگاروں کا ذکر مذکور الصدر آیت میں "والعاملین علیہا" کے الفاظ سے کیا گیا ہے۔

انہی آیات کی تعمیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صدقات وصول کرنے کے لیے عامل بنا کر مختلف خطوں میں بھیجا ہے، اور آیتِ مذکورہ کی ہدایت کے مطابق زکوٰۃ ہی کی حاصل شدہ رقم میں سے ان کو حق الخدمت دیا ہے، ان میں وہ حضرات صحابہ بھی شامل ہیں جو اغنیاء (مالدار) تھے۔

بیانِ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ عاملینِ صدقہ کو جو رقم مدِ زکوٰۃ سے دی جاتی ہے وہ اس رقم کے مستحق ہیں اور زکوٰۃ سے ان کو دینا جائز ہے، اور مصارفِ زکوٰۃ کی آٹھ مدات میں سے صرف ایک ہی مد ایسی ہے جس میں زکوٰۃ کی رقم کو بطورِ معاوضۂ خدمت دی جاتی ہے ورنہ زکوٰۃ نام ہی اس عطیہ کا ہے جو غریبوں کو بغیر کسی معاوضۂ خدمت کے دیا جائے، اور اگر کسی غریب فقیر سے کوئی خدمت لے کر زکوٰۃ کا مال دیا گیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ (معارف القرآن ص ۳۹۷ ج ۴)

دوسوالوں کا جواب

یہاں دو سوال پیدا ہوتے ہیں، اوّل یہ کہ مالِ زکوٰۃ کو معاوضۂ خدمت میں کیسے دیا گیا، دوسرے یہ کہ مالدار کے لیے یہ مالِ زکوٰۃ حلال کیسے ہوا؟

ان دونوں سوالوں کا ایک ہی جواب ہے کہ عاملینِ صدقہ کی حیثیت کو سمجھ لیا جائے، وہ یہ کہ حضرات (عاملین) فقراء کے وکیل کی حیثیت رکھتے ہیں، اور یہ سب جانتے ہیں کہ وکیل کا قبضہ اصل مؤکل کے قبضہ کے حکم میں ہوتا ہے، اگر کوئی شخص اپنا قرض وصول کرنے کے لیے کسی کو وکیل ومختار بنا دے، اور قرض دار یہ قرض وکیل کو سپرد کر دے تو وکیل کا قبضہ ہوتے ہی قرض دار بَری

Marfat.com

ہوجاتا ہے، تو جب زکوٰۃ کی رقم عاملین صدقہ نے فقراء کے وکیل ہونے کی حیثیت سے وصول کرلی تو ان کی زکوٰۃ اداء ہوگئی، اب یہ پوری رقم ان فقراء کی ملک ہے جن کی طرف سے بطورِ وکیل وصول کی ہے، اب جو رقم بطور حق الخدمت کے ان کو دی جاتی ہے وہ مالداروں کی طرف سے نہیں بلکہ فقراء کی طرف سے ہوئی۔ اور فقراء کو اس میں ہر طرح کا تصرف کرنے کا اختیار ہے، ان کو یہ بھی حق ہے کہ جب اپنا کام ان لوگوں (عاملین) سے لیتے ہیں تو اپنی رقم میں سے ان کو معاوضۂ خدمت دیں۔

عاملین کو وکیل کس نے بنایا؟

اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ فقراء نے تو ان کو وکیل مختار بنایا یا نہیں، یہ عاملین اُن (فقراء) کے وکیل کیسے بن گئے؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلامی حکومت کا سربراہ جس کو امیر کہا جاتا ہے وہ قدرتی طور پر منجانب اللہ پورے ملک کے فقراء غرباء کا وکیل ہوتا ہے، کیونکہ ان سب کی ضروریات کی ذمہ داری اس (امیر) پر عائد ہوتی ہے، امیر مملکت جس جس کو صدقات کی وصول یابی پر عامل بنادے وہ سب ان کے نائب کی حیثیت سے فقراء کے وکیل ہوجاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ عاملین صدقہ کو جو کچھ دیا گیا وہ درحقیقت زکوٰۃ نہیں دی گئی بلکہ زکوٰۃ جن فقراء کا حق ہے ان کی طرف سے معاوضۂ خدمت دیا گیا، جیسے کوئی غریب فقیر کسی کو اپنے مقدمہ کا وکیل بنادے اور اس کا حق الخدمت زکوٰۃ کے حاصل شدہ مال سے ادا کردے، تو یہاں نہ تو دینے والا بطور زکوٰۃ کے دے رہا ہے اور نہ لینے والا زکوٰۃ کی حیثیت سے لے رہا ہے۔

(مأخوذ معارف القرآن از ص ۳۹۷ تا ص ۳۹۹ جلد ۴)

کیا مدارس کے سفراء عاملین میں داخل ہیں؟

آج کل جو مدارسِ اسلامیہ اور انجمنوں کے مہتمم، یا ان کی طرف سے بھیجے ہوئے سفیر صدقات، زکوٰۃ وغیرہ مدارسِ اور انجمنوں کے لیے وصول کرتے ہیں، ان کا وہ حکم نہیں ہے جو عاملین صدقہ کا آیت شریفہ میں مذکور ہے کہ زکوٰۃ کی رقم میں سے ان کی تنخواہ دی جاسکے، بلکہ ان کو مدارس اور انجمنوں کی طرف سے جداگانہ تنخواہ دینا ضروری ہے، زکوٰۃ کی رقم سے ان کی تنخواہ نہیں دی جاسکتی، وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ (سفیر و مہتمم) فقراء کے وکیل نہیں، بلکہ اصحابِ زکوٰۃ مالداروں

کے وکیل ہیں، ان کی طرف سے زکوٰۃ کے مال کو مصرف پر لگانے کا ان کو اختیار دیا گیا ہے، اسی لیے ان کا قبضہ ہو جانے کے بعد بھی زکوٰۃ اس وقت تک ادا نہیں ہوتی جب تک کہ حضرات اس کو مصرف پر خرچ نہ کر دیں۔ فقراء کا وکیل نہ ہونا اس لیے ظاہر ہے کہ حقیقی طور پر کسی فقیر نے ان کو اپنا وکیل بنایا نہیں، اور امیر المؤمنین کی ولایتِ عامّہ کی بناء پر جو خود بخود وکالتِ فقراء حاصل ہوتی ہے وہ بھی ان کو حاصل نہیں، اس لیے بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ ان کو اصحاب زکوٰۃ کا وکیل قرار دیا جائے اور جب تک یہ اس مال کو مصرف پر خرچ نہ کر دیں ان کا قبضہ ایسا ہی ہے جیسا کہ زکوٰۃ کی رقم خود مال والے کے پاس رکھی ہو۔

اس معاملہ میں عام طور پر غفلت برتی جاتی ہے، بہت سے ادائے زکوٰۃ کا فنڈ وصول کر کے اس کو سالہا سال رکھے رہتے ہیں، اور زکوٰۃ دینے والے سمجھتے ہیں کہ ہماری زکوٰۃ اداء ہو گئی، حالانکہ ان کی زکوٰۃ اس وقت اداء ہوگی جب ان کی رقم مصارفِ زکوٰۃ میں صَرف ہو جائے۔

اسی طرح بہت سے لوگ ناواقفیت سے ان لوگوں کو عاملینِ صدقہ کے حکم میں داخل سمجھ کر زکوٰۃ ہی کی رقم سے ان کی تنخواہ دیتے ہیں، یہ نہ دینے والوں کے لیے جائز ہے اور نہ لینے والوں کے لیے۔ (معارف القرآن ص ۳۹۹ ج ۴)

زکوٰۃ کی تشہیر کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ زکوٰۃ کی تشہیر اس نیت سے تو درست ہے کہ اس سے زکوٰۃ دہندگان کو ترغیب ہو، اور ریاکاری اور نمود و نمائش کی غرض سے زکوٰۃ کی تشہیر جائز نہیں بلکہ اس سے ثواب باطل ہو جاتا ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۷۸ ج ۳)

مسئلہ فقہاءؒ نے کہا ہے کہ جب آدمی زکوٰۃ ادا کرے تو علی الاعلان اداء کرنا افضل ہے اور نفلی صدقات و خیرات کو پوشیدہ طور پر اداء کرنا بہتر ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۴ جلد ۴)

(یہاں بھی یہ ضروری ہے کہ ریاکاری نہ ہو تو جائز ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

دوسرے شہر میں زکوٰۃ بھیجنا کیسا ہے؟

سوال زید اپنی زکوٰۃ و فطرہ اپنے شہر کے غریبوں کو نہیں دیتا بلکہ دور دراز کے شہروں میں بھیجتا ہے، کیا یہ فعل شرعاً جائز ہے؟

جواب دوسرے شہر کی طرف زکوٰۃ بھیجنا مکروہ تنزیہی ہے، مگر وہاں کوئی رشتہ دار مسکین

Marfat.com

(غریب) ہو یا اپنے شہر کے مساکین سے کوئی زیادہ مستحق حاجت مند ہو یا زیادہ نیک ہو، یا طالب دین ہو یا دوسری جگہ بھیجنے میں عامۃ المسلمین کا زیادہ فائدہ ہو تو کوئی کراہت نہیں، بلکہ اہل قرابت کا حق اپنے شہر کے مساکین سے زیادہ ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۲۴۹ ج ۴ بحوالہ درمختار ص ج ۲ وفقہ الزکوۃ ص ۳۵۳ ج ۲ وعلم الفقہ ص ۴۷ ج ۴)

مسئلہ جب دوسری جگہ کے لوگ غریب محتاج ہوں یا اعزاء واقارب ہوں، اور وہ ضرورت مند ہوں، یا اس جگہ کے لوگ دینی تعلیم میں مشغول ہوں تو ایسے لوگوں کو زکوۃ کے پیسے بھیجنے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ بعض مواقع میں زیادہ ثواب ملے گا، جب کہ اخلاصِ نیت ہو۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۰۹ ج ۳ وفتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۵ ج ۵ بحوالہ ہدایہ ص ۱۸۸ ج ا ومعارف القرآن ص ۱۱۱ ج ۴)

مسئلہ مقدم وہ لوگ ہیں جو خویش واقارب غریب مفلس ہیں۔ ان کے بعد دوسرے شہر کے غرباء وفقراء ہیں۔ تھوڑا تھوڑا جس جس کو ہو سکے دیدے، کچھ رشتہ دار محتاجوں کو دے، اور کچھ دوسرے غرباء کو دے۔ الحاصل زکوۃ ہر ایک غریب ومفلس کو دینے سے ادا ہو جاتی ہے، لیکن اقارب غرباء کو دینے میں زیادہ ثواب ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۸۸ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۹۴ ج ۲)

مسئلہ زکوۃ کا روپیہ غیر ممالک کے مسلمانوں محتاجوں کو دینا بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جن کو دیا جائے وہ مالکِ نصاب نہ ہوں اور ان کو مالک بنا دیا جائے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۷۷ ج ۶)

مسئلہ غرض یہ ہے کہ سب کا خیال رکھا جائے اگر گنجائش زکوۃ کے روپے پیسے میں ہو تو حتی الوسع ہر ایک صاحبِ حاجت اور اہل قرابت کو دیدے۔ اور گنجائش کم ہو تو اہل قرابت کو مقدم کرے پھر دوسرے محتاجوں اور طلبہ کا خیال کرے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۶۷ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۹۳ ج ۲ باب المصرف)

مستحق نہ ملنے پر زکوۃ کی رقم دیر سے دینا کیسا ہے؟

سوال بعض مرتبہ مستحق نہ ملنے پر زکوۃ کی رقم بچی رہتی ہے اور دوسرا رمضان آتا ہے تو سابقہ رقم بھی اگلی زکوۃ کی رقم کے حساب میں لکھ کر تقسیم کرنا کیسا ہے؟

جواب کل رقم کا فوراً رمضان میں (یعنی جس وقت واجب ہو) خرچ کر دینا ضروری نہیں بلکہ تھوڑی تھوڑی دینے سے بھی (جیسا کہ سوال میں ذکر ہے) ادا ہو جاتی ہے، البتہ دیتے وقت نیت کا ہونا ضروری ہے اور جلدی ادا کرنا احوط (زیادہ احتیاط) ہے۔ (نیز) زکوۃ کے ادا کرنے میں دیر کرنا

Marfat.com

مناسب نہیں بلکہ مکروہ ہے (بغیر عذر کے)۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۲ ج ۳ بحوالہ ردالمختار ص ۲۷ ج ۲)

زکوٰۃ کی رقم کو فقراء کے لیے آمدنی کا ذریعہ بنانا کیسا ہے؟

سوال: زید کے پاس زکوٰۃ کی بڑی رقم جمع ہے اس کو ایک بارگی نہ دیتے ہوئے اس رقم سے کوئی پراپرٹی یا زمین خرید کر اس کی آمدنی سے مستحقین مدارس اور دینی ودنیوی طلباء جو اس کے مستحق ہوں ان کو وظیفہ دینا چاہتا ہے تو کیا زکوٰۃ کی رقم سے آمدنی کا سامان کر کے آمدنی میں سے مستحقین پر خرچ کر سکتا ہے؟

جواب: ادائیگی زکوٰۃ کے لیے تملیک یعنی مستحقین کو بلاعوض مالک بنا دینا شرط ہے۔

اگر آمدنی کے لیے پراپرٹی قائم کی گئی یا کوئی زمین خریدی گئی تو یہ شرط نہیں ہوئی لہٰذا زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ اس لیے زکوٰۃ کی رقم سے آمدنی کے لیے جائیداد فراہم کرنا جائز نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۸ ج ۲ وفتاویٰ دارالعلوم ص ۲۴۰ جلد ۶)

زکوٰۃ کی رقم سے غریبوں کو تجارت کرانا کیسا ہے؟

سوال: ہمارے یہاں ایک سوسائٹی (خدائی خدمت گار) کے نام کی ہے، نوجوان طبقہ نے چندہ کر کے کافی رقم جمع کی ہے، چندے کی کثیر رقم زکوٰۃ کی ہے۔ اب اس سے غریب طبقہ کو بطور قرض دیتے ہیں تاکہ یہ لوگ اس سے تجارت کریں۔ منافع ہونے پر اصل رقم بلاسود کے واپس کر دیتے ہیں تو غریب کو یہ رقم دینا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: زکوٰۃ کی رقم زکوٰۃ کے مصرف میں خرچ کی جائے، کسی غریب کو قرض کے طور پر دینے کی اجازت نہیں ہے، اگر صاحب زکوٰۃ کی طرف سے اجازت ہو تب بھی جائز نہیں ہے اور جب تک اس کے مصرف میں تملیکاً نہ دی جائے۔ یعنی جب تک اس ضرورت مند غریب کو جس کو زکوٰۃ کی رقم دی جائے گی، اس رقم کا مالک نہ بنا دیا جائے، زکوٰۃ ادا نہ ہوگی لہٰذا زکوٰۃ کے حقدار کو بطور قرض کے نہیں بلکہ ویسے ہی دیدی جائے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۰۳ ج ۳ وفتاویٰ دارالعلوم ص ۱۹۵ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۴ ج ۲)

زکوٰۃ میں بیع کی قیمت کم کرنا کیسا ہے؟

سوال: صاحب نصاب نے ایک غریب کو کوئی چیز فروخت کی جس کی قیمت تین روپے ہوتی

تھی، غریب نے اللہ کے لیے چھوٹ مانگی اپنی غربت کی وجہ سے اس نے ایک روپے کی چھوٹ اللہ کے لیے کردی تو کیا یہ ایک روپیہ زکوٰۃ میں شمار کرسکتا ہے؟

جواب اس طرح زکوٰۃ میں شمار کرنا جائز نہیں بلکہ اس چیز کے دو حصے کرلے، ایک حصہ کو دو روپے میں فروخت کرے اور ایک حصہ جس کی قیمت ایک روپیہ ہے وہ بلا قیمت لیے زکوٰۃ میں دیدے، یا وہ چیز تین روپے میں فروخت کرکے رقم وصول کرے تین روپے وصول کرنے کے بعد ایک روپیہ زکوٰۃ میں دے دے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۵ ج ۳ بحوالہ شامی ص ۱۲ جلد ۲)

زکوٰۃ کی رقم فقراء کے فائدہ کے لیے خرچ کردینا کیسا ہے؟

مسئلہ جمہور فقہاء اس پر متفق ہیں کہ زکوٰۃ کے معینہ آٹھ مصارف میں بھی زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے یہ شرط ہے کہ ان مصارف میں سے کسی مستحق کو مالِ زکوٰۃ پر مالکانہ قبضہ دے دیا جائے، بغیر مالکانہ قبضہ دیئے اگر کوئی مال انہی لوگوں کے فائدہ کے لیے خرچ کردیا گیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ اسی وجہ سے جمہور فقہاء امت اس پر متفق ہیں کہ زکوٰۃ کی رقم کو مساجد یا مدارس یا شفا خانے، یتیم خانے کی تعمیر میں یا ان کی دوسری ضروریات میں صرف کرنا جائز نہیں، اگرچہ ان تمام چیزوں سے فائدہ ان فقراء اور دوسرے حضرات کو پہنچتا ہو جو مصرفِ زکوٰۃ ہیں۔ مگر ان کا مالکانہ قبضہ ان چیزوں پر نہ ہونے کے سبب زکوٰۃ اس سے ادا نہیں ہوتی۔ (معارف القرآن ص ۴۰۹ جلد ۴)

زکوٰۃ کس کو لینا اور دینا جائز ہے؟

مسئلہ جس شخص کے پاس اس کی ضروریاتِ اصلیہ سے زائد بقدرِ نصاب مال نہ ہو، اس کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے اور اس کے لیے زکوٰۃ لینا بھی جائز ہے، اور ضروریاتِ اصلیہ میں رہنے کا مکان، استعمالی برتن اور کپڑے اور فرنیچر وغیرہ سب داخل ہیں۔ نصاب یعنی سونا ساڑھے سات تولہ ۸۷ گرام ۴۷۹ ملی گرام یا چاندی ساڑھے باون تولہ ۶۱۲ گرام ۳۵ ملی گرام یا اس کی قیمت، جس کے پاس ہو، اور وہ قرض دار بھی نہ ہو، اس کو زکوٰۃ لینا جائز ہے نہ دینا، اسی طرح وہ شخص جس کے پاس کچھ چاندی یا کچھ پیسے نقد ہیں اور تھوڑا سا سونا ہے تو سب کی قیمت لگا کر اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہوجائے وہ بھی صاحبِ نصاب ہے، اس کو زکوٰۃ دینا اور لینا جائز نہیں ہے۔ (معارف القرآن ص ۳۹۶ جلد ۴)

کیا مستحق کے حالات کی تفتیش ضروری ہے؟

سوال جو شخص اپنے آپ کو اپنے قول یا عمل سے مستحقِ زکوٰۃ حاجتمند ظاہر کرے اور صدقات وغیرہ کا سوال کرے، کیا دینے والے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کے حقیقی حالات کی تحقیق کریں، اور بغیر اس کے نہ دیں؟

جواب اس کے متعلق روایاتِ حدیث اور اقوالِ فقہاء یہ ہیں کہ اس کی ضرورت نہیں، بلکہ اس کے ظاہری حال سے اگر یہ گمان غالب ہو کہ یہ شخص حقیقت میں فقیر حاجت مند ہے تو اس کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ لوگ نہایت شکستہ حال آئے، آپؐ نے ان کے لیے لوگوں سے صدقات (وغیرہ) جمع کرنے کے لیے فرمایا، کافی مقدار جمع ہو گئی تو ان کو دے دی گئی (زکوٰۃ وغیرہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ضرورت نہیں سمجھی کہ ان لوگوں کے اندرونی حالات کی تحقیق فرماتے۔

(معارف القرآن ص ۴۱۲ ج ۴ بحوالہ قرطبی)

زکوٰۃ کے زیادہ مستحق مدارس ہیں یا کالج؟

سوال میں زکوٰۃ کی رقم غرباء وخویش واقارب اور دینی مدارس میں دیتا ہوں۔ میرے ایک دوست کا کہنا ہے کہ مدارسِ عربیہ کے بجائے ہائی اسکول یا کالج میں پڑھنے والوں کو بطور اسکالر شپ (امدادِ وظیفہ) دینا زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے، کیا میرے دوست کی یہ رہبری اور عمل درست ہے؟

جواب ہر مسلمان بخوبی جانتا ہے کہ دینی ومذہبی تعلیم سب سے افضل ہے اور نہایت ضروری ہے۔

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

واقعہ یہ ہے کہ علومِ دینیہ کے طلباء کو مقدم رکھنے میں شریعت کی ترویج اور اشاعت ہے کیونکہ حاملین شریعت یہی طلباء ہیں، انھیں کے ذریعہ ملتِ مصطفویہ ظہور فرما ہے، قیامت کے دن شریعت ہی کی پوچھ ہوگی، جنت میں داخل ہونا اور دوزخ سے بچنا شریعت پر عمل کرنے سے وابستہ ہے، انبیاء علیہم السلام نے جو تمام کائنات میں سب سے افضل ہیں، احکام شریعت کی دعوت دی ہے اور احکامِ شریعت کی پابندی پر ہی نجات کو موقوف رکھا ہے اور ان (انبیاء علیہم السلام) کو بھیجنے کا

Marfat.com

مقصد تبلیغ شریعت ہی ہے
پس سب سے بڑی خیرات یہ ہے کہ شریعت کو رائج کرنے ہی کی کوشش کی جائے۔

قابلِ توجہ بات

اس کے علاوہ قابلِ توجہ یہ بھی ہے کہ اسکولوں، کالجوں کو سرکاری ایڈ امداد وحمایت حاصل ہے، اس کے برخلاف ان دینی مدارس کا مدار آپ جیسے اہل خیر مسلمانوں کی امداد پر ہے۔ اب معمولی عقل والا انسان بھی فیصلہ کرسکتا ہے کہ کہاں اور کس کو امداد دینے میں اجر وثواب زیادہ ہے؟

خلاصہ یہ کہ دینی مدارس جو حقیقت میں اسلام کے قلعے ہیں ان کو باقی اور مضبوط رکھنے، نیز ان کی بقاء وترقی کے لیے ایثار اور مالی امداد کی از حد ضرورت ہے، لہٰذا آپ کا طرزِ عمل اور طریقۂ فکر بہتر ہے، اور آپ کے دوست کی رہبری غلط اور گمراہ کن ہے۔

دینی مدارس اور ان میں پڑھنے پڑھانے والوں اور خادموں اور کارکنوں کو نظر انداز کرکے ان کو بے بسی اور بے کسی کے عالم میں چھوڑ کر توجہ کرنا بہتر تو کیا ہے مؤاخذہ سے نجات مل جائے تو غنیمت جانیئے گا۔

احیاء العلوم میں تحریر ہے کہ زکوٰۃ وغیرہ دینے کے لیے ایسے دیندار لوگوں کو تلاش کرے جو دنیا کی طمع وطلب چھوڑ کر تجارتِ آخرت میں مشغول ہوں۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ: ''تم پاک غذا کھاؤ اور پاک آدم زاد کو کھلاؤ''۔ نیز یہ بھی آپؐ کا ارشاد ہے کہ کارِ خیر کرنے والے ہی کو اپنا کھانا کھلاؤ کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہیں جب وہ لوگ تنگدست ہوتے ہیں تو ان کی توجہ بٹ جاتی ہے۔ لہٰذا ایک شخص کو متوجہ الی اللہ کردینا یہ بہت افضل ہے، ایسے ہزار رہا اشخاص کو دینے سے جن کی توجہ دنیا ہی کی طرف ہوتی ہے، اور پرہیزگاروں میں سے بھی ایسے اہل علم کو خاص کردیں جو اپنے علم سے لوجہ اللہ لوگوں کو نفع پہنچا رہے ہیں اور مذہب اسلام کی پختگی اور اشاعتِ علوم دینیہ اور تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں کیونکہ علم پڑھنا پڑھانا تمام عبادتوں سے افضل عبادت ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ ہمیشہ اپنی زکوٰۃ وخیرات اہل علم پر ہی خرچ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں درجہ نبوتؐ کے بعد علماء کے درجہ سے افضل کسی کا مرتبہ نہیں دیکھتا ہوں کیونکہ اگر اہلِ علم تنگدست ہوں گے تو دینی خدمت نہ ہوسکے گی جس کی وجہ سے دینی امور میں نقص آجائے

Marfat.com

گا لہٰذا علمی خدمت کے لیے ان کو فارغ اور بے فکر کر دینا حسب سے بہتر ہے۔
(خلاصہ جواب۔ فتاویٰ رحیمیہ ص ۵ جلد ۲ و کفایت المفتی ص ۲۷۵ جلد ۴)

جن کے عقائد خراب ہوں ان کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

سوال: ہمارے یہاں فقیر (غریب) جن کے یہاں شرک، بدعت، تعزیہ پرستی وغیرہ ان کا کام ہے۔ نماز روزہ نہیں کرتے اور وہ جھوٹ، فریب، زنا، چوری کو برا نہیں جانتے، بچنا تو در کنار۔ ایسی حالت میں ان لوگوں کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟ ان لوگوں کو زکوٰۃ دینا اگر جائز ہو تو خیر، ورنہ میرا جی چاہتا ہے کہ دوسری جگہ باہر مظلومین کے پاس بھیج دوں؟

جواب: اپنی بستی کے ان لوگوں کو جن کا حال آپ نے لکھا ہے زکوٰۃ دینا درست ہے۔ پس جو رقم آپ نے زکوٰۃ کی ان لوگوں کے لیے رکھی ہے وہ انھیں کو دینا درست ہے کیونکہ اپنے اہل شہر کے غرباء کا بھی حق ہے بلکہ زیادہ حق ہے، اور باہر کے (دوسری جگہ کے) مظلومین اگر چہ زیادہ مستحق ہیں مگر اس میں خرچ کرنے والے کی بے احتیاطی کا اندیشہ ہے جس سے یہ خوف ہے کہ زکوٰۃ ادا نہ ہو، کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں فقراء کی زکوٰۃ کی رقم کا مالک بنانا شرط ہے جس کی وجہ سے (زکوٰۃ کی رقم) مسجد اور مکان وغیرہ کی مرمت میں اس کا صرف کرنا درست نہیں اور تجہیز و تکفین میت میں بھی صاف کرنا درست نہیں ہے۔

پس معلوم نہیں جس کے پاس باہر رقم زکوٰۃ بھیجی جائے گی وہ اس شرط کا پورا لحاظ کرے گا یا نہ کرے گا، اور وہ مصارفِ زکوٰۃ سے پوری طرح واقف ہو یا نہ ہو۔ آپ کے اہل شہر جن کا حال آپ نے لکھا ہے اگر چہ خرابی ان کے اعمال و عقائد کی ظاہر ہے مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ کلمہ گو اور مدعی اسلام ہیں اگر چہ اعمال و عقائد ان کے خراب ہوں تو عموماً ان کی تکفیر کا حکم نہیں کیا جا سکتا ہے۔

ہاں جس شخص سے کوئی کلمہ موجب کفر سنا گیا ہو یا اس کا حال محقق طور سے معلوم ہو گیا کہ اس کے عقائد کفریہ ہیں تو اس پر حکمِ کفر کر دیا جائے گا۔ مگر عموماً عام مسلمانوں پر ایسا حکم نہ کیا جائے گا۔ پس جب کفر کا حکم عموماً ان پر عائد نہیں کیا جا سکتا تو زکوٰۃ دینا ان کو درست ہے کہ غریب محتاج ہیں اور اپنے پڑوسی ہیں (اپنے شہر کے ہیں) اس سے زیادہ کنج وکاؤ کی حاجت نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے ارادہ کیا صدقہ دینے کا (عام ہے کہ وہ صدقہ نفل ہو یا فرض) یعنی زکوٰۃ اول دن (غلطی سے) چور کو دیا گیا، پھر دوبارہ زانیہ کو دیا گیا، پھر

Marfat.com

مالدار کو دیا گیا، اس کا اس کو افسوس ہوا تو اس کو خواب میں یہ کہا گیا کہ تیرے تینوں صدقے قبول ہوئے کہ چور کو شاید عبرت ہو کہ وہ چوری سے تائب ہو جائے اور زانیہ زنا سے توبہ کر لیوے اور مالدار کو نصیحت ہو کہ وہ بھی صدقہ وزکوٰۃ وغیرہ دینے لگے۔ اور تینوں صورتوں میں ہمارے فقہائے حنفیہ ادائے زکوٰۃ کے قائل ہیں۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۲۲ جلد ۶ بحوالہ مشکوٰۃ باب الانفاق ص ۶۵ جلد اول ورد المختار ص ۹۲ ج باب المصرف)

زکوٰۃ کا اندازاً دینا کیسا ہے؟

مسئلہ زکوٰۃ پورا حساب کر کے دینی چاہئے، اگر اندازہ کم رہا تو زکوٰۃ کا فرض ذمہ رہے گا۔ اگر پورے طور پر حساب کرنا ممکن نہ ہو تو زیادہ سے زیادہ کا اندازہ لگانا چاہئے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۶۳ جلد ۳)

بغیر حساب لگائے زکوٰۃ دیتے رہنا کیسا ہے؟

سوال اگر کوئی شخص سالانہ زکوٰۃ نہ نکالتا ہو بلکہ ہر ماہ کچھ نہ کچھ کسی ضرورت مند کو دیتا رہتا ہو اور اس کا حساب بھی اپنے پاس نہ ہو تو کیا یہ زکوٰۃ دینے میں شمار ہوگا یا نہیں؟

جواب زکوٰۃ کی نیت سے جو کچھ دیا ہے اتنی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، لیکن یہ کیسے معلوم ہوگا کہ اس کی زکوٰۃ پوری ہوگئی یا نہیں؟ اس لیے حساب کر کے جتنی زکوٰۃ ہو وہ ادا کرنی چاہئے، البتہ یہ اختیار ہے کہ اکٹھی (یک مشت) دے دی جائے یا تھوڑی تھوڑی کر کے سال بھر میں ادا کر دی جائے مگر حساب رکھنا چاہئے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ زکوٰۃ ادا کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا ضروری ہے، جو چیز زکوٰۃ کی نیت سے نہ دی جائے اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، البتہ اگر زکوٰۃ کی نیت سے کچھ رقم الگ رکھ لی جائے پھر اس سے وقتاً فوقتاً دیتے رہے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(آپ کے مسائل ص ۳۷۹ ج ۳)

زکوٰۃ کی رقم سے مہینہ مقرر کر دینا

سوال میں نے جتنی زکوٰۃ نکالی تھی وہ رقم الگ کر کے رکھ دی ہے، اب ایک دو گھروں کو جن کو میں زکوٰۃ دینا چاہتا ہوں ان کو ہر مہینے اس میں سے نکال کر دے دیتا ہوں کیونکہ اگر ایک ساتھ یہ

رقم دی جائے تو یہ خرچ کر لیتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب آپ کا یہ فعل درست ہے کہ زکوٰۃ کی رقم الگ نکال کر رکھ لی، اور حسب موقع ادا کرتے رہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۸۰ ج ۳ و فتاویٰ محمودیہ ص ۳۲ ج ۳ و فتاویٰ دار العلوم صفحہ ۹۲ جلد ششم)

تھوڑی تھوڑی کر کے زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

مسئلہ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ سال کے آخر میں زکوٰۃ ادا کرنے کے بجائے ہر ماہ کچھ رقم زکوٰۃ کی نیت سے نکالتا رہے، یعنی ہر مہینے تھوڑی تھوڑی زکوٰۃ نکالتے رہنا درست ہے۔

مسئلہ اگر تھوڑی تھوڑی کر کے سال بھر میں زکوٰۃ ادا کر دی جائے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، اور جب سال شروع ہو، اسی وقت سے تھوڑی تھوڑی زکوٰۃ پیشگی ادا کرتے رہیں تو یہ بھی درست ہے، تاکہ سال کے ختم ہونے پر زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے۔ بہرحال جتنی مقدار زکوٰۃ کی واجب ہو اس کا ادا ہو جانا ضروری ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۷۹ جلد ۳ و فتاویٰ محمودیہ ص ۳۲ جلد ۳ و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۸ جلد ۱۱)

مسئلہ اگر زکوٰۃ نکال کر علیحدہ (یا بغیر نکالے ہی لکھتے رہیں اور آخر سال میں حساب لگالیں) رکھ لی جائے بطور امانت کے اور پھر آہستہ آہستہ بتدریج حسب موقع اشخاص کو دیتا رہے یہ جائز ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۹۲ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۳۶ ج ۲ باب الزکوٰۃ الغنم)۔

مسئلہ کسی شخص مسکین کی زکوٰۃ سے کچھ رقم ماہوار مقرر کر دی تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۳۳۷ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۲ ج ۲)

مسئلہ مسکینوں اور غریبوں کو متفرق طور سے جو کچھ زکوٰۃ کی نیت سے دیا جائے جائز ہے اور زکوٰۃ اس میں ادا ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۳۳۴ ج ۶)

جتنی زکوٰۃ واجب ہے اس سے زیادہ دینا کیسا ہے؟

سوال اگر زکوٰۃ حساب سے تین سو یا چار سو ہو، اس کے بجائے ایک دو سو روپیہ زیادہ دیدے تو کیا زکوٰۃ اس کی بیکار ہو جائے گی؟

جواب اس صورت میں ثواب زیادہ ہوا۔ زکوٰۃ بھی اداء ہو گئی اور ایک دو سو زیادہ دینے کا ثواب زیادہ ہوا۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۷ ج ۶)

Marfat.com

کیا زائد دی گئی رقم کو آئندہ سال کی زکوٰۃ میں لگا سکتے ہیں؟

سوال: جو رقم زکوٰۃ کی واجب ہوئی ہے اگر اس سے زائد خرچ ہو جائے تو اس زیادہ خرچ شدہ رقم کو آئندہ سال کی زکوٰۃ میں محسوب کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر زائد رقم بہ نیتِ زکوٰۃ دی گئی تو وہ آئندہ سال کی زکوٰۃ میں محسوب ہو جائے گی۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۹۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۳۶ ج ۲ باب زکوٰۃ الغنم)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے ایک کپڑا زکوٰۃ میں دیا اور اس کی قیمت دینے کے وقت آٹھ روپے لگائی، دینے کے بعد معلوم ہوا کہ اس کی قیمت بارہ روپے تھی اور اس صورت میں اگر وہ کپڑا (یا چیز وغیرہ) جس کو دیا تھا اس کے پاس موجود ہو تو بارہ روپے زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۹۵ ج ۶)

زکوٰۃ میں وکیل بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ: آپ کسی دوسرے شخص، یا ادارہ کو اپنی رقم دے کر وکیل و مختار بنا سکتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف سے مالِ زکوٰۃ کو زکوٰۃ کے صحیح مصرف میں خرچ کر دے، لیکن اس میں دو باتیں پیشِ نظر رہنی چاہئیں:

(۱) اول یہ کہ اس وکیل پر یہ پورا اعتماد ہو کہ وہ اس زکوٰۃ کی رقم کو صرف مستحقینِ زکوٰۃ پر ہی صرف کرے گا، دوسری مداتِ خیرات میں خرچ نہ کر ڈالے گا۔

(۲) دوسری یہ کہ جب تک آپ کا زکوٰۃ کا مال اس وکیل کے قبضہ میں رہے گا وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ کے پاس رکھا ہے زکوٰۃ اسی وقت ادا ہو گی جب یہ شخص یا ادارہ زکوٰۃ کے مال کے زکوٰۃ کے مستحقین میں خرچ ڈالے۔

بہت سے ادارے زکوٰۃ کی رقم جمع کر لیتے ہیں اور سالہا سال زکوٰۃ کی رقم رکھی رہتی ہے، صرف نہیں ہوتی، یہ بڑی بے احتیاطی ہے۔

(امداد مسائل زکوٰۃ ص ۷۰ و فقہ الزکوٰۃ ص ۳۹۴ ج ۲)

شرائط کے ساتھ وکیل بنانا کیسا ہے؟

سوال: زید نے عمر کو (اس شرط پر) زکوٰۃ کا وکیل بنایا کہ کسی خاص مستحق کو زکوٰۃ مثلاً خالد کو

Marfat.com

دینے کے لیے، اگر عمر کو کہ وہ بھی مستحقِ زکوٰۃ ہے دیدے تو زید کی زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب شامی میں ہے کہ اس میں دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، اور دوسرا یہ کہ اداء نہ ہوگی اور وکیل ضامن ہوگا۔ پس احتیاط یہ ہے کہ کسی دوسرے کو زکوٰۃ نہ دے بلکہ اسی کو دے جس کو مؤکل (صاحبِ زکوٰۃ) نے متعین کیا ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۶۵ ج ۶ بحوالہ رد المحتار ص ۱۵ ج ۲ کتاب الزکوٰۃ)

مسئلہ اگر تم نے کسی کو روپے نہیں دیئے بلکہ اتنا کہہ دیا کہ تم ہماری طرف سے زکوٰۃ دے دینا، (اس کہنے کے بعد) اس نے تمہاری طرف سے زکوٰۃ دے دی تو زکوٰۃ اداء ہوگئی اور جتنا اس نے روپیہ تمہاری طرف سے دیا ہے اب وہ تم سے لے لے۔ (شامی ص ۱۴ جلد ۲ و بہشتی زیور ص ۲۹ جلد ۳)

کیا وکیل اپنا نائب بنا سکتا ہے؟

مسئلہ تم نے ایک شخص کو اپنی زکوٰۃ میں دو سو روپے دیئے تو اس کو اختیار ہے کہ خواہ خود کسی غریب کو دیدے یا اور کسی کے (اپنے نائب کے) سپرد کر دے کہ تم یہ روپیہ زکوٰۃ میں دیدینا اور نام کا بتلانا ضروری نہیں کہ فلاں کی طرف سے یہ زکوٰۃ دینا، اور وہ شخص روپیہ اگر اپنے کسی رشتہ دار یا ماں باپ کو غریب دیکھ کر دیدے تو بھی درست ہے لیکن اگر وہ خود ہی غریب ہو تو آپ ہی (خود) لینا درست نہیں البتہ اگر تم نے یہ کہہ دیا ہو کہ جو چاہے کرو اور جسے چاہو دو، تو اسے آپ بھی لے لینا درست ہے۔ (امداد مسائلِ زکوٰۃ ص ۱۶ بحوالہ فتاویٰ قاضی خاں)

وکیل کا زکوٰۃ کی رقم میں ردّ و بدل کرنا کیسا ہے؟

سوال ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کو زکوٰۃ یا صدقاتِ واجبہ کی حد سے کوئی رقم مساکین کو دینے کے لیے دی، اس وکیل نے وہ رقم بدل دی مثلاً اس میں سے دس دس روپے کے دس نوٹ لیے اور سو کا ایک نوٹ اس میں رکھ دیا، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ یا جو رقم ملی ہے وہی مساکین کو دینا ضروری ہے؟

جواب زکوٰۃ بہر حال ادا ہو جائے گی، البتہ تبدیلی کا جواز اس پر موقوف ہے کہ مؤکل کی طرف سے تبدیلی کی اجازت صراحۃً یا دلالۃً موجود ہو، عرف میں اس کی اجازت ہے اس لیے صراحۃً اجازت نہیں۔ معہٰذا صراحۃً اجازت لے لینا بہتر ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۹۰ ج ۴)

Marfat.com

مسئلہ زکوٰۃ کی رقم بغیر اجازت مزکی کے (زکوٰۃ دینے والے نے جس کو اپنا وکیل بنایا ہو اس کو) اپنے مال میں ملا دینا جائز نہیں ہے، اور زکوٰۃ مزکی اس وقت ادا ہو گی کہ مصرف کے پاس پہنچ جائے۔ اور اگر وکیل نے اپنے روپے میں مؤکل (جس نے وکیل، اپنا نمائندہ بنایا) کی رقم زکوٰۃ کو ملا لیا پس اگر یہ ملانا مؤکل کی اجازت سے ہے تو جس وقت رقم زکوٰۃ علیحدہ کر کے بہ نیت زکوٰۃ مزکی کی طرف سے دے گا اسی وقت زکوٰۃ اس کی ادا ہو گی اور اگر بلا اجازت مؤکل کے وکیل نے ایسا کیا تو اس کی (صاحب زکوٰۃ کی) زکوٰۃ ادا نہ ہو گی اور جو کچھ وکیل نے فقراء وغیرہ کو دیا ہو گا وہ وکیل کی طرف سے ہبہ یا صدقہ ہو گا۔ (فتاوی دار العلوم ص ۱۶۳ ج ۶ بحوالہ رد المختار ص ۱۴ اج ۲)

مسئلہ کسی غریب کو دینے کے لیے تم نے زکوٰۃ کی رقم کسی کو (اپنے نمائندہ یا وکیل کو دی) لیکن اس نے بعینہ وہی روپے فقیر کو نہیں دیے جو تم نے دیئے تھے بلکہ اس نے اپنے پاس سے روپے دیدیئے اور یہ خیال کیا کہ وہ روپے میں لے لوں گا، تب بھی زکوٰۃ ادا ہو گئی، بشرطیکہ تمہارے روپے اس کے پاس موجود ہوں اور اب وہ شخص اپنے روپے کے بدلے میں تمہارے روپے لے لے، البتہ اگر تمہارے دیئے ہوئے روپے اس نے (وکیل نے) پہلے خرچ کر ڈالے، اس کے بعد اپنے روپے غریب کو دیئے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی یا تمہارے روپے رکھے تو ہیں لیکن اپنے روپے دیتے وقت یہ نیت نہ تھی کہ میں وہ روپے لے لوں گا، تب بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی اب وہ روپے پھر زکوٰۃ میں دے۔ (بہشتی زیور ص ۲۹ ج ۳ بحوالہ شامی ص ۱۴ اج ۲)

وکیل کا مدِ زکوٰۃ سے کوئی چیز خرید کر دینا؟

سوال کیا وکیل زکوٰۃ کی رقم سے کوئی چیز مثلاً کپڑا، جوتہ، غلہ، پھل وغیرہ خرید کر دے سکتا ہے؟

جواب یہ بھی مؤکل کی اجازت پر موقوف ہے، اگر اس کی طرف سے صراحۃً یا دلالۃً اس کی اجازت موجود ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۹۰ ج ۴)

کیا وکیل اپنے ذی رحم کو زکوٰۃ دے سکتا ہے؟

مسئلہ اگر کسی کو زکوٰۃ دینے کے لیے وکیل بنایا تو یہ وکیل اپنے ذی رحم کو زکوٰۃ دے سکتا ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۲۹۸ ج ۴)

(یعنی جن رشتہ داروں کو یہ وکیل اپنی زکوٰۃ نہیں دے سکتا، لیکن وکیل ہونے کی وجہ سے دوسروں کی زکوٰۃ دے سکتا ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہ)

Marfat.com

مسئلہ کسی شخص کا وکیل اپنے لڑکے کو بڑا ہو یا چھوٹا یا اپنی بیوی کو زکوٰۃ دیدے تو جائز ہے بشرطیکہ یہ محتاج ہوں یعنی صاحبِ نصاب نہ ہوں، البتہ وکیل خود نہ رکھے۔

(درمختار ص ۱۳۰ جلد اول وفتاویٰ عالمگیری ص ۴۰ جلد ۴)

مسئلہ زید نے عمر کو زکوٰۃ کا روپیہ تقسیم کرنے کے لیے دیا، عمر صاحبِ نصاب ہے مگر اس کی بیوی یعنی وکیل کی، مسکین ہے (صاحب نصاب نہیں ہے) تو اس صورت میں عمر اپنی بیوی کو زید کی زکوٰۃ کا روپیہ دے سکتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۹۶ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۴ ج ۲)

کیا وکیل خود زکوٰۃ لے سکتا ہے؟

سوال زید نے عمر کو وکیل بنایا کہ سو روپے مستحقینِ زکوٰۃ کو میری طرف سے دے دو، اتفاقاً عمر خود ہی فقیر (غریب) ہو گیا۔ وکیل بنانے کے وقت وہ مالدار تھا تو کیا عمر وہ زکوٰۃ خود لے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب وکیل کو مؤکل کی زکوٰۃ اپنے مصرف میں لانا اور خود رکھ لینا جائز نہیں ہے مگر جب کہ اس نے یہ کہدیا ہو کہ جہاں چاہے صرف کر۔ پس اگر بعد میں وکیل فقیر ہو گیا اور مؤکل نے یہ کہا تھا کہ جس جگہ چاہے صرف کرلو تو وہ خود رکھ سکتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۸۷ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۵ ج ۲)

کیا وکیل زکوٰۃ کو اپنے نفس پر خرچ کر سکتا ہے؟

سوال زید ایک مسجد میں امام ہے زید اہل محلہ صدقاتِ نافلہ یا واجبہ دیدیتے ہیں جو یہ کہہ کر دیتے ہیں کہ مدرسہ کو دے دینا، زید مدرسہ میں دے دیتا ہے، اور جو یہ کہہ دیں کہ کسی طالبِ علم کو دے دینا تو وہ اپنی صواب دید پر کسی طالب علم کو دے دیتا ہے، کبھی کوئی یوں کہہ دیتا ہے کہ جسے آپ مناسب سمجھیں دے دیں، کسی سے بے تکلفی کی بناء پر زید یوں بھی تصریح کرالیتا ہے کہ جو مستحق ہو اسے دیدوں؟ طالب علم ہو یا غیر طالب علم، وہ یوں کہہ دیتا ہے جی ہاں، جیسے چاہیں دیدیں۔ کسی سے زید یوں بھی کہہ دیتا ہے کہ آپ مجھے پیسے دیدیں میں انشاء اللہ صحیح مصرف میں صرف کردوں گا، وہ دیدیتا ہے، مذکورہ رقوم سے زید کچھ تو مصارف میں صرف کر دیتا ہے اور کچھ اپنی ناداری و مفلسی اور مقروض ہونے کی بناء پر خود استعمال کر لیتا ہے۔

زید نے یہ مسئلہ سنا ہوا تھا کہ اگر معطی (دینے والا) کہے کہ "جسے چاہو دے دو" تو مستحق ہونے کی بناء پر وکیل خود بھی رکھ سکتا ہے، اب زید کو احساس ہوا کہ شامی کے جزیہ کا یہ مفہوم نہیں

Marfat.com

ہے۔ زید متفکر ومغموم ہے کہ یہ میں نے کیا کیا، نہ تو اب حساب یاد ہے کہ کس کے کتنے پیسے خود صرف کیئے اور کتنے دیئے اور اگر تخمینہ لگایا جائے تو پیسے کہاں؟ اور نہ ہی دینے والوں کو آگاہ کیا جاسکتا ہے، یہ بہت شرمندگی کی بات ہے کیونکہ اس کو اچھا تصور کرتے ہیں۔ اب کیا کیا جائے؟

بہشتی زیور اختری ص ۳۱ جلد۳ میں ہے کہ اگر تم نے یہ کہہ دیا ہو کہ جو چاہے کرو اور جسے چاہے دے دو تو آپ (وکیل کا) بھی لے لینا درست ہے، اور "جسے چاہے دے دو" اگر عطف تفسیری ہے تو ظاہر ہے، بصورتِ دیگر یہ کس کا ترجمہ ہے؟۔

جواب اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، شامی کا جزیہ "ضعها حيث شئت" کا ترجمہ ہے "جہاں چاہو خرچ کرو" یہ جملہ تملیک ہے، اور جسے "چاہو دے دو" توکیل ہے، عرفِ عام میں "بہشتی زیور" کے دوسرے جملہ کو جملۂ اُولیٰ پر تفریع قرار دیا جاتا ہے، یعنی بعد تملیک چاہو اپنے مصرف میں لاؤ یا دوسرے کو دے دو۔

گذشتہ کی تلافی کی صورت نظر نہیں آرہی ہے، یہ صرف ایک تدبیر ہوسکتی ہے کہ مزگی یعنی جن لوگوں نے زکوٰۃ کا وکیل بنایا تھا، ان سے کہے کہ "لاعلمی کی وجہ سے مجھ سے رقم غیر مصرف میں لگ گئی ہے، جس کا ضمان مجھ پر واجب ہے اور میری ہمت واستطاعت نہیں کہ آپ کا یہ قرض اداء کرسکوں، اس لیے آپ مجھے اتنی رقم مدِ مذکورہ سے دے کر بمدّ قرض مجھ سے واپس لے لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۹۸ جلد۴)

مسئلہ خود رکھ لینے اور صرف کر لینے میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ اس کے (زید کے) ذمہ ضمان اس روپیہ کی واجب ہے، اور بعد صرف کر لینے کے زید کا جائز رکھنا کافی نہیں ہے اور اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۹۸ جلد۶ بحوالہ رد المختار ص ۱۴ ج ۲ کتاب الزکوٰۃ)

وکیل کے پاس سے زکوٰۃ کی رقم ضائع ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

سوال زید نے خالد کو زکوٰۃ کی رقم کسی مسکین کو ادا کرنے کے لیے دی، جو خالد کے پاس سے ضائع ہوگئی، ایسی صورت میں زید کے ذمہ جو زکوٰۃ واجب الاداء تھی وہ اداء ہوگی یا نہیں؟ تو کیا خالد کے ذمہ اس رقم کا زید کو واپس کرنا واجب ہوگا؟

جواب زید کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، اگر خالد نے حفاظت میں غفلت نہیں برتی تو خالد اس رقم کا ضامن نہ ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۸۹ جلد۴)

Marfat.com

زکوٰۃ میں حیلہ کرنا کیسا ہے؟

سوال مدارس میں چندہ دوامی بہت کم ہے اور مد زکوٰۃ وصدقہ واجبہ مثلاً کفارہ (روزہ) و چرم قربانی وغیرہ وغیرہ کا روپیہ زیادہ جمع ہوتا ہے، چونکہ چندہ دوامی میں سے مدرسین کی تنخواہ پوری نہیں ہوتی اور زکوٰۃ کا روپیہ جمع ہوتا ہے، اس لیے مدرسہ والے اس طرح حیلہ کراتے ہیں کہ کسی غریب کو وہ روپیہ دے کر مالک بنادیتے ہیں اور اس سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ تم اپنی طرف سے مدرسہ میں دیدو، اس طرح حیلہ کرکے زکوٰۃ کا روپیہ مدرسین کی تنخواہ میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب یہ حیلہ درست ہے اور اس حیلہ کے بعد مدرسین کی تنخواہ میں خرچ کرنا جائز ہے اور جس قدر روپے کا حیلہ چاہے ایک وقت کرے (کیونکہ) اس میں قدرِ نصاب کی شرط لازمی نہیں ہے صرف اُولیٰ اور غیر اولیٰ کا فرق ہے اور حیلہ کرنے والوں اور کرانے والوں کو کچھ گناہ نہیں ہے۔ نیتِ صالح پر ثواب کی امید ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۴ جلد ۶ بحوالہ رد المختار ص ۱۶ جلد ۲ و فتاویٰ محمودیہ ص ۳۰ جلد ۳ و کفایت المفتی ص ۲۸۶ جلد ۴)

حیلہ میں شرط لگانا کیسا ہے؟

سوال زکوٰۃ کی رقم غریبوں کو یوں کہہ کر دیوے کہ اس کو قبول کرکے فلاں مدرسہ میں دیدے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب مدار نیت پر ہے، وہ درست ہوگی تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی ورنہ ادا نہ ہوگی صورتِ مسئولہ میں ادائیگی کے سلسلہ میں شبہ ہے۔ کوئی شخص حیلہ کرنے پر مجبور ہو تو زکوٰۃ کی رقم حقدار کو کچھ کہے بغیر مالک بنادے پھر اس کو مدرسہ وغیرہ میں دینے کی ترغیب دے اگر وہ خوش دلی سے دیدے تو فبہا، ورنہ اس پر کوئی الزام نہیں۔ یعنی اگر وہ خرچ کرنا قبول نہ کرے تو اس پر کسی قسم کا الزام نہیں کیونکہ وہ شخص مالک ہو چکا۔ نیت وطریقہ کار کی درستگی پر پورا دارومدار ہے وہ درست ہو تو زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی، تملیک کے لیے ظاہری ردّ و بدل کافی نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۹ جلد ۲ و فتاویٰ محمودیہ ص ۵۵ ج ۳)

حیلہ میں تملیک کی شرط کیوں ہے؟

سوال دین کی خدمت انجام دینے والوں کو زکوٰۃ سے مشاہرہ دینا درست ہے یا نہیں؟ اور امام

Marfat.com

صاحبؒ نے تملیک کی شرط کیوں لگائی ہے "انما الصدقات للفقراء" میں لام منفعت کے لیے بھی ہوسکتا ہے، اس کو تملیک پر محمول کرنے کا کیا منشاء ہے، اس بارہ میں کوئی صریح حدیث ہے یا نہیں؟

جواب زکوٰۃ میں تملیک فقراء وغیرہم شرط ہے جیسا کہ آیت "انما الصدقات للفقراء الأیہ" سے مستفاد ہے کیونکہ اول تو صدقہ کا لفظ ہی تملیک فقیر کو چاہتا ہے اور پھر لام تملیک اس کی صریح دلیل ہے، اور نفع کے لیے کہنا بھی اس کے منافی نہیں ہے کیونکہ نفع تام بعد تملیک کے مملک لہ کو ہو (جس کو مالک بنایا گیا) ہوسکتا ہے اور حدیث شریف میں توخذ من اغنیائھم تودو الیٰ فقرائھم (ردالمختار ص ۸۳ ج ۲ باب المصرف) بھی اس کی دلیل ہے، کیونکہ "توخذ" سے خروج عن ملک الاغنیاء ثابت ہے (یعنی مالداروں کی ملکیت سے نکلنا مال کا ثابت ہو رہا ہے)۔ اور "الیٰ فقرائھم" ملک فقراء کو مقتضی ہے۔

بہرحال جب کہ زکوٰۃ میں تملیکِ فقراء ضروری ہوئی اور صدقہ کا لفظ اس کو چاہتا ہے کہ بلاکسی معاوضہ کے ہو، ورنہ صدقہ نہ رہے گا تو ملازمین ومدرسین کی تنخواہ میں دینا زکوٰۃ کا جائز نہ ہوا اور ایسے مصارف میں خرچ کرنے کے لیے حیلۂ تملیک ضروری ہے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ چنانچہ صاحبِ ہدایہ جگہ جگہ عدم تملیک کو عدم علت جواز قرار دیتے ہیں۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۴۷ جلد ۶ بحوالہ ہدایہ باب من یجوز دفع الصدقات ص ۱۸۸ جلد اول وفتح القدیر ص ۲۲۳ جلد)

اگر حیلہ میں تملیک مقصود نہ ہو؟

سوال بعض حضرات زکوٰۃ کا روپیہ تبلیغ کے لیے دیتے ہیں اور یہ کہہ دیتے ہیں کہ حیلہ کرلیا جائے جبکہ تملیک میں لینے والا اور دینے والا دونوں بخوبی جانتے ہیں کہ تملیک مقصود نہیں ہے تو کیا اس حیلہ سے زکوٰۃ بھی ادا ہوجائے گی؟ اور وہ روپیہ اس غرض کے لیے جائز بھی ہوجاتا ہے یا نہیں؟

جواب حیلہ فقہاء نے لکھا ہے اور شرعاً جائز ہے اور یہ امور جن کو آپ نے لکھا ہے مانع اس حیلہ سے نہیں ہیں یعنی باوجود ان خیالات کے یہ حیلہ صحیح ہے اور اس حیلہ کا کرلینا ضروری ہے تاکہ زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ فوراً ادا ہوجائے۔ پھر مہتمم وغیرہ منتظمین کو اختیار ہوجاتا ہے کہ جس مصرف مناسب میں چاہیں صرف کریں۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۹۹ ج ۳)

مسئلہ زکوٰۃ میں شرط یہ ہے کہ تملیک فقراء ہو یعنی محتاجوں کو اس کا مالک بنادیا جائے اور تملیک فقراء نہ ہوگی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی پس اگر سوائے زکوٰۃ کی رقم کے اور کوئی صورت چندہ کی

نہیں ہے تو زکوٰۃ کے روپے کو اس کام میں خرچ کرنے کے جواز کی یہ صورت ہے کہ زکوٰۃ کی رقم کا مالک اول کسی ایسے شخص کو بنا دیا جائے کہ وہ مالکِ نصاب نہ ہو پھر وہ اپنی طرف سے جلسہ مذکورہ کے مصارف میں صرف کر دے تو اس صورت میں زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی، اور جلسہ کے مصارف کا بھی انتظام ہو جائے گا اور اسکی تشریح زبانی کسی واقف سے کر لیں وہ تملیک کی صورت کو پوری طرح سمجھا دیں گے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۶۹ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۶ ج ۲ کتاب الزکوٰۃ)

(حیلہ کا مقصد اگر خواہ مخواہ بلا وجہ اور بلا ضرورتِ شدیدہ شریعت کے ایک حکم کو بے معنی بنا دینا اور اپنی خواہشات کی تکمیل اور نفع کی تحصیل ہو تو ظاہر ہے کہ یہ ناجائز ہوگا اور عند اللہ اس کی باز پرس بھی ہوگی، لیکن اگر کسی واقعی دینی مصلحت کے پیشِ نظر ایسا کرنا ناگزیر ہو جائے تو اجازت ہے، کیونکہ حیلہ کی اصل یہ ہے کہ قانونی اور اصلی بات طے ہو جاتی ہے مثلاً زکوٰۃ کا مصرف فقیر محتاج اور مستحق ہے، وہ اسے مل گئی، اب وہ بحیثیت مالک ہونے کے جو چاہے کر سکتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ حیلہ خواہ مخواہ کرنا کرانا مناسب نہیں ہے اس لیے کہ زکوٰۃ کے مصارف متعین ہیں، حیلہ کے بعد جو اصل مستحق ہیں وہ عملاً محروم رہ جاتے ہیں اسی لیے حضرت مفتی غلامؒ فرما رہے ہیں کہ اگر انتہائی مجبوری ہے کہ کوئی رقم عطیہ وغیرہ کی نہیں ہے اور نہ ملنے کی امید ہو تو اس مجبوری کے تحت یہ صورت اختیار کی جائے۔ واللہ اعلم۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

مسجد کے لیے حیلہ تملیک کرنا کیسا ہے؟

سوال ایک مسجد میں پنکھے کی ضرورت تھی، متولی مسجد خود مصرف زکوٰۃ تھا، میں نے زکوٰۃ کی نیت سے پنکھا متولی کو دے دیا، اور اس نے وہ پنکھا اپنی طرف سے مسجد میں لگا دیا، کیا میری طرف سے زکوٰۃ کی ادائیگی صحیح ہوگی؟

جواب اگر آپ نے متولی کو مالک بنا دیا ہو خواہ مسجد میں دینے کی شرط سے یا بغیر شرط، اس نے آپ کی مروّت میں بلا طیبِ خاطر مسجد کو دے دیا، بہر حال زکوٰۃ ادا ہوگی، مگر شرط لگانے یا بلا شرط مروۃً مسجد کو دینے کا آپ کو گناہ ہوگا اور پنکھا مسجد میں لگانا جائز نہ ہوگا، بطیبِ خاطر ہو تو جائز ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۲۹۶ جلد ۴)

مسئلہ زکوٰۃ کی رقم سے مسجد کا جنریٹر نہیں خریدا جا سکتا ہے، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی غریب

Marfat.com

آدمی قرض لے کر جنریٹر خرید کر مسجد کو دیدیئے اور زکوٰۃ کی رقم اس غریب کو قرض ادا کرنے کے لیے دیدی جائے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۸۵ جلد ۳)

حیلہ کے ذریعہ قبرستان کے لیے زمین وقف کرنا

سوال ایک شخص زکوٰۃ کی رقم سے قبرستان کے لیے زمین خرید کر وقف کرنا چاہتا ہے اس طور سے کہ زکوٰۃ کا مال کسی محتاج کو دیدیا جائے اور وہ زمین خرید کر قبرستان کے لیے وقف کردے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ اور ثواب محتاج کو ہوگا یا زکوٰۃ دہندہ کو بھی؟

جواب اس طریق سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، اول کسی محتاج کو وہ روپیہ زکوٰۃ کا دیدیا جائے اور اس کو مالک بنادیا جائے، پھر اس کو مشورہ دیا جائے کہ وہ اس روپیہ سے زمین خرید کر قبرستان کے لیے وقف کردے تو یہ صورت جائز ہے لیکن مالک ہونے کے بعد اس کو اختیار ہے کہ وہ ایسا کرے یا نہ کرے، اور اگر وہ ایسا کرے تو ثواب دونوں کو ہوگا۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۸۷ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۶ جلد ۲ وفتاویٰ محمودیہ ص ۹۹ جلد ۱۳)

زکوٰۃ کی رقم سے قبرستان پر قبضہ لینا کیسا ہے؟

سوال ہمارے شہر میں چند مساجد اور قبرستان غیر مسلم کے قبضہ میں آگئے ہیں اور ان میں نہایت بے ادبی ہوتی ہے۔ آیا ان کو چھڑانے کے لیے زکوٰۃ کا روپیہ کام آسکتا ہے یا نہیں؟

جواب زکوٰۃ کے روپے سے یہ کام نہیں ہوسکتا کیونکہ زکوٰۃ کے ادا ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ کسی محتاج یا چند محتاجوں اور مساکین کو بلا معاوضہ اس روپے کا مالک بنادیا جائے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۶۶ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۸۵ ج ۲ وفتاویٰ محمودیہ ص ۹۹ ج ۱۳)

قبرستان میں زکوٰۃ کی رقم صرف کرنا کیسا ہے؟

سوال ایک قبرستان میں مسجد ہے اور اس کے چار طرف تالاب ہے تو اگر بغرضِ حفاظت اراضی قبرستان میں زکوٰۃ کا روپیہ صرف کریں تو کیسا ہے؟

جواب مسجد کی تعمیر اور قبرستان دونوں جگہ زکوٰۃ کا روپیہ صرف کرنا درست نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۱۳ جلد ۶ بحوالہ عالمگیری باب المصارف ص ۱۸۸ جلد اول)

Marfat.com

مقدمہ میں زکوٰۃ کی رقم دینا کیسا ہے؟

مسئلہ اگر وہ (صاحب مقدمہ) مستحق زکوٰۃ ہے اور اس کو زکوٰۃ کا روپیہ دے دیا جائے اور وہ اس روپیہ پر قبضہ کر کے اپنے مقدمہ میں خرچ کرے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، اور اگر زکوٰۃ کا روپیہ (صاحبِ مقدمہ کو) نہ دیا بلکہ برادری (پنچایت وغیرہ) جمع کر کے اسکے مقدمہ میں خرچ کرے تو اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۵۲ ج ۳)

نوٹ چونکہ برادری کے جمع کرنے کی صورت میں مستحق کو مالک بنا کر دینا نہیں پایا گیا جو زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے ضروری ہے، اس لیے زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

اشیاء کی شکل میں زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

مسئلہ زکوٰۃ کے روپے سے کسی مستحق کو کپڑے بنا کر دیدیئے جائیں تو یہ بھی درست ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۹۶ جلد ۶)

مسئلہ زکوٰۃ کی رقم سے چاول خرید کر سال بھر تک فقیروں کو بھیک دینے (تقسیم کرنے) سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۰۳ ج ۶ بحوالہ ردالمختار باب الغنم ص ۲۹ ج ۲)

مسئلہ اگر اپنا عزیز (مستحقِ زکوٰۃ) زکوٰۃ کے نام سے روپیہ لیتا ہوا شرمائے تو اس طرح کہہ کر دیدینا درست ہے کہ اس رقم سے بچوں کے کپڑے (میری طرف سے) بنوا دینا، اپنی نیت دل میں زکوٰۃ کی کر لینا کافی ہے، جس کو دی جائے اس پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۹۷ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۷ جلد ۱)

مسئلہ زکوٰۃ کی رقم سے مستحقین کو کھانا پکا کر کھلا دیا جائے (یعنی ان کو دیدیا جائے مالک بنا دیا جائے) یا کوئی چیز خرید کر دے دی جائے تو درست ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۰۵ جلد ۶ وفتاویٰ محمودیہ ص ۱۱۴ جلد ۱۳)

مسئلہ مدرسہ میں جو روپیہ زکوٰۃ کا آتا ہے اس کا مدرسہ کے مہتمم کو اختیار ہے کہ خواہ نقد طلبہ کو دے، خواہ کپڑا خرید کر تقسیم کر دے یا کتابیں خرید کر دیدے سب جائز ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۱۵ جلد ۶)

(لیکن مستحقین کو مالک بنا دینا چاہئے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

Marfat.com

مسئلہ اگر کوئی شخص زکوٰۃ کا غلّہ فروخت کر کے کسی مسکین کو کھانا کھلا دے (مالک بنا دے) یا کپڑا بنا دے تو درست ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۰۱ جلد ۶)

مسئلہ مستحقین کو اشیاء (سامان وغیرہ) کی شکل میں زکوٰۃ دی جا سکتی ہے، لیکن یہ احتیاط ملحوظ رہے کہ ردّی وخراب قسم کی چیزیں نہ دی جائیں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۸۲ ج ۳)

مسئلہ اپنی زکوٰۃ میں روپے (رقم، نقد کیش) کے بجائے غلّہ یا کپڑا خواہ گھر سے (اگر موجود ہو) غلّہ کپڑا وغیرہ حساب کر کے دیدے یا بازار سے خرید کر دیدے، دونوں صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۸۵ ج ۶)

زکوٰۃ کی رقم افطاری یا شبینہ میں خرچ کرنا؟

مسئلہ رمضان المبارک کی افطاری یا شبینہ میں زکوٰۃ کا دینا (خرچ کرنا) اس طرح تو جائز ہے کہ وہ افطاری کھانے والے یا شبینہ کا کھانا کھانے والے مسکین ہوں (غیر صاحبِ نصاب) اور تملیکاً ان کو کھانا یا افطاری تقسیم کر دیا جائے اور اگر (کھانا کھلانے میں) مالدار غنی ہوں تو جائز نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ص ۱۵۸ جلد ۴)

زکوٰۃ کی رقم سے دینی کتب وقرآن مجید تقسیم کرنا؟

سوال ایک دینی کتاب چھپوائی گئی، اور تاجرانہ نرخ پر قیمت لگا کر مستحقین زکوٰۃ کو دی گئی، بقدرِ رقم زکوٰۃ سے زائد نسخے اہلِ علم (حضرات جو کہ مستحقینِ زکوٰۃ نہیں) کو بطور ہدیہ دیئے گئے تو کیا اس صورت میں شرعاً زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوئی قباحت تو نہیں؟

جواب صورتِ مسئولہ میں بلاشبہ بغیر کسی قباحت کے زکوٰۃ ادا ہو گئی، بلکہ یہ کتب دینیہ کی اشاعت کا بہترین ذریعہ ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۸۳ جلد ۴)

مسئلہ مدِ مذکورہ میں ہر چیز رائج قیمت پر لگا کر دی جا سکتی ہے بشرطیکہ بصورتِ تملیک دی جائے یعنی فقیر کو اس کا مالک بنا دیا جائے، پس دینی کتابیں اگر مستحقین کی مِلک میں دے دی جائیں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، ہاں اگر مدرسہ میں وقف کر دیں یا طلبہ کو عاریۃً مطالعے کے لیے دیں تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۹۲ جلد ۴)

مسئلہ زکوٰۃ کے روپے سے طلبہ کو کتابیں یا سیپارے دلا دینا درست ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۰۰ جلد ۶)

مسئلہ قرآن شریف زکوٰۃ کے روپے سے خرید کر اگر غریب لڑکوں یا بڑوں کو تقسیم کر دیئے جائیں تو یہ جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ اور جو قرآن شریف امیروں کو دیا اس کی قیمت کے موافق زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، وہ پھر دینی ہوگی۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۷۳ ج ۶ بحوالہ رد المحتار ص ۱۷ جلد ۲)

مسئلہ اگر زکوٰۃ کی رقم سے دینی کتابیں خرید کر (یا چھپوا کر) مستحق علماء اور طلباء کو مالک بنا دیا جائے یا مدِ زکوٰۃ سے دینی کتابیں چھپوا کر تاجرانہ نرخ (ریٹ) پر قیمت لگا کر مستحقِ زکوٰۃ اہلِ علم کو دے دی جائیں تو دوہرا ثواب ملتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۱۵ جلد ۶ و احسن الفتاویٰ ص ۲۸۲ جلد ۴)

زکوٰۃ کی رقم سے کتابیں خرید کر وقف کرنا کیسا ہے؟

سوال مالِ زکوٰۃ سے اگر کوئی شخص کسی مدرسہ اسلامیہ کے کتب خانہ (لائبریری) کے لیے کتابیں خرید کر وقف کر دے؟

جواب زکوٰۃ میں تملیکِ محتاج شرط ہے، مالک بنائے بغیر زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، یا تو زکوٰۃ کی رقم ایسے ہی غریب طلباء کو تقسیم کر دے اور اگر کپڑے یا کتابیں اس سے بنا دے یا خرید دے تو وہ مملک غرباء کی کر دے یعنی ان کو دے دے اور تقسیم کر دے مالک بنا دے، کسی مدرسے کے کتب خانہ میں وہ کتابیں رکھنے (وقف کرنے) سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۶۲ جلد ۶)

زکوٰۃ کی رقم سے خریدی ہوئی کتابیں مطالعہ کرانے کے لیے رکھنا

مسئلہ اگر زکوٰۃ کی رقم سے دینی کتابیں خرید کر اپنے پاس (اس طور پر) رکھے کہ جس کو ضرورت ہو وہ دیکھ (مطالعہ کر) لے مگر کسی کو لے جانے کی اس طور سے اجازت نہیں کہ وہ مالک بن جائے تو اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۹۸ ج ۶)

زکوٰۃ کی رقم سے اسکول کا سامان خریدنا؟

سوال ایک شخص اپنی زکوٰۃ کی رقم سے اسکول میں بچوں کے لیے کرسی تخت وغیرہ بنانا چاہتا ہے تو اس رقم کو کس طرح استعمال کرے؟

جواب ادائے زکوٰۃ کے لیے تملیک شرط ہے یعنی زکوٰۃ کے حقدار کو رقم بلا عوض مالک و مختار بنا دینا ضروری ہے اور یہ حقیقت ہے کہ مدرسہ اور سکول کے ساز و سامان کے بنانے میں علت نہیں پائی جاتی، لہٰذا زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ ہاں اگر مستحق زکوٰۃ کو بلا عوض مالک بنا دے اور پھر وہ اپنی طرف

Marfat.com

سے بخوشی سامان بنانے کے لیے رقم دے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور اس کو بھی ثواب ملے گا لیکن پہلے سے رقم واپس لینے یا سامان بنا دینے کے متعلق گفتگو نہ کرے، کیونکہ ظاہری لینے دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، حقیقۃً تملیک شرط ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۱۱ ج ۲)

زکوٰۃ کی رقم سے رسالہ جاری کرانا کیسا ہے؟

سوال: زکوٰۃ کا روپیہ کوئی شخص کسی رسالہ کے ادارے میں دیدے اس خیال سے کہ رسالہ کسی نادار مفلس کو یا طالب علم کو سال بھر تک پہنچایا جائے تو کیا زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب: حامداً و مصلیاً۔ جتنی قیمت کا رسالہ مفلس کے پاس پہنچے گا اتنی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی ایسا کرنا ادارہ کو وکیل بنانا ہے کہ تم اولاً اپنا رسالہ ہمارے ساتھ فروخت کر دو، پھر ہماری طرف سے وکیل ہو کر وہ رسالہ فلاں شخص (مستحق زکوٰۃ) کو دے دو۔ یا خود خرید کر فلاں شخص کو قبضہ کے لیے وکیل بنانا ہے۔ اور بعد القبض اس کو مالک بنانا ہے اور دونوں طرح زکوٰۃ کا ادا کرنا درست ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۵۰ جلد ۳)

زکوٰۃ کی رقم سے کارخانہ لگانا؟

سوال: کیا زکوٰۃ کی رقم سے دستی اور صنعتی کارخانے لگائے جا سکتے ہیں تاکہ غرباء و نادار و مستحقینِ زکوٰۃ کی بہترین اور مستقل طور پر مدد کی جا سکے؟

جواب: زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے فقیر کو مالک بنانا شرط ہے۔ صنعتی کارخانہ لگانے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

ہاں اگر کارخانہ لگا کر ایک فقیر (مستحق) کو یا چند فقراء کو آپ اس کا مالک بنا دیتے ہیں، جتنی مالیت کا وہ کارخانہ ہے اتنی مالیت کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۸۳ جلد ۳)

مسئلہ: زکوٰۃ کی رقم جب تک کسی فقیر محتاج (یعنی غیر صاحبِ نصاب) کو مالک نہیں بنا دیا جائے گا، زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ ان کو اس رقم کا مالک بنا دینے کے بعد اگر ان کی اجازت و توکیل سے کوئی (کاروبار کا) انتظام کیا جائے تو درست ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۳۸۲ جلد ۳)

زکوٰۃ کی رقم سے مکان بنا کر کسی غریب کو دیدینا؟

مسئلہ: کسی نے زکوٰۃ کی رقم اصل مال سے الگ نہیں کی ہے اور مجموعہ رقم سے ذاتی طور پر ایک

Marfat.com

مکان تعمیر کر کے جو رقم خرچ ہوئی اس کا حساب لگا کر زکوٰۃ کی نیت سے کسی نادار بے گھر فقیر کو مکان کا مالک بنا کر فقیر کے نام رجسٹری کرا کے قبضہ دلایا اور اس میں اپنا کوئی حق و تعلق باقی نہیں رکھا تو اس طرح مکان بنا دینا بلا کراہت جائز اور درست ہے، اس لیے کہ فقیر کو اس سے مالدار صاحبِ نصاب نہیں بنایا گیا بلکہ صرف ضرورت کا مکان فراہم ہوا ہے۔

مسئلہ زکوٰۃ کی رقم زکوٰۃ کی نیت سے الگ رکھ دی ہے اور اپنی ذاتی رقم سے مکان بنا کر زکوٰۃ کی نیت سے فقیر کو مالک بنا کر رجسٹری قبضہ دیدیا ہے پھر مدِ زکوٰۃ سے اتنی رقم واپس لے لیتا ہے تو یہ صورت بھی بلا کراہت جائز ہے۔

مسئلہ فقیر کو نصاب سے کچھ کم کر کے قسط وار رقم دیتا رہے اور وہ فقیر رقم کو تعمیر میں خرچ کرتا جائے۔ اگر فقیر کے پاس زمین نہیں تو پہلے زمین خرید کر مالک بنا دیا جائے۔ اور اسکے بعد قسط وار زکوٰۃ کی رقم دیتا رہے اور فقیر تعمیر کرتا رہے اور اس طرح مکان مکمل کر لے تو یہ صورت بھی جائز ہے۔

(ایضاح المسائل ص ۱۱۵ و احسن الفتاویٰ ص ۲۹۰ ج ۴)

زکوٰۃ کی رقم سے سوسائٹی کے ذریعہ مکان بنوانا؟

مسئلہ کسی کمیٹی یا سوسائٹی کو زکوٰۃ کی رقم دیدی جائے اور وہ زکوٰۃ کی رقم سے مکان کی تعمیر کرا کر فقیر کو مالک بنا دے جیسا کہ بعض جگہ ایسا عمل جاری ہے اس میں زکوٰۃ تو ادا ہو جاتی ہے لیکن اس میں کئی خرابیاں لازم آتی ہیں کہ زکوٰۃ کی رقم کا فقیر کو مالک بنانے سے پہلے وہ رقم اسبابِ تعمیر کی خریداری میں صرف کر دی جاتی ہے اور وہ زکوٰۃ کی اصل رقم فقیر تک نہیں پہنچ پاتی ہے اور درمیان میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ تو ایسی صورت میں اگرچہ زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے لیکن یہ امر ممنوع ہے۔ اب اس صورت کا بہترین حل یہ ہو سکتا ہے کہ پہلے کمیٹی کو اپنی مجموعی اصل رقم سے مکان بنانے کا وکیل بنایا جائے اور جب مکان تیار ہو جائے تو اس کے بعد حساب لگا کر زکوٰۃ کی نیت سے فقیر کو مکان کا مالک بنا کر رجسٹری و قبضہ دیدیا جائے اور اتنی رقم مدِ زکوٰۃ سے وصول کر لی جائے تو بلا کراہت جائز ہو سکتا ہے، لیکن اگر کمیٹی سے رقم ضائع ہو جائے تو کمیٹی ضامن بھی نہیں ہوگی کیونکہ کمیٹی محض وکیل اور امین ہے اور امانت کی رقم ہلاک ہونے سے تاوان لازم نہیں آتا۔

مذکورہ چاروں صورتوں میں صاحبِ نصاب اگر اپنے احسان کی وجہ سے فقیر پر کسی قسم کا یا کسی بات میں دباؤ ڈالتا ہے تو سارا ثواب رائیگاں ہو جائے گا اور فقیر کی ملکیت میں کوئی بھی فرق

Marfat.com

نہیں آئے گا۔

(ایضاح المسائل ص ۱۱۶ وفتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۱ جلد ۵)

زکوٰۃ کی رقم سے شرائط کے ساتھ مکان تقسیم کرنا

سوال: معلوم یہ کرنا ہے کہ زکوٰۃ کی مد سے تعمیر کیے گئے فلیٹ حسب ذیل شرائط پر مستحقینِ زکوٰۃ کو دیئے گئے ہیں، تو زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں؟ شرائط یہ ہیں:

۱) یہ فلیٹ کم از کم پانچ سال تک آپ کسی کے ہاتھ بیچ نہیں سکیں گے، زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

۲) متعلقہ فلیٹ آپ کو استعمال کے لیے دیا جا رہا ہے، اس میں آپ کرایہ دار نہیں رکھیں گے، پگڑی پر نہیں دے سکیں گے اور دوسرے شخص کو استعمال کے لیے بھی نہیں دے سکیں گے۔

۳) اگر آپ نے یہ فلیٹ کسی کو پگڑی پر دیا یا کرایہ پر دیا تو اس کی اطلاع جماعت (کمیٹی) کو ملنے پر آپ کے فلیٹ کا حق منسوخ کر دیا جائے گا۔

۴) فلیٹ کی رقم جو جماعت مقرر کرے وہ ہر ماہ ادا کر کے اس کی رسید حاصل کرنی پڑے گی۔

۵) فلیٹ کی وساطت کسی دوسرے فلیٹ کے قبضہ دار سے بدلی نہیں کیا جا سکے گا۔

۶) اس عمارت کی چھت جماعت کے قبضہ میں رہے گی۔

۷) مستقبل میں فلیٹ بیچنے یا چھوڑنے کی صورت میں جماعت سے نو ابجکشن سٹرفکیٹ حاصل کرنے کے بعد مزید کارروائی ہو سکے گی۔

۸) بیان کردہ شرائط کے علاوہ جماعت کی جانب سے عمل میں آنے والے نئے احکامات اور شرائط کو مان کر ان پر بھی عمل کرنا ہوگا۔

بیان کردہ شرائط کی خلاف ورزی کرنے والے ممبر سے جماعت فلیٹ خالی کرا سکے گی، اور اس میں رہنے والے کو اس پر عمل کرنا اور قانونی حق سے چھوڑنا ہوگا۔

براہِ مہربانی جواب عنایت فرمائیں، کیونکہ ہمارے یہاں اس اسکیم میں کروڑوں روپے زکوٰۃ کی مد میں لوگوں سے وصول کر کے لگائے جا رہے ہیں۔

جواب: زکوٰۃ جب ادا ہوتی ہے جب کہ محتاج کو زکوٰۃ کے مال کا مالک بنا دیا جائے اور زکوٰۃ دینے والے کا اس (رقم) سے کوئی تعلق اور واسطہ نہ رہے، آپ کے ذکر کردہ شرائط نامہ میں جو

Marfat.com

شرطیں ذکر کی گئی ہیں وہ عاریت کی ہیں جو عارضی طور پر دینے کی) تملیک کی نہیں۔ لہٰذا ان شرائط کے ساتھ اگر کسی کو زکوٰۃ کی رقم سے فلیٹ (مکان وغیرہ) بنا کر دیا گیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ زکوٰۃ کے ادا ہونے کی صورت یہی ہے کہ جن لوگوں کو یہ فلیٹ دیئے جائیں ان کو مالک بنادیا جائے اور ملکیت کے کاغذات سمیت ان کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں کہ یہ لوگ ان فلیٹوں میں جیسے چاہیں مالکانہ تصرف کریں، اور جماعت (کمیٹی یا سوسائٹی) کی طرف سے ان پر کوئی پابندی نہ ہو۔ اگر ان کو مالکانہ حقوق نہ دیئے گئے تو ان زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ اور ان پر لازم ہوگا کہ اپنی زکوٰۃ دوبارہ ادا کریں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۸۹ جلد ۳)

زکوٰۃ کی رقم سے مکان بنا کر مستحقین کو معمولی کرایہ پر دینا؟

سوال: ہم لوگوں نے ایک قطعۂ زمین کرایہ پر لیا ہے، اس میں مکانات تعمیر کر کے غرباء کو معمولی کرایہ پر دینے کا ارادہ کیا ہے اور یہ مکانات زکوٰۃ کی رقم سے تعمیر کیے جائیں گے اور زمین کا کرایہ ہمیں ادا کرنا پڑیگا تو اس طرح مکانات کی تعمیر میں زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں زکوٰۃ کے پیسوں سے زمین خریدنا یا مکانات تعمیر کرانا درست نہیں ہے، زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، اس لیے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے یہ شرط ہے کہ زکوٰۃ کے حقداروں کو بلا شرط عوض مالک بنادیا جائے اور وہ شرط یہاں پائی نہیں جارہی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۱ جلد ۵)

غریب کو بغیر کرایہ کے زکوٰۃ کی نیت سے رکھنا؟

مسئلہ: مال کے ایک حصہ کا مالک، مسلمان مستحق کو بنادینا زکوٰۃ ہے۔ مال کا حصہ کہنے سے نفع خارج ہوگیا یعنی نفع زکوٰۃ میں محسوب نہیں ہوگا۔ مثلاً کسی نے فقیر کو اپنے گھر میں (بغیر کرایہ کے) سال بھر ادائے زکوٰۃ کی نیت سے رکھا، تو اس سے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، اس لیے کہ اس صورت میں گھر والے نے نفع کا مالک بنایا ہے مال کا نہیں بنایا۔ کیونکہ یہ منفعت (یعنی رہائش کا فائدہ) عینِ متقومہ (قیمتی مادّی شے) نہیں ہے۔ (فقہ الزکوٰۃ ص ۱۶۸ جلد اول)

زکوٰۃ کی رقم سے غریب کے مکان کی مرمّت کرانا؟

مسئلہ: اگر مستحق کو زکوٰۃ کی رقم نہ دی بلکہ اس کے گھر کی مرمّت (ٹھیک کرانے) میں خرچ کردیا

Marfat.com

تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی بلکہ یہ ضروری ہے کہ وہ رقم زکوٰۃ کے مستحق کو دے کر اس کو قطعی طور پر مالک بنادیا جائے پھر وہ اپنی طرف (مرضی) سے مکان بنائے یا مرمت کرائے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۴۱ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۵ جلد ۲)

حکومت سے ملحق مدارس میں زکوٰۃ دینا؟

سوال جو مدارس گورنمنٹ سے ملحق ہوں، ان میں صدقہ فطر، زکوٰۃ چرمِ قربانی وغیرہ دینا کیسا ہے، جب ہمیں خوف اس بات کا ہے کہ آج نہیں تو کل یہ مدارس ہمارے ہاتھوں سے نکل سکتے ہیں اور حکومت ان پر قبضہ کر سکتی ہے۔

جواب اگر ان مدارس میں ان رقوم کے مستحقین اور مصارف موجود ہوں تو یہ رقوم بلا کراہت ان پر دینا جائز رہیں گی۔

(نظام الفتاویٰ ص ۴۶۲ جلد اول)

مسئلہ جب کہ مدرسہ کے مصارف دوسرے ذرائع سے پورے ہو جاتے ہیں تو زکوٰۃ کی رقم حیلہ کر کے خرچ نہ کرنی چاہئے اور اب چونکہ وہ نیم سرکاری مدرسہ ہو گیا ہے۔ اس لیے غرباء اور طلباء مدارسِ اسلامیہ اس کے مقابلہ میں زکوٰۃ کے زیادہ مستحق ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۱۰ جلد ۳)

جس مدرسہ میں زکوٰۃ کی مد نہ ہو وہاں زکوٰۃ دینا؟

سوال زکوٰۃ ایسے مدارسِ اسلامیہ میں دینا جس میں علاوہ تنخواہ مدرسین صاحب نصاب کے دوسری مد نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟

جواب ایسے مدرسہ میں زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے اور زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۵۱ جلد ۶ بحوالہ باب المصرف ص ۷۹ جلد ۲)

فرضی مدرسہ کے نام سے زکوٰۃ وصول کرنا

سوال کسی شخص نے زکوٰۃ و فطرہ و چرمِ قربانی وغیرہ کا روپیہ وصول کر لیا تھا کہ فلاں جگہ مدرسہ قائم کروں گا اور وہ قائم نہیں ہوا تو کیا دوسرے مدرسہ میں خرچ کرنا جائز ہے؟ اگر خرچ نہ کرے تو عند اللہ ماخوذ ہوگا یا نہیں؟

جواب زکوٰۃ کو اس کے مصرف میں صرف کر دینا چاہئے، اگر ایک مصرف میں کسی وجہ سے صرف نہیں ہو سکا تو دوسرے میں صرف کر دے، جس کا بہترین مصرف طلباءِ علمِ دین ہیں اگر یہ

Marfat.com

شخص اس کو اس کے مصرف میں صرف نہیں کرے گا تو عنداللہ ماخوذ (پکڑا ہوا) ہوگا، اس کو اس کے خرچ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۸۳ جلد ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۴ جلد ۲)

مستحق طلباء کی آمد کی اُمید پر چندہ کرنا؟

سوال ایک مولوی صاحب نے ایک مدرسہ قائم کیا ہے جس میں خالص عربی وفارسی کی تعلیم ہوتی ہے۔ اور وہ ہر قسم کا چندہ لیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کچھ رقوم جمع ہو جائے تو یہاں پر کھانے کا انتظام کیا جائے گا۔ کیا اس امید پر ہر قسم کا چندہ لینا جائز ہے؟

جواب اگر فی الحال غریب مستحق طلباء کے لیے رقم ناکافی ہونے کی وجہ سے کھانے کا انتظام نہیں، اور وہ اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ اس کا انتظام کریں اور اس کی غالب توقع وہ تو وہ اسی رقم بھی لے سکتے ہیں مگر اس کا خیال رہے کہ جو رقم جس مد کے لیے لی جائے اسی مد میں اس کا خرچہ کرنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۴ جلد ۱۲)

(بعض دینی درسگاہوں اور فلاحی اداروں کی ناکامی کا ایک بڑا اور اوّلین سبب یہی ہے کہ چندوں کے ذریعے حاصل ہونے والا جو سرمایہ خرچ ہوا اسے میں یہ حقیقت پیش نظر نہیں رکھی گئی کہ اس میں مالِ حرام کس قدر شامل ہے اور غصب کے یہ پتھر، مدارس کی بنیادوں میں نصب (لگائے) گئے جو ان کی ناکامی، خرابی، اور ویرانی کی اصلی اور حقیقی وجہ بن گئے بلکہ "اکلهم السحت" (حرام کھانے پر گرتے ہیں) کہ عادی سرمایہ داروں کی رفاقت خود علمائے امت کی نیک نامی کو داغدار کر گئی۔ (حاشیہ فقہ الزکوٰۃ ص ۴۲۵ جلد دوم)

مہتمم طلباء کا وکیل ہے یا معطی کا؟

مسئلہ حامداً ومصلیاً۔ مہتمم مدرسہ کو ارباب اموال (مالداروں نے صراحۃً وکیل بنایا ہے کہ ہمارا مال حسبِ صوابدید مصارف میں صرف کردیں، غرباء کا بھی وکیل ہے اس طرح کہ طلبہ نے جب اس کے اہتمام کو تسلیم کرلیا تو گویا یہ کہدیا کہ آپ ہمارے واسطے اربابِ اموال سے زکوٰۃ وغیرہ وصول کر کے ہماری ضروریات (کھانا کپڑا وغیرہ) میں صرف کردیں۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۴۸ جلد ۳ وفتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۰ جلد ۱۲)

مسئلہ اگر ارباب مدرسہ کو طلبہ کا وکیل تسلیم کرلیا جائے تو یہ شبہ ہی (کہ روپیہ زکوٰۃ بتدریج خرچ ہوگا) وارد نہیں ہوتا کیونکہ اس کا قبضہ طلبہ کا قبضہ ہے۔ اگر اصحابِ اموال کا وکیل مانا جائے تو نفس

Marfat.com

الامر میں زکوٰۃ اس وقت اداء ہوجائے گی جب کہ طلبہ پر تقسیم ہوجائے گی، لیکن اگر خدانخواستہ (زکوٰۃ وغیرہ کی رقم) تقسیم سے قبل اضطراراً ضائع ہوگئی تو اربابِ مدرسہ پر ضمان لازم نہیں ہے جیسا کہ ساعی پر لازم نہیں اور اصحابِ اموال کی زکوٰۃ ساقط ہوجائے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۱ جلد ۳)

مسئلہ اگر باوجود حفاظت پوری سعی وانتظام کے ایسا ہوجائے (یعنی رقمِ زکوٰۃ اگر مہتمم مدرسہ یا اس کے نائب سے کسی ناگہانی حادثے یا کسی اور وجہ سے تلف ہوجائے) تو ضمان لازم نہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۷۴ ج ۳ بحوالہ عالمگیری ص ۳۴۲ ج ۲)

کیا غریب مہتمم مدرسہ کی زکوٰۃ استعمال کرسکتا ہے؟

سوال مدرسہ کا مہتمم صاحبِ حاجت اور قرض دار ہے کیا اس کو اپنے اہل وعیال پر اس کھانے وغیرہ کی چیزوں کا صرف کرنا جو طلبہ کے لیے مالِ صدقہ وزکوٰۃ لوگوں نے دی ہے صرف کرسکتا یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب مہتمم وقفِ زکوٰۃ وصدقہ دینے والوں کا وکیل ہوتا ہے۔ اس کو دینے والوں کی شرط کے خلاف تصرف کرنے کا کوئی حق نہیں جبکہ لوگوں نے کچھ اشیاء خاص طلبہ کے لیے دی ہیں، مہتمم کو خود یا مدرسین کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ص ۱۵۵ جلد ۴)

کیا زکوٰۃ کی رقم مہتمم کو دینے سے ادا ہوجائے گی؟

سوال مدرسہ یا کسی اور اسلامی انجمن میں جب زکوٰۃ کا روپیہ بھیجا جاتا ہے، اس پر کسی مسکین مستحق کا قبضہ نہیں ہوتا، بلکہ مہتمموں کے قبضہ میں دی جاتی ہے اور وہ مہتمم مسکین نہیں ہوتے، تو ایسی صورت میں زکوٰۃ ادا ہوگئی یا نہیں؟

جواب مدارس میں جو رقم زکوٰۃ کی آتی ہے۔ اس میں مدرسہ کے مہتمم ایسی صورت کرلیتے ہیں جس سے معطی (دینے والے) کی زکوٰۃ ادا ہونے میں کچھ شبہ نہ رہے، وہ یہ کہ اس رقم پر زکوٰۃ کو اول کسی مسکین کو جو مصرفِ زکوٰۃ ہو دے دی جاتی ہے اور اس کی ملک کردی جاتی ہے پھر وہ شخص مدرسہ کے مصارف کے لئے مہتمم مدرسہ کو دے دیتا ہے، چونکہ زکوٰۃ میں تملیکِ مسکین ضروری ہے اس لیے طریقہ مذکورہ پہلے ہی کرلیا جاتا ہے تاکہ کچھ شبہ نہ رہے۔ علاوہ بریں طلبہ ومساکین عمدہ مصرف زکوٰۃ کے ہیں، ان کی خوراک وپوشاک میں زکوٰۃ کی رقم صرف کرنا بلاشبہ درست ہے،

Marfat.com

اور مدارس میں زکوٰۃ کا روپیہ طلبہ ومساکین کے مصارف میں صرف ہوتا ہے۔ بہرحال آپ کچھ تردّد نہ کیجئے، بے تکلف رقمِ زکوٰۃ سے امداد طلبہ فرمایئے کہ اس کا اجر وثواب ڈبل ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۸۶ جلد ۶ بحوالہ رد المختار ص ۱۶ جلد ۲)

مسئلہ زکوٰۃ اسی وقت ادا ہوگی، جس وقت طلباء کو وہ رقم کسی صورت سے پہنچ جائے، مثلاً کپڑا یا کھانا یا نقدان کی مِلک کردی جائے اور مدارس میں اکثر ایسا کرلیا جاتا ہے کہ مہتمم مدرسہ وکارکنانِ مدرسہ اول ہی رقم زکوٰۃ کی تملیک کراکر خزانہ میں رکھتے ہیں تاکہ حسبِ ضرورت صَرف کرتے رہیں۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۸۹ جلد ۶ ورد المختار ص ۱۵ جلد ۲ باب الزکوٰۃ)

مختلف مدّات کا روپیہ یکجا جمع کرنا؟

سوال ایک مدرسہ میں چند مدّات میں روپیہ وصول ہوتا ہے مثلاً زکوٰۃ، تعمیرِ مسجد، خیرات وغیرہ، مہتمم مدرسہ جملہ مدّات کا روپیہ ایک جگہ کرکے رکھتا ہے اور حساب میں آمد وجمع علیحدہ علیحدہ کرتا ہے، خرچ کے وقت جس کھاتے کی جو رقم ہوتی ہے اس میں خرچ ڈالتا ہے تو کیا اس طریقے میں زکوٰۃ ادا ہوجائے گی؟ کیونکہ جس نے تعمیر مسجد کی مَد میں رقم دی تھی اس کی (وہی) رقم اس میں لگی یا نہیں؟

جواب اگر عرف یعنی رواج مخلوط کردینے مہتمم کا مختلف مدّات کی رقوم کو نہ ہوگا تو یہ فعل (طریقہ) مہتمم کا ناجائز اور موجب ضمان ہوگا، اور اگر عرف ہوگا تو یہ فعل مہتمم کا جائز ہوگا اور موجب ضمان نہ ہوگا۔ بشرطیکہ ان مختلف مدّات کی رقوم کے مالک کو بھی علم اس عرف پر ہو، اور اس جواز کی صورت میں مہتمم بمقدار رقم ہر مالک موکل کی رقوم مخلوط میں سے لے کر اس کے مصرفِ معین پر صرف کردے گا تو زکوٰۃ دہندہ کی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی اور مسجد کی تعمیر کنندہ کی طرف سے مسجد تعمیر ہوجائے گی اور اگر مہتمم زکوٰۃ کی رقم کو جان کر غیر مصرف میں خرچ کردے گا اور زکوٰۃ دہندہ کو خبر نہ ہوگی تو اس کا مؤاخذہ اخروی مہتمم پر ہوگا، لیکن زکوٰۃ اذا ہوجائے گی، اور اگر زکوٰۃ دہندہ کو خبر ہوجائے گی تو اس کا حق نہ ہوگا کہ مہتمم سے اپنی رقم تلف شدہ کا ضمان لے کر ادا کرے۔

(۲) فقہائے کرامؒ نے یہ حکم دیا ہے کہ جب کہ رقوم جمع شدہ مختلطہ اپنی اپنی مد میں صرف کردی جائیں اور اختلاط کا عرف ہونے کی وجہ سے مالکوں کی جانب سے دلالۃً اذن بالخلط ہوجائے تو زکوٰۃ بھی ادا ہوجائے گی اور مہتمم پر بھی کوئی گناہ یا ضمان نہ ہوگا۔ (کفایت المفتی ص ۲۶۲ ج ۴)

Marfat.com

مدرسہ کے روپے کا حکم

مسئلہ مدرسہ کا روپیہ مہتمم کے پاس امانت ہے اس کو اپنے ذاتی کام میں صرف کرنا درست نہیں۔ اگر صرف کرے گا تو وہ (اس کے ذمہ) قرض ہو جائے گا، امانت نہ رہے گا یعنی اس کا تاوان واجب ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۱۰ جلد ۳)

مدارس میں زکوٰۃ خرچ کرنے کا ایک اور طریقہ

سوال ہمارے یہاں ایک مکتب ہے جس میں ناظرہ قرآن مجید، اردو دینیات وغیرہ کی تعلیم ہوتی ہے، مدرسہ کی آمدنی صرف چندہ (جو چھ ہزار ہوتا) ہے اور فی بچہ ماہانہ آٹھ آنے اس طرح سے کل دس ہزار آمدنی ہو جاتی ہے اور خرچ اٹھارہ ہزار ہے، باقی آٹھ ہزار زکوٰۃ کے پیسوں میں خرچ کیے جائیں تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب صورتِ مسئولہ میں زکوٰۃ کی رقم مدرسہ کی تعمیر اور مدرسین کی تنخواہ میں استعمال کرنا درست نہیں ہے، زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ جواز کی صورت یہ ہے کہ فیس بڑھا کر ایک روپیہ یا کم وبیش کر دی جائے اور زکوٰۃ کی رقم مستحقین طلبہ کو ماہانہ بطور امداد یا وظیفہ دے دیا جائے اور پھر فیس میں وصول کر لی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور اس کے بعد یہ رقم تنخواہ وغیرہ میں خرچ کرنا جائز ہوگا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۰ جلد ۵)

زکوٰۃ کی رقم کو مدرسین کی تنخواہ میں دینے کی ایک صورت

مسئلہ زکوٰۃ کے اصل حقدار فقراء ومساکین ہیں، مدارس میں للہ رقم دینی چاہئے، غریب طلباء کو دینا افضل ہے لیکن عام طور پر لوگ مدارس میں زکوٰۃ کی رقم دیتے ہیں، اگر مہتمم مدرسہ قبول نہ کرے تو مدرسہ چلانا اور مدرسین کی تنخواہ دینا مشکل ہو جاتا ہے، اس لیے ایسی مجبوری کی صورت میں بقدرِ ضرورت زکوٰۃ کی رقم لے کر شرعی حیلہ کر کے مدرسین کی تنخواہ میں دینے کی گنجائش ہے۔ تعمیری کام میں (اچھا تو یہی ہے کہ) استعمال نہ کی جائے، اس کے لیے للہ رقم حاصل کی جائے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۴ جلد ۵ وفتاویٰ دار العلوم ص ۲۱۱ جلد ۶)

Marfat.com

زکوٰۃ کے روپے سے مدرسہ کی تعمیر اور مکان خریدنا؟

مسئلہ زکوٰۃ کے روپیہ سے مدرسہ یا مسجد کی تعمیر کرانا درست نہیں ہے، کیونکہ زکوٰۃ میں تملیکِ فقراء شرط ہے۔ فقیر (ضرورت مند) کو زکوٰۃ کا مالک بنائے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۰۱ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۶ جلد ۲)

مسئلہ زکوٰۃ وعشر اور تمام صدقاتِ واجبہ جیسے صدقہ فطر اور کفارات تنخواہوں میں دینا جائز نہیں ہے (نہ تعمیرات میں بلکہ) طلباء مساکین وغرباء کے صرف میں جائز ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۰۷ جلد ۶)

مسئلہ زکوٰۃ کے روپے سے مکان خریدنا اس غرض سے کہ اس کی آمدنی سے مدرسین کی تنخواہیں دیدی جائیں جائز نہیں ہے، اس میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۷۹ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۶ جلد ۲)

مسئلہ بغیر تملیک کے زکوٰۃ کی رقم مدرسہ ومسجد وتنخواہ میں نہیں ہوسکتی، اس کی تدبیر یہ ہوسکتی ہے کہ کوئی محتاج (مصرفِ زکوٰۃ) قرض لے کر مدرسہ میں دیدے، اور زکوٰۃ کی رقم سے اس کا قرض ادا کردیا جائے یعنی زکوٰۃ کی رقم اس کو دیدی جائے جس سے وہ اپنا قرض ادا کرلے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۵۴ جلد ۳)

زکوٰۃ کی رقم غریب مدرس کو دینا؟

سوال مکتب کے معلّم کی تنخواہ مجلس کی طرف سے آتی ہے اور کچھ رقم لوگ چندہ کرکے تنخواہ کے ساتھ ان کو دیتے ہیں، مگر اب وہ دنیا بھی مشکل ہورہا ہے، ایک صاحب نے زکوٰۃ کی رقم دی ہے کیا وہ معلم کی تنخواہ میں دے سکتے ہیں؟

جواب زکوٰۃ کی رقم میں سے زکوٰۃ دینے والے کی اجازت سے مستحقِ زکوٰۃ مدرس کو ماہ بماہ بطور امداد کے تھوڑی تھوڑی رقم دیتے رہو تو یہ جائز ہے اور اس صورت میں زکوٰۃ بھی ادا ہوجائے گی اور مدرس کی امداد بھی ہوجائے گی، بطور تنخواہ دینا جائز نہیں ہے۔ اور اگر تنخواہ میں ہی دینا ہو تو زکوٰۃ کی رقم کسی غریب مستحقِ زکوٰۃ کو کسی قسم کے عہدوپیمان کے بغیر بطورِ تملیک دے دی جائے پھر اس کے بعد اس کو مشورہ دیا جائے کہ اپنی بستی کا مدرسہ بہت غریب ہے، اگر تم یہ رقم مدرسہ میں اللہ کے لیے دے دو تو استاذ کی تنخواہ کا انتظام ہوجائے گا، اور تم کو اجرِ عظیم ملے گا۔ وہ غریب یہ

Marfat.com

مشورہ قبول کر کے رقم مدرسہ میں دیدے تو اس کے بعد وہ رقم تنخواہ میں دینا جائز ہوگا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۷ جلد ۵)

زکوٰۃ کی رقم اپنے استاد کو دینا؟

سوال میرے استاذ معذور اور صاحب عیال و مقروض ہیں تو کیا ان کو زکوٰۃ دے سکتا ہوں؟

جواب بے شک یہ بہتر اور موجب اجر و ثواب ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ بقدرِ ضرورت اپنے استاذ صاحبِ عیال کو دیا جائے اور باقی دیگر غرباء و مساکین و طلبہ مساکین کو دے دیا جائے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۵۴ جلد ۶ بحوالہ رد المختار ص ۷۹ جلد ۲)

زکوٰۃ کی رقم سے سفیر کی تنخواہ وغیرہ دینا؟

سوال ایک شخص مدرسہ میں بچوں کے لیے کھانا پکاتا ہے اور دوسرا شخص بچوں کے لیے کھانے کا سامان چاول گھی وغیرہ لے کر آتا ہے، زکوٰۃ کے پیسے اس کو بطورِ اجرت دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اسی طرح مدرسہ کا ایک سفیر ہے اس کے اخراجات میں زکوٰۃ کے پیسے استعمال کرنا کیسا ہے؟ نیز زکوٰۃ کی رقم سے کتابیں خرید کر بچوں کو پڑھنے کے لیے دینا اور سال پورا ہونے پر ان سے واپس لے لینا درست ہے یا نہیں؟ اور پانی و بجلی و مکان کا ٹیکس زکوٰۃ کی رقم سے ادا کریں تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب زکوٰۃ کی رقم اجرت (کسی کام کے بدلہ) میں دینا درست نہیں ہے۔ مزدوری اور کرایہ میں بھی نہیں دی جاسکتی۔ سفیر کے اخراجات میں اور کھانے پینے میں یہ رقم صرف نہیں ہوسکتی، مستحق زکوٰۃ کو بلا عوض دی جائے، زکوٰۃ کی رقم سے کتب خانہ کے لیے کتابیں خریدنا بھی جائز نہیں، بجلی، پانی اور مکان کے ٹیکس میں استعمال کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، طلباء کو دے کر مالک بنا دیا جائے اور وہ اپنے لیے کتابیں خرید لیں اور واپس لینے کی شرط نہ ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۳ جل ۵)

سفیر کا زکوٰۃ کی رقم تبدیل کرنا

سوال زید مدرسہ کا چندہ کرتا ہے اور چندہ میں زکوٰۃ، فطرہ بھی ملتا ہے، چندہ کی مد میں زید کے پاس مثلاً پانچ ہزار روپے جمع ہوگئے اور اس نے اپنے گھر پر بھائی کو لکھ دیا کہ مدرسہ میں میرے نام لے کر پانچ ہزار روپے جمع کرا دینا۔ تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

مقصدِ سوال یہ ہے کہ چندہ میں رقم جمع ہوئی ہے اس کے بدلے دوسری اتنی ہی رقم

مدرسہ میں جمع کرادی جائے تو درست ہے یا نہیں؟

جواب: مدرسہ کے چندہ کی زکوٰۃ کی رقم مدرسہ میں بھیجنے کے بجائے اپنے بھائی وغیرہ کو یہ لکھ دیا کہ پانچ ہزار روپے مدرسہ میں جمع کرادو، یہ صورت جائز ہے، اربابِ مدرسہ جب زکوٰۃ کی رقم زکوٰۃ کے مصرف میں خرچ کریں گے اس وقت زکوٰۃ ادا ہوگی۔

نوٹ: مدرسہ میں رقم جمع کردینے کے بعد اگر مدرسہ کی رقم اپنے ذاتی مصرف میں استعمال کرنا چاہے تو استعمال کرسکتا ہے، مدرسہ میں رقم جمع کرانے سے پہلے استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۰ جلد ۵)

سفیر کا زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا

سوال: چندہ کے لیے جانے والے بعض سفیر مالدار ہوتے ہیں، وہ اپنے ذاتی پیسے ختم ہوجانے کی وجہ سے چندہ میں آئی ہوئی زکوٰۃ کی رقم استعمال کرتے ہیں، اور گھر پہنچ کر صرف شدہ رقم اپنی طرف سے جمع کرادیتے ہیں، تو کیا اس طرح کرسکتے ہیں؟

جواب: زکوٰۃ کی رقم سفیر خرچ نہیں کرسکتا، اس کو چاہئے کہ گھر سے منگوالے یا کسی سے قرض لے لے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۴ جلد ۵ وفتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۴ جلد ۱۲)

اگر سفراء کے ہاتھ سے زکوٰۃ کی رقم ضائع ہوجائے؟

مسئلہ: اگر مدارس کے سفراء کے ہاتھ سے زکوٰۃ کی رقم چوری ہوجائے یا مہتمم کے ہاتھ سے چوری ہوجائے یا ضائع ہوجائے اور ان کی حفاظت میں کوئی کمی نہیں رہی تھی تو ان لوگوں پر تاوان لازم نہ ہوگا اور مالک کی بھی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ اس لیے کہ یہ لوگ عملاً وعرفاً فقیر ضرورت مند یعنی مستحق طلبہ کے وکیل ہیں اور وکیل کا قبضہ گویا فقیر کا قبضہ ہے۔ اور اگر ان لوگوں نے حفاظت میں کوتاہی کی ہے یا زکوٰۃ کی رقم میں تبدیلی کی ہے، یا اپنی رقم کے ساتھ مخلوط کردیا ہے تو ان لوگوں پر تاوان واجب ہوگا۔ اور اپنی جیب سے اتنی رقم فقراء کو دینا لازم ہوگا۔

(امداد مسائل زکوٰۃ ص ۱۲۰ ودر مختار ص ۲۶۹ جلد ۲ وامداد الفتاویٰ ص ۱۴ ج ۲ وفتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۱ ج ۳)

طالب علم کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

سوال: طالب علم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب ردالمختار باب المصرف ص۸۱ جلد دوم سے معلوم ہوتا ہے کہ طالب علم غنی (مالدار) کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے، طالبِ علم کی مشغولی کی وجہ سے صرف یہ اجازت ہے کہ کسب یعنی کمائی میں مشغول ہونا اس کو ضروری نہیں ہے۔ غریب ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص۲۴۴ جلد ۶ و احسن الفتاویٰ ص۲۵۲ جلد۴ وفقہ الزکوٰۃ ص۳۲ ج ۲)

مسئلہ فی سبیل اللہ میں اگرچہ طالب علم داخل ہو سکتے ہیں لیکن محتاج ہونا اس کا شرط ہے (یعنی صاحبِ نصاب نہ ہو)۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۲۵۲ جلد ۶)

مسئلہ طالبِ علم غنی غیر مسافر کو زکوٰۃ دینا اور اس کو لینا جائز نہیں بلکہ حرام ہے اور زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۲۶۳ جلد ۶)

مسئلہ علامہ شامیؒ نے طالب علم غنی (مالدار صاحبِ نصاب) کے لیے بھی زکوٰۃ لینے کی حرمت کو راجح فرمایا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۲۸۰ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار باب المصرف ص۸۱ جلد دوم)

جو طلبہ علم دین کے ساتھ صنعت وحرفت وغیرہ سیکھتے ہوں ان کو زکوٰۃ دینا؟

مسئلہ زکوٰۃ کا روپیہ خوراک ولباس ومساکین میں خرچ ہو سکتا ہے، اگرچہ وہ صنعت وحرفت وعلم دین کے ساتھ انگریزی بھی بغرضِ زبان دانی سیکھتے ہوں۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص۲۵۱ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص۸۵ جلد۲ وفتاویٰ محمودیہ ص۶۰ جلد۳)

جو طلبہ قوانینِ مدرسہ کی پابندی نہیں کرتے ان کو زکوٰۃ دینا؟

سوال قواعد مدرسہ جو طلبہ پر ضروری ہیں اگر وہ ان کے پورا کرنے میں کمی کریں تو زکوٰۃ جو ان کو دی جاتی ہے ادا ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب قاعدہ مدارس کا یہ ہے کہ زکوٰۃ کے مال کی پہلے تملیک کرا دی جاتی ہے پھر اس مالک (تملیک کرنے والے) کی طرف سے روپیہ مدرسہ کے مصارف کے لیے لے لیا جاتا ہے لہٰذا قواعد مدرسہ طلبہ کے متعلق جاری کرنے میں زکوٰۃ کی ادائیگی میں کچھ فرق نہیں ہوتا زکوٰۃ پہلے ہی تملیک کے وقت ادا ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۲۱۷ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص۱۵ ج ۲)

Marfat.com

جن طلباء کے بارے میں علم نہ ہو کہ مستحق ہیں یا نہیں ان کو زکوٰۃ دینا؟

سوال اگر مہتمم مدرسہ کو یہ معلوم نہ ہو کہ ان کے ماں باپ یا پرورش کرنے والے صاحبِ نصاب ہیں یا نہیں، تو اس صورت میں طالبِ علم کی استعانت مدِ زکوٰۃ سے جائز ہے یا نہیں؟

جواب معلوم کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر طالبِ علم خود کہے کہ میں غریب ہوں اور میرے والدین بھی غریب ہیں تو موافق کے کہنے کے اس کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۲۰ جلد ۶ بحوالہ عالمگیری مصری ص ۱۹۰ جلد اول باب المصارف)

مسئلہ طلبہ مستحقین کو زکوٰۃ کی رقم سے وظائف بھی دیئے جاسکتے ہیں۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۳۰ ج ۶)

مسئلہ لیکن مالدار یعنی صاحبِ نصاب کے (نابالغ) بچوں کو زکوٰۃ کی رقم سے وظیفہ دینا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۸۹ جلد ۶ بحوالہ عالمگیری ص ۱۷۷ جلد ۱)

طالبِ علم کو سوال کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ حضرات فقہاء رحمہم اللہ نے مسکین طالبِ علمِ دین کو سوال کرنے کی اجازت تحریر فرمائی ہے، مگر یہ اس زمانہ کی بات ہے جب کہ عوام میں علمِ دین سے نفرت نہیں تھی، علمِ دین اور اس کے پڑھانے والوں سے نفرت کے اس دور میں طالب علمِ دین کو بھی سوال کی اجازت نہیں، اس میں دین کی تذلیل و تحقیر ہے، اہلِ ثروت (مالداروں) سے استغناء اور توکل علی اللہ ہونا چاہیے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۲۵۸ جلد ۴)

طلباء کو زکوٰۃ دینے کے لیے ان کی اہلیت کی تفتیش کی جائے یا نہیں؟

مسئلہ یہ قید طلبہ میں بھی ہے کہ وہ بھی مصرفِ زکوٰۃ ہوں یعنی مالکِ نصاب نہ ہوں، سید نہ ہوں، اور اگر وہ طلبا نابالغ ہیں تو ان کے والدین صاحبِ نصاب اور غنی نہ ہوں۔ بالغ کے لیے تو ماں باپ کا غنی ہونا مانع نہیں ہے جب کہ وہ خود فقیر (صاحب نصاب) نہ ہوں، اور زکوٰۃ سے کپڑے یا کتابیں اسی وقت دینا درست ہے کہ وہ مصرفِ زکوٰۃ ہوں، غنی نہ ہوں، اور مالداروں کی اولاد صغار (بچے) نہ ہوں، اس کی تحقیق کرلینی چاہیے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۱۹ جلد ۶ بحوالہ رد المحتار ص ۸۸ جلد ۲ باب المصرف)

کیا کھانا پکا کر کھلانے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

مسئلہ زکوٰۃ ادا ہونے کے لیے تملیک (اس کا مالک بنا دینا) شرط ہے طلباء کو کھانا پکا کر کھلانے میں تملیک نہیں پائی جاتی ہے (کیونکہ ملکیت نہیں ہوئی جب تک کہ ان کو کھانے کا مالک نہ بنایا جائے، بٹھا کر نہ کھلائے بلکہ کھانا دیدیا جائے، لہٰذا مستحق طلبہ کو زکوٰۃ کی رقم دیدی جائے اور ہدایت کی جائے کہ کھانے کی فیس ادا کریں پھر وہ رقم کھلانے میں خرچ کی جائے، اس طرح زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی اور طلباء کو کھانا بھی مل جائے گا، یا کھانا مستحقین کو دے کر مالک بنا دیا جائے جیسا کہ دارالعلوم دیوبند وسہارن پور میں ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۲ ج ۵ و فتاویٰ محمودیہ ص ۸۸ ج ۳)

مسئلہ اگر کھانا مستحقین کے ہاتھ میں دے دیا جائے کہ ان کو اختیار ہو، لے جانے کا، اور وہ کھانا قیمت میں جتنی زکوٰۃ واجب تھی، اس قدر ہو، تب تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور اگر لے جانے کا اختیار نہ ہو بلکہ بٹھلا کر (دعوت کے طریقہ پر) کھلایا جائے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ کیونکہ دعوت میں ملکیت نہیں ہوتی ہے۔

مسئلہ اسی طرح اگر پکا ہوا کھانا یا سلا ہوا کپڑا وغیرہ اتنی قیمت کا نہ ہو جتنی زکوٰۃ واجب تھی مثلاً کھانا یا سلا ہوا کپڑا وغیرہ بگڑ گیا تو بقدر گھٹنے کے اور اتنی زکوٰۃ دینا پڑے گی۔

(امداد مسائل الزکوٰۃ ص ۴۳ و فتاویٰ محمودیہ ص ۵۲ جلد ۳)

مسئلہ جتنی زکوٰۃ واجب ہے، اگر اتنا سامان خورد و نوش لے کر اس کا کھانا پکا کر کسی مستحق طالب علم (وغیرہ) کو دیدیا جائے (مالک بنا دیا جائے کہ کھائے یا کسی دے یا فروخت کرے دعوت کے طور پر نہ ہو تو) تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۵ جلد ۷ و در مختار ص ۲۵۷ جلد ۲)

بلا تملیک مطبخ سے کھانا دینا؟

سوال اگر مہتمم مدرسہ زکوٰۃ کے روپے سے مطبخ قائم کرے اور بلا تملیک طلبہ مدرسہ کو کھانا کھلائے تو اس صورت میں زکوٰۃ ہو جائے گی یا نہیں؟ جبکہ طلبہ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنے کھانے کو لے جائیں یا جو چاہیں کھلائیں؟ کون سی ایسی صورت ہوگی جس سے زکوٰۃ کا روپیہ اس کے مصرف میں صرف ہو؟

جواب زکوٰۃ میں تملیک ضروری ہے اور یہ صورت طلبہ کو کھانا کھلانے کی جو آپ نے لکھی ہے

Marfat.com

تملیک کی صورت نہیں ہے اس طرح زکوٰۃ اداء نہ ہوگی، اس کی تدبیر یہ ہے کہ اول نقد روپیہ یا اجناس زکوٰۃ کی تملیک کرادی جائے، پھر اس کی طرف سے داخلِ مدرسہ کر کے کھانا طلبہ کو کھلایا جائے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۳۴ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۶ ج ۲)

(مدارس والے جو زکوٰۃ کی رقم وصول کرتے ہیں ان کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ یہ رقم زکوٰۃ یا تو ایسے بالغ بچوں کی ضروریات پر صرف کیا جائے جو خود نصاب زکوٰۃ کے مالک نہ ہوں، یا ایسے نابالغ بچوں پر خرچ کی جائے کہ جن کے والدین اتنے مال کے مالک نہ ہوں کہ ان پر زکوٰۃ واجب ہو جائے، اور نہ ہی زکوٰۃ کسی کو بطورِ اجرت دی جائے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

کیا ملازمین مدرسہ کے مطبخ سے کھانا کھا سکتے ہیں؟

سوال بعض مدارس میں مدرسین کی تنخواہ میں خورد ونوش کے علاوہ (کھانے پینے کے) متعین کی جاتی ہیں گویا کہ مکمل تنخواہ میں سے خورد ونوش کی تنخواہ کاٹ لی جاتی ہے تو اب اگر مدرسہ کے اندر بمدِ زکوٰۃ وصدقات کوئی مال آئے تو اس کا کھانا (مدرسین کے لیے) جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ اساتذہ کھانے کی قیمت ادا کر رہے ہیں؟

جواب حامداً ومصلیاً۔ جتنی مقدار اساتذہ جزواً تنخواہ (حق الخدمت) کے طور پر کھائیں گے اتنی مقدار زکوٰۃ اداء نہیں ہوگی، اس کا حساب رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح دیگر ملازمین وغیر مستحقین پر صرف کرنے کا حال ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۳ جلد ۱۲)

طلباء کے کھانا پکانے کی اُجرت مدّ زکوٰۃ سے دینا؟

مسئلہ جو باورچی صرف طلبہ کے لیے کھانا تیار کرتا ہو اس کی تنخواہ مدِ زکوٰۃ وعشر سے دی جاسکتی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۹۲ ج ۴)

(اس سے ایسے طلبہ مراد ہیں جو مستحقِ زکوٰۃ ہوں، ان کے کھانا پکانے کی اجرت دینا تو جائز ہے، لیکن عام طور پر مدارس کے مطبخ سے مستحق وغیر مستحق اور مدرسین بھی کھانا کھاتے ہیں، اس لیے اس مسئلہ میں احتیاط ضروری ہے۔ رفعت قاسمی)

مؤذن وامام کو زکوٰۃ وعشر دینا کیسا ہے؟

مسئلہ مصرف عشر کا وہی ہے جو مصرف زکوٰۃ کا ہے، پس جیسا کہ زکوٰۃ کو امامت کی اجرت میں

Marfat.com

دینا ناجائز ہے، اسی طرح عشر وصدقۂ فطر بھی اجرتِ امامت میں دینا ناجائز ہے، اس صورت میں عشر وصدقہ فطر وغیرہ صدقاتِ واجبہ ادا نہ ہوں گے اور عدم جواز کے قائلین تمام فقہاء عظام ہیں۔
(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۷۶ جلد ۶ بحوالہ رد المختار ص ۷۹ جلد ۲ باب المصرف)

مسئلہ اگر امامِ مسجد محتاج اور فقیر (صاحبِ نصاب نہیں) ہے تو زکوٰۃ دینا جائز ہے ورنہ نہیں۔ (بغیر اجرت کے)۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۳۵ جلد ۶ بحوالہ ہدایہ ص ۱۸۶ جلد ۱)

مسئلہ محض امام مسجد ہونے کی وجہ سے تو کوئی زکوٰۃ کا مستحق نہیں ہو جاتا امامت کی اجرت کے طور پر زکوٰۃ دینا بھی صحیح نہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۱۰۱ ج ۳ و فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۶ ج ۷)

(مقصد یہ ہے کہ اگر امام مسجد و مؤذن غریب ہیں، صاحب نصاب نہیں ہیں تو ان کو زکوٰۃ دینی اور لینی جائز ہے، اجرت کے طور پر نہ ہونی چاہئے، الگ سے محتاج سمجھ کر دی جائے اور وہ مستحقِ زکوٰۃ ہیں تو درست ہے۔ رفعت قاسمی)

امام کو رسم کے طور پر زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

سوال ہمارے علاقہ میں امام کے لیے کسی قسم کی تنخواہ مقرر نہیں کرتے بلکہ یہ رسم ہے کہ لوگ اس امام کو زکوٰۃ دیتے ہیں، پہلے سے یہ طے نہیں ہوتا کہ میں امامت کروں گا تو مجھ کو زکوٰۃ دینا۔ اس لیے امام کو زکوٰۃ دینا بھی معلوم ہے کہ رسم کی وجہ سے ہے اور قوم کو بھی۔ کیا زکوٰۃ ہو جاتی ہے؟

جواب اگر چہ امام صاحب سے یہ بات طے نہیں ہوئی کہ ان کو زکوٰۃ کی رقم سے تنخواہ دی جائے گی لیکن چونکہ ''المعروف کالمشروط'' کے اصول کے مطابق کہ جو چیز پہلے سے ذہن میں طے شدہ ہے وہ ایسی ہے جیسے کہ اس کی شرط لگائی جائے۔

چنانچہ جب امام صاحب اور زکوٰۃ دینے والوں کے ذہنوں میں یہ بات پہلے سے ہے کہ اس امام کی تنخواہ مقرر نہیں کی جائے گی، اس کو زکوٰۃ کی رقم دی جاتی رہے گی، لہٰذا زکوٰۃ کی رقم سے امام کو تنخواہ یا بالفاظِ دیگر اس کی امامت کی اجرت دینا جائز نہیں ہے۔

البتہ اگر اس کو امامت کی اجرت الگ دی جاتی رہے، پھر غریب محتاج ہونے کی وجہ سے اس کو زکوٰۃ دے دی جائے تو صحیح ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۴۰۲ جلد ۳)

زکوٰۃ کی رقم سے مبلّغین کو وظائف دینا؟

سوال زکوٰۃ سے مبلغین انجمن تبلیغ وطلباء کو وظائف دینا جائز ہے یا نہیں؟

Marfat.com

جواب: طلباء و مساکین کو وظیفہ دینا زکوٰۃ سے جائز ہے اور مبلغین کی تنخواہ دینے میں حیلۂ تملیک ضروری ہے، بغیر حیلہ دینا درست نہیں ہے کیونکہ زکوٰۃ کے لیے تملیک شرط ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۷۵ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۷۹ جلد ۲ باب المصرف)

مسئلہ: فی زمانہ جب کہ جہالت کا زور ہے، مبلغین کا تقرر زکوٰۃ کے روپے سے جائز نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۴۴ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار باب المصرف ص ۸۱ جلد ۲)

تبلیغی جماعت کے افراد پر زکوٰۃ صرف کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ: زکوٰۃ کی رقم تبلیغی جماعت کے افراد پر خرچ کر سکتے ہیں، اگر وہ مصرفِ زکوٰۃ ہیں تو ان پر صرف کرنا درست ہے لیکن مصرفِ صحیح کو ان میں منحصر کرنا صحیح نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۵۱ جلد ۳)

(یعنی تبلیغی افراد مستحقِ زکوٰۃ کو ہی مصرف سمجھنا غلط ہے۔ کیونکہ اور مصرف بھی تو ہیں۔ رفعت قاسمی غفرلہٗ)

مسافر کو زکوٰۃ لینا اور دینا کیسا ہے؟

مسئلہ: مسافر کو زکوٰۃ لینا درست ہے جب کہ اس کے پاس مال بقدرِ نصاب نہ ہو اگرچہ اس کے مکان پر ہو۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۸۳ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۸۸ جلد ۲ و کتاب الفقہ ص ۱۰۱۹ جلد ۱)

مسئلہ: ایک شخص اپنے گھر کا بڑا مالدار ہے لیکن سفر میں ایسا اتفاق ہوا کہ اس کے پاس خرچ نہیں رہا، سارا مال چوری ہو گیا یا کوئی اور وجہ ایسی ہوئی کہ اب گھر تک پہنچنے کا بھی خرچ نہیں رہا، ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا دینا درست ہے۔ ایسے ہی اگر حاجی کے پاس راستہ کا خرچ ختم ہو گیا اور اس کے گھر میں مال و دولت ہے، اس کو بھی زکوٰۃ کا دینا درست ہے۔

(امداد مسائل الزکوٰۃ ص ۷۳ و عالمگیری ص ۱۸۶ جلد دہم)

مسافر کا قرض زکوٰۃ سے ادا کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ: اگر وہ مسافر مالکِ نصاب نہیں ہے بلکہ مقروض ہے اور سیّد نہیں ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا اور اس قدر روپیہ زکوٰۃ کا دینا جس سے اس کا قرض اُتر جائے درست ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ''انما الصدقات الخ۔'' (سورہ توبہ ع ۸)

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۸۱ جلد ۶ بحوالہ ہدایہ باب من لا یجوز دفع الصدقات الیہ ص ۱۸۸ جلد اول و علم الفقہ ص ۴۴ جلد ۴)

Marfat.com

مسافر کو رقم کے بجائے ٹکٹ خرید کر دینا؟

سوال ایک سیٹھ صاحب زکوٰۃ کو اس طرح دیتے ہیں کہ جس جگہ مسافر کو جانا ہوتا ہے اپنے آدمی کو اس کے ہمراہ بھیج کر اسٹیشن سے ٹکٹ دلا دیتے ہیں، نقد پیسے اس کے ہاتھ میں نہیں دیتے۔ اگر مسافر کسی عذر کی وجہ سے نہ جائے اور ٹکٹ کینسل ہو جائے تو کیا ان سیٹھ صاحب کی زکوٰۃ ادا ہو گی یا نہیں؟

جواب وہ آدمی سیٹھ صاحب کا جب کہ اس مسکین مسافر کی اجازت سے ٹکٹ خریدتا ہے تو وہ آدمی نائب اور وکیل اس مسکین کا قبض زکوٰۃ اور خرید ٹکٹ میں ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ آدمی وکیل اور نائب سیٹھ صاحب کا ہے، لہٰذا زکوٰۃ سیٹھ صاحب مذکور کی اس صورت میں ادا ہو جاتی ہے، پھر اگر وہ مسافر کسی عذر کی وجہ سے سفر میں نہ جائے اور ٹکٹ ردّی (کینسل) ہو جائے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو چکی۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۹۷ جلد ۶ بحوالہ رد المحتار ص ۱۴ جلد دوم)

اپنے خادم کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

سوال زکوٰۃ یا فطرہ کی رقم اپنے خادم و خادمہ کھانا پکانے والی کو اگر غریب ہو، دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب اپنی خادمہ کھانا پکانے والی کو زکوٰۃ و فطرہ اس وجہ سے دینا کہ وہ محتاج و غریب ہے اور تنخواہ میں نہ دی جائے تو یہ درست ہے، البتہ تنخواہ میں دینا جائز نہیں ہے (اگر وہ غریب ہو تو الگ سے دے سکتے ہیں)۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۴۵ جلد ۶ بحوالہ رد المحتار باب المصرف ص ۸۹ جلد ۲)

مسئلہ اپنے غلام و باندی کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے جو لوگ شرعی باندی و غلام نہیں ہیں جیسا کہ ہندوستان کے اکثر خادم و خادمہ جو گھروں میں رہتے ہیں وہ باندی غلام نہیں ہیں، ان کو زکوٰۃ دینا جبکہ وہ محتاج ہوں درست ہے (لیکن تنخواہ میں نہ دی جائے بلکہ الگ سے دیں)۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۵۵ جلد ۶ بحوالہ بحر الرائق ص ۲۴۴ جلد ۲ باب المصرف و عالمگیری ص ۱۹ جلد اول)

نوٹ بعض افراد مالِ زکوٰۃ سے دنیوی اغراض نکالنا چاہتے ہیں جو کہ خلوص اور روحِ شریعت کے خلاف ہے، مثلاً اپنے نوکروں، خادموں کو جو کہ مستحقِ زکوٰۃ بھی ہیں بغیر معاوضہ کے اس خیال سے زکوٰۃ وغیرہ دیتے ہیں کہ یہ لوگ ہم سے زیادہ دبیں گے اور احسان مند ہونے کی وجہ سے

Marfat.com

خوب کام کریں گے، بلکہ بعض دفعہ جب کام میں کمی دیکھتے ہیں تو زبان سے جتلانے لگتے ہیں کہ "ہم تو تنخواہ کے علاوہ تیری مدد زکوٰۃ سے بھی کرتے ہیں مگر تو احسان فراموش ہے" وغیرہ وغیرہ۔ مسئلہ کی رو سے زکوٰۃ تو اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے، مگر مقبولیت کے درجہ کو نہیں پہنچتی، کیونکہ قرآنِ کریم میں ہے ثم لایتبعون ما انفقوا منا ولا اذی لھم الخ۔ (پارہ ۳ سورہ بقرہ)

محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ

نوکر کے اضافۂ تنخواہ کے مطالبہ پر زکوٰۃ سے دینا؟

سوال میرا ایک ملازم ہے جس نے تنخواہ میں اضافہ کا مطالبہ کیا ہے تو میں نے زکوٰۃ کی نیت سے اضافہ کر دیا، اب وہ یہ سمجھتا ہے کہ تنخواہ میں اضافہ ہوا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب ملازم کی تنخواہ تو اس کے کام کا معاوضہ ہے، اور جب آپ نے تنخواہ بڑھانے کے نام سے اضافہ کیا تو وہ بھی کام کے معاوضہ میں ہوا، اس لیے اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ جو تنخواہ طے ہوا وہ ادا کرنے کے علاوہ اگر اس کو ضرورت مند اور محتاج سمجھ کر زکوٰۃ دیدی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۸۴ جلد ۳)

خادم کو پیشگی رقم دے کر زکوٰۃ کی نیت کرنا؟

سوال میں نے اپنے ملازم کو کچھ رقم بطور ایڈوانس (پیشگی) واپسی کی شرط پر دی، لیکن میں دیکھتا ہوں کہ وہ یہ رقم ادا نہیں کر سکے گا، اگر میں زکوٰۃ کی نیت کرلوں تو کیا زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب زکوٰۃ کی نیت دیتے وقت کرنا ضروری ہے، بعد میں کی ہوئی نیت کافی نہیں اس لیے آپ اس رقم کو زکوٰۃ کی مد میں وضع نہیں کر سکتے۔ ہاں یہ کر سکتے ہیں کہ زکوٰۃ کی نیت سے اس کو اتنی رقم دے کر پھر خواہ اسی وقت اپنا قرض وصول کریں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۸۴ ج ۳)

زکوٰۃ کی رقم سے خادمہ کو زیور دیدینا؟

سوال (۱) زید کے یہاں ایک یتیم لڑکی کو صرف روٹی کپڑا ملتا ہے تو زید زکوٰۃ کی رقم سے اس کے لیے کچھ زیور یا کپڑا وغیرہ بنا سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اور جو عورت زکوٰۃ کو معاوضہ خدمت کا سمجھے، اس کو دینا کیسا ہے؟

Marfat.com

جواب (۱) یتیم لڑکی جس کی تنخواہ مقرر نہیں کی گئی ہے صرف روٹی کپڑا دینا مقرر کیا گیا ہے اس کو زیورز کوٰۃ کے روپے سے بنوا دینا درست ہے، یا اس کو نقد دیدے، یہ بھی درست ہے کہ کپڑا جو اس کا مقرر ہے وہ زکوٰۃ میں سے نہ بنائے۔

(۲) اور اس دوسری عورت خادمہ کو دینا درست نہیں ہے جو اس کو اپنی خدمت کا معاوضہ سمجھے گی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۱۱ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۷۹ جلد ۲)

(کسی بھی خدمت کے معاوضہ میں زکوٰۃ لینا اور دینا درست نہیں ہے، زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

غریب لڑکی کی شادی میں زکوٰۃ کی رقم دینا؟

مسئلہ لڑکی کے والدین جو کہ مستحقِ زکوٰۃ ہیں، زکوٰۃ کا روپیہ ان کو دے دیا جائے کہ وہ اس لڑکی کے نکاح میں صرف کردیں، یہ درست ہے اور خود اس لڑکی کو اگر برتن، زیور وغیرہ خرید کر دیدیئے جائیں تو یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ اگر شادی سے قبل یا بعد شادی کے اس لڑکی کو (جو کہ غریب) صاحبِ نصاب نہ ہو) کو نقد دیدیا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۴۷ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۷۹ ج ۲)

مسئلہ لیکن اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ نصاب سے زائد نہ ہو، ورنہ مکروہ ہوجائے گا نیز اگر کسی نے نصاب کے برابر دیدیا ہے، یا متعدد افراد کے تھوڑا تھوڑا دینے سے نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہوجائے تو پھر مستحقِ زکوٰۃ نہ رہنے کیوجہ سے اسکو زکوٰۃ کی رقم دینا جائز نہیں ہوگا۔

(ایضاح المسائل ص ۱۱۷ بحوالہ درمختار (کراچی) ص ۳۵۳ جلد ۲)

(اگر لڑکی کے والدین جو مستحقِ زکوٰۃ ہیں اگر ان کے پاس زکوٰۃ کی آئی ہوئی رقم نصاب کے برابر یا زائد ہوجائے تو اگر یہ رقم ان کے گھر کے اور افراد پر تقسیم کردی جائے تو ہر ایک کو نصاب کے بقدر نہ پہنچے تو پھر دینا جائز ہوگا۔ (طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح ص ۴۱۰، کتاب الفقہ ص ۱۰۱۳ ج ۱، رفعت قاسمی)

زکوٰۃ کی رقم سے میّت کی تجہیز و تکفین کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ زکوٰۃ کی رقم سے میت کی تجہیز و تکفین جائز نہیں، بوقتِ ضرورت یہ صورت ہوسکتی ہے کہ میّت کا ولی اگر زکوٰۃ کا مستحق ہو تو اس کو مدِ زکوٰۃ سے رقم دے دی جائے، وہ اس سے تجہیز

Marfat.com

وتکفین وغیرہ کردے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۹۳ جلد۴ بحوالہ ردالمختار ص ۶۸ جلد۲ وفتاویٰ دارالعلوم ص ۲۲۶ جلد۶ وفتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۴ ج ۳ وکتاب الفقہ ص ۱۰۱۴ جلد۱)

مسئلہ میت کے کفن وغیرہ میں جو کچھ صرف کیا گیا وہ زکوٰۃ میں محسوب نہ ہوگا وہ صدقہ نفلی رہے گا کیونکہ زکوٰۃ میں زندہ فقیر کو مالک بنانا شرط ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۴ ج ۶)

کیا میّت کے کفن کا ثواب زکوٰۃ دہندہ کو بھی ہوگا؟

مسئلہ مستحقِ زکوٰۃ نے اپنی طرف سے تکفینِ میت وتعمیر مسجد وغیرہ کی تو ثواب دونوں کو حاصل ہوگا۔ شامیؒ نے یہ مطلب لکھا ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کو زکوٰۃ دینے کا ثواب حاصل ہوگا اور کفن ڈالنے کا ثواب اس فقیر (مستحقِ زکوٰۃ) کو ہوگا جس نے اپنی طرف سے کفن ڈالا، اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کو تکفین کا بھی ثواب ہے، کیونکہ حدیث شریف میں ہے ''الدال علی الخیر کفاعلہٖ'' (ردالمختار ص ۱۶ جلد۲)

جامع صغیر میں یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ ''اگر صدقہ سو ہاتھوں پر کو گذرے تو ہر ایک کو ان میں سے ابتداءً دینے والے کی برابر ثواب ہوگا، بدون اس کے کہ ابتداء کرنے والے کے ثواب میں کچھ کمی ہو (یعنی کوئی کمی نہ ہوگی)۔ اور سو ہاتھوں پر گذرنے کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ کرنے والے نے کسی کو صدقہ دیا، پھر اس نے دوسرے کو دے دیا اور اس نے تیسرے کو دیدیا، اسی طرح سلسلہ چلتا رہا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۲۷ جلد۶)

(بعض جگہ لاوارث مردہ کی تجہیز وتکفین کے لیے چندہ کرتے ہیں تو اس میں زکوٰۃ کی رقم دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، اگر وارث والا مردہ بھی ہو تب بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ اس میں ملکیت کی صلاحیت نہیں ہے، ہاں اگر روپیہ زکوٰۃ کی نیت سے اس کے غریب وارثوں کو دے دیا جائے اور پھر وہ اپنی طرف سے مردہ پر خرچ کریں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گا۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

زکوٰۃ کی رقم سے مُردہ کا قرض ادا کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ اگر میت کے ذمہ قرض ہے تو اس قرض کو زکوٰۃ کی رقم سے براہِ راست ادا نہیں کیا جا سکتا، ہاں اگر اس کے وارث غریب مستحقِ زکوٰۃ ہوں تو ان کو مالکانہ طور سے دیا جا سکتا ہے اور وہ اس رقم کے مالک ہو کر اپنی رضامندی کے ساتھ اس رقم سے میت کا قرض ادا کر سکتے ہیں۔

(معارف القرآن ص ۴۰۸ ج ۴)

Marfat.com

مسئلہ مردہ کی طرف سے اس کا قرضہ ادا کردینا درست نہیں ہے۔

(فتاویٰ ہندیہ ص ۱۸۸ ج ا وفتاویٰ عالمگیری ص ۳۹ جلد ۴)

(کیونکہ میت میں مالک ہونے کی صلاحیت نہیں ہے جو ادائے زکوٰۃ کی اولین شرط ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

زکوٰۃ کا روپیہ مُردہ کے ایصالِ ثواب کے لیے دینا؟

مسئلہ زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کو دینا اس طور سے کہ اس کی طرف سے کھانا پکوا کر فقیروں کو کھلایا جائے یا کپڑا احتاجوں کو دیا جائے درست نہیں ہے۔ اپنی طرف سے ہی زکوٰۃ کی نیت سے دیا جائے، اس کا ثواب کسی میت کو نہ پہنچایا جائے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۰۴ جلد ۶)

اپنے غریب شوہر کو زکوٰۃ دینا؟

سوال (۱) عام طور پر بیوی کی کل کفالت شوہر کے ذمہ ہے، اگر خدا نہ کرے شوہر غریب ہو جائے اور بیوی مالدار ہو تو شرعاً بیوی پر کیا حقوق عائد ہوتے ہیں؟

(۲) مذکورہ شوہر کو بیوی سے زکوٰۃ لے کر کھانا کیا درست ہے؟

جواب (۱) عورت پر شوہر کے لیے جو حقوق ہیں وہ شوہر کی غربت اور مالداری دونوں میں یکساں ہیں۔ شوہر کے غریب ہونے پر بیوی پر شرعاً یہ حق ہے کہ شوہر کی غربت کے پیشِ نظر صرف اس قدر نان ونفقہ (ضروری خرچ) کا مطالبہ کرے جس کا شوہر متحمل ہو سکے۔ البتہ اخلاقاً بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنے مال سے شوہر کی امداد کرے یا اپنے مال سے شوہر کو کوئی کاروبار وغیرہ کرنے کی اجازت دے۔

(۲) چونکہ شوہر اور بیوی کے منافع عادتاً مشترک ہیں اور وہ دونوں ایک دوسرے کے چیزوں سے عموماً استفادہ کرتے رہتے ہیں اس لیے شوہر اور بیوی کا آپس میں ایک دوسرے کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۹۵ جلد ۳ وفتاویٰ دارالعلوم ص ۲۹۲ جلد بحوالہ شامی ص ۸۶ جلد ۳)

مالدار بیوی کے غریب شوہر کو زکوٰۃ دینا؟

سوال زید کی بیوی کے پاس چار ہزار روپے کا سونا چاندی ہے لیکن خود زید مقروض ہے، مال

زید کی بیوی کے پاس ہے۔ کیا زید زکوٰۃ لے سکتا ہے؟

جواب زید دوسروں سے زکوٰۃ لے سکتا ہے۔ مگر اس کی بیوی اس کو یعنی شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی۔ بہر حال شوہر اگر غریب ہے تو وہ زکوٰۃ کا مستحق ہے۔ بیوی کے مالدار ہونے کی وجہ سے وہ مالدار نہیں کہلائے گا۔ (آپ کے مسائل ص ۳۹۵ جلد ۳)

شادی شدہ عورت کو زکوٰۃ دینا؟

سوال ایک عورت جس کا شوہر زندہ ہے۔ غریب محنت مزدوری کرتے ہیں، کیا ان کو زکوٰۃ وخیرات صدقہ دینا جائز ہے؟

جواب اگر وہ غریب اور مستحق ہیں تو جائز ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۹۵ جلد ۳)

مالدار اولاد والی بیوہ کو زکوٰۃ دینا؟

سوال ایک عورت جو کہ بیوہ ہے لیکن اس کے لڑکے برسرِ روزگار ہیں۔ اگر وہ لڑکے ماں کی امداد نہیں کرتے یا تھوڑی بہت کرتے ہیں جو اس کے لیے ناکافی ہے تو کیا اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے؟

جواب اس خاتون کے اخراجات اس کی اولاد کے ذمہ ہیں، لیکن اگر وہ عورت نادار ہے اور لڑکے اس کی امداد اتنی نہیں کرتے جو اس کی روزمرہ ضروریات کے لیے کافی ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۹۶ جلد ۳)

مفلوک الحال بیوہ کو زکوٰۃ دینا؟

مسئلہ مفلوک الحال بیوہ کے بھائی کو اگر قدرت ہے تو اسے چاہئے کہ اپنی بہن کے اخراجات برداشت کرے، اگر وہ نہیں کرتا یا استطاعت نہیں رکھتا اور اس بیوہ کے پاس بھی نصاب کی مقدار سونا چاندی یا روپیہ پیسہ نہیں ہے، تو ظاہر ہے کہ وہ نادار بھی ہے اور بے سہارا بھی، اس صورت میں اس کو زکوٰۃ وصدقات دینا ضروری ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۹۷ جلد ۳)

برسرِ روزگار بیوہ کو زکوٰۃ دینا؟

مسئلہ اگر برسرِ روزگار بیوہ مقروض نہیں ہے، ملازم ہے تو زکوٰۃ نہیں لینی چاہئے تاہم اگر وہ صاحبِ نصاب نہیں تو اس کو دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۹۷ ج ۳)

Marfat.com

بدکردار کی بیوی کو زکوٰۃ دینا؟

مسئلہ ایسی عورت بچوں والی جو اپنے خاوند کی عیاشانہ زندگی اور شراب خوری کی وجہ سے نہایت ہی عُسرت (تنگی) میں ہو، جبکہ وہ محتاج (ضرورت مند) ہے اور مالکِ نصاب بھی نہیں ہے، زکوٰۃ دینا درست ہے، بلکہ ایسی محتاج بچوں والی عورت کو زکوٰۃ دینے میں یا زیادہ ثواب ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۲۳ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۸۰ جلد ۲)

بے روزگار کو زکوٰۃ دینا؟

مسئلہ کام کاج نہ کرنے والے آدمی کی کفالت مالِ زکوٰۃ سے کرنا جائز ہے، زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۹۸ جلد ۳)

معذور لڑکے کے باپ کو زکوٰۃ دینا؟

سوال ایک سرکاری ملازم ہے اس کا لڑکا دماغی عارضہ میں مبتلا ہے، باپ اُس کی کفالت کرتا ہے، کیا اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

جواب اگر اس لڑکے کا باپ نادار ہے تو زکوٰۃ کا مستحق ہے، بعض عیال دار ایسے ہوتے ہیں کہ وہ صاحبِ نصاب نہیں ہوتے اور ان کا روزگار بھی ان کے مصارف کے لیے کافی نہیں ہوتا، ایسے لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۴۰۱ جلد ۳)

سفید پوش کو زکوٰۃ دینا؟

سوال ہمارے جاننے والوں میں ایک سفید پوش آدمی ہیں مگر مالی اعتبار سے بہت کمزور ہیں، ریڑھی لگاتے ہیں۔ کیا ہم ان کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

جواب ذاتی مکان اور ریڑھی لگانے کے باوجود اگر وہ نادار اور ضرورت مند ہیں تو ان کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے، اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے ان کو بتانا شرط نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے۔ تحفۂ ہدیہ کہہ دے دی جائے اور نیت زکوٰۃ کی کر لی جائے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (آپ کے مسائل ص ۴۰۱ جلد ۳)

Marfat.com

زکوٰۃ کی رقم غریب لڑکیوں کی تعلیم میں دینا؟

مسئلہ زکوٰۃ میں تملیک شرط ہے یعنی کسی محتاج کو اس کا مالک بنا دینا چاہئے پس غریب لڑکیوں کو اگر نقد یا کپڑا کھانا زکوٰۃ سے دے دیا جائے تو درست ہے، لیکن پڑھانے والوں کی تنخواہ یا دیگر ملازمین کی تنخواہ دینی زکوٰۃ سے درست نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۰۵ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار باب المصرف ص ۸۵ جلد ۲)

کثیر العیال کو زکوٰۃ کی رقم دینا؟

سوال میں امام ہوں، مسجد کی تنخواہ سے گھر کا گذر چلانا مشکل ہے، کثیر العیال اور قرض دار بھی ہوں، ایک شخص مجھے زکوٰۃ کی بڑی رقم دینا چاہتے ہیں تو میں لے سکتا ہوں یا نہیں؟

جواب مسئلہ یہ ہے کہ ایک مستحقِ زکوٰۃ کو زکوٰۃ کی اتنی رقم دی جائے جو نصاب سے کم ہوں، اتنا دینا کہ غریب صاحبِ نصاب اور مالدار ہو جائے مکروہ ہے، ہاں اگر وہ شخص قرض دار ہو یا کثیر العیال ہو (بچے زیادہ ہوں) تو اس کو اتنے پیسے دینا کہ قرض ادا کرنے کے بعد اس کے پاس بقدرِ نصاب نہ بچے یا اپنے اہل وعیال پر تقسیم کرے تو ہر ایک کو نصاب کی مقدار سے کم پہنچے تو ایسے شخص کو نصاب سے زیادہ دینا بلا کراہت جائز ہے۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۴۱۶ جلد وکتاب الفقہ ص ۱۰۱۳ جلد اول)

مسئلہ جس شخص کی ماہواری آمدنی معقول ہو لیکن سال بھر تک اس کے پاس قدر نصاب جمع نہیں رہتا اور وہ صاحبِ زکوٰۃ نہیں ہے، ایسے شخص کو مالِ زکوٰۃ یا صدقہ نافلہ دینا درست ہے اور اس کو لینا بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۳ جلد ۶ بحوالہ عالمگیری باب المصارف ص ۱۸۹ جلد ۱)

مال دار ضرورت مند کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

مسئلہ ایک شخص نے اپنا روپیہ لوگوں کو قرض دے رکھا ہے جو کسی میعاد ہی پر وصول ہو سکتا ہے اور اسی دوران میں اس کو اخراجات کے لیے پیسے کی ضرورت ہو تو اس وقت یہ شخص زکوٰۃ لے سکتا ہے، مگر اتنی جو اپنے قرض کی میعاد پوری ہونے تک اس کے اخراجات کو کافی ہو، اگر قرض غیر میعادی ہے اور جس کو اس نے قرض دیا ہے اور وہ محتاج ہے تو اصح قول کے مطابق زکوٰۃ لینا جائز ہے کیونکہ وہ اس وقت مسافر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر اس کا قرض دار پیسے والا آدمی ہے اور اس

Marfat.com

کے قرض کو تسلیم کرتا ہے تو اب اس شخص (مالدار ضرورت مند) کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں، اگر وہ قرض دار قرض کو تسلیم نہ کرے اور قرضے کے گواہ عادل ہوں تو تب بھی یہی حکم ہے، ہاں گواہ غیر عادل ہوں تو اس وقت تک یہ شخص زکوٰۃ کا مال نہیں لے سکتا، جب تک یہ شخص قاضی کے یہاں دعویٰ نہ پیش کرے، اور قاضی قرضدار سے اس کے انکار پر قسم نہ لے، قرضدار کے قسم کھانے کے بعد اسے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ (قاضی خاں، فتاویٰ عالمگیری ص ۲۰ جلد ۴)

بے نمازی کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

مسئلہ بے نمازی محتاج کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ حنفیہؒ کے نزدیک نماز چھوڑنے سے مسلمان کافر نہیں ہوتا، البتہ نماز کا چھوڑنا فسق اور گناہ کبیرہ ہے، مگر کفر نہیں ہے۔ لہٰذا تارکِ نماز کو جب کہ وہ محتاج ہو زکوٰۃ دینا درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اور اکثر ائمہ کا یہی مذہب ہے کہ تارکِ نماز کافر نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۸۴ ج ۶ بحوالہ مراقی الفلاح باب الوتر و فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۰۵ جلد ۶ و ہدایہ ص ۱۸۶ ج اول)

نشہ کے عادی کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

سوال ایک شخص نہایت مفلس اور غریب ہے لیکن بھنگ و افیون وغیرہ کا از خود مرتکب ہے، اس کو زکوٰۃ دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب یہ ظاہر ہے کہ صدقات و خیرات صلحاء کو دینا افضل ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے "ولیأ کل طعامکم الابرار" یعنی تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں۔

لیکن فاسق و فاجر شراب خور جب کہ مفلس ہے اس کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے، اگرچہ بہتر یہ ہے کہ صلحاء فقراء کو دے۔ بہر حال ادائے زکوٰۃ میں کچھ تأمل نہیں۔ بہتر ہونا اور نہ ہونا دوسری بات ہے۔ اور مفلس محتاج اگرچہ فاسق ہو، اس کے دینے میں بھی ثواب ہے جیسا کہ آیا ہے کہ "ہر ذی روح کے دینے میں اجر ہے"۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۵ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۹۷ جلد ۲ باب المصرف)

(البتہ اگر یہ یقین کامل ہو کہ وہ شراب پینے پر یہ رقم صرف کرے گا تو اسے دینا درست نہیں ہے۔ قرآنِ کریم میں ہے: ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ (پارہ نمبر ۶ سورہ المائدہ)

محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

غیر مسلم فقیروں کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

سوال زکوٰۃ کا کافروں کو دینا درست ہے یا نہیں؟

جواب زکوٰۃ کی تعریف درمختار وغیرہ میں یہ کی ہے کہ: تملیك جزء مال عینه الشارع من مسلم فقیر الخ اس کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ شریعت میں اس کو کہتے ہیں کہ اپنے مال کا ایک حصہ معینہ جو کہ شارع علیہ السلام نے معین فرمایا ہے مثلاً چالیسواں حصہ مسلمان محتاج کو دیا جائے۔

پس معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کے اداء کے لیے یہ شرط لازمی ہے کہ مسلمانوں کو ہی دی جائے کیونکہ جو کہ مصرف زکوٰۃ ہوں اور آیت کریمہ "انما الصدقات للفقراء والمساکین"۔ (سورۂ توبہ رکوع ۸) آیت میں فقراء و مساکین سے مراد مسلمان فقراء و مساکین ہیں، باجماعِ اُمت۔ البتہ نفلی صدقہ ذمیوں، یعنی کافروں کو دیا جاسکتا ہے، ایسا ہی لکھا ہے درمختار میں بھی زکوٰۃ وعشر وخراج کے علاوہ دوسرے صدقات کافر کو دینا درست ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۷۷ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۹۲ جلد ۲ و کفایت المفتی ص ۲۶۳ جلد ۴)

مسئلہ ہندو (غیر مسلم) فقیر محتاج کو اللہ کے واسطے دینا درست ہے لیکن زکوٰۃ کا روپیہ ہندو کو دینا درست نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۰۴ جلد ۶ بحوالہ ہدایہ ص ۱۸۷ ج ا و فقہ الزکوٰۃ ص ۲۰۸ جلد ۲)

مسئلہ ہندو مفلس کے ذمہ کسی غریب مسلمان کا قرضہ ہو تو یہ قرضہ زکوٰۃ کی رقم سے ادا نہیں کیا جاسکتا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۴۲ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۹۱ ج ۲ باب المصرف)

مسئلہ زکوٰۃ کا مصرف صرف مسلمان ہیں کسی غیر مسلم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، اگر حکومت زکوٰۃ کی رقم غیر مسلموں کو دیتی ہے اور صحیح مصرف پر خرچ نہیں کرتی تو اہل زکوٰۃ کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔

(آپ کے مسائل ص ۴۰۲ جلد ۳ و معارف القرآن ص ۳۹۷ جلد ۴ و فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۰ جلد ۷)

غیر مسلموں کی تعلیم گاہ میں زکوٰۃ دینا؟

مسئلہ اس صورت میں (یعنی غیر مسلموں کے مدرسہ میں دینے سے) زکوٰۃ اداء نہ ہوگی، زکوٰۃ مسلمان محتاج کو دینا ضروری ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۴۸ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۹۲ جلد ۲ باب المصرف)

بلالحاظِ مذہب زکوٰۃ دینا؟

سوال زکوٰۃ کی رقم بلالحاظ مذہب وملّت عام محتاجوں ومعذوروں کو دینا کیسا ہے؟

جواب زکوٰۃ میں مسلمان محتاج (ضرورت مند) کو مالک بنانا زکوٰۃ کی رقم کا ضروری ہے، پس جس موقع میں شبہ ہو کہ مسلمانوں کو پہنچے گا یا غیر اہلِ اسلام بھی شریک ہوں گے اور کسی کی ملک نہیں کیا جائے گا تو ایسے مواقع میں حیلہ تملیک کرالیا جائے اور پھر وہاں روپیہ زکوٰۃ کا دیا جائے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۶۲ جلد ۶ و عالمگیری ص ۱۸۶ جلد ۱)

ملحد اور مرتد کو زکوٰۃ دینا؟

مسئلہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا اور نبوت کا اور آخرت کا منکر ہو وہ بھی کافر محارب (دشمنِ اسلام) ہی کی طرح ہے، اسے بھی زکوٰۃ میں سے دینا، اس کی دین دشمنی میں تعاون کرنا ہے۔ اور جو شخص مرتد ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا ہو تو اسلام کی نظر میں زندگی ہی کا مستحق نہیں ہے، چہ جائے کہ اس کی زکوٰۃ کی مد میں سے اعانت کی جائے۔ اس نے اس قدر بڑا جرم کیا ہے اور اسلام نے مسلمانوں سے اس قدر عظیم خیانت کی ہے کہ وہ معاشرے میں زندہ رہنے کا حق کھو بیٹھا ہے۔ چنانچہ فرمانِ نبوت ہے کہ: ”جو شخص (مسلمان) اپنا دین (اسلام) تبدیل کردے اسے قتل کردو“۔

(فقہ الزکوٰۃ ص ۲۰۹ جلد ۲)

مسکین کس کو کہتے ہیں؟

مسئلہ جو شخص مالکِ نصاب نہ ہو اور وہ محتاج ہو، اس کو فقیر و مسکین کہتے ہیں۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۹۴ جلد ۶ بحوالہ رد المحتار ص ۸۰ جلد ۲ و فقہ الزکوٰۃ ص ۱۵ جلد ۲)

(اصطلاح میں مسکین اسے کہا جاتا یہ جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو، بالکل بد حال ہو، اور جو صاحبِ نصاب نہ ہو مگر گھر کھاتا پیتا ہو تو اصطلاح میں اس کو فقیر کہتے ہیں، اردو کے محاورہ میں مسکین اور فقیر ایک ہی معنی میں بولا جاتا ہے یعنی جو زکوٰۃ کا مستحق ہو۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

جس کی ملک میں کچھ نہ ہو یا مقدارِ نصاب سے کم ہو، اسکو اصطلاح شرع میں فقیر و مسکین کہتے ہیں وہ زکوٰۃ اور فطرہ کا مستحق ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۱۴ جلد ۱۳)

Marfat.com

''فقیر'' اور ''مسکین'' میں اس لحاظ سے بھی فرق ہے کہ ''فقیر'' کو سوال کرنے (مانگنے) میں عار نہیں ہوتا، لیکن ''مسکین'' کو اس کی خودداری اور عفتِ نفس، طلب والحاح کی اجازت نہیں دیتی۔ صحیحین کی ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''مسکین'' کی یہ تعریف کی ہے:

الذی لا یجد غنی یغنیه ولا یفطنون فیصدّق علیه ولایقوم فیسال الناس'' (۱) جسے ایسے وسائل میسر نہیں کہ مالدار کر دیں۔ (۲) جس کا فقر ظاہر نہیں کہ لوگ خیرات دیں۔ (۳) جو خود سوال کے لیے کھڑا نہیں ہوتا کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ (حقیقت الزکوٰۃ ص ۲۱ مولانا ابوالکلام آزادؒ و کتاب الفقہ علیٰ مذاہب الاربعہ ص ۱۰۱۲ جلد اول و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۶ جلد ۱۱)

یقینی مساکین کون ہیں؟

قوم کے ایسے افراد جن پر وسائل معیشت کی تنگی کی وجہ سے معیشت کے دروازے بند ہو رہے ہیں اور اگرچہ وہ خود پوری طرح ساعی ہیں، لیکن نہ تو نوکری (ملازمت) ہی ملتی ہے، نہ کوئی اور راہِ معیشت نکلتی ہے، یقیناً ''مساکین'' میں داخل ہیں اور اس مد کے اوّلین مستحق ہیں، لیکن اس کا انتظام اس طرح ہونا چاہئے کہ ان کی خبر گیری بھی ہو جائے اور ساتھ ہی ان میں بے کاری کی عادت اور اپاہج پنا بھی پیدا نہ ہو۔ یہ بات نہ صرف ان کی اعانت میں، بلکہ تمام مستحقین کی اعانت میں ملحوظ رہنی چاہئے۔ (حقیقت الزکوٰۃ ص ۲۳ و علم الفقہ ص ۴۳ جلد ۴)

حکمی مساکین کون ہیں؟

ایسے افراد جو خوش حال تھے لیکن کاروبار کی خرابی کی وجہ سے یا کسی اور ناگہانی مصیبت کی وجہ سے مفلس ہو گئے ہیں، اگرچہ اپنی پچھلی حیثیت کی بناء پر معزز سمجھے جاتے ہوں، حکماً ''مساکین'' میں داخل ہیں اور ضروری ہے کہ اس زکوٰۃ کی مد سے ان کی خبر گیری کی جائے۔

(حقیقت الزکوٰۃ ص ۲۳)

پیشہ ور فقیروں کو زکوٰۃ دینا؟

سوال: ایسے پیشہ ور فقیر کو جو محنت و مزدوری کر سکتا ہے زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور فقیروں میں مستحق اور غیر مستحق کے درمیان کوئی امتیاز بھی نہیں ہوتا؟

Marfat.com

جواب: اگر وہ لوگ (غریب فقیر) صورتِ حال سے محتاج معلوم ہوتے ہیں تو ان کو دینے سے زکوٰۃ ادا ہوجائے گی، اگرچہ فی الحقیقت وہ مستحق نہ ہوں۔ دینے والے کو بہ قاعدہ "انما الاعمال بالنیات" کا ثواب حاصل ہوگا اور زکوٰۃ بھی ادا ہوجائے گی۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۲۹ جلد ۶ بحوالہ ردالمحتار باب المصرف ص ۹۵ جلد ۲)

مسئلہ: جس کو زکوٰۃ دی جائے اگر وہ صورت فقیرانہ و مفلسانہ رکھتا ہے یا فقیروں کیساتھ مل کر آیا، یا اس نے سوال کیا اور اس بنا پر زکوٰۃ دینے والے نے اس کو زکوٰۃ دے دی تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اگرچہ بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ غنی (مالدار) تھا اور مصرفِ زکوٰۃ نہ تھا۔ (جب بھی زکوٰۃ ادا ہوجائیگی)۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۲۸ جلد ۶ و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۰ ج ۱۱)

جو فقیر ناجائز کاموں میں خرچ کریں ان کو دینا؟

سوال: جن فقیروں کی نسبت غالب گمان ہو کہ وہ خیرات یا زکوٰۃ لے کر ناجائز کاموں میں صرف کرتے ہیں ان کو دینا کیسا ہے؟

جواب: گمان غالب اگر ایسا ہے تو بے شک ان کو زکوٰۃ و خیرات دینا ناجائز اور گناہ ہے، کیونکہ یہ اعانت علی المعصیۃ (گناہ پر مدد کرنا) ہے اور اعانت علی المعصیۃ حرام ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان"۔

(سورۃ مائدہ پارہ ۶) (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۲۹ ج ۶)

مسئلہ: چور اور زانیہ کو بوجہ لاعلمی کے زکوٰۃ و صدقات دینے سے ثواب حاصل ہوگا اور زکوٰۃ ہو جائے گی۔ حاصل یہ کہ باوجود علم کے دینا نہ چاہئے، اور اگر لاعلمی میں دیا جائے تو اس پر مؤاخذہ نہیں۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۲۸ جلد ۶ بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۶۵ جلد اول)

مالدار فقیر کو زکوٰۃ دینا؟

سوال: ہمارے یہاں مساکین و فقراء ایسے نہیں جو صدقۂ فطر وغیرہ لینے کے قابل ہوں، کیونکہ وہ صاحبِ نصاب ہیں، ان پر زکوٰۃ واجب ہے، مالداروں سے بدرجہا بہتر ہیں، ایسے فقراء کو دینا جائز ہے یا نہیں؟ یا مدارسِ اسلامیہ میں خرچ کرنا چاہئے؟

جواب: ایسے نام کے فقراء کو جو مالدار صاحبِ نصاب ہیں صدقۃ الفطر اور زکوٰۃ و دیگر صدقاتِ

واجبہ نہ دینا چاہئے، بلکہ مدرسہ میں دے کر طلباء مساکین وغرباء پر صرف کرنا چاہئے۔
(فتاویٰ دار العلوم ص۲۸۶ جلد۶ بحوالہ رد المختار ص۷۹ جلد۲ باب المصرف)

مسئلہ: ایسے فقیروں کو زکوٰۃ دینا جن کا پیشہ مانگنے کا ہے اور یہ معلوم ہے کہ یہ لوگ اکثر متمول ہوتے ہیں، دینا درست نہیں۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۰۴ جلد۶)

جو فقیر کمانے پر قادر ہو، اُس کو زکوٰۃ دینا؟

مسئلہ: زکوٰۃ کے مستحق ہونے کا مدار حاجت پر ہے کہ کسی شخص کے پاس اس قدر مال ہو جس سے اس کی اور اس کے زیر کفالت افراد کی ضرورت پوری ہو سکے۔ اس اصول کے مدِّ نظر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص حاجت مند تو ہو لیکن کام نہ کرتا ہو اور معاشرے پر بوجھ بن کر محض زکوٰۃ اور صدقات پر گذر کرنا چاہتا ہو، حالانکہ جسمانی لحاظ سے وہ محنت کرنے کے قابل ہو تو کیا ایسے شخص کو صدقات دی جاسکتی ہے؟

جمہور فقہائے احناف کی رائے یہ ہے کہ کسب یعنی کمانے کے قابل فقیر کا زکوٰۃ دینا (اور لینا) جائز تو ہے لیکن جب تک اس کے پاس زندہ رہنے کے لیے کچھ نہ کچھ موجود ہو اس کے لیے نہ لینا ہی زیادہ بہتر ہے۔ (فقہ زکوٰۃ ص۲۸ جلد۲ بحوالہ مجمع الانہار ص۲۲۰)

مسئلہ: جو شخص نصاب سے کم کا مالک ہو اسے زکوٰۃ دینا درست ہے اگر چہ وہ صحیح اور کمانے کے قابل ہو، کیونکہ وہ فقیر ہے اور فقراء مصارفِ زکوٰۃ میں داخل ہیں، نیز یہ کہ حقیقی حاجت کا پتہ لگانا دشوار ہے، اس لیے نصاب زکوٰۃ کے مالک نہ ہونے کو حاجت مند ہونے کے قائم مقام سمجھا جائے گا۔ (فقہ الزکوٰۃ ص۲۰۶ جلد۲)

یتیم خانہ میں زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

مسئلہ: نابالغوں کو زکوٰۃ دینا درست ہے، پس یتیم خانہ میں یتامیٰ کے خرچ کیلئے زکوٰۃ کا روپیہ دینا درست ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۵۷ جلد۶ بحوالہ رد المختار ص۷۹ جلد۲ باب المصرف)

مسئلہ: یتیم نابالغ مفلس کے مصارف میں صرف کرنے کے لیے اس کے ولی یعنی سرپرست کو دینا درست ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۵۹ جلد۶ وفقہ زکوٰۃ ص۴۰۰ ج۲ وفتاویٰ محمودیہ ص۹۰ ج۳)

مسئلہ: یتیم خانوں میں اگر یتیموں کا کھانا کپڑا وغیرہ مالکانہ حیثیت سے دیا جاتا ہو تو صرف اس

Marfat.com

خرچ کی حد تک زکوٰۃ کی رقم صرف ہو سکتی ہے۔ (معارف القرآن ص ۴۰۹ جلد ۴)

مسئلہ اگر وہ (یتیم) لڑکا سمجھ دار ہے، روپیہ پر قبضہ کر سکتا ہے تو خود اس کو دینا جائز ہے (زکوٰۃ کی رقم) اگر ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو اس سے بطورِ امانت لے کر (سرپرست) رکھ سکتا ہے، اور اگر وہ نا سمجھ ہے کہ روپیہ کو کہیں پھینک دے گا یا کسی اور طرح ضائع کر دے گا تو پھر اس کو دینا درست نہیں بلکہ وہ جس کی پرورش میں ہے اس کو لڑکے کے لیے دے دیا جائے اور اگر وہ قابلِ اعتماد نہ ہو تو پھر کوئی چچا (معتمد وغیرہ) اس روپیہ پر لڑکے کے پرورش کرنے والے کا قبضہ کرا کے بطورِ امانت رکھ سکتا ہے۔

مسئلہ اگر ولی (سرپرست) نے لڑکے کی طرف سے زکوٰۃ کا روپیہ اپنے قبضہ میں لیا تو اس میں کوئی نقصان نہیں، لیکن جو روپیہ ولی نے زکوٰۃ کا اپنی طرف سے نکالا ہے وہ جب تک بطور تملیک لڑکے کی ضرورت میں صرف نہ کر دے گا۔ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۹۰ ج ۳)

زکوٰۃ کی رقم سے یتیم خانہ کی تعمیر کرنا؟

مسئلہ زکوٰۃ کی رقم سے یتیم خانہ کی تعمیر نہیں ہو سکتی، اور ایسا سامان بھی نہیں خریدا جا سکتا جو بطور تملیک کے مستحقین کو نہ دیا جاتا ہو مثلاً یتیم خانہ کے پلنگ، فرش، فرنیچر، برتن وغیرہ اور زکوٰۃ کا روپیہ یتیم خانہ کے ملازمین کی تنخواہ کے طور پر خدماتِ مفوضہ کے عوض میں بھی نہیں دیا جا سکتا ہے۔ ہاں یتیم کے کھانے، خوراک و لباس میں خرچ کیا جا سکتا ہے یا وظائف کی شکل میں نقد دیا جا سکتا ہے۔ (کفایت المفتی ص ۲۷۹ جلد ۴)

رسول اللہ ﷺ کے خاندان والوں کو زکوٰۃ دینا؟

سوال کن کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اور کن کو نا جائز ہے؟

جواب زکوٰۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے لیے حلال نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مراد ہیں آلِ علیؓ، آلِ عقیلؓ، آلِ جعفرؓ، آلِ عباسؓ، اور آلِ حارث بن عبد المطلب۔ پس جو شخص ان پانچ بزرگوں کی نسل سے ہو اس کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔ اگر وہ غریب اور ضرورت مند ہو تو دوسرے فنڈ سے ان کی خدمت کرنی چاہیے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۹۰ جلد ۳ و علم الفقہ ص ۳۶ جلد ۴)

Marfat.com

سیّد اور ہاشمی کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

سوال سید یا ہاشمی اگر انتہائی غربت کے عالم میں ہو تو اس کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب سید اور ہاشمی کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، کیا اہلِ محلہ میں اتنی مروّت بھی نہیں کہ غیر زکوٰۃ سے ان کی حاجت پوری کر دیں، اگر کسی کا والد انتہائی غربت کے عالم میں ہو تو کیا اس کو بھی مدِ زکوٰۃ ہی سے دے گا؟ (احسن الفتاویٰ ص ۲۷۹ جلد ۴ بحوالہ ردالمختار ص ۷۲ ج ۲ و کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ص ۱۰۱۵ جلد اول و فتاویٰ محمودیہ ص ۵۴ جلد ۳)

مسئلہ حنفیہ کے نزدیک صحیح قول کے مطابق اور ظاہر الروایۃ کے مطابق سید کو کسی حال میں زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۱۲ جلد ۶)

مسئلہ مفتیٰ بہ مذہب یہی ہے کہ سادات کو اس زمانہ میں بھی زکوٰۃ اور صدقات واجبہ مثل چرم قربانی و صدقہ وغیرہ دینا حرام ہے اور زکوٰۃ وغیرہ ادا نہ ہوگی۔ یہ قول صحیح نہیں ہے جو کہ کسی نے کہا ہے کہ بعض حالات میں مباح ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۳۹ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۹۰ جلد ۲ باب المصرف)

مسئلہ سید کو زکوٰۃ و عشر کا روپیہ و غلّہ دینا درست نہیں ہے ہاں حیلہ کر کے دیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ حیلہ کی صورت یہ ہے کہ کسی غیر سید غریب کو یہ کہہ کر دے دیا جائے کہ فلاں سید کو دینا تھا مگر وہ سید ہے اس کے لیے زکوٰۃ جائز نہیں، لہٰذا تم کو دیتے ہیں۔ اگر تم یہ تمام یا بعض اس کو بھی اپنی طرف سے دیدو تو بہتر ہے اور وہ لے کر دیدے تو سید کے لیے جائز ہے۔ (کفایت المفتی ص ۲۷۲ جلد ۴)

مسئلہ اس زمانہ میں (بھی) بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینے پر احقر فتویٰ منع پر ہی دیتا ہے، اگر ضروری ہو تو تملیک کر کے بنی ہاشم کو دیدی جائے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۵۱ جلد ۶)

جس کی ماں سیّد ہو، اس کو زکوٰۃ دینا؟

مسئلہ اگر کسی شخص کی صرف ماں سیّد ہو، باپ سیّد نہ ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، اس لیے کہ نسب والد کی طرف سے چلتا ہے، جس کا والد سیّد نہ ہو وہ صرف والدہ کی طرف سے سیّد نہیں ہو سکتا۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۷۹ جلد ۴ بحوالہ ردالمختار باب الکفارۃ ص ۳۴۶ جلد ۲)

Marfat.com

جو شجرۂ نسب نہ رکھتا ہو، اُس کو زکوٰۃ دینا؟

سوال: زید اپنے آباؤ اجداد سے یہی سنتا آیا ہے کہ ہمارا سلسلہ نسب حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، لیکن زید کے پاس کوئی مکمل شجرۂ نسب نہیں ہے، جس سے صحیح طور پر معلوم ہو سکے کہ ہم واقعی سیّد ہیں تو اس صورت میں زید کو مالِ زکوٰۃ لینا (جب کہ مستحقِ زکوٰۃ بھی ہے) درست ہے یا نہیں؟

جواب: ثبوتِ نسب کے لیے عام شہرت کافی ہے، شجرہ ہونا ضروری نہیں، لہٰذا زید کے لیے زکوٰۃ لینا حرام ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۷۹ جلد ۴ وکفایت المفتی ص ۲۵۵ ج ۴)

جو سیّد مشہور ہو، اس کو زکوٰۃ دینا؟

سوال: جو شخص سید کہلایا جاتا ہے مگر اس کے نسب کا کہیں پتہ نہیں بلکہ یہ خیال ہوتا ہے کہ چونکہ اس کے یہاں تعزیہ داری وغیرہ ہوتی ہے اس کے سبب سے سید کہلاتا ہے، اور ان کی قرابتیں بھی عام طور سے جو لوگ شیخ کہلاتے ہیں، ان میں ہوتی ہیں تو ان کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: صرف تسامع (سنی سنائی بات) کافی ہے جبکہ مکذّب بیّن نہ ہو (یعنی اس کے خلاف جھٹلانے والا ظاہر نہ ہو۔ (امداد الفتاویٰ ص ۲۸ جلد ۲)

سادات کو زکوٰۃ نہ دینے کی عقلی وجہ

مسئلہ: زکوٰۃ لوگوں کے مال کا میل کچیل ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل (اولاد) کو اس سے ملوث کرنا مناسب نہ تھا، اگر وہ ضرورت مند ہوں تو پاک مال سے ان کی مدد کی جائے، نیز اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو زکوٰۃ دینے کا حکم ہوتا تو ایک ناواقف کو وسوسہ ہو سکتا تھا کہ یہ خوب صورت نظام اپنی اولاد ہی کے لیے (معاذ اللہ) جاری تو نہیں فرما گئے؟

نیز اس کا ایک نفسیاتی پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ اگر آپ کی آل کو زکوٰۃ دینا جائز ہوتا تو لوگ آپ کے رشتہ وقرابت کی بناء پر انہی کو ترجیح دیتے، غیر سید کو دینے پر ان کا دل مطمئن نہ ہوتا، اس سے دوسرے فقراء کو شکایت ہوتی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۹۱ جلد ۳ وفقہ الزکوٰۃ ص ۲۴۲ جلد ۲)

مسئلہ: سید کو زکوٰۃ نہ دینے میں ایک راز یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفسِ نفیس صدقہ لیتے اور اسے رشتہ داروں اور ان لوگوں کے لیے جن کا نفع اپنا ہی نفع ہے تجویز فرماتے تو اس

Marfat.com

بات کا احتمال تھا کہ لوگ آپؐ سے بدگمان ہوتے اور آپؐ کے حق میں وہ باتیں کہتے جو بالکل لغو ہوتیں۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دروازہ کو بالکل بند کر دیا اور اس بات کو ظاہر فرمایا کہ زکوٰۃ ان ہی کے مالداروں سے لے کر ان ہی کے فقراء کو واپس کر دی جائے۔

(اسرارِ شریعت ص ۳۰۵ جلد اول)

سادات کو زکوٰۃ نہ دینے کی نقلی وجوہات

مسئلہ زکوٰۃ اور فطرہ سیّد کو مجبوری میں بھی لینے اور دینے کی اجازت نہیں ہے، اسی پر فتویٰ ہے، حدیث شریف میں اس کو "اوساخ الناس" کہا گیا ہے یعنی لوگوں کا میل کچیل۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ صدقات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آلِ محمدؐ کے لیے حلال نہیں ہیں۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۱ ج ۱)

اس حدیث شریف میں سادات کے لیے حرمتِ زکوٰۃ کی علت اوساخ الناس بیان فرمائی ہے۔ بیت المال سے ان کے لیے وظائف کا مقرر ہونا بیان نہیں فرمایا گیا اور یہ علت آج بھی قائم ہے، اس لیے ان کے لیے حرمتِ زکوٰۃ کا حکم آج بھی باقی ہے اور اسی میں احتیاط بھی ہے اور ساداتِ کرام کا احترام بھی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بچپن کے زمانہ میں صدقہ کی ایک کھجور اپنے مونھ میں ڈال لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی منہ سے نکلوا دی اور فرمایا کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۶۱ جلد اول)

درمختار وشامی میں ہے کہ نہیں جائز ہے زکوٰۃ بنی ہاشم کو۔ پھر ظاہر مذہب یہ ہے کہ بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا مطلقاً ممنوع ہے۔ خواہ بنی ہاشم، بنی ہاشم کو دے یا کوئی غیر دے، اور ہر زمانہ میں ممنوع ہے۔ لہٰذا صاحبِ حیثیت اور اہلِ خیر حضرات کو لازم ہے کہ وہ سادات کی للہ قوم سے امداد کریں اور ان کو مصیبت وتکلیف سے نجات دلائیں کہ یہ بڑا اجر وثواب کا کام ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحیح محبت کی دلیل ہے، ورنہ مؤاخذہ کا اندیشہ ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۸ جلد ۵ وفتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۵ جلد ۷)

سیّد کی زکوٰۃ سیّد کو؟

سوال کیا سیّد مالدار اپنے غریب مسکین سید رشتہ داروں کو زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں؟

Marfat.com

جواب: حامداً ومصلیاً۔ ناجائز ہے یہی صحیح اور صواب ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۳۴۳ جلد ۳ بحوالہ شامی ص ۶۶ جلد اول)

سیّد کی بیوی کو زکوٰۃ دینا؟

سوال: ہمارے ایک عزیز جو کہ سیّد ہیں، جسمانی طور پر بالکل معذور ہیں، کمانے کے قابل نہیں، ان کی بیوی جو کہ غیر سیّد ہیں، گھر کا خرچ چلاتی ہیں، سوال یہ ہے کہ ان کی بیوی غیر سید ہیں اور گھر کی کفیل ہیں تو باوجود اس کے کہ شوہر اور بچے جو کہ سید ہیں ان کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا کیا حکم ہے؟

جواب: بیوی اگر غیر سید ہے اور وہ زکوٰۃ کی مستحق ہے تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ اس زکوٰۃ کی مالک ہونے کے بعد وہ اگر چاہے تو اپنے بچوں اور شوہر پر خرچ کر سکتی ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۹۲ جلد ۳)

مسئلہ: شوہر کے سید ہونے کی وجہ سے عورت کو جو کہ خود مفلس ہے اور مالکِ نصاب نہیں ہے، زکوٰۃ دینا منع نہیں ہے بلکہ زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اور رشتہ دار مفلس کو زکوٰۃ دینے میں ثواب زیادہ ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۲۳ جلد ۶)

سیّدہ عورت کی اولاد کو زکوٰۃ دینا؟

مسئلہ: سادات کی لڑکی کی شادی صدیقی سے ہو جائے تو بچے سید نہیں بلکہ صدیقی ہیں، اس لیے (بیوہ کے) ان بچوں کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے اور بیوہ اپنے ان بچوں کے لیے زکوٰۃ وصول کر سکتی ہے، اپنے لیے نہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۹۲ ج ۳)

سیّد کا قرض مالِ زکوٰۃ سے ادا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: ایک سید کے ذمہ ایک مسلمان کا قرض ہے، کیا وہ قرض مد زکوٰۃ سے ادا کر سکتا ہے؟

جواب: اس صورت میں زکوٰۃ کے روپیہ سے قرض ادا نہیں کیا جا سکتا ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۴۲ جلد ۶)

Marfat.com

کیا سیّد کو اضطراری حالت میں زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

مسئلہ: اگر سیّد کو اضطراری حالت ہو، فاقہ پر فاقہ ہو تو ایسی مجبوری کی حالت میں زکوٰۃ جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان فمن اضطر فی مخمصة غیر متجانف لاثم۔ (پارہ ٦)

گو حدیث سے فتویٰ یہی ہے کہ سید کو زکوٰۃ نہ دی جائے، اگر سیّد کو اور قسم کا رزق (مال) آتا ہو، اُسے زکوٰۃ لینے کی حاجت ہی کیا ہے؟ اگر اضطراری حالت ہو تو اور بات ہے۔

(اسرارِ شریعت ص ۳۰۷ جلد اول)

اگر غلطی سے سیّد کو زکوٰۃ دیدی گئی تو کیا حکم ہے؟

سوال: زید ہاشمی ہے، اس کو کسی نے زکوٰۃ دے دی تو اب زید کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: اگر دینے والے نے غور و فکر کے بعد مصرف سمجھ کر زکوٰۃ دیدی تھی تو اس کی زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ مگر زید کو اس چیز کے زکوٰۃ ہونے کا علم ہوگیا تو اس پر لازم ہے کہ جس نے زکوٰۃ دی تھی اس کو واپس کر دے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۸۰ ج ۴ بحوالہ ردالمختار ص ۷۴ ج ۲)

شیعہ اور قادیانی کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

سوال: شیعہ اور قادیانی کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: شیعہ اور قادیانی کافر ہیں، بلکہ دوسرے کفار سے بھی بدتر ہیں، اور کافر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ شیعہ اور قادیانی کو زکوٰۃ دینا سخت گناہ ہے، اور زکوٰۃ اداء نہ ہوگی، بلکہ اُن کو کسی قسم کا بھی صدقہ دینا جائز نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۸۱ جلد ۴ بحوالہ ردالمختار ص ۶۳۳ جلد ۲)

مستحق کی تصدیق کرنا کیسا ہے؟

سوال: رشتہ دار و احباب و اقارب جو بظاہر مستحق زکوٰۃ نظر آتے ہیں یہ کس طرح تصدیق کی جائے کہ یہ صاحبِ نصاب ہیں یا نہیں؟

جواب: ظاہر کا اعتبار ہے، پس اگر ظاہر حال کے مطابق دل مانتا ہے کہ یہ شخص مستحق ہوگا، اس کو زکوٰۃ دے دی جائے۔ (آپ کے مسائل ص ۲۹۳ جلد ۳)

رشتہ دار مسکین کو زکوٰ دینا؟

سوال میرا ایک بھائی بہت نادار مفلس اور ٹی بی کے مرض میں مبتلا ہے، اس کا خرچہ آمدنی کچھ بھی نہیں تو کیا میں پوری رقم زکوٰۃ اس کو دے سکتا ہوں؟

جواب اس کو دینا زیادہ ثواب ہے، مگر یکمشت اتنی رقم نہ دیں کہ وہ فقیر صاحب نصاب ہو جائے، کچھ رقم دیں، جب وہ خرچ ہو جائے تو مزید دے دیں، البتہ اگر وہ عیالدار بھی ہے تو بیک وقت اتنی رقم دے سکتے ہیں کہ کل افراد پر تقسیم کی جائے تو کسی کے پاس بھی نصاب پورا نہ ہو۔

(احسن الفتاویٰ ص ۲۹۲ جلد ۴ بحوالہ ردالمختار ص ۷۵ ج ۲)

(زکوٰۃ وغیرہ حتی الامکان ایسے لوگوں کو دی جائے جو مانگتے نہیں، آبرو کے لیے گھر بیٹھے ہیں اور مستحق بھی ہیں۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

معمولی آمدنی والے کو زکوٰۃ دینا؟

سوال ایک عزیز معمولی حیثیت کا کام کر رہے ہیں، کیا ان کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے؟

جواب اگر وہ زکوٰۃ کے مستحق ہیں (صاحبِ نصاب نہیں) تو زکوٰۃ کی مدّ سے ان کی مدد ضرور کرنی چاہیے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۹۳ جلد ۳)

بھائی کو زکوٰۃ دے کر باپ پر خرچ کروانا؟

مسئلہ بھائی کو زکوٰۃ دینا (جب کہ صاحبِ نصاب نہ ہو) صحیح ہے۔ مگر اس سے یہ فرمائش کرنا کہ وہ فلاں شخص (باپ) پر خرچ کرے، غلط ہے۔ جب اس نے بھائی کو زکوٰۃ دیدی تو وہ اس کی ملکیت ہوگی، اب وہ اس کا جو چاہے کرے، اور اگر بھائی کو زکوٰۃ دینا مقصود نہیں، بلکہ والد کو دینا مقصود ہے اور بھائی محض وکیل ہے تو بھائی کو دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

(آپ کے مسائل ص ۳۹۴ ج ۳)

سوتیلی والدہ کو زکوٰۃ دینا؟

مسئلہ سوتیلی ماں کو زکوٰۃ دینا جب کہ وہ مصرف زکوٰۃ ہو یعنی صاحبِ نصاب اور سیدہ نہ ہو، درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۸ جلد ۷)

Marfat.com

اپنی ناجائز اولاد کو زکوٰۃ دینا؟

مسئلہ زانی کا اپنے اس بیٹے کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے جو زنا سے پیدا ہوا ہو، اور اس طرح اس بیٹے کو دینا بھی جائز نہیں ہے جس کا وہ انکار کر چکا ہے، (خواہ وہ لڑکا اُمّ ولد سے ہو یا لعان کے ذریعہ اسکا انکار عمل میں آیا ہو) البتہ اس لڑکے کو دینا جائز ہے جو ایسی عورت کا لڑکا ہے، جسکے خاوند کو لوگ جانتے پہچانتے ہیں۔ (درمختار ص ۱۰۷ جلد ۲)

مسئلہ شادی کے بعد چھ ماہ سے پہلے بچہ کی ولادت یعنی پیدائش ہو تو وہ شرعاً حرامی ہے، مگر جس کے نطفہ سے وہ بچہ ہے وہ شخص اس بچہ کو زکوٰۃ کی رقم نہیں دے سکتا، اگر دی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۴ جلد ۲ بحوالہ شامی ص ۹۴ ج ۲ و عالمگیری ص ۳۹ جلد ۲)

جس کو دودھ پلایا اس کو زکوٰۃ دینا؟

مسئلہ جس بچے کو (کسی غیر کے) تم نے دودھ پلایا ہے اس کو اور جس نے تم کو بچپن میں دودھ پلایا ہے اسکو بھی زکوٰۃ دینا درست ہے۔ (امداد، مسائل الزکوٰۃ ص ۴۷)

(رضاعت یعنی بچپن کے زمانہ میں دودھ پلانے سے رضاعت کا حقیقی والدین کا رشتہ شمار نہ ہوگا، اسلیے زکوٰۃ کا دینا اور لینا جائز ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

زکوٰۃ کی رقم سے شفاخانہ قائم کرنا؟

سوال ہم لوگ ایک دواخانہ کھولنا چاہتے ہیں جس کا خرچ زکوٰۃ اور چرمِ قربانی کے پیسوں سے چلانا ہے اور اس سے ہر شخص فائدہ اٹھا سکے گا، اس میں مریضوں سے کچھ پیسے بھی وصول کیے جائیں گے، اور وہ پیسے اسی دواخانہ میں خرچ کریں گے، کیا ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب دواخانہ میں زکوٰۃ اور چرمِ قربانی کا مصرف صرف یہ ہے کہ اس رقم سے دوائیں خرید کر مساکین کو مفت دی جائیں، اس مد سے دواخانہ کے ڈاکٹروں اور دوسرے کارکنوں کی تنخواہ، کرایہ مکان، تعمیر اور فرنیچر وغیرہ مصارف پر خرچ کرنا جائز نہیں، اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، مساکین سے دوا کے پیسے لینا اور غیر مسکین کو دوا دینا جائز نہیں، بعض دواخانوں میں مدِ زکوٰۃ سے مریضوں کو خون دیا جاتا ہے اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔

(احسن الفتاویٰ ص ۲۸۱ ج ۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۲۶۸ ج ۲ و فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۱۷ جلد ۶ و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۴ جلد ۱۴)

Marfat.com

مسئلہ اگر ہسپتالوں میں حاجت مند غریبوں کو مالکانہ حیثیت سے دوا دیدی جائے تو اس کی قیمت زکوٰۃ کی رقم میں محسوب ہوسکتی ہے۔ (معارف القرآن ص۴۰۹ جلد۴)

مسئلہ اگر کوئی نادار مستحق زکوٰۃ بیمار ہو جائے تو دوا (اور کھانے کیلئے پھل وغیرہ) خرید کر مستحق کو دینے سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ اور ڈاکٹر کی فیس مستحق کے ہاتھ میں دیدی جائے تاکہ اسکا قبضہ ہو جائے پھر اس سے لے کر ڈاکٹر کو بنامِ فیس دے دے، یا مریض کے گھر والوں کو زکوٰۃ کی نیت سے دیدے۔ (مستفاد احسن الفتاویٰ ص۲۸۱ جلد۴)

اَدائے زکوٰۃ کی ایک صورت

سوال اگر زکوٰۃ کے پیسے گھر رکھے ہوں اور گھر کے باہر کوئی ضرورت مند مل جائے، تو کیا جیب کے پیسوں میں سے کچھ دیدیں اور گھر آ کر زکوٰۃ کے پیسوں میں سے لے لیں تو کیا زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (آپ کے مسائل ص۳۷۸ جلد۳)

سیلاب زدگان کو زکوٰۃ دینا؟

سوال سیلاب زدگان کو زکوٰۃ کی رقم سے کھانا پکا کر بھیجنا یا نقدی یا اور کچھ سامان بھیجنا جائز یا نہیں؟

جواب اگر ظنِ غالب ہو کہ یہ لوگ مستحق زکوٰۃ ہیں، یعنی ان کے پاس بقدرِ نصاب مانع زکوٰۃ نصاب نہیں تو ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، بشرطیکہ ان اشیاء یا رقوم کا ان کو مالک بنا دیا جائے، اگر ان کی ملک میں نہیں دیا گیا بلکہ ویسے ان پر خرچ کیا گیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، اسی طرح اگر کھانا بٹھا کر کھلایا گیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، مسکین کی ملک میں دینا ضروری ہے (یعنی اس کھانے وغیرہ کا مالک بنا دیا جائے)۔ (احسن الفتاویٰ ص۲۹۴ جلد۴)

(حوادث اور فساد زدہ علاقہ میں بعض لوگ مالکِ نصاب بھی ہوتے ہیں مثلاً کسی کی دوکان یا فیکٹری وغیرہ تباہ و برباد کر دی گئی یا زلزلہ وسیلاب وغیرہ میں تباہ ہوگئی، لیکن ان کا بینک بیلنس ہے یعنی روپیہ بینکوں میں جمع ہے، یا دوسری جگہ زمین جائیداد وغیرہ اس کی ملکیت ہے جو بقدر نصاب یا اس سے زائد ہے تو ایسے لوگ شرعاً زکوٰۃ کے مستحق نہیں ہیں، اور زکوٰۃ بھی ادا نہ

Marfat.com

ہوگی۔ نیز ایسے مواقع میں بسا اوقات اصل مستحق تک زکوٰۃ کی رقم نہیں پہنچتی اور غیر مستحق کو مل جاتی ہے۔ اس لیے ایسے مواقع میں احتیاط بہت ہی ضروری ہے۔ (محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

مدّ زکوٰۃ سے قیدیوں کو کھانا کھلانا کیسا ہے؟

مسئلہ نفلی صدقات سے قیدیوں کو کھانا کھلانا جائز ہے، زکوٰۃ میں یہ تفصیل ہے کہ اگر قیدی صاحبِ نصاب نہ ہوں اور ان کو کھانے کا مالک بنادیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، اور اگر اباحۃً کھلایا مالک نہیں بنایا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، اس لیے کہ زکوٰۃ میں تملیکِ فقیر شرط ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۲۹۷ جلد ۴ و آپ کے مسائل ص ۴۰۲ جلد ۳)

فوجی کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

مسئلہ جنگ میں جو مسلمان سپاہی (یا فوجی) مجروح ہوتے ہیں، ان کی ضروریات کا سامان مالِ زکوٰۃ سے خرید کر بھیجنا یا نقد روپیہ ان کی ضروریات کا بھیجنا، پس اگر مجروحین (زخمیوں) مسلمین کے پاس پہنچنا زکوٰۃ کا جو مالکِ نصاب نہ ہوں، یقین ہے تو زکوٰۃ ادا ہوگی ورنہ نہیں، کیونکہ زکوٰۃ میں تملیکِ فقیر ضروری ہے یعنی مالک بنانا ایسے شخص کو جو مالکِ نصاب نہ ہو لازم ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۳۳ جلد ۶ بحوالہ رد المختار ص ۸۵ جلد ۲ و احسن الفتاویٰ ص ۲۸۹ جلد ۴)

پارسل کرایہ میں زکوٰۃ کی رقم خرچ کرنا؟

مسئلہ پارسل کے کرایہ میں زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، اس لیے کہ زکوٰۃ میں تملیکِ مستحق بلا عوض شرط ہے وہ یہاں (ڈاک خانہ میں) پایا نہیں جاتا ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۰ جلد ۵)

ان حضرات کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ اداء ہو جاتی ہے

① اپنے حقیقی، علاتی، اخیافی، رضاعی بھائی بہنوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، اسی طرح ان کی اولاد کو بھی دینا جائز ہے۔

② اپنے چچا، پھوپھی کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، اسی طرح ان کی اولاد کو بھی دینا جائز ہے۔

③ اپنے ماموں، خالہ کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، اسی طرح ان کی اولاد کو بھی دینا جائز ہے۔

Marfat.com

(۴) اپنے سوتیلے ماں باپ کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، اسی طرح ان کی اولاد کو بھی دینا جائز ہے۔
(۵) اپنے خسر اور ساس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، اسی طرح ان کی اولاد کو بھی دینا جائز ہے۔
(۶) مالدار کے والدین جو مستحقِ زکوٰۃ ہوں ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔
(۷) مالدار کی بالغ اولاد جو مستحقِ زکوٰۃ ہوں ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔
(۸) مالدار کی بیوی جو مستحقِ زکوٰۃ ہو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔
(۹) مالدار بیوی کا شوہر جو مستحقِ زکوٰۃ ہو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔
(۱۰) اپنے داماد اور بہو کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔
(۱۱) شاگرد کا استاذ کو اور استاذ کا شاگرد کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ (محض استاذ اور شاگرد کا تعلق مانع زکوٰۃ نہیں ہے)۔
(۱۲) شوہر کا اپنی بیوی کی ایسی اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز ہے جو اس کے پہلے شوہر سے ہو۔
(۱۳) بیوی کا اپنے شوہر کی ایسی اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز ہے جو اس کی پہلی بیوی سے ہو۔
(۱۴) مسافر کو زکوٰۃ دینا جائز ہے جب سفر میں اس کے پاس مال نہ ہو، اگرچہ اس کے پاس گھر پر نصاب کے بقدر مال موجود ہو۔
(۱۵) نابالغ محتاج کو زکوٰۃ دینا جائز ہے جب کہ اس کا باپ صاحبِ نصاب نہ ہو اگرچہ ماں صاحبِ نصاب ہو۔
(۱۶) عورت اپنے شوہر کی اولاد کو جو کہ اس کی دوسری بیوی سے ہو زکوٰۃ دے سکتی ہے۔
(۱۷) کسی شخص کی سو روپے کی آمدنی ہے اور اپنا گھر بھی ہے لیکن خرچ تین سو کا ہے وہ مصرفِ زکوٰۃ ہے۔
(۱۸) جس شخص کی آمدنی کافی ہے لیکن وہ مقروض ہو، اور قرض ادا نہ کر سکے تو وہ بھی مصرفِ زکوٰۃ ہے۔
(۱۹) زکوٰۃ ہر اس شخص کو دی جا سکتی ہے جس کے پاس مقدارِ نصاب سے کم مال ہو، اگرچہ وہ شخص تندرست اور کمائی کرنے کے قابل ہو۔

(مندرجہ بالا حضرات اگر مستحقِ زکوٰۃ ہوں تو ان کی مدد زکوٰۃ کی مد سے کر سکتے ہیں اور ان کو یہ بھی بتلانا ضروری نہیں کہ "یہ زکوٰۃ ہے" بلکہ خود نیت کر لینا کافی ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

نوٹ: حقیقی بھائی بہن ان کو کہتے ہیں جن کے ماں باپ ایک ہوں، علاتی بھائی بہن ان کو

Marfat.com

کہتے ہیں کہ دونوں کا باپ ایک ہو اور ماں الگ الگ ہو، اخیافی بھائی بہن ان کو کہتے ہیں کہ دونوں کی ماں ایک ہو اور باپ الگ الگ۔ رضاعی بھائی بہن ان کو کہتے ہیں جنہوں نے ایک عورت سے دودھ پیا ہو۔

مندرجہ بالا نمبر ایک سے نمبر ۱۹ تک مسائل درج ذیل کتابوں سے مستفاذ ہیں:

(امداد الفتاویٰ ص ۱۲ جلد ۳۔ فتاویٰ دار العلوم ص ۲۳۷ جلد ۶ وص ۲۳۸ جلد ۶ و ۱۹۶ جلد ۶ وص ۲۶۵ ۲۴۳ جلد ۶ وص ۲۴۶ جلد ۶ وص ۲۹۲ جلد ۶ وص ۲۹۰ جلد ۶ وص ۲۷۹ جلد ۶ وص ۲۸۹ جلد ۶ وفتاویٰ محمودیہ ص ۱۰۶ جلد ۱۳ وص ۹۵ جلد ۱۳ واحسن الفتاویٰ ص ۱۶۹ جلد ۴ وفتاویٰ عالمگیری ص ۴۰ جلد ۴ و ۳۹ جلد ۴ وکتاب الفقہ ص ۱۰۱۴ جلد اوطحطاوی ص ۴۱۹ جلد وہدایہ ص ۲۰۵ جلد اول وامداد مسائل زکوٰۃ ص ۷۳ وآپ کے مسائل اوران کا حل ص ۳۹۴ جلد ۳)

ان حضرات کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ اداء نہیں ہوتی

(۱) اپنے ماں، باپ، دادا، دادی، پڑدادا، پڑدادی الخ کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے۔

(۲) اپنی ماں، نانا، نانی، پڑنانا، پڑنانی الخ کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے۔

(۳) اپنے حقیقی لڑکے، پوتے، پوتیاں، پڑپوتے، پڑپوتیاں الخ کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے۔

(۴) اپنی حقیقی لڑکی، نواسے، نواسی، پڑنواسے، پڑنواسی الخ کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے۔

(۵) شوہر کا اپنی بیوی کو زکوٰۃ دینا، اسی طرح بیوی کا اپنے شوہر کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے۔

(۶) ایسی مطلقہ عورت جو عدت گذار رہی ہو، اس کے شوہر کا اس کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے۔

(۷) مالدار صاحبِ نصاب کی محتاج نابالغ اولاد کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے

(۸) جو عورت (بیوہ) مالکِ نصاب ہے اکو اور اس کے نابالغ بچوں کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے۔

(۹) مدرسِ مدرسہ کو اور امامِ مسجد کو زکوٰۃ کا روپیہ تنخواہ میں دینا ناجائز ہے۔

(۱۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے۔ اگر وہ غریب ہیں تو ان کی مدد زکوٰۃ کے علاوہ روپیہ سے کرنا چاہیے۔

(۱۱) مالدار مالکِ نصاب کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے۔

(۱۲) زکوٰۃ کا روپیہ مسجد کی، مدرسہ کی، خانقاہ کی مسافر خانہ کی، یتیم خانہ کی، اسکول کی، شاہ راہِ عام کی تعمیر میں، کنویں اور نہروں کی کھدوائی میں لگانا ناجائز ہے۔

(۱۳) زکوٰۃ کا روپیہ میت کے کفن میں صرف کرنا، اسی طرح زکوٰۃ کے روپے سے قبرستان

Marfat.com

کے لیے زمین خریدنا ناجائز ہے۔

(۱۴) وہ تمام صورتیں جن میں مالک بنانا نہیں پایا جاتا وہ زکوٰۃ کے مصارف نہیں ہیں۔

مندرجہ بالا مسائل ایک سے ۱۴ تک درج ذیل کتابوں سے مستفاد ہیں:

(معارف القرآن ص ۴۱۲ جلد ۴ وفتاویٰ دار العلوم ص ۲۹۲ جلد ۶ وص ۲۸۲ جلد ۶ وص ۲۱۲ جلد ۶ وص ۲۱۳ جلد ۶ وص ۲۳۸ جلد ۶ وص ۳۹ جلد ۶ واحسن الفتاویٰ ص ۴۶۹ جلد ۴ وص ۳۶۹ جلد ۴ وکتاب الفقہ ص ۱۰۱۴ جلد اول وفتاویٰ محمودیہ ص ۸۷ جلد ۱۳ وآپ کے مسائل اوران کا حل ص ۵۰۴ جلد ۳ وص ۳۹۰ جلد ۳ وفتاویٰ عالمگیری ص ۳۹ جلد ۴ ودر مختار ص ۱۴۱ جلد اول وفقہ الزکوٰۃ ص ۲۰۳ جلد ۲ وامداد مسائل الزکوٰۃ ص ۷۶ وص ۷۲)

قرض کے نام سے زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

سوال: ایک شخص جو زکوٰۃ کا مستحق ہے اس کو زکوٰۃ دینے والا کسی مصلحت سے قرض کی رقم کہہ کر زکوٰۃ دے اور نیت بھی زکوٰۃ کی ہے نہ کہ رقم واپس لینے کی تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں جب نیت زکوٰۃ کی ہے نہ کہ رقم واپس لینے کی تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ کسی نے مسکین کو درہم دیئے جو بطورِ قرض اور ہبہ کے، اور نیت کرلی زکوٰۃ کی تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۱۲ جلد ۳ بحوالہ عالمگیری ص ۱۷۱ جلد اول)

مسئلہ: زید نے بکر کو سو روپے زکوٰۃ کی نیت سے دیئے اور زکوٰۃ کا نام معیوب سمجھنے کی وجہ سے نہیں لیا اور یہ کہا کہ تم اپنا کام کرلو، جب ہوں دے دینا، دو سال کے بعد بکر نے زید کے روپے واپس کیے تو زید کو واپس لینا جائز نہیں کیونکہ زکوٰۃ ادا ہوگئی تھی، بکر کو واپس دینا لازم ہے۔ اگر زکوٰۃ کا اظہار مناسب نہ ہو تو بکر یوں ظاہر کرے کہ میں نے قرض معاف کردیا ہے، یا ہدیہ کے نام سے دے دے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۶۴ جلد ۴ وفقہ الزکوٰۃ ص ۳۶۹ جلد ۲)

مسئلہ: اگر کسی مسکین (مستحقِ زکوٰۃ) کو کچھ رقم بطور قرض یا بطور ہبہ کے دی، اور نیت اس میں زکوٰۃ کی کرلی تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۴ جلد ۴)

زکوٰۃ کی رقم کسی دوسرے عنوان سے دینا کیسا ہے؟

سوال: مستحقِ زکوٰۃ کو زکوٰۃ دیتے وقت یہ کہنا کہ یہ زکوٰۃ ہے، کیا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: زکوٰۃ کے روپے دیتے وقت یہ کہنا ضروری نہیں ہے کہ یہ زکوٰۃ ہے صرف نیتِ زکوٰۃ

Marfat.com

کافی ہے بلکہ مستحق کو یہ کہے کہ یہ عطیہ ہے یا قرض دیتا ہوں مگر دل میں زکوٰۃ کی نیت ہو تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۳ جلد ۲ وعلم الفقہ ص ۴۵ جلد ۴)

مسئلہ بھائی غریب ہو، مالکِ نصاب نہ ہو یعنی ساڑھے سات تولہ یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مالک نہ ہو تو اسکی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ (شامی ص ۸۶ ج ۲)

مسئلہ زکوٰۃ کی رقم بہ نیتِ زکوٰۃ، ہبہ، تحفہ، عیدی اور انعام کے نام سے بھائی بھاوج اور بچوں کو دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(فتاویٰ عالمگیری ص ۱۷۱ جلد اول وطحطاوی ص ۴۱۵ جلد وفتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۳ جلد ۵)

مسئلہ زکوٰۃ کا مستحق وہ شخص ہے جس کے پاس حاجتِ اصلیہ ضروریہ سے زائد اتنا مال نہ ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے، ایسا شخص زکوٰۃ لینے پر مجبور ہو تو لے سکتا ہے (لینے والے پر) زکوٰۃ کی رقم ہے" یہ ظاہر کرنا مناسب نہ ہوگا، خویش واقارب کو خفت ہوگی اور برا مانیں گے، ایسے موقع پر ہدیہ وتحفہ کے نام سے بھی دیا جاسکتا ہے، البتہ جس شخص کے متعلق تحقیق نہ ہو کہ وہ زکوٰۃ کا حقدار ہے تو اس سے تنہائی میں تحقیق کر لی جائے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۲ جلد ۵)

مسئلہ مستحق کو یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے، اسے کسی بھی عنوان سے زکوٰۃ دیدی جائے اور نیت زکوٰۃ کی کر لی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ نیز ہدیہ، تحفہ، انعام وغیرہ کے عنوان سے زکوٰۃ ادا کی جائے اور ادا کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت کر لی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، بشرطیکہ وہ مستحق ہو۔ (کتاب الفقہ ص ۱۰۱۵ جلد اول)

مسئلہ اپنے رشتہ داروں اور ان کے بچوں کو یا کسی خوش خبری سنانے والے مستحق زکوٰۃ کو بصورتِ انعام (بخشش) کچھ دیا اور اس میں زکوٰۃ کی نیت کر لی تو درست ہے، اسی طرح عید، تہوار وخوشی کے موقع پر اپنے خادموں کو زکوٰۃ کی نیت سے کچھ دیدینے کا بھی یہی حکم ہے، یعنی اگر وہ مستحق ہے تو دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت کر لینے پر زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۱۴۱ جلد ۴)

مسئلہ اگر کسی کو انعام کے نام سے کچھ دیا مگر دل میں یہی نیت ہے کہ میں زکوٰۃ دیتا ہوں تب بھی زکوٰۃ ادا ہوگی۔ (بہشتی زیور ص ۲۸ جلد ۳ بحوالہ شرح التنویر ص ۱۴۲ جلد ادور مختار ص ۱۰۸ جلد ۲)

مسئلہ جس کو زکوٰۃ دی جائے اس پر زکوٰۃ کا ظاہر کر دینا ضروری نہیں ہے، البتہ وہ محل اور مصرف زکوٰۃ ہونا چاہئے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۹۰ جلد ۶ بحوالہ رد المحتار ص ۱۲ ج ۲)

Marfat.com

مسئلہ اپنے عزیز غریب (مستحق) کو دینے میں یہ بھی ضروری نہیں کہ ان کو جتلا (بتلا) کر دے کر صدقہ یا زکوٰۃ دے رہا ہوں، کسی تحفہ یا ھدیہ کے عنوان سے بھی (زکوٰۃ وصدقہ) دیا جاسکتا ہے، تاکہ لینے میں شریف آدمی کو اپنی خفت محسوس نہ ہو۔

(معارف القرآن ص ۴۱۲ جلد ۴ و آپ کے مسائل ص ۳۹۸ جلد ۳)

مسئلہ نیز مستحق رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینے میں دو ثواب ملتے ہیں، ایک زکوٰۃ ادا کرنے کا اور دوسرا صلۂ رحمی کا ثواب۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۰ جلد اول۔ وفتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۶ جلد ۶ و در مختار ص ۳۵۳ جلد ۲)

غریب کا امیر ہونے کے بعد زکوٰۃ میں ملی ہوئی چیز استعمال کرنا؟

سوال میرے پاس زکوٰۃ اور سود کے پیسے ہیں، میرا داماد غریب ہے اور مقروض ہے، کیا یہ پیسے اس کو دے سکتا ہوں یا نہیں؟

قرض کی ادئیگی کے بعد وہ بچے ہوئے پیسوں سے گھر کی مرمّت کرنا چاہتا ہے تو وہ کرسکتا ہے یا نہیں؟

اگر وہ اس کے بعد مالدار ہوجائے تو اس کے لیے زکوٰۃ کے پیسوں سے مرمّت کیے ہوئے مکان میں رہنا جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب داماد غریب ہو تو زکوٰۃ کے پیسے دے سکتے ہیں، اور وہ ان پیسوں سے گھر کی مرمت بھی کراسکتا ہے اور وہ مستقبل (آئندہ) قریب یا بعید میں مالدار ہوجائے تو اس کے بعد وہ اس گھر کو استعمال کرسکتا ہے۔ اس لیے کہ فی الحال تو وہ غریب ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۱ جلد ۵)

کیا فقیر کو زکوٰۃ میں ملی ہوئی چیز غنی کے لیے جائز ہے؟

سوال اگر کسی فقیر کو کوئی کتاب مدِّ زکوٰۃ سے ملی، تو غنی (مالدار) کے لیے اس کا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ فتاویٰ رشیدیہ کے مسئلہ ذیل سے اس کا ناجائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔

طلباء کا کھانا جو کسی جگہ مقرر ہوتا ہے اور وہ وہاں سے لاتے ہیں۔ صاحب نصاب کو وہ کھانا بحسب رغبت طلبہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب طلبہ کا کھانا جو مقرر ہوتا ہے، اگر وہ واجب مثلِ کفارہ اور عشر اور نذر اور زکوٰۃ نہیں ہے تو

Marfat.com

طلبہ کے ساتھ ان کی اجازت سے غنی (مالدار) بھی کھا سکتا ہے، اور اگر ان میں سے کسی ایک میں کھانا مقرر ہوا ہے۔ تو جب وہ طالب علم کسی کو مالک بنادے اس وقت غنی اس کھانے کو کھا سکتا ہے، صرف ساتھ کھلانے سے کھانا اس کا درست نہیں۔ (فقط فتاوٰی رشیدیہ ص ۴۸۵ جلد)

اس کے خلاف دیوبند، سہارن پور، مدرسہ امینیہ دہلی وغیرہ نے صورتِ مسئولہ کے خلاف جواز کا فتویٰ دیا ہے، اپنی تحقیق سے نوازیں؟

جواب: فتاوٰی رشیدیہ کا مسئلہ صحیح ہے، فقیر نے مالِ زکوٰۃ غنی کو اباحۃً یا عاریۃً دیا تو اس کے لیے حلال نہیں، البتہ تملیک کے بعد حلال ہو جائے گا۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ حلت بوجہ تبدیلِ ملک بسبب ہدیہ ہوئی بصورتِ اباحت نہیں، عبارتِ مذکورہ کے علاوہ ہدایہ، عنایہ، فتح القدیر وغیرہ کتب فقہ میں یہ مسئلہ بہت وضاحت کے ساتھ مذکور ہے، مجوزین حضرات نے فتویٰ لکھتے وقت ان کتب کی طرف رجوع نہیں فرمایا۔ (احسن الفتاوٰی ص ۲۶۰ جلد ۴)

جس کو زکوٰۃ دی گئی، اس کا ہدیہ قبول کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ: اگر قریب کا رشتہ دار مصرفِ زکوٰۃ ہے اور (صاحبِ نصاب) اس کو زکوٰۃ دیتا ہے پھر وہ کوئی شے (چیز) ہدیۃً اس زکوٰۃ دینے والے کو دیتا ہے تو اس کا لینا درست ہے۔

(فتاوٰی محمودیہ ص ۲۴۹ ج ۷)

زکوٰۃ کی رقم اگر چوری ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: زکوٰۃ کی رقم ادا کرنے کے لیے ایک بٹوے میں علیحدہ رکھی مگر ادائیگی سے قبل ضائع ہوگئی تو زکوٰۃ ادا ہوگئی یا دوسری زکوٰۃ دینی ہوگی؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی اور نہ ساقط دوبارہ زکوٰۃ دینی ہوگی۔

(فتاوٰی رحیمیہ ص ۱۴ جلد ۲ وفقہ الزکوٰۃ ص ۳۷۴ جلد ۲)

مسئلہ: زکوٰۃ کی نیت کیا ہوا روپیہ کھویا جائے یا چوری ہو جائے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، پھر ادا کرنی ہوگی۔ (فتاوٰی دار العلوم ص ۱۰۰ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۵ ج ۲)

مسئلہ: زکوٰۃ کا روپیہ نکال کر کسی قدر اس میں سے تقسیم کر دیا اور کچھ روپیہ رکھ دیا کہ وقتاً فوقتاً

Marfat.com

دیتا رہوں گا، وہ چوری ہوگیا یا رکھ کر بھول گیا تو جس قدر باقی ہے اس قدر زکوٰۃ پھر ادا کرے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۹۶ جلد ۶ و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۸ ج ۱۱)

(یعنی جس قدر روپیہ چوری ہوگیا یا کھوگیا ہو، اس قدر روپیہ پھر دینا چاہئے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

زکوٰۃ کی رقم منی آرڈر و ڈرافٹ سے بھیجنا کیسا ہے؟

مسئلہ زکوٰۃ کی رقم بذریعہ منی آرڈر اور ڈرافٹ بھیجی جاسکتی ہے، کیونکہ مجبوری ہے، اس لیے کہ اس طرح کی تبدیلی سے زکوٰۃ کی ادائیگی پر اثر نہیں پڑے گا، منی آرڈر وغیرہ کی فیس میں زکوٰۃ وفطرہ کی رقم استعمال نہیں کی جاسکتی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۴ جلد ۵)

مسئلہ مگر فیس منی آرڈر اپنے پاس سے الگ سے دینی چاہئے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۳۳۵ جلد ۶)

مسئلہ زکوٰۃ کی رقم بذریعہ منی آرڈر بھیجنے میں کچھ حرج نہیں ہے، مہتمم صاحب کو لکھ دیں کہ یہ زکوٰۃ کا روپیہ ہے، زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۱ جلد ۶ وفتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۹ جلد ۷)

(لیکن کسی اور ضرورت مند مستحقِ زکوٰۃ کو بھیجنا ہو تو نہ لکھیں کیونکہ لفظ ''زکوٰۃ'' سے مستحق کو شرمندگی ہوگی، صرف نیت کرلینا کافی ہے، لیکن مدارس اور مکاتب اور دیگر اداروں کو اطلاع دینا اس لیے ضروری ہے تاکہ وہ زکوٰۃ کو صحیح مصرف میں لگائیں۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

رجسٹری یا منی آرڈر سے زکوٰۃ کی رقم نہ پہنچے تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ رجسٹری کے ذریعہ سے اگر زکوٰۃ نہ پہنچے تو اس صورت میں بھیجنے والے کے ذمہ سے زکوٰۃ وفطرہ ادا نہیں ہوا، کیونکہ ڈاک خانہ مرسل کا وکیل ہے، مرسل الیہ کا نہیں ہے۔

(کفایت المفتی ص ۲۷۹ ج ۴)

مسئلہ رجسٹری وغیرہ کے نہ ملنے کی صورت میں زکوٰۃ کی رقم پھر دینی چاہئے، ضروری ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۸۹ جلد ۶ بحوالہ رد المختار ص ۱۵ جلد ۲)

زکوٰۃ میں دی ہوئی اپنی چیز خریدنا؟

مسئلہ کتابوں کی زکوٰۃ میں اگر کتابیں ہی مساکین کو دی جائیں اور ان مساکین سے تاجرانہ بھاؤ (ریٹ) سے بتراضی طرفین وہ کتب مزکّی (جس نے زکوٰۃ میں دی تھیں) خرید لے تو صحتِ

بیع (فروختگی) میں تو کوئی شبہ نہیں، باقی اگر قرائن سے یہ معلوم ہو کہ اس نے ہمارے لحاظ سے اتنی قیمت کو قبول کرلیا ہے تو اس صورت میں کراہت ہوگی۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۷ جلد ۲)

مسئلہ جو چیز کسی کو زکوٰۃ میں دو اور وہ اس کو فروخت کرتا ہو تو بہتر ہے کہ تم اس کو اس سے مت خریدو، شاید وہ تمہاری رعایت کرے۔

(تعلیم الدین ص ۴۵ وفتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۱ جلد ۷ بحوالہ ابوداؤد شریف ص ۲۲۵ جلد اول)

غیر مستحق کو زکوٰۃ دیدی گئی تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ اگر کسی شخص نے کسی شخص کو اپنے گمان کے مطابق اور مستحق اور مصرفِ زکوٰۃ سمجھ کر زکوٰۃ دیدی، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اسی کا غلام (شرعی) یا کافر تھا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، دوبارہ دینی چاہئے، کیونکہ غلام کی ملکیت تو آقا ہی کی ملکیت ہوتی ہے، وہ اس کی مِلک سے نکلا ہی نہیں، اس لیے زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی اور کافر زکوٰۃ کا مصرف نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اگر بعد میں یہ ثابت ہو کہ جس کو زکوٰۃ دی گئی ہے وہ مالدار یا سیّد یا ہاشمی یا اپنا باپ یا بیٹا یا بیوی یا شوہر ہے تو زکوٰۃ کے اعادہ (دوبارہ لوٹانے) کی ضرورت نہیں، کیونکہ زکوٰۃ کی رقم اس کی ملک سے نکل کر محلِ ثواب میں پہنچ چکی ہے، اور تعینِ مصرف میں جو غلطی کسی اندھیرے یا مغالطہ کی وجہ سے ہوگئی وہ معاف ہے۔

(درمختار ص ۹۲ جلد ۲ ومعارف القرآن ص ۴۱۳ جلد ۴ وفتاویٰ دار العلوم ص ۲۲۷ جلد ۶ وفقہ الزکوٰۃ ص ۲۶۱ جلد ۲)

مسئلہ زکوٰۃ ادا کرتے وقت اگر غالب گمان تھا کہ یہ شخص زکوٰۃ کا مستحق ہے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۹۸ جلد ۳)

مسئلہ اگر کسی کو شبہ ہو جائے کہ جس شخص کو زکوٰۃ دے گا، معلوم نہیں وہ مالدار ہے یا محتاج ہے تو جب تک تحقیق نہ ہو جائے اس کو زکوٰۃ دے، اگر بے تحقیق کے دیدیا تو دیکھو گمان زیادہ کہاں جاتا ہے، اگر دل یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ فقیر (مستحق) ہے تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اور اگر دل یہ کہے کہ وہ مالدار ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، پھر سے دے لیکن اگر دینے کے بعد معلوم ہو جائے کہ وہ غریب ہی ہے تو زکوٰۃ ادا ہوگئی، پھر سے دینے کی ضرورت نہیں۔ (شامی، امداد مسائل زکوٰۃ ص ۴۷)

☆☆☆

Marfat.com

(کتاب کا آغاز کرتے وقت دل خوشی سے لبریز تھا، لیکن اس وقت غمگین اور آنکھیں اشک ریز ہیں کیونکہ مورخہ ۶/ دسمبر ۱۹۹۲ء کو بابری مسجد پر غیر مسلم دشمنوں نے وحشیانہ حملہ کر کے مسجد کو مسمار کر دیا، نہ صرف یہ بلکہ سیکولرازم و آئین وعدالت وقانون کے پرخچے اڑا دیئے۔ مسجد کی شہادت پر مسلمانوں کے جذبات واحساسات کا مجروح ہونا قدرتی بات تھی، چنانچہ ملک کے گوشہ گوشہ میں پر امن مظاہرے جمہوری آئین کے تحت کرنے پر شر پسند عناصر اور اسلام دشمن طاقتوں نے ملک گیر فسادات برپا کر دیئے اور دیوبند میں بھی پانچ مقامی مسلمانوں کو شہید کر دیا اور دارالعلوم دیوبند کے ایک طالب علم محمد یونس آسامی کو بھی شہید کر دیا گیا اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اور آٹھ روز تک کرفیو میں کوئی ڈھیل بھی نہیں دی گئی حتیٰ کہ مسجدوں میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی گئی اور نمازِ جمعہ کے بجائے نماز ظہر گھر میں ادا کی گئی۔ نماز کے بعد نہایت ہی رنج وافسوس کے عالم میں کتاب پوری کر رہا ہوں۔ انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ۔

محمد رفعت قاسمی غفرلہ مدرس دارالعلوم دیوبند
۱۵/ جمادی الثانی ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۰/ دسمبر ۱۹۹۲ء بروز جمعہ

Marfat.com

مأخذ ومراجع کتاب

نام کتاب	مصنف ومؤلف	مطبع
معارف القرآن	مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان	ربانی بک ڈپو دیوبند
معارف الحدیث	مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہم	الفرقان بکڈپو ۳۱ نیا گاؤں لکھنو
فتاویٰ دار العلوم	مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ سابق مفتی اعظم دیوبند	مکتبہ دار العلوم دیوبند
فتاویٰ رحیمیہ	مولانا سید عبد الرحیم صاحب مدظلہم	مکتبہ منشی اسٹریٹ راندیر، سورت
فتاویٰ محمودیہ	مفتی محمود صاحب مفتی اعظم دار العلوم دیوبند	مکتبہ محمودیہ جامع مسجد شہر میرٹھ
فتاویٰ عالمگیری	علماء وقت عہد اورنگ زیبؒ	شمس پبلشرز دیوبند
کفایت المفتی	مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ	کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
علم الفقہ	مولانا عبد الشکور صاحبؒ لکھنوی	کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
عزیز الفتاویٰ	مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ	کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
امداد المفتین	مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان	کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
امداد الفتاویٰ	مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ	ادارہ تالیفاتِ اولیاء دیوبند
فتاویٰ رشیدیہ کامل	مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ	کتب خانہ رحیمیہ دیوبند
کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ	علامہ عبد الرحمٰن الجزریؒ	اوقاف پنجاب لاہور پاکستان
جواہر الفقہ	مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان	عارف کمپنی دیوبند
درمختار	علامہ ابن عابدینؒ	پاکستانی
بہشتی زیور	مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ	مکتبہ تھانوی دیوبند
معارف مدنیہ	افادات مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ	مدرسہ امداد الاسلام صدر بازار میرٹھ
الترغیب والترہیب	مولانا زکی الدین عبد العظیم المنذری	ندوۃ المصنفین دہلی
احسن الفتاویٰ	فقیہ العصر مفتی رشید احمد صاحب	سعید کمپنی کراچی (پاکستانی)
فقہ الزکوۃ	علامہ ڈاکٹر یوسف القرضاوی	البدر پبلیکیشنز لاہور، پاکستان

Marfat.com

جدید فقہی مسائل	مولانا خالد سیف اللہ صاحب مدظلہٗ	تحقیقات اسلامی حیدرآباد
مظاہر حق جدید	نواب قطب الدین خاںؒ	ادارۂ اسلامیات دیوبند
آپ کے مسائل اور ان کا حل	مولانا محمد یوسف لدھیانوی	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
حقیقت الزکوٰۃ	مولانا ابوالکلام	اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی
امداد مسائل الزکوٰۃ	جناب اقبال قریشی صاحب	ادارۂ اسلامیات پاکستان
ایضاح المسائل	جناب مفتی شبیر احمد صاحب مدظلہ	جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد
جدید مسائل کے شرعی احکام	جناب مولانا محمد رفیع عثمانی	مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند
فنڈ پر زکوٰۃ وسود کا مسئلہ	جناب مولانا محمد رفیع عثمانی	مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند
ارکانِ اربعہ	مولانا علی میاں صاحب ندوی مدظلہ	مجلس تحقیقات اسلامیہ لکھنؤ
مسئلہ زکوٰۃ	قاری عبدالسمیعؒ	سرگودھا پاکستان
نوٹ کی حقیقت اور اسکے شرعی احکام	مفتی سعید مظاہر علوم سہارنپور	کتب خانہ سعیدیہ سہارنپور
زکوٰۃ الحلی (زیوروں کی زکوٰۃ)	علامہ سید سلیمان ندویؒ	انوار المطابع لکھنو
اسرارِ شریعت	مولانا محمد فضل خاںؒ	پنجاب پاکستان
اصلاحِ انقلاب امت	حکیم الامت مولانا تھانویؒ	تاج کمپنی دہلی
بہشتی زیور	حکیم الامت مولانا تھانویؒ	مکتبہ تھانوی دیوبند
نشر الطیب	حکیم الامت مولانا تھانویؒ	خورشید بک ڈپو دیوبند
کیمیائے سعادت	حجۃ الاسلام امام غزالیؒ	ادبی دنیا دہلی
غنیۃ الطالبین	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	مسلم اکیڈمی سہارنپور
ہدایہ	امام ابوالحسنؒ	کتب خانہ رشیدیہ دہلی
صحاح ستہ		کتب خانہ رشیدیہ دہلی

Marfat.com

مکمل و مدلّل

مسائل حج وعمرہ

قرآن وسنت کی روشنی میں

حضرت مفتیان کرام دارالعلوم دیوبند کی تصدیق کے ساتھ

مؤلف:

مولانا محمد رفعت قاسمی

مدرس دارالعلوم دیوبند

مکتبہ خلیل

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ،

اُردو بازار، لاهور فون: 7321118

Marfat.com

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دینی و دیگر علمی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لئے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور طباعت سے قبل کوشش کی جاتی ہے کہ نشاندہی کی جانے والی جملہ غلطیوں کی بروقت تصحیح کر دی جائے۔ اس کے باوجود غلطیوں کا امکان باقی رہتا ہے۔

لہٰذا قارئین کرام سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ علمی غلطیوں کی نشاندہی کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں تعاون کرنا صدقہ جاریہ کے مترادف ہے۔ (ادارہ)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب .... مسائل حج وعمرہ

مؤلف .... مولانا محمد رفعت قاسمی

طبع اوّل 2008ء

باہتمام .... وکیل احمد

تعداد 1100

قیمت .... روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ العاصم بیرون تبلیغی مرکز رائیونڈ

اشرف بک ایجنسی راولپنڈی

اسلامی کتاب گھر خیابان سرسیّد راولپنڈی

مدنی کتب خانہ تبلیغی مرکز مانسہرہ

فہرست مضامین

مسائل حج وعمرہ

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
انتساب	13	ناجائز طور پر قبضہ کی گئی رقم سے حج کرنا	43
عرضِ مؤلف	14	رشوت لینے والے کا حلال کمائی سے حج کرنا	44
حج بیت اللہ کا فرض ہونا	15	تحفہ یا رشوت کی رقم سے حج کرنا؟	44
فضائل ومسائل حج	16	ہیجڑہ پن کی کمائی سے حج کرنا؟	45
حج وعمرہ کی اصطلاحات	20	بانڈ کی رقم سے حج کرنا؟	46
سفر حج سے پہلے ضروری کام کی باتیں	25	ملازمین سے چندہ لے کر حج کے لئے قرعہ نکالنا؟	46
سفر حج کی تیاری وغیرہ کے متعلق مشورے	26	حج کے لئے ڈرافٹ پر زیادہ رقم دینا؟	47
جدہ ایرپورٹ پر	28	بیٹی کی کمائی سے حج کرنا؟	47
جدہ سے روانگی	29	نافرمان بیٹے کا حج کو جانا؟	47
مکہ مکرمہ میں حاضری	29	پہلے خود حج کرے یا والدین کو کرائے؟	48
قیام مکہ ومدینہ کے متعلق ضروری ہدایتیں	30	حج مقدم ہے یا بچے کی شادی؟	49
کیا مالدار ہی حج کر کے جنت کے مستحق ہیں؟	38	ملازمت کی تلاش میں حج کی نیت کرنا؟	50
جھوٹ اندراج کر کے حج کے لئے جانا؟	39	ملازمت ختم ہونے کے خوف سے حج میں......	50
سرکاری دورہ پر حج کرنا	39	کوئی حکومت حج نہ کرنے دے تو کیا حکم ہے؟	51
سرکاری روپیہ سے حج کرنا	40	حج اور زکوٰۃ کی فرضیت میں فرق؟	51
کیا بیت اللہ شریف کو دیکھنے سے حج فرض ہوتا ہے؟	41	کیا صاحب نصاب پر حج فرض ہے؟	52
تاجر دکاندار کے لئے حج کا حکم	41	حج کی فرضیت اور اہل وعیال کی کفالت	52
جس کے پاس صرف مویشی یا غلہ ہو اس......	41	مستطیع پہلے حج کرے یا مکان بنوائے	53
کیا مال ضائع ہونے پر حج ساقط ہو جائے گا؟	42	استطاعت کے باوجود حج سے پہلے عمرہ کرنا	53
زمین بیچ کر حج کرنا	42	سیاحت کے ویزے پر حج کرنا	54
جائداد گروی رکھ کر حج کو جانا	43	حکومت کی اجازت کے بغیر حج کرنا	54

Marfat.com

مضمون	صفحہ
چور راستہ سے حج کو جانا	55
سعودی عرب میں ملازمت کرنے والوں کا حج	55
سرکاری ڈیوٹی پر جانے والے کا حج	55
حج کے لئے چھٹی کا حاصل کرنا	56
غربت کے بعد مالداری میں دوسرا حج کرنا	56
غریب کو کسی نے حج کے لئے رقم دی	57
نفل حج کی نیت سے حج کرنا	57
جو شخص زکوٰۃ نہ نکالے اس کا حج کے لئے جانا	58
جس روپے سے زکوٰۃ نہ نکالی ہو، اسے حج کرنا	58
حج کے لئے رکھی ہوئی رقم پر زکوٰۃ	58
حج کی رقم دوسرے مصرف پر لگادینا	59
فرض حج کے لئے قرض لینا	59
مقروض کا حج کرنا	59
قرض دار حج کے لئے چلا جائے تو کیا حکم ہے؟	60
پیدل حج کرنا	61
توکل پر حج کرنا	62
بیوی کا مہر دینا مقدم ہے یا حج	62
نابینا کے لئے حج کا حکم	62
حج کے دنوں میں غیر قانونی طور پر گاڑی......	63
کمپنی کی گاڑی حج کے لئے استعمال کرنا	63
حج اکبری کیا ہے؟	64
مسجد حرام میں نمازی کے آگے سے گزرنا	64
حرم اور حرم سے باہر صفوں کا شرعی حکم	65
امام حرم کے پیچھے نماز نہ پڑھنا	66
حرم شریف میں جوتوں کا تبدیل ہونے کا حکم	66
حدود حرم میں جانور ذبح کرنا	66
حج میں دعاء قبول ہونے کے مقامات	67
بچوں کا حج	68
بچے ساتھ لے جانے سے کیا بالغ ہونے پر......	69
بالغ اولاد کا حج	70
نابالغ کا حج	70
نابالغ بچوں کا احرام	71
حج میں تجارت کرنا	72
کاروباری حج	73
حج یا عمرہ کی نظر کرنا	73
حج مقبول کی پہچان	74
حج وعمرہ کو گناہوں سے پاک رکھنا چاہئے	74
حج کے دوران تصویر بنوانا	75
زندگی میں ایک بار فرضیت حج میں حکمت	75
حج کی فرضیت کا وقت	75
نماز وحج کی غلطی کیوں معاف نہیں	76
مکہ والا آفاق سے واپسی پر تمتع کرے یا قران؟	76
احصار کیا ہے؟	77
احصار کی چند صورتیں	77
احصار کا حکم	78
کیا سفر حج میں مرنے والے کا حج ہو جائے گا؟	79
راستہ میں مرنے پر دوسرے نے حج ادا کیا	79
سفر حج میں انتقال والے کے لئے خوشخبری	80
حج میں خواتین کی بے احتیاطیاں	80
مسجد حرام اور مسجد نبوی کی نماز اور عورتیں	82
عورتوں کے لئے حج میں محرم کی شرط کیوں ہے؟	84
محرم کسے کہتے ہیں؟	84

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
منہ بولے بھائی کے ساتھ حج کرنا	86	ایک ضروری ہدایت	105
شوہر کے سگے چچا وغیرہ کے ساتھ حج کرنا	86	حج کی رہنمائی قدم بہ قدم	106
سفر بغیر محرم کے اور حج محرم کے ساتھ	87	احرام کہاں سے باندھے	106
حج کے لئے غیر محرم کو محرم بنانا	87	احرام باندھنے کا مسنون طریقہ	106
محرم کے بغیر بوڑھی عورت کا حج کرنا	87	بیت اللہ میں حاضری	108
ملازم کو محرم بنا کر حج کرنا	88	صفا و مروا کی سعی	112
خود کو دوسرے کی بیوی ظاہر کر کے حج کرنا	88	سر کے بال منڈوانا یا کتروانا	113
بیوہ اور عدت والی عورت حج کیسے کرے؟	88	عمرہ کے بعد مکہ معظمہ میں قیام	113
حاملہ عورت کا حج	89	منیٰ کے لئے روانگی	113
عورت کا متبنی کے ساتھ حج کے لئے جانا	89	عرفات میدان میں	114
حج کے لئے تنہا عورتوں کا جانا	89	مزدلفہ کو روانگی	116
عورت کا باریک دوپٹہ پہن کر حرمین شریف......	90	مزدلفہ سے واپسی	117
حج کے مبارک سفر میں عورتوں کے لئے پردہ؟	91	دوبارہ منیٰ میں	117
کیا لڑکی کا رخصتی سے پہلے حج ہو جائے گا؟	91	طوافِ زیارت	118
عورت پر حج کی فرضیت	92	رمی جمار	118
عورتوں کے پاس محرم کا خرچہ نہ ہو تو	92	مکہ معظمہ میں واپسی اور طواف وداع	119
عورتوں کے لئے مخصوص ہدایات	93	ضروری انتباہ	119
عورتوں کا احرام	94	عمرہ کے فضائل	120
کیا عورتوں کو احرام میں چہرہ کھلا رکھنا چاہئے	96	رمضان المبارک میں عمرہ کرنا	120
عورت کا احرام کے اوپر سے مسح کرنا	96	عمرہ کیا ہے؟	121
عورتوں کے لئے حج کے ضروری مسائل	97	عمرہ اور حج میں کیا فرق ہے؟	122
عرفات میں حائضہ کا آیتِ کریمہ وغیرہ پڑھنا	98	مناسکِ عمرہ ایک نظر میں	123
طواف کے دوران اگر بالغ ہو جائے	99	اشہرِ حج میں عمرے کرنا	123
عورت احرام سے نکلنے کے لئے کتنے بال کاٹے؟	100	عمرے کے مکروہ ایام	123
طوافِ زیارت کے وقت حیض آجانا	100	احرام باندھنے کے بعد جو عمرہ نہ کر سکے	124
عورتوں کے لئے سر منڈانے کی ممانعت کیوں؟	104	جدہ میں رہنے والا اشہرِ حج میں عمرہ کر سکتا ہے	124

Marfat.com

مضمون	صفحہ
ایامِ حج میں عمرہ کرنا	124
حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے والے پر حج	125
عمرہ کے بعد کون سا حج کا بدل ہے؟	125
ملازمت کا سفر اور عمرہ	126
عمرہ کا ثواب مرحومین کو کس طرح کیا جائے؟	126
شرائط عمرہ	127
فرائض اور واجبات عمرہ	127
عمرہ کا احرام کہاں سے باندھا جائے	127
طائف سے بغیر احرام کے عمرہ کرنا	128
ایک احرام سے کتنے عمرے کئے جاسکتے ہیں؟	129
عمرہ کرنے کا طریقہ	130
عمرہ سے فارغ ہوکر حلق سے پہلے کپڑے پہننا	131
عمرہ میں طواف وداع کا کیا حکم ہے؟	131
عمرہ میں وقوف عرفہ نہ ہونے کی وجہ	132
حج بدل کا جواز	132
حج بدل کے صحیح ہونے کی شرطیں	133
حج بدل کہاں سے کرایا جائے؟	134
حج بدل کس کی طرف سے کرایا جائے؟	134
نبی کریم ﷺ سے حج کرنا	135
معذور باپ کی طرف سے جدہ میں مقیم......	136
مجبوری کی وجہ سے حج بدل	136
سفر کی تکلیف کے ڈر سے حج بدل کرانا	136
حج بدل کون کرسکتا ہے؟	137
حج بدل پر جانے والا کیا نقصان معاش......	137
حج بدل پر جانے والے کو سفر خرچ کتنا دیا جائے؟	139
حج بدل پر جانے والے کے پاس رقم کم یا......	139

مضمون	صفحہ
حج بدل کرنے والے سے اپنی فرضیت ختم......	140
حج بدل کرنے پر کیا حج فرض ہوجائے گا؟	141
حج بدل میں نیت کس کی کرے؟	141
ایک حج بدل دو کی طرف سے کرنا	141
میت کی طرف سے حج بدل کروانا	142
بغیر وصیت کے حج بدل کروانا	143
معذور کی طرف سے بغیر اجازت کے حج......	143
بلا تقسیم ترکہ حج بدلہ کرانا	144
حج بدل میں خرچ کم ہونے کی وجہ سے......	144
حج خرید کر ثواب پہنچانا	145
حج بدل میں قربانی کا حکم	145
حج بدل کے ضروری مسائل	146
حج بدل کرنے والا اگر خلاف ورزی کرے تو؟	147
حج بدل کرنے والے سے اگر غلطی ہوجائے؟	148
حج بدل کرنے والے کا راستے میں انتقال......	148
حج بدل کے بعد آمر کے گھر آنا	149
میقات کیا ہے؟	149
مواقیت پانچ ہیں؟	150
میقات کے بورڈ اور تنعیم میں فرق	152
احترامِ کعبہ کے لئے تین دائرے مقرر ہیں	152
میقات کی حکمت	153
حج کے ایام میں دوسرے کو تلبیہ کہلوانا	154
ان پڑھ تلبیہ کیسے پڑھیں؟	154
تلبیہ کہاں پڑھا جائے اور کہاں بند کیا جائے؟	154
تلبیہ کے ضروری مسائل	154
احرام کی حکمت	155

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
احرام کی چادریں کیسی ہوں؟	156	احرام کی حالت میں پھول وغیرہ کا استعمال	175
احرام کی چادر لنگی کی طرح سینا	157	احرام سے پہلے خوشبو لگانا	175
احرام کی نیت کے ضروری مسائل	157	احرام میں گردن وکان ڈھانکنا	176
عام پہنے ہوئے کپڑوں میں احرام کی نیت	159	احرام میں لحاف اوڑھنا؟	177
احرام باندھنے کا طریقہ	159	احرام کی حالت میں غسل کرنا	177
جھوٹ بول کر بغیر احرام کے میقات سے گزرنا	160	احرام کی حالت میں مہندی لگانا	178
احرام کی غلطی پر دم کیوں	161	حالت احرام میں بالوں یا بدن پر تیل لگانا	178
حج کا احرام طواف کے بعد بغیر حج کے کھول دیا	162	احرام کی حالت میں خوشبودار غذا کھانا	179
میقات سے بغیر احرام کے گزر جانے......	162	حالتِ احرام میں خوشبودار شربت پینا	180
جدہ سے مکہ آنے والوں کے لئے احرام	164	احرام کی حالت میں وکس وبام استعمال کرنا	181
بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونا	165	احرام کی حالت میں چینی یا اچار کھانا	181
جس کی فلائٹ یقینی نہ ہو وہ احرام کہاں......	165	حالتِ احرام میں منجن یا ٹوتھ پیسٹ......	181
غیر ممالک سے جدہ پہنچنے والے کہاں......	166	بدن پر خوشبو استعمال کرنے کی جنایت	182
جدہ سے احرام کب باندھ سکتا ہے؟	166	کپڑے میں خوشبو استعمال کرنے کی جنایت	182
ہندوستانی اور پاکستانی کہاں سے احرام باندھیں؟	167	بال منڈوانے کی جنایت	183
ریاض سے سفر کرنے والا احرام کہاں......	168	سر یا چہرہ ڈھانپنے کی جنایت	184
بحری جہاز کے ملازم احرام کہاں سے باندھیں؟	168	جوئیں مارنے کی جنایت	184
مکہ میں آیا ہوا شخص احرام کہاں سے باندھے؟	169	احرام کے ضروری مسائل	184
مکی، حج کا احرام کہاں سے باندھے؟	169	حج میں بال کٹوانے کی حکمت	187
بے ہوش ومریض کا احرام	170	بال کتروانے سے منڈوانا افضل کیوں ہے؟	188
احرام باندھنے کے بعد بغیر حج کے واپسی	171	جس کے سر پر بال نہ ہوں تو کیا کرے؟	189
احرام باندھنے والا احرام میں شرط لگالے	172	احرام کھولنے کے لئے کتنے بال کاٹنا......	189
حالت احرام میں عذر کے مسائل	172	کیا تمام سر کے بال برابر کرنا واجب ہے؟	191
عذر کی مثالیں	173	احرام کھولنے کا کیا طریقہ ہے؟	191
احرام میں کیسا جوتا پہننا جائز ہے؟	174	احرام کی حالت میں ایک دوسرے کے......	192
احرام کی حالت میں پیر کی ہڈی کہاں تک......	174	حرم سے باہر حلق کیا تو کیا حکم ہے؟	193

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
فضائل طواف	194	طواف زیارت کا طریقہ	210
طواف افضل ہے یا عمرہ کرنا	194	ترک طواف زیارت کا حکم	210
طواف میں کندھے ننگے رکھنا	195	مواد نکلنے کی حالت میں طواف زیارت کرنا	211
ہوائی جہاز میں بیٹھ کر طواف اور وقوف عرفہ کرنا	195	طواف زیارت سے پہلے صحبت کرلی	212
کیا حج کے احرام کے بعد طواف ضروری ہے؟	196	حجر اسود کی فضیلت	212
طواف کا ایک چکر حطیم میں کرلیا تو	196	حجر اسود کا بوسہ لینے کے آداب	213
طواف کے چودہ چکر لگانے کا حکم	196	حجر اسود کو بوسہ کیوں دیتے ہیں؟	214
بغیر وضوء کے طواف کرلئے تو کیا حکم ہے؟	197	حجر اسود جنت سے سفید آیا تھا	215
دوران طواف وضو ٹوٹ جائے	198	حجر اسود اور رکن یمانی کا بوسہ لینا	215
طواف میں نیابت کرانا	198	حجر اسود کی توہین کا حکم	216
ریاحی مریض طواف کیسے کرے؟	198	زمزم کی فضیلت وآداب	217
اذان شروع ہونے کے بعد طواف کرنا	199	آب زمزم پینے کا طریقہ	218
طواف کے دوران ایذا رسانی	199	آب زمزم اپنے ساتھ لانا	219
طواف کرنے کا طریقہ	200	سعی کیا ہے؟	220
طواف کے ہر چکر میں نئی دعاء پڑھنا	201	سعی کے شرائط وآداب	220
طواف کی مسنون دعائیں کون سی ہیں؟	202	سعی میں تاخیر اور چکروں میں فاصلہ کرنا	220
طواف کے بعد کی دو رکعت کا حکم	204	سعی کرنے کا مسنون طریقہ	221
کیا مقام ابراہیم پر نفل ادا کرنا ضروری ہیں؟	204	صفا کے بجائے مروا سے سعی کرنا	223
متعدد طواف کے ایک ساتھ نفل پڑھنا	205	سعی کی غلطی کا حکم	223
معذور شخص طواف کے نفل کیسے پڑھے؟	205	سعی مقدم کرنا	223
طواف کے نفل ممنوع اوقات میں پڑھنا؟	205	سعی کے ضروری مسائل	224
نفل بھول کر دوسرا طواف شروع کردیا	206	سعی سے فارغ ہو کر کیا کرنا چاہئے؟	225
طواف کے ضروری مسائل	206	حج کے فرائض	227
طواف زیارت سے پہلے احرام کیوں کھلتا ہے؟	208	ارکانِ حج	227
طواف زیارت کا وقت	209	حج کے واجبات	227
طواف زیارت رمی کے بعد کرنا	209	حج کی سنتیں	228

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
حج کی قسمیں	228	وقوف عرفات کا مسنون طریقہ	249
ا۔حج افراد	228	عرفات کے ضروری مسائل	251
۲۔حج قران	229	میدانِ عرفات میں کیا پڑھے؟	252
قران کا صحیح طریقہ	229	غروب کے بعد عرفات سے واپسی کی وجہ	252
۳۔حج تمتع	230	مزدلفہ میں شب گزارنے کی وجہ	253
تمتع کا طریقہ	230	مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو جمع کرنا	253
حج کے بعض ضروری مسائل	232	مزدلفہ میں وتر وسنتوں کا حکم	255
طریقہ حج تمتع ایک نظر میں	233	مشعر حرام میں وقوف کی وجہ	255
حج کا پہلا دن ۸ ذی الحجہ	234	مسجد مشعر حرام کہاں ہیں؟	256
حج کا دوسرا دن، ۹ ذی الحجہ (یوم عرفہ)	235	مزدلفہ میں وقوف کب ہوتا ہے؟	256
عرفات سے مزدلفہ کو روانگی	236	وقوف مزدلفہ چھوٹ جائے	257
حج کا تیسرا دن دس ذوالحجہ	237	منیٰ ومزدلفہ میں قیام کا حکم	257
حج کا چوتھا دن گیارہ ذی الحجہ	239	صبح صادق سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ جانا	257
حج کا پانچواں دن بارہ ذی الحجہ	239	شیطان کو کنکریاں مارنے کی کیا علت ہے؟	259
مقیم ومسافر ہونے کے مسئلہ میں اب منیٰ......	240	کنکریاں مارنے کا وقت	259
دورانِ سفر حج وعمرہ میں قصر	244	کنکریاں مارنے کا صحیح مقام کیا ہے؟	260
آٹھویں ذی الحجہ کو کس وقت منیٰ جانا چاہئے	244	کنکریاں کیسی اور کتنی ہوں؟	260
منیٰ کی حدود سے باہر قیام کیا تو حج ہوا یا نہیں؟	245	منیٰ سے اٹھا کر کنکریاں مارنا	261
رات منیٰ سے باہر گزارنا	245	جمرات کے قریب سے کنکریاں اٹھانا	261
عرفات میں زوال کے بعد پہنچنا	246	کون سے ہاتھ سے رمی کی جائے؟	261
عرفات میں غروب کے بعد پہنچنا	246	دسویں ذی الحجہ کو مغرب کے وقت رمی کرنا	261
عرفات میں کب تک رہے؟	246	رات کے وقت رمی کرنا	262
وقوف عرفہ کی نیت کب کرنی چاہئے؟	247	رمی جمار میں ترتیب بدل گئی	62
عرفات میں ظہر وعصر کی نماز قصر کیوں؟	247	بارہ ذی الحجہ کو زوال سے پہلے رمی کرنا	263
عرفات میں نمازِ ظہر وعصر جمع کرنے کی......	248	بارہ ذی الحجہ کی درمیانی شب میں رمی کرنا	263
میدانِ عرفات میں قصر کا حکم	249	ترک رمی کا حکم	263

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
رمی مؤخر ہونے پر قربانی بعد میں	264	طواف وداع کس پر واجب ہے؟	280
منیٰ سے بارہویں کے غروب کے بعد نکلنا	264	طواف وداع کے ضروری مسائل	280
رمی کے لئے کنکریاں دوسروں کو دے کر چلے جانا	265	مکہ مکرمہ کے اہم تاریخی مقامات	281
کسی کے کنکریاں مروانا	265	سرورِ کائنات ﷺ کی جائے پیدائش	282
ہجوم کے وقت خواتین کا کسی سے کنکریاں مروانا	266	غارِ حرا	282
رمی میں عورتوں کی طرف سے مجبوری میں نیابت	266	غارِ ثور	283
رمی میں معذور کی تعریف	266	مسجد بیعت	283
دوسروں کی طرف سے رمی کرنے کا طریقہ	267	مسجد جن	284
رمی کے ضروری مسائل	267	مسجد رایہ	284
آج کل ترتیب بدلنے پر دم کیوں؟	268	مسجد شجرہ	284
دم کہاں ادا کیا جائے	269	مسجد خالد بن ولیدؓ	285
کیا حاجی پر عید کی قربانی واجب ہے؟	270	جموم کی مسجد فتح	285
قربانی کے تین دن ہیں	270	مسجد صخرۃ	285
حج میں قربانی کرے یا دم شکر	271	جبل رحمت	286
حج میں قربانی سے پہلے رقم چوری ہوگئی	272	دار الندوۃ	286
کسی ادارہ کو رقم دے کر قربانی کروانا	272	مقبرۃ المعلیٰ	287
بینک کے ذریعہ قربانی کروانا	273	قبرستان شبیکہ	288
ایک قربانی پر دو شخص دعویٰ کریں تو	273	مکان حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ	288
حاجی کس قربانی کا گوشت کھا سکتا ہے؟	274	حضرت میمونہؓ کا مزار	289
ترتیب قائم نہ رہنے پر گنجائش کی شکل	274	حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا مزار	289
منیٰ و میدان عرفات میں جمعہ آجائے تو؟	275	مسجد حضرت بلالؓ	290
منیٰ سے مکہ مکرمہ کو واپسی پر کیا کرنا ہے؟	276	مسجد حضرت ابوبکر صدیقؓ	290
طواف وداع کی حکمت	277	مسجد استراحہ	290
طواف وداع کب کیا جائے؟	278	مسجد تنعیم	290
طواف وداع اگر رہ جائے؟	279	مسجد حدیبیہ	290
طواف وداع کا طریقہ	280	مسجد جعرانہ	291

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
مسجد خیف وغارِ مرسلات	291	اصحاب صفہ	303
مسجد نمرہ	291	زیارت روزہ مقدسہ کے فضائل	303
مسجد مزدلفہ	292	روضۂ اقدس کی زیارت کا طریقہ	304
مسجد عقبہ	292	مدینہ منورہ کی دیگر زیارت گاہیں	310
مسجد کوثر	292	جنت البقیع	310
مسجد منیٰ	292	جبل احد	310
وادی محشر	292	مدینہ منورہ کی مساجد	311
مدینہ منورہ کی حاضری	293	فضیلت مسجد قباء	311
مدینہ منورہ کے فضائل	293	مسجد قباء	311
مسجد نبوی کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا	295	مسجد جمعہ	312
کیا روضۂ مبارک کی زیارت میں بھی بدلیت ہے؟	296	مسجد مصلیٰ	312
حاجی کا روضۂ مبارک کی زیارت کئے بغیر آجانا	296	مسجد ابوبکرؓ	312
مسجد نبوی میں کیا چالیس نمازیں پڑھنا......	297	مسجد علیؓ	312
مسجد نبوی کی عظمت و تاریخ	298	مسجد بغلی	312
ریاض الجنۃ	299	مسجد الاجابۃ	313
محراب النبی ﷺ	299	مسجد سقیا	313
گنبد خضراء	300	مسجد احزاب (فتح الاعلیٰ)	313
مسجد نبوی	301	مسجد بنی حرام	313
مسجد نبوی کے مخصوص سات ستون	301	مسجد ذباب	313
ستونِ حنانہ	301	مسجد قبلتین	314
ستون عائشہؓ	301	مسجد فضیح	314
ستون ابولبابہؓ	302	مسجد بنی قریظہ	314
ستونِ سریر	302	مسجد ابراہیم (ماریہ قبطیہ)	314
ستونِ حرث	302	مسجد البقیع (مسجد ابی)	314
ستونِ وفود	302	مسجد ابوذر (مسجد طریق السافلہ)	314
ستونِ تہجد	302	آداب مدینہ طیبہ ایک نظر میں	315

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
آداب مدینہ طیبہ	315		
حاجیوں کا استقبال کرنا	317		
حاجیوں کی آمد پر دعوت کرنا	318		
حج سے واپسی پر حاجی کا دعوت کرنا	319		
حاجیوں کا تحفے تحائف دینا	319		
جو حج وعمرہ کے بعد بھی گناہ سے نہ بچے	320		
حج کے بعد اعمال میں سستی آئے تو	320		
حج کرنے کے بعد نام کے ساتھ حاجی لکھنا	321		
میزانِ حج	321		
چند لوگوں سے حج بدل کی رقم لے کر......	323		
حج سے متعلق اہم سوال وجواب	324		
مآخذ ومراجع کتاب	328		

انتساب

میں اپنی اس کاوش "مکمل ومدلل مسائل حج وعمرہ وحج بدل کو روئے زمین پر سب سے مقدس، سب سے زیادہ بابرکت، اور سب سے زیادہ قابلِ احترام عمارت جس کو اللہ تعالیٰ نے "اپنا گھر" قرار دیا ہے، جو توحید اور نماز کا مرکز ہے اور روئے زمین پر سب سے پہلی عمارت ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے تعمیر کیا ہے اور جو ہدایت وبرکت کا سرچشمہ ہے اور ساری انسانیت کا مرجع اور پناہ گاہ ہے۔

اور تمام حجاج کرام جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی حج وعمرہ کرتے ہیں، ان کی طرف منسوب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

محمد رفعت قاسمی

Marfat.com

عرض مؤلف

الحمد لله رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم الانبیاء و سید المرسلین، محمد وعلیٰ آلہ و اصحابہ و ازواجہ اجمعین۔

امابعد! اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ مسائل کے انتخاب کا جوسلسلہ شروع کیا گیا تھا ان ہی منتخبہ مسائل کی اٹھارہویں کتاب ''مسائل حج وعمرہ وحج بدل'' پیش ہے جس میں فضائل حج وآداب حج، وعمرہ، وحج بدل کے عام فہم وضروری مسائل کہ حج کس کس پر فرض ہے کیا کیا شرائط ہیں اور جائز مال کے علاوہ حرام کمائی سے فریضہ حج ادا کرنا درست ہے یا نہیں؟

نیز سرکاری پیسے سے حج کرنا، قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حج وغیرہ کرنا، حج کے فرائض وواجبات اور متعلقہ مسائل، مردوں، عورتوں، بچوں، مجنوں، مریض اور معذوروں کے مسائل۔

مواقیت کیا ہیں اور کتنے ہیں، نیت، احرام، طوافِ قدوم، طوافِ زیارت، طوافِ وداع، طواف دوگانہ، منیٰ، مزدلفہ، عرفات، جمرات، رمی، قربانی، زمزم، سعی، حلق، قصر حرمین شریفین اور روضۂ اطہر مقدسہ سے متعلق تقریباً تمام مسائل ہیں۔ الحمد للہ علی ذٰلک۔

یا اللہ اس کتاب کو بھی سابقہ کتب کی طرح قبول عام وخواص فرما کر بندہ کے لیے زادِ آخرت بنائے اور آئندہ بھی دینی خدمت کی توفیق عنایت فرمائے۔

ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم۔ آمین

حج وعمرہ کرنے والوں سے دعاؤں کا طالب

محمد رفعت قاسمی
خادم التدریس دارالعلوم دیوبند

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وللّٰه على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلاً۔ ومن كفر فان اللّٰه غني عن العالمين۔

اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو شخص قدرت رکھتا ہو اس کی طرف راہ چلنے کی اور جو نہ مانے تو پھر اللہ پرواہ نہیں رکھتا جہان کے لوگوں کی۔

حج بیت اللہ کا فرض ہونا

آیت میں بیت اللہ کی تیسری خصوصیت یہ بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر بیت اللہ کا حج کرنا لازم وواجب قرار دیا ہے، بشرطیکہ وہ بیت اللہ تک پہنچنے کی قدرت واستطاعت رکھتے ہوں، قدرت واستطاعت کی تفصیل یہ ہے کہ اس کے پاس ضروریاتِ اصلیہ سے فاضل اتنا مال ہو جس سے وہ بیت اللہ تک آنے جانے اور وہاں کے قیام کا خرچہ برداشت کر سکے، اور اپنی واپسی تک ان اہل وعیال کا بھی بندوبست کر سکے جن کا نفقہ ان کے ذمہ واجب ہے، نیز ہاتھ پاؤں اور آنکھوں سے معذور نہ ہو، کیونکہ ایسے معذور کو تو اپنے وطن میں چلنا پھرنا بھی مشکل ہے، وہاں جانے اور ارکان حج ادا کرنے پر کیسے قدرت ہوگی، اسی طرح عورت کے لیے چونکہ بغیر محرم کے سفر کرنا شرعاً جائز نہیں۔ اس لئے وہ حج پر قادر اس وقت سمجھی جائے گی جب کہ اس کے ساتھ کوئی محرم حج کرنے والا ہو، خواہ محرم اپنے خرچ سے حج کر رہا ہو، یا یہ عورت اس کا خرچ بھی برداشت کرے، اسی طرح وہاں تک پہنچنے کے لیے راستہ کا مامون ہونا بھی استطاعت کا ایک جزء ہے، اگر راستہ میں بدامنی ہو، جان مال کا قوی خطرہ ہو تو حج کی استطاعت نہیں سمجھی جائے گی۔

لفظ حج کے لغوی معنی قصد کرنے کے ہیں، اور شرعی معنی کی ضروری تفصیل تو خود قرآن کریم نے بیان فرمائی کہ طواف کعبہ اور وقوف عرفہ ومزدلفہ وغیرہ ہیں، اور باقی تفصیلات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زبانی ارشادات اور علمی بیانات کے ذریعہ واضح فرمادی ہیں۔ اس آیت میں حج بیت اللہ کے فرض ہونے کا اعلان فرمانے کے بعد آخر میں فرمایا: ومن كفر فان اللّٰه غني عن العالمين۔ یعنی جو شخص منکر ہو تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے تمام جہان والوں سے، اس میں وہ شخص تو داخل ہے ہی جو صراحتاً فریضۂ حج کا منکر ہو، حج کو فرض نہ سمجھے، اس کا دائرہ اسلام

Marfat.com

سے خارج ہونا وکافر ہونا تو ظاہر ہے، اس لیے ومن کفر کا لفظ صراحتاً صادق ہے، اور جو شخص عقیدہ کے طور پر فرض سمجھتا ہے، لیکن باوجود استطاعت وقدرت کے حج نہیں کرتا، وہ بھی ایک حیثیت سے منکر ہی ہے، اس پر لفظ ومن کفر کا اطلاق تہدید اور تاکید کے لیے ہے، کہ یہ شخص کافروں جیسے عمل میں مبتلا ہے، جیسے کافر ومنکر حج نہیں کرتے یہ بھی ایسا ہی ہے، اسی لئے فقہائے رحمہم اللہ نے فرمایا کہ آیت کے اس جملہ میں ان لوگوں کے لیے سخت وعید ہے جو باوجود قدرت واستطاعت کے حج نہیں کرتے، کہ وہ اپنے اس عمل سے کافروں کی طرح ہو گئے۔ العیاذ باللہ۔

(معارف القرآن ج۲ ص۱۲۲)

فضائل ومسائل حج

حج اسلام کا عظیم الشان رکن ہے۔ اسلام کی تکمیل کا اعلان حجۃ الوداع کے موقع پر ہوا اور حج ہی سے ارکان اسلام کی تکمیل ہوتی ہے۔ احادیث طیبہ میں حج وعمرہ کے فضائل بہت کثرت سے ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ: ”جس نے محض اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لیے حج کیا پھر اس میں نہ کوئی فحش بات کی اور نہ نافرمانی کی وہ ایسا پاک صاف ہو کر آتا ہے جیسا ولادت کے دن تھا“۔

ایک اور حدیث یہ ہے کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ عرض کیا گیا اس کے بعد، فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ عرض کیا گیا اس کے بعد، فرمایا، حج مبرور“۔ ”ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ درمیانی عرصہ کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور حج مبرور کی جزا جنت کے سوا کچھ بھی اور ہو ہی نہیں سکتی“۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ: ”پے در پے حج وعمرے کیا کرو۔ یہ دونوں فقر اور گناہوں سے اس طرح صاف کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کو صاف کر دیتی ہے۔ اور حج مبرور کا ثواب صرف جنت ہے“۔

حج عشقِ الٰہی کا مظہر ہے اور بیت اللہ شریف مرکز تجلیات الٰہی ہے۔ اس لیے بیت اللہ شریف کی زیارت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں حاضری ہر مؤمن کی جان تمنا ہے۔ اگر کسی کے دل میں یہ آرزو چٹکیاں نہیں لیتیں تو سمجھنا چاہیئے کہ اس کے ایمان کی جڑیں خشک

ہیں۔ایک اور حدیث میں ہے کہ ''جو شخص بیت اللہ تک پہنچنے کے لیے زادوراحلہ رکھتا تھا اس کے باوجود اس نے حج نہیں کیا تو اس کے حق میں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ یہودی و نصرانی ہو کر مرے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ''جس شخص کو حج کرنے سے نہ کوئی ظاہری حاجت مانع تھی، نہ سلطان، نہ بیماری کا عذر تھا تو اسے اختیار ہے کہ خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

(مشکوۃ شریف ج۱ص۲۱۱)

ذرائع موصلات کی سہولت اور مال کی فروانی کی وجہ سے سال بہ سال حجاجِ کرام کی مردم شماری میں اضافہ ہو رہا ہے۔لیکن بہت ہی رنج وصدمہ کی بات ہے کہ حج کے انوار و برکات مدہم ہوتے جا رہے ہیں اور جو فوائد وثمرات حج پر مرتب ہونے چاہئیں ان سے امت محروم ہو رہی ہے۔اللہ تعالیٰ کے بہت تھوڑے بندے ایسے رہ گئے ہیں جو فریضۂ حج کو اس کے شرائط وآداب کی رعایت کرتے ہوئے ٹھیک ٹھیک بجالاتے ہوں، ورنہ اکثر حاجی صاحبان اپنا حج غارت کر کے ''نیکی برباد گناہ لازم'' کا مصداق بن کر آتے ہیں۔نہ حج کا مقصد ان کا مطمح نظر ہوتا ہے نہ حج کے مسائل واحکام سے انہیں واقفیت ہوتی ہے، نہ یہ دیکھتے ہیں کہ حج کیسے کیا جاتا ہے؟ اور نہ ان پاک مقامات کی عظمت وحرمت کا پورا لحاظ کرتے ہیں۔بلکہ اب ایسے مناظر دیکھنے میں آرہے ہیں کہ حج کے دوران ان محرمات کا ارتکاب ایک فیشن بن گیا ہے۔اور یہ امت گناہوں کو گناہ ماننے کے لیے تیار نہیں۔''انا للہ وانا الیہ راجعون''۔

ظاہر ہے کہ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام سے بغاوت کرتے ہوئے حج کیا جائے، وہ انوار و برکات کا کس طرح حامل ہو سکتا ہے؟ اور رحمت خداوندی کو کس طرح متوجہ کر سکتا ہے؟

حاجی صاحبان کے قافلے گھر سے رخصت ہوتے ہیں تو پھولوں کے ہار پہنانا پہننا گویا حج کا لازمہ ہے کہ اس کے بغیر حاجی کا جانا ہی معیوب ہے۔چلتے وقت جو خشیت وتقویٰ، حقوق کی ادائیگی، معاملات کی صفائی اور سفر شروع کرنے کے آداب کا اہتمام ہونا۔۔۔۔۔۔کا دور دور تک کہیں نشان نہیں آتا۔گویا سفر مبارک کا آغاز ہی آداب کے بغیر محض نمود ونمائش اور ریاکاری کے ماحول میں ہوتا ہے۔اب ایک عرصہ سے صدر مملکت، گورنر یا اعلیٰ حکام کی طرف سے جہاز پر حاجی صاحبان کو الوداع کہنے کی رسم شروع ہوئی ہے۔اس موقع پر بینڈ باجے، فوٹو گرافی اور نعرہ بازی کا سرکاری طور پر اہتمام ہوتا ہے غور فرمایا جائے کہ یہ کتنے محرمات کا مجموعہ ہے۔

Marfat.com

قرآن کریم میں حج کے سلسلہ میں جو اہم ہدایات دی گئی ہے وہ یہ ہے: ''حج کے دوران نہ فحش کلامی ہو، نہ حکم عدولی اور نہ لڑائی جھگڑا''۔

اور احادیث طیبہ میں بھی حج مقبول کی علامت یہ ہی بتائی گئی ہے کہ وہ فحش کلامی اور نافرمانی سے پاک ہو''۔ لیکن حاجی صاحبان میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو ان ہدایات کو پیش نظر رکھتے ہوں اور اپنے حج کو غارت ہونے سے بچاتے ہوں۔ گانا بجانا اور داڑھی منڈانا، بغیر کسی اختلاف کے حرام اور کبیرہ گناہ ہیں۔ لیکن حاجی صاحبان نے ان کو گویا گناہوں کی فہرست ہی سے خارج کر دیا ہے۔ حج کا سفر ہو رہا ہے اور بڑے اہتمام سے داڑھیاں صاف کی جارہی ہیں۔ ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' اس نوعیت کے بیسیوں گناہ کبیرہ اور ہیں جن کے حاجی صاحبان عادی ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں جاتے ہوئے بھی ان کو نہیں چھوڑتے۔ حاجی صاحبان کی یہ حالت دیکھ کر ایسی اذیت ہوتی ہے جس کے اظہار کے لیے موزوں الفاظ نہیں ملتے۔

اسی طرح سفر حج کے دوران عورتوں کی بے حجابی بھی عام ہے۔ بہت سے مردوں کے ساتھ عورتیں بھی دوران سفر ننگے سر نظر آتی ہیں۔ اور غضب یہ ہے کہ بہت سی عورتیں شرعی محرم کے بغیر سفر حج پر جاتی ہیں۔ اور جھوٹ موٹ کسی کو محرم لکھوا دیتی ہیں۔ اس سے جو گندگی پھیلتی ہے وہ ''اگر گویم زباں سوزد'' (اگر کہوں تو زبان جل جائے) کی مصداق ہے۔

جہاں تک اس ارشاد کا تعلق ہے کہ حج کے دوران لڑائی جھگڑا نہیں ہونا چاہئے، اس کا منشا یہ ہے کہ اس سفر میں چونکہ ہجوم بہت ہوتا ہے اور سفر بھی بہت طویل ہوتا ہے، اس لیے دوران سفر ایک دوسرے سے ناگواریوں کا پیش آنا اور آپس کے جذبات میں تصادم کا ہونا یقین ہے۔ اور سفر کی ناگواریوں کو برداشت کرنا اور لوگوں کی اذیتوں پر برافروختہ نہ ہونا بلکہ تحمل سے کام لینا ہی اس سفر کی سب سے بڑی کرامت ہے۔ اس کا حل یہ ہی ہو سکتا ہے ہر حاجی اپنے رفقاء (ساتھی) کے جذبات کا احترام کرے دوسروں کی طرف سے اپنے آئینہ دل کو صاف وشفاف رکھے اور اس راستہ میں جو ناگواری پیش آئے، اسے خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔ خود اس کا پورا اہتمام کرے کہ اس کی طرف سے کسی کو ذرا بھی اذیت نہ پہنچے اور دوسروں سے جو اذیت اس کو پہنچے اس پر کسی ردِ عمل کا اظہار نہ کرے۔ دوسروں کے لیے اپنے جذبات کی قربانی دینا اس سفر مبارک کی سب سے بڑی سوغات ہے اور اس دولت کے حصول کے لیے بڑے مجاہدہ وریاضت اور بلند حوصلہ کی ضرورت ہے۔ اور یہ چیز اہل اللہ کی صحبت کے بغیر نصیب نہیں ہوتی۔

Marfat.com

عازمین حج کی خدمت میں بڑی خیر خواہی اور نہایت دل سوزی سے گزارش ہے کہ اپنے اس مبارک سفر کو زیادہ سے زیادہ برکت وسعادت کا ذریعہ بنانے کے لیے مندرجہ ذیل معروضات کو پیش نظر رکھیں۔ چونکہ آپ محبوب حقیقی کے راستہ میں نکلے ہوئے ہیں، اس لیے آپ کے اس مقدس سفر کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور شیطان آپ کے اوقات ضائع کرنے کی کوشش کرے گا۔

جس طرح سفر حج کے لیے سازوسامان اور ضروریات سفر مہیا کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے اس سے کہیں بڑھ کر حج کے احکام ومسائل سیکھنے کا اہتمام ہونا چاہئے۔ اور اگر سفر سے پہلے اس کا موقع نہیں ملا تو کم از کم سفر کے دوران اس کا اہتمام کرلیا جائے، کسی عالم سے ہر موقع کے مسائل پوچھ پوچھ کران پر عمل کیا جائے۔

اس مبارک سفر کے دوران تمام گناہوں سے پرہیز کرے اور عمر بھر کے لیے گناہوں سے بچنے کا عزم کرے اور اس کے لیے حق تعالیٰ شانہ سے خصوصی دعائیں بھی مانگیں۔ یہ بات خوب اچھی طرح ذہن میں رہنی چاہئے کہ حج مقبول کی علامت ہی یہ ہے کہ حج کے بعد آدمی کی زندگی میں انقلاب آجائے۔ جو شخص حج کے بعد بھی بدستور فرائض کا چھوڑنے والا اور ناجائز کاموں کا مرتکب ہے اس کا حج مقبول نہیں۔ آپ کا زیادہ سے زیادہ وقت حرم شریف میں گزرنا چاہئے، اور سوائے بہت زیادہ ضرورت کے بازاروں کا گشت قطعاً نہیں ہونا چاہئے۔ دنیا کا سازوسامان آپ کو مہنگا سستا، اچھا برا، اپنے وطن میں بھی مل سکتا ہے، لیکن حرام شریف سے میسر آنے والی سعادتیں آپ کو کسی دوسری جگہ میسر نہیں آئیگی۔ وہاں خریداری کا اہتمام نہ کریں۔

نیز چونکہ حج کے موقع پر اطراف واکناف سے مختلف مسلک کے لوگ جمع ہوتے ہیں، اس لیے کسی کو کوئی عمل کرتا ہوا دیکھ کر وہ عمل شروع نہ کردیں۔ بلکہ یہ تحقیق کرلیں کہ آیا یہ عمل آپکے حنفی مسلک کے مطابق صحیح بھی ہے یا نہیں؟ مثلاً یہاں ایک مسئلہ ذکر کرتا ہوں۔

نماز فجر سے بعد اشراق تک اور نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک دوگانہ طواف پڑھنے کی اجازت نہیں۔ اسی طرح مکروہ اوقات میں بھی اس کی اجازت نہیں۔ لیکن بہت سے لوگ دوسروں کی دیکھا دیکھی پڑھتے رہتے ہیں۔ الغرض صرف لوگوں کی دیکھا دیکھی کوئی کام نہ کریں۔ بلکہ اہل علم سے مسائل کی خوب تحقیق کرلیں۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۴ بکذا معارف القرآن جلد۱، ومعارف الحدیث ج ۴، کتاب الحج۔ الترغیب والترہیب۔ ومظاہر حق جدید۔ علم الفقہ جلد ۵۔ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ج ۱، کتاب الحج، فضائل حج)

حج وعمرہ کی اصطلاحات

حج کے مسائل میں بعض عربی الفاظ استعمال ہوتے ہیں اس لیے ''خدام الحجاج'' سے نقل کر کے چند الفاظ کے معنی لکھے جاتے ہیں۔

استلام

حجر اسود کو بوسہ دینا اور ہاتھ سے چھونا یا حجر اسود اور رکن یمانی کو صرف ہاتھ لگانا۔

اضطباع

احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا۔

طواف

بیت اللہ کے چاروں طرف سات چکر مخصوص طریقے سے لگانا۔

شوط

ایک چکر بیت اللہ کے چاروں طرف لگانا۔

رمل

طواف کے پہلے تین پھیروں میں اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر ذرا تیزی سے چلنا۔ (اگر جگہ ہو اور دوسروں کو تکلیف بھی نہ ہو)

مطاف

طواف کرنے کی جگہ جو بیت اللہ کے چاروں طرف ہے اور اس میں سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔

رکن یمانی

بیت اللہ کے جنوبی مغربی گوشہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ یمن کی جانب ہے۔

مقام ابراہیم

جنتی پتھر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر کھڑے ہوکر بیت اللہ کو بنایا تھا۔ مطاف کے مشرقی کنارے پر ممبر اور زمزم کے درمیان ایک جالی دار قبہ میں رکھا ہوا ہے۔

ملتزم

حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازہ کے درمیان کی دیوار جس پر لپٹ کر دعا مانگنا مسنون ہے۔

زمزم

مسجد حرام میں بیت اللہ کے قریب ایک مشہور چشمہ ہے جو اب کنویں کی شکل میں ہے۔ جس کو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اپنے نبی حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کے لیے جاری کیا تھا۔

Marfat.com

دم

احرام کی حالت میں بعض ممنوع افعال کرنے سے بکری وغیرہ ذبح کرنی واجب ہوتی ہے اس کو دم کہتے ہیں۔

آفاقی

وہ شخص ہے جو میقات کی حدود سے باہر رہتا ہو جیسے ہندوستانی، پاکستانی، مصری، شامی، عراقی اور ایرانی وغیرہ۔

تلبیہ

لبیک پورا پڑھنا۔

ایامِ تشریق

ذوالحجہ کی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخیں ''ایام تشریق'' کہلاتی ہیں، کیونکہ ان میں بھی (نویں دسویں ذی الحجہ کی طرح) ہر نماز فرض کے بعد ''تکبیر تشریق'' پڑھی جاتی ہے۔

یعنی اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اللہ اکبر واللہ الحمد۔

ایام نحر

دس ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ تک۔

افراد

صرف حج کا احرام باندھنا اور صرف حج کے افعال کرنا۔

مفرد

حج کرنے والا۔ جس نے میقات سے اکیلے حج کا احرام باندھا ہو۔

قران

حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھ کر پہلے عمرہ کرنا پھر حج کرنا۔

قارن

قران کرنے والا۔

تمتع

حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کرنا اسی سال میں حج کا احرام باندھ کر حج کرنا۔

عمرہ

حل یا میقات سے احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کرنا۔

جمرات یا جمار

منیٰ میں تین مقام ہیں جن پر قدِ آدم ستون بنے ہوئے ہیں یہاں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ ان میں سے جو مسجد خیف کے قریب مشرق کی طرف ہے اس کو جمرۃ الاولیٰ کہتے ہیں۔ اور اس کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف بیچ والے کو جمرۃ الوسطیٰ اور اس کے بعد والے کو جمرۃ الکبریٰ اور

Marfat.com

جمرۃ العقبۃ اور جمرۃ الاخریٰ کہتے ہیں۔

رمی

کنکریاں پھینکنا مارنا۔

سعی

صفا و مروہ کے درمیان مخصوص طریقے سے سات چکر لگانا۔

مروہ

بیت اللہ کے مشرقی شمالی گوشہ کے قریب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس پر سعی ختم ہوتی ہے۔

میلین اخضرین

صفا و مروہ کے درمیان مسجد حرام کی دیوار میں دو سبز میل لگے ہوئے ہیں (ٹیوب لائٹ لگی ہوئی ہیں) جن کے درمیان سعی کرنے والے دوڑ کر چلتے ہیں۔

عرفات یا عرفہ

مکہ مکرمہ سے تقریباً نو میل مشرق کی طرف ایک میدان ہے جہاں پر حاجی لوگ نویں ذی الحجہ کو ٹھہرتے ہیں۔

یوم عرفہ

نویں ذی الحجہ جس روز حج ہوتا ہے اور حاجی لوگ عرفات میں وقوف کرتے ہیں۔

موقف

ٹھہرنے کی جگہ۔ حج کے افعال میں اس سے مراد میدان عرفات یا مزدلفہ میں ٹھہرنے کی جگہ ہوتی ہے۔

Marfat.com

وقوف

وقوف کے معنی ٹھہرنا، اوراحکام حج میں اس سے مراد میدان عرفات یا مزدلفہ میں خاص وقت میں ٹھہرنا۔

میقاتی

میقات کا رہنے والا۔

میقات

وہ مقام جہاں سے مکہ مکرمہ جانے والے کے لیے احرام باندھنا واجب ہے۔

حرم

مکہ مکرمہ کے چاروں طرف کچھ دور تک زمین حرم کہلاتی ہے، اس کے حدود پر نشانات لگے ہوئے ہیں اس میں شکار کھیلنا، درخت کاٹنا، گھاس جانور کو چرانا حرام ہے۔

حل

حرم کے چاروں طرف میقات تک جو زمین ہے اس کو حل کہتے ہیں، کیونکہ اس میں وہ چیزیں حلال ہیں جو حرم کے اندر حرام تھیں۔

حلق

سر کے بال منڈانا۔

قصر

بال کتروانا۔

حطیم

بیت اللہ کی شمالی جانب بیت اللہ سے متصل قد آدم دیوار سے کچھ حصہ زمین کا گھرا ہوا

ہے اس کو حطیم اور حطیرہ کہتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے ذرا پہلے جب خانہ کعبہ کو قریش نے تعمیر کرنا چاہا سب نے یہ اتفاق کیا کہ حلال کمائی کا مال اس میں صرف کیا جائے لیکن سرمایہ کم تھا اس وجہ سے شمال کی جانب اصل قدیم بیت اللہ میں سے تقریباً چھ گز شرعی جگہ چھوڑ دی۔ اس چھٹی ہوئی جگہ کو حطیم کہتے ہیں۔ اصل حطیم چھ گز شرعی کے قریب ہے اب کچھ احاطہ زائد بنا ہوا ہے۔ (معلم الحجاج ص ۶۸ و احکام حج ص ۸)

سفر حج سے پہلے ضروری کام کی باتیں

مسئلہ حج کا سفر ہر اعتبار سے بہت مبارک سفر ہے، اس مبارک سفر اور حج مبرور پر بڑے بڑے وعدے ہیں، حاجی ایسے مبارک اور مقدس مقامات پر پہنچتا ہے، جہاں دعاؤں کی قبولیت کے وعدے ہیں، لہٰذا سفر حج سے پہلے اپنے رشتہ داروں اور متعلقین سے جن سے ملنا اور ایک دوسرے سے دعاؤں کی درخواست کرنا جائز ہے، خاص کر ان رشتہ داروں اور متعلقین سے جن سے بات چیت بند ہو، اور آپس میں رنجش اور کدورت ہو ان سے مل کر معافی مانگ لینا اور دلوں کا صاف کر لینا بہت ضروری ہے، اسی طرح اگر کسی کا حق باقی ہے، کسی پر ظلم کیا ہو، قرض لیا ہو اور ابھی تک ادا نہ کر سکا ہو تو سفر حج سے پہلے پہلے اس کا حق ادا کر دینا، یا اس کا انتظام کر دینا، یا اس سے مہلت لے کر اس کو اطمینان دلانا ضروری ہے، تا کہ اس مبارک سفر کی برکتیں پوری طرح حاصل کر سکے، جس قدر دل کی صفائی کے ساتھ اور حقوق العباد ادا کر کے حرمین شریفین کی حاضری ممنوعات و مکروہات سے بچتے ہوئے اور تمام آداب کی رعایت کرتے ہوئے ہوگی تو انشاء اللہ وہاں کی برکتیں خوب حاصل ہوں گی۔

فضائل حج میں ہے "اپنے سب پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور کسی کا مال ظلم سے لے رکھا ہو اس کو واپس کرے اور کسی قسم کا کسی پر ظلم کیا ہو تو اس سے معاف کرائے" اور جن لوگوں سے اکثر سابقہ پڑتا رہتا ہو ان سے کہا سنا معاف کرائے، اگر کچھ قرض اپنے ذمہ واجب ہو تو اس کو ادا کرے یا ادائیگی کا کوئی انتظام کرے۔

علماء نے لکھا ہے جس شخص پر ظلم کر رکھا ہو یا اس کا کوئی حق اپنے ذمہ ہو تو وہ بمنزلہ ایک قرض خواہ کے ہے جو اس سے یہ کہتا ہے کہ تو کہاں جا رہا ہے؟ کیا تو اس حالت میں شہنشاہ کے دربار میں حاضری کا ارادہ کرتا ہے کہ تو اس کا مجرم ہے، اس کے حکم کو ضائع کر رہا ہے، حکم عدولی کی

Marfat.com

حالت میں حاضر ہو رہا ہے، نہیں ڈرتا کہ وہ تجھ کو مردود کر کے واپس کر دے اگر تو قبولیت کا خواہش مند ہے تو اس ظلم سے توبہ کر کے حاضر ہو، اس کا مطیع فرمان بردار بن کر پہنچ ورنہ تیرا یہ سفر ابتداء کے اعتبار سے مشقت ہی مشقت ہے، اور انتہاء کے اعتبار سے مردود ہونے کے قابل ہے

نیز چلنے کے وقت رفقاء اعزاء واحباب سے ملاقات کر کے ان کو الوداع کہے اور ان سے اپنے لئے دعا کی درخواست کرے کہ ان کی دعائیں بھی اس کے حق میں خیر کا سبب ہوں گی۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۱۰ ص ۱۸۰)

مسئلہ سفر حج میں جانے سے پہلے اپنی نیت خالص اللہ تعالیٰ اور ثواب آخرت کے لیے کریں۔

مسئلہ جس کسی کا مالی حق آپ کے ذمہ ہے اگر وہ مر گیا ہے تو اس کے وارثوں کو ادا کریں، یا ان سے معاف کرائیں۔ اور اگر اصحاب حق بہت زیادہ ہیں اور ان کے پتہ وغیرہ معلوم نہیں تو جس قدر مالی حق ان کا آپ کے ذمہ ہے ان کی طرف سے صدقہ کر دیں اور اگر ہاتھ یا زبان سے ان کو تکلیف پہنچائی تھی تو ان کے لیے کثرت سے دعائیں مغفرت کرتے رہیں۔ انشاء اللہ حقوق کے وبال سے نجات ہو جائے گی۔

مسئلہ بالغ ہونے کے بعد کی قضاء شدہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، اتنی مقدار میں ہے جن کو سفر حج سے پہلے آپ پورا نہیں کر سکتے یا لوگوں کے حقوق اتنے زیادہ آپ کے ذمہ ہیں کہ ان سب سے معاف کرانا، یا ادا کرنا اس وقت اختیار میں نہیں ہے تو ایسا کیجئے کہ ان سب فرائض وحقوق کی ادائیگی یا معاف کرانے کا پختہ عزم ابھی سے کر لیجئے اور جس قدر ادا کیا جا سکے اس کو ادا کر دیجئے اور جو باقی رہ جائیں ان کے لیے ایک وصیت نامہ لکھئے اور اپنے کسی عزیز یا ہمدرد یا دوست کو وصی (ذمہ دار) بنا دیجئے کہ اگر آپ زندگی میں ادا نہ کر سکیں تو آپ کے بعد وہ ادا کر دیں۔

(احکام حج مفتی محمد شفیعؒ، ص ۲۳، وہٰکذا کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۰۹۴)

سفر حج کی تیاری وغیرہ کے متعلق مشورے

(۱) اگر آپ کا حج کمیٹی سے جانے کا ارادہ ہے تو کمیٹی کی طرف سے اخبارات میں اعلان آنے کے بعد شرائط کے مطابق اپنی درخواست ارسال کر دیں اور فارم کی خانہ پوری ایسے شخص سے کرائیں جو جانکار اور تجربہ کار ہو۔

(۲) اگر آپ انٹرنیشنل پاسپورٹ پر سفر کرنا چاہتے ہیں تو ذی قعدہ کی ۲۵/ تاریخ سے پہلے

Marfat.com

پہلے سعودی سفارت خانے سے حج کا ویزہ حاصل کرلیں اس تاریخ کے بعد عموماً ویزا ملنا بند ہو جاتا ہے۔

(۳) موجودہ زمانے میں ویزے کے حصول کے لیے معلمین کی سروس فیس اور ٹرانسپورٹ کی اجرت کے چیک پیش کرنے ضروری ہیں۔

(۴) سامان سفر میں درج ذیل اشیاء خاص طور پر ساتھ رکھیں۔

(۱) احکام حج کے رسائل (۲) وظیفہ اور دعاء کی کتابیں (۳) سوئی دھاگہ (۴) فاضل بٹن (۵) چھوٹا چاقو (۶) قبلہ نما (۷) جانماز (۸) لوٹا (۹) گلاس (۱۰) رنگین چشمہ (۱۱) سردی کا موسم ہو تو گرم چادر یا ہلکی رضائی (۱۲) احرام کی دو دو چادریں (۱۳) عورتیں اپنے پردے کیلئے ایسا ہیٹ خرید لیں جس کے اوپر سے نقاب ڈالنے سے کپڑا چہرے پر نہ لگے (۱۴) احرام باندھنے کے لیے مرد حضرات کوئی پیٹی یا چمڑے کا پرس لے لیں تا کہ بقدر ضرورت روپیہ وغیرہ رکھنے میں آسانی رہے۔ (صرف پانچ جوڑے کپڑے کافی ہیں، جوتوں کیلئے بیگ تھیلا وغیرہ جوتے تھیلے میں رکھ کر اپنے ساتھ ہی رکھیں، کیونکہ حرم شریف میں ایک ہی گیٹ سے واپسی مشکل ہو جاتی ہے)۔

(۵) کھانے پینے کا سب سامان آٹا چاول وغیرہ یہاں سے لے جانے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے، البتہ منیٰ وغیرہ میں استعمال کے لیے بسکٹ یا خشک نمکین یا میوے جات رکھ لئے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ دیگر اشیائے خوردنوش مکہ معظمہ وغیرہ میں بآسانی دستیاب ہیں، اس لیے کھانے پینے کا زیادہ بوجھ نہ لے جایا جائے۔

(۶) جو سامان اٹیچی یا بیگ وغیرہ لے جائیں وہ اتنا مضبوط ہونا چاہئے کہ جہاز وغیرہ سے اتارنے چڑھانے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں ٹوٹ پھوٹ نہ ہو۔

(۷) اپنے سامانوں پر موٹے حروف سے اپنا نام اور پتہ لکھ دیں اور حج کمیٹی سے جارہے ہوں تو کور نمبر بھی لکھ دیں تا کہ گم ہو جانے کی صورت میں ملنا آسان ہو۔

(۸) دوران سفر روپیہ پیسہ کی حفاظت کا خاص دھیان رکھیں اور اپنی سب رقم ایک جگہ نہ رکھیں بلکہ متعدد سامانوں میں متفرق کردیں۔

(۹) حج کے سفر سے پہلے مسائل حج کو اچھی طرح سے جاننا ضروری ہے اس لئے تجربہ کار علماء سے رابطہ کر کے اور رفقاء کے ساتھ مسائل کا مذاکرہ کر کے صحیح معلومات حاصل

کرنی چاہئیں۔

(۱۰) اور سفر میں ذوق وشوق کے ساتھ اس سعادت پر اللہ تعالیٰ کا تہہ دل سے شکر گذار رہنا بھی ضروری ہے، کیونکہ یہ سعادت ہر ایک کو میسر نہیں ہوتی۔

(۱۱) بالخصوص اس سفر میں آنکھ، کان، زبان اور تمام اعضاء وجوارح کو گناہوں سے بچانے کا بھرپور اہتمام کرنا چاہئے اور مکمل یکسوئی اور کامل خشوع اور تواضع کے ساتھ ریاکاری سے بچتے ہوئے سفر کا آغاز کرنا چاہئے اور دوران سفر فضول باتوں میں مشغول نہ رہ کر ذکر واذکار میں زیادہ وقت گذارنا چاہئے۔

جدہ ایئر پورٹ پر

(۱۲) ہندوستان سے جدہ کی مسافت عموماً ہوائی جہاز پانچ ساڑھے پانچ گھنٹے میں طے کرتے ہیں۔ سعودی عرب کا معیاری وقت ہندوستان سے ڈھائی گھنٹہ پیچھے ہے، اس لیے ایرپورٹ پر اترتے ہی اپنی گھڑیاں وہاں کے وقت سے ملالینی چاہئیں تاکہ نمازوں کا اہتمام رہے۔

(۱۳) جہاز سے اترنے کے بعد حجاج کو ایک بڑے ہال میں پہنچادیا جاتا ہے، اس ہال میں استنجاء وضو وغیرہ کا بہترین نظم ہے، اس لیے اگر کسی نماز کا وقت ہو تو وہاں بآسانی ادا کی جاسکتی ہے۔

(۱۴) ہال میں سب سے پہلے آپ کو ایک معلوماتی فارم خانہ پوری کے لیے دیا جائے گا اسے آپ خود پر کریں یا اپنے احباب وغیرہ کی مدد سے پر کردیں۔

(۱۵) اس کے بعد پاسپورٹ کی تفتیش کی کاروائی شروع ہوگی اس کاروائی میں بسااوقات کئی کئی گھنٹے لگ جاتے ہیں، اس لیے صبر وسکون کا مظاہرہ کریں دل برداشتہ نہ ہوں۔

(۱۶) پاسپورٹ کی کاروائی کے بعد اگلا مرحلہ کسٹم کا ہے۔ کسٹم سے پہلے اپنے سامان کی اچھی طرح سے شناخت کرلیں۔

(۱۷) کسٹم کے بعد اپنا سامان اچھی طرح سے باندھ کر ہرے رنگ کے لباس میں ملبوس قلیوں کے حوالہ کردیں یہ قلی آپ کا سامان بلا اجرت ہندوستانی حج کمیٹی کے دفتر تک پہنچادیں گے۔

Marfat.com

(۱۸) کسٹم ہال سے باہر نکلنے پر سامنے ہی مکتب الوکلاء الموحد کے کاؤنٹر لگے رہتے ہیں انہیں آپ سروس اور ٹرانسپورٹ چیک حوالہ کردیں اور ٹرانسپورٹ ٹکٹ وصول کرلیں۔

(۱۹) وہاں سے نکل کر ترنگے جھنڈے کو دیکھ کر ہندوستانی حج آفس کے قریب جائیں جہاں تلاش کرنے پر آپ کا سامان مل جائے گا، سامان ایک جگہ نکال کر اکھٹا کر کے خود اس کی حفاظت کریں۔

(۲۰) جدہ کے عظیم الشان ایرپورٹ پر جگہ جگہ آرام دہ وضو خانے استنجاء خانے ہیں یہاں آپ اپنی ضروریات سے فارغ ہو سکتے ہیں۔

(۲۱) زرمبادلہ کے چیک یا ڈالر وغیرہ بھی آپ یہاں بھنا سکتے ہیں۔ یہاں کئی اہم بینکوں کی شاخیں کام کرتی ہیں۔

(۲۲) ضروریات سے فارغ ہو کر حج آفس کے ملازمین اور ذمہ داران سے ملیں اور اپنے پاسپورٹ پر معلم اور جائے قیام کی تفصیلات پر مشتمل اسٹیکر لگوالیں اور یہ معلوم کرلیں کہ آپ کی روانگی کتنی دیر میں ہوگی۔

جدہ سے روانگی

(۲۳) جدہ سے مکہ مکرمہ روانگی سے قبل غسل وغیرہ کر کے تیار ہو جائیں۔

(۲۴) جب آپ بس میں بیٹھنے لگیں گے تو معلم کے نمائندے آپ کا پاسپورٹ لے کر بس ڈرائیور کے حوالہ کردیں گے اور اب آپ کا یہ پاسپورٹ حج سے واپسی ہی میں ملے گا درمیان میں آپ اس کی زیارت بھی نہ کرسکیں گے۔

(۲۵) جدہ سے چل کر بس مکہ معظمہ سے باہر مرکز الاستقبال پر رکے گی اور ہر بس میں ایک رہبر سوار ہوگا جو حجاج کو اپنے اپنے معلمین کے دفاتر یا انکی رہائش گاہوں پر پہنچائے گا۔

(۲۶) مرکز الاستقبال پر آپ اپنی بسوں سے باہر نہ نکلیں، اگر جائیں بھی تو ساتھیوں کو بتا کر جائیں اور جلد واپس آجائیں۔

مکہ مکرمہ میں حاضری

(۲۷) جب بس آپکے معلم کے مکتب کے سامنے جا کر کھڑی ہو تو آپ بس سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کریں بلکہ اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھے رہیں اور جو پوچھا جائے اسکا صحیح

Marfat.com

جواب دیں۔

۲۸ بس میں آپ کو معلم کی طرف سے ایک پیلا پٹکا دیا جائے گا، جس میں آپ کے معلم کا پتہ درج ہوگا اور بلڈنگ نمبر لکھا ہوگا اس کو آپ اپنے ہاتھ میں باندھ لیں اور مستورات کو بھی پہنا دیں، خدانخواستہ گم ہونے کی شکل میں یہ پٹہ بہت کام دیتا ہے۔

۲۹ جب آپ کی بس رہائشی بلڈنگ تک پہنچ جائے تو اتر کر سب سے پہلے اپنے سامان کو بس سے اتروا کر چیک کریں۔

۳۰ اس کے بعد بلڈنگ کے اپنے مقررہ کمرے میں جس کا تعین اب کمپیوٹر کے ذریعہ ہوتا ہے منتقل ہو جائیں۔

۳۱ اور جو لوگ حج کمیٹی سے نہ جا رہے ہوں وہ معلم کے دفتر پر پہنچ کر اپنی رہائش گاہ کا خود انتظام کریں، اگر کسی واقف کار کے یہاں ٹھہرنا ہو تو اس کی کاروائی مکمل کریں۔

۳۲ مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد دو ایک روز میں معلم کی طرف سے ایک فوٹو والا کارڈ ہر حاجی کو دیا جاتا ہے یہ کارڈ اصل آپ کے پاسپورٹ کی جگہ پر ہے۔ جس میں معلم اور رہائش وغیرہ کی تمام تفصیلات درج ہوتی ہیں، حرمین شریفین کے پورے زمانہ قیام میں اس کارڈ کو ہمہ وقت ساتھ رکھنا چاہئے یہ بہت قیمتی اور ضروری چیز ہے۔

۳۳ اسی طرح منیٰ جانے سے پہلے اور عرفات کے جائے قیام وغیرہ کے بارے میں ایک کارڈ معلم کی طرف سے دیا جاتا ہے اسے لینا نہ بھولیں اور سفر میں ہر وقت اسے ساتھ رکھیں۔

(از مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری بشکریہ ندائے شاہی حج وزیارت نمبر جنوری ۲۰۰۱ء)

قیام مکہ ومدینہ کے متعلق ضروری ہدایتیں

۱ اپنے حج کے پورے سفر میں یہ قطعاً نہ بھولیں کہ آپ ایک حاجی ہونے کے ناطے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، چنانچہ اپنا قیمتی وقت زیادہ سے زیادہ عبادت، تلاوت، ذکر واذکار اور خیر کے کاموں میں صرف کریں۔ اسی طرح اپنے ہر قول عمل اور برتاؤ میں اس عظیم حیثیت کا خیال رکھیں۔

۲ معلم صاحب کی طرف سے دیا گیا شناختی کارڈ ہر وقت اپنے ساتھ رکھیں۔ راستہ بھولنے پر منزل تک پہنچانے میں معین ومددگار ثابت ہوگا۔

Marfat.com

(۳) اگر کبھی گم ہو جائیں اور اپنی عمارت کا پتہ نہ معلوم ہو یار ہا ہو تو اسے ڈھونڈنے میں مزید بھاگ دوڑ کرنے سے بہتر ہوگا کہ آپ ہندوستانی حج آفس کا پتہ معلوم کریں تا کہ کوئی بھی با آسانی آپ کو وہاں تک پہنچا دے جہاں آفس کے کارکنان فوراً ہی آپ کو مطلوبہ رہائش گاہ تک پہنچا سکیں۔

(۴) مکہ مکرمہ میں اسی عمارت اور کمرے میں قیام کریں جو بذریعہ کمپیوٹر آپ کے لیے الاٹ کئے گئے ہیں اور جن کے دروازوں پر آپ کے نام مع حوالہ/ حاجی پاس نمبر چسپاں ہیں۔ آپ کو ابھی خالی دکھائی دینے والے کمرے خالی نہیں ہیں، بلکہ ان میں رہنے والے حجاج کرام بھی آپ ہی کی طرح آج کل میں پہنچنے والے ہوں گے۔ ویسے بھی اپنی جگہ چھوڑ کر کسی اور کی جگہ پر قبضہ کرنا اخلاقی اور شرعی دونوں ہی اعتبار سے نہایت ہی نامناسب عمل ہوگا۔

(۵) صفائی پر پورا دھیان دیں چاہے وہ کمرے کی ہو یا لباس کی یا جسم کی ہو۔ یا عام معاملات کی، کیونکہ صفائی مومن کی شان اور جزو ایمان ہے۔

(۶) کھانے پکانے کے لیے باورچی خانوں کا ہی استعمال کریں۔ رہائشی کمروں میں کھانا پکانا سخت منع ہے، اس سے جہاں آگ لگنے کا اندیشہ ہے وہیں یہ بھی ممکن ہے کہ مقامی امن وسلامتی کے ذمہ داریوں کی طرف سے جو وقتاً فوقتاً عمارتوں کا دورہ کرتے رہتے ہیں۔ آپ کا چولھا ضبط کر لیا جائے۔

(۷) اپنی رہائش گاہ سے حرم شریف کے قریبی گیٹوں کو جن پر نمبر بھی پڑے ہوئے ہیں خود بھی پہچان لیں اور اپنے ساتھ کے کمزور اور عمر رسیدہ لوگوں کو بھی پہچان کرا دیں۔ چونکہ گمشدگی کے واقعات عام طور پر حرم شریف جاتے ہوئے نہیں، بلکہ وہاں سے اپنی رہائش گاہ کو لوٹتے ہوئے ہوتے ہیں، لہٰذا مطاف کی طرف سے باہر نکلنے والوں کی رہنمائی کے لیے جو مختلف رنگوں کے پانچ الکٹرانک بورڈ لگے ہوئے ہیں انہیں خوب اچھی طرح سے پہچان لیں۔ یہ بورڈ حرم شریف کے پانچ مین گیٹوں کی سیدھ میں لگائے گئے ہیں، چونکہ ان میں کا ہر گیٹ مکہ مکرمہ کے مختلف محلوں میں کھلتا ہے، لہٰذا ان بورڈوں کو پہچان لینے میں جو سب سے بڑا فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ اگر حرم شریف سے نکلتے ہوئے خدانخواستہ آپ کو کھو بھی گئے تو اپنے مطلوبہ محلہ میں ہی رہیں گے کسی

Marfat.com

دوسرے محلہ میں نہیں نکلیں گے۔

۸) سفر حج میں کئی چھوٹے موٹے اسفار کرنے پڑتے ہیں جیسے جدہ سے مکہ مکرمہ، مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ، منیٰ، عرفات، مزدلفہ وغیرہ کے اسفار، عام طور پر اپنے اسفار کے ہر مرحلہ میں سامان کم سے کم رکھنے کی کوشش کریں نیز ہر سامان پر اپنے نام کے ساتھ پلگرم پاس یا حوالہ نمبر لکھنا نہ بھولیں۔ جیسا کہ قیمتی سامانوں پر اپنا یا کیر آف کر کے کسی دوسرے جاننے والے کا ٹیلیفون نمبر لکھ دینا بھی گمشدگی کی شکل میں پھر دوبارہ دستیابی بہترین ذریعہ ثابت ہوسکتی ہے۔

۹) بسوں پر سامان رکھواتے یا ان پر سے اترواتے ہوئے اپنے سامانوں کی پوری نگرانی رکھیں تا کہ کوئی سامان چھوٹنے نہ پائے۔

۱۰) کبھی بھی، کسی حال میں بھی اور کسی کے کہنے پر بھی دس، بیس یا بہت ہوئے تو پچاس ریال سے زیادہ رقم لے کر بھیڑ کی جگہوں میں نہ جائیں چاہے وہ حرم شریف ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ اس مقدس مقام پر دل ودماغ اگر پیسوں کی حفاظت میں مشغول رہتے ہیں تو یہ اس مقام کی بے ادبی ہے اور اگر ایسا نہیں تو حرم کی ہوش ربا بھیڑ میں آپ کے پیسے محفوظ رہ جائیں گے کیسے یقین کیا جاسکتا ہے؟

۱۱) موقع ملتے ہی پہلی فرصت میں اپنی قیمتی چیزیں ہوں یا دیگر رقومات اپنے معلم صاحب کے پاس بطور امانت جمع کر کے رسید لے لیں پھر بوقت ضرورت ان میں سے لیتے اور خرچ کرتے رہیں، وقتاً فوقتاً جو پیسے لیتے رہیں ان کا اپنی امانت رسید میں اندراج کرواتے رہنا نہ بھولیں، تا کہ جمع شدہ پیسوں میں شک وشبہ یا بھول چوک کی گنجائش نہ رہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہر معلم کے آفس مین اپنے حجاج کی امانتیں جمع کرنے کا معقول انتظام ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی احتیاط کا جو مناسب طریقہ معلوم ہو اختیار کریں، مگر اپنی جیب، بٹوہ یا بیلٹ میں رکھنے کا مطلب ضائع ہونے کے تجربے کو ہرگز دہرانے کی کوشش نہ کریں۔

۱۲) نمازوں کی خاطر یا دوسرے کاموں سے کمرہ بند کر کے باہر جاتے ہوئے کمرہ کا ایر کنڈیشن، بجلی یا پنکھا بند کرنا نہ بھولیں۔

۱۳) جانداروں کے لیے سرچشمۂ حیات، پانی کا بھی اللہ تعالیٰ کے یہاں حساب ہوگا، لہٰذا

Marfat.com

اس کے اپنے ہر استعمال میں عموماً اور ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے پندرہ تاریخ تک خصوصاً پوری پوری کفایت شعاری برتیں۔

(۱۴) یہاں سعودی عرب میں چونکہ ایک نئی اور گرم آب وہوا سے آپ کا سابقہ ہے، چنانچہ دوپہر کی تیز دھوپ سے جہاں تک ممکن ہوسکے بچنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ مشروبات اور پانی خوب کثرت سے پیا کریں تاکہ خدانخواستہ متاثر نہ ہوں۔

(۱۵) ہندوستانی حج آفس مکہ مکرمہ/معلم صاحب کے اعلان کے مطابق جو مدینہ منورہ کی روانگی سے متعلق آپ کی عمارت سے لگا ہوا ملے گا مدینہ منورہ جانے کے لیے تیار رہیں اور روانگی کا جو وقت مقرر کیا گیا ہے اس کے مطابق اپنی بسوں میں سوار ہو جائیں۔ کسی کی غیر حاضری یا انتظار کی وجہ سے اگر بس لیٹ ہوئی جس کی وجہ سے بس میں سوار دوسرے حجاج کرام کو تکلیف اٹھانی پڑی تو اس کا گناہ یقیناً اسی کے سر جائے گا چاہے دیری کا سبب بڑے سے بڑا ثواب کا کام ہی کیوں نہ ہو۔ معلوم رہے کہ جو حجاج حج سے قبل مدینہ منورہ جا رہے ہوں، ان پر طواف وداع ابھی واجب نہیں، کیونکہ یہ طواف وطن واپسی سے پہلے آخری اوقات میں کرنا ہے، جب کہ ان حجاج کرام کو تو حج سے قبل ابھی پھر لوٹ کر مکہ مکرمہ آنا ہے۔

(۱۶) مدینہ منورہ کا سفر اگر حج سے قبل ہو رہا ہو تو ہلکا پھلکا سامان ساتھ رکھیں جیسے دو جوڑے پہننے کے کپڑے جن میں ایک جوڑا گرم کپڑوں کا بھی ہو تو بہتر ہے، اوڑھنے کی چادر یا کمبل کیونکہ مدینہ منورہ میں بعض مرتبہ موسم میں یکایک خوشگوار خنکی بڑھ جاتی ہے، احرام کی چادریں، کیونکہ آتے وقت آپ کو ذوالحلیفہ سے (جس کو بیر علی بھی کہتے ہیں یہ مقام مدینہ منورہ یا اس کے اطراف وجوانب سے مکہ مکرمہ آنے والوں کے لیے میقات ہے) عمرے کا احرام بھی باندھنا ہے، دیگر ضروریات کی چیزیں جو آپ مناسب سمجھتے ہوں، کیونکہ آپ کو وہاں نو دس روز رک کر چالیس نمازیں بھی پڑھنی ہیں۔

(۱۷) ذوالحلیفہ کی میقات پر احرام باندھنے کے لیے جب اپنی بسوں سے اتریں تو اترتے وقت اپنی بسوں کو نمبر وغیرہ دیکھ اچھی طرح پہچان لیں نیز دوسرے رفقائے سفر خصوصاً عورتوں اور عمر رسیدہ وکم پڑھے لکھے لوگوں کو پہچان کرا دیں تاکہ وہاں کی مسجد سے احرام باندھ کر واپس اپنی بسوں تک پہنچنے میں کسی طرح کی دشواری نہ ہو، کیونکہ ان

Marfat.com

دونوں میں وہاں ایک جیسی سیکڑوں بسیں کھڑی رہتی ہیں۔

۱۸ آپ کی مطلوبہ راحت و آرام اور ہر مرحلے میں پورے پورے تعاون کی خاطر، خصوصاً جب کہ پچھلے سالوں کے مقابلے میں امسال حجاج کی تعداد کہیں زیادہ ہے، حج کا اسٹاف کافی بڑھا دیا گیا ہے۔ چنانچہ اگر آپ کسی وجہ اپنے قریبی حج آفس و ڈسپنسری نہ پہنچ سکے تو بھی وہاں سے کوئی نہ کوئی دن میں کم از کم ایک بار آپ کے حال و احوال اور آپ کی عمارت سے متعلقہ حالات کی جانچ پڑتال کے لیے آپ تک پہنچے گا۔ اگر ایسا نہیں تو آپ ضرور اپنے قریبی، حج آفس و ڈسپنسری کے ذمہ دار کو صورتِ حال سے آگاہ کریں۔

۱۹ اپنے حجاج کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر حکومت ہندوستان نے مکہ مکرمہ کے مسفلہ محلّہ میں واقع پورے سال خدمت انجام دیتے رہنے والے مین حج آفس و ڈسپنسری کے علاوہ مزید نو برانچ حج آفیسز و ڈسپنسریاں کھولی گئی ہیں۔ مدینہ منورہ میں بھی ستین روڈ پر قطان ہوٹل کے سامنے اور نیشنل کمپنی کے پاس واقع سال بھر خدمت انجام دینے والا مین حج و ڈسپنسری کے علاوہ مزید دو برانچ آفیسز ڈسپنسریاں کھولی گئی ہیں تا کہ بسلسلۂ طبی ہوں یا دیگر عمومی خدمات آپ کی ہر آواز پر فوری، لبیک کہا جا سکے۔

۲۰ آپ کی رہائش عمارتوں کے ہر کمرے کے لیے مخصوص حجاج کرام کی کمپیوٹر لسٹ کمرے کے دروازے پر تو ہوگی ہی ساتھ ہی ساتھ اس کمرے کی تعداد بتانے والا اسٹیکر بھی ہوگا۔ اگر مقررہ تعداد کے مطابق کمرے میں قیام کرنے والے سارے حجاج کرام ابھی نہ پہنچے ہوں اور اسی بیچ حسب پروگرام آپ مدینہ منورہ جا رہے ہوں تو جاتے وقت یا تو کمرے میں تالا لگا کر نہ جائیں یا چابی کسی ذمے دار کے حوالہ کر کے جائیں تا کہ آپ کے غائبانہ میں اگر کمرے کے بقیہ حجاج آ گئے تو انہیں ٹھہرانے کے لیے کمرے کا تالا نہ توڑنا پڑے۔

۲۱ اپنے وقتی چند روزہ قیام کے مراحل میں سے ہر مرحلے میں ہمیشہ اپنا قیمتی وقت عبادت، تلاوت، ذکر و اذکار اور حج کے مسائل سیکھنے سمجھنے میں صرف کریں بلا وجہ کسی بھی اجنبی اور انجان شخص سے روابط نہ بڑھائیں چاہے وہ آپ کی عمارت کا دربان ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ اس کے نتائج اچھے نہیں پائے گئے۔

Marfat.com

(۲۲) اگر آپ کو کسی حاجی کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہو تو اس کے لئے قونصلیٹ جنرل آف انڈیا نے محلے مسفلہ کے ابراہیم خلیل روڈ پر ایک پلگرام انفارمیشن سینٹر کھول رکھا ہے جہاں سے حج کمیٹی کے ذریعے ہوئے کسی بھی حاجی صاحب کا صرف نام یا پلگرام پاس نمبر/حوالہ نمبر بتا کر ان کی رہائش اور آمد و رفت کے بارے میں ساری معلومات حاصل کی جا سکتی ہے۔

(۲۳) خدانخواستہ اگر آپ کا کوئی سامان کھو جائے تو جہاں حج آفس میں اپنی شکایت درج کرائیں وہیں مسفلہ محلّہ کے ہجرہ روڈ پر واقع برانچ آفس نمبر (۱) سے بھی رجوع کریں یہاں قونصلیٹ نے حجاج کرام کے کھوئے ہوئے سامانوں کو رکھنے کے لیے کمرۂ امانات کے نام سے ایک کمرہ خاص کر رکھا ہے۔

(۲۴) معلم صاحب کی طرف سے دیا گیا پیلا کلائی بند ہو یا حج کمیٹی کی طرف سے ملا ہوا اسٹیل کا کڑا انہیں خود بھی پہنے دیں اور اپنی جماعت کے کمزوروں، ضعیفوں اور عورتوں کو بھی پہنے رہنے کی تاکید کرتے رہیں تا کہ حج کی زبردست بھیڑ میں بھولنے بھٹکنے کی صورت میں ان کلائی بندوں پر درج تفصیلات کی مدد سے ان کا پتہ ٹھکانہ معلوم کرنا آسان ہو سکے۔

(۲۵) منیٰ عرفات، مزدلفہ وغیرہ کی چند ساعتی قیام گاہیں ہوں یا مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی طویل المدتی، دامن سے لپٹی، پریشانی چھوٹی موٹی ہو یا خدانخواستہ بڑی سے بڑی، کبھی بھی خوف وہراس کو اپنے پاس نہ پھٹکنے دیں بلکہ "دل اور بڑھ گیا کوئی مشکل جو آپڑی" کے اصول کے تحت مزید حوصلہ مندی اور بلندی ہمتی سے ان کا مقابلہ کریں۔ اسی طرح یہ بات بھی یاد رہے کہ کسی بھی آفت ومصیبت کے گذرنے کے بعد ان میں گرفتار آدمیوں کو وہیں ڈھونڈا جائے گا جو ان کی مخصوص جگہیں ہیں یا جہاں سے وہ بچھڑے ہیں، لہٰذا ایسے حضرات کو یا تو اپنی جگہوں سے ہٹنا ہی نہیں چاہیے یا اگر وقت کا تقاضہ ہٹنا ہی ہو تو بھی دوبارہ موقع ملتے ہی پھر اپنی جگہ پر آموجود ہونا چاہیے، تا کہ قونصلیٹ کا عملہ ہو یا آپ کے رفقاء سفر آپ کو پانے اور خبر گیری میں جلد از جلد کامیاب ہو سکیں۔

(۲۶) پچھلے سالوں کے تجربات کی روشنی میں آپ کو یہ بتا دینا نہایت ہی ضروری ہے کہ تقریباً

ہر سال ہی حج کے ایام میں کچھ دھوکے باز قسم کے لوگ حجاج کرام سے کسی نہ کسی طرح اپنے روابط بڑھاتے ہیں پھر انہیں پوری طرح اپنے اعتماد میں لیکر سستی قربانیوں کا جھانسہ دیتے ہوئے ایک لمبی رقم اینٹھنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جب کہ ان کا مقصد صرف اور صرف حجاج کرام کو ٹھگنا ہوتا ہے۔ آپ اس قسم کے لوگوں سے ہمیشہ ہوشیار رہیں۔ اپنی قربانی یا تو خود اپنے ہاتھ سے کریں یا اپنے رفقائے سفر میں سے کسی معتبر شخص کے ذریعے کرائیں یا پھر بینک سے قربانی کا کوپن خرید کر انجام دیں۔

۲۷ سفر حج کے دوران تو ہمیشہ ہی مگر خصوصاً بھیڑ کی جگہوں میں اپنے سے کمزوروں، بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کا پورا پورا خیال اور تعاون کرتے ہوئے ثواب کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

۲۸ یہاں پر مقیم اپنے کسی بھی ملاقاتی کو اپنے کمرے میں بلانے سے پرہیز کریں، کیونکہ مقامی ذمہ داروں کی طرف سے کسی کو اپنے کمرے میں بلانا منع ہے۔ اس کے علاوہ جس کمرے میں آپ مقیم ہیں وہاں دوسرے حجاج بھی تو رہتے ہیں؟ ہوسکتا ہے کہ اجنبی کا وجود ان کے لیے تکلیف کا باعث ہو۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ خدانخواستہ اسی دوران عمارت میں اگر کوئی گڑبڑ پیش آجاتی ہے تو اس ملاقاتی کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی پوچھ گچھ اور انکوائری کے مراحل سے گذرنا پڑے گا اور اسی طرح خواہ مخواہ ایک غیر ضروری معاملے میں الجھ کر آپ کی عبادت وریاضت کے قیمتی اوقات متاثر ہوں گے۔ لہٰذا اگر کسی ملاقاتی سے ملنا ہو تو باہر ہی ٹل کر رخصت کر دیا کریں۔

۲۹ اپنے اعزہ واقارب کو بطور تحفہ دینے کے لیے تسبیح، جانماز اور رومال جیسی جو بھی چھوٹی موٹی چیزیں خریدنی ہوں انہیں حج کے بعد خریدیں، خریداری کا ارادہ کرتے وقت دو باتوں کا خیال رکھیں (۱) مارکیٹ میں جانے سے قبل ہر حال میں ضروری چیزوں کی ایک لسٹ بنالیں اور اسی کے مطابق خریدیں یہ لسٹ مارکیٹ میں پہنچ کر نہ بنائیں ورنہ غیر ضروری چیزیں خرید لی جائیں گی اور ضروری چیز رہ جائیں گی۔ (۲) ہوائی جہاز پر اپنے ساتھ لے جانے کے لیے ایک محدود وزن کی ہی اجازت ہے جس سے بڑھنے کی صورت میں آپ کو ہر کلو کے حساب سے زیادہ وزن کا چارج دینا پڑے گا، جبکہ ہندوستان پہنچ کر کسٹم کے مراحل بھی درپیش ہوں گے۔ لہٰذا جس حد تک ہوسکے کم سے

Marfat.com

کم سامان خریدیں۔

(۳۰) حرم شریف کی تقریباً ہر فرض نماز کے بعد جنازے کی نماز کا اعلان ہوتا ہے اور نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے، چنانچہ فرض نمازوں کے بعد احتیاطاً دو چار منٹ رک کر ہی ان کی سنتیں ونوافل کی نیت باندھیں تاکہ اتنے بڑے مجمع میں حرم شریف کے اندر پڑھی جانے والی نمازِ جنازہ کے ثواب سے آپ بھی مستفیض ہوسکیں جس میں شرکت کی حدیث شریف میں بڑی فضیلت ہے۔

(۳۱) معلم صاحب کی طرف سے آپ کو جو فوٹو والا شناختی کارڈ دیا گیا ہے وہ صرف مکہ مکرمہ، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کے لئے ہی کارآمد ہے جدہ کے لئے نہیں۔ جیسا کہ خود اس کارڈ پر بھی سرخ حرفوں میں لکھا ہوا ہے۔ لہٰذا قطعاً اس کارڈ کے بل بوتے پر جدہ وغیرہ کا سفر نہ کریں، کیونکہ خدانخواستہ اگر آپ راستے میں پکڑے گئے اور اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود حج سے قبل نہ چھوٹ سکے تو پھر آپ کے حج کا کیا ہوگا۔

(۳۲) اپنے رفقائے سفر بلکہ عام لوگوں کے ساتھ بھی ہمہ وقت بلند ترین اخلاق کا مظاہرہ کریں جس کی معمولی جھلک یہ ہے کہ آپ کی ذات سے کسی کو ادنیٰ سی بھی تکلیف نہ پہنچے یہاں کے سارے مقدس مقامات کا تہ دل سے احترام کریں جس کا سب سے کمتر نمونہ یہ ہے کہ ہر اس عمل، برتاؤ، بات یہاں تک کہ خیال سے بھی پرہیز کریں جس پر آپ کا دل تھوڑی سی بھی بے اطمینانی محسوس کرتا ہو۔

(۳۳) حرم شریف جاتے ہوئے کپڑے یا پلاسٹک کی ایک تھیلی رکھ لیا کریں تاکہ اس میں اپنے جوتے چپل رکھ سکیں۔ نیز اسے ایسی جگہ رکھنا بھی نہ بھولیں جہاں گم ہونے یا حرم شریف میں صفائی ستھرائی کرنے والے کارکنوں کے ہاتھوں پھینکے جانے کا اندیشہ نہ ہو۔ (جوتے اگر اپنے ساتھ ہوں تو کسی بھی گیٹ سے نکل کر جاسکتے ہیں)۔

(۳۴) حج کی سخت بھیڑ میں حرم شریف کے گیٹوں میں کھڑے ہوکر اپنے جوتے چپل پہننا بھی اپنے پیچھے نکلنے والوں کو اذیت پہنچانے کے برابر ہے، لہٰذا اس سے بچتے ہوئے اپنے جوتے چپل ان گیٹوں سے تھوڑی دور نکل کر پہنا کریں۔

(بشکریہ ندائے شاہی حج وزیارت نمبر جنوری ۲۰۰۱ء)

Marfat.com

کیا مالدار ہی حج کر کے جنت کے مستحق ہیں؟

سوال حج کر کے صرف امیر آدمی جنت میں جا سکتا ہے؟ کیونکہ اس کے پاس حج پر جانے کے لیے مناسب رقم ہے جب کہ غریب محروم ہے؟ اور آج کے زمانہ میں کسی کا حج بھی قبول نہیں ہو رہا ہے، کیونکہ میدان عرفات میں اسلام کے دشمنوں کے نابود ہونے (مٹنے) کی دعاء بڑے خشوع وخضوع سے کرتے ہیں اور ان کا بال بھی بیکا نہیں ہوتا۔ دنیا سے برائی ختم ہونے کی دعا کرتے ہیں، لیکن برائیاں بڑھ رہی ہیں، گویا یہ ان کے دعاء کے نہ مقبول ہونے کی علامات ہیں؟

جواب حج صرف صاحب استطاعت لوگوں پر فرض ہے۔ مگر جنت صرف حج کرنے پر نہیں ملتی۔ بہت سے اعمال ایسے ہیں کہ غریب آدمی ان کے ذریعہ جنت کما سکتا ہے۔ حدیث شریف میں تو یہ آتا ہے کہ "فقراء ومہاجرین امراء سے آدھا دن پہلے جنت میں جائیں گے"۔

حج کس کا قبول ہوتا ہے کس کا نہیں؟ یہ فیصلہ تو قبول کرنے والا ہی کر سکتا ہے، یہ کام میرے اور آپ کے کرنے کا نہیں۔ اور نہ ہم کسی کے بارے میں یہ کہنے کے مجاز ہیں کہ اس کی فلاں عبادت قبول ہوئی یا نہیں۔ البتہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس نے شرائط کی پابندی کے ساتھ حج کے ارکان صحیح طور پر ادا کئے اس کا حج قبول ہو گیا۔ رہا دعاؤں کا قبول ہونا یا نہ ہونا، یہ علامت حج کے قبول ہونے یا نہ ہونے کی نہیں۔ بعض اوقات نیک آدمی کی دعاء بظاہر قبول نہیں ہوتی اور برے آدمی کی دعاء ظاہر میں قبول ہو جاتی ہے اس کی حکمتیں اور مصلحتیں بھی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں۔ اور نہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ برائی اور شر کے غلبہ کی وجہ سے نیک لوگوں کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے "کہ ایک وقت آئے گا کہ نیک آدمی عام لوگوں کے لیے دعاء کرے گا، حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے تو اپنے لئے جو کچھ مانگنا چاہتا ہے مانگ، میں تجھ کو عطا کروں گا، لیکن عام لوگوں کے لیے نہیں، کیونکہ انہوں نے مجھ کو ناراض کر لیا ہے"۔

(کتاب الرقائق ص ۱۵۵ اص ۳۸۴)

اور یہ مضمون بھی احادیث شریف میں آتا ہے کہ تم لوگ نیکی کا حکم کرو اور برائی کو روکو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو عذاب عام کی لپیٹ میں لے لیں پھر تم دعائیں کرو تو تمہاری دعائیں بھی نہ سنی جائے گی۔ (ترمذی شریف: ج ۲/ ۳۹)

اس وقت امت میں گناہوں کی کھلے بندوں اشاعت ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

بہت کم بندے رہ گئے ہیں جو گناہوں پر روک ٹوک کرتے ہوں۔

اس لیے اگر اس زمانے میں نیک لوگوں کی دعائیں بھی امت کے حق میں قبول نہ ہوں تو اس میں قصور ان نیک لوگوں یا ان کی دعاؤں کا نہیں بلکہ ہماری شامت اعمال کا قصور ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائیں۔ (آمین)۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۹)

جھوٹ اندراج کر کے حج کے لئے جانا؟

سوال حج کے درخواست فارم میں اس بات کا بھی اقرار ہوتا ہے کہ پانچ سال کے اندر حج نہ کیا ہو اگر کوئی شخص جا چکا ہے تو کیا یہ شخص دھوکہ دینے والا کہلائے گا یا نہیں؟

جواب حج عظیم عبادت ہے جس کے ذریعہ سب گناہ معاف ہوتے ہیں، جھوٹ گناہ ہے۔ عبادت کے لئے گناہ کی اجازت نہیں، ویسے بھی خلاف قانون چیز کا ارتکاب اپنے مال اور عزت کو خطرہ میں ڈالنا ہے جو قرینِ دانشمندی نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۱۹۹)

مسئلہ ۔ دھوکہ دینے والا کہلانے میں کیا شبہ ہے؟

مسئلہ اس کے لکھنے یا دستخط کرنے کی اجازت نہیں۔ اگر ایسا لکھ دے گا یا دستخط دے گا تو گنہگار ہوگا، مگر اس سے جو حج فرض ادا ہو چکا ہے وہ باطل ہو کر دوبارہ حج کرنا فرض نہیں ہوگا، البتہ حج فرض کے ذریعہ سے گناہ معاف ہو کر پاک وصاف ہو گیا وہ پاکی بعد خطاء اب باقی نہیں رہے گی، گناہ میں ملوث ہو جائے گا، اس لئے ایسا ہرگز نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۱۸۷)

مسئلہ جھوٹ، زبانی ہو یا تحریری، بہر حال جھوٹ ہے اور دروغ (جھوٹ) حلفی اس سے بھی زیادہ قبیح اور برا ہے، حلفیہ دروغ بیانی کی ضرورت نہیں کیونکہ قانون کی مخالفت تو اور بھی خطرناک ہے، جعل کھل جانے پر مال وعزت دونوں کا خطرہ ہے۔ ایسا خطرہ مول لینا قرینِ دانشمندی نہیں ہے۔ تاہم فرض ادا ہو ہی جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳ ص ۱۷۱)

مسئلہ ایک مرتبہ حج کرنے کے بعد پانچ سال تک حج کو نہیں جا سکتا، ایسی پابندی لگانے کا کوئی شرعا حق نہیں ہے۔ جھوٹی قسم کھانا اور جھوٹے حلف نامہ پر دستخط کرنا گناہ ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳ ص ۱۷۱)

سرکاری دورہ پر حج کرنا؟

سوال زید سرکاری ڈاکٹر ہے، اس سال حکومت کی جانب سے وہ بحیثیت ملازم سعودیہ عرب

Marfat.com

چار ماہ کے لئے بھیجا جارہا ہے، زمانہ حج میں وہ سعودیہ عرب میں مقیم رہے گا، ایسی صورت میں اگر وہ فریضۂ حج ادا کرے گا، تو کیا اس کے ذمہ سے فرض اُتر جائے گا یا صاحب استطاعت ہونے کے بعد دوبارہ اپنے ذاتی مصارف سے حج کرنا کیا ضروری ہوگا؟

جواب اگر وہ سرکار کے دیئے ہوئے مصارف سے حج کرے گا تب بھی فریضۂ حج ادا ہو جائے گا پھر صاحب استطاعت ہونے سے دوبارہ حج فرض نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ ص ۱۷۳)

سرکاری روپیہ سے حج کرنا؟

سوال حکومت حج کے زمانہ میں حاجیوں کی دیکھ بھال کیلئے کسی کو افسر منتخب کر کے اس کے تمام مصارف برداشت کرتی ہے اور اس کے لیے بقدر ضرورت تمام رقم پیشگی دے دیتی ہے، وہ منتخب آفیسر اپنے فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ حج بیت اللہ بھی ادا کر لیتے ہیں، ان کا یہ حج کیسا ہوگا؟ ان کا یہ حج فرضیت حج میں شمار ہوگا یا نفل میں؟

جواب جب کوئی شخص خود صاحب نصاب نہیں جس سے اس پر حج فرض ہو یعنی زادِ راہ پر قادر نہیں مگر وہ پیدل پہنچ جائے یا کوئی اس کو ساتھ لے جائے یا کسی نے اس کو روپیہ دے دیا جس سے وہ وہاں پہنچ گیا اور حج ادا کر لیا تو اس کا حج ادا ہو جائے گا۔ پھر مالدار ہو جانے پر اس کے ذمہ دوبارہ حج فرض نہیں ہوگا۔ الاشباہ والنظائر میں ہے کہ "کسی فرض کی ادائیگی کے لیے جو شرائط ہوں ان کی تحصیل مقصود نہیں بلکہ ان کا حصول ہو جائے خواہ کسی طریقہ سے ہو تو بھی کافی ہے۔ اسی طرح یہاں بھی اس کا حج ادا ہو جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۲۱۱)

(سرکاری ملازم، سرکاری مصارف سے حج کرنے کے لیے جائے یا سرکاری دورہ پر جائے یا کسی بھی ادارہ کا ملازم سعودی دورہ پر جائے تو سفر کے دوران حج کرتے ہوئے آجائے تو اس سے اس کا فریضۂ حج ادا ہو جائے گا جب کہ اس پر حج فرض ہو گیا ہو اور اگر حج فرض نہیں تھا حج ادا کرنے کے بعد مالدار ہو گیا یعنی صاحب استطاعت ہو گیا تو پھر بھی اپنے پیسے سے حج کرنا لازم نہ ہوگا کیونکہ زندگی میں صرف ایک مرتبہ حج کے زمانہ میں پہنچ کر حج ادا کرنے سے یہ فریضہ ادا ہو جاتا ہے چاہے جس طریقہ سے بھی پہنچ جائے۔ لیکن مطلق حج کی نیت کرنی چاہئے اگر نفل حج کی نیت کرے گا تو آئندہ کا فریضہ حج ادا نہ ہوگا۔ محمد رفعت قاسمی)

Marfat.com

کیا بیت اللہ شریف کو دیکھنے سے حج فرض ہوتا ہے؟

مسئلہ: جس نے اپنا حج نہ کیا ہو اس کو حج بدل کرنا مکروہ یعنی خلاف اولیٰ ہے اور جب وہ (حج بدل یا عمرہ کرنے والا) کعبہ شریف پہنچتا ہے تو وہ دوسرے کا احرام (حج بدل کا) باندھے ہوئے ہوتا ہے اس واسطے اس کو (دیکھنے والے) پر زیارت کعبہ سے حج فرض نہیں ہوتا۔

(امداد الاحکام ج ۲ ص ۱۹۹)

تاجر دوکاندار کے لیے حج کا حکم

مسئلہ: جس شخص کے پاس پچاس ہزار کا سامان دوکان میں موجود ہے۔ اگر اس سے بقدر مصارف حج کے فروخت کر کے اتنا سرمایہ دوکان میں باقی رہے کہ اس میں تجارت کر کے یہ شخص مع اہل وعیال کے متوسط حال سے گذر کر سکے تو بقدر مصارف حج کے سامان کا بیچنا لازم ہے اور اس پر حج فرض ہے۔

اور اگر باقی میں تجارت کر کے گذر نہ ہو سکے تو حج واجب نہیں ہے بشرطیکہ اس شخص کا گذر تجارت پر ہی ہو۔ (امداد الاحکام ج ۲ ص ۱۵۳)

جس کے پاس صرف مویشی یا غلہ ہو اس کے لیے حج کا حکم

مسئلہ: چالیس ہزار کے مویشی (جانور) ہوں تو اگر یہ شخص کاشتکار یا زمیندار ہے اور یہ مویشی سب کے سب کھیتی کے کام میں مشغول ہیں، یا یہ جانور سواری کے لیے ہیں اور کبھی کبھی سواری کے کام میں آتے ہیں تو اس حالت میں اس پر حج فرض نہیں، ان مویشی کا بیچنا لازم ہے، اور اگر یہ جانور دودھ پینے کے لیے ہیں اور اس کے اہل وعیال کا گزران کے دودھ ہی پر ہے اس کے سوا اور کوئی صورت معاش (کمائی) کی نہیں، نہ زمین کا غلہ ہے نہ اور کچھ، تب بھی اس پر ان کا بیچنا لازم نہیں، بشرطیکہ اگر مصارف حج کے لیے بعض کو فروخت کیا جائے تو باقی مواشی سے گزارہ نہ ہو سکے، اور نہ حج فرض ہے، اور اگر اس کی معاش ان جانوروں کے دودھ پر موقوف نہیں ہے یا موقوف ہے، لیکن ان میں سے بقدر مصارف حج کے ایک دو یا زیادہ جانوروں کے فروخت کرنے کے بعد باقی ماندہ مواشی گزارہ کو کافی ہیں، یا یہ جانور تجارتی ہیں اور ان کی تجارت پر اس کا گزر موقوف نہیں، یا موقوف ہے، مگر مصارف حج کے لئے ایک دو یا زیادہ بیچنے کے بعد باقی ماندہ کی تجارت اس کے گذر

Marfat.com

کو کافی ہے، تو بقدر حج کے ایک یا دو زیادہ جانور کو بیچ کر اس پر حج کرنا فرض ہوگا۔ رہا غلہ جو پچاس ہزار کا ہے تو اگر یہ سارا غلہ صرف کھانے کے ہی استعمال میں آتا ہے تب تو حج فرض نہیں اور اگر کچھ کھایا جاتا ہے باقی بیچا جاتا ہے تو جتنا ضرورت سے زائد ہے اسکو بیچ کر حج کرنا فرض ہوگا جب کہ وہ زائد غلہ فروخت ہونے کے بعد زادو راحلہ و مصارف حج کو کافی ہو۔ (یعنی اس کے حج کا خرچہ اور سفر حج کے دوران اہل وعیال کا خرچ کافی ہو)۔ (امداد الاحکام ج ۲ ص ۱۵۳ ہکذا معلم الحجاج ص ۷۹)

کیا مال ضائع ہونے پر حج ساقط ہو جائے گا؟

مسئلہ اگر اس کے پاس مال بقدر حج ایسے وقت تھا کہ لوگ حج کو نہیں جا رہے تھے، حج میں دیر تھی اور وقت حج آنے سے پہلے ہی وہ مال ضائع ہو گیا تو اس کے ذمہ حج نہیں، اگر زمانہ حج میں مال تھا اور اس نے ارادہ کر لیا تھا، مگر بغیر اس کے اختیار کے مال ضائع ہو گیا تب بھی اس کے ذمہ حج فرض نہیں، اگر خود اپنے اختیار سے مال ایسی جگہ خرچ کر دیا جہاں شریعت کی طرف سے خرچ کرنے کا حکم نہیں تھا تو اس کے ذمہ حج لازم ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۳ ص ۱۷۹)

زمین بیچ کر حج کرنا؟

سوال جس شخص کے پاس زمین ہے نقد روپیہ موجود نہیں تو کیا زمین فروخت کر کے حج کرنا ضروری ہے؟

جواب جس شخص کے پاس اتنی زیادہ زمین ہو کہ اس کا ایک ٹکڑا حج کے خرچہ کے لیے فروخت کرنے کے بعد بھی اتنی زمین باقی رہے جو اس کے اور اہل وعیال کے گزر کے لیے کافی ہے تو ایسے شخص کے ذمہ اپنی زمین کا کچھ حصہ حج کے لیے فروخت کرنا لازم ہے، اور اس پر حج فرض ہے۔ اور اگر مصارف حج کے واسطے ایک ٹکڑا زمین کا بیچنے کے بعد باقی زمین اس کے اور اس کے اہل وعیال کے گزارہ کافی نہیں رہتی تو اس حالت میں اس پر حج فرض نہیں اور نہ زمین کا فروخت کرنا فرض ہے۔

(امداد الاحکام ج ۲ ص ۱۵۲ بحوالہ خانیہ ج ا ص و ہکذا احسن الفتاویٰ ج ۲ ص ۵۱۶ معلم الحجاج ص ۷۹)

مسئلہ اگر جائداد و صحرائی اس قدر ہے کہ اس کی آمدنی اور پیداوار اس کے اور اہل وعیال کے سالانہ خرچ سے زیادہ نہیں ہے تو اس پر حج فرض نہیں اور فروخت کرنا زمین کا اس کے ذمہ لازم نہیں۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ٦ ص ۵۱۵ بحوالہ رد المختار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹٦ و ہکذا احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۳۲)

Marfat.com

مسئلہ جو زمین جائداد گزر اوقات سے زیادہ نہ ہو اس کو فروخت نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے کی ملکیت سے بسر اوقات کرنا شرعاً معتبر نہیں۔ اپنی آمدنی کا لحاظ کیا جاتا ہے، اور شریعت میں لحاظ جائز آمدنی کا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص ۵۳۷)

جائداد گروی رکھ کر حج کو جانا

مسئلہ اگر حج فرض ہو چکا ہے تو قرض لے کر حج کر سکتے ہو، اور رہن کرنا جائداد کا اس طرح کہ نفع کا مرتہن لیوے تو جائز نہیں اور اگر منافع زمین کا مرتہن نہ لیوے تو درست ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۵۷ بحوالہ ردالمختار ج ۵ ص ۳۶۲)

مسئلہ مالک مکان خود اپنے مکان میں اوپر رہتا ہے اور نیچے کا مکان زائد از حاجت ہے تو اس پر حج فرض نہیں ہوا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص ۵۳۷ بحوالہ ردالمختار ج ۲ ص ۱۹۴)

مسئلہ کسی کے پاس اتنا بڑا مکان ہے کہ اس کا تھوڑا سا حصہ رہنے کے لیے کافی ہے اور باقی کو بیچ کر حج کر سکتا ہے تو اس کا بیچنا واجب نہیں ہے، لیکن اگر ایسا کرے تو افضل ہے۔

مسئلہ اگر کسی شخص کے پاس اتنا بڑا مکان ہے کہ اس کو بیچ کر حج بھی کر سکتا ہے اور چھوٹا سا مکان بھی خرید کر سکتا ہے تو اس کا بیچنا ضروری نہیں ہے اگر ایسا کرے تو افضل ہے۔

مسئلہ کسی کے پاس ضرورت سے زائد مکان ہے، یا ضرورت سے زائد سامان ہے یا زمین و باغ وغیرہ ہے کہ اس کا آمدنی کا محتاج نہیں ہے اور ان کی اتنی مالیت ہے کہ ان کو بیچ کر حج کر سکتا ہے تو ان کو حج کے لیے بیچنا واجب ہے۔ (معلم الحجاج ص ۷۹)

ناجائز طور پر قبضہ کی گئی رقم سے حج کرنا؟

سوال کسی کی ذاتی چیز پر دوسرا آدمی قبضہ کرے اور اس کا مالک بن بیٹھے تو کیا وہ حج کر سکتا ہے؟

جواب دوسرے کی چیز پر ناجائز قبضہ کر کے اس کا مالک بن بیٹھنا گناہِ کبیرہ اور سنگین جرم ہے۔ ایسا شخص اگر حج پر جائے گا تو حج سے جو فوائد مطلوب ہیں وہ اس کو حاصل نہیں ہوں گے۔ حج پر جانے سے پہلے آدمی کو اس بات کا اہتمام کرنا چاہیے کہ اس کے ذمہ جو کسی کا حق واجب ہو اسے ادا کر دے۔ کسی کی امانت اس کے پاس ہو تو اسے واپس کر دے۔ کسی کی چیز قبضہ کر رکھی ہو تو اس کو واپس کر دے۔ کسی کا حق دبا رکھا ہو تو اس کو ادا کر دے۔ اس کے بغیر اگر حج پر جائے گا تو محض نام کا

Marfat.com

حج ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے ”ایک شخص دور سے (بیت اللہ شریف کے) سفر پر جاتا ہے اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں، بدن (سفر کی وجہ سے) میل کچیل سے اٹا ہوا ہے وہ رو رو کر اللہ کو ”یارب یارب کہہ کر پکارتا ہے“ حالانکہ اس کا کھانا حرام، لباس حرام، اس کی غذا حرام، اس کی دعاء کیسے قبول ہو“۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۴۱ و فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۱۱۶)

مسئلہ غصب کی ہوئی رقم سے حج کرے گا تو ذمہ سے حج ساقط ہو جائے گا مگر حج مقبول نہ ہوگا۔ اور کسی کا حق دبا لینے کا گناہ بھی ہوگا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۱۷۲)

رشوت لینے والے کا حلال کمائی سے حج کرنا؟

سوال میں جس جگہ کام کرتا ہوں اس جگہ پر اوپر کی آمدنی بہت ہے، لیکن میں اپنی تنخواہ جو کہ حلال ہے علیحدہ رکھتا ہوں کیا میں اپنی تنخواہ سے حج کر سکتا ہوں جب کہ میری تنخواہ میں ایک پیسہ بھی حرام نہیں؟

جواب جب آپ کی تنخواہ حلال ہے تو اس سے حج کرنے میں کیا اشکال ہے؟

”اوپر کی آمدنی، سے مراد اگر حرام کا روپیہ ہے تو اس کے بارے میں آپ کو پوچھنا چاہئے تھا کہ حلال کی کمائی تو میں جمع کرتا ہوں اور حرام کی کمائی کھاتا ہوں۔ میرا یہ طرز عمل کیسا ہے؟ حدیث شریف میں ہے کہ جس جسم کی غذا حرام کی ہو دوزخ کی آگ اس کی زیادہ مستحق ہے۔ الغرض آپ حج کے لیے جانا چاہتے ہیں تو حرام کمائی سے توبہ کریں۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۴۲)

تحفہ یا رشوت کی رقم سے حج کرنا؟

سوال میں ایک دفتر میں ملازم ہوں میری تنخواہ اتنی نہیں ہے کہ پیسے جمع کر کے حج کر سکوں۔ میرے پاس دفتر میں تھوڑی تھوڑی کر کے بطور تحفہ رقم ملی ہوئی ہے، میں نے کبھی حکومت سے کوئی بے ایمانی یا دھوکہ دے کر رقم نہیں لی بلکہ زبردستی رقم دی گئی ہے بطور تحفہ، کیا اس رقم سے حج کرنا جائز ہے؟

جواب حج ایک مقدس فریضہ ہے مگر یہ اسی پر فرض ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔ آپ کو جو رقم تحفہ میں ملی ہے اگر آپ ملازم نہ ہوتے، کیا تب بھی یہ رقم آپ کو ملتی؟ اگر جواب نفی میں ہے تو یہ تحفہ نہیں ہے رشوت ہے اور اس سے حج کرنا جائز نہیں بلکہ جن لوگوں سے یہ رقم لی گئی ان کو لوٹانا ضروری ہے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۴۳ و ہکذا فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۶۳ کتاب الحج)

Marfat.com

رشوت کے ذریعہ ملازمت حاصل کرنے والے کا حج؟

مسئلہ رشوت دے کر ملازمت حاصل کرنا ناجائز ہے، مگر ملازمت ہو جانے کے بعد اپنی محنت سے اس نے جو روپیہ کمایا ہے وہ حلال ہے، اس رقم سے حج کرنا یا اپنے والدین کو حج کرانا جائز ہے۔
(آپ کے مسائل ج۴ ص۴۷)

مسئلہ دفع ظلم اور اپنے جائز حق حاصل کرنے کے لیے رشوت دینی پڑے تو گنجائش ہے مگر دوسرے کی حق تلفی نہ ہو، جس کی رعایت ضروری ہے۔
(فتاویٰ رحیمیہ ج۳ ص۱۱۳ و ہکذا در مختار مع شامی ج۱ ص۱۹۸)

حرام کمائی سے حج کرنا؟

سوال یہ تو متفقہ مسئلہ ہے کہ حج حرام کی کمائی کا قبول نہیں ہوتا، لیکن میں نے ایک مولوی صاحب سے سنا ہے کہ یہ شخص کسی غیر مسلم سے قرض لے کر حج کے واجبات ادا کرے تو امید کی جاتی ہے اللہ سے کہ اس کا حج قبول ہو جائے گا۔ پوچھنا یہ ہے کہ غیر مسلم کا مال تو ویسے بھی حرام ہے تو یہ کیسے حج ادا ہوگا؟

جواب غیر مسلم تو حرام و حلال کا قائل ہی نہیں، اس لئے حلال و حرام اس کے حق میں یکساں ہے اور مسلمان اس سے قرض لے گا تو وہ رقم مسلمان کے لیے حلال ہوگی اس سے صدقہ کر سکتا ہے، حج کر سکتا ہے، بعد میں جب اس کا قرض حرام پیسے سے ادا کریگا تو یہ گناہ ہوگا، لیکن حج میں حرام پیسے استعمال نہ ہوں گے۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۴۲)

مسئلہ غیر مسلم سے روپیہ قرض لے کر حج کو جانے کی اصل یہ ہے کہ کفار مخاطب بالفروع نہیں، اس لیے غیر مسلم سے جو قرض لیا جائے گا وہ شبہات سے خالی ہوگا دوسرے اگر حج کو جانے والے کے پاس مشتبہ رقم ہو تو اس مشتبہ رقم سے حج کرنا بہتر نہیں، اس کو چاہئے کہ قرض لے کر حج کو جائے مگر مسلمان سے قرض لے کر اس کے قرض کو مشتبہ مال سے ادا کرنا اشد ہے اور غیر مسلم کے قرض کو اس سے ادا کرنا اشد نہیں گو شدید ہے۔ (امداد الاحکام ج۲ ص۱۵۹ و ہکذا رحیمیہ ج۶ ص۴۰۳)

ہیجڑہ پن کی کمائی سے حج کرنا؟

مسئلہ ہیجڑہ پن کی زندگی گزارنے والا ان تمام غیر شرعی افعال سے توبہ کرے اور جو روپیہ ان

Marfat.com

کے پاس جمع ہے جو اس (دھندہ طریقے) سے کمایا ہے اس سے حج نہ کریں بلکہ کسی غیر مسلم سے حج کے لیے قرض لے کر حج کریں اور جو رقم اس کے پاس جمع ہے اس سے قرض ادا کر دیں۔ آئندہ کے لیے زنانہ وضع چھوڑ دیں مردانہ لباس پہنیں اور اس کا ڈیرہ (ٹھکانہ، اڈہ) بھی ختم کر دیں۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۵۹)

بانڈ کی رقم سے حج کرنا؟

مسئلہ پرائز بانڈ پر جو رقم ملتی ہے وہ جوا ہے اور سود بھی، جوا اس طرح ہے کہ بانڈ خریدنے والوں میں سے کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ اس کو اس بانڈ کے بدلہ میں دس روپیہ ہی ملیں گے، یا مثلاً پچاس ہزار۔ اور سود اس طرح ہے کہ پرائز بانڈ خرید کر اس شخص نے متعلقہ ادارہ کو دس روپیہ قرض دیئے اور اس ادارہ نے اس روپیہ کے بدلہ میں اس کو پچاس ہزار دس روپیہ واپس کئے۔ اب یہ زائد رقم جو انعام کے نام پر اس کو ملی ہے خالص سود ہے اور خالص سود کی رقم سے عمرہ اور حج کرنا جائز نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۴۵)

مسئلہ حرام مال سے حج کرنا نہیں چاہیے، تاہم اگر کر لیا جائے گا تو فریضہ ادا ہو جائے گا لیکن حج مقبول کا ثواب نہ ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۳ ص ۱۹۲ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۱۹۱ و ہکذا معلم الحجاج ص ۸۱)

مسئلہ جو مال ناجائز طریقہ سے جمع کیا ہے اس کو منہا کرنے کے بعد اگر حج کے لیے کافی ہو تو حج فرض ہوگا ورنہ حج فرض نہ ہوگا۔ اور جو مال حرام جمع کیا ہے اس کے اصل مالک کو اگر وہ مر چکا ہے تو اس کے ورثہ کو واپس کرنا ضروری ہے اگر نہ مالک موجود ہوں نہ اس کے ورثہ موجود ہوں تو بہ نیت گلو خلاصی (چھٹکارہ کی نیت سے) اس کا صدقہ کرنا ضروری ہے (ذمہ کو فارغ کرنا مقصود ہے ثواب کی نیت نہ کی جاوے)۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۳ ص ۲۰۷ ہکذا فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۱۶ بحوالہ رد المحتار ج ۲ ص ۱۹۱ حج بمال حرام)

ملازمین سے چندہ لیکر حج کے لیے قرعہ نکالنا؟

سوال ہمارے یونین نے ایک حج اسکیم نکالی ہے وہ ہر ملازم سے پچیس روپیہ ماہوار زبردستی ایک سال تک لیتی ہے۔ اس پیسہ سے قرعہ اندازی کر کے دو ملازم کو حج کے لیے کہا ہے۔ کیا اس پیسہ سے حج جائز ہے جب کہ ملازم یونین کے خوف سے چندہ دیتا ہے دل سے نہیں؟

جواب جو صورت آپ نے لکھی ہے اس طرح حج پر جانا جائز نہیں ہے۔ زبردستی رقم جمع کرنا

Marfat.com

اوراس کا قرعہ نکالنا یہ دونوں چیزیں ناجائز ہیں۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۴۳)

حج کے لیے ڈرافٹ پر زیادہ رقم دینا؟

مسئلہ ڈرافٹ منگانے کی جوصورت آپ نے لکھی ہے یعنی ۳۲/ ہزار دیکر ۳۰ ہزار روپیہ لینا یہ توسمجھ میں نہیں آتی۔ البتہ اگر پانچ ہزار روپیہ ایجنٹ کو بطور اجرت دیئے جائیں تو کچھ گنجائش ہوسکتی ہے روپیہ کے بدلے ڈالر یا کوئی اور کرنسی لی جائے تو جائز ہے۔

مسئلہ اگر کوئی ادارہ ڈرافٹ منگوادیتا ہو اور زائد رقم حق محنت کے طور پر وصول کرتا ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۴۴)

بیٹی کی کمائی سے حج کرنا؟

سوال اگر بیٹی اپنی کمائی سے ماں باپ کو حج کرانا چاہے تو کیا یہ حج جائز ہے جب کہ اس کے بیٹے اس قابل نہیں ہیں؟

جواب بلاشبہ حج جائز ہے لیکن عورت کا محرم کے بغیر حج جائز نہیں۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۴۳)

نافرمان بیٹے کا حج کو جانا؟

سوال ماں باپ کے ناراض ہونے پر کیا بیٹے کا حج ہوجائے گا؟ سنا ہے کہ باپ معاف نہ کرے تو حج نہیں ہوتا؟

جواب اگر اس کے ذمہ حج فرض ہے تو اس کو حج پر جانا لازم ہے اور اس کا فرض بھی سر سے اتر جائے گا، لیکن حج پر جانے والے کے لیے ضروری ہے کہ حج پر جانے سے پہلے تمام اہل حقوق کے حق ادا کرے اور سب سے حقوق معاف کرائے۔

پس آپ کے بیٹے کو چاہئے کہ وہ آپ کو راضی کرلے اور معافی مانگ لے اگر آپ اس کو معاف نہیں کریں گے تو اس سے اسکا نقصان ہوگا (فرض تو ادا ہوجائے گا لیکن حقوق ادا نہ کرنے کا گناہ ہوگا) آپ کا بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا اور اگر آپ معاف کردیں گے تو ہوسکتا ہے کہ اسکی حالت سدھر جائے اس میں اس کا بھی فائدہ ہے اور آپکا بھی۔ (آپکے مسائل ج ۴ ص ۳۵)

مسئلہ حج فرض کے لیے والدین کی اجازت ضروری نہیں البتہ حج نفل والدین کی اجازت

کے بغیر نہیں کرنا چاہئے۔ (آپ کے مسائل ج۴ص۴۷)

مسئلہ جو شخص صاحب استطاعت ہو تو خواہ اس کے والدین نے حج نہ کیا ہو اس کے ذمہ حج فرض ہے اور حج فرض کے لیے والدین کی اجازت ضروری نہیں ہے۔ (آپکے مسائل ج۴ص۴۷)

مسئلہ والدہ کی ناراضگی کی حالت میں حج کو جائے تو اس شخص کا حج تو ادا ہو گیا وہ ایک مستقل عبادت تھی جو ادا کرنے سے ادا ہو گئی لیکن ماں (باپ) کی ناراضگی کا جو گناہ اس کی گردن پر ہے اس کی مکافات (جب کہ والدہ کا انتقال ہو گیا ہو) اس کے علاوہ کیا ہو سکتی ہے کہ توبہ استغفار کے بعد ان کے لیے ایصال ثواب کرے موت کے بعد ایصال ثواب ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اس کا نفع پہنچتا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج۶ص۵۳۱)

مسئلہ حج فرض نہ ہونے کی صورت میں بلا اجازتِ والدین کے حج کے لیے جانا جائز نہیں ہے جب کہ والدین کو اس کی خدمت کی ضرورت ہو۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج۶ص۵۳۱)

پہلے خود حج کرے یا والدین کو کرائے؟

سوال صاحب استطاعت پہلے اپنا حج کرے یا غیر مستطیع والدین کو کرائے؟

جواب صورت مسؤلہ میں اگر لڑکے کے پاس اتنی استطاعت ہو کہ والدین کو اپنے ساتھ لے جا سکتا ہے تو والدین کو ہمراہ لے جائے اور اگر اس وقت والدین کے ساتھ لے جانے کی حیثیت نہ ہو خود جانے کی استطاعت ہو تو اس وقت اپنا فریضہ ادا کرنا چاہئے پہلے والدین کو حج کرانا اس کے بعد پھر خود جانا یہ شرعی حکم نہیں ہے استطاعت ہو جانے پر والدین کو بھی حج کرانے کی نیت رکھے اور کوشش کرتا رہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۸ص۲۸۲ ہکذا فتاویٰ محمودیہ ج۳ص۱۷۸)

مسئلہ جب خود اپنے ذمہ حج فرض ہے تو والدین کو حج کرانے سے اس کا اپنا فرض ادا نہ ہوگا اس کو خود اپنا فرض حج کرنا لازم ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج۶ص۵۴۲ وہکذا آپکے مسائل ج۴/ص۷۲)

مسئلہ اولاد کے ذمہ باپ کو حج کرانا ضروری نہیں ہے، لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے اولاد کو مال دیا ہے تو ماں باپ کو حج کرانا بڑی سعادت ہے۔ (آپکے مسائل ج۴ص۷۲)

مسئلہ مرد حج کے جانے کے لیے بیوی کی اجازت کا پابند نہیں ہاں یہ ضروری ہے کہ اس کے لیے واپسی تک نفقہ (ضروری خرچہ) کا انتظام کر کے جائے۔ (امدادالاحکام ج۲ص۱۵۶)

(یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ بعض لوگ ناواقفیت کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ جب

تک والدین کو حج نہ کرائیں خود ان کا حج ادا ہی نہ ہوگا اور اس غلط خیال کی بنیاد پر بوڑھے والدین کو حج کے لیے روانہ کر دیتے ہیں پھر ان ضعیف لوگوں کو حج میں جن پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ ناقابل بیان ہیں۔ اس لیے اچھی طرح سمجھ لیں کہ اپنے فرض حج کی ادائیگی والدین کے حج پر موقوف نہیں ہے، پہلے خود کو اپنا فریضہ ادا کرنا چاہئے اور اگر والدین کو حج کرانے کا خیال ہو تو خدمت کے لیے ان کے ساتھ ضرور جائیں انہیں دوسروں کے حوالہ نہ کریں۔ محمد رفعت قاسمی)

حج مقدم ہے یا بچے کی شادی؟

سوال میں سرکاری ملازم تھا ریٹائر ہونے پر ستر ہزار روپیہ مجھے ملا میرا ارادہ حج کا تھا، مگر اتفاق اس درمیان میرے لڑکے کی شادی کی امید ہو رہی ہے تو میں پہلے حج کروں یا بچے کی شادی کے لیے یہ رقم جمع کروں؟

جواب صورت مسئولہ میں آپ کے پاس جو رقم ہے وہ آپ کے حوائج اصلیہ کے علاوہ مکہ مکرمہ تک آمد ورفت کے لیے کرایہ اور دیگر اخراجات کے لیے کافی ہو اور جن کا خرچہ آپ کے ذمہ لازم ہو سفر حج سے واپسی تک کے لیے ان کو خرچ دے سکتے ہوں تو آپ پر حج فرض ہے پہلے اپنے فریضہ حج کو ادا کر لیا جائے ممکن ہے بعد میں کوئی روکاوٹ پیش آ جائے اور آپ حج کی سعادت سے محروم رہ جائیں اور یہ عظیم فریضہ آپ کے ذمہ باقی رہ جائے۔

اولاد کا نکاح بھی بہت ضروری ہے احادیث شریف میں اس کی بہت تاکید آئی ہے فریضہ حج سے فراغت کے بعد ان کی شادی کی بھی فکر اور انتظام کیا جائے مگر ان کی شادی کی وجہ سے حج مؤخر نہ کیا جائے، فقہاء کرام نے مکہ مکرمہ تک آمد ورفت کا کرایہ اور جن کا خرچہ ضروری ہے ان کے خرچہ کا انتظام کرنے پر قادر ہونا بیان کیا ہے، بچوں کی شادی کا خرچ بیان نہیں کیا یہاں تک کہ مدینہ طیبہ کے مبارک سفر کا خرچ بھی حج کی فرضیت کے لیے ضروری قرار نہیں دیا ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۲۷۶ بحوالہ زبدۃ المناسک ج ۱ ص ۱۲ اور ہکذا معلم الحجاج ص ۹۱)

سوال ایک فتویٰ یہ بھی ہے کہ ایک شخص کے پاس اس قدر مال تھا کہ وہ حج کر سکتا تھا، لیکن اس نے حج تو نہ کیا بلکہ وہ روپیہ اولاد کی شادی میں لگا دیا، اب وہ مفلس ہو گیا اگر وہ تمام عمر مفلس رہے اور مال جمع نہ کیا تو؟

جواب اس پر حج فرض ہو چکا تھا اگر بلا حج کیے مر گیا تو حج فرض کا چھوڑنے والا ہوا اور (حج نہ

Marfat.com

کرنے کی وجہ سے) گنہگار ہوا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۵۱۸ وفتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ ص ۱۶۵)

مسئلہ آج کل رسم ورواج نے شادی کے لیے جو پابندیاں لازم کردی ہے وہ اکثر ایسی ہیں جو کہ شرعاً لازم نہیں بلکہ شرعاً ناجائز ہیں اگر مسنون طریقہ سے شادی کی جائے حج کو ملتوی یا مؤخر کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۳ ص ۱۷۸)

ملازمت کی تلاش میں حج کی نیت کرنا؟

سوال ایک شخص کی مالی حالت ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے اس پر حج فرض نہیں ہے وہ ملازمت کی غرض سے جدہ جانا چاہتا ہے لیکن ملازمت کے لیے ویزہ نہیں مل سکتا اس لیے وہ حج کے ویزہ پر جدہ کا ارادہ رکھتا ہے تو کیا یہ حج وملازمت دونوں کی نیت کرے؟ کیونکہ اصل مقصد ملازمت ہے؟ کیا یہ حج کے وقت حج کرسکتا ہے؟

جواب جب اس پر حج فرض نہیں تو ملازمت کی غرض سے جدہ کا سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ حج کی نیت ہو تو ثواب کا مستحق ہوگا۔ اگر اسباب حج میسر ہو جائے تو ضرور حج کرے ورنہ لازم نہیں ہے، اور اس طرح جانے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۳۱۶، وہکذا احکام القرآن ص ۳۵۱)

ملازمت ختم ہونے کے خوف سے حج میں تاخیر کرنا؟

سوال میں ابھی تک سرکاری غیر مستقل ملازم ہوں اور غیر مستقل ہونے کی وجہ سے میرے حکام کو بالکل اختیار ہے چاہے جس روز اور جس وقت مجھے (خواہ کوئی قصور ہو یا نہ ہو) برخواست کردیں، چونکہ حج کے لیے مجھ کو طویل رخصت کی درخواست دینا ہوگی، لہٰذا بجائے رخصت کے منظور کرنے کے مجھے غالب اندیشہ ہے کہ وہ یہ ہی حکم دیں گے جائیے ہم نے ہمیشہ کے لیے آپ کو الگ کردیا۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ اب تک میں فرض حج کرنے نہیں گیا اور ابھی چند سال تک چھٹی کی وجہ سے جانا ملتوی رہے گا، تو میں گنہگار تو نہ ہوں گا؟

جواب تاخیر حج بلا عذر سے گناہ ہوتا ہے اور جو تاخیر عذر کی وجہ سے اس سے گناہ نہیں ہوتا یہ تو قاعدہ کلیہ ہے۔ اب رہا یہ عذر جو آپ نے بیان کیا وہ عذر ہے یا نہیں؟ تو میں نے مولانا تھانویؒ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا میرے نزدیک پریشانی روزگار عذر ہے۔

(امداد الاحکام ج ۲ ص ۱۶۴)

Marfat.com

کوئی حکومت حج نہ کرنے دے تو کیا حکم ہے؟

سوال: چند سال ہوگئے "برما" کا کوئی آدمی حج نہیں کرسکتا، حکومت برما کی طرف سے بالکل اجازت نہیں ہے تو اس حال میں جس پر حج فرض ہوا اور وہ حج نہ کرسکے تو گنہگار ہوگا یا نہیں؟

جواب: امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس صورت میں حج فرض نہیں ہوا۔ صاحبین (امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ) کے یہاں اس پر حج بدل کرانا فرض ہے، پھر عذر زائل ہوگیا تو دوبارہ خود حج کریں، یہ قول مصحح ہیں، اوّل اگرچہ اوسع ہے مگر دوسرا احوط ہونے کے علاوہ اکثر مشائخ کا مختار بھی ہے۔

لہٰذا حج کی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو اس پر عمل کرنا لازم ہے۔ یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ حکومت کے منع کرنے سے پہلے حج فرض نہ ہوا ہو، اگر پہلے سے فرض تھا اس کے بعد عاجز ہوگیا تو بلا اختلاف دوسرے سے حج کرانا فرض ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۱۸ بحوالہ ردالمختار ج ۲ ص ۱۵۴)

حج اور زکوٰۃ کی فرضیت میں فرق

زکوٰۃ کی فرضیت اور حج کی فرضیت میں فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ تو صاحب نصاب پر ایک سال پورا ہونے کے بعد فرض ہوتی ہے اگر پورا مال سال سے پہلے ختم یا نصاب سے کم ہوجائے تو زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی جب کبھی مال نصاب کے برابر ہوکر سال گزر جائے گا تو زکوٰۃ واجب ہو جائے گی اور جب تک بھی مال نصاب کے برابر رہے گا ہر سال زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

حج کی فرضیت کے لیے یہ ضروری ہے کہ زندگی میں ایک بار مکہ مکرمہ تک آمدورفت کا سفرخرچ اور وہاں پر قیام وطعام وقربانی وغیرہ کا خرچ اور اہل وعیال کا حج سے واپسی تک خرچہ کی رقم کا ہونا ضروری ہے قرض ادا کرنے کے بعد تو حج فرض ہوجائے گا۔

اگر اتنی رقم آپ کو زندگی میں ملی اور خرچ یا چوری ہوگئی تو بھی آپ کے ذمہ حج کی فرضیت باقی رہے گی۔ اگر آئندہ مرتے دم تک اتنی رقم جمع نہ ہوسکی جب بھی حج کی فرضیت بدستور باقی رہے گی اور آپ کے ذمہ ضروری ہوگا کہ وصیت کرکے مرے کہ میرے ترکہ میں سے شرعی طور پر حج بدل کرائیں۔

نیز حج زندگی میں اتنی رقم ہونے پر ایک بار فرض ہوتا ہے اور زکوٰۃ صاحب نصاب پر ہر سال۔ (رفعت قاسمی)

Marfat.com

کیا صاحب نصاب پر حج فرض ہے؟

سوال ایک مولانا کہتے ہیں کہ جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا باون تولہ چاندی ہو وہ صاحب مال ہے اس پر حج فرض ہو جاتا ہے، یعنی جو صاحب زکوٰۃ ہے اس پر حج فرض ہو جاتا ہے، صحیح کیا ہے؟

جواب اس سے حج فرض نہیں ہوتا بلکہ حج ان پر فرض ہوتا ہے جس کے پاس حج کا سفر خرچ بھی ہو اور غیر حاضری میں اہل وعیال کا خرچ بھی ہو۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۳۰)

مسئلہ اگر والدین کے پاس رقم نہ ہو اور بیٹا ان کو حج کی رقم دیدے تو اس رقم کا مالک بنتے ہی بشرطیکہ ان پر کوئی قرض نہ ہو، ان پر حج فرض ہو جائے گا۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۷)

حج کی فرضیت اور اہل وعیال کی کفالت

سوال میں ملازمت سے ریٹائر ہوا ہوں، فنڈ یک مشت حکومت نے دیا ہے۔ اب یہ رقم حج کے لیے اور اس عرصہ تک اہل وعیال کے خرچ کے لیے کافی ہوتی ہے مگر حج سے واپس آنا ہو گا تو روزگار کے لیے میرے پاس کچھ بھی نہ ہو گا، کیا ایسی حالت میں حج فرض ہو گا یا نہیں؟ نیز قاسم کی دوکان ہے جس کی تجارت سے اپنا و بچوں کا گزر کرتا ہے، اگر قاسم دوکان بیچ کر حج کرنے چلا جائے تو پیچھے بچوں کے لیے اسی رقم سے بچوں کا گزر ہو سکتا ہے۔ کیا اس صورت میں اس پر حج فرض ہو گا یا نہیں؟

جواب دونوں سوالوں کا جواب ایک ہی کہ حج سے واپسی تک اس کے پاس اتنی رقم پونجی ہونی چاہئے کہ جس سے اس کے اہل وعیال کی بقدر ضرورت کفالت ہو سکے۔ مذکورہ بالا صورتوں میں حج فرض نہیں ہو گا۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۳۱)

مسئلہ اگر کسی کے پاس اتنا روپیہ ہو کہ صرف حج کر سکتا ہے اور مدینہ منورہ نہیں جا سکتا تو اس پر حج فرض ہو گیا، حج ادا کرے، مدینہ منورہ جانے کے لیے روپیہ جمع ہونے کا انتظار نہ کرے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۱۸ بحوالہ رد المختار کتاب الحج ج ۲ ص ۲۸۹ و ہکذا امداد الاحکام ج ۲ ص ۱۶۱ و کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۰۳۴)

Marfat.com

مستطیع پہلے حج کرے یا مکان بنوائے؟

مسئلہ جب کہ روپیہ حج کے موافق موجود ہے تو حج کرنا فرض ہے مکان بنانا ضروری نہیں۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص ۵۱۷ بحوالہ بحرالرائق ج ۲ ص ۳۲۷)

مسئلہ حج میں مختار قول یہ ہے کہ واجب ہونے کے بعد علی الفور واجب ہے پس اگر آپ پر حج واجب ہو چکا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ سال گذشتہ میں یا اس سے پہلے کسی سال میں حج کے وقت آپ کے پاس حج کرنے کے لیے کافی رقم تھی اب اس رقم کو مکان میں صرف (خرچ) کرنا جائز نہیں اور اگر حج کے وقت میں کسی سے سال کے اندر رقم جمع نہ تھی بلکہ اس سال رقم حج کے وقت کے بعد جمع ہوئی یا ہمیشہ حج کے وقت سے پہلے جمع ہوئی تو اور وقت سے پہلے ہی صرف ہو جاتی تھی تو اس صورت میں اس رقم کو مکان میں لگا دینا جائز ہے۔

(امداد الاحکام ج ۲ ص ۱۵۸ و ہکذا فتاوی محمودیہ ج ۳ ص ۲۰۰ و فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۱۴ و معلم الحجاج ص ۹۰)

استطاعت کے باوجود حج سے پہلے عمرہ کرنا؟

مسئلہ جس شخص کو ایام حج میں بیت اللہ شریف تک پہنچنے اور حج پورا کرنے تک وہاں رہنے کی طاقت ہو اس پر حج فرض ہو جاتا ہے اور یہ فرضیت ہمیشہ قائم رہتی ہے، اس لیے ایسے شخص کو جو صرف ایک بار بیت اللہ شریف پہنچنے کے وسائل رکھتا ہے، حج پر جانا چاہیے۔ عمرہ کیلئے سفر کرنا اور فرضیت کے باوجود حج نہ کرنا بہت غلط بات ہے۔ (آپکے مسائل ج ۴ ص ۳۴، و ہکذا معلم الحجاج ص ۷)

مسئلہ اگر حج کے دنوں میں آدمی مکہ مکرمہ تک پہنچ جائے اور حج تک وہاں ٹھہرنا ممکن بھی ہو تو حج فرض ہو جاتا ہے اور اگر یہ دونوں شرطیں نہ پائی جائیں تو حج فرض نہیں ہوتا۔

(آپکے مسائل ج ۴ ص ۳۵)

مسئلہ اگر کوئی شخص ماہ حج میں داخل ہو جائے یعنی رمضان المبارک میں عمرہ کے لیے جائے اور شوال کا مہینہ شروع ہو جائے تو اگر وہ پہلے حج کر چکا ہے تو دوبارہ حج فرض نہیں، اگر نہیں کیا تو اس پر حج فرض ہے۔ بشرطیکہ یہ حج تک وہاں رہ سکتا ہو یا واپس ہو کر دوبارہ جانے اور حج کرنے کی استطاعت رکھتا ہو۔ دونوں شرطوں میں سے کوئی ایک بھی نہ پائی جائے تو اس پر حج فرض نہیں ہوتا۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۳۶)

Marfat.com

سیاحت کے ویزے پر حج کرنا؟

سوال بعض حضرات اپنی بیگمات (بیویوں) کو عمرہ اور حج کی نیت سے سیاحی ویزہ (ویزٹ) کی حیثیت سے بلاتے ہیں کہ وہ یہاں پر بھی آجائیں گی اور حج یا عمرہ بھی کرلیں گی اور بعض اوقات اس ویزہ کے حصول کے لیے رشوت بھی دینی پڑتی ہے؟

جواب سیاحی ویزہ پر حج کرنا درست ہے، مگر اس کے لیے رشوت دینا جائز نہیں۔

(آپ کے مسائل ج۴ص۳۹)

مسئلہ بعض لوگ عمرہ کا ویزہ لے کر عمرہ کرنے کے لیے جاتے ہیں اور وہیں رک کر حج کر کے واپس آتے ہیں، یہ (چوری چھپے رکنا) حکومت کے قانون کی خلاف ورزی ہے، ایسا کرنا نامناسب ہے، اگر کوئی شخص رک جائے اور حج کرلے تو فریضہ ادا ہو جائے گا۔

اگر حکومت خلاف قانون کام کرنے پر کوئی کاروائی کرے تو اس کے لیے تیار رہنا ہوگا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج۸ص۳۱۸)

حکومت کی اجازت کے بغیر حج کرنا؟

سوال میرے والدین اس سال میں حج پر آرہے ہیں، اور یہاں پر سعودی حکومت کا قانون ہے کہ یہاں کام کرنے والا ایک دفعہ حج کرلے تو پانچ سال کے بعد دوسرا حج کرے۔ میرا ابھی ایک سال باقی ہے۔ میرے والدین بوڑھے ہیں۔ میں حج کرنے جاؤں تو گناہ تو نہیں ہوگا؟ میں بغیر اطلاع کے چلا جاؤں؟

جواب آپ کا والدین کے ساتھ حج کرنا بلاشبہ صحیح ہے، مگر قانون کی خلاف ورزی کرنے میں عزت اور ملازمت کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ یہ آپ خود دیکھ لیں۔ اس کے بارے میں میں کوئی مشورہ نہیں دے سکتا۔ البتہ شرعاً اس طرح حج ادا ہو جائے گا اور ثواب بھی ملے گا۔

(آپ کے مسائل ج۴ص۴۶)

مسئلہ دہلی کا کوٹہ ختم ہو جانے کی وجہ سے زید دوسرے صوبہ سے اپنا نام ولدیت اور سکونت غلط لکھوا کر حج کو جانا چاہتا ہے حج فرض ہو یا نفل، جھوٹ بول کر، غلط بات لکھوا کر حج کو جانا جائز نہیں ہے۔ حج تو ہو جائے گا مگر زید جھوٹ کا مرتکب ہوگا۔ (کفایت المفتی ج۴ص۳۴۳)

Marfat.com

چور راستہ سے حج کو جانا؟

سوال حکومت کی پابندی کے باوجود جو لوگ چوری یعنی غلط راستوں سے حج کرنے جاتے ہیں اور حج کو بھی نفلی کرتے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب حکومت کے قانون کی خلاف ورزی کرنے میں ایک تو عزت کا خطرہ ہے کہ اگر پکڑے گئے تو بے عزتی ہوگی۔ دوسرے بعض اوقات احکام شرعیہ کی خلاف ورزی بھی لازم آتی ہے، مثلاً بعض اوقات میقات سے بغیر احرام کے جانا پڑتا ہے جس سے دم لازم آتا ہے۔ اگر قانونی گرفت اور احکام شرعیہ کی مخالفت کا خطرہ نہ ہو تو مضائقہ نہیں، ورنہ نفلی حج کرنے کے لیے وبالِ سر لینا ٹھیک نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۴۷)

(اصولی اعتبار سے کسی حکومت کو حجاج کی تعداد پر پابندی لگانے کا حق نہیں ہے، اسلیے اپنی عزت اور جان مال کے تحفظ کیساتھ کوئی بھی شخص کسی مناسب تدبیر سے حج کے لیے جاسکتا ہے، لیکن ضروری ہے کہ جو شخص بھی حج کو جائے وہ اپنے ٹھہرنے کا انتظام ضابطہ کے مطابق کرے، راستوں اور فٹ پاتھ پر قیام کر کے دیگر حجاج کو ایذا رسانی کا مرتکب نہ ہو۔ رفعت قاسمی)

سعودی عرب میں ملازمت کرنے والوں کا حج؟

سوال جو لوگ نوکری کے لیے سعودی عرب جاتے ہیں وہاں رہ کر حج یا عمرہ کرتے ہیں حدیث کی رو سے اس کا ثواب کیا ہے؟ جب کہ دوسرے لوگ جو کہ غریب ہیں وہ حج کے لیے پیسہ پیسہ جمع کرتے ہیں؟

جواب جو لوگ ملازمت کے سلسلہ میں سعودی عرب گئے ہوئے ہیں اور جو حج کے دنوں میں بیت اللہ شریف پہنچ سکتے ہوں، ان پر حج فرض ہے۔ اور ان کا حج وعمرہ صحیح ہے۔ اگر اخلاص ہو اور حج وعمرہ کے ارکان بھی صحیح ادا کریں تو انشاء اللہ ان کو بھی حج وعمرہ کا اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ وطن سے جانے والوں کو۔ اور جو غریب آدمی پیسہ پیسہ جمع کر کے حج کی تیاری کرتا رہا، مگر اتنا سرمایہ میسر نہ آسکا کہ حج کیلئے جائے، انشاء اللہ اس کو اسکی نیت پر حج کا ثواب ملے گا۔ (آپکے مسائل ج ۴ ص ۴۸)

سرکاری ڈیوٹی پر جانے والے کا حج؟

سوال میں یہاں سے ڈیوٹی دینے کے لیے مقامات حج پر حکومت کی طرف سے بھیجا گیا،

Marfat.com

میرے آفسر نے کہا تم ڈیوٹی کے ساتھ حج بھی کر سکو گے۔ میں نے آفسر کے سات حج کے تمام مناسک پوری طرح ادا کئے۔ میرے ساتھیوں نے کہا کہ ڈیوٹی کے ساتھ تمہارا حج نہیں ہوا صحیح کیا ہے؟

جواب آپ کا حج ''ہم خرما و ہم ثواب'' کا مصداق ہے۔ آپ کو دہرا ثواب ملا، حج کا بھی اور حجاج کی خدمت کا بھی۔

مسئلہ اگر کوئی شخص فوج کی طرف سے حج کرنے کے لیے جائے تو اس کا فرض حج ادا ہو جائے گا۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۳۹)

(مسلح افواج کے دستے ہر سال حجاج کی خدمت کے لیے جو جاتے ہیں ان کا فرض حج ادا ہو جائے گا)۔

حج کے لیے چھٹی کا حاصل کرنا؟

سوال ملازمت کے دوران ہر ملازم کو پہلے حج کے لیے ایک ماہ کی چھٹی مع تنخواہ ملتی ہے۔ میں صاحب حیثیت ہوں اور حج کے لیے جانا چاہتا ہوں کیا میں قانوناً حج کی چھٹیوں میں حج کروں یا اپنی سالانہ چھٹیاں لے کر جاؤں؟ کیا ان دونوں چھٹیوں میں فرق سے ثواب میں فرق پڑے گا؟

جواب اگر قانون کی رو سے چھٹی مل سکتی ہے اور اس کے لیے کسی غلط بیانی سے کام نہیں لینا پڑتا ہے تو حج کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۴۷)

غربت کے بعد مالداری میں دوسرا حج کرنا؟

سوال مجھ پر حج فرض نہیں تھا کسی نے اپنے ساتھ مجھ کو حج کرا دیا، اور جب میں وطن واپس آیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے مال دیا اور غنی (مالدار) ہو گیا، اب بتائیں کہ دوبارہ حج کے لیے جاؤں گا تو یہ حج میرا فرض ہوگا یا نفل؟

جواب پہلا حج کرنے سے فرضیت ساقط ہو جائے گی، دوسرا حج غنی ہونے کے بعد جو کرے گا وہ حج فرض نہیں کہلائے گا بلکہ نفل ہی سمجھا جائے گا۔

(فتاویٰ دار العلوم ج۶ ص۵۳۱ بحوالہ رد المختار ج۲ ص۳۳۲ و ہکذا فتاویٰ رحیمیہ ج۵ ص۲۲۴)

مسئلہ اگر کوئی شخص خدمت کے واسطے اپنے ہمراہ ایسے ہی تبرعاً ایسے شخص کو حج کے لیے جائے جس پر فی الحال حج فرض نہیں اس کا وہ فرض جو آئندہ (مالدار ہونے کے بعد) ہونے والا ہے

ادا ہو جائے گا۔ نیز شخص مذکورہ کو (یہیں) پر اس قدر روپیہ دے کر قبضہ کرا دیا جائے جس سے فرضیت عائد ہو جائے تو بھی فرضِ ادا ہو جائے گا۔ (امداد الاحکام ج ۲ ص ۱۵۹)

مسئلہ ملازمت کی حالت (سعودی عرب) میں حج واجب ہونے سے پہلے جو شخص کر چکا پھر استطاعت کے بعد دوبارہ اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ حج فرض ادا ہو چکا۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۲۵)

غریب کو کسی نے حج کے لیے رقم دی؟

سوال ایک غریب شخص کو نفل حج کرنے کے لیے کسی نے پیسے دیئے اور اس نے خود اپنی طرف سے نفل حج ادا کیا بعد میں وہ نفل حج کرنے والا مالدار ہو گیا اور وہ حج نہ کرنے جائے تو کیا پہلا نفل حج جو اس نے کیا ہے اس سے حج کی فرضیت ساقط ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب پہلا حج جو اس شخص نے کیا ہے اگر خالص نفل حج کی نیت کی ہے تو وہ نفل ادا ہوگا اور فرض حج ساقط نہ ہوگا اور اگر پھر وہ مالدار ہوا تو حج فرض پھر ادا کرنا ہوگا اور اگر خاص نفل کی نیت نہ کی تھی، مگر فرض کی بھی نیت نہ کی تھی بلکہ مطلق حج کی نیت کر لی تھی تو اس سے فرض ساقط ہو گیا، اب مالدار ہونے سے دوبارہ حج فرض نہ ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۵۷ و ہکذا معلم الحجاج ص ۸۱)

مسئلہ ایک شخص پر حج فرض ہوا اور دوسرا کوئی اس کو اپنے خرچے سے حج کرا دے تو اگر خرچہ دینے والے نے کسی اور کی طرف سے حج بدل کرایا تو کرنے والے کا فرض ساقط نہیں ہوا اور اگر خود کرنے والے ہی کو اس کے حج کے لیے روپیہ دیا ہے تو فرض ساقط ہو گیا۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۴۶۳)

(یعنی جس پر حج فرض تھا اس کو کسی نے اسی کے حج کرنے کے لیے روپیہ دیا ہے دینے والے نے اپنا یا کسی اور کا حج بدل کرانے کے لیے وہ رقم نہ دی ہو اور اس نے اس رقم سے حج کر لیا تو اس کے ذمہ جو حج فرض تھا وہ ادا ہو گیا حج کرنے کے لیے اپنا روپیہ ضروری نہیں۔ محمد رفعت قاسمی)

نفل حج کی نیت سے حج کرنا؟

سوال زید پر حج فرض نہیں تھا اس لیے اس نے نفل حج کی نیت سے حج کیا تو کیا اس کے ذمہ سے حج کا فریضہ ساقط ہوگا یا نہیں؟

جواب نفل حج کی نیت سے فریضہ حج ادا نہ ہوگا خواہ نیت کرنے والے پر حج کرنے کے وقت

Marfat.com

حج فرض ہو یا نہ ہو۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۱۱ بحوالہ ردالمختار ج ۲ ص ۱۹۳)

(کوئی شخص سعودیہ گیا ہوا ہے وہ وہاں پر حج کرلے یا کسی غریب کو کوئی اپنے ساتھ اپنے خرچہ سے حج کے لیے لے جائے یا کسی غریب کو چند افراد مل کر رقم دیں تو اگر وہ مطلق حج کی نیت سے حج کرے تو آئندہ مالدار ہونے پر دوسرا حج کرنا ضروری نہیں ہے پہلا حج کیا ہوا کافی ہوگا ایسے موقع پر مطلق حج کی نیت سے ہی حج کرنے میں فائدہ ہے۔ محمد رفعت قاسمی)

جو شخص زکوٰۃ نہ نکالے اس کا حج کے لیے جانا؟

سوال جو صاحب نصاب ہیں مگر زکوٰۃ ادا نہیں ہوتے اور حج کے لیے تیار ہیں ان کا حج کو جانا کیسا ہے؟

جواب اگر کوئی شخص ایک فرض ادا نہ کرے اور دوسرا فرض ادا کرے تو ظاہر ہے کہ جو فرض ادا کیا جائے گا وہ ادا ہو جائے گا اور جو فرض ادا نہ ہوگا اس کا گناہ رہے گا بناء علیہ (اسی قاعدہ پر) حج اس کا ادا ہو جائے گا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۵۲۴)

جس روپیہ سے زکوٰۃ نہیں نکالی ہو، اس سے حج کرنا؟

مسئلہ جس روپیہ سے زکوٰۃ نہیں نکالی گئی اس سے اگر حج کیا جائے تو حج جائز ہو جائے گا مگر زکوٰۃ کی تاخیر کا گناہ بھی رہے گا، اس لیے بہتر یہ ہے کہ پہلے زکوٰۃ ادا کی جائے اس کے بعد جو رقم بچے اس سے حج کیا جائے، اگر وہ رقم کافی نہ ہو تو قرض لے کر حج کرنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ قرض ادا کرنے کے واسطے کچھ سرمایہ پیچھے چھوڑ جائے مثلاً جائیداد و مکانات وغیرہ۔ اگر سرمایہ کچھ نہ ہو تو قرض لے کر اولاد کے ذمہ ڈالنا جائز نہیں۔ اور جو لڑکا قرض کے ادا کرنے سے انکار کرتا ہے، اس کا کچھ قصور نہیں، اولاد کے ذمہ ماں باپ کی اطاعت و خدمت لازم ہے، قرض ادا کرنا ان کے ذمہ نہیں۔ (امداد الاحکام ج ۲ ص ۱۶۲)

حج کے لیے رکھی ہوئی رقم پر زکوٰۃ؟

سوال ایک شخص نے حج کرنے کے ارادہ سے درخواست دی اور رقم حج کے لیے جمع کرائی لیکن جانے میں نام نہ آسکا اور حکومت سے وہ رقم واپس مل گئی، وہ شخص آئندہ سال حج کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، یہ بتائیں کہ حج کرنے کے لیے جو رقم رکھی گئی اس پر زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

Marfat.com

جواب اس رقم پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ (آپ کے مسائل ج۳ ص۲۷۲)

مسئلہ مستحق زکوٰۃ (فقیر وغریب) کے پاس زکوٰۃ میں ملا ہوا روپیہ جمع ہو تو اس پر روپیہ سے حج درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج۶ ص۵۳۰)

حج کی رقم دوسرے مصرف پر لگا دینا؟

سوال میں نے اپنے والدین کو حج کے لیے رقم دی جو انہوں نے کسی اور مصرف میں لگا دی اور وہاں سے یک مشت رقم کی واپسی ایک دو سال کے لیے ممکن نہیں۔ میں نے جس نیت سے ان کو پیسہ دیا تھا اس کا ثواب مجھ کو مل گیا یا نہیں؟

جواب آپ کو تو ثواب مل گیا اور آپ کے والدین پر حج فرض ہو گیا اگر وہ حج کئے بغیر مر گئے تو گنہگار ہوں گے اور ان پر لازم ہے کہ وہ وصیت کر کے مریں کہ ان کی طرف سے حج بدل کرا دیا جائے۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۳۹)

فرض حج کے لیے قرض لینا؟

سوال قرض لیکر زید حج کر سکتا ہے یا نہیں اور قرض دینے والا شخص خوشی سے خود کہتا ہے کہ آپ حج کرنے جائیں میں پیسے دیتا ہوں، بعد میں آ کر واپس کر دینا۔

جواب اگر حج فرض ہے اور قرض مل سکتا ہے تو ضرور لینا چاہئے۔ اگر فرض نہ بھی ہو تو بھی قرض لیکر حج کرنا جائز ہے۔

مسئلہ اگر قرض بہ سہولت ادا ہو جانے کی توقع ہو تو قرض لیکن حج وعمرہ پر جانا صحیح ہے۔

(آپ کے مسائل ج۴ ص۴۰ و ہکذا فتاویٰ رحیمیہ ج۵ ص۲۲۶)

مقروض کا حج کرنا؟

سوال ایک صاحب مقروض ہیں لیکن پیسہ آتے ہی بجائے قرض واپس کرنے کے حج کرتے ہیں۔ ایسے حج کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب حج تو ہو گیا مگر کسی کا قرض ادا نہ کرنا بڑی بری بات ہے۔ سبھی گناہوں کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی مقروض ہو کر دنیا سے واپس جائے اور اتنا مال چھوڑ کر نہ جائے جس سے اس کا قرض ادا ہو سکے۔ میت کا قرض جب تک ادا نہ کیا جائے وہ محبوس رہتا ہے۔ اس لیے

Marfat.com

ادائے قرض کا اہتمام سب سے اہم ہے۔ (آپ کے مسائل ج۴ص۱۵۶)

مسئلہ اولاد قرض ادا کرنے کا وعدہ کرے تو مقروض باپ کو حج کرنے کے لیے جانا جائز ہے۔ اور وہ قرض خواہوں کا اطمینان کر کے جائے کہ میری اولاد تمہارے قرض کا انتظام کرے گی۔

(امداد الفتاویٰ ج۲ص۱۵۶)

قرض دار حج کے لیے چلا جائے تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ اگر فی الحال قرض خواہوں کا مطالبہ نہ ہو اور وہ بخوشی حج کے لیے جانے کی اجازت دیں یا قرض دار اپنے قرض کا کسی کو ذمہ دار بنا دے اور اس پر قرض خواہوں کو اطمینان ہو جائے اور وہ اجازت دیدیں تو وہ شخص حج کے لیے جا سکتا ہے۔ اس شخص پر جتنا قرض ہو احتیاطاً اس کے متعلق ایک وصیت نامہ بھی لکھ دے اور وارثوں کو تاکید کر دے کہ اگر (میری موت ہو جائے اور میرے ذمہ قرض باقی رہ جائے تو میرے ترکہ میں سے پہلے میرا قرض ادا کیا جائے، اور اگر ترکہ میں گنجائش نہ ہو تو تم اپنے پاس سے قرض ادا کر دینا یا اس سے معاف کرا دینا، اگر قرض خواہوں کی اجازت کے بغیر جائے گا تو مکروہ ہوگا، گو فریضہ ادا ہو جائے گا۔

اور اگر اس وقت قرض ادا کرنے کی گنجائش ہو تو اسی وقت قرض ادا کر دینا چاہئے۔ یہ حقوق العباد کا معاملہ ہے اس کی بہت ہی زیادہ اہمیت ہے، انتظام ہوتے ہوئے قرضہ ادا نہ کرنا سنگین گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے "مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے"۔

مسئلہ جو شخص فرض حج ادا کر چکا ہو اور نفلی حج کرنے جاتا ہو تو نفلی حج سے بہتر یہ ہے کہ قرض ادا کرے۔ اور اس کے بالمقابل ناداری کی حالت میں بالخصوص جبکہ دوسروں کے حقوق اپنے ذمہ ہوں ان کے حقوق کی ادائیگی حج نفل سے کہیں زیادہ ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج۸ص۲۸۲ بحوالہ شامی کتاب الحج ج۲ص۲۰۵ و درمختار ج۲ص۱۹۱)

مسئلہ کسی شخص کا کسی پر حق ہو اور وہ اس کی وجہ سے جیل بھیج دیا گیا، اور اس پر حج فرض ہے اور اس حق کے ادا کرنے پر قدرت بھی ہے تو یہ جیل جانا حج کے لیے عذر نہ ہوگا۔ حج کرنا واجب ہوگا۔ (جیل سے رہائی پر حج کرنا ضروری ہوگا)۔ (معلم الحجاج ص۸۳)

مسئلہ جس شخص کے ذمہ لوگوں کے قرض ہوں اور قرض سے فاضل مال نہیں ہے تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ ادائے قرض سے پہلے حج کا ارادہ نہ کرے، بلکہ جو کچھ سرمایہ ہے اس کو قرض سے

Marfat.com

سبکدوشی میں خرچ کرے لیکن اگر ادائے قرض سے پہلے حج کر لیا تو حج ادا ہو جائے گا۔

تجارتی قرضے جو عادۃً ہمیشہ جاری رہتے ہیں اسمیں داخل نہیں ہیں ایسے قرضوں کی وجہ سے حج کو مؤخر نہیں کیا جائیگا۔ (احکام الحج ص ۲۴۔ حضرت مفتی شفیعؒ)

پیدل حج کرنا؟

مسئلہ حج کی فرضیت کے لیے یہ شرط ہے کہ مکہ معظمہ تک سواری پر پہنچنے کے لیے روپیہ ہو اور سفر کے ضروری مصارف اور واپسی تک اہل وعیال کے خرچہ کی رقم بھی رکھتا ہو۔ جس کے پاس اتنی رقم نہ ہو کہ وہ سواری پر جا سکے اس پر پیدل جا کر حج کرنا فرض نہیں ہے، لیکن اگر کوئی شخص پیدل حج کرے تو ناجائز بھی نہیں ہے، مگر اس کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ پیدل چلنے کی طاقت بھی رکھتا ہو، تاکہ راستہ کی تکلیف سے دل کو تنگی ودشواری پیش نہ آئے۔ اور یہ پیدل جانا محض ثواب اور رضائے الٰہی کے لیے ہو، شہرت اور ناموری مقصود نہ ہو۔ اپنے اس فعل کو اخبارات اور اشتہارات کے ذریعہ شہرت دینا ناجائز ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پیدل حج کیا اور نہ ترغیب دی۔ بلکہ ایک عورت نے منت مانی تھی کہ میں پیدل حج کروں گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا کہ "اس سے کہو سواری پر جائے"۔ نیز پیدل چلنے والے کا چند قدم پر نفلی نماز پڑھنا تو یہ بھی اگرچہ فی نفسہ جائز ہے مگر اس میں بھی نفس کو ریاء وعجب سے محفوظ رکھنا سخت دشوار ہے، اس لیے اس کا ترک کرنا ہی اسلم واحوط (زیادہ بہتر) ہے۔ اور راستہ میں مصلّٰی بچھا کر نماز پڑھنا مکروہ بھی ہے۔ (کفایت المفتی ج ۴ ص ۳۲۹)

مسئلہ مکہ مکرمہ والے یا جو لوگ مکہ مکرمہ کے قریب رہتے ہیں اور پیدل سفر کر سکتے ہیں ان کے لیے سواری شرط نہیں۔ ہاں اگر چل نہیں سکتے تو ان کے لیے بھی مثل باہر کے رہنے والوں کے سواری شرط ہے اور ضروری سفر خرچ مکہ مکرمہ والوں کے لیے بھی شرط ہے۔

مسئلہ اگر باہر کا رہنے والا غریب شخص میقات تک پہنچ گیا اور چلنے پر قادر ہے (اور قانونی رکاوٹ بھی نہ ہو) تو اس کے لیے بھی مکہ والوں کی طرح سواری شرط نہیں زادِ راہ شرط ہے۔

(معلم الحجاج ص ۷۸)

مسئلہ زادِ راہ میں سرکاری محصول، معلمین کی فیس اور دیگر اخراجات ضروریہ جو حاجی کو ادا کرنے پڑتے ہیں اس میں سب داخل ہیں۔ (معلم الحجاج ص ۸۰ ہکذا فی کتاب الفقہ)

(جو مقامی لوگ حج کے لیے خلاف قانون جاتے ہیں ان کی وجہ سے حجاج کرام کو بھی

پریشانی ہوتی ہے اگرچہ حج ہوجاتا ہے۔محمد رفعت قاسمی)

توکل پر حج کرنا؟

مسئلہ جو حضرات حج وعمرہ کے لیے بے سروسامان کے ساتھ نکل کھڑے ہوتے ہیں اور دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر توکل (بھروسہ) کرتے ہیں پھر راستہ میں بھیک مانگنا پڑتی ہے وہ خود بھی تکلیف اٹھاتے ہیں دوسروں کو بھی پریشان کرتے ہیں ان کی ہدایت کے لیے حکم نازل ہوا ہے کہ سفر حج کے لیے ضروریات سفر ساتھ لینا چاہئے۔ یہ توکل کے منافی نہیں ہے بلکہ توکل کی حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اسباب اور وسائل کو اپنی قدرت کے مطابق حاصل اور جمع کرے اور پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے۔ بالکل ترکِ اسباب (یعنی اسباب کو چھوڑ دینے کا نام) توکل نہیں ہے۔ (معارف القرآن ج ۱ص ۴۹۰)

بیوی کا مہر دینا مقدم ہے یا حج؟

مسئلہ حج کو جانے کے لیے عورت کو راضی کرنا یا اس کا راضی ہونا شرط نہیں ہے اگر حج فرض ہو۔اور نہ مہر ادا کر کے جانا ضروری ہے جب کہ نکاح باقی ہو اور مہر مؤجل ہو (فوری ادائیگی والا مہر نہ ہو) بلکہ عورت کو واپسی تک نان ونفقہ (ضروری خرچہ) دیکر جانا واجب ہے۔ہاں اگر نکاح ٹوٹ چکا ہو اور عورت مہر کا مطالبہ کرے تو حج دین یعنی مہر کا قرض ادا کرنا مقدم ہے۔اور یہ تفصیل اس وقت ہے جب کہ دین مہر کو دوسرے قرضوں کے برابر نہ سمجھا جائے بلکہ اس کی طرف سے بے التفاتی ہو جیسا کہ عام اہل ہند کی یہی حالت ہے تو ایسا دین مہر، وجوبِ زکوٰۃ وحج کے منافی نہیں۔مگر طلاق کے وقت عورت کے طلب کرنے کے وقت۔اور جو شخص دین مہر کو بھی لوگوں کے قرض کی طرح سمجھتا ہو اور اس کی ادا کی فکر میں ہو اور حسب ہمت کم یا زیادہ ادا کرتا ہو اس پر حج اس وقت تک فرض نہ ہوگا جب تک کہ دین مہر ادا نہ ہوجائے یا اتنی رقم اس کے پاس جمع ہوجائے جو مہر کے قرض ادا کرنے کے بعد مصارف حج وخرچہ اہل وعیال کو تا واپسی کافی ہو۔(امداد الاحکام ج ۲ص ۱۵۶ وہکذا فتاویٰ دار العلوم ج ۶ص ۵۳۹ بحوالہ رد المختار ج ۲ص ۱۹۱ وہکذا آپ کے مسائل ج ۴ص ۳۲)

نابینا کے لیے حج کا حکم؟

سوال ایک شخص نابینا (اندھا) ہے، اس پر حج فرض ہے اور اتنی استطاعت ہے کہ اپنے ساتھ

Marfat.com

کسی کو اپنی خدمت کے لیے لے جائے، ایسی حالت میں وہ خود حج کرے یا حج بدل کرائے؟

جواب: اس صورت میں وہ اپنی طرف سے حج بدل کرا سکتا ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص ۵۵۹ بحوالہ ردالمختار ج ۲ ص ۳۲۷)

مسئلہ: نابینا، اور مفلوج وغیرہ سب معذورین کا وہی حکم ہے کہ حج بدل کرانا فرض ہے اگر زندگی میں عذر ختم ہو جائے تو دوبارہ حج خود کرے۔ (ورنہ پہلے کا حج بدل معتبر ہوگا)۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۱۹ و ہکذا کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۰۳۵)

مسئلہ: جو شخص تندرست نہ ہو، مریض ہو یا لنگڑا ہو، خود سفر نہ کر سکتا ہو اور سارے شرائط حج کے موجود ہوں تو ان پر حج فرض ہو جاتا ہے ان کو حج بدل کرانا اور وصیت کرنی واجب ہے۔

(معلم الحجاج ص ۸۳)

حج کے دنوں میں غیر قانونی طور پر گاڑی کرایہ پر چلانا؟

سوال: یہاں پر غیر سعودی کو کرایہ پر گاڑی چلانے کی اجازت نہیں۔ اور اکثر راستوں کی چوکیوں پر معلوم کیا جاتا ہے کہ حالت احرام میں برملا کہتے ہیں کہ ہم دوست ہیں، کرایہ پر نہ لے جا رہے ہیں اور مسافر بھی کہتے ہیں کہ نہ کرایہ پر جا رہے ہیں جب کہ لے جانے والا اور جانے والے جھوٹ بولتے ہیں کیا حکم ہے؟

جواب: حج کے لیے گاڑی لینے اور اس کو کرایہ پر چلانے میں تو کوئی حج نہیں مگر چونکہ قانوناً منع ہے اور اس کی خاطر جھوٹ بولنا پڑتا ہے، اس لیے حج گناہ سے پاک نہ ہوا۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۶۰)

(حج تو ہو جائے گا مگر جھوٹ کا گناہ ہوگا)۔ (محمد رفعت قاسمی)

کمپنی کی گاڑی حج کے لیے استعمال کرنا

سوال: ملازمین، عمرہ و حج کے لیے کمپنی کی گاڑیاں جو ان کے شہر میں استعمال کے لیے ہوتی ہے ان کو لے کر خاموشی سے سفر پر چلے جاتے ہیں، یا جن کے تعلقات افسروں سے اچھے ہوتے ہیں ان سے اجازت لے کر اس مقدس فریضے کے سفر پر جاتے ہیں جب کہ عام ملازم ایسی مراعات حاصل نہیں کر پاتا اور ان کو کمپنی اجازت نہیں دیتی۔ کیا حکم ہے؟

Marfat.com

جواب اگر کمپنی کی اجازت نہیں تو کمپنی کی گاڑیاں اور دوسرے سامان کا استعمال جائز نہیں ہے۔
(آپ کے مسائل ج۴ ص۱۶۰)

حج اکبری کیا ہے؟

مسئلہ جمعہ کے دن کے حج کو "حج اکبر" کہنا تو عوام کی اصطلاح ہے۔ قرآن مجید میں "حج اکبر" کا لفظ عمرہ کے مقابلہ میں استعمال ہوا ہے۔ باقی رہا یہ کہ جمعہ کے دن جو حج ہو اس کی فضیلت ستر گناہ ہے۔ اس مضمون کی حدیث بعض کتابوں میں طبرانی کی روایت سے نقل کی ہے۔ مجھ کو اس کی سند کی تحقیق نہیں ہے۔
(آپ کے مسائل ج۴ ص۵۶)

مسئلہ صاحب درمختار نے اسی کو اختیار فرمایا ہے کہ جمعہ کے روز وقوف عرفہ ہو تو وہ حج ستر حج سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے جو کہ غیر جمعہ ہو۔ اور یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر بھی عمل ہو سکتا ہے۔
(فتاویٰ دار العلوم ج۶ ص۵۴۳ بحوالہ رد المختار ج۱ ص۱۱۹)

مسئلہ جمعہ کو جو حج ہوتا ہے اس کو اکبری کہتے ہیں اس کی اصل اس قدر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخیر حج کیا تھا وہ جمعہ کے دن ہوا تھا اور اس کے بارے میں آیت نازل ہوئی تھی "یوم الحج الاکبر"۔

باقی ویسے حج اکبر بمقابلہ حج اصغر کے ہے کہ عمرہ حج اصغر ہے اور ہر ایک حج حج اکبر ہے۔
(فتاویٰ دار العلوم ج۶ ص۵۸۱)

مسجد حرام میں نمازی کے آگے سے گزرنا؟

اس موضوع پر سعودیہ سکالر ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالعزیز نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں اہل علم کی آراں اور اس موضوع سے متعلق دلائل ذکر کئے ہیں ذیل میں ان کی تحقیق کے نتائج کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

1. نماز کے سُترہ کے سامنے سے گزرنا جائز ہے۔ (سُترہ سے مراد رکاوٹ ہے جو اس کی سجدہ گاہ کے آگے ہو)۔
2. جماعت ہو رہی ہو تو مقتدیوں کے سامنے سے گزرنا جائز ہے۔
3. مطاف یعنی طواف کرنے کی جگہ میں نمازیوں کے آگے سے طواف کرتے ہوئے گزرنا جائز ہے۔

Marfat.com

④ نمازی کی سجدہ گاہ یعنی تقریباً سوا میٹر جگہ چھوڑ کر گزرنا درست ہے۔

⑤ ایسی صورت میں بھی نمازی کے آگے سے گزرنے کی گنجائش ہے جب وہ مسجد کے راستوں اور گزرگاہوں میں نماز پڑھ رہا ہو، اور لوگ مسجد میں داخل ہو رہے ہوں یا نکل رہے ہوں۔

⑥ امام اور منفرد کی سجدہ گاہ کے اندر سے گزرنا جائز نہیں، سوائے کسی شدید ترین مجبوری کے، جسے شریعت کی اصطلاح میں اضطراری کیفیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ چونکہ جس حدیث شریف میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت آئی ہے اس میں مسجد نبوی یا مسجد حرام کو مستثنیٰ (الگ) نہیں کیا گیا، بلکہ اس میں بالعموم نمازی کے آگے سے گزرنے پر وعید ہے، ارشاد نبویؐ ہے ''اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کے گزرنے کا کیا وبال ہے تو اس کے لیے چالیس تک کھڑا رہنا گزرنے کی نسبت آسان ہو۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ حدیث ۵۰۱)

یہ تفصیل اس لیے بیان کر دی گئی ہے کہ عام لوگ مسجد نبوی اور مسجد حرام میں بے دھڑک نمازیوں کے آگے سے گزرتے رہتے ہیں اور اس کو شدید طور پر جائز سمجھتے ہیں، جب کہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ (تاریخ مکہ ص ۱۰۲)

(شارحین نے چالیس سے مراد چالیس مہینے مراد لئے اور چالیس سال بھی۔)

حرم اور حرم سے باہر صفوں کا شرعی حکم؟

سوال: حرم شریف اور حرم کے باہر نماز کی صفوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ حرم میں بھی صفوں کے درمیان خاصہ فاصلہ رہتا ہے اور حرم میں جگہ ہونے کے باوجود حرم کے باہر بھی نماز ہوتی ہے۔ حرم کے باہر تین چار سو گز بلکہ زیادہ فاصلہ تک کوئی صف نہیں ہوتی، سرنگ، منقلہ میں صفیں قائم کر لی جاتی ہے۔ کیا ان صفوں میں شامل ہونے سے نماز ہو جاتی ہے؟

جواب: حرم شریف میں تو اگر صفوں کے درمیان فاصلہ ہو تو تب بھی نماز ہو جائے گی اور حرم شریف سے باہر اگر صفیں متصل ہوں درمیان میں فاصلہ نہ ہو تو نماز صحیح ہے اور اگر درمیان میں سڑک ہو یا زیادہ فاصلہ ہو تو نماز صحیح نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۱۸)

امام حرم کے پیچھے نماز نہ پڑھنا؟

مسئلہ حرمین شریفین پہنچ کر وہاں نماز باجماعت سے محروم رہنا بڑی محرومی ہے۔ حرمین شریفین کے ائمہ امام حنبلؒ کے مقلد ہیں، اہل سنت ہیں، اب اگرچہ ہمارا ان کیساتھ بعض مسائل میں اختلاف ہے، لیکن یہ نہیں کہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۵۷)
(نماز جماعت کے ساتھ پڑھنی چاہئے ان کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔)

حرم شریف میں جوتوں کے تبدیل ہونے کا حکم

سوال حرم شریف میں جوتوں کے بارے میں کیا حکم ہے جو عام طور پر تبدیل ہو جاتے ہیں کیا ایک بار اپنی ذاتی چپل پہن کر جانا اور تبدیلی ہونے پر ہر بار ایک نئی چپل پہن کر آنا جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے کیا یہ جائز ہے؟

جواب جن چپلوں کے بارے میں خیال ہو کہ مالک ان کو تلاش کرے گا ان کا پہننا صحیح نہیں اور جن چپلوں کو اس خیال سے چھوڑ دیا گیا ہو کوئی پہن لے ان کا پہننا صحیح ہے۔ یوں بھی ان کو اٹھا کر ضائع کر دیا جاتا ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۵۹)

حدودِ حرم میں جانور ذبح کرنا؟

سوال جیسا کہ حکم ہے حدودِ حرم میں ماسوائے ان کیڑے مکوڑوں کے جو کہ انسانی جان کے دشمن ہے، کسی جاندار چیز حتیٰ کہ درخت کی ٹہنی توڑنا بھی گناہ ہے۔ لیکن یہ جو کہ روزانہ سینکڑوں کے حساب سے مرغیاں اور دوسرے جانور حدود حرم میں ذبح ہوتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

جواب حدودِ حرم میں شکار جائز نہیں، پالتو جانوروں کو ذبح کرنا جائز ہے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۵۸)

مسئلہ احرام کی حالت میں بکری، گائے، اونٹ، بھینس، مرغی، گھریلو جانوروں کا ذبح کرنا، اور کھانا جائز ہے۔ البتہ کبوتر کا ذبح کرنا ہر حال میں ممنوع ہے خواہ پالتوں کبوتر ہو، کیونکہ حرم شریف میں رہنے والے بہت سے لوگ پالتو کبوتر کا ذبح کرنا حلال سمجھتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

(احکام حج ص ۹۹)

مسئلہ حرم شریف میں شکار کرنا محرم اور غیر محرم دونوں کے لیے حرام ہے اور حرم شریف کی

گھاس اور درخت کاٹنا بھی ممنوع ہے نیز احرام میں ٹڈی مارنا بھی منع ہے۔

مسئلہ منیٰ، مزدلفہ، حدودِ حرم میں داخل ہیں یہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے پرہیز لازم ہے، لیکن عرفات کا میدان حدودِ حرام سے باہر ہے اس کی گھاس کاٹنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(احکام حج ص ۱۰۰۔ حضرت مفتی شفیعؒ)

مسئلہ خشکی کے اس شکار کا گوشت کھانا جس کو حلال شخص نے حِل (حرم شریف سے باہر میقات کے اندر) میں شکار کیا ہو اور اسی نے ذبح کیا ہو۔ محرم نے کسی قسم کی شرکت نہ کی ہو تو جائز ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۱۵)

حج میں دعاء قبول ہونے کے مقامات

مسئلہ حج میں خاص مقامات ہیں جہاں پر دعاء قبول ہوتی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

بیت اللہ پر پہلی نظر پڑتے وقت، ملتزم کے پاس یعنی حجر اسود اور خانہ کعبہ کی چوکھٹ کے درمیان۔ میزابِ رحمت کے نیچے۔ بیت اللہ کے اندر۔ زمزم پیتے وقت۔ مقام ابراہیم کے پیچھے۔ صفا و مروہ پر۔ سعی میں۔ عرفات کے میدان میں۔ منیٰ و مزدلفہ میں۔ رمی کے وقت۔ جمرات کے پاس۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۳ ص ۱۸۲ او ہکذا معلم الحجاج ص ۳۰۵)

حجر اسود والے کونے اور خانہ کعبہ کے دروازہ کی درمیانی جگہ کو "ملتزم" کہتے ہیں یہ حصہ تقریباً دو میٹر ہے۔ (التاریخ القویم ج ۳ ص ۴۳۳)

یہ قبولیت دعاء کی جگہ ہے اس مقام پر سنت یہ ہے کہ بیت اللہ کی دیوار سے اس طرح چمٹ کر دعائیں کی جائیں کہ رخسار، سینہ اور ہاتھ چمٹے ہوئے ہوں، چنانچہ حضرت عمر کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے طواف کیا، نماز پڑھی پھر حجر اسود کا بوسہ لینے کے بعد حجر اسود اور دروازہ کے درمیان اس طرح کھڑے ہوئے کہ اپنے سینے، ہاتھ اور رخسار بیت اللہ کی دیوار سے چمٹایا اور فرمایا "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے"۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حجر اسود اور دروازہ کے درمیان جو بھی دعاء کرتا ہے اس کی قبولیت کے آثار دیکھتا ہے۔ یعنی دعاء قبول ہو جاتی ہے۔

حطیم اور رکن یمانی کی درمیانی جگہ بھی ان مقامات میں سے ہے جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

Marfat.com

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”رکن یمانی پر ہاتھ رکھ کر دعاء کی جائے تو وہ قبول ہوتی ہے۔ (تاریخ مکہ مکرمہ ص ۵۲)

تمام مقاماتِ متبرکہ میں مقبولیت دعاء کی زیادہ اُمید ہے، اور حضرت حسن بصریؒ نے اہل مکہ کی طرف ایک خط میں تحریر فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں پندرہ جگہ دعاء کی مقبولیت مجرب ہے طواف میں اور ملتزم کے پاس (یعنی دروازہ بیت اللہ اور حجر اسود کے درمیان جو جگہ ہے اس میں) اور میزابِ رحمت یعنی بیت اللہ کے پرنالہ کے نیچے، اور بیت اللہ کے اندر اور چاہِ زمزم کے پاس اور صفاومروہ پہاڑوں کے اوپر اور سعی کرنے کے میدان میں (جو صفاومروہ کے درمیان ہے) اور مقام ابراہیم کے پیچھے اور عرفات میں اور مزدلفہ میں اور منیٰ میں اور تینوں جمرات کے پاس (جمرات وہ تین پتھر ہیں جو منیٰ میں نصب کئے ہوئے ہیں جن پر حجاج کنکریاں مارتے ہیں) امام جزریؒ فرماتے ہیں کہ اگر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں (یعنی روضۂ اقدس کے پاس دعا قبول نہ ہوگی تو کہاں ہوگی)۔ (مسائل نماز ص ۳۴۹)

بچوں کا حج

حج بالغ ہونے کے بعد ہی فرض ہوتا ہے، لیکن جس طرح بچے کا روزہ و نماز صحیح ہے، اسی طرح بچے کا حج بھی صحیح ہے چاہے وہ بچہ بالکل چھوٹا ہو اور عقل وتمیز رکھتا ہو یا اتنا بڑا ہو کہ عقل وتمیز والا ہو۔ مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بچوں کو لے کر آئی اور پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا بھی حج ہے؟ ارشاد فرمایا جی ہاں، اور تمہیں اجر ملے گا۔ اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ بچے کا حج صحیح ہے اور بچے کے حج کا اجر وثواب ماں باپ اور ولی کو بھی ملتا ہے۔

حضرت سائب ابن یزیدؓ کا بیان ہے، کہ میری عمر سات سال کی تھی، جب میرے باپ نے مجھے ساتھ لیکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حج ادا کیا۔

بچے پر چونکہ حج فرض نہیں ہے، اس لیے اس کا حج نفلی حج ہوگا اور بالغ ہونے کے بعد اگر اس پر حج فرض ہو جائے تو اسے فرض حج کی نیت سے دوبارہ حج ادا کرنا ہوگا۔

حج کرنے والا بچہ یا بچی اگر بہت ہی چھوٹی عمر کے ہیں اور عقل وتمیز نہیں رکھتے تو ان کے ماں باپ یا ولی ان کی طرف سے احرام کی نیت کریں مگر یہ احرام واجب نہیں ہے، اگر احرام کی

Marfat.com

نیت نہ کریں جب بھی کوئی حرج نہیں ہے، پھر ان کی طرف سے ولی ہی حج کے سارے افعال ادا کریں اور اس بچے یا بچی کو ان تمام باتوں سے بچائیں جن سے ایک احرام والا مرد وعورت بچے رہتے ہیں۔ اور طواف میں ان کا جسم اور کپڑے پاک رکھنے کا اہتمام کریں۔ اگر کوئی خلاف احرام بات پیش آجائے تو بچے پر یا اس کی طرف سے ولی پر کوئی دم نہیں ہوگا۔ اور اگر بچہ یا بچی ہوشیار ہو، عقل وتمیز رکھتا ہو، تو پھر ماں باپ یا ولی کی اجازت سے احرام باندھے وضوء اور پاکی وناپاکی کا خیال رکھے اور ان تمام باتوں کا اہتمام کرے جس کا اہتمام ایک احرام والا مرد اور عورت کرتے ہیں۔

اور جو افعال بچہ بطور خود ادا نہ کر سکتا ہو جیسے رمی وغیرہ تو وہ ولی اس کی طرف سے ادا کردے البتہ وقوف عرفہ، منیٰ اور مزدلفہ میں رات گزارنا، طواف اور سعی وغیرہ وہ کرے اور اگر نہ کر سکتا ہو تو پھر ماں باپ یا ولی گود میں یا کندھے پر بیٹھا کر طواف اور سعی کرائیں طواف اور سعی کراتے وقت اپنی اور بچے کی بھی نیت کرلیں تو دونوں کی طرف سے ادا ہو جائے گا۔ نیز اگر بچے سے کوئی خلاف احرام بات سرزد ہو جائے تو کوئی دم بچے پر یا بچہ کی طرف سے ولی پر نہیں ہوگا بچہ جو جو افعال کریگا اس کا ثواب ملے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (محمد رفعت قاسمی)

بچے کے ساتھ لے جانے سے کیا بالغ ہونے پر حج فرض ہو جائے گا؟

سوال بچہ کو حج کیلئے ساتھ لے جانا کیا مناسب نہیں ہے، کیونکہ بیت اللہ کو دیکھنے سے حج فرض ہو جائیگا؟ اور بالغ ہونے پر مالدار نہ ہوا اور مر گیا تو کیا گنہگار ہوگا؟

جواب بچہ اگر حج کر کے چلا آئے تو بالغ ہونے کے بعد اس پر حج فرض نہیں ہوگا ہاں اگر بلوغ کے بعد مالدار ہو جائے تو حج فرض ہو جائے گا، مالداری کی وجہ سے ہوگا زیارت (دیکھنے) سابقہ کی وجہ سے نہ ہوگا۔ (امداد الاحکام ج ۲ ص ۱۶۳)

مسئلہ بچوں کو ساتھ لے جانے سے بچوں کا بھی حج ادا ہو جاتا ہے اور ماں کو بھی اجر وثواب ملتا ہے، اور جو افعال وہ خود نہ کر سکے ان کے ماں باپ (یا جس کے ساتھ بچہ ہو وہ) کر دیں مثلاً "لبیک" ان کی طرف سے پکار دیں جس جگہ "رمی" کی جاتی ہے وہاں ان کی طرف سے رمی کر دیں، ان کو گود میں لے کر طواف وغیرہ کرا دیں، احرام باندھیں، اگر بچہ بہت چھوٹا ہو تو اس کو بالکل برہنہ کر دینا (کپڑے اتار دینا) بھی کافی ہے۔ (الجواب المتین ص ۲۰ میاں اصغر حسین صاحب)
(اگر بچہ کے کپڑے نہ بھی اتریں جب بھی کوئی دم وغیرہ نہیں ہے، بچہ جتنے افعال

Marfat.com

کرے گا اتنے کا ہی ثواب ملے گا۔ محمد رفعت قاسمی)

بالغ اولاد کا حج؟

سوال کوئی شخص اپنی بالغ لڑکی یا لڑکے کو حج کرائے تو کیا وہ حج نفل ہوگا؟

جواب اگر رقم لڑکی یا لڑکے کی ملکیت کردی گئی تھی تو ان پر حج فرض بھی ہوگیا اور ان کا حج فرض بھی ادا ہوگیا۔ (آپ کے مسائل ج۴ص۴۷)

مسئلہ جس لڑکے نے باپ کی موجودگی میں باپ کے مال سے حج کیا، باپ کے انتقال کے بعد جب یہ لڑکا باپ کے مال کا وارث ہوا تو اگر پہلا حج بلوغ کے بعد ہوا تو حج فرض ادا ہوگیا دوبارہ حج فرض نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج۶ص۵۳۰ ردالمحتار کتاب الحج ج۲ص۲۰۱)

نابالغ کا حج؟

سوال میں حج کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں میرے ساتھ دو بچے گیارہ سال اور تیرہ سال کے ہیں، تو میرے نابالغ بچے ہیں ان کا فرض حج ہوگا یا نفل؟

جواب نابالغ کا حج نفلی ہوتا ہے۔ بالغ ہونے کے بعد اگر ان کی استطاعت ہو تو ان پر حج فرض ہوگا۔ (آپ کے مسائل ج۴ص۴۷)

مسئلہ اگر لڑکے نے حج کیا اور وہ صاحب شعور ہے کہ اعمال حج کا مقصد جانتا ہو، تو اس کا حج ہو جائے گا، تاہم فریضۂ حج اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔ (کیونکہ وہ بالغ نہیں ہے)۔

مسئلہ اگر کوئی لڑکا ذی شعور نہیں ہے اور ایام حج آگئے تو اس کا ولی اس کی جانب سے اعمال حج ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بچے نے دس حج بھی کیے، پھر بالغ ہوا تو اس پر لازم ہے کہ اسلامی حج ادا کرے"۔ (جبکہ استطاعت ہو)

مسئلہ منجملہ شرائط وجوب حج کے عاقل ہونا ہے۔ لہٰذا مجنون (پاگل اگرچہ بالغ ہو) اس پر واجب نہیں ہے اور نہ اس کا حج کرنا صحیح ہوگا، لہٰذا وہ اس بارے میں بے شعور بچہ کے مانند ہے۔

مسئلہ حج واجب ہونے کی ایک شرط "آزاد" ہونا ہے، چنانچہ غلام پر حج واجب نہیں ہے۔ (کتاب الفقہ ج۱ص۱۰۳۴ و ہکذا فتاویٰ محمودیہ ج۱۷ص۱۸۹)

مسئلہ باپ چھوٹے بے ماں کے بچے کو چھوڑ کر فریضۂ حج کو جا سکتا ہے باپ کے جانے کے

Marfat.com

بعد بچے کے ولی تایا و چچا (ہیں وہ) پرورش کریں گے البتہ بچے کا خرچ باپ دے کر جائے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۵۳۳)

مسئلہ: کسی مجنون نے حج کا احرام باندھا اور وقوف عرفہ سے پہلے ہوش آ گیا اور جنون جاتا رہا تو اگر اس کے بعد دوبارہ احرام باندھ لیا تو حج فرض ادا ہو جائے گا اور اگر دوبارہ احرام نہیں باندھا تو حج فرض ادا نہ ہوگا۔ (معلم الحجاج ص ۷۷)

مسئلہ: نابالغ کو بالغ ہونے اور مجنون کو اچھا ہونے کے بعد پھر حج کرنا ہوگا بشرطیکہ قدرت اور شرائط موجود ہوں۔

مسئلہ: اگر احرام باندھنے کے بعد کوئی شخص مجنون ہو گیا یا احرام سے پہلے مجنون تھا مگر احرام کے وقت افاقہ ہو گیا اور احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیا اس کے بعد مجنون ہو گیا اور تمام افعال حج اس کے ساتھ لے کر اس کے ولی نے کرا دیئے تو اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا البتہ طواف زیارت افاقہ ہونے کے بعد خود ادا کرنا ضروری ہے۔ (معلم الحجاج ص ۸۸)

نابالغ بچوں کا احرام؟

مسئلہ: نابالغ بچہ ہوشیار اور سمجھ دار ہے تو خود وہ احرام باندھے اور افعال حج ادا کرے۔ اور بالغ کی طرح سب افعال کرے، اگر ناسمجھ اور چھوٹا بچہ ہے تو اس کا ولی اس کی طرف سے اس کے احرام باندھے۔

مسئلہ: چھوٹا بچہ ناسمجھ اگر خود افعال ادا کرے یا خود احرام باندھے تو یہ افعال اور احرام صحیح نہیں ہوں گے۔ البتہ سمجھدار بچہ اگر خود احرام باندھے اور افعال خود ادا کرے تو صحیح ہو جائیں گے۔

مسئلہ: سمجھ دار بچہ کی طرف سے ولی احرام نہیں باندھ سکتا۔

مسئلہ: سمجھ دار بچہ جو افعال خود کر سکتا ہو خود کرے اور اگر خود نہ کر سکے تو اس کا ولی کر دے البتہ نماز طواف بچہ خود پڑھے ولی نہ پڑھے۔

مسئلہ: سمجھدار بچہ خود طواف کرے اور ناسمجھ کو گود میں لے کر طواف کرائے اور یہی حکم وقوف عرفات اور سعی و رمی وغیرہ کا ہے۔

مسئلہ: ولی کو چاہئے کہ بچہ کو ممنوعات احرام سے بچائے اگر کوئی فعل ممنوع بچہ کر لے گا تو اس کی جزاء واجب نہ ہوگی نہ بچہ پر نہ ولی پر۔

Marfat.com

مسئلہ بچہ کا احرام لازم نہیں ہوتا، بچہ اگر تمام افعال چھوڑ دے یا بعض چھوڑ دے تو اس پر کوئی جزاء وقضاء واجب نہیں ہوگی۔

مسئلہ ولی سب سے قریب جو ساتھ ہو وہ بچہ کے احرام باندھے مثلاً باپ بھائی اگر دونوں ساتھ ہوتو باپ کو احرام باندھنا بہتر ہے۔ اگر بھائی وغیرہ باندھے گا تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ مجنون کا حکم تمام احکام میں مثل ناسمجھ بچے کے ہے، لیکن اگر کوئی شخص احرام باندھنے کے بعد مجنون ہوا ہے تو ممنوعات احرام کے ارتکاب سے اس پر جزاء لازم ہونے میں اختلاف ہے احتیاطاً جزاء دیدے تو اچھا ہے حج اس کا بلا اختلاف صحیح ہو جائے گا۔

مسئلہ اور اگر احرام سے پہلے سے مجنون تھا اور اس کے ولی نے اس کی طرف سے اس کے احرام باندھا اور پھر وہ ہوش میں آ گیا تو اگر اس نے ہوش میں آنے کے بعد خود دوبارہ احرام باندھ کر افعال حج ادا کر لئے تو حج فرض ادا ہو جائے گا۔ (معلم الحجاج ص ۱۹۰)

مسئلہ کم عقل مجنون، بچہ اور بے ہوش اگر بالکل رمی نہ کریں تو ان پر فدیہ واجب نہیں ہے۔
(معلم الحجاج ص ۸۷)

حج میں تجارت کرنا؟

مسئلہ جس سامان کے یہاں سے لے جانے اور وہاں سے لانے پر کوئی قانونی پابندی نہیں، اس کا یہاں سے لے جانا اور وہاں سے لانا حاجی وغیرہ سب کے لئے جائز ہے۔ ایسا کرنے سے حج کے ثواب میں کمی نہیں آتی، لیکن اتنا ضرور ہے کہ حاجی کا دھیان پھر تجارت میں اٹکا رہتا ہے، اس لیے افضل یہ ہے کہ تجارت کی نیت نہ ہو بلکہ روپیہ کی کمی کو دور کر کے فرائض کو سہولت سے ادا کرنا اور خیرات کرنا مقصود ہو تو اس نیت میں اجر ثواب بھی ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳ص ۳۶۳ وہکذا فتاویٰ محمودیہ ج ۴ص ۱۸۰)

مسئلہ اگر کسی شخص کی نیت اصل میں دنیاوی نفعِ تجارت یا مزدوری ہے اور ضمنی طور پر حج کا بھی قصد کرلیا، یا نفعِ تجارت اور قصد حج دونوں مساوی صورت میں ہے تب بھی اخلاص کے خلاف ہے۔ حج کا ثواب اس سے کم ہو جائے گا اور برکات حج جیسی حاصل ہونی چاہئے وہ حاصل نہ ہوں گی، اور اصل نیت حج کی ہے اس کے شوق میں نکلا ہے، لیکن مصارفِ حج میں یا گھر کی ضروریات میں تنگی ہے، اس کو پورا کرنے کے لیے کوئی معمولی تجارت یا مزدوری کرلی، یہ اخلاص

کے بالکل منافی نہیں ہے، ہاں اس میں بھی بہتر یہ ہے کہ خاص ان پانچ ایام جن میں حج کے افعال ادا ہوتے ہیں، ان میں کوئی مشغلہ تجارت ومزدوری کا نہ رکھے، بلکہ ان ایام کو خالص عبادت وذکر میں گزارے، اسی وجہ سے بعض علماء نے خاص ان ایام میں تجارت ومزدوری کو ممنوع بھی فرمادیا گیا ہے۔ (معارف القرآن ج۱ص۴۳۱)

کاروباری حج؟

سوال: موجودہ دور میں کچھ حضرات ایسے بھی ہیں جو تقریباً ہر سال حج پر جاتے ہیں ان کا حج ایک قسم کا ''کاروباری حج'' ہوتا ہے، یہ لوگ یہاں سے مختلف دوائیں اور دیگر سامان لے جاتے ہیں اور وہاں پر منافع کے ساتھ فروخت کر دیتے ہیں اور حج سے واپسی پر وہاں سے سامان لا کر یہاں پر فروخت کر دیتے ہیں۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ اس کاروباری حج کی دینی حیثیت کیا ہے؟ کیا ہر سال خود جانے کے بجائے کسی غریب کو حج پر بھیج دے؟

جواب: حج کے دوران کاروبار کی تو قرآن کریم نے اجازت دی ہے، لیکن سفر حج سے مقصود ہی کاروبار ہو تو ظاہر ہے کہ اس کو اپنی نیت کے مطابق بدلہ ملے گا۔ ہاں یہ ہے کہ اپنی جگہ دوسروں کو حج ادا کرادیں اپنے حوصلہ اور ذوق کی بات ہے، اس کی فضیلت میں تو کوئی شبہ نہیں، مگر ہم کسی کو اس کا حکم نہیں دے سکتے۔ (آپ کے مسائل ج۴ص۳۲)

حج یا عمرہ کی نذر کرنا؟

مسئلہ: یا عمرہ کی نذر کرنے سے بھی حج یا عمرہ واجب ہو جاتا ہے، مثلاً کسی نے کہا اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ پر حج ہے یا صرف یہ کہا مجھ پر حج ہے تو ان الفاظ سے نذر ہو جائیگی پورا کرنا واجب ہوگا

مسئلہ: اگر کسی نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس مرض سے شفاء دی تو یا میرے مریض کو شفاء دی تو مجھ پر حج یا عمرہ ہے تو شفاء ہونے پر حج یا عمرہ جس کی نذر مانی ہو کرنا واجب ہوگا۔

(معلم الحجاج ص۲۹۱)

مسئلہ: حج جس طرح خدا کی طرف سے جب اس کے شرائط پائے جائیں فرض ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص حج کی نذر مانے تو وہ بھی واجب ہو جاتا ہے اور اس شخص پر حج کرنا ضروری ہو جاتا ہے، یہی حال تمام عبادات کا ہے اگرچہ وہ فی نفسہٖ واجب نہ ہوں مگر نذر کرنے سے واجب ہو جاتی ہے۔

(علم الفقہ ج۵ص۷۵)

Marfat.com

مسئلہ کبھی حج بلا عذر کے بھی واجب ہو جاتا ہے، مثلاً اگر کوئی شخص میقات سے بلا احرام کے گزر جائے تو اس پر حج یا عمرہ واجب ہو جاتا ہے، تو اگر ایسا شخص حج کرے گا تو یہ حج واجب ہو گا نیز حج فرض اور حج نذر دونوں ایک ہی طرح ادا کیے جاتے ہیں۔ (معلم الحجاج ص ۴۷)

حج مقبول کی پہچان

مسئلہ حج بہت بڑی عبادت ہے جس سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اور جو یہ فرمایا گیا ہے حدیث شریف میں "گویا وہ آج (حج کرنے والا) اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے"۔ یہ گناہوں سے پاک ہونے کو سمجھانے کے لیے ہے، کہ جس طرح نومولود بچہ گناہوں سے پاک صاف ہوتا ہے، اسی طرح "حج مبرور" کے بعد آدمی گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔

مسئلہ حج مقبول وہی ہے جس سے زندگی کی لائن بدل جائے، آئندہ کے لیے گناہوں سے بچنے کا اہتمام ہو اور اطاعت کی پابندی کی جائے۔ حج کے بعد جس شخص کی زندگی میں خوشگوار انقلاب نہیں آتا اس کا معاملہ مشکوک ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۵)

مسئلہ حج مبرور یعنی مقبول حج۔ اور مقبول حج وہ ہے کہ گناہوں سے توبہ و استغفار کرے اور کامل ارکانِ فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات کے بعد ادا کرے اور احرام کی حالت میں ممنوعات سے اجتناب کرتا رہے۔ ریا، نمود اور حرام مال سے بچے اور جملہ اخراجات، کھانا پینا، پہننا وغیرہ حلال مال سے ہو پھر حج کے بعد دینی حالت بہتر ہو تو سمجھئے کہ حج مقبول اور مبرور۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۱۱۴)

حج و عمرہ کو گناہوں سے پاک رکھنا چاہیے

مسئلہ عمرہ اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری میں بھی لوگ اتنی غلطیاں کرتے ہیں کہ خدا کی پناہ، دین کے مسائل نہ کسی سے پوچھتے ہیں اور نہ اس کی ضرورت سمجھتے ہیں۔

لوگ خوب ڈاڑھی منڈا کر روضۂ اطہر پر جاتے ہیں اور انکو ذرا بھی شرم نہیں آتی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، مگر شکل آپکے دشمنوں جیسی بناتے ہیں

اس تحریر سے یہ مقصود نہیں کہ لوگوں کو حج و عمرہ نہیں کرنا چاہیے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ ان مقدس اعمال کو گناہوں اور غلطیوں سے پاک رکھنا چاہئے۔ ایسے حج و عمرہ ہی پر پورا ثواب مرتب ہوتا ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۸)

Marfat.com

حج کے دوران تصویر بنوانا؟

مسئلہ حج کے دوران گناہوں کا کام کرنے سے حج کے ثواب میں ضرور خلل آئے گا۔ کیونکہ حدیث شریف میں ''حج مبرور'' کی فضیلت آئی ہے اور ''حج مبرور'' وہ کہلائے گا جس میں گناہوں سے اجتناب کیا جائے، اگر حج میں کسی گناہ کا ارتکاب کیا جائے تو ''حج مبرور'' نہیں رہتا۔ علاوہ ازیں اس طرح تصویریں (احرام باندھتے وقت اور قربانی وغیرہ کرتے وقت) کھنچوانا اس کا منشاء تفاخر اور ریا کاری ہے کہ اپنے دوست کو (حج سے آنے کے بعد) دکھاتے پھریں گے اور ریا کاری سے اعمال کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۵۹)

زندگی میں ایک بار فرضیت حج میں حکمت

سوال نماز اور زکوٰۃ میں تکرار ہے (بار بار آنا جانا) حج میں تکرار کیوں نہیں؟ ساری عمر میں صرف ایک بار کیوں فرض ہے؟

جواب اولاً تو احکام منصوصہ میں حکمت کا متلاشی رہنا ضعفِ ایمان کی دلیل ہے، دوسرے عقلاً جملہ فرائض میں تکرار نہ ہونا چاہئے تھا، مگر تکرار مستلزم ہوا تکرار امر کو، حج کا سبب یعنی بیت اللہ واحد ہے، لہٰذا تکرار کا تقاضہ کرنے والی کوئی چیز نہیں، تیسرے حج میں بہ نسبت دیگر عبادات کے مشقت زیادہ ہے، اس لیے حج کو جہاد فرمایا گیا ہے، حائضہ سے ماز کے ختم ہونے اور روزہ کے نہ ختم ہونے میں بھی یہی حکمت ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۵۱)

مسئلہ زندگی میں، (استطاعت کے بعد) ایک مرتبہ حج فرض ہے جب ایک مرتبہ حج کر چکا ہو تو دوسری مرتبہ حج فرض نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۱۸)

حج کی فرضیت کا وقت

سوال ایک شخص حج کے مہینوں میں مالک ہو گیا مال، کا تمام شرائط کے ساتھ اور بعد میں مال خرچ کر دیا، تلف ہو گیا تو کیا حج کی قضاء ضروری ہے؟

جواب حج کے مہینوں میں مالدار ہوا تو حج فرض ہو گیا، البتہ ایسے اگر دور دراز ملک میں رہتا ہو کہ وہاں سے حج کے مہینوں سے پہلے حجاج روانہ ہوتے ہوں تو قافلہ حجاج کی روانی کا وقت معتبر ہوگا، اگر اس وقت مال ہے تو حج فرض ہو گیا، اگر حج نہیں کیا تو قضاء واجب ہوگی۔

مسئلہ حج کی فرضیت علی الفور ہے، لہٰذا (بلا عذر) تاخیر سے گنہگار ہوگا۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۲۸ ردالمختار ج ۲ ص ۱۵۲ وھکذا فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۲۹۲ و کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۰۳۲)

نماز وحج کی غلطی کیوں معاف نہیں؟

مسئلہ روزہ کی غلطی معاف ہے، لیکن نماز وحج کی غلطی معاف نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ روزہ کے اندر کوئی ایسی ہیئت نہیں ہے جو روزہ کو یاد دلاتی ہو، اس لیے روزہ میں معاف سمجھا گیا۔ بخلاف نماز وحج کے، کہ نماز میں استقبال قبلہ نماز کو یاد دلانے والی ہیئت ہے اور حج میں احرام بغیر سلا ہوا کپڑا پہننا وغیرہ یاد دلانے والی موجود ہے اس لیے حج ونماز میں معذور نہیں سمجھا گیا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۹ ص ۴۰۱)

مکہ کو مستقل وطن نہ بنانے والے کا حج

سوال میں مکہ مکرمہ میں ملازم ہوں، آج کل حکومت سعودیہ کے قانون کے مطابق ملک سے ایک مرتبہ باہر جانا پڑتا ہے، اس لیے پاکستان آ گیا ہوں، اب میں حج تمتع کرنا چاہتا ہوں اس کی کیا صورت ہوگی؟

جواب آپ نے چونکہ مکہ مکرمہ کو ہمیشہ کے لیے مستقل وطن نہیں بنایا، اس لیے پاکستان سے تمتع کر سکتے ہیں۔ اگر مستقل وطن بنالیں گے تو تمتع نہیں کر سکیں گے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۲۷ بحوالہ ردالمختار ج ۲ ص ۲۱۱)

مکہ والا آفاق سے واپسی پر تمتع کرے یا قران؟

سوال مکہ مکرمہ اور جدہ کے رہنے والے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مدینہ طیبہ جاتے ہیں اور شروع شوال میں جدہ والے جدہ آتے ہیں اور مکہ مکرمہ والے مکہ مکرمہ آتے ہیں یا جدہ والے مکہ مکرمہ کے راستے سے جدہ واپس آتے ہیں اور اسی سال حج کا ارادہ رکھتے ہیں، تو وہ اب جب کہ میقات سے باہر چلے گئے تو آفاقی ہو گئے تو ایسی حالت میں تمتع کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب یہ لوگ قران کر سکتے ہیں تمتع نہیں کر سکتے، یہ حکم ان لوگوں کا ہے جن کا حرم یا حِل میں وطن اصلی ہے، (حرم سے باہر میقات کے اندر کا حصہ "حِل" کہلاتا ہے) جنہوں نے وہاں وطن اصلی نہیں بنایا صرف ملازمت یا تجارت وغیرہ کے لیے وہاں مقیم ہیں وہ تمتع بھی کر سکتے ہیں اور جو

Marfat.com

شخص حج کے مہینے شروع ہونے کے بعد آفاق (میقات سے باہر) میں گیا ہو وہ قران بھی نہیں کرسکتا۔ خواہ اس کا وطن اصلی ہو یا نہ ہو۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۱۵ بحوالہ ردالمختار ج ۲ ص ۲۱۴)

احصار کیا ہے؟

احصار کے لغوی معنی ہیں روکنا، منع کرنا، باز رکھنا اور اصطلاح فقہ میں احصار یہ ہے کہ کوئی شخص حج یا عمرہ کا احرام باندھ لے اور پھر وہ حج یا عمرہ کرنے سے روک دیا جائے ایسے شخص کو اصطلاح میں "محصر" کہتے ہیں۔

احصار کی چند صورتیں

احرام باندھنے کے بعد حج سے روکے جانے اور حج یا عمرہ نہ کرسکنے کی بہت سی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ مثلاً

(۱) راستہ پُرامن نہ ہو، دشمن کا خوف ہو، قتل وغارت کا خوف ہو، یا کسی اور طرح کا جان ومال کا خطرہ ہو۔

(۲) مرض لاحق ہوجائے، یہ اندیشہ ہو کہ آگے بڑھنے سے مرض بڑھ جائے گا یا ضعف اور نقاہت کی وجہ سے آگے بڑھنے کی سکت نہ ہو۔

(۳) احرام باندھنے کے بعد عورت کے ہمراہ کوئی محرم نہ رہے، محرم بیمار ہوجائے، یا انتقال ہوجائے یا جھگڑا ہوجائے اور ساتھ لے جانے سے انکار کردے یا طلاق دیدے یا محرم کو کوئی جانے سے روک دے۔

(۴) سفرخرچ نہ رہے، کم پڑجائے یا چوری ہوجائے (اور قرض بھی نہ مل سکے)۔

(۵) کسی عورت کی عدت شروع ہوجائے، مثلاً شوہر طلاق دیدے یا عورت کے احرام باندھنے کے بعد شوہر کی وفات ہوجائے۔

(۶) کسی عورت نے شوہر کی اجازت سے نفلی حج کا) احرام باندھا ہو اور احرام باندھنے کے بعد شوہر منع کردے۔

(۷) قید ہوجانا یا بادشاہ کا منع کرنا۔

(۸) ہڈی ٹوٹ جانا یا اتنا لنگڑا ہونا کہ چل نہ سکے۔

(۹) سفر کی وجہ۔ مرض کی زیادتی کا خوف ہونا۔

جب کسی مرد یا عورت کو ان امور مذکورہ میں سے کوئی امر احرام باندھنے کے بعد وقوف عرفہ سے پہلے پیش آ جائے تو وہ محصر ہوگا اور اگر وقوف عرفہ کے بعد پیش آ جائے تو وہ شرعاً محصر نہ ہوگا۔ (معلم الحجاج:۲۷۱)

احصار کا حکم

احصار کی صورت میں قربانی واجب ہے، اور جب تک محصر کی جانب سے حرم شریف میں قربانی نہ کی جائے محصر احرام ختم نہ کرے قربانی کا جانور یا رقم بھیجتے وقت ذبح کا دن مقرر کر لے تا کہ اس دن یہ اپنا احرام کھول لے۔

مسئلہ عمرے یا حج افراد یا تمتع سے روکا گیا ہو تو ایک قربانی اور اگر قران سے روکا گیا ہو تو دو قربانی واجب ہوں گی۔

مسئلہ اگر مکہ مکرمہ میں ہی محرم کو کوئی ایسا مانع پیش آ جائے کہ وقوف عرفات اور طواف زیارت دونوں نہ کر سکے تو وہ بھی محصر ہے اور اگر صرف ایک سے رکا تو محصر نہ ہوگا، کیونکہ اگر وقوف سے رکا تو عمرہ کر کے حلال ہو جائے اور اگر طواف زیارت سے رکا ہے تو یہ طواف ساری عمر میں ہو سکتا ہے، البتہ ایام نحر کے بعد کرنے سے دم واجب ہوگا۔ (معلم الحجاج ص ۲۷۲ وہکذا علم الفقہ ج ۵ ص ۱۶۷۔ احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۱۱ و مظاہر حق ج ۳ ص ۳۸۴ و معارف القرآن ج ۱ ص ۴۲۵)

(آسان شکل یہ ہے کہ حج یا عمرہ کرنے والا وضو یا غسل کر کے احرام باندھ کر دو رکعت نفل سر ڈھک کر پڑھنے کے بعد گھر سے نکلے لیکن حج کی نیت جہاز میں روانہ کرنے کے بعد کرے یا میقات کے قریب کرے تا کہ اگر کوئی رکاوٹ پیش آ جائے تو وہ محرم نہ ہو کیونکہ نیت کرنے کے بعد ہی احرام کی پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔ محمد رفعت قاسمی)

مسئلہ حصر کی قربانی کے لیے یہ ضروری نہیں کہ یہ قربانی ایام نحر یعنی دس، گیارہ، بارہ ذی الحجہ ہی میں کی جائے بلکہ اس سے قبل یا بعد میں بھی کی جا سکتی ہے۔ جب قربانی کا اپنا مقرر کردہ وقت گزر جائے احرام کھول دے۔ سر منڈوانا مستحب ہے ضروری نہیں، پھر اس پر آئندہ سال قضاء واجب ہے۔ اگر صرف عمرہ کا احرام تھا تو صرف عمرہ کی قضاء واجب ہے۔ اور اگر صرف حج کا احرام تھا تو حج و عمرہ دونوں واجب ہیں اور حج و عمرہ دونوں کا احرام تھا تو ایک حج اور دو عمرے قضاء میں واجب ہیں۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۱۰ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص ۲۵۴)

مسئلہ اگر اس قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے ممنوعات احرام میں سے کوئی امر سرزد ہو جائے تو اس کی پاداش میں اس پر بھی وہی کچھ واجب ہوگا جو کہ غیر محصر احرام باندھنے والے پر واجب ہوتا ہے۔ (کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۱۵۳)

مسئلہ جس شخص کا حج فوت ہو گیا یا محصر یعنی جو حج سے روک لیا گیا اس پر بھی طواف وداع واجب نہیں ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۹۰)

مسئلہ احصار کی قربانی کا گوشت محصر کے لیے کھانا جائز نہیں اس لیے کہ یہ جنایت کی قربانی ہے۔

مسئلہ قربانی کا جانور یا اس کی قیمت بھیجنے کے بعد رکاوٹ ختم ہونے کی صورت میں اگر یہ ممکن ہو کہ جو روک دیا تھا (محصر) قربانی کا جانور ذبح ہونے سے پہلے مکہ مکرمہ پہنچ جائے گا اور حج یا عمرہ کی سعادت حاصل کر سکے گا۔ تو اس پر واجب ہے کہ فوراً حج کے لیے روانہ ہو جائے۔ ہاں اگر قربانی سے پہلے پہنچنے اور حج ادا کر سکنے کا امکان نہ ہو تو پھر روانہ ہونا واجب نہیں ہے۔

(علم الفقہ ج ۵ ص ٦٧)

کیا سفر حج میں مرنے والے کا حج ہو جائے گا؟

سوال اگر کسی شخص کا سفر حج میں حج کرنے سے پہلے انتقال ہو جائے تو کیا اس کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا؟

جواب اور اگر حج پہلے فرض ہو چکا تھا تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ وقوف عرفہ کے بعد فوت ہوا تو فرض ادا ہو گیا اور اگر اس سے پہلے فوت ہوا تو فرض ساقط نہیں ہوا، اس لیے اس پر اس کے شہر سے حج بدل کی وصیت کرنا (جب کہ ممکن ہو) فرض ہے، اگر ثلث مال اس کے شہر سے کافی نہ ہو تو جہاں سے بھی ثلث مال میں حج ہو سکے وہیں سے کرایا جائے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۲۳ بحوالہ ردالمختار ج ۲ ص ۲٦۳ وہکذا فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۲۳)

راستہ میں مرنے پر دوسرے نے حج ادا کیا؟

سوال ایک شخص فرض حج کے لیے روانہ ہوا، میقات پہنچنے سے پہلے ہی انتقال ہو گیا، باقی ماندہ روپیہ سے دوسرے آدمی نے اسکی طرف سے حج ادا کیا۔ اس میں کیا میت کی طرف سے حج ادا ہو گیا یا نہیں، اور بقیہ روپیہ وارثوں کو طلب کرنے کا حق ہے یا نہیں؟

جواب اس شخص کو وہ روپیہ (بقیہ) ورثاء کو دینا ہوگا، کیونکہ مرنے والے نے کچھ وصیت نہیں کیا

Marfat.com

اور روپیہ باقی ماندہ، میراث، وارثوں کا ہوگیا، بہر حال باقی ماندہ روپیہ اس کو واپس دینا ہوگا اور حج اس میت کی طرف سے انشاء اللہ تعالیٰ ادا ہو جائے گا۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۵۸ بحوالہ رد المختار ج ۲ ص ۳۲۸)

سفر حج میں انتقال والے کے لیے خوش خبری

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جو حج کے لیے نکلا اور راستہ میں وفات پا گیا اس کے لیے قیامت تک حج کا ثواب ملتا رہے گا اور جو عمرہ کے لیے نکلا اور راستہ میں انتقال ہوگیا اس کے لیے (بھی) قیامت تک عمرہ کرنے کا ثواب ملتا رہے گا''۔

ایک حدیث میں روز محشر کا عام اصول یہ بتایا گیا جس شخص کو جس چیز اور جس عمل پر موت آئے گی قیامت کے دن وہی کرتا ہوا اٹھے گا۔

اس لئے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو کوئی نیک عمل کرتے ہوئے دنیا سے چلے جائیں۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۳۶)

مسئلہ جو شخص احرام کی حالت میں مرجائے اس کی تجہیز و تکفین غیر محرم کی طرح کی جائے یعنی عام مرنے والوں کی طرح اس کا سر ڈھانکا جائے کافور وخوشبو وغیرہ لگائی جائے۔

(معلم الحجاج ص ۱۱۳)

(حاجی جو حج کے دوران انتقال کر جائے اس کو غسل اور پورا کفن دے کر دفن کرنا چاہیے اور اس کا سر بھی ڈھانک دیا جائے غرض یہ کہ جو عام میت کیساتھ عمل کیا جاتا ہے وہ سب کرنے چاہئیں، کیونکہ مرنے کے بعد احرام کے مسائل اس سے ختم ہو گئے ہیں۔ محمد رفعت قاسمی)

حج میں خواتین کی بے احتیاطیاں

حج بیت اللہ الحرام، مسلمان کے ل یہ فریضہ ادا کرنا گونا گوں برکتوں کا ذریعہ ہے، اور حیرت انگیز نعمتوں کا وسیلہ ہے۔ باوجودیکہ سابقہ مشکلات ختم ہوگئیں اور بہت کچھ آسانیاں پیدا ہوگئیں۔ تاہم دور دراز کا سفر ہے، ہزاروں روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ اکثر لوگوں کو زندگی میں ایک ہی مرتبہ جانا میسر ہوتا ہے اور اب بھی بہت کچھ مشکلات اٹھانا پڑتی ہے۔ ایسی صورت میں بے حد ضروری تھا کہ مسلمان اس فریضہ کی ادائیگی میں انتہائی احتیاط برتیں، مسائل حج سے کامل واقفیت

Marfat.com

حاصل کریں، اسی لئے ہر زبان میں مسائل واحکام حج سے متعلق چھوٹی بڑی کتابیں شائع ہو چکی ہیں تاکہ شرعی قانون کے مطابق صحیح طور پر حج ادا ہو سکے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مخلوق خدا کا یہ عظیم انبوہ جو ملک (بلکہ دنیا) کے ہر گوشہ سے پہنچ رہا ہے، اکثر و بیشتر اس فریضہ کے احکام و مسائل سے بالکل بے خبر ہے۔ سنن و مستحبات تو درکنار فرائض وواجبات سے بھی غافل ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اتنا ہی نہیں کہ محظورات وممنوعات کا برابر ارتکاب ہوتا رہتا ہے بلکہ اور تمام گناہوں تک پہنچنے سے بچنے کا ذرہ برابر کا بھی اہتمام نہیں ہوتا۔ نمازوں کے ادا کرنے میں تقصیر، جماعت کی پابندی میں کوتاہی حالانکہ ایک فرض نماز بھی حج سے بدرجہا اہمیت رکھتی ہے۔ اگر بغیر عذر شرعی کے ایک نماز بھی قضا کی تو حج قبول ہونے کی توقع مشکل ہو جاتی ہے۔ سفر میں خصوصاً احرام باندھنے کے بعد بجائے تلبیہ کہنے اور ذکر اللہ کرنے کے عام طور پر غیبتیں کرتے ہیں، بکواس بکتے رہتے ہیں۔ نہ زبان پر قابو نہ نگاہ پر قابو، نہ ہاتھ پر، بلکہ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے ہیں، نماز کا انتظار ہو رہا ہے اور فضولیات بک رہے ہیں۔ غیب میں مبتلا ہیں، حالانکہ زندگی کے اس عظیم مرحلے پر پہنچ کر تو تمام اوقات عبادت میں ہوں، گناہوں سے پاک وصاف ہو کر ایسے واپس ہوں جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے ولادت ہوئی ہے، دنیا میں دوبارہ آئے ہیں۔

بعض حضرات مستحبات وآداب میں غلو کرتے ہیں، لیکن فرائض وواجبات میں تقصیر (کوتاہی) کرتے رہتے ہیں اور دور حاضر کے اکثر حجاج کو دیکھ کر تو یہ شبہ ہو جاتا ہے کہ شاید کسی میلہ یا تماشا کے لیے اکٹھا ہوئے ہیں۔ عورتوں پر پردہ فرض ہے، مگر حرمین شریفین میں پہنچ کر اکثر عورتیں بلکہ ۹۹ فیصد برقع پوش عورتیں بھی برقع پھینک کر بے حجاب ہو جاتی ہیں اور اس طرح گناہ کبیرہ کی مرتکب ہوتی ہیں، نہ صرف بے حجاب بلکہ بسا اوقات نیم عریاں لباس میں بیت اللہ کا طواف کرتی ہیں۔ اور افسوس اس کا ہے کہ نہ شوہر اور نہ ان کے محرم حضرات اس بے حجابی کو روکنے کی تدبیر کرتے ہیں نہ حکومت کی طرف سے اس پر کوئی پابندی عائد کی جاتی ہے، بے محابا مردوں کے درمیان گھستی ہیں۔ حجر اسود کو بوسہ دینے کے لیے مردوں کی بھیڑ میں جان بوجھ کر گھستی ہیں اور پھنستی ہیں، اجنبی مردوں کے ساتھ شدید وقبیح اختلاط میں مبتلا ہوتی ہیں۔ یہ سب حرام ہے گناہ کبیرہ ہے، ایسا حج کہ جس میں اول سے اخیر تک محرمات اور کبائر سے احتراز نہ ہو سکے کیا توقع ہے کہ وہ حج قبول ہوگا۔ حج مبرور کے لیے جزاء جنت بے شک ہے لیکن حج مبرور کیسے ہوگا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج مبرور کے بارے میں بیان فرمایا کہ حج کرے اور اس میں کوئی بھی

Marfat.com

بے حیائی کا کام نہ کرے، کوئی گناہ نہ کرے، تب گناہوں سے پاک وصاف ہوگا جیسے ماں کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہے۔

پاکستان وہندوستان کی بعض عورتیں مصر وشام وغیرہ بعض ملکوں کی عورتوں کو دیکھ کر کہ وہ بے پردہ ہیں خود بھی پردہ اٹھا دیتی ہیں اور حرم میں اس طرح آتی ہے جیسے تمام مرد اُن کے محرم ہیں یا وہ گھر کے صحن میں پھر رہی ہیں۔ لیکن یہ انتہائی حماقت ہے، اگر کوئی قوم کسی گناہ میں مبتلا ہے تو اس سے وہ گناہ جائز نہیں ہو جاتا۔ پھر دیکھا گیا ہے کہ ان کی بے پردگی (یعنی چہرہ کا کھلا ہونا) ایک خاص سنجیدگی اور وقار کیساتھ ہوتی ہے۔ لباس بھی اس کا سر سے پاؤں تک باحجاب ہوتا ہے، پاؤں تک موزے ہوتے ہیں، لیکن پاکستانی عورتوں کا خصوصاً پنجاب وسندھ کی عورتوں کا لباس تو انتہائی بے حیائی کا ہوتا ہے تمام نسوانی اعضاء نمایاں ہوتے ہیں، بے محابا سینہ تان کر چلتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ عورتیں بھی اس بے حیائی کیوجہ سے معصیت وفسق میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور انکے شوہر بھی ان کے اس بے حجابی پر گنہگار ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کو مطلق منع نہیں کرتے، کوئی اصلاح نہیں کرتے، نہ روکتے ہیں نہ ٹوکتے ہیں، یہ تو کھلی بے حیائی اور بے غیرتی ہے۔

ان سب سے بڑھ کر ایک اور عام ابتلاء یہ ہے کہ تمام عورتیں پنج وقتہ نمازوں میں مردوں کی طرح حرم میں پہنچتی ہیں، باوجودیکہ عورتوں کیلئے دروازے بھی مخصوص ہیں، اور نماز پڑھنے کی جگہیں بھی متعین ہیں۔ مگر حج کے زمانہ میں چونکہ ازدحام بے حد ہوتا ہے، مستقل جگہ پر نہیں پہنچ پاتیں تو مردوں کے درمیان صفوں میں کھڑی ہو جاتی ہیں اور نماز پڑھنا شروع کر دیتی ہیں۔

مسجد احرام اور مسجد نبویؐ کی نماز اور عورتیں

پہلی بات تو یہ ہے کہ جس طرح اپنے وطن میں عورتوں کا تنہا نماز گھروں میں پڑھنا افضل ہے، اسی طرح مکہ ومدینہ میں بھی عورتوں کے لیے نماز گھروں میں تنہا بغیر جماعت کے پڑھنا افضل ہے۔ اور مکہ ومدینہ میں نماز کا جو ثواب حرم اور مسجد نبوی کا ہوتا ہے وہ ان کو گھروں پر پڑھنے میں اس سے زیادہ ملتا ہے جو مسجد میں مردوں کو ملتا ہے، ایسی صورت میں حرمین شریفین میں عورتوں کو نماز گھروں میں پڑھنی چاہئے بالفرض کسی وقت بیت اللہ کے دیکھنے کی غرض سے یا طواف کرنے کی غرض سے مسجد حرام میں، یا صلاۃ وسلام کی غرض سے مسجد نبوی میں آئیں اور نماز باجماعت پڑھ لیں تو ادا ہو جاتی ہے، بشرطیکہ مردوں کے درمیان نہ کھڑی ہوں۔ ایک عورت اگر

مردوں کے درمیان کھڑی ہوجاتی ہے تو تین مردوں کی نماز خراب ہوجاتی ہے دائیں بائیں جانب دو مردوں کی، اس کی محاذات (سیدھ میں) جو مرد کھڑا ہے اس کی بھی، تینوں کی نمازیں فاسد ہوگئیں۔ بالفرض بغیر کسی ارادے کے کوئی عورت اتفاقیہ طور پر عین نماز کے وقت صفوں کے درمیان پھنس جائے اور نکلنا دشوار ہوجائے یا طواف کرنے کے درمیان نماز کھڑی ہوجائے تو اس وقت اس کو خاموش بغیر نماز کے جہاں بھی ہو بیٹھ جانا چاہئے، نماز کی نیت ہرگز نہ کرے، ورنہ مردوں کی نماز بھی خراب ہوگی، جب امام فارغ ہوجائے تو پھر تنہا وہ وہیں نماز ادا کرے۔ عورتوں کو بیت اللہ کا طواف کرنے کے لیے بھی ایسے وقت میں جانا چاہئے جب نماز کا وقت نہ ہو۔ اس وقت نسبتاً بھیڑ بھی کم ہوتی ہے اور اگر اتفاقاً نماز کا وقت ہوجائے تو اذان ہوتے ہی جلدی جلدی طواف پورا کرکے یا طواف درمیان میں چھوڑ دیں تو جتنے شوط (چکر) رہ گئے وہ نماز کے بعد جہاں چھوڑے تھے وہیں سے پورے کرلیں۔ یا اس طواف کو دوبارہ کرلیں۔

بہرحال گناہ سے بچنا بے حد ضروری ہے۔ اور بھی بہت سی کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں لیکن ان سب میں نماز اور بے پردگی کا مسئلہ میرے خیال میں سب سے زیادہ اہم ہے۔

بہرحال حج ایک ایسا فریضہ ہے جو زندگی میں بار بار ادا کرنا بے حد مشکل ہے، اس لیے چاہئے کہ مرد ہوں یا عورتیں انتہائی احتیاط کے ساتھ اس فریضہ کی ادائیگی سے سبکدوش ہوں۔

نیز یہ بھی خیال رہے کہ بعض عورتیں اپنے ملکوں میں بھی پردہ نہیں کرتیں اور گویا مستقل طور پر بے پردہ رہتی ہیں۔ بلاشبہ یہ گناہ عظیم ہے اور ایک فرض حکم کی خلاف ورزی ہے، لیکن انہیں بھی حج بیت اللہ کے سفر میں تو چاہئے کہ اس گناہ عظیم سے بچیں۔ تاکہ یہ فریضہ تو صحیح طریقہ سے ادا ہوجائے۔ آج کل بہت سی عورتیں بغیر محرم کے سفر کرتی ہیں، یہ بھی حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ جس عورت کا کوئی محرم نہ ہو اس پر حج فرض ہی نہیں ہوتا بلکہ اگر محرم ہو بھی لیکن حج پر قادر نہ ہو یا یہ عورت اس کے مصارف برداشت کرنے کے قابل نہ ہو تب بھی فرض نہ ہوگا۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ حج بھی فرض نہ ہو اور پھر وہاں جاکر حج میں اتنی فروگزاشتیں بھی ہوں؟ جب شرعاً اس کے ذمہ حج فرض ہی نہیں ہے تو یہ حج کا سفر کیوں اختیار کیا جاتا ہے۔

نتیجہ یہ کہ حج بیت اللہ میں حجاج کرام سے اس قسم کی کوتاہیوں اور خلاف شرع حرکتوں کی وجہ سے ہی حج کی برکتیں ختم ہوجاتی ہیں، اور باوجود حجاج کی کثرت کے امت جس مقام پر کھڑی ہے وہاں سے روز افزوں تنزلی میں جارہی ہے اگر اتنی کثرت سے حجاج کرام صحیح طریقہ پر

Marfat.com

یہ فریضہ ادا کرتے اور ہم سب کا حج بارگاہ اقدس میں شرف قبول سے سرفراز ہوتا تو شاید دنیا کا نقشہ ہی بدل جاتا۔ حق تعالیٰ مسلمانوں کو صحیح فہم اور توفیق خیر نصیب فرمائے۔ (آمین)

(محدث عصر حضرت علامہ سید محمود یوسف بنوری نور اللہ مرقدہٗ) (بشکریہ ندائے شاہی دسمبر ۲۰۰۴ء)

عورتوں کے لیے حج میں محرم کی شرط کیوں ہے؟

مسئلہ میں شرعی مسئلہ بتاتا ہوں ''کیوں'' کا جواب نہیں دیا کرتا۔ مگر آپ کے اطمینان کے لیے لکھتا ہوں کہ بغیر محرم کے عورت کو تین دن یا اس سے زیادہ کے سفر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے۔ کیونکہ ایسے طویل سفر میں اس کا اپنی عزت و عصمت کو بچانا ایک مستقل مسئلہ ہے اور اس ناکارہ کے علم میں ہے کہ بعض عورتیں محرم کے بغیر حج کو گئیں اور گندگی میں مبتلا ہو کر واپس آئیں۔ علاوہ ازیں ایسے طویل سفر میں حوادث پیش آسکتے ہیں، اور عورت کو اٹھانے ، بیٹھانے کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ اگر کوئی محرم ساتھ نہ ہوگا تو یہ دشواریاں پیش آئیں گئیں۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۸۰)

تنبیہ خدا کے قانون کو محض اپنی رائے اور خواہش سے ٹھکرا دینا اور صرف ایک پہلو پر نظر کر کے دوسرے سارے پہلوؤں سے آنکھیں بند کر لینا دانشمندی نہیں ہے۔ (یعنی بغیر محرم کے حج کے لیے جانا)۔ افسوس ہے کہ آج یہ مذاق عام ہو گیا ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۸۳)

محرم کسے کہتے ہیں؟

سوال میاں بیوی حج کے لیے جا رہے ہیں ان کے ساتھ بیوی کی بھتیجی، بھانجی، یا بیوی کی سگی بہن جا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب محرم وہ ہوتا ہے جس سے کبھی بھی نکاح نہ ہو سکے۔ بیوی کی بہن، بھانجی اور بھتیجی شوہر کیلئے نامحرم ہیں۔ انکے ساتھ جانا جائز نہیں۔ (آپکے مسائل ج ۴ ص ۷۹)

مسئلہ فروعِ والدین یعنی وہ مرد یا عورت جن کی پیدائش کے باپ یا ماں (بلا واسطہ یا بالواسطہ) ذریعہ ہوں جیسے بھائی، بہن، بھانجا، بھانجی، بھتیجا، بھتیجی اور ان کی اولاد جہاں تک نیچے کے درجے کی ہو سب کے سب حرام ہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۲۸۸ و ہکذا فتاویٰ عالمگیری اُردو ج ۲ ص ۵ و کتاب النکاح)

مسئلہ تایا، چچا، وغیرہ محرم ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱۰ ص ۱۷۳)

Marfat.com

مسئلہ محرم سے مراد وہ شخص ہے جس کیساتھ نکاح حرام ہے، خواہ نسب کی وجہ سے یا ازدواجی، یا دودھ کے رشتہ کی وجہ سے۔ نیز محرم کا معتمد عاقل و بالغ ہونا بھی شرط ہے۔

(کتاب الفقہ ج۱ص ۱۰۳۶ وہکذا فتاویٰ رحیمیہ ج۱۰ص ۳۷ اور معلم الحجاج ص ۸۴)

مسئلہ عورت کے لیے اس کی بھانجی کا بیٹا محرم ہے ان کے درمیان نکاح حرام ہے تو وہ اس کے لیے محرم ہوا، عورت اپنی بھانجی کے بیٹے کے ساتھ حج کے لیے جاسکتی ہے۔ اتنا احتیاط کیا جائے کہ وہ فاسق وفاجر نہ ہو، فاسق وفاجر پر اطمینان نہیں ہوتا، فقہاء کرام اس کے ساتھ سفر کرنے سے منع کرتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۸ص ۸۹ بحوالہ شامی ج۱ص ۵۲۹)

مسئلہ محرم کو بھی اسی وقت سفر میں ساتھ جانا جائز ہے جب کہ فتنہ وشہوت کا اندیشہ نہ ہو، اگر باطن غالب یہ ہے کہ سفر کرنے کی صورت میں خلوت (تنہائی) میں یا ضرورت کے وقت چھونے سے شہوت ہوجائے گی تو اس کے ساتھ جانا جائز نہیں ہے۔ (معلم الحجاج ص ۹۷)

مسئلہ داماد (سگی بیٹی کا شوہر) اپنی ساس کے لیے محرم ہے، انمیں ہمیشہ کیلئے نکاح حرام ہے، لہٰذا ساس داماد کیساتھ حج کو جاسکتی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۸ص ۲۸۸ بحوالہ طحطاوی ص ۳۹۷)

مسئلہ سوتیلی ساس اپنے سوتیلے داماد کے ساتھ سفر حج نہیں کرسکتی، کیونکہ سوتیلا داماد محرم نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج۸ص ۳۰۸)

مسئلہ آج کل فتنہ کا زمانہ ہے، سسرالی رشتہ سے احتیاط کی ضرورت ہے خصوصاً جب کہ جوان ہوں، معلم الحجاج میں ہے کہ اس زمانہ میں سسرالی رشتہ اور دودھ کے رشتہ (والے محرم کے ساتھ سفر کرنے) سے احتیاط کی ضرورت ہے، کیونکہ فتنہ کا زمانہ ہے، اس لیے ان لوگوں کے ساتھ حج نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۸ص ۲۸۸ بحوالہ شامی ج۱ص ۵۲۹ وہکذا معلم الحجاج ص ۹۵)

مسئلہ عورت اپنے حقیقی بھتیجا کے ساتھ حج کو جاسکتی ہے، لیکن شوہر کے بھتیجا کے ساتھ جانا جائز نہیں ہے، کیونکہ عورت کے لیے شوہر کا بھتیجا محرم نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۸ص ۳۰۷)

مسئلہ خنثیٰ مشکل کے لیے بھی (جس کی جنس معلوم نہ ہوسکے کہ مرد ہے یا عورت) محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے۔ (معلم الحجاج ص ۵۵)

مسئلہ ہوائی جہاز کے چند گھنٹوں کے سفر میں بھی عورت کے ساتھ محرم کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ سفر شرعی کے اڑتالیس میل پر احکام جاری ہوجاتے ہیں مثلاً نماز میں قصر وغیرہ۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج۵ص ۲۱۴)

Marfat.com

بہنوئی کے ساتھ حج کرنا؟

مسئلہ بہنوئی کے ساتھ سفر کرنا شرعاً درست نہیں ہے۔

مسئلہ محرم وہ ہے جس سے نکاح کسی حال میں بھی جائز نہ ہو۔ سالی محرم نہیں ہے، چنانچہ اگر (حج کے دوران) شوہر بیوی کو طلاق دیدے (اور عدت گزر جائے) یا بیوی کا انتقال ہو جائے تو سالی کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے۔ اور نامحرم کو ساتھ لے جانے سے حاجی مجرم (گنہگار) بن جاتا ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۸۴)

منہ بولے بھائی کے ساتھ حج کرنا؟

سوال ایک لڑکی نے منہ بولے بھائی کے ساتھ حج کیا، کیا یہ اس کا محرم ہے، اس کے ساتھ نکاح جائز ہے؟

جواب کسی اجنبی آدمی کو بھائی بنانے سے وہ محرم نہیں بن جاتا، اس لیے اس سے نکاح جائز ہے۔ عورت کا بغیر محرم کے سفر پر جانا گناہ ہے۔ حج تو ہو جائے گا، لیکن عورت گنہگار ہوگی۔ منہ بولا بھائی محرم نہیں ہوتا اور اس کو محرم ظاہر کرنا غلط بیانی ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۸۵، ۷۹)

شوہر کے سگے چچا وغیرہ کے ساتھ حج کرنا؟

مسئلہ اگر آپکی بیوی کی آپکے چچا سے اور کوئی قرابت نہیں، تو یہ دونوں ایک دوسرے کے لیے نامحرم ہیں اور آپکے حقیقی چچا کے ساتھ حج پر جانا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ عورت کا جیٹھ نامحرم ہے اور نامحرم کے ساتھ سفر حج پر جانا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ بہن کا دیور محرم نہیں ہوتا۔ اور محرم کے بغیر حج و عمرہ کے لیے جانا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ عورت اپنے دودھ شریک بھائی کے ساتھ حج کو جا سکتی ہے، کیونکہ وہ محرم ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۳ ص ۱۸۹)

مسئلہ عورت کا بیٹی کے سسر کے ساتھ حج کو جانا جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ محرم نہیں ہے۔

مسئلہ ممانی شرعاً محرم نہیں، اس لیے وہ شوہر کے حقیقی بھانجے کے ساتھ حج پر نہیں جا سکتی ہے۔

مسئلہ عورت کا کسی ایسی عورت کے ساتھ سفر حج کرنا جس کا شوہر ساتھ ہو، یا ایسی خاتون کے ساتھ جانا جن کے ساتھ اس کا محرم ہو جائز نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۸۶)

Marfat.com

مسئلہ پیر غیر محرم کے ساتھ عورت کو حج کا سفر جائز نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۴۰ بحوالہ بحر الرائق ج ۲ ص ۳۸)

مسئلہ عورت کے لیے دیور و جیٹھ (شوہر کے سگے چھوٹے و بڑے بھائی) محرم نہیں ہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۳۰۷)

سفر بغیر محرم کے اور حج محرم کے ساتھ؟

سوال اگر کوئی عورت حج کیلئے جائے، محرم ساتھ نہیں جا سکتا، مگر وطن سے سوار کرا سکتا ہے اور جدہ ایر پورٹ پر اسکا بھائی موجود ہے تو ایسی عورت کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب وطن سے جدہ تک بغیر محرم کے سفر کرنے کا گناہ اس کے ذمہ بھی ہوگا۔ حج وعمرہ ادا ہو جائے گا، مگر آپ کا ہوائی جہاز کا سفر تنہا کرنا جائز نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۸۰)

حج کرنے کے لیے غیر محرم کو محرم بنانا؟

سوال جو عورتیں غیر محرم کو محرم دکھا کر حج کرنے چلی جائیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب محرم کے بغیر حج کا سفر جائز نہیں اور نامحرم کو محرم دکھا کر حج کا سفر کرنا دہرا گناہ ہے۔ لیکن اگر چلی جائے گی حج تو ہو جائے گا گو تنہا سفر کرنے کا گناہ ہوگا۔ (آپکے مسائل ج ۴ ص ۸۲)

مسئلہ عورت چاہے کتنی ہی بوڑھی ہو اس کے لیے بلا محرم سفر حج حرام ہے، اگرچہ اس کے ساتھ دوسری عورتیں اپنے محارم کیساتھ ہوں تو بھی جائز نہیں ہے، اگر مرتے دم تک محرم میسر نہ ہو تو حج بدل کی اس پر وصیت فرض ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۲۳)

محرم کے بغیر بوڑھی عورت کا حج کرنا؟

مسئلہ عورت کا بغیر محرم کے سفر حج جائز نہیں، اگرچہ حج تو ہو جائے گا، لیکن اس ناجائز سفر کرنے کا گناہ الگ ہوگا۔ مگر چونکہ بوڑھی اماں کا سفر زیادہ فتنہ کا موجب نہیں ہے، اس لیے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کو رعایت مل جائے، تاہم بوڑھی اماں کو ناجائز سفر کرنے پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا چاہیے۔ رہا یہ کہنا کہ ہزاروں عورتیں جن کا کوئی محرم نہیں ہوتا کیا وہ حج نہ کریں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک محرم میسر نہ ہو عورت پر حج فرض ہی نہیں ہوتا، اسلئے حج

نہ کریں اور اگر حج کا بہت ہی شوق ہے محرم ملتا ہیں تو نکاح ثانی کرلیا کریں۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۴۷ و ۸۳ وہکذا فی فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۳۰۷ وکفایت المفتی ج ۴ ص ۳۲۱)

ملازم کو محرم بنا کر حج کرنا؟

سوال میں اپنی مصروفیت کی بناء پر بیوی کے ساتھ حج پر نہیں جا سکتا، کیا میں اپنے ملازم کو محرم کی حیثیت سے بیوی کے ساتھ حج کے لیے بھیج سکتا ہوں؟

جواب محرم ایسے رشتہ داروں کو کہتے ہیں جس سے اس کے رشتہ کی وجہ سے نکاح جائز نہیں ہوتا، جیسے عورت کا باپ، بھائی، بھتیجا، بھانجا۔ گھر کا ملازم محرم نہیں اور بغیر محرم کے حج پر جانا جائز نہیں ہے۔ آپ خود بھی گنہگار ہوں گے اور آپ کی بیگم اور ملازم بھی۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۸۶)

خود کو دوسرے کی بیوی ظاہر کر کے حج کرنا؟

سوال میرا مسئلہ دراصل کچھ یوں ہے کہ میرا نام محمد اکرام ہے میرے دوست کہ جس کا نام محمد اشرف ہے۔ اب میرے دوست کا اپنے کفیل کے ساتھ جھگڑا ہو گیا۔ اس نے اپنی بیوی کو حج پر بلانا تھا، سو اس نے میرے نام پر اپنی بیوی کو حج پر بلایا یعنی اس نے نکاح نامہ پر بھی میرا نام لکھوایا اور کاغذی کاروائی میں وہ میری بیوی ہی بن کر یہاں آئی ہے اور میں ہی اس کو لینے کے لیے ایر پورٹ گیا سکورٹی والوں نے میرا اقامہ دیکھ کر میری بیوی جان کر اس کو باہر آنے دیا۔ اور عورت اپنے اصل خاوند کے پاس ہے اس نے حج اپنے خاوند کے ساتھ کیا۔ کیا یہ حج صحیح ہے؟

جواب فریضۂ حج تو اس محترمہ کا ادا ہو گیا۔ مگر جعل سازی کے گناہ میں تینوں شریک ہیں وہ دونوں میاں بیوی بھی اور آپ بھی۔ (آپکے مسائل ج ۴ ص ۴۸)

بیوہ اور عدت والی عورت حج کیسے کرے؟

مسئلہ خاوند کا انتقال اگر ایسے وقت ہوا کہ حج کے وقت تک اس کی عدت پوری نہیں ہوتی تو وہ عورت عدت پوری ہونے سے پہلے حج کا سفر نہ کرے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۳۴ وہکذا فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۳۵ بحوالہ رد المختار ج ۲ ص ۱۹۸ و فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۳۷)

مسئلہ عورت عدت کی حالت میں اگر حج کرے گی تو حج ہو جائے گا لیکن گنہگار ہو گی۔

(معلم الحجاج ص ۸۶)

Marfat.com

مسئلہ عورت کو عدت کے دوران حج کے لیے جانا جائز نہیں ہے عدت گزر جانے کے بعد اگر محرم کے ساتھ جا سکتی ہو تو جائے اور اگر کوئی محرم میسر نہ آئے تو حج بدل کی وصیت کرے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج۸ ص ۳۰۷)

حاملہ عورت کا حج؟

سوال کیا حاملہ حج کر سکتی ہے؟ اگر کر سکتی ہے تو کیا وہ بچہ یا بچی جو اس کے پیٹ میں ہے اس کا بھی حج ہو گیا ہے یا نہیں؟

جواب حاملہ عورت حج کر سکتی ہے۔ پیٹ کے بچے کا حج نہیں ہوتا۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص ۴۴)

عورت کا متبنّٰی کیساتھ حج کے لئے جانا؟

مسئلہ عورت کو اپنے لے پالک (منہ بولا بیٹا، گود لیا ہوا) کے ساتھ، یا ہمسایہ عورتوں کے ساتھ حج کے لیے جانا جائز نہیں ہے۔ محرم نہ ملے تو حج بدل کرا دینا چاہیے، لیکن اس وقت کا حج بدل کرایا ہوا اس شرط کے ساتھ معتبر ہوگا کہ تمام عمر کوئی محرم نہ ملے اور اگر کسی وقت محرم مل گیا مثلاً نکاح کر لیا اور شوہر حج کے لیے ساتھ لے جانے پر راضی ہو گیا اور اس وقت بھی روپیہ بقدر حج عورت و محرم موجود ہو یا بعد کو جمع ہو گیا تو حج دوبارہ کرنا پڑے گا۔ (امداد الاحکام ج۲ ص ۱۵۷)

مسئلہ وہ عورت جس نے بچپن سے کسی لڑکے کی پرورش کی اور اس کو اپنا متبنّٰی بیٹا بنایا ہے جب کہ بچہ عورت کو ماں اور عورت لڑکے کو بیٹا کہہ کر پکارتی ہو وہ لڑکا اس عورت کے حق میں محرم نہیں ہے، اس کے ساتھ حج یا عمرہ کے لیے جانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ متبنّٰی حقیقی بیٹا نہیں ہے۔ قرآن کریم سورۂ احزاب میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ (آپ کے مسائل ج۸ ص ۳۱۸)

حج کے لیے تنہا عورتوں کے قافلہ کا حکم؟

مسئلہ فطری اور قدرتی طور پر مرد کا میلان عورت کی طرف اور عورت کا مرد کی طرف ہوتا ہی ہے اور شیطان ملعون بھی معاصی میں مبتلا کرنے کے لیے ایڑھی چوٹی کا زور لگاتا رہتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۶۷ کی حدیث میں ہے کہ "مردوں کے حق میں عورتوں سے زیادہ ضرر رساں کوئی فتنہ نہیں"۔ من جملہ ضروریات شرعیہ کے ایک ضرورت حج کی ادائیگی بھی ہے جس کے لیے ضابطہ شرعیہ اور فتنہ و فساد سے حفاظت کی ایک زائد احتیاطی تدبیر یہ ہے کہ عورت کے سفر میں دیندار محرم یا

شوہر ساتھ ہو جو اس کی پوری طور پر حفاظت کر سکے، ورنہ سفر حج کی بھی اجازت نہیں۔ اگر بغیر محرم کے جائے گی تو شرعی حکم کی خلاف ورزی کی وجہ سے گنہگار ہوگی۔ حالانکہ سفر میں عورتوں کی عصمت وناموس کی جس قدر حفاظت شوہر اور محرم کر سکتا ہے وہ عورتیں نہیں کر سکتیں، بلکہ خود وہ عورتیں بھی عصمت و پاکدامنی کی حفاظت کے لیے دوسروں کی محتاج ہیں۔

عورت کے حق میں محرم کی شرط اور ضرورت حج سے محرومی کا باعث نہیں بلکہ اسکی عصمت وناموس کی حفاظت وبدگمانی اور بدنامی اور تہمت سے بچانے کیلئے ہے، جسکے بغیر عورت کی کوئی قیمت نہیں، لہٰذا عورتوں کو چاہئے کہ احکام شرعیہ کی قدر کریں اور شریعت کو اپنا محسن سمجھیں، رہا حج کو جانے کا معاملہ تو کوئی محرم نہ ملے تو شریعت حج بدل کی بھی اجازت دیتی ہے جسمیں وہ پورے ثواب کی مستحق ہوگی اور مزید برآں شرعی حکم کی تابعداری کرنے والی اور مستحق اجر عظیم ہوگی۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۳۲۱ بحوالہ بخاری شریف ج ا ص ۴۴ وابن ماجہ ۲۹۷ و مسلم شریف ج ا ص ۴۳۴ و ہدایہ ج ا ص ۲۱۳)

حجاج کو رخصت کرنے کے لیے عورتوں کا جانا؟

مسئلہ بعض جگہ یہ رواج ہے کہ حجاج کرام جب حج کے لیے جاتے ہیں تو اسٹیشن تک رخصت کرنے کے لیے عورتیں بھی جاتی ہیں، اسٹیشن پر مرد اور عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے، بے پردگی ہوتی ہے، یہ رسم مذموم اور بہت سی برائیوں پر مشتمل ہوتی ہے، لہٰذا قابل ترک ہے حج کے نام پر لوگوں نے عورتوں کا اجتماع اور اختلاط وغیرہ بہت سی ناجائز اور مکروہ رسومات ایجاد کر رکھی ہیں جو بجائے ثواب کے لعنت کی مستوجب بن رہی ہیں، اس لیے اس رسم کو بالکل بند کر دینا چاہئے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۴۰۴ وہکذا فتاویٰ محمودیہ ج ۳ ص ۲۰۲)

عورت کا باریک دوپٹہ پہن کر حرمین شریف میں آنا؟

مسئلہ عورت کو ایسا کپڑا پہن کر باہر نکلنا حرام ہے جس سے بدن نظر آتا ہو یا سر کے بال نظر آتے ہوں۔

مسئلہ ایسے باریک دوپٹہ میں نماز بھی نہیں ہوتی جس سے بال نظر آتے ہوں۔

مسئلہ مکہ ومدینہ جا کر عام عورتیں مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتی ہیں اور مسجد نبویؐ میں چالیس نمازیں پوری کرنا ضروری سمجھتی ہیں، یہ مسئلہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ حرمین شریفین میں نماز باجماعت کی فضیلت صرف مردوں کے لیے ہے عورتوں کو وہاں جا کر بھی اپنے گھر

(قیام گاہ) میں نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ اور گھر میں نماز پڑھنا مسجد کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

ذرا غور فرمایئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب خود بنفس نفیس نماز پڑھا رہے تھے اسی وقت یہ فرما رہے تھے کہ "عورت کا گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں نماز با جماعت کے نماز پڑھنے سے افضل ہے"۔ جس نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام وصحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم الاجمعین مقتدی ہوں جب اس جماعت کے بجائے عورت کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہو تو آج کی جماعت عورت کے لیے کیسے افضل ہو سکتی ہے؟ حاصل یہ کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ جا کر عورتوں کو اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھنی چاہیے اور یہ گھر کی نماز ان کے لیے حرمین شریفین کی نماز سے افضل ہے۔ حرم شریف میں طواف کے لیے آنا چاہیے لیکن مردوں کے ہجوم میں نہ گھسیں اور حجر اسود کا بوسہ لینے کی بھی کوشش (بھیڑ میں) نہ کریں ورنہ گنہگار ہوں گی، نیکی برباد، گناہ لازم کا مضمون صادق آئے گا۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۹۹)

حج کے مبارک سفر میں عورتوں کے لیے پردہ؟

سوال حج کے موقع پر جب عورتوں سے کہا جاتا ہے پردہ کے لیے، تو جواب یہ دیتی ہیں کہ اس مبارک سفر میں پردہ کی ضرورت نہیں ہے اور مجبوری بھی ہے۔ کیا حکم ہے پردہ کا؟

جواب احرام کی حالت میں عورت کو حکم ہے کہ کپڑا اس کے چہرہ کو نہ لگے لیکن اس حالت میں جہاں تک اپنے بس میں ہو نامحرموں سے پردہ کرنا ضروری ہے اور جب احرام نہ ہو تو چہرہ کا ڈھکنا لازم ہے۔ یہ غلط ہے کہ مکہ مکرمہ میں یا حج کے سفر میں پردہ ضروری نہیں۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۰ اور ہکذا کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۵۴)

کیا لڑکی کا رخصتی سے پہلے حج ہو جائے گا؟

سوال ایک لڑکی کا نکاح ہو گیا ہے لیکن رخصتی نہیں ہوئی، اور نہ ہی دونوں فریقوں کا دو سال تک رخصتی کا ارادہ ہے۔ لڑکا چاہتا ہے کہ وہ اپنے سعودی عرب کے قیام کے دوران اور رخصتی سے پہلے لڑکی کو اپنے ساتھ حج کروائے۔ تو کیا بغیر رخصتی کے لڑکی کو لڑکے کے ساتھ حج پر بھیجنا صحیح ہے؟

جواب لڑکا حج کرالے، دونوں کام ہو جائیں گے۔ رخصتی بھی اور حج بھی۔ جب نکاح ہو گیا تو دونوں میاں بیوی ہیں، رخصتی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۵۶)

Marfat.com

مسئلہ گر حج کی تیاری مکمل ہو جائے اور لڑکی کی منگنی (رشتہ) ہو جائے تو لڑکی اپنے ماں باپ (یا محرم) کیساتھ حج کیلئے جا سکتی ہے۔ (آپکے مسائل ج ۴ ص ۳۳)

عورت پر حج کی فرضیت؟

سوال حج کیا مردوں پر فرض ہے یا عورتوں پر بھی؟

جواب عورت پر بھی حج فرض ہے جب کہ کوئی محرم میسر ہو اور اگر محرم میسر نہ ہو تو مرنے سے پہلے حج بدل کی وصیت کر دے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۳۳)

مسئلہ حج فرض کے لیے عورت کو اپنے شوہر سے اجازت لینا (جب کہ اس کے ساتھ کوئی محرم جا رہا ہو) اور بیٹے کا باپ سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۳۶ وھکذا فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۵۲۸ بحوالہ رد المختار ج ۱ ص ۲۰۰ و کتاب الفقہ ج ۱ ص ۳۲۱)

مسئلہ عورت پر حج اس وقت فرض ہوتا ہے کہ اسکے پاس اس قدر روپیہ ہو کہ دونوں کا خرچ اٹھا سکے یعنی اپنا خرچ اور محرم کا خرچ بھی اٹھا سکے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۱ ص ۵۲۲ بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱ ص ۲۰۳)

مسئلہ جس عورت کو اس کے شوہر یا لڑکے نے روپیہ دیا (تو وہ) اس روپیہ کی مالک ہو گئی اگر وہ روپیہ اتنا ہے کہ حج کے سفر کے لیے کافی ہے اور اس کے محرم کا خرچ بھی پورا ہو سکتا ہے تو اس عورت کے ذمہ حج فرض ہے اپنے محرم کے ساتھ حج کو جانا چاہئے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۵۲۱ بحوالہ ہدایہ کتاب الحج ج ۱ ص ۲۱۵)

عورتوں کے پاس محرم کا خرچ نہ ہو تو؟

مسئلہ اگر عورت کے پاس بقدر ضرورت حج مال موجود ہو مگر ساتھ جانے کے لیے کوئی محرم نہیں ملتا، یا ملتا ہے مگر وہ اپنا خرچ برداشت نہیں کر سکتا اور عورت کے پاس اتنا مال نہیں کہ وہ اپنے خرچ کے علاوہ محرم کا خرچ بھی خود برداشت کرے تو اس عورت پر بھی لازم ہے کہ اپنی طرف سے حج بدل کرائے یا وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد میری طرف سے میرے مال سے حج بدل کرا دیا جائے۔ (احکام حج ص ۱۸۸ و ھکذا امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۵۶)

عورتوں کے لیے مخصوص ہدایات

مندرجہ ذیل مسائل میں عورتوں کا حکم مردوں سے بالکل الگ ہے۔

(۱) عورتوں کا احرام صرف اتنا ہے کہ وہ اپنا سر ڈھانک لیں اور چہرہ کھولے رکھیں۔

(۲) سلے ہوئے کپڑے عورتوں کے لیے منع نہیں ہیں۔

(۳) عورتیں تلبیہ آہستہ آہستہ آواز سے پڑھیں۔

(۴) ناپاکی کی حالت میں حیض ونفاس میں دعاء وتلبیہ پڑھ کر احرام باندھ لیں۔

(۵) سر کے بالوں کو ایک کپڑے سے باندھ لیں تاکہ کوئی بال ٹوٹ کر نہ گر جائے اور یہ کپڑا (رومال) صرف احتیاط کے لیے ہے (بعض حضرات اس کو عورت کا احرام سمجھتے ہیں جو صحیح نہیں ہے)۔

(۶) صفا ومروہ کے درمیان سعی کے دوران ہرے کھمبوں یعنی ہری ٹیوب لائٹ کے درمیان دوڑنا عورتوں کے لیے مسنون نہیں ہے۔

(۷) احرام کھولتے وقت بالوں کے آخر سے صرف انگلی کے ایک پوروے کے برابر کاٹ لینا کافی ہے۔

(۸) ناپاکی کی حالت میں طواف کے علاوہ حج کے تمام ارکان ادا کرسکتی ہے۔

(۹) ایام نحر یعنی دس، گیارہ، بارہ، تاریخ میں پاکی کی حالت نہ ہو تو طواف زیارت کو پاک ہونے تک مؤخر کردیں ان پر کوئی جرمانہ نہ ہوگا۔

(۱۰) جدہ یا مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد شوہر یا محرم کا انتقال ہوجائے یا طلاق ہوجائے تو اسی حالت میں حج کے ارکان ادا کرسکتی ہے۔

(۱۱) اگر عورتیں واپسی کے وقت ماہواری کے ایام میں مبتلا ہوجائیں تو ان سے طواف وداع معاف ہوجاتا ہے۔

(۱۲) **اضطباع** یعنی احرام کی چادر داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا عورتوں کے لیے نہیں ہے۔

(۱۳) عورتوں کو رمی کرتے وقت ہاتھ اتنا اونچا نہ اٹھانا چاہئے کہ بغل نظر آئے۔

(۱۴) رَمَل یعنی طواف کے شروع کے تین چکروں میں جھپٹ کر تیزی سے قدم نزدیک رکھ کر

Marfat.com

چلنا عورتوں کے لیے مسنون نہیں ہے، عورتیں اپنی ہی چال سے چلیں۔ محمد رفعت قاسمی

عورتوں کا احرام

مسئلہ عورتوں کا احرام اور حج بھی مردوں کی طرح ہے فرق یہ ہے کہ عورت کو سلے ہوئے کپڑے پہنے رہنا چاہئے سر کو بھی چھپانا چاہئے صرف چہرہ پر کپڑا نہ لگنا چاہئے چہرا کھلا رہنا چاہئے۔

مسئلہ عورت کے لیے موزے دستانے پہننا جائز ہے، نہ پہننا اولیٰ ہے، زیور بھی پہن سکتی ہے۔

(معلم الحجاج ص ۱۱۰)

مسئلہ حالت حیض ونفاس میں بھی احرام باندھ سکتی ہے مگر اس حالت میں دوگانہ یعنی دو رکعت نفلِ احرام نہ پڑھے۔ (احکام حج ص ۴۴۔ حضرت مفتی شفیعؒ)

مسئلہ عورت کو حیض ونفاس میں چونکہ نماز پڑھنی ناجائز ہے اس لیے غسل یا وضو کر کے قبلہ رو بیٹھ کر نیت کر کے تلبیہ پڑھ لینا چاہئے نماز نہ پڑھے۔ (معلم الحجاج ص ۱۰۶)

مسئلہ عورت کو سر ڈھانکنا واجب ہے اور منہ پر کپڑا لگانا منع ہے سر پر سے کپڑا اس طرح لٹکانا کہ چہرہ پر نہ لگے بہتر ہے۔ اور سلے ہوئے کپڑے پہننے جائز ہیں۔

مسئلہ عورت کو چاہئے کہ احرام کی حالت میں سر پر چھوٹا سا رومال باندھے تاکہ سر نہ کھلے اور یہ سر پر رومال باندھنے کا حکم وجوب ستر کے لیے ہے یعنی سر کے بالوں کو چھپانے کے لیے ہے نہ کہ احرام کے لیے، کیونکہ عورت کے سر کا یہ (رومال) احرام نہیں ہے، چنانچہ اگر سر کھلا رہے تو جنایت (دم وغیرہ) نہ ہوگی۔ رومال باندھنا اجنبی مرد کے آگے واجب ہے اور سر کھولنا گناہ ہے۔

مسئلہ عورت کیلئے سر کا رومال احرام میں داخل نہیں ہے پس اگر غسل کے لیے (یا وضو میں مسح کرنے کیلئے) کھولے تو جنایت لازم نہ ہوگی۔ یہ اس لیے بھی ہے کہ بال ٹوٹنے سے محفوظ رہیں۔

مسئلہ عورت کو حیض میں تمام افعال کرنے جائز ہیں صرف طواف کرنا اور نماز پڑھنا منع ہے اگر احرام سے پہلے حیض آجائے تو غسل کر کے احرام باندھ کر سب افعال کرے مگر سعی وطواف ونماز نہ پڑھے۔

مسئلہ عورت کو تلبیہ زور سے پڑھنا منع ہے، صرف اس قدر زور سے پڑھے کہ خود سن لے۔

(معلم الحجاج ص ۱۱۵)

مسئلہ خنثیٰ مشکل یعنی جس شخص کا مرد یا عورت ہونا معلوم نہ ہو تمام احکام میں وہ مثل عورت

Marfat.com

کے ہے اس کو کسی اجنبی عورت یا مرد کے ساتھ تنہائی جائز نہیں ہے۔ (معلم الحجاج ص ۲۲۹)

مسئلہ عورت احرام کی حالت میں اگر ہتھیلی پر مہندی لگائے گی تو دم واجب ہوگا۔

(معلم الحجاج ص ۲۳۹)

مسئلہ احرام کی حالت میں روٹی پکاتے ہوئے کچھ بال جل گئے تو صدقہ دے اور اگر مرض کی وجہ سے گر گئے یا سوتے ہوئے جل گئے تو کچھ واجب نہیں ہے۔ (معلم الحجاج ص ۲۳۹)

مسئلہ عورتوں کو احرام باندھنے کے لیے کسی خاص قسم کا لباس پہننا لازم نہیں ہے اس لیے خواتین احرام میں سلے ہوئے کپڑے بدستور پہنی رہیں، خواہ وہ کسی رنگ کے ہوں، ان کا احرام یہ ہے کہ وہ چہرہ کھلا رکھیں، اور ہاتھوں میں دستانے نہ پہنے یہی اولیٰ ہے البتہ غیر محرم مرد ہوں تو چہرے پر کسی چیز سے اوٹ بھی کر سکتی ہیں اور کسی کپڑے سے ہاتھوں کو بھی چھپا سکتی ہیں۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۸۹)

مسئلہ عورت کے لیے افضل یہی ہے کہ حالت احرام میں موزے پہنے رہے، کیونکہ اس میں زیادہ پردہ ہے، اور اگر اس کے کپڑے ڈھیلے اور تمام بدن کو ڈھانکنے والے ہوں تو وہی کپڑے کافی ہیں۔

مسئلہ عورت نے احرام کے وقت موزے پہنے تھے اور بعد میں اتار دیئے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے جیسے کوئی شخص احرام کے وقت جوتے پہنتا ہے، لیکن بعد میں اتار دیتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص ۲۴)

مسئلہ احرام کے لیے غسل کرنا سنت مؤکدہ ہے، گو محض وضو کر لینا اصل سنت کے قائم مقام عمل ہے، لیکن غسل کرنا افضل ہے۔ اور یہ غسل ستھرائی کے پیش نظر ہوگا پاک ہونے کے لیے نہیں، لہٰذا حیض ونفاس کی حالت میں غسل کرنا چاہیے۔

مسئلہ اگر پانی دستیاب نہ ہو تو غسل ساقط ہو جائے گا اس کے بجائے تیمم مشروع نہیں ہے، اس لیے کہ صفائی وستھرائی جو اس غسل کی غرض ہے وہ تیمم سے حاصل نہیں ہوتی۔

(کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۰۴۸)

مسئلہ حالت احرام میں عقد نکاح جائز ہے، کیونکہ احرام باندھنا عورت کو عقد نکاح کی صلاحیت سے مانع نہیں، البتہ ہم بستری ممنوع ہے۔ (کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۰۵۶)

مسئلہ حالت احرام میں ہم بستری کی طرح وہ حرکات جن سے اسکی خواہش پیدا ہوتی ہے وہ

Marfat.com

بھی حرام ہیں مثلاً بوسہ لینا، بدن سے بدن ملانا۔ (کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۰۵۳)

کیا عورتوں کو احرام میں چہرہ کھلا رکھنا چاہیے؟

مسئلہ یہ صحیح ہے کہ احرام کی حالت میں چہرے کو ڈھکنا جائز نہیں۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ احرام کی حالت میں عورت کو پردہ کی چھوٹ ہو گئی نہیں! بلکہ جہاں تک ممکن ہو پردہ ضروری ہے، یا تو سر پر کوئی چھجا (ہیٹ، ٹوپ) سا لگایا جائے اور اس کے اوپر سے کپڑا اس طرح ڈالا جائے کہ پردہ ہو جائے مگر کپڑا چہرہ کو نہ لگے، یا عورت اپنے ہاتھ میں پنکھا وغیرہ رکھے (جہاں مردوں کا سامنا ہو) اسے چہرہ کے آگے کر لیا کرے، اس میں شبہ نہیں کہ حج کے طویل اور پر ہجوم سفر میں عورت کے لیے پردہ کی پابندی بڑی مشکل ہے، لیکن جہاں تک ہو سکے پردہ کا اہتمام کرنا ضروری ہے اور جو اپنے بس سے باہر ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں گے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۸۸)

مسئلہ اگر کسی عورت کے احرام کی حال میں چہرہ پر برقع کا نقاب ہوا سے اڑ کر پڑے یا سوتے میں چادر وغیرہ تو ایک گھنٹہ سے کم ہو تو جزا اس کی نصف صاع صدقہ واجب ہے اور اگر بار بار پڑتا رہے تو ایک مٹھی صدقہ کر دے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۳۵)

عورت کا احرام کے اوپر سے مسح کرنا؟

سوال آج کل دیکھا گیا ہے کہ عورتیں جو احرام باندھتی ہیں تو بال بالکل ڈھک جاتے ہیں اور اس کا سر کے اوپر سے بار بار اتارنا عورتوں کے لیے مشکل ہوتا ہے تو کیا سر کا مسح اسی کپڑے کے اوپر ٹھیک ہے؟

جواب عورتیں جو سر کے اوپر رومال (کپڑا) باندھتی ہیں اس کا احرام سے کوئی تعلق نہیں، یہ رومالی صرف اس لیے باندھی جاتی ہے کہ بال بکھریں اور ٹوٹے نہیں۔ عورتوں کو اس رومال پر مسح کرنا صحیح نہیں۔ بلکہ رومال اتار کر سر پر مسح کرنا لازم ہے۔ اگر رومال ہی پر مسح کیا سر پر مسح نہیں کیا تو نہ وضو ہوگا، نہ نماز ہوگی، نہ طواف ہوگا، نہ حج ہوگا، نہ عمرہ۔ کیونکہ یہ افعال بغیر وضو جائز نہیں اور سر پر مسح کرنا فرض ہے بغیر مسح کے وضو نہیں ہوتا۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۹۰)

مسئلہ عورتیں احرام میں سر پر رومال باندھنا ضروری سمجھتی ہیں اور اس کو احرام سمجھتی ہیں، یہ جہالت ہے، غیر محرم سے سر اور چہرہ کا پردہ فرض ہے، اور بالوں کی حفاظت کے لیے سر پر رومال باندھنا بھی فی نفسہٖ جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۶۶)

Marfat.com

عورتوں کے لیے حج کے ضروری مسائل

سوال میرا حج کا ارادہ ہے مگر بہت پریشان ہوں کہ اگر حج کے دوران خاص ایام شروع ہو جائیں تو کیا کرنا چاہئے اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چالیس نمازوں کا کیا حکم ہے؟

جواب آپ کی پریشانی مسئلہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے ہے۔حج کے افعال میں سوائے بیت اللہ شریف کے طواف کے کوئی چیز ایسی نہیں جس میں عورتوں کے خاص ایام رکاوٹ ہوں اگر حج یا عمرہ کا احرام باندھنے سے پہلے ایام شروع ہو جائیں تو عورت غسل یا وضو کر کے حج کا احرام باندھ لے،احرام باندھنے کے بعد جو دو رکعتیں پڑھی جاتی ہے وہ نہ پڑھے،حاجی کے لیے مکہ مکرمہ پہنچ کر پہلا طواف (جسے طواف قدوم کہا جاتا ہے) سنت ہے،اگر عورت خاص ایام میں ہو تو یہ طواف چھوڑ دے منیٰ جانے سے پہلے اگر پاک ہو جائے گی تو طواف کر لے ورنہ ضرورت نہیں اور نہ اس پر کوئی کفارہ لازم ہے۔

دوسرا طواف دس تاریخ کو کیا جاتا ہے جس کو طواف زیارت کہتے ہیں یہ حج کا فرض ہے،اگر عورت اس دوران خاص ایام میں ہو تو طواف میں تاخیر کرے۔پاک ہونے کے بعد طواف کرے۔

تیسرا طواف مکہ مکرمہ سے رخصت ہونے کے وقت کیا جاتا ہے یہ واجب ہے۔لیکن اگر اس دوران عورت خاص ایام میں ہو تو اس طواف کو بھی چھوڑ دے اس سے یہ واجب بھی ساقط ہو جاتا ہے باقی منیٰ عرفات مزدلفہ میں جو مناسک ادا کئے جاتے ہیں ان کے لیے عورت کا پاک ہونا کوئی شرط نہیں ہے۔

اور اگر عورت نے عمرہ کا احرام باندھا تھا تو پاک ہونے تک عمرہ کا طواف و سعی نہ کرے اور اگر اس صورت میں اس کو عمرہ کے افعال ادا کرنے کا موقع نہ ملا کہ (حج کے لئے) منیٰ کی روانگی کا وقت آ گیا تو عمرہ کا احرام کھول کر حج کا احرام باندھ لے یعنی بغیر نفل پڑھے وضو کر کے حج کے احرام کی نیت کر لے اور یہ عمرہ کا جو احرام توڑ دیا تھا اس کی جگہ بعد میں عمرہ کر لے۔

مسجد نبوی میں چالیس نمازیں پڑھنا مردوں کے لیے مستحب ہے،عورتوں کے لیے نہیں،عورتوں کے لیے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں بھی مسجد کے بجائے اپنے گھر (قیام گاہ) میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۱۸ و ہکذا فی فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۴۶)

Marfat.com

مسئلہ اگر عورت کو احرام کی حالت میں حیض یا نفاس آ جائے تو عورت پاکی کا انتظار کرے گی، پاک ہونے کے بعد طواف اور سعی کرے گی اور بال کٹوا کر عمرہ پورا کر لے گی اور اگر عمرہ کے بعد آیا یا آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنے کے بعد حیض ونفاس آ جائے تو حج کے تمام اعمال ادا کرے گی، وقوف عرفہ، وقوف مزدلفہ کنکریاں مارنا، تلبیہ وذکر الٰہی سب کچھ کرے گی۔

اور اگر حج کے طواف وسعی کے بعد حیض یا نفاس آ جائے تو طواف وداع ساقط ہو جائے گا، کیونکہ حائضہ ونفاس والی عورت پر طواف وداع نہیں ہے۔ (حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص ۵۲)

مسئلہ عورتیں حیض یا نفاس کی حالت میں ہوں تو حج کے تمام اعمال انجام دیں صرف طواف بیت اللہ اور سعی صفا ومروہ نہ کریں، طواف اس لیے نہ کریں کہ طواف کے لیے پاکی شرط ہے اور سعی اس لیے نہ کریں کہ سعی طواف کے بغیر نہیں ہوتی۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۸۹)

مسئلہ عورتوں کے لیے اس حال میں حجر اسود کو چومنا بالکل حرام ہے جب کہ اجنبی مردوں کے ساتھ جسم لگنے کا احتمال ہو۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۸۹)

مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کے سامنے حاضری کے لیے دھکا بازی خصوصاً عورتوں کا غیر محرم کے ہجوم میں داخل ہونا حرام ہے۔ ایسی حالت میں دور سے درود وسلام پڑھیں۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۶۸)

عرفات میں حائضہ کا آیت کریمہ وغیرہ پڑھنا؟

مسئلہ عورت حیض یا نفاس کی حالت میں قرآن مجید کی کوئی بھی آیت تلاوت کی نیت سے نہیں پڑھ سکتی، البتہ قرآن مجید کی وہ آیت یا سورت جس میں دعا یا اللہ کی حمد وثنا ہو۔ دعا اور ذکر کی نیت سے پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتی ہے۔

مسئلہ عورت حیض یا نفاس سے ہو اور جس (مرد یا عورت) پر نہانا واجب ہو اس کو مسجد میں جانا بیت اللہ شریف کا طواف کرنا اور قرآن شریف پڑھنا اور اس کا چھونا درست نہیں ہے۔

مسئلہ اگر الحمد کی پوری سورت (سورۂ فاتحہ) دعا کی نیت سے پڑھے یا اور دعائیں جو قرآن شریف میں آئی ہیں، ان کو دعا کی نیت سے پڑھے تلاوت کے ارادہ سے نہ پڑھے تو درست ہے، اس میں کچھ گناہ نہیں ہے جیسے یہ دعا ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرت حسنۃ وقنا عذاب النار۔ اور یہ دعا ربنا لاتؤاخذنا ان سینا او اخطأنا۔ آخر تک جو سورۂ بقرہ کے آخر میں

Marfat.com

ہے۔ یا اور کوئی دعا جو قرآن شریف میں آئی ہو، دعا کی نیت سے سب کا پڑھنا درست ہے۔ لہٰذا مذکورہ صورت میں عورت حالت حیض ونفاس میں میدان عرفات میں ذکر اور دعا کی نیت سے سورۂ اخلاص (قل ھو اللہ احد ذکر کی نیت سے پڑھ سکتی ہے) تلاوت کی نیت سے نہ پڑھے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج۹ ص۱۱۸)

(آیت کریمہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ بھی ذکر کی نیت سے پڑھ سکتی ہے البتہ قرآنی دعاؤں کے حروف کو نہ چھوئے ذکر کے طور پر زبانی پڑھے۔ محمد رفعت قاسمی)

مسئلہ وقوف عرفات کے لیے پاک ہونا بھی شرط نہیں ہے، اگر کوئی عورت حیض یا نفاس کی وجہ سے ناپاکی کی حالت میں ہو تو اس حالت میں بھی وقوف عرفات درست ہو جائے گا۔

(احکام حج ص ۶۵ و ہکذا فی معلم الحجاج ص ۱۶۳)

طواف کے دوران اگر بالغ ہو جائے؟

سوال ایک لڑکی نے اپنے والدین کے ساتھ عمرہ کا طواف کیا اور پھر سعی کی اور سعی کے بعد لڑکی نے اپنی والدہ کو حیض کے شروع ہونے کی اطلاع کی۔ ماں نے اس سے دریافت کیا یہ کب سے شروع ہوا؟ تو اس نے بتایا کہ طواف کے دوران شروع ہوا۔ گویا حالت حیض میں اس نے پورا یا طواف کا اکثر حصہ ادا کیا پھر اسی حالت میں سعی بھی کی اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب لڑکی کو چاہئے تھا کہ عمرہ کا احرام نہ کھولتی بلکہ پاک ہونے کے بعد دوبارہ طواف وسعی کرتی۔ بہرحال چونکہ اس نے احرام نابالغی کی حالت میں باندھا تھا، اس لیے اس پر دم جنایت نہیں ہے۔ مناسک ملا علی قاری میں ہے کہ ''اگر بچہ نے ممنوعاتِ احرام میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا تو اس کے ذمہ کچھ نہیں'' خواہ یہ ارتکاب بلوغ کے بعد ہو، کیونکہ وہ اس سے پہلے مکلف نہیں تھا۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۱۱۵)

مسئلہ حرمین شریفین میں نماز پڑھنے کے لیے عورتوں کا ماہواری کو روکنے کیلئے دوائی استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ج۱ ص۱۰۹)

مسئلہ عورت کو ایام خاص میں سعی کو طواف سے پہلے کرنا صحیح نہیں، پاک ہونے کے بعد طواف وسعی کر کے احرام کھولے۔ اس وقت تک احرام میں رہے۔ (آپ کے مسائل ج۱ ص۱۰۹)

Marfat.com

مسئلہ اگر دوران طواف عورت کو حیض آجائے تو طواف کو وہیں روک دے اور جب حیض سے پاک ہو جائے تو نئے سرے سے طواف کا اعادہ کرے۔ (ایضاح المناسک ص ۱۲۱)

مسئلہ عورت حیض سے ایسے وقت میں پاک ہوئی کہ بارہویں تاریخ کے آفتاب غروب ہونے میں اتنی دیر ہے کہ غسل کر کے مسجد میں جا کر پورا طواف یا صرف چار چکر کرسکتی ہے اور اس نے نہیں کیا تو دم واجب ہوگا اور اگر اتنا وقت نہ ہو تو کچھ واجب نہیں ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۸۰)

مسئلہ عورت جانتی ہے کہ حیض عنقریب آنے والا ہے اور ابھی حیض آنے میں اتنا وقت باقی ہے کہ پورا طواف یا چار پھیرے کرسکتی ہے، لیکن نہیں کیا اور حیض آ گیا پھر ایام نحر گزرنے کے بعد پاک ہوئی تو دم واجب ہوگا اور اگر چار پھیرے نہیں کرسکتی تو کچھ واجب نہ ہوگا، یعنی پاک ہونے کے بعد چار پھیرے کرنے کا وقت بھی نہیں تو کچھ واجب نہیں ہوگا۔

(معلم الحجاج ص ۱۸۰ و ہکذا فی منتخبات نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۵۶)

عورت احرام سے نکلنے کے لیے کتنے بال کاٹے؟

سوال حج میں مرد قربانی کے بعد سر منڈاتے ہیں اور عورت اپنے سر کے بال کتنے کاٹے اور یہ کہ سر کے نیچے کے بال کاٹے جائیں یا پیشانی کے بال بھی کاٹے جاسکتے ہیں؟

جواب ایک انگلی کے برابر یعنی ایک انگلی کی تہائی مقدار تمام سر کے بال کاٹ دے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۲۰۷)

(عورت اپنے تمام سر کے بالوں کو مٹھی میں پکڑ کر نیچے سے انگلی کے ایک پورے کے برابر بال خود کاٹ لے یا کسی دوسری عورت سے یا کسی محرم سے کٹوالے، اور جتنے بھی عمرے کرے گی اتنی ہی مرتبہ بال کاٹنا ضروری ہیں اور اتنے ہی حج کے موقع پر کاٹے جائیں گے۔ محمد رفعت قاسمی)

طواف زیارت کے وقت حیض آجائے تو؟

سوال اگر کسی عورت کی بارہ ذی الحجہ کی فلائٹ ہے اور وہ اپنے خاص ایام میں ہے تو کیا وہ طواف زیارت (حج کا طواف) ترک کر کے وطن آجائے اور دم دیدے یا کوئی مانع چیز مثلاً دوائی وغیرہ استعمال کر کے طواف ادا کرے؟

جواب طواف زیارت حج کا رکن عظیم ہے۔ جب تک طواف زیارت نہ کیا جائے میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے حلال نہیں ہوتے بلکہ اس معاملہ میں احرام بدستور باقی رہتا ہے، اس لیے

Marfat.com

خواتین کو ہرگز طواف زیارت ترک نہیں کرنا چاہیے بلکہ پرواز چھوڑ دینی چاہیے۔

مسئلہ اگر کوئی شخص اس طواف کے بغیر وطن واپس آ گیا تو اس پر لازم ہے کہ نیا احرام باندھے بغیر واپس مکہ مکرمہ جائے اور جا کر طواف زیارت کرے جب تک نہیں کرے گا میاں بیوی کے تعلق کے حق میں احرام رہے گا اور اس کا حج بھی نہیں ہوتا اور اس کا کوئی بدل بھی نہیں۔ دم دینے سے کام نہیں چلے گا بلکہ واپس جا کر طواف کرنا ضروری ہوگا۔ (تاخیر کی وجہ سے مرد پر دم بھی واجب ہوگا)۔

جو خواتین ان دنوں ناپاک ہوں، ان کو چاہیے کہ اپنا سفر ملتوی کر دیں اور جب تک پاک ہو کر طواف نہیں کر لیتیں مکہ مکرمہ سے واپس نہ جائیں۔ اگر کوئی تدبیر ایام کے روکنے کی ہو سکتی ہے تو پہلے سے اس کا اختیار کر لینا جائز ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۴۷)

مسئلہ اگر عورت کے لیے مانع حیض دوا کا استعمال مضر نہ ہو عورت اسے برداشت کر سکتی ہو اور اس کا تجربہ بھی ہو تو حیض کو روکنے کی دوا کے استعمال کی صورت بھی اختیار کی جا سکتی ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۹۷ و ج ۶ ص ۲۰۴ و ہکذا حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص ۵۳)

مسئلہ اگر عورت حیض کیوجہ سے طواف زیارت اسکے وقت میں نہ کر سکے تو دم واجب نہ ہوگا۔ پاک ہونے کے بعد طواف زیارت کرے۔ (معلم الحجاج ص ۱۸۰)

مسئلہ اگر طواف کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو اسی جگہ طواف کا سلسلہ روک دینا لازم ہے اور وضو کر کے وہاں سے طواف کی تکمیل کی جا سکتی ہے، لیکن بہتر یہ ہی ہے نئے سرے سے طواف کا عادہ کیا جائے۔ (سعی میں وضو کی شرط نہیں ہے)۔ (اوجز المناسک: ۵۳۰)

مجبوری کے وقت حیض کی حالت میں طواف زیارت کرنا؟

سوال آج کل حج کے سفر میں آمد و رفت کی تاریخ پہلے ہی سے متعین ہوتی ہے۔ تبدیل کرانا مشکل ہوتا ہے اور کافی پریشانی ہوتی ہے، تو کیا ایسی مجبوری کی حالت میں عورت حیض کی حالت میں طواف زیارت کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب حیض کی حالت میں حج کا رکن اعظم "طواف زیارت" کرنا بہت سنگین گناہ ہے، حدث اکبر یعنی ناپاک کی حالت میں مسجد حرام میں داخل ہونا پڑے گا اور کافی وقت وہاں گزارنا ہوگا، جب کہ اس حالت میں داخل ہونا ہی حرام ہے، تو اس حالت میں بیت اللہ شریف میں داخل

Marfat.com

ہونا اور طواف زیارت جیسے اہم رکن کو ادا کرنا کیسے گوارہ کیا جاسکتا ہے؟

لہٰذا پاک ہونے کے بعد ہی طواف زیارت کرنے کی کوشش کرے۔ آج کل جہازوں کی کثرت ہے، کوشش کرنے پر کامیابی ہوسکتی ہے، معلم اور ذمہ دار لوگوں سے مل کر بھی اس کا حل نکل سکتا ہے، ناممکن نہیں ہے۔ اگر وہاں ٹھہرنے میں اخراجات میں تنگی کا اندیشہ ہے تو کسی سے قرض لے کر یا چندہ کر کے یہاں تک رقم ختم ہونے کی صورت میں زکوٰۃ کی رقم لے کر بھی انتظام کرنا جائز ہوگا یہ سب امور حیض کی حالت میں طواف زیارت کرنے سے اہون (آسان) ہیں، سہولت پسندی اور سستی سے ہرگز کام نہ کیا جائے۔

اگر مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ایسی صورت میں طواف کرلیا گیا تو حکماً حج پورا ہوجائے گا اور احرام سے بھی پوری طرح عورت حلال ہوجاتی ہے، لیکن پورا اونٹ یا گائے پوری ذبح کرنا لازم ہوگا، باقی شرعاً جان بوجھ کر ایسی حالت میں طواف کرنے کا حکم یا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔

اور ارادۃً (جان بوجھ کر) ایسی صورت میں یہ کام کرنا اور بعد میں جزاء اس کی دے کر سبکدوش ہوجائیں ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ نہ یہ گناہ فدیہ سے معاف ہوسکتا ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج۸ص۲۸۰)

سخت مجبوری میں گنجائش کی ایک شکل

ایک اور مسئلہ خاص طور پر خواتین سے متعلق ہے وہ یہ کہ اگر ایام نحر میں (دس، گیارہ، بارہ ذی الحجہ میں) کسی عورت کو ناپاکی کی بنا پر طواف زیارت کا موقع نہ مل سکے اور بعد میں اتنے روز ٹھہرنے کا بھی نظم نہ ہو کہ وہ پاک ہونے کے بعد طواف زیارت کر کے وطن لوٹ سکے اور ایسی ناگزیر مشکل سامنے آجائے کہ پاکی کے ساتھ اس سفر میں طواف کا موقع ہی نہ رہے۔ تو اس میں شرعی گنجائش فقہاء نے دی ہے۔

اس بارے میں بھی مذکورہ فقہی اجتماع منعقدہ ذی قعدہ ۱۴۱۷ھ نے مندرجہ ذیل تجویز بکمال احتیاط منظور کی ہے۔

اگر طواف زیارت سے قبل کسی عورت کے حیض آجائے تو اس پر ایسی تدابیر اختیار کرنا ضروری ہے جس سے وہ پاک ہونے کے بعد طواف زیارت کر کے ہی مکہ مکرمہ سے واپس ہوسکے جیسے ٹکٹ اور ویزے کی تاریخ بڑھانا۔ یا حج کمیٹی سے روانگی کو مؤخر کرانا وغیرہ، اور اگر کوئی ایسی

Marfat.com

صورت ممکن نہ ہو سکے اور دوبارہ وطن سے واپسی بھی مشکل ہو اور وہ حالت حیض ہی میں طواف زیارت کرے تو اگر چہ وہ گنہگار ہوگی، لیکن اس کا یہ طواف زیارت شرعاً معتبر ہو جائے گا اور وہ پوری طرح حلال ہو جائے گی یعنی احرام کی پابندیاں ختم ہو جائیں گی، مگر اس پر بدنہ یعنی بڑے جانور (گائے یا اونٹ) کی قربانی جنایت میں لازم ہوگی اور اگر قربانی نہیں کی جاسکی اور وہ کسی بھی موقع پر طواف زیارت کا اعادہ کرلے تو بدنہ کا وجوب اس سے ساقط ہو جائے گا۔

(ندائے شاہی ص ۷۶ اجنوری ۲۰۰۱ء حج وزیارت نمبر)

(اس مسئلہ کی تفصیل دیکھئے منتخبات نظام الفتاویٰ: ج ۱ ص ۱۰۷ و شامی ج ۲ ص ۲۰۶ و زبدۃ المناسک ص ۱۸۵)

(دونوں فتویٰ آپ کے سامنے موجود ہیں احتیاط پہلے میں ہیں، لیکن عمل کرنے میں سہولت دوسرے فتویٰ میں ہے۔ محمد رفعت قاسمی)

طواف کی سات قسمیں اور اُن کا حکم

مسئلہ حالت جنابت (ناپاکی) یا حالت حیض ونفاس میں اگر طواف کیا جائے گا تو طواف کی ساتوں قسموں کا حکم مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) طواف زیارت کیا جائے تو جنبی حائضہ اور نفساء پر جرمانہ میں ایک گائے پوری یا ایک اونٹ کی قربانی واجب ہوگی جو حدود حرم میں لازم ہوگی، اور اگر ایسی حالت میں تین یا اس سے زیادہ طواف کے چکر کئے تو دم (ایک بکرا، گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ) لازم ہوگا اور اگر پاکی کے بعد طواف کا اعادہ کرلیا جائے گا تو جرمانہ ختم ہو جائے گا۔

(۲) **طواف عمرہ** اگر حالت حیض یا نفاس یا جنابت میں طواف عمرہ کریں تو جرمانہ میں ایک دم یعنی بکری کی قربانی لازم ہوگی اور اگر پاک ہونے کے بعد اعادہ کریں تو جرمانہ ختم ہو جائیگا۔

(۳) **طواف وداع** حائضہ ونفساء پر یہ طواف معاف ہے ان پر یہ طواف واجب نہیں ہے اور اگر حالت جنابت میں طواف وداع کیا جائے گا تو جرمانہ میں ایک قربانی لازم ہوگی اور اعادہ کرنے سے جرمانہ معاف ہو جائے گا۔

(۴) **نذر کا طواف** طواف نذر (جس نے طواف کرنے کی نذر کی ہو وہ) واجب ہے، لہٰذا اگر حالت حیض یا نفاس یا جنابت کی حالت میں طواف نذر کیا جائے گا تو جرمانہ میں

Marfat.com

ایک دم دینا ہوگا اور پاکی کی حالت میں اعادہ کرنے سے وہ جرمانہ معاف ہو جائے گا۔

۵) طواف قدوم: حالت جنابت وحیض ونفاس میں طواف قدوم کرنے سے جرمانہ میں دم واجب ہوگا اور پاک ہونے کے بعد اعادہ کرنے سے جرمانہ ساقط ہو جائے گا۔

۶) طواف نفل

۷) طواف تحیۃ ان دونوں کا حکم یہ ہے کہ حالت جنابت یا حالت حیض ونفاس میں کیا جائے گا تو ان میں دم دینا واجب ہو جائے گا اور اعادہ کی صورت میں دم ساقط ہو جائے گا۔ کیونکہ طواف نفل بھی طواف قدوم کی طرح ہے۔

(ندائے شاہی حج وزیارت نمبر ص ۱۵۷۔ جنوری ۲۰۰۱ء بحوالہ غنیۃ المناسک: ص ۲۴۷)

طواف وداع کے موقع پر حیض آ جانا؟

مسئلہ حائضہ عورت اگر مکہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے پاک ہو جائے تو اس کو لوٹ کر طواف وداع کرنا واجب ہے (جب کہ لوٹنا اپنے اختیار میں ہو) اگر آبادی سے نکلنے کے بعد پاک ہو تو واجب نہیں لیکن اگر میقات سے گزرنے سے پہلے کسی وجہ سے واپس آئے گی تو یہ طواف واجب ہوگا۔ (معلم الحجاج ص ۹۰)

مسئلہ عورت حج سے واپسی کے وقت حائضہ ہو جائے اور طواف وداع نہ کر سکے اور وہاں پر نہ ٹھہر سکتی ہو اور شوہر (یا محرم) کے ساتھ آ جائے اور طواف وداع نہ کر سکے تو اس پر دم لازم نہ ہوگا۔

حائضہ عورت پر طواف وداع واجب نہیں، اگر موقع ہو تو پاک ہونے کے بعد طواف وداع کر کے واپس ہونا افضل ہے اور یہ طواف وداع کا حکم ہے۔ طواف زیارت کا حکم اور ہے۔ (جو پہلے گذر چکا)۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۲۸۹)

مسئلہ اہل حرم، اہل حل، اہل میقات اور حائضہ، نفساء مجنون اور نابالغ پر طواف وداع واجب نہیں ہے۔ (معلم الحجاج ص ۲۰۷)

مسئلہ حیض ونفاس والی عورت طواف وداع نہ کرے بلکہ حدود مسجد سے باہر باہر دعا مانگ کر رخصت ہو جائے۔ (معلم الحجاج ص ۲۰۷)

عورتوں کے لیے سر منڈانے کی ممانعت کیوں؟

حضرت علی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے عورتوں کو اپنا سر منڈانے سے منع فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف حدیث ۲۶۵۳۰)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ عورتوں پر حلق نہیں ہے۔ عورتوں پر صرف بال ترشوانا ہے۔ (حدیث:۲۶۵۴۰)

تشریح عورتوں کے لیے احرام کھولتے وقت سر منڈوانا دو وجہوں سے ممنوع ہے ایک یہ کہ اس سے عورت کی شکل بدنما ہو جاتی ہے۔ اور مثلہ یعنی صورت بگاڑنا مطلقاً منع ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس سے عورت مرد کی ہم شکل بن جاتی ہے۔ عورتوں کیلئے مردوں کی شکل اختیار کرنا بھی مطلقاً منع ہے۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ ج ۴ ص ۲۴۸)

ایک ضروری ہدایت

حج کمیٹی کی طرف سے لازمی رہائش اسکیم کے تحت عمارتوں میں جو کمرے الاٹ کئے جاتے ہیں ان میں ایک ہی کمرہ میں کئی فیملیوں کو محرم وغیرہ کا لحاظ کئے بغیر ٹھہرایا جاتا ہے یہ بہت ہی تکلیف دہ اور خطرناک بات ہے۔ اس لیے اولاً یہ کوشش کرنی چاہئے کہ عورتوں اور مردوں کے کمرے الگ الگ ہو جائیں۔ اگر آپس میں حاجی اس طرح کی بات طے کرلیں تو اس میں کوئی مشکل بھی نہیں ہے۔

لیکن اگر یہ صورت نہ ہو سکے تو کم از کم ایک ہی کمرہ میں رہ کر چادر وغیرہ سے پردے ڈال لینا چاہئے، تاکہ کسی حد تک رکاوٹ ہو جائے۔ اور حج کے مبارک سفر میں بدنظری اور بے حیائی سے حفاظت ہو سکے۔

انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ عام طور پر حجاج اس کا بالکل خیال نہیں رکھتے۔ اور ان قیام گاہوں میں اجنبی مرد وعورت اس طرح بے تکلف رہتے ہیں گویا وہ آپس میں سگے (محرم) رشتہ دار ہوں۔ اور بسا اوقات اجنبی مرد وعورت کے درمیان خلوت کی نوبت بھی آجاتی ہے جو قطعاً حرام ہے۔ حتی الامکان ایسی بے احتیاطیوں سے بچنا لازم ہے، نیز عورت اپنے سر کے بالوں کو بھی غیر محرم کی نظر سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے۔ آمین۔ (محمد رفعت قاسمی)

حجر اسود شروع میں ایک ہی تھا اب اس کے چھوٹے چھوٹے آٹھ ٹکڑے ہیں، ان ٹکڑوں کو پتھر کے بڑے ٹکڑے میں جوڑا گیا ہے اور پھر اس پر چاندی کا فریم لگا دیا گیا ہے، یہی وہ ٹکڑے ہیں جن کو بوسہ دینا مسنون ہے، نہ کہ وہ بڑا پتھر اور نہ ہی چاندی کا وہ خول جو اس بڑے پتھر پر چڑھا ہوا ہے۔ (رفعت قاسمی)

Marfat.com

حج کی تیاری قدم بہ قدم

احرام کہاں سے باندھیں؟

☆ اگر سیدھے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ ہو تو جہاز میں سوار ہونے سے پہلے ایئرپورٹ پر احرام باندھیں اور تلبیہ پڑھنا شروع کردیں۔ اگر جہاز پر سوار ہونے سے پہلے احرام نہیں باندھا ہے تو جدہ پہنچنے سے تقریباً ایک گھنٹہ قبل ضرور احرام باندھ لیں، ورنہ میقات سے بلا احرام آگے بڑھنے کے جرم میں دَم قربانی واجب ہوجائے گی۔ (اس لیے کہ ہندوستان وغیرہ سے جانے والا ہر ہوائی جہاز قرن المنازل کی میقات یا اس کی محاذات سے گذر کر جدہ پہنچتا ہے۔ اس مقام سے گذرنے سے پہلے حجاج کو بہرحال احرام باندھ لینا ضروری ہے)۔

☆ اگر پہلے مدینہ منورہ جانے کا نظام ہو تو یہاں سے احرام باندھنے کی ضرورت نہیں بلکہ جب مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ جانا ہو تو ذوالحلیفہ سے احرام باندھا جائے گا۔

احرام باندھنے کا مسنون طریقہ

☆ احرام باندھنے سے پہلے مستحب ہے کہ حجامت بنوالی جائے، ناخون کتر لیں، بغل اور زیرناف بال صاف کرلئے جائیں۔ اس کے بعد احرام کی نیت سے غسل کرلیں۔ اگر غسل کا موقع یا انتظام نہ ہو تو وضو کرلیں۔

☆ غسل یا وضو کے بعد مرد حضرات سلا ہوا کپڑا اُتاردیں اور ایک تہبند باندھ لیں، اور اس پر ایک چادر اوڑھ لیں، اور خوشبو لگائیں، مگر کپڑے پر داغ نہ لگنے پائے، یہ دونوں چادریں سفید اور نئی ہوں تو بہتر ہے۔ (اگر تہبند کو درمیان سے سی لیا جائے تو بھی جائز ہے اور جو حضرات بلا سلی لنگی پہننے کے عادی نہیں ہیں انھیں سلی ہوئی لنگی پہننی چاہئے، تاکہ کشف عورت کا اندیشہ نہ ہو۔ یعنی ناف سے لیکر گھنٹہ تک حصہ نہ کھلے)۔

☆ خواتین احرام کے لیے سلے ہوئے کپڑے نہیں اُتاریں گی، بلکہ ان کا احرام صرف یہ ہے کہ وہ اپنا سر ڈھانک لیں اور چہرہ کھولے رکھیں۔ اور پردہ کے لیے بہتر یہ ہے کہ نقاب کے اوپر کوئی ہیٹ لگالیں تاکہ نقاب چہرے پر نہ لگ سکے۔ (آج کل ایک

Marfat.com

خاص قسم کے کپڑے کو جسے عورتیں سر کے بالوں پر باندھتی ہیں خواتین نے اسے احرام کا نام دے رکھا ہے اس کی کوئی اصل نہیں، اس کپڑے یا رومال کا نام احرام نہیں)۔

☆ احرام کی تیاری کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز نفل احرام کی نیت سے پڑھیں۔ بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی جائے۔ واضح رہے کہ اس نماز کو پڑھتے وقت چادر وغیرہ سے سر ڈھانک لینا افضل ہے، کیونکہ ابھی احرام کی پابندیاں شروع نہیں ہوئیں۔

☆ اگر اس وقت خواتین ناپاکی کے ایام میں ہوں تو وہ نماز نہ پڑھیں بلکہ ویسے ہی احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں۔

☆ مرد حضرات نماز سے فارغ ہو کر سر سے چادر ہٹالیں اور اس کے بعد حج کی تینوں قسموں (افراد، قران اور تمتع) میں سے جس قسم کا ارادہ ہو اس کی نیت کریں۔ مثلاً اگر افراد کا ارادہ ہو تو اس طرح کہیں: اللّٰھم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی۔ (اے اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں، اسے میرے لیے آسان کیجئے اور قبول فرمایئے)۔ اور اگر حج قران کا ارادہ ہو تو یوں کہیں: اللّٰھم انی ارید الحج والعمرۃ فیسرھما لی وتقبلھما منی۔ (اے اللہ میں حج اور عمرہ دونوں اکٹھا کرنا چاہتا ہوں، ان کو میرے لیے آسان فرما دیجئے، اور قبول فرمالیجئے) اور اگر حج تمتع کا ارادہ ہے تو یوں کہے: اللّٰھم انی اُرید العمرۃ فیسرھا لی وتقبلھما منی (اے اللہ میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں، اس کو سہل کر دیجئے اور قبول فرمالیجئے) آج کل اکثر لوگ حج تمتع کرتے ہیں، اس میں سہولت ہے۔

☆ اس کے بعد مرد بلند آواز سے اور عورتیں آہستہ آواز سے تین مرتبہ تلبیہ پڑھیں۔ تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں: لبیك اللّٰھم لبیك لبیك لاشریك لك لبیك ان الحمد والنعمۃ لك والملك، لاشریك لك (حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، حاضر ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں حاضر ہوں، ساری تعریفیں اور سب نعمتیں صرف آپ ہی کے لیے ہیں اور ساری بادشاہی بھی آپ ہی کے اختیار میں ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں)۔

☆ نیت کے ساتھ تلبیہ کہنے کے بعد اب باقاعدہ محرم بن گئے اور احرام کی ساری پابندیاں

Marfat.com

شروع ہو گئیں۔ یاد رہے کہ احرام کرنے کے لیے نہ صرف نیت کافی ہے، اور نہ ہی صرف تلبیہ، بلکہ تلبیہ اور نیت ایک ساتھ ہونا شرط ہے۔

☆ تلبیہ کے بعد جو چاہے دعا مانگیں۔ یہ دعا مانگنی مستحب ہے: اللّٰھم انی اسئلك رضاك والجنة واعوذبك من غضبك والنار۔ (اے اللہ میں آپ کی خوشنودی اور جنت کا طلب گار ہوں اور آپ کے غصے اور دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں)۔

☆ احرام شروع ہونے کے بعد بہت سی چیزیں جو پہلے سے حلال تھیں وہ بھی حرام ہو جاتی ہیں۔ مثلاً خوشبو لگانا، بدن کی ہیئت پر سلا ہوا لباس پہننا، بال یا ناخن کاٹنا، سر یا منہ کو ڈھانکنا، جوں مارنا، شکار کرنا، بیوی سے جماع کرنا یا بے حیائی کی باتیں کرنا وغیرہ۔ (ان کی تفصیل مسائل حج کی کتابوں میں دیکھ کر یاد کرنی چاہیے، اور ان سب پابندیوں کا خاص خیال رکھنا چاہیے)۔

☆ حج تمتع کی صورت میں مکہ معظمہ پہنچ کر طواف شروع کرنے سے پہلے تلبیہ پڑھنا بند کر دیا جائے گا اور حج افراد اور حج قران میں یہ تلبیہ ۱۰/ ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ (جسے بڑا شیطان بھی کہا جاتا ہے) کی رمی تک جاری رہے گا اور جب تک بھی تلبیہ کا حکم باقی رہے کثرت سے اور پورے ذوق وشوق سے تلبیہ پڑھنے کو جاری رکھا جائے، اور پڑھتے وقت اس کے معنی کا ضرور استحضار رکھیں، اور یہ تصور کریں کہ ایک عاشق بے نوا اپنے مہربان آقا کے دربار میں کھنچا چلا جا رہا ہے۔

بیت اللہ میں حاضری

☆ مکہ معظمہ پہنچے اور رہائش وغیرہ کے متعلق انتظامات مکمل ہونے اور فی الجملہ یکسوئی میسر آنے پر اب حرم شریف میں حاضری کے لیے تیار ہو جائیے۔

☆ بیت اللہ شریف پر نظر پڑتے ہی خوب دلجمعی اور گریہ وزاری کے ساتھ دعا کریں۔ یہ قبولیت کا موقع ہے۔

☆ اگر آپ نے حج افراد کا احرام باندھا ہے، تو بیت اللہ میں حاضری کے بعد فوراً طواف قدوم کریں اور اگر حج تمتع یا حج قران کا احرام ہو تو جاتے ہی اولاً طواف عمرہ کریں، حج تمتع کرنے والے کے لیے طواف قدوم کا حکم نہیں اور حج قران کرنے والا عمرہ کے بعد

Marfat.com

طواف قدوم کرے گا۔

☆ تمتع کرنے والا شخص طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل (جھپٹ کر چلنا) اور ساتوں چکروں میں اضطباع (احرام کی چادر کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں کاندھے پر ڈالنا) کرے گا، اور اس کے بعد عمرہ کی تکمیل کے لیے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کریگا۔ حج قران کرنے والا بھی اسی طرح ارکان عمرہ ادا کرے گا۔

☆ اور حج افراد کرنے والا اگر طواف قدوم کے بعد ہی حج والی سعی کرنا چاہے تو اسے بھی طواف قدوم میں رمل اور اضطباع کرنا پڑے گا۔ واضح رہے کہ رمل اور اضطباع مردوں کے لیے ہر اس طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی کا ارادہ ہو۔

☆ عورتوں کے لیے رمل اور اضطباع کا حکم بالکل نہیں (بعض عورتیں طواف میں مردوں کی طرح رمل کرتی (جھپٹ کر چلتی) ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے، اس سے احتراز کریں۔

☆ طواف کی ابتداء وانتہاء حجر اسود کی استلام (بوسہ لینے) سے ہوتی ہے۔ حجر اسود کے سامنے فرش پر پورے مطاف میں ایک کالی پٹی بنی ہوئی ہے، اس پٹی کے قریب جا کر اس طرح کھڑے ہوں کہ حجر اسود دائیں جانب ہو۔ پھر طواف کی نیت اس طرح کریں کہ ''اے اللہ میں تیرے مقدس گھر کے ساتھ چکروں کے طواف کی نیت کرتا ہوں، خالص تیری رضا اور خوشنودی کے لیے، لہٰذا اسے میرے لیے آسان کر کے قبول فرما''۔

☆ نیت کرنے کے بعد دائیں طرف چلیں اور حجر اسود کے بالکل سامنے آ جائیں یعنی چہرہ اور سینہ حجر اسود کی طرف کر کے کالی پٹی پر کھڑے ہو جائیں اور پھر نماز کی طرح ہاتھ اُٹھاتے ہوئے ''بسم اللہ اللہ اکبر وللہ الحمد'' پڑھیں اور ہاتھ گرا دیں۔

☆ اس کے بعد حجر اسود کا استلام کریں، اس کی صورت یہ ہے کہ اگر حجر اسود تک پہنچنے کا موقع مل جائے تو اپنا منہ دونوں ہاتھوں کے بیچ میں اس طرح رکھیں جیسے نماز میں سجدے میں رکھا جاتا ہے اور نرمی کے ساتھ بوسہ دیں اور اگر بھیڑ کی وجہ سے حجر اسود تک نہ پہنچ سکیں تو پھر کالی پٹی پر کھڑے کھڑے دور سے دونوں ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف اس خیال سے کریں کہ وہ حجر اسود پر رکھی ہوئی ہیں، پھر ان ہاتھوں کو چوم لیں۔ استلام کے وقت یہ کلمات پڑھیں: اللہ اکبر لا الہ الا اللہ والصلوٰۃ والسلام علی

Marfat.com

رسول اللہ دور سے استلام کرنے میں بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا قریب سے بوسہ لینے میں۔ اس لیے زیادہ بھیڑ میں جانے کی کوشش نہ کریں، خاص کر خواتین حتی الامکان غیر مردوں سے اختلاط سے بچنے کا اہتمام کریں۔

☆ استلام کرنے کے بعد فوراً اپنا چہرہ سینہ اور قدم حجر اسود کے دائیں طرف کر کے چلنا شروع کر دیں اور چکر کے دوران رُخ بیت اللہ کی طرف نہ کریں بلکہ نظر نیچے کئے ہوئے گولائی میں چلتے رہیں۔

☆ اور جب چکر پورا ہو جائے اور دوبارہ کالی پٹی پر پہنچیں تو پھر چہرہ اور سینہ حجر اسود کی طرف کر کے استلام کریں اور فوراً اپنی ہیئت پر آ جائیں، اسی طرح ساتوں چکر پورے کریں۔ سہولت کے لیے ایک نقشہ آگے درج ہے:

☆ ہر چکر میں جب بھی رکن یمانی پر پہنچیں تو اگر قریب ہوں تو سینہ اور قدم بیت اللہ شریف کی طرف کئے بغیر دونوں ہاتھوں یا صرف دائیں ہاتھ سے رکن یمانی کو چھونا سنت ہے، لیکن اس وقت ہاتھ کو بوسہ نہیں دیا جائے گا، اور اگر بھیڑ کی وجہ سے قریب جانا مشکل ہو تو دور سے اشارہ وغیرہ نہ کیا جائے بلکہ وہاں سے ویسے ہی گذر جائیں۔ آج کل بہت سے لوگ دوسروں کی دیکھا دیکھی رُکن یمانی سے گذرتے ہوئے بلند آواز سے تکبیر پڑھتے ہیں اور ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہیں۔ یہ سب خلافِ سنت ہے، اس سے احتراز لازم ہے۔

☆ طواف کے ساتوں چکروں میں باوضو رہنا ضروری ہے۔ اگر پہلے چار چکروں کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے طواف از سر نو کرنا ہوگا اور اگر چار چکروں کے بعد ٹوٹا ہے تو اختیار ہے چاہے تو وضو کر کے بقیہ چکروں کو پورا کر لے یا از سر نو طواف کرے۔

☆ طواف کے دوران ذکر و اذکار، تسبیحات، دینی گفتگو اور جو بھی دعاء یاد ہو وہ کی جاسکتی ہے۔ متعین دعائیں پڑھنا ہی ضروری نہیں۔ اور جو دعا بھی پڑھیں اتنی آہستہ پڑھیں کہ دوسروں کی عبادت میں خلل نہ پڑے۔ آج کل جو طواف میں گروپ بنا کر اور چیخ چیخ کر دعائیں پڑھی جاتی ہیں یہ طریقہ قطعاً غلط ہے۔ طواف کے دوران جب رُکن یمانی سے گزریں تو حجر اسود تک پہنچتے پہنچتے درج ذیل دعا پڑھنا احادیث سے ثابت ہے: اللّٰھم انی اسئلك العفو والعافیة فی الدنیا والآخرۃ۔ ربنا آتنا فی الدنیا

Marfat.com

حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار۔ وادخلنا الجنة مع الابرار یا عزیز یا غفار یا رب العالمین۔ (اے اللہ میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت اور معافی کا خواستگار ہوں۔ اے ہمارے رب ہم کو دنیا اور آخرت میں بھلائی سے سرفراز فرمائیے اور ہم کو جنت میں نیک لوگوں کے ساتھ داخل فرمائیے۔

☆ اگر طواف میں اضطباع کیا گیا ہے تو طواف کے بعد سب سے پہلا کام یہ کریں کہ اب اضطباع کی کیفیت ختم کرلیں اور اپنے دونوں مونڈھے احرام کی چادر سے ڈھک لیں، کیونکہ اضطباع صرف طواف کی حالت میں ہی مسنون ہے اس سے پہلے یا بعد میں مسنون نہیں۔

☆ طواف کے سات چکر پورے ہونے پر دو رکعت نماز واجب الطّواف پڑھنا ضروری ہے۔ ہاں اگر مکروہ وقت ہو تو طواف کرتے رہیں اور مکروہ وقت گذرنے کے بعد سب طوافوں کی الگ الگ نمازیں ترتیب وار پڑھ لیں۔

☆ طواف کے دوران نمازیوں کے آگے سے گذرنا منع نہیں اور طواف کے علاوہ حالت میں بہتر ہے کہ نمازی کے عین سامنے سے نہ گذریں بلکہ کم از کم سجدے کے مقام کے آگے سے گذریں۔

☆ طواف کی نماز مقام ابراہیم کے سامنے پڑھنا مسنون ہے۔ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی جائے۔ اگر مقام ابراہیم میں بھیڑ کی وجہ سے جگہ نہ ملے تو کہیں بھی طواف کی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

☆ طواف کے بعد ملتزم (جو حجر اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازے کے درمیان تقریباً ڈھائی گز کا کعبہ کی دیوار کا حصہ ہے) سے لپٹ کر دعا مانگنا مستحب ہے۔ اگر موقع ملے تو اس جگہ سے لپٹ کر اپنا چہرہ اور پیٹ اور سینہ لگا کر جو چاہیں دعا مانگیں۔ یہ دعاء کی قبولیت کا خاص مقام ہے۔ البتہ اگر احرام کی حالت میں ہوں تو اس سے نہ لپٹیں، کیونکہ اس جگہ پر خوشبو لگائی جاتی ہے جس کا احرام کی حالت میں بدن سے لگانا منع ہے۔

☆ طواف کے بعد زمزم پینا بھی مسنون ہے۔ اور زمزم پیتے وقت جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔ انشاء اللہ

صفا ومروہ کی سعی

☆ طواف کے بعد اگر سعی کرنی ہے تو حجر اسود کا استلام کر کے کالی پٹی کی سیدھ میں چلیں۔ اسی جانب کچھ فاصلہ پر صفا پہاڑی کا مقام ہے۔

☆ صفا پر بس اتنا چڑھیں جہاں سے بیت اللہ شریف نظر آئے اوپر چڑھنا مکروہ ہے، یہاں اولاً قبلہ رخ ہو کر سعی کی نیت کریں پھر اس طرح ہاتھ جس طرح دعا میں اٹھائے جاتے ہیں نماز کی تکبیر تحریمہ کی طرح کانوں تک نہ اٹھائیں جیسا کہ بہت سے ناواقف لوگ کرتے ہیں اور ہاتھ اٹھائے ہوئے ذکر واذکار اور دعاء میں مشغول ہوں یہ بھی دعاء کی قبولیت کا مقام ہے۔

☆ پھر صفا سے مروہ کی طرف چلیں، مروہ پہنچ کر ایک چکر مکمل ہو جائے گا، مروہ میں بھی اسی طرح ہاتھ اٹھا کر ذکر واذکار میں مشغول ہوں جیسے صفا پر کیا تھا۔

☆ صفا ومروہ کے درمیان جہاں ہری لائٹیں لگی ہوئی ہیں اس حصے میں مردوں کے لیے تیز چلنا مسنون ہے، لیکن عورتیں اپنی ہیئت پر چلتی رہیں، وہ ہرگز نہ دوڑیں۔ سبز ہرے ستونوں کے درمیان یہ دعاء پڑھنا بھی منقول ہے رب اغفر وارحم انك انت الاعزّ والاکرم (اے اللہ! بخشش اور رحمت سے نواز بیشک تو ہی سب پر غالب اور سب سے زیادہ کرم کرنے والا ہے)۔

☆ سعی کے دوران اگر وضو باقی نہ رہے تو وضو کرنا لازم نہیں اگر وضو کر کے آئے تو از سر نو سعی کی ضرورت نہ ہوگی بلکہ بس بقیہ چکر پورے کرلے خواہ شروع سعی میں وضو ٹوٹا ہو یا بعد میں۔

☆ سعی سے فارغ ہو کر مسجد حرام میں کسی بھی جگہ دو رکعت نفل پڑھنا بھی مستحب ہے، یہ نماز سر منڈوانے سے پہلے پڑھی جائے گی۔

☆ واضح رہے کہ سعی صرف عمرہ یا حج کے ارکان کے ساتھ مشروع ہے۔ بلا عمرہ یا بلا حج نفلی سعی ثابت نہیں۔ بعض لوگ خواہ مخواہ سعی کرتے نظر آتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ نفلی طواف کی طرح سعی بھی ہوتی ہے۔ یہ محض جہالت ہے۔

Marfat.com

سر کے بال منڈوانا یا کتروانا

☆ سعی کی تکمیل کے بعد عمرہ کرنے والا (تمتع والے) حضرات سر حلق یا قصر کرا کر احرام کھول دیں گے۔

☆ واضح رہے کہ حلق یا قصر کے بغیر احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہوسکتیں اور حنفی مسلک میں کم از کم چوتھائی سر کا حلق یا قصر لازم ہے۔ اور پورے سر کا حلق یا قصر سنت ہے۔

☆ جس شخص کے سر میں ایک انگلی کے پوروے سے کم بال ہوں اس کے لیے قصر جائز نہیں، بلکہ حلق (منڈوانا) ضروری ہے۔

☆ حلق یا قصر حدودِ حرم میں ہونا ضروری ہے ورنہ دَم لازم ہوگا۔

☆ عمرہ کرنے والا، یا حج کرنے والا جب سب ارکان ادا کر چکے اور صرف حلق یا قصر باقی رہ جائے تو اپنے بال خود بھی کاٹ سکتا ہے اور اپنے جیسے دوسرے محرم کے بال بھی بنا سکتا ہے، لیکن بال کے کاٹنے سے پہلے ناخن وغیرہ نہ کاٹے ورنہ دَم لازم ہو جائے گا۔

عمرہ کے بعد مکہ معظّمہ میں قیام

☆ عمرہ کی تکمیل کے بعد تمتع والا حاجی حلال ہو جاتا ہے۔ اب مکہ معظمہ کے قیام کو غنیمت خیال کریں اور زیادہ سے زیادہ طواف، حرم میں نماز باجماعت اور تلاوت واذکار کا اہتمام رکھیں۔ یہاں ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ گنا ملتا ہے۔

☆ اگر چاہیں تو اس درمیان زمانہ میں آپ نفلی عمرے بھی کر سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں حدودِ حرم سے باہر تنعیم (مسجد عائشہؓ) یا جعرانہ وغیرہ جا کر احرام باندھنا ہوگا۔

منیٰ کے لیے روانگی

☆ یوم الترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کی رات ہی سے منیٰ کی روانگی شروع ہو جاتی ہے۔ اس لیے آپ ۷/ ذی الحجہ کی شام ہی سے احرام وغیرہ کی تیاریاں مکمل کرلیں تاکہ معلم کی بسوں کے نظام کے مطابق آپ منیٰ جا سکیں۔ کیونکہ ناواقف اور ناتجربہ کار لوگوں کے لیے معلم کی بسوں کے بغیر منیٰ کی قیام گاہ پر پہنچ پانا بہت ہی دُشوار ہوتا ہے۔ البتہ جو حضرات واقف کار ہیں وہ اطمینان سے آٹھویں تاریخ کی صبح کو فجر کی نماز کے بعد منیٰ

Marfat.com

روانہ ہوں۔

☆ حج کا احرام اگرچہ مکہ معظمہ میں اپنی قیام گاہ پر بھی باندھا جا سکتا ہے، لیکن مسجدِ حرام میں جا کر نیت اور تلبیہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

☆ جو حضرات طوافِ زیارت کے بعد کی بھیڑ سے بچنا چاہیں وہ آج ہی ایک نفلی طواف (مع رمل واضطباع) کر کے حج کی سعی مقدم بھی کر سکتے ہیں۔ اگر اس وقت سعی کر لی تو بعد میں سعی کی ضرورت نہ ہوگی۔

☆ منیٰ جاتے وقت ایک جوڑا کپڑا، لوٹا، چٹائی، چھتری اور پانی کا تھرمس اور کچھ کھانے کی خشک چیزیں (بسکٹ، نمکین وغیرہ) جیسے ضروری سامان لے لیں۔ زیادہ بوجھ نہ لیں۔

☆ منیٰ میں آٹھویں تاریخ سے نویں تاریخ کی صبح تک مقیم رہ کر پانچ نمازیں ادا کرنا مسنون ہے۔

☆ منیٰ میں اب خیمے آگ پروف عمدہ بن گئے ہیں جن میں کولر کا بھی انتظام ہے، مگر یہ سب یکساں معلوم ہوتے ہیں، اس لیے حجاج کرام اپنے خیمے کی پہچان اچھی طرح کر لیں اور اپنے خیمے سے زیادہ دور نہ جائیں ورنہ کم ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے۔ اور اپنا تعارفی کارڈ ہر وقت ساتھ رکھیں۔

☆ خیموں میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط نہ ہونے دیں۔ بلکہ درمیان میں چادر ڈال کر دونوں کے حصے الگ کر دیں۔ یہ بہت ضروری ہے۔

☆ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی نماز فجر سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد مردوں کے لیے بلند آواز سے اور عورتوں کے لیے آہستہ آواز سے ایک مرتبہ تکبیر تشریق (اللہ اکبر، اللہ اکبر ، لاالٰہ الااللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد) پڑھنا واجب ہے۔

عرفات کے میدان میں

☆ معلم کی بسیں رات ہی سے عرفات لے جانے شروع کر دیتی ہیں، لیکن سنت یہی ہے کہ فجر پڑھ کر عرفات کے لیے روانہ ہوں۔

☆ عرفات جاتے وقت نہایت ذوق وشوق کے ساتھ تلبیہ کا وِرد کریں اور عاشقانہ انداز

Marfat.com

اور کیف ومستی کے عالم میں رحمت خداوندی کے امیدوار بن کر عرفات کا قصد کریں کیونکہ آج ہی کا دن پورے حج کا ماحصل ہے۔

☆ عرفات میں اگر اپنی جائے قیام کا پہلے سے پتہ لگالیا جائے تو سہولت رہتی ہے، کیونکہ بسا اوقات معلم کی بسیں ٹریفک کی مجبوریوں کی وجہ سے اتنی دیر کر دیتی ہیں کہ وقوف کا وقت بسوں میں بیٹھے بیٹھے ضائع ہونے لگتا ہے۔ اگر قیام گاہ کا پتہ پہلے سے معلوم ہو تو عرفات میں کہیں بھی اُتر کر پیدل اپنی قیام گاہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ نیز منیٰ سے ٹیکسیوں کے ذریعے بھی آسکتے ہیں۔

☆ عرفہ کا وقوف جو فرض ہے وہ زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ اس لیے زوال سے پہلے ہی پوری تیاری کرلیں، تاکہ بعد میں کوئی وقت ضائع نہ ہو۔

☆ آج کے دن جو لوگ مسجد نمرہ میں امام عرفات کے پیچھے نمازیں پڑھیں وہ تو ظہر اور عصر دونوں نمازیں ظہر کے وقت میں ادا کریں گے، مگر جو حضرات اپنے اپنے خیموں میں انفرادی یا اجتماعی نمازیں پڑھیں ان کے لیے دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھنی ضروری ہیں۔ اگر وہ ظہر کے وقت میں عصر پڑھ لیں گے تو ان کی عصر ادا نہ ہوگی۔ اس مسئلہ کا خاص خیال رکھیں، کیونکہ بہت سے لوگ منظم طریقہ پر سب ہی لوگوں کو ایک ہی وقت میں جمع بین الصلوٰتین کی تلقین کرتے ہیں۔ حنفی حضرات کو ان کی تلقین پر عمل کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

☆ معلوم ہوا ہے کہ آج کل امام عرفات نجد سے تشریف لاتے ہیں اور وہ مسافر رہتے ہیں اور عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں قصر پڑھاتے ہیں، لہٰذا جو حجاج آج کے دن مسافر ہیں وہ تو امام صاحب کے ساتھ ہی سلام پھیر دیں، اور جو حجاج مقیم ہیں (یعنی حج سے پندرہ دن قبل سے مکہ معظمہ میں مقیم ہیں) وہ دونوں نمازوں میں امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی دو رکعتیں پوری کرلیں۔

☆ غروبِ آفتاب تک عرفات میں قیام کرنا واجب ہے۔

☆ وقوفِ عرفات کا پورا وقت دعا، ذکر، تلبیہ اور دیگر عبادات میں گذاریں۔ البتہ جو لوگ امام عرفات کے ساتھ جمع بین الصلوٰۃ تین کر چکے ہیں وہ اب کوئی نماز نہ پڑھیں، اور خیموں میں رہنے والے حضرات ظہر سے عصر کے درمیان جتنی چاہیں نمازیں پڑھ سکتے

Marfat.com

ہیں۔آج کے قیمتی لمحات سستی میں ہرگز ضائع نہ کریں۔غروب سے کافی پہلے ہی معلم کے آدمی حاجیوں کو بسوں میں بٹھانا شروع کردیتے ہیں۔اگر بس میں بیٹھ بھی جائیں تو ذکرواذکار اور دعا سے غافل نہ ہوں۔یہ بسیں غروب سے پہلے عرفات سے نہیں نکل سکتیں، اس لیے اپنی سیٹوں پر بیٹھے بیٹھے دعا، تلبیہ اور اذکار میں مشغول رہیں۔ (عرفات سے غروب سے پہلے نکلنے پر دم ہے)۔

☆ غروب ہوتے اور رات آجانے کے باوجود عرفات میں مغرب کی نماز ادا نہیں کی جائے گی۔

مزدلفہ کو روانگی

☆ سورج غروب ہونے کے بعد عرفات میں مزدلفہ کو روانگی ہوگی۔اب جب بھی آپ مزدلفہ پہنچیں تو عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء دونوں نمازیں ایک ساتھ پڑھیں۔ان دونوں کا جمع کرکے پڑھنا سب پر ضروری ہے۔خواہ اکیلے نماز پڑھیں یا امام کے ساتھ۔

☆ مزدلفہ کی یہ رات بہت ہی متبرک ہے۔بعض علماء نے اسے شب قدر سے بھی افضل بتایا ہے۔اس لیے رات میں تکان کے باوجود عبادت کرنا بہت زیادہ ثواب کا باعث ہے۔اسے محض سو کر ضائع نہ کریں۔

☆ مزدلفہ میں عام طور پر کھلے آسمان کے نیچے اپنی چٹائیوں پر رات گذاری جاتی ہے۔ نیز بہت کچھ انتظامات کے باوجود پانی وغیرہ کی قلت کا سامنا ہوتا ہے، اس لیے بہتر ہے کہ عرفات ہی سے پانی وغیرہ کا انتظام کرلیں۔اور کچھ کھانے پینے کی اشیاء بھی ہمراہ لے لیں۔

☆ حنفیہ کے نزدیک وقوفِ مزدلفہ کا اصل واجب وقت ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح صادق سے طلوع آفتاب کے درمیان ہے۔اس لیے اوّل وقت فجر کی نماز پڑھ کر جتنی دیر ہوسکے مزدلفہ کا وقوف کریں اور الحاح وزاری کے ساتھ دعا میں مشغول رہیں۔

☆ مزدلفہ میں قبلہ کی تعیین کی آسان شکل یہ ہے کہ بیت اللہ شریف کے اوپر ایک پہاڑی پر بہت بڑا ٹاور لگا ہوا ہے اس پر سفید لائٹ جلتی بجھتی رہتی ہے۔یہ مکہ معظمہ کے اردگرد

میلوں سے نظر آتی ہے۔ رات کے وقت قبلہ معلوم کرنے کی یہ آسان صورت ہے۔ مزدلفہ میں آپ جس مقام پر بھی ہیں اس لائٹ کو دیکھ کر قبلہ کی تعیین کرلیں۔

☆ مزدلفہ میں شیطان کی رمی کے لیے چنے کے دانے کے بقدر کنکریاں جمع کرلیں اور اگر ناپاکی کا یقین ہو تو انھیں پانی سے دھوکر پاک کرلیں۔

مزدلفہ سے واپسی

☆ ۱۰/ذی الحجہ کو وقوفِ عرفہ کے بعد منیٰ کے لیے روانگی ہوگی۔

☆ اگر ہمت اور طاقت ہو اور منیٰ میں اپنی جائے قیام کا صحیح پتہ معلوم ہو اور ضعیف خواتین وغیرہ ساتھ نہ ہوں تو مزدلفہ سے منیٰ کے لیے بسوں سے سفر کرنے کے بجائے پیدل آنے میں زیادہ سہولت ہے۔ اس سے آپ کا وقت کافی بچ جائے گا۔

دوبارہ منیٰ میں

☆ منیٰ پہنچ کر سب سے پہلا عمل آخری جمرہ (بڑے شیطان) کو کنکری مارنا ہے۔ آج کل صبح کے وقت انتہائی ہوشربا ازدہام ہوتا ہے۔ اس بھیڑ میں کمزوروں اور خواتین کا کام نہیں۔ بسا اوقات جان تک کا خطرہ ہوجاتا ہے۔ اس لیے زیادہ شوق میں آکر جان کو خطرہ میں نہ ڈالیں بلکہ منیٰ پہنچ کر اولاً اپنی قیام گاہ پر آرام کریں۔ اور دوپہر یا اس کے بعد اطمینان سے جاکر رمی کریں، بالخصوص ضعفاء اور خواتین کو اس کا خیال رکھنا چاہئے۔

☆ رمی شروع کرتے ہی تلبیہ پڑھنے کا سلسلہ بند کردیا جائے۔

☆ اگر صرف حج کا احرام ہو تو رمی کے بعد حلق یا قصر کرا کر احرام کھول دیں۔ اور خواتین کے لیے حلق جائز نہیں، وہ صرف اتنا کریں کہ چوٹی کے سرے سے انگلی کے پوروں کے برابر اپنے بال کاٹ لیں۔

☆ اگر قران یا تمتع کا احرام ہے تو پہلے واجب قربانی کریں اسکے بعد ہی سر منڈوائیں۔

☆ حنفیہ کے نزدیک مفتی بہ قول کے مطابق قارن اور متمتع کے لیے رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب واجب ہے، اس لیے پوری کوشش کرنی چاہئے کہ یہ ترتیب قائم رہے لیکن اگر کوئی شخص اپنے ضعف یا نئے سعودی قوانین یا کسی اور عذر کی بنا پر ترتیب قائم نہ رکھ سکے تو صاحبینؒ اور ائمہ ثلاثہ کے قول پر اس پر دم واجب نہ ہوگا۔

Marfat.com

طواف زیارت

☆ قربانی اور حلق کے بعد طواف زیارت کے لیے مکہ معظمہ جائیں۔ یہ طواف فرض ہے۔ اور ۱۰/ سے ۱۲/ ذی الحجہ کی غروب آفتاب تک کیا جاسکتا ہے۔

☆ جو عورت ناپاک ہو وہ اس وقت طواف زیارت نہ کرے بلکہ منیٰ ہی میں مقیم رہے اور بعد میں پاک ہونے پر طواف کرے۔ اس تاخیر سے اس پر کوئی جرمانہ نہ ہوگا۔

☆ اگر پہلے حج کی سعی نہ کی ہو تو طواف زیارت کے بعد سعی کرنی ہوگی اور اس طواف کے شروع کے تین چکروں میں رمل (اکڑ کر چلنا) کیا جائے گا اور جب حلق کے بعد سلے ہوئے کپڑے پہن کر طواف کریں تو اضطباع نہ ہوگا اور سعی بھی سلے ہوئے کپڑوں میں ہوگی۔

☆ ایام منیٰ ۱۰/۱۱/۱۲/ ذی الحجہ) میں رات کا اکثر حصہ منیٰ میں گذارنا مسنون ہے۔

رمی جمار

☆ ۱۱/ اور ۱۲/ تاریخ کو زوال کے بعد سے تینوں جمرات کی رمی کی جائے گی۔ اس میں بھی اوّل وقت بھیڑ میں جانے کی کوشش نہ کریں بلکہ اطمینان اور آرام کے ساتھ کچھ دیر کے بعد میں رمی کریں۔

☆ ان دو دنوں میں زوال سے قبل رمی جائز اور معتبر نہیں ہے۔ اس کا خیال رکھیں۔

☆ کمزور اور خواتین اگر رات میں رمی کریں تو ان پر کراہت نہیں ہے۔ لہٰذا جو لوگ رات کے وقت میں رمی کرنے پر قادر ہوں ان کی طرف سے دوسرے کی رمی درست نہ ہوگی۔ اس مسئلہ کا بھی خوب خیال رکھیں، کیونکہ بہت سے لوگ حقیقی عذر کے بغیر رمی میں نیابت کرادیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی رمی معتبر نہیں ہوتی اور ان پر ترکِ رمی کی وجہ سے دَم واجب ہوجاتا ہے۔

☆ کنکری اس طرح ماریں کہ وہ گول دائرہ کے اندر ہی گریں اس سے باہر نہ جائیں۔

☆ جمرہ عقبہ اور جمرہ وسطیٰ کے بعد قبلہ رو ہو کر دعا مانگنا مسنون ہے۔ آخری جمرہ کے بعد دعا کا حکم نہیں ہے۔

☆ منیٰ کے ایام خاص طور پر ذکر خداوندی کے دن ہیں۔ اس دوران عبادات کا خاص

Marfat.com

اہتمام رکھیں۔ اور دین کی اشاعت کی بھی فکر کریں۔

☆ ۱۲/ ذی الحجہ کو غروب آفتاب سے پہلے منیٰ سے مکہ معظمہ کے لیے روانہ ہو جائیں۔

☆ اگر ۱۳/ ذی الحجہ کی صبح صادق تک منیٰ میں رُک گئے تو ۱۳ ویں تاریخ کی رمی بھی واجب ہو جائے گی۔

مکہ معظّمہ میں واپسی اور طوافِ وداع

☆ مکہ معظمہ واپس ہو کر جو حضرات فوراً وطن جانا چاہتے ہیں ان پر جانے سے پہلے طواف وداع کرنا واجب ہے۔ اگر بلا عذر اسے چھوڑ دیا تو دَم لازم ہو جائے گا۔

☆ طوافِ زیارت کے بعد کیا گیا نفلی طواف بھی طوافِ وداع کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔

☆ اگر کوئی شخص طوافِ وداع کئے بغیر میقات سے باہر چلا جائے تو اس پر دَم واجب ہو جائے گا۔ اس دَم سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ دوبارہ عمرے کا احرام باندھ کر حرم میں آئے اور اوّلاً عمرہ کرے پھر طوافِ وداع کرے، صرف طوافِ وداع کے لیے باہر سے بلا احرام عمرہ آنا منع ہے۔ اس مسئلہ کو اچھی طرح یاد رکھیں۔

☆ جو عورت واپسی کے وقت ناپاک ہو اس کے لیے طوافِ وداع کے لیے رکنا لازم نہیں۔ وہ بلا طوافِ وداع کئے وطن لوٹ سکتی ہے۔

☆ مکہ معظمہ میں جتنا بھی قیام نصیب ہو اسے غنیمت سمجھیں اور زیادہ سے زیادہ طواف اور عمروں کا اہتمام رکھیں۔ زندگی میں یہ مواقع بار بار نصیب نہیں ہوتے۔ اور واپسی کے وقت نہایت حزن وملال کا اظہار کریں، اور بیت اللہ کی جدائی پر گریہ وزاری کے ساتھ واپس ہوں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے بار بار ادب اور مقبول حاضری کی دولت سے نوازے۔ آمین یارب العالمین

ضروری انتباہ

مسجد حرام (مکہ مکرمہ) میں نماز پڑھتے وقت اس کا ضرور دھیان رکھا جائے کہ نمازی کا رخ کعبہ مشرفہ کی طرف اس طرح رہے کہ اگر نمازی کے چہرے سے سیدھی لکیر کھینچی جائے تو وہ بیت اللہ شریف کے کسی حصہ سے گذر کر آگے جائے۔ اس کی علامت کے طور پر پوری مسجد حرام

میں پتھر کی پٹیاں ترتیب سے لگائی گئی ہیں۔ان کا خیال کر کے نماز میں کھڑے ہوں۔ بہت سے حضرات اس سلسلہ میں کوتاہی کرتے ہیں اور جدھر موقع ملے کھڑے ہوکر نماز پڑھ لیتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ مسجد حرام کے اندر عین کعبہ کی طرف رخ کرنا ضروری ہے ورنہ نماز صحیح نہ ہوگی۔ البتہ مسجد حرام کے باہر عین کعبہ کی طرف رخ کرنا ضروری نہیں بلکہ مسجد کی طرف رخ کرنا کافی ہوتا ہے۔اور دور دراز علاقوں کے لیے مسجد حرام کی بھی شرط نہیں بلکہ صرف جہت کافی ہے۔

(بشکریہ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری۔ندائے شاہی حج وزیارت نمبر جنوری ۲۰۰۱)

عمرہ کے فضائل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حج اور عمرہ ایک ساتھ کرو، کیونکہ دونوں تنگدستی اور گناہوں کو ایسے دور کر دیتے ہیں جیسے کہ بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کو دور کر دیتی ہے"۔اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حج وعمرہ سے نہ صرف گناہ معاف ہوتے ہیں بلکہ انسان سے ان دونوں کی برکت سے فقر وفاقہ بھی دور ہو جاتا ہے اور ظاہر و باطن اور دنیا و آخرت کی دولتوں سے، حج اور عمرہ کرنے والا مالا مال ہو جاتا ہے لیکن اخلاص کے ساتھ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں عمرہ (کا ثواب) ایک حج کے برابر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس حج کے برابر ہے جو میرے ساتھ کیا ہو۔

نیز حدیث شریف میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ حج وعمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگتے ہیں، تو وہ قبول فرماتے ہیں اور اگر خطائیں معاف کرواتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی خطاؤں کو معاف کرتے ہیں۔

(معلم الحجاج ص ۲۰۸ و ہکذا فی معارف القرآن ومعارف الحدیث، والترغیب والترہیب ومظاہر حق جدید)

رمضان المبارک میں عمرہ کرنا؟

مسئلہ ایام حج یعنی نویں ذی الحجہ سے تیرہویں ذی الحجہ تک پورے سال میں صرف یہ پانچ دن ایسے ہیں جن میں عمرہ کرنا ناجائز اور ممنوع ہے اور ان پانچ دن کے علاوہ پورے سال میں جب بھی گنجائش ہو عمرہ کر سکتے ہیں گو رمضان المبارک میں اعمال کا ثواب ستر گنا زائد ہو جاتا ہے۔اور بخاری شریف کی حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "رمضان کا

Marfat.com

عمرہ پورے حج کے برابر ہوتا ہے۔ (بخاری شریف ج۱ص۲۳۹ومسلم شریف ج۱ص۴۰۹)

مسئلہ جو شخص حج تمتع کرتا ہے اس کو حج سے پہلے شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں بار بار عمرہ کرنا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔یعنی ایک عمرہ کرنے کے بعد دوسرا عمرہ حج سے پہلے کرسکتا ہے۔ (معلم الحجاج ص۲۲۱ورحمۃ اللہ الواسعۃ ج۴ص۱۸۳)

مسئلہ بعض علماء کے نزدیک متمتع ارکان عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد جب دوسرا عمرہ کرے گا تو اس کے ذریعہ تمتع باطل ہوجائے گا، یہ اس لیے صحیح نہیں کہ جب دوسرا عمرہ کرے گا اس کے ذریعہ سے تمتع ہوجائے گا اور جب تیسرا عمرہ کرے گا تو اس کے ذریعہ سے تمتع ہوجائے گا۔الغرض جتنے عمرے کرے گا ان میں سے آخر والے کے ذریعہ سے تمتع صحیح ہوجائے گا۔

(فتاویٰ محمودیہ ج۱۲ص۱۸۳)

مسئلہ مکی حضرات (مکہ والوں) کے لیے ایام حج کے علاوہ باقی سال کے تمام دنوں میں عمرہ کرنا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ (غنیۃ المناسک ص۱۵۵)

عمرہ کیا ہے؟

عمرہ کے لغوی معنی ''زیارت'' کے ہیں، چنانچہ جب کوئی شخص کسی کی زیارت کرتا ہے تو کہا جاتا ہے ''اعمرہ'' یعنی میں اس کی زیارت کرتا ہوں۔اصطلاح شرع میں اس سے مراد اس خاص طریقہ سے خانہ کعبہ کی زیارت کرنا یعنی میقات یا حل سے احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف وسعی کرنے کے ہیں۔

مسئلہ حنفیہ کے نزدیک زندگی میں ایک بار عمرہ کرنا بشرطِ استطاعت وقدرت سنت مؤکدہ ہے، فرض نہیں ہے۔کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے ''الحج مکتوب والعمرۃ تتطوع'' یعنی حج فرض ہے اور عمرہ تطوع ہے (یعنی رضا کارانہ یا نفل عبادت ہے)۔

اللہ کا ارشاد ''اتمو الحج والعمرۃ للّٰہ'' میں شروع کرنے کے بعد اسے پورا کرنے کا حکم ہے۔اور کوئی بھی عبادت شروع کی جائے تو اس کو پورا کرنا واجب ہوجاتا ہے خواہ وہ نفل ہی عبادت ہو۔

اس آیت سے عمرہ کی فرضیت پر استدلال نہیں کیا جاسکتا۔رہی حج کی فرضیت وہ تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے ثابت ہے۔ ''وللّٰہ علی الناس حج البیت'' اس کے علاوہ دوسرے دلائل

بھی ہیں جو حج کے بیان میں بتائے گئے ہیں۔

ابورزین العقیلی سے روایت ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہ میرا باپ عمر رسیدہ ہے نہ تو حج کرسکتا ہے نہ عمرہ کرسکتا ہے اور نہ سفر کرنے کے قابل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "باپ کی طرف سے تم حج وعمرہ کرلو"۔ اس حدیث شریف کو بخاری، مسلم ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح بتایا ہے۔

(کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۱۲۳)

مسئلہ رمضان المبارک میں عمرہ کی زیادہ تاکید اس بناء پر ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "عمرة فی رمضان تعدل حجة" یعنی رمضان المبارک میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔ (کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۱۲۷ و ہکذا معلم الحجاج ص ۲۰۶ و مظاہر حق ج ۳ ص ۲۶۲)

مسئلہ عمرہ سے حلال ہو کر حدود میقات سے باہر ہو جائے تو واپسی کے وقت احرام ضروری ہے، میقات کی حد سے اگر باہر نہیں گیا تو احرام کی ضرورت نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۲۶)

مسئلہ احرام عمرہ میں سعی کی بعد قصر یا حلق (بال کٹوانا و منڈوانا) کرانا چاہئے۔

(معلم الحجاج ص ۱۷۷)

مسئلہ کثرت سے عمرہ کرنا مکروہ نہیں، بلکہ مستحب اور افضل ہے، نیز طواف کثرت سے کرنا بمقابلہ زیادہ عمرہ کرنے کے افضل ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۷۷)

مسئلہ تلبیہ عمرہ میں عمرہ کا طواف شروع کرنے تک تلبیہ پڑھا جاتا ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۰۴)

عمرہ اور حج میں کیا فرق ہے؟

مسئلہ عمرہ سنت یا واجب ہونے کی شرائط حج کے مثل ہیں اور اس کے احرام کے احکام بھی مثل حج کے احرام کے ہیں، جو چیزیں وہاں حرام و مکروہ و مسنون اور مباح ہیں وہ یہاں بھی ہیں۔ البتہ ان امور میں حج اور عمرہ میں فرق ہے۔ حج کے لیے ایک خاص وقت معین ہے، عمرہ تمام سال میں ہوسکتا ہے۔ صرف پانچ روز یعنی نویں ذی الحجہ سے تیرہ تک مکروہ تحریمی ہے۔

حج فرض ہے، عمرہ فرض نہیں۔ حج فوت ہو جاتا ہے عمرہ فوت نہیں ہوتا۔ حج میں وقوف عرفہ اور وقوف مزدلفہ اور نمازوں کا اکٹھا پڑھنا اور خطبہ ہے۔ عمرہ میں یہ چیزیں نہیں ہیں۔ حج میں طوف قدوم اور طواف وداع ہوتا ہے، عمرہ میں دونوں نہیں ہوتے۔ نیز عمرہ فاسد کرنے سے یا

Marfat.com

جنابت کی حالت میں طواف کرنے سے، بکری ذبح کرنی کافی ہے اور حج میں کافی نہیں۔ عمرہ کی میقات تمام لوگوں کے لیے حِل ہے بخلاف حج کے اہل مکہ مکرمہ کو حج کا احرام حرم شریف میں باندھنا ہوتا ہے، البتہ آفاقی شخص جب باہر سے آئے اور عمرہ کا ارادہ ہو تو اپنی میقات سے احرام باندھ کر آئے۔ عمرہ میں طواف شروع کرنے کے وقت تلبیہ بند کیا جاتا ہے اور حج میں جمرہ اخریٰ کی رمی شروع کے وقت موقوف کیا جاتا ہے۔ (معلم الحجاج ص ۲۰۴ وہکذا فی مظاہر حق ج ۳ ص ۲۷۰)

مسئلہ آفاقی شخص اگر عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ آئے تو اپنی میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئے۔

مسئلہ مکہ مکرمہ سے عمرہ کرنے والوں کے لیے عمرہ کے احرام کی میقات حل ہے، اس لیے حل میں جا کر جس جگہ چاہئے احرام باندھے لیکن افضل تنعیم (مسجد عائشہ) ہے یا اس کے بعد جعرانہ سے احرام باندھے۔ (معلم الحجاج ص ۲۰۷)

مناسک عمرہ ایک نظر میں

احرام	طواف مع رمل واضطباع
سعی	سر منڈوانا

اشہر حج میں عمرے کرنا؟

سوال ایک شخص نے حج کے مہینوں میں جا کر عمرہ ادا کیا، اور وہ حج تک وہاں ٹھہرتا ہے تو کیا اس دوران وہ مزید عمرے کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب حج تمتع کرنے والے کے لیے حج وعمرہ کے درمیان اور عمرے کرنا جائز ہے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۵۱)

مسئلہ آفاقی کے لیے ایک عمرہ سے زائد کرنا اشہر حج میں جائز ہے نیز حج تمتع کرنے والا ایک عمرہ کرنے کے بعد دوسرا عمرہ حج سے پہلے کر سکتا ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۳۹۷ وہکذا فی آپ کے مسائل ج ۴ ص ۵۰)

عمرے کے مکروہ ایام

مسئلہ یوم عرفہ (نویں ذی الحجہ) سے تیرہ ذی الحجہ تک پانچ دن حج کے ہیں۔ ان دنوں میں

Marfat.com

عمرہ کی اجازت نہیں۔ اس لیے عمرہ ان دنوں میں مکروہ تحریمی ہے۔ (آپکے مسائل ج۴ص۵۰)

احرام باندھنے کے بعد جو عمرہ نہ کرسکے؟

سوال میں نے عمرہ کرنے کیلئے احرام باندھا لیکن طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے عمرہ ادا نہ کرسکا اور وہ احرام عمرہ ادا کئے بغیر کھول دیا، میرے لیے کیا حکم ہے؟

جواب آپکے ذمہ احرام توڑ دینے کی وجہ سے دم (حدود حرم میں ایک بکری ذبح کرنا) واجب ہے اور عمرہ کی قضاء بھی لازم ہے۔ (آپکے مسائل ج۴ص۵۰)

جدہ میں رہنے والا اشہر حج میں عمرہ کرسکتا ہے؟

سوال ہم لوگ جدہ میں بغرض ملازمت مقیم ہیں یہاں والوں کے قول کے مطابق ہم لوگ ''حِلّی'' ہیں یعنی حرم سے باہر میقات کے اندر مقیم ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ حِلّی اشہر حج میں عمرہ نہیں کرسکتا صحیح کیا ہے؟

جواب اگر اسی سال حج کا ارادہ ہے تو عمرہ کرنا مکروہ ہے، اگر حج کا ارادہ نہیں ہے تو مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ مکہ والوں کو اور جو شخص مکہ والوں کے حکم میں ہے یعنی داخلِ میقات پر رہنے والا (یا عین میقات پر رہنے والا) اور جو شخص پہلے اشہر حج (شوال، ذی قعدہ، اور ذی الحجہ کا پہلا عشرہ) سے مقیم مکہ ہے، جیسے کے آفاقی اشہر حج سے پہلے حلال ہو مکہ مکرمہ میں رہا ہو پھر اس پر اشہر حج آ گیا ہو تو ان کو عمرہ کرنا اشہر حج میں مکروہ ہے جو کہ اسی سال حج کرنا چاہئے اور اگر اس سال حج نہ کرے تو عمرہ اشہر حج میں کرنا ان سب پر مکروہ نہیں ہے۔ اسی سال حج کا ارادہ کرتے ہوئے عمرہ کیا تو دم جبر لازم ہوگا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج۵ص۲۲۲ بحوالہ شامی ج۲ص۲۰۸ و زبدۃ المناسک ج۱ص۲۵۵ و درمختار مع شامی ج۲ص۲۷۰)

ایام حج میں عمرہ کرنا؟

مسئلہ عمرہ تمام سال میں کرنا جائز ہے، صرف حج کے پانچ دن، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ تحریمی ہے، اگر ان ایام میں احرام نہیں باندھا بلکہ پہلے سے احرام باندھا ہوا تھا، تو پھر مکروہ نہیں ہے، مثلاً کوئی شخص پہلے سے احرام باندھ کر آیا اس کو حج نہیں ملا اور اس نے ان ایام میں

Marfat.com

عمرہ کرلیا تو مکروہ نہیں ہے، لیکن اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ ان پانچ روز کے بعد عمرہ کرے۔
(فتاویٰ رحیمیہ ج٦ص٤٠٥ و ہکذا فی معلم الحجاج ص ٢٢٣)

مسئلہ اگر کسی شخص نے ان پانچ روز میں عمرہ کا احرام باندھ لیا تو احرام باندھنے کی وجہ سے اس پر عمرہ کرنا لازم ہو گیا، مگر چونکہ ان ایام میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ تحریمی ہے اس لیے اس پر عمرہ کا ترک کرنا واجب ہے، تاکہ گناہ سے بچ جائے اور ان ایام کے گزرنے کے بعد عمرہ کی قضاء اور ایک دم واجب ہوگا اور اگر عمرہ ترک نہیں کیا انہی ایام (پانچ دنوں) میں کرلیا تو عمرہ ہو گیا لیکن ایک دم مکروہ کے ارتکاب کی وجہ سے واجب ہوگا، اور اگر ان ایام میں احرام تو عمرہ کا باندھا مگر عمرہ کے افعال ان ایام میں نہیں کئے بلکہ ایام تشریق کے بعد کئے تو عمرہ ہو گیا اور دم بھی واجب نہیں ہوگا، مگر ایسا کرنا مکروہ ہے، کیونکہ احرام کھولنا اسی صورت میں واجب تھا۔ (معلم الحجاج ص ٢٠٦)

حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے والے پر حج؟

سوال سوال، ذی قعدہ، ذی الحجہ، اشہر حج (حج کے مہینے) ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر ان مہینوں میں کوئی شخص عمرہ ادا کرتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ حج بھی ادا کرے۔ اگر ہم شوال یا ذی قعدہ میں عمرہ کر کے ریاض آ جائیں (حدود حرم سے باہر) اور دوبارہ حج کے موقع پر جائیں تو اس وقت نیت حج تمتع کی ہوگی یا حج مفرد کی۔ حج تمتع کے لیے دوبارہ عمرہ کی ضرورت ہوگی یا پہلا عمرہ کافی ہے؟

جواب آفاقی شخص (جو میقات کے حدود سے باہر رہتا ہو، جیسے ہندوستانی، پاکستانی، مصری، شامی، عراقی، ایرانی وغیرہ) اگر اشہر حج میں عمرہ کر کے اپنے وطن لوٹ جائے تو دوبارہ اس کو حج یا عمرہ کے لیے آنا ضروری نہیں ہے اور اگر وہ اسی سال حج بھی کرے تو اس پہلے عمرہ کی وجہ سے متمتع نہیں ہوگا۔ نہ اس کے ذمہ تمتع کا دم لازم ہوگا۔ اگر ایسا شخص تمتع کرنا چاہتا ہے تو اس کو دوبارہ عمرہ کا احرام باندھ کر آنا ہوگا۔ (آپ کے مسائل ج٤ص ٦٧)

عمرہ کے بعد کونسا حج کہلائے گا؟

سوال میں شوال میں ہی ایک عمرہ اپنی طرف سے کروں گا اور اس کے بعد حج کرنے کا ارادہ ہے۔ اس کی نیت کس طرح ہوگی اور یہ حج کون سی قسم سے ہوگا؟

جواب نیت تو جس طرح الگ عمرے کی اور الگ حج کی ہوتی ہے اسی طرح ہوگی، مسائل بھی

Marfat.com

وہی ہیں۔ البتہ یہ حج تمتع بن جائے گا اور دس ذی الحجہ کو سر منڈوانے سے پہلے قربانی لازم ہوگی جس کو "دم تمتع" کہتے ہیں۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۶۶)

مسئلہ حج تمتع کرنے والے پر طواف قدوم واجب نہیں، عمرہ کرنے کے بعد جس قدر چاہے طوافِ نفل کرسکتا ہے۔ (معلم الحجاج ص۲۲۱)

کیا عمرہ حج کا بدل ہے؟

مسئلہ یوروپ وامریکہ جاتے آتے ہوئے اگر عمرہ کی سعادت نصیب ہوجائے تو عمرہ کرلینا چاہئے لیکن عمرہ حج کا بدل نہیں ہے، جس شخص پر حج فرض ہو، اس کا حج کرنا ضروری ہے محض عمرہ کرنے سے فرض ادا نہیں ہوگا۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۴۹ وہکذا احسن الفتاویٰ ج۴ ص۱۵۹)

ملازمت کا سفر اور عمرہ؟

سوال ہم لوگ ملازمت کے سلسلے میں سعودی عرب جدہ میں آئے اور پھر ایک ہزار میل دور کام کیلئے چلے گئے۔ تو کیا پہلے ہمیں عمرہ کرنا چاہئے تھا یا بعد میں؟

جواب چونکہ آپ کا یہ سفر عمرہ کے لیے نہیں تھا، بلکہ ملازمت کے لیے تھا، اس لیے آپ جب بھی چاہیں عمرہ کرسکتے ہیں۔

پہلے عمرہ کرنا آپ کے لیے ضروری نہیں تھا۔ خصوصاً جب کہ اس وقت آپ کو مکہ مکرمہ جانے کی اجازت ملنا بھی دشوار تھا۔ (آپکے مسائل ج۴ ص۵۱)

عمرہ کا ثواب مرحومین کو کس طرح کیا جائے؟

سوال میں عمرہ اپنی مرحومہ والدہ کی طرف سے کرنا چاہتا ہوں۔ عمرہ اپنی طرف سے کرکے ثواب ان کو بخش دوں؟ یا عمرہ ان کی طرف سے کروں؟

جواب دونوں صورتیں صحیح ہیں۔ آپ کے لیے آسان یہ ہے کہ عمرہ اپنی طرف سے کرکے ثواب بخش دیں اور اگر ان کی طرف سے عمرہ کرتا ہو تو احرام باندھتے وقت یہ نیت کریں کہ اپنی والدہ مرحومہ کی طرف سے عمرہ کا احرام باندھتا ہوں، یا اللہ! یہ عمرہ میرے لیے آسان فرما، اور میری والدہ مرحومہ کی طرف سے اس کو قبول فرما۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۵۱)

مسئلہ اگر کوئی شخص عمرہ کرتے وقت دل میں یہ نیت کرے کہ اس عمرہ کا ثواب میرے فلاں

رشتے دار، یا دوست (زندہ یا مرحوم) کو ملے، تو مل جاتا ہے جس طرح دوسرے نیک کاموں کا ایصال ثواب ہوسکتا ہے، عمرہ کا بھی ہوسکتا ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۵۱)

مسئلہ عمرہ زندوں کی طرف سے بھی کیا جاسکتا ہے۔ جن کی طرف سے کیا جائے ان پر حج فرض نہیں ہوجاتا جب تک وہ صاحب استطاعت نہ ہوجائیں۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۳۶)

مسئلہ نفل عمرہ نماز کی مانند ہے ایک عمرہ کے ثواب میں ایک سے زیادہ کو شامل کیا جاسکتا ہے، لیکن اگر چند لوگوں نے آپ سے عمرہ کرنے کی درخواست کی ہو کہ ہماری طرف سے عمرہ کرنا، تب تو ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ کرنا ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۲۶)

شرائط عمرہ

مسئلہ عمرہ کی شرطیں وہی ہیں جو حج کی ہیں اور عمرہ کا صرف ایک رکن ہے اور وہ ہے "طواف کے چکروں کی بیشتر تعداد ہے" یعنی چار چکر۔ رہا احرام تو وہ رکن نہیں ہے بلکہ شرط ہے اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا واجب ہے۔ اور بال کٹوانے یا منڈوانے کی بھی وہی حیثیت ہے جو سعی کی ہے، یعنی صرف واجب ہے رکن نہیں ہے۔ (کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۱۲۳)

مسئلہ عمرہ کے صرف تین کام ہیں (۱) ایک یہ کہ میقات سے یا اس سے پہلے عمرہ کا احرام باندھے (۲) دوسرے مکہ مکرمہ پہنچ کر بیت اللہ شریف کا طواف کرے۔ (۳) تیسرے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اس کے بعد سر کے بال کٹوا کر یا منڈوا کر احرام ختم کردے۔

(احکام حج ص ۲۷ حضرت مفتی شفیعؒ وہکذا فی عالمگیری اُردو ص ۳۹ کتاب الحج)

فرائض اور واجبات عمرہ

مسئلہ عمرہ میں دو فرض ہیں: ایک احرام دوسرا طواف اور احرام کے لیے تلبیہ اور نیت دونوں فرض ہیں اور طواف کے لیے نیت فرض ہے۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا، سر کے بال منڈوانا یا کتروانا واجب ہے۔ (معلم الحجاج ص ۲۰۵)

عمرہ کا احرام کہاں سے باندھا جائے؟

سوال (۱) اگر کوئی شخص "حج کے ارادہ سے نہیں ہے" بلکہ صرف عمرہ کا ارادہ رکھتا ہے اور باوجود آفاقی ہونے کے حدود حرم سے باہر مثلاً جدہ میں احرام باندھ سکتا ہے یا نہیں؟

Marfat.com

(۲) نیز جدہ میں ایک دوروز قیام کرنے کے بعد عمرہ کا ارادہ ہوتو اس پر ''اہل حِل'' کا اطلاق ہوگا یا نہیں؟

جواب (۱) جو شخص بیرون ''حِل'' سے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ رکھتا ہو، اس کو میقات سے بغیر احرام کے گزرنا جائز نہیں بلکہ حج یا عمرہ کا احرام باندھنا اس پر لازم ہے۔ اگر بغیر احرام کے گزر گیا تو میقات کی طرف واپس لوٹ کر میقات سے احرام باندھنا ضروری ہے۔ اگر واپس نہ لوٹا تو دم لازم ہوگا۔

(۲) جو شخص مکہ مکرمہ کے قصد سے گھر سے چلا ہے اس کا جدہ میں ایک دوروز ٹھہرنا لائق اعتبار نہیں اور وہ اسکی وجہ سے ''اہل حِل'' میں شمار نہیں ہوگا۔ ہاں اگر کسی کا ارادہ جدہ جانے کا ہی تھا وہاں پہنچ کر مکہ مکرمہ جانے کا قصد ہوا تو اس پر ''اہلِ حِل'' کا اطلاق ہوگا۔

اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے چند اصطلاحات ذہن میں رکھئے گا۔

(۱) **میقات:** مکہ مکرمہ کے اطراف میں چند جگہیں مقرر ہیں۔ باہر سے مکہ مکرمہ جانے والے شخص کو ان جگہوں سے احرام باندھنا لازم ہے۔ بغیر احرام کے ان سے آگے بڑھنا ممنوع ہے

(۲) **آفاقی:** جو شخص میقات سے باہر رہتا ہو۔

(۳) **حرم:** مکہ مکرمہ کے حدود جہاں شکار کرنا، درخت کاٹنا وغیرہ ممنوع ہے۔

(۴) **حِل:** حرم سے باہر اور میقات کے اندر کا حصہ ''حِل'' کہلاتا ہے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۹۲ و فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۱۸)

مسئلہ جو لوگ میقات کے اندر رہتے ہیں وہ عمرہ یا حج کا احرام حرم کے باہر جہاں سے چاہیں باندھ سکتے ہیں ''حِل'' کی کل زمین ان کے حق میں میقات ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۲۳)

طائف سے بغیر احرام کے عمرہ کرنا؟

سوال جو حضرات سعودی عرب میں جدہ اور طائف میں ملازم ہیں اگر وہ عمرہ کی نیت سے خانہ کعبہ جاتے ہیں تو میقات سے احرام باندھنا پڑتا ہے۔ یہاں پر مقیم حضرات بغیر احرام کے طواف کرنے چلے جاتے ہیں۔ کیا حکم ہے؟

جواب آپ کا سوال بہت اہم ہے۔ اس سلسلے میں چند مسئلے اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔

(۱) مکہ شریف کے چاروں طرف کا کچھ علاقہ ''حرم'' کہلاتا ہے۔ جہاں شکار کرنا اور درخت کاٹنا ممنوع ہے۔ ''حرم'' سے آگے کم وبیش فاصلے پر کچھ جگہیں مقرر ہیں جن کو ''میقات'' کہا جاتا ہے۔ اور جہاں حاجی لوگ احرام باندھتے ہیں۔

(۲) جو لوگ ''حرم'' کے علاقہ میں رہتے ہیں یا میقات سے اندر رہتے ہوں، وہ تو جب چاہیں مکہ مکرمہ میں احرام کے بغیر جا سکتے ہیں۔ لیکن جو شخص میقات کے باہر سے جائے، اس کے لیے میقات پر حج یا عمرہ کا احرام باندھنا لازم ہے۔ گویا ایسے شخص پر حج یا عمرہ لازم ہو جاتا ہے، خواہ اس شخص کا مکہ مکرمہ جانا حج وعمرہ کی نیت سے نہ ہو، بلکہ محض کسی ضروری کام سے مکہ مکرمہ جانا چاہتا ہو یا صرف حرم شریف میں نماز جمعہ پڑھنے یا صرف طواف کرنے کے لیے جانا چاہتا ہو۔

الغرض خواہ کسی مقصد کے لیے بھی مکہ مکرمہ میں جائے، وہ میقات سے احرام کے بغیر نہیں جا سکتا۔

(۳) اگر کوئی شخص میقات سے احرام کے بغیر گزر گیا تو اس پر لازم ہے کہ مکہ شریف میں داخل ہونے سے پہلے پہلے میقات پر واپس لوٹے اور وہاں سے احرام باندھ کر جائے۔

(۴) اگر وہ واپس نہیں لوٹا تو اس کے ذمہ ''دم'' واجب ہوگا۔

(۵) جو شخص میقات سے بغیر احرام مکہ مکرمہ چلا جائے، اس پر حج یا عمرہ لازم ہے اگر کئی بار بغیر احرام کے میقات سے گزر گیا تو ہر بار ایک حج یا عمرہ واجب ہوگا

ان مسائل سے معلوم ہوا کہ جو لوگ میقات سے باہر رہتے ہیں وہ صرف طواف کرنے کے لیے مکہ مکرمہ نہیں جا سکتے بلکہ ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر جایا کریں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ جتنی بار بغیر احرام کے جا چکے ہیں ان پر اتنے دم اور اتنے ہی عمرے واجب ہوں گے۔

(۶) جدہ میقات سے باہر نہیں۔ لہٰذا جدہ سے بغیر احرام کے مکہ مکرمہ آنا صحیح ہے۔ جب کہ طائف میقات سے باہر ہے، لہٰذا وہاں سے بغیر احرام کے آنا صحیح نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۹۵ وہکذا فی احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۱۷ وکتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۱۰)

ایک احرام سے کتنے عمرے کیے جا سکتے ہیں؟

سوال میں پانچ عمرے ادا کرنا چاہتا ہوں۔ ان عمروں کے لیے حدود حرم کے باہر تنعیم یا جعرانہ

Marfat.com

جا کر عمرہ کا احرام باندھا جائے گا۔ کیا پانچ مرتبہ یعنی ہر عمرہ کے لیے علیحدہ علیحدہ یا ایک مرتبہ احرام باندھ کر ایک دن میں ایک مرتبہ عمرہ کیا جائے یا اسی احرام میں ایک دن میں دو یا تین مرتبہ عمرہ کیا جاسکتا ہے؟

جواب ہر عمرہ کا الگ احرام باندھا جاتا ہے۔ احرام باندھ کر طواف سعی کر کے بال کٹوا کر احرام کھول دیتے ہیں اور پھر تنعیم یا جعرانہ جا کر دوبارہ احرام باندھتے ہیں۔ ایک احرام کیساتھ ایک سے زیادہ عمرے نہیں ہوسکتے اور عمرہ (یعنی طواف وسعی) کرنے کے بعد جب تک (حلق یا قصر کے ذریعہ) بال کٹوا کر احرام نہ کھولا جائے، دوسرے عمرے کا احرام باندھنا بھی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ جو شخص عمرہ ادا کرنے کے بعد مدینہ طیبہ چلا جائے اور عصر و مغرب کی نمازیں پڑھنے کے بعد میقات سے گزر کر جدہ واپس آجائے اور رات گزار کر صبح پھر مکہ مکرمہ عمرہ کرنے کے لیے روانہ ہو، مکہ کے قریب میقات سے احرام باندھ کر عمرہ کرے، تو اگر اس شخص کا میقات سے گزرتے وقت مکہ مکرمہ جانے کا قصد تھا تو میقات پر اس کے لیے احرام باندھنا ضروری تھا۔ اور اس کے کفارہ کے طور پر دم واجب ہے اور اگر اس وقت جدہ آنے ہی کا ارادہ تھا، یہاں آ کے عمرہ کا ارادہ ہو تو دم لازم نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۹۵ و ہکذا فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۲۹۰)

عمرہ کرنے کا طریقہ

عمرہ حج اصغر ہے یعنی چھوٹا حج، جو ہر زمانہ میں ہوسکتا ہے علاوہ ایام حج کے، اس کے لئے کوئی مہینہ تاریخ اور دن مقرر نہیں ہے جب اور جس وقت جی چاہے میقات یا حل سے احرام باندھے اور احرام کے محرمات و مکروہات سے بچے اور مکہ مکرمہ میں انہی آداب کو ملحوظ رکھ کر مسجد حرام میں باب السلام یا باب العمرۃ سے (یا جس گیٹ سے بھی موقع ہو) داخل ہو اور ''اضطباع''، یعنی احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال کر طواف کرے اور جب پہلی بار کالی پٹی پر کھڑے ہو کر حجر اسود کا استلام یعنی اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرے تو جو تلبیہ احرام باندھنے کے وقت شروع کیا تھا وہ بند کردے نیز طواف میں ''رمل'' یعنی طواف کے پہلے تین چکروں میں اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر ذرا تیزی سے چلنا (صرف مردوں کے لیے ہے) اگر بھیڑ نہ ہو اور چلنے میں کوئی دشواری بھی نہ ہو تو ورنہ جیسے موقع ہو طواف کرے۔ اور طواف کے بعد دوگانہ طواف نفل پڑھ کر حجر اسود کی طرف ہاتھ سے پہلے کی طرح اشارہ کر کے

Marfat.com

باب الصفا سے نکل کر حج کی طرح سعی کرے اور سعی ختم کر کے مروہ (یا دوکان یا قیام گاہ) پر بال منڈوا کر یا کٹوا کر حلال ہو جائے یعنی عام کپڑے پہن لے احرام کی پابندیاں ختم ہو گئیں اور سعی کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے۔ بس عمرہ ہو گیا۔ (معلم الحجاج ص ۲۰۴)

نوٹ: طواف کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا واجب اور سعی کے بعد مستحب ہے)

عمرہ سے فارغ ہو کر حلق سے پہلے کپڑے پہننا؟

سوال: میں نے آخری دن جب عمرہ کیا تو فلائٹ کی جلدی میں تھا اسی جلدی میں عمرہ سے فارغ ہو کر پہلے حلق کرانے کے بجائے پہلے احرام کھول کر کپڑے پہن کر بال کٹوائے۔ کیا حکم ہے؟

جواب: اس غلطی کی وجہ سے آپ کے ذمہ دم لازم نہیں آیا، بلکہ صدقہ فطر کی مقدار صدقہ آپ پر لازم ہے۔ اور یہ صدقہ آپ کسی بھی جگہ دے سکتے ہیں۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۰۳)

مسئلہ: حج وعمرہ دونوں ہی میں بال منڈوانا افضل ہے، لیکن اگر عمرہ، اعمال حج شروع ہونے کے کچھ ہی قبل کرے تو افضل بال کٹوانا ہے۔ تاکہ حج میں بال منڈوا سکے، اس لیے کہ حج عمرہ سے بہتر ہے، تو بہتر کام بہتر وقت میں کرنا چاہئے اور اگر عمرہ ایام حج سے بہت پہلے کرے تو ایسی صورت میں سر منڈوالے، تاکہ فضیلت کو پا سکے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بال منڈوانے والوں کے لیے تین مرتبہ مغفرت ورحمت کی دعا فرمائی جب کہ بال کٹوانے والوں کے لیے صرف ایک بار، اس لیے بال منڈوانا ہی افضل ہے۔ (حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص ۵۹)

عمرہ میں طواف وداع کا کیا حکم ہے؟

سوال: عمرہ میں طواف وداع کیا واجب ہے؟

جواب: عمرہ میں طواف وداع واجب نہیں ہے، البتہ افضل ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص بغیر طواف وداع کئے رخصت ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن حج میں طواف وداع واجب ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک روانہ نہ ہو جب تک خانہ کعبہ کا طواف نہ کر لے''۔ اس کے مخاطب حجاج تھے۔

(حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص ۵۶ وہکذا فی آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۰۹)

مسئلہ: عمرہ کا طواف پورا یا اکثر یا کم اگرچہ ایک ہی چکر ہو، اگر جنابت (ناپاکی) یا حیض ونفاس کی حالت میں یا بے وضو کیا تو دم واجب ہو گا۔ اور اگر طواف کا اعادہ کر لیا تو دم ساقط ہو جائے گا۔

Marfat.com

مسئلہ عمرہ کے کسی واجب کو ترک کرنے سے بدنہ یعنی پورا اونٹ، پوری گائے یا صدقہ واجب نہیں ہوتا، بلکہ صرف دم یعنی ایک بکری یا ساتواں حصہ گائے کا یا اونٹ کا واجب ہوتا ہے، لیکن عمرہ کے احرام میں ممنوعات احرام کے ارتکاب سے مثل احرام حج کے دم یا صدقہ واجب ہوتا ہے۔

(احکام حج ص ۱۰۶)

عمرہ میں وقوف عرفہ نہ ہونے کی وجہ؟

سوال حج کے بنیادی ارکان دو ہیں وقوف عرفہ طواف زیارت اور اس کے بعد سعی کرنا۔ اور عمرہ حج اصغر ہے پھر اس میں صرف ایک رکن طواف مع سعی کیوں ہے؟ اس میں وقوف عرفہ کیوں نہیں؟

جواب عمرہ میں وقوف عرفہ اس وجہ سے مشروع نہیں کیا گیا کہ عمرہ کرنے کا کوئی وقت متعین نہیں۔ ایام حج کے علاوہ پورے سال عمرہ کیا جاسکتا ہے، اس لیے میدان عرفات میں اجتماعی طور پر جمع ہونے کی کوئی صورت نہیں اور انفرادی وقوف میں کچھ فائدہ نہیں۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ حج کی طرح عمرہ کیلئے بھی وقت مقرر کیا جائے تو اسمیں کیا حرج ہے؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ پھر وہ عمرہ کہاں رہے گا۔ وہ تو حج ہو جائیگا۔

اور سال میں دو مرتبہ لوگوں کو حج کی دعوت دینے میں جو زحمت ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے اور اصل بات یہ ہے کہ عمرہ میں مقصود بالذات، بیت اللہ کی تعظیم اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر بجالانا اور یہ مقصد صرف طواف سے پورا ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے میدان عرفات میں جمع ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ ج ۴ ص ۲۱۲)

حج بدل کا جواز

مسئلہ عبادات کی تین قسمیں ہیں: محض بدنی عبادت جیسے نماز اور روزہ ان دونوں کی غرض اللہ تعالیٰ (کی خوشنودی) کے لیے نفس کو عاجزی و فروتنی میں ڈالنا ہے۔ اس عبادت میں مال کو دخل نہیں ہے

محض مالی عبادت جیسے زکوٰۃ وصدقہ سے غرض خیرات لینے والوں کی مالی امداد ہے۔

دونوں (مالی و بدنی) کی مرکب عبادت حج ہے کہ اس میں طواف اور سعی وغیرہ (مناسک حج) کی بجا آوری میں جہاں خشوع وخضوع ہے وہاں اللہ کی راہ میں مال بھی خرچ کیا جاتا ہے۔

پہلی قسم کی عبادت میں (اپنے بجائے کسی دوسرے کو عبادت کے لیے) نائب بنانے کی

گنجائش نہیں ہے۔ چنانچہ کسی شخص کیلئے جائز نہیں ہے کہ اپنے بجائے کسی اور کو نماز روزہ ادا کرنے کے لیے نائب بنا دے۔ ایسا کرنے سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

دوسری قسم کی عبادت میں نائب بنانے کی گنجائش ہے، لہٰذا مال کے مالک کو جائز ہے کہ وہ مال کی زکوٰۃ اپنی طرف سے نکالنے یا صدقہ دینے کے لیے کسی کو اپنا نائب بنا دے۔

تیسری قسم کی عبادت حج ایسی عبادت ہے جس میں نیابت کی گنجائش ہے لہٰذا اگر کوئی حج کرنے سے شرعاً عاجز ہو تو واجب ہے کہ حج کے لیے اپنا نائب بنائے جو اس کے بدلہ میں حج کرے۔ (کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۱۶۴ و ہکذا معلم الحجاج ص ۲۸۱)

مسئلہ حج بدل صحیح ہے، اور جو صاحب یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں چونکہ حج بدل کا حکم نہیں ہے، اس لیے حج بدل کوئی چیز نہیں ہے۔ ان کی بات لغو اور بے کار ہے۔ حج بدل پر صحیح احادیث موجود ہیں اور علماء امت کا اس کے صحیح ہونے پر اجماع ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۴۸)

حج بدل کے صحیح ہونے کی شرطیں؟

مسئلہ حج بدل کے صحیح ہونے کی چند شرطیں ہیں (۱) اجرت کی شرط نہ ہو (۲) بھیجنے والے کے مال ہی سے حج کیا جائے لیکن اگر زیادہ تر خرچ میت کے (یا عاجز اور ہر اس شخص کے) مال سے (جس کی طرف سے حج بدل کیا جا رہا ہے) ہو اور کچھ تھوڑا بہت جانے والے کا خرچ ہو تو بھی جائز ہے۔ (۳) اگر حج بدل والا میت کی رقم کو اپنی رقم سے علیحدہ رکھے تب تو امانت ہے، اگر باوجود احتیاط کے ضائع ہو جائے تو ضامن نہ ہوگا۔ اور اگر اپنی رقم کے ساتھ ملا دے گا تو ضامن ہوگا۔ (۴) اگر (میت کے) ثلث مال میں وسعت ہو تو حج سوار ہو کر کرنا چاہئے، اگر پورا سفر حج پیدل کرے گا اور کرایہ کی رقم اپنے لیے بچائے گا تو ضمان دینا واجب ہوگا، اگرچہ بھیجنے والے نے پیدل حج کرنے کی اجازت بھی دیدی ہو، اور سوار ہونا مکہ مکرمہ سے عرفات تک اور وہاں سے مکہ کی واپسی تک واجب ہے باقی سفر میں اگر بھیجنے والے کی اجازت سے پیدل چلے تو جائز ہے۔ (۵) حج میت کے وطن سے کرانا چاہئے (۶) احرام کے وقت حج کی نیت میت کی طرف سے کرنا چاہئے یعنی زبان سے یوں کہے کہ میں فلاں شخص کی طرف سے حج کی نیت کرتا ہوں اور اگر نام بھول جائے تو یہ کہے کہ جس شخص کی طرف سے مجھ کو حج کے لیے بھیجا گیا ہے میں اس کی طرف سے حج کی نیت کرتا ہوں (۷) احرام میقات سے باندھنا چاہئے بغیر اجازت بھیجنے والے کے عمرہ

Marfat.com

کا احرام میقات سے نہ باندھے نہ تمتع کرے، ہاں اگر وہ اجازت دیدے اور یوں کہہ دے کہ جس طرح چاہو حج ادا کر دینا تو تمتع بھی جائز ہے (۸) حج بدل والے کو جو روپیہ دیا جائے اس میں بہت زیادہ احتیاط لازم ہے ورنہ حق العباد کا مواخذہ سر پر ہوگا۔ سفر کے بعد جو کچھ رقم اور سامان رقم سے خریدا ہوا باقی بچے وہ سب واپس کر دے اور بہتر یہ ہے کہ بھیجنے والا پہلے ہی کہہ دے کہ اگر خرچ میں کوئی بے عنوانی اتفاقاً ہو جائے میری طرف سے معاف ہے۔

(امداد الاحکام ج ۲ ص ۱۸۷ و ہکذا فی معلم الحجاج ص ۲۸۱)

حج بدل کہاں سے کرایا جائے؟

سوال: حج بدل کہاں سے کرانا چاہئے، اگر کسی مکی سے حج بدل کرالیا تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر زندہ معذور کی اجازت یا مردہ کی وصیت سے حج بدل کیا جا رہا ہو تو وصیت کرنے والے یا آمر (زندہ معذور) کے وطن سے حج کرنا ضروری ہے، اگر ثلث مال ناکافی ہو اور ورثہ زیادہ کی اجازت نہ دیں تو جہاں سے بھی ثلث مال سے حج ہو سکے حج بدل کرا دے، اگر وصیت کرنے والے یا آمر نے خود کوئی جگہ یا کچھ مال متعین کر دیا ہو تو وہیں سے کیا جائے، اگرچہ مکہ مکرمہ سے ہی ہو، مگر صاحب استطاعت کیلئے ایسا کرنا مکروہ ہے، اگر حج کا امر یا وصیت نہیں کی بلکہ کسی کی طرف سے تبرعاً کوئی شخص حج کرانا چاہتا ہے، تو مکہ مکرمہ سے بھی جائز ہے البتہ صاحب استطاعت کیلئے میقات سے حج کرانا افضل ہے، اور مکہ مکرمہ سے حج کرانے کی صورت میں اس کا خاص اہتمام کیا جائے کہ حج کرنے والا متقی، دین دار اور قابل اعتماد ہو، کیونکہ بعض لوگ متعدد حضرات کی طرف سے حج بدل کر لیتے ہیں، جس سے کسی کا بھی حج نہ ہوگا۔ نیز حج بدل میں اجارہ کی صورت نہ ہونے پائے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۲۰ و ہکذا فی نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۵۱ و فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۲۸ و احکام حج ص ۱۲۰)

حج بدل کس کی طرف سے کرایا جائے؟

مسئلہ: جس شخص پر حج فرض ہو گیا اور اس نے زمانہ حج کا پایا مگر کسی وجہ سے حج نہیں کر سکا پھر کوئی عذر ایسا پیش آ گیا جس کی وجہ سے خود حج کرنے پر قدرت نہیں رہی مثلاً ایسا بیمار ہو گیا جس سے شفاء کی امید نہیں، یا نابینا ہو گیا یا اپاہج ہو گیا یا بوڑھاپے کی وجہ سے ایسا کمزور ہو گیا خود سفر

Marfat.com

کرنے پر قدرت نہیں رہی تو اس کے ذمہ فرض ہے کہ اپنی طرف سے کسی دوسرے کو بھیج کر حج بدل کرادے یا وصیت کردے کہ میرے مرنے کے بعد میری طرف سے میرے مال سے حج بدل کرادیا جائے۔

اپنا فرض حج بطور بدل کرانے میں یہ تفصیل ہے کہ جس عذر کی وجہ سے حج خود نہیں کرسکا اگر حج بدل کردینے کے بعد یہ عذر جاتا رہا تو اب خود ادا کرنا اس پر فرض ہے پہلا حج جو بطور بدل کرایا تھا وہ نفلی ہوگیا۔ (احکام حج ص ۱۱۸)

مسئلہ اگر حج بدل کرانے والے نے حج بدل کرنے والے کو اس قسم کی اجازت دیدی ہو کہ چاہے تم حج بدل پر چلے جاؤ، چاہے تم کسی کو اپنی جگہ بھیج دو تو وہ شخص دوسرے کو بھیج سکتا ہے اور اگر یہ اجازت نہیں تھی، تو وہ رقم لینے والے کو خود جانا ضروری ہے، خود جائے یا رقم واپس کردے۔

(کتاب الفقہ ج ۱ ص ۳۲۲)

مسئلہ جس شخص پر حج فرض ہوا تھا اور اس نے حج کی ادائیگی کے لیے وصیت بھی کی تھی تو اس کا حج بدل اس کے وطن سے ہونا چاہیے سعودی عرب سے جائز نہیں ہے، البتہ بغیر وصیت کے یا بغیر فرضیت کے کوئی بھی شخص اپنے عزیز کی طرف سے حج بدل کرتا ہے تو وہ حج نفل برائے ایصال ثواب ہے، وہ ہر جگہ سے ہوسکتا ہے۔ (آپکے مسائل ج ۴ ص ۶۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حج کرنا؟

سوال کیا نفل حج کا ثواب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا جاسکتا ہے؟

جواب نفل حج کا ثواب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں پیش کرنا بلاشبہ جائز بلکہ انتہائی قابل سعادت ہے اس میں پیغمبر علیہ السلام کے عظیم احسانات کی شکرگزاری اور عقیدت کے معنی پائے جاتے ہیں۔ علامہ شامی نے ردالمحتار میں علامہ ابن حجر مکیؒ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ سیدنا حضرت عبداللہ ابن عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی طرف سے عمرہ فرمایا کرتے تھے۔ اور علامہ ابن الموفق نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ستر حج ادا فرمائے۔ (شامی طبع بیروت ج ۳ ص ۱۴۳)

(جوحضرات بار بار نفل حج کرتے رہتے ہیں ان کو چاہیے کہ محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی نفل حج کیا کریں۔ محمد رفعت قاسمی)

معذور باپ کی طرف سے جدہ میں مقیم بیٹے کا حج کرنا؟

سوال میری عمر ستائیس سال کی ہے میں چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوں، میرا بیٹا کئی سال سے جدہ میں ملازم ہے کیا وہ میری طرف سے حج بدل کر سکتا ہے۔ یا اپنا حج کیا ہوا مجھ کو بخش سکتا ہے؟

جواب اگر آپ کے ذمہ حج فرض ہے تو حج بدل کے لیے کسی کو اپنے وطن سے بھیجنا ضروری ہے۔ خواہ آپ کا بیٹا جائے یا کوئی اور، اگر آپ پر حج فرض نہیں تو آپ کا بیٹا جدہ سے بھی آپ کی طرف سے حج بدل کر سکتا ہے۔ اور وہ اپنا ایک حج آپ کو بخشش دے تب بھی آپ کو اس کا ثواب مل جائے گا۔

لیکن اگر آپ پر حج فرض ہے پھر ادا شدہ حج کے ثواب بخشنے سے وہ فرض پورا نہیں ہوگا۔ اسی طرح وہ بیٹا جو آپ کے وطن سے جدہ جا رہا ہے، اگر وہ آپ کے خرچہ سے یہاں سے (آپکے وطن سے) احرام باندھ کر آپ کی طرف سے حج کی نیت کر کے حج کے مہینوں میں جائے اور حج ادا کر لے تو آپکا حج بدل عذر کی وجہ سے ادا ہو جائیگا۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۷۴)

مجبوری کی وجہ سے حج بدل؟

سوال میں دل کا مریض ہوں تکلیف نا قابل برداشت ہوگئی ہے، تو کیا میں اپنے عزیز کو حج بدل کے لیے بھیج سکتا ہوں؟ اور حج پر جانے سے پہلے کے جو واجبات ہیں وہ میں ادا کروں یعنی معافی وغیرہ۔

جواب اگر آپ خود جانے کے قابل نہیں معذور ہیں تو کسی کو حج بدل کے لیے بھیج سکتے ہیں۔ آپ کا حج ہو جائے گا۔ کہا سنا معاف کرنا ہی چاہئے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۷۲)

(اور حقوق العباد وغیرہ ادا کر کے ہی جانا چاہئے)۔

مسئلہ معذور خسر کے حکم سے داماد اپنے سسر کی جگہ حج بدل کر سکتا ہے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۷۵)

سفر کی تکلیف کے ڈر سے حج بدل کرانا؟

سوال ایک مالدار شخص حج کو جانے کے قابل ہے، محض سفر کی تکلیف کے خوف سے دوسرے

Marfat.com

شخص کو روپیہ دے کر حج بدل کے لیے بھیجنا چاہتا ہے اس کا حج ادا ہوگا یا نہیں؟ اور اس کا مال سودی کاروبار کا ہے؟

جواب اس شخص کو حج کے لیے خود جانا چاہئے۔ بحالت موجودہ دوسرے شخص کو حج بدل کے لیے بھیجنے سے اس کا حج فرض ادا نہ ہوگا، اور حرام روپیہ سے حج نہ کرنا چاہئے، وہ حج مقبول نہ ہوگا اگرچہ فرضیت ساقط ہو جائے گی اور یہ طریقہ اختیار کیا جائے کہ وہ شخص قرض لے کر حج کرے پھر وہ قرض ادا کردے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج۶ ص۵۶۱)

حج بدل کون کرسکتا ہے؟

مسئلہ حنفی مسلک کے مطابق جس نے اپنا حج نہ کیا ہو، اس کا کسی کی طرف سے حج بدل کرنا جائز ہے۔ مگر مکروہ ہے۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۶۹)

مسئلہ جس نے اپنا حج نہ کیا ہو، اس کو حج بدل پر بھیجنا مکروہ تنزیہی ہے یعنی خلاف اولیٰ ہے تاہم اگر چلا جائے تو حج بدل ادا ہو جائے گا، لہٰذا ایسے شخص کو بھیجا جائے جو پہلے حج کر چکا ہو، خواہ وہ غریب ہو یا امیر یا اس مسئلہ میں غریب و امیر کی بحث نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل ج۴ ص۷۶ و ہکذا فی فتاویٰ دار العلوم ج۶ ص۵۷۳ و احکام حج ص۱۸۸ و کتاب الفقہ ج۱ ص۱۳۲۲)

مسئلہ کسی خاتون کی طرف سے حج بدل کرانا ہو تو ضروری نہیں ہے کہ کوئی خاتون ہی حج بدل کرے، عورت کی طرف سے مرد بھی حج بدل کرسکتا ہے اور مرد کی طرف سے عورت بھی کرسکتی ہے۔

(آپ کے مسائل ج۴ ص۷۵)

مسئلہ نابالغ حج بدل نہیں کرسکتا۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۷۷)

مسئلہ عورت کی طرف سے حج بدل مرد بھی کرسکتا ہے اور مقلد کی طرف سے غیر مقلد بھی کرسکتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج۶ ص۵۷۴)

مسئلہ حج بدل کرنے والا صاحب شعور ہو، لہٰذا کسی لڑکے (بچے) کا جو سنِ شعور کو نہ پہنچا ہو حج بدل کرنا درست نہیں ہے۔ ہاں کم عقل انسان (جو پاگل نہ ہو) حج بدل کرسکتا ہے نیز عورت اور غلام بھی حج بدل کرسکتے ہیں۔ (کتاب الفقہ ج۱ ص۱۱۶۶)

حج بدل پر جانے والا کیا نقصان معاش لے سکتا ہے؟

سوال حج بدل کرنے والا حج بدل کرانے والے سے اپنا نقصان معاش کا معاوضہ لے، تو جائز

Marfat.com

ہے یا نہیں؟

جواب معاوضہ لینا جائز نہیں ہے، کیونکہ اگر یہ معاوضہ نقصان معاش اور کاروبار کا ہے تو نقصان کاروبار کوئی عین متقوم نہیں (ایسا نہیں جس کی قیمت لگائی جائے اور) جس کا معاوضہ لینا جائز ہو اور اگر یہ معاوضہ اپنی مشقت ومحنت کا ہے جو سفر میں لاحق ہوگی تو اس صورت میں اجارہ ہوگیا اور حج بدل اجارہ کے ساتھ ناجائز ہے۔

بعض اقوال پر وہ حج ہی نہ ہوگا اور راجح یہ ہے کہ اجارہ فاسد ہے یعنی اجرت لے کر حج کرنے کا یہ غلط طریقہ ہے اور حج تو ہوجائے گا، البتہ معاوضہ کے طور پر نہ ہو بلکہ بھیجنے والا خوشی سے اجازت دیدے کہ میں تم کو یہ رقم حج کے لیے دیتا ہوں اور حج کے بعد جو رقم بچے اس کے متعلق تم کو وکیل کرتا ہوں کہ فاضل رقم اپنے کو میری طرف سے ہبہ کرلینا تو اس صورت میں وہ فاضل رقم اور سامان وکپڑے وغیرہ جو حج کے بعد باقی رہے وہ حج بدل کرنے والا اپنی ملکیت میں لاسکتا ہے۔ اس طرح اگر کسی شخص کے ذمہ اہل وعیال کا نفقہ (ضروری خرچہ) واجب ہے اور دوسرا شخص اس کو حج بدل میں بھیجنا چاہتا ہے اور یہ صاحب اہل وعیال، یوں کہے کہ مدت حج کے لیے میں نفقہ عیال اس وقت نہیں دے سکتا تم اگر مجھ کو بھیجنا چاہتے ہو تو میرے اہل وعیال کا خرچہ بھی اس قدر ادا کردو۔

اور یہ گفتگو بطور معاوضہ اور معاملہ کے نہ ہو بلکہ دوستانہ طور پر ہو اور اس کے بعد بھیجنے والا خوشی سے اس کے اہل وعیال کا خرچہ بھی ادا کردے تو جائز ہے، بشرطیکہ حج بدل کرانے والا خود زندہ ہو اور اگر وہ وصیت کر کے مرگیا ہے تو اس کے حج بدل میں خرچہ سفر حج متعارفہ سے زیادہ دینے کا اختیار ورثہ بالغین کو ہے نابالغوں کے حصہ میں سے جائز نہیں اگر ورثہ نابالغ ہوں تو ضرورت کے مطابق حج کے لیے میت کے تہائی مال میں سے دیا جائے اور تبرعاً، فاضل (زیادہ خرچ) یا خرچہ اہل وعیال کے لیے بالغین اپنے حصہ میں سے رقم دیں اور خرچہ اہل وعیال مامور میں یہ تفصیل ہے کہ ضروری خرچہ پر بھی جانے والے دستیاب ہوں یعنی ایسی مجرد (تنہا) لوگ بھی حج بدل کو تیار ہوں جن کے ساتھ اہل وعیال کا خرچہ لگا ہوا نہیں اور وہ صرف سفر حج کا خرچہ لے کر جاسکتے ہیں۔ اور صاحب اہل وعیال کے علاوہ کوئی شخص معتبر باقاعدہ حج کو صحیح ادا کرنے والا نہ ملتا ہو تو اس صورت میں تہائی مال سے بھی بھیجنے والے کے اہل وعیال کا خرچہ دینا جائز ہے، بلکہ ورثہ

Marfat.com

پر لازم ہے جب مرنے والے نے حج کی وصیت کی ہو اور تہائی مال میں وسعت بھی ہو۔
(امداد الاحکام ج ۲ ص ۱۹۲)

حج بدل پر جانے والے کو سفر خرچ کتنا دیا جائے؟

مسئلہ حج فرض میں کسی دوسرے کو اپنے عوض حج کے لیے بھیجنے میں یہ شرط ہے کہ خود کسی طرح حج کو نہ جا سکے بالکل معذور ہو، عذر کی صورت میں اگر کسی کو اپنی طرف سے نیابتاً حج کو بھیجے تو اس کا خرچ دیدے، سفر خرچ میں یہ شرط نہیں کہ امیرانہ خرچہ دیوے یا متوسط، یا بقدر کفالت جس طرح حج کرنے والا راضی ہو جائے جس طرح خرچ کرے وہ مال آمر سے (حج بدل کرانے والے کی طرف سے) ہونا چاہئے، اگر آمر امیرانہ خرچ دیدے یہ بھی درست ہے۔ اور متوسط خرچ دے یا بقدر کفایت اور حج بدل پر جانے والا راضی ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ غرض یہ کہ مامور (جس کو بھیجا جا رہا ہے) جیسے خرچ کا عادی ہو اور جس طرح اس کو اسائش ہو وہ کام کرے۔
(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۵۶۹)

مسئلہ حج بدل کے لیے ضروری ہے پورا خرچ سفر حج کرنے والے کو دیا جائے حج کرانے والے کے مکان سے تمام خرچہ مکہ مکرمہ وغیرہ تک، جانے کا اور واپسی کا، حج کرانے والے کے مال میں سے ہو ورنہ حج بدل فرض ادا نہ ہوگا، البتہ نفل کا ثواب ہو جائے گا۔ اور اگر حج بدل کرنے والے کو روپیہ دیا گیا اور اس نے حج آمر کی طرف سے نہ کیا تو امر کا حج نہیں ہوا اور گناہ اس پر ہوا جس نے حج نہ کیا اور وہی مواخذہ دار ہوگا۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۵٦۷ وہکذا فی احکام حج ص ۱۱۹)

حج بدل پر جانے والے کے پاس رقم کم یا زائد ہو تو؟

مسئلہ حج بدل کرنے والے کو اس روپیہ میں سے جو اس کو سفر خرچ کے لئے ملا، سفر کے خرچ سے زائد رکھنا اس صورت میں درست ہے کہ روپیہ دینے والے نے اس کو وکیل بالھبہ بنا دیا یعنی یہ اجازت اور اختیار دیدیا کہ زائد رقم تم خود رکھ لینا۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۵۷۳)

مسئلہ حج بدل کے مسئلہ میں حج بدل کرنے والے کے پاس خرچ نہ رہے وہ اپنے پاس سے یا کسی سے قرض لے کر چلا آئے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ سفر حج میں زیادہ خرچ بھیجنے والے کے مال سے ہوا ہے یا حج بدل کرنیوالے کی رقم سے، صورت اول میں تو حج بدل صحیح ہو گیا۔ اور دوسری صورت میں حج بدل صحیح نہیں ہوا، بلکہ وہ حج خود کرنے والے کی طرف سے ہو گیا۔ یہ اس صورت

Marfat.com

میں ہے جب کہ بھیجنے والے نے اس کو اپنے پاس سے یا قرض کر کے خرچ کرنے کی اجازت نہ دی ہو اور اگر اجازت دیدی ہو کہ خرچ کم ہو جائے تو تم اپنے پاس سے یا قرض لیکر خرچ کر لینا، تو ہم تم کو دیدیں گے پھر ہر حال میں حج درست ہے، خواہ بھیجنے والے کی دی ہوئی رقم کم ہو یا زیادہ۔

(امداد الاحکام ج ۲ ص ۱۸۸ و ہکذا فی فتاوٰی دار العلوم ج ۶ ص ۵۷۷ و احکام حج ص ۱۲۰ بحوالہ رد المختار ج ۱ ص ۳۳۴)

مسئلہ حج کرنے کی کوئی اجرت مقرر نہ کی جائے۔ حج کرانے والے پر عام اخراجات ادا کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ حج کے اخراجات کے لیے جو رقم دی گئی ہے، اگر اس میں کچھ بچ جائے تو حج بدل کرنے والے کو چاہیے کہ باقی بچی ہوئی رقم حج کرانے والے کو واپس کر دے ہاں ثواب کے خیال سے حج کرانے والا یا وارث وہ رقم چھوڑ دیں تو اور بات ہے یعنی جائز ہے۔

(کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۱۶۷)

حج بدل کرنے والے سے اپنی فرضیت ختم ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال اگر کسی مالدار مرنے والے کی طرف سے کسی مفلسِ غریب نے حج بدل ادا کیا جس نے ابھی حج ادا نہیں کیا ہے تو مرحوم کا حج تو ادا ہو جاتا ہے، لیکن مفلس حج بدل کرنے والے کے ذمے سے بھی فرضیت حج ساقط ہو جاتی ہے یا نہیں، اگر ایسے مفلس سے عمر بھر کو فرضیت ساقط نہیں ہوتی تو اپنے تمام کام و آرام وعیال کو چھوڑ کر حج بدل پر جانے سے کیا فائدہ؟

جواب جس مفلس نے اپنا حج نہیں کیا ہے وہ دوسرے کی طرف سے حج بدل کر سکتا ہے، لیکن افضل یہ ہے کہ ایسے شخص کو حج بدل کے لیے بھیجا جائے جس نے اپنا حج فرض ادا کر لیا ہو۔ باقی اُس مفلس کے ذمہ سے جس نے اپنا حج کئے بغیر دوسرے کا حج فرض بدلاً کیا ہے عمر بھر کے لیے فرض اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوا بلکہ اگر کسی وقت اس کے پاس مال زیادہ ہو گیا جس میں حج بشرائط ہو سکے تو اس کو اپنی طرف سے دوبارہ حج کرنا فرض ہوگا۔ کیونکہ حج بدل تو دوسرے کا تھا اس کی طرف سے تو تھا ہی نہیں۔ رہا یہ سوال کہ جب اس کے ذمہ سے حج فرض (اپنا) ساقط نہیں ہوتا تو اپنے کاروبار و آرام چھوڑ کر سفر حج کی صعوبت اٹھانے میں کیا فائدہ ہے، اس کا جواب یہ ہے جو اس کو بے فائدہ سمجھے اس کو واقعی کچھ فائدہ نہ ہوگا وہ ہرگز نہ جائے بلکہ ایسے شخص کو بھیجنا چاہیے جو ایک بار اپنا حج کر کے بیت اللہ شریف اور بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی کر چکا ہو وہ بتلائے گا کہ سفر کی صعوبت کرنے میں کیا فائدہ ہے یہ تو نفع ''عاجل''، یعنی

Marfat.com

جلدی ملنے والا ہے جس کا علم ایک بار حج کرنے والے کو دنیا ہی میں ہو جاتا ہے اور جو ثواب مرنے کے بعد سامنے آئے گا اس کا علم قبر میں پہنچ کر ہو جائے گا۔

دوسروں کی طرف سے حج کرنے کا ثواب بعض وجوہ سے اپنے حج کے ثواب سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ (امداد الاحکام ج۲ ص۱۹۰ و۱۹۱)

حج بدل کرنے پر کیا حج فرض ہو جائے گا؟

مسئلہ: حج بدل پر جانے والے کا یہ خیال غلط ہے کہ اگر میں حج بدل کے لیے جاؤں گا تو آئندہ سال باوجود عدم استطاعت کے حج کے لئے جانا ضروری ہوگا (بیت اللہ کو دیکھنے کی وجہ سے) یہ خیال غلط ہے، کیونکہ اس کے اوپر حج جب فرض ہوگا جب اس کے پاس مصارف ہوں۔ نیز حج بدل پر جانے والے کے گھر والوں کے واپسی تک مصارف بھی اس شخص کے ذمہ یہ جو حج بدل کے لیے بھیج رہا ہو اور جانے سے آنے تک مصارف سفر بھیجنے والے کے ذمہ ہوں گے۔

حج بدل میں نیت کس کی کرے؟

مسئلہ: حج بدل میں حج کرانے والے کی طرف سے حج کی نیت کرنا لازم ہے، لہٰذا حج بدل کرنے والے کو یوں کہنا چاہئے کہ فلاں شخص کی طرف سے احرام باندھتا اور تلبیہ کہتا ہوں۔ اور یہ نیت دل میں کر لینا کافی ہے، اگر نائب نے یعنی حج بدل کرنے والے نے حج کی نیت اپنی طرف سے کی تو نائب بنانے والے کی طرف سے حج ادا نہ ہوگا۔

(کتاب الفقہ ج۱ ص۶۵ او ہکذا فی احکام الحج ص۱۲۰)

مسئلہ: حج بدل میں جسکی طرف سے حج بدل کیا جاتا ہے اس کا نام لینا کوئی ضروری نہیں ہے، بلکہ دل میں یہ نیت کافی ہے کہ فلاں شخص کی طرف سے احرام باندھتا ہوں۔ اگر احرام کے وقت اس کی طرف سے احرام کی نیت نہیں کیا اور اعمال حج شروع کر دیئے تو حج بدل صحیح نہیں ہوگا۔

(فتاویٰ محمودیہ ج۷ ص۲۰۰ معلم الحجاج ص۱۰۲)

ایک حج بدل دو کی طرف سے کرنا؟

مسئلہ: اگر دو اشخاص نے اپنے اپنے حج (بدل) کا نائب بنایا اور حج بدل کرنے والے نے دونوں کی طرف سے احرام باندھا اور حج بدل کیا وہ حج درست نہ ہوگا اور وہ دونوں کے اخراجات

Marfat.com

کی واپسی کا ذمہ دار ہوگا۔ (کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۱۲۶)

مسئلہ: حج بدل کرنے والا دیندار اور قابل اعتماد، کیونکہ بعض لوگ متعدد حضرات کی طرف سے (رقم لے کر) حج بدل کر لیتے ہیں، جس سے کسی کا بھی حج نہ ہوگا۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۲۰ وہکذا احکام حج ص ۱۲۰)

مسئلہ: حج بدل کے لیے احرام ایک ہی باندھا جائے۔ اگر ایک احرام حج بدل کا اور دوسرا حج بدل کرنے والے نے اپنے حج کا باندھا (یعنی ایک ساتھ دونوں کی ایک احرام میں نیت کر لی) تو اس طرح دونوں میں سے کسی کا حج نہ ہوگا، بجز اس کے کہ دوسرے احرام کو توڑ دے (یعنی دوسرے احرام کی نیت ختم کر دے)۔ (کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۲۶)

مسئلہ: حج بدل میں یہ ضروری ہے کہ جس کے روپیہ سے سفر حج کیا اور جس کا روپیہ صرف کیا اس کی طرف سے حج کرے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۵۶۴ بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱ ص ۲۴۰)

میت کی طرف سے حج بدل کروانا؟

مسئلہ: جس شخص پر حج فرض ہو اور اس نے اتنا مال چھوڑا ہو کہ اس کے تہائی حصہ سے حج کرایا جا سکتا ہو اور اس نے حج بدل کرانے کی وصیت کی ہو تو اس کی طرف سے حج بدل کرانا اس کے وارثوں پر فرض ہے۔

مسئلہ: جس شخص کے ذمہ حج فرض تھا، مگر اس نے اتنا مال نہیں چھوڑا یا اس نے حج بدل کرانے کی وصیت نہیں کی، اس کی طرف سے حج بدل کرانا وارثوں پر لازم نہیں، لیکن اگر وارث اس کی طرف سے خود حج بدل کرے یا کسی دوسرے کو حج بدل کے لیے بھیج دے تو اللہ کی رحمت سے اُمید کی جاتی ہے کہ مرحوم کا حج فرض ادا ہو جائے گا۔ اور جس شخص کے ذمہ حج فرض نہیں اگر وارث اس کی طرف سے حج بدل کریں یا کرائیں تو یہ نفلی حج ہوگا اور مرحوم کو انشاء اللہ اس کا ثواب ضرور پہنچے گا۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۶۹)۔

مسئلہ: اگر والدین پر حج فرض نہیں تھا، یعنی صاحب استطاعت نہیں تھے، بیٹا صاحب استطاعت ہے تو والدین کے لیے حج وعمرہ کر سکتا ہے، لیکن یہ نفل حج ہوگا۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۳۷ وہکذا فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۱۵)

مسئلہ: میت کی طرف سے حج بدل کر سکتے ہیں، اگر اس نے وصیت کی تھی تو اس کے ترکہ سے

Marfat.com

اس کا حج بدل ادا کیا جائے گا۔ اگر تہائی مال سے ممکن نہ ہو تو پھر اگر سب وارث بالغ اور حاضر ہوں اور کل مال سے حج بدل کی اجازت دیدیں تو کل مال سے بھی اس صورت میں بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر اس نے وصیت نہیں کی تھی تو ورثاء کی صوابدید اور رضا پر ہے۔ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس صورت میں بھی اس کا حج قبول فرما کر اس کے گناہوں کو معاف فرمائیں۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۷۰ وہکذا فی فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۲۹۵ وفتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۶۳ وکتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۱۶۶)

مسئلہ جس زندہ یا مردہ پر حج فرض نہیں، اس کی طرف سے حج بدل ہو سکتا ہے، مگر یہ نفلی حج ہوگا۔

مسئلہ اگر ماں باپ نادار ہیں اور ان پر حج فرض نہ ہو تو اولاد کا انکی طرف سے حج بدل کرنا ضروری نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۷۲ وہکذا فی فتاویٰ محمودیہ ج ۳ ص ۱۸۷ ومظاہر حق جدید ج ۳ ص ۲۶۴)

بغیر وصیت کے حج بدل کرانا؟

مسئلہ اگر والدین کے ذمہ حج فرض تھا اور انہوں نے حج بدل کرانے کی وصیت نہیں کی، تو اگر اولاد انکی طرف سے حج کرادے یا خود (اپنے والد اور والدہ کی طرف سے) کر لے تو امید ہے کہ انکا فرض ادا ہو جائیگا۔ اور حج کے تینوں اقسام میں سے جونسا بھی حج کرلے صحیح ہے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۷۳ وہکذا فی امداد الاحکام ج ۱ ص ۱۸۸ وکتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۶۵ وفتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۳۵)

مسئلہ اگر مرحوم کے ذمہ حج فرض تھا اور کوئی شخص اس کی طرف سے حج بدل کرانا چاہتا ہے تو اس مرحوم کی طرف سے احرام باندھنا لازم ہوگا، ورنہ حج فرض ادا نہیں ہوگا۔ اور اگر مرحوم کے ذمہ حج فرض نہیں تھا تو حج کا ثواب بخشنے سے مرحوم کو حج کا ثواب مل جائے گا۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۵۶ وہکذا فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۷۲ ونظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۴۲)

معذور کی طرف سے بغیر اجازت کے حج بدل کرانا؟

سوال آفاقی (میقات سے باہر رہنے والا) کسی مرنے والے یا معذور شخص کی طرف سے اس کی وصیت یا حکم کے بغیر از خود اپنے خرچ سے حج بدل کرے تو کیا اس کے لیے بھی اس شخص کے وطن سے جانا ضروری ہے؟ جس کی طرف سے وہ حج بدل کر رہا ہے؟

جواب مرنے والے یا معذور کی طرف سے فرض حج ادا کرنے کے لیے اس کا حکم یا اجازت

Marfat.com

ضروری ہے، بغیر حکم کے کسی اجنبی نے حج کیا تو یہ حج کرنے والے کا ہوگا۔ وہ اس کا ثواب جس کو چاہے بخش دے، لہٰذا اس میں میقات وغیرہ کی قید نہیں اگر وارث نے مرنے والے کی وصیت کے بغیر اس کی طرف سے حج کیا تو اس سے مرنے والے کا فرض ادا ہونے کی امید ہے، مگر اس میں بھی مرنے والے کے میقات سے احرام باندھنا ضروری نہیں، جس میقات سے چاہے باندھ سکتا ہے۔
(احسن الفتاویٰ ج۴ص ۵۳۲)

بلا تقسیم ترکہ حج بدل کرانا؟

مسئلہ یہ جائز نہیں ہے کہ بلا تقسیم ترکہ حج بدل کرائے یا صدقہ وخیرات مرنے والے کے لیے برائے ایصال ثواب کرے۔ البتہ اپنے حصہ میں سے یا جو مانع وارث راضی ہوں ان کے حصہ میں سے حج بدل کرا سکتے ہیں اور صدقہ وخیرات بھی کر سکتے ہیں، نابالغوں کے حصہ میں سے نہیں کر سکتے، ان کا حصہ علیحدہ کر دینا چاہیے۔
(فتاویٰ دار العلوم ج۶ ص ۵۶۳)

مسئلہ وصیت صرف تہائی مال میں ہوتی ہے، اس لیے تہائی مال سے حج بدل کرایا جائے گا۔ چاہے وصیت کرنے والے نے تہائی کی قید لگائی ہو یا نہ لگائی ہو۔ البتہ (سب) وارث اگر تہائی سے زیادہ دے تو ان کو اختیار ہے۔

مسئلہ تہائی ترکہ حج کے مصارف سے زیادہ ہے یا حج کے بعد کچھ بچتا ہے تو ورثہ کو واپس کرنا واجب ہے، ان کی بلا اجازت حج کرنے والے کو رکھنا جائز نہیں ہے۔
(معلم الحجاج ص ۲۹۰)

حج بدل میں خرچ کے کم ہونے کی وجہ سے میقات کے قریب ترین مقام سے حج کرانا؟

سوال حج بدل کنے والا پیسے کی کمی کی وجہ سے بھیجنے والے کے میقات سے حج نہ کر سکے تو اپنے میقات یا دوسرے میقات سے احرام باندھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب حج بدل میں یہ ضروری نہیں ہے کہ بھیجنے والے کے وطن سے سفر حج شروع کیا جائے، لیکن اگر پیسے کی کمی کی مجبوری کی وجہ سے دوسری جگہ سے جہاں سے خرچ کفالت کرتا ہو سفر شروع کرے۔ یہ درست ہے اور جس راستہ سے پہنچ سکتا ہو، سفر کرے، جس میقات سے گزرے احرام باندھے۔
(فتاویٰ دار العلوم ج۶ ص ۵۰۷ وہکذا کتاب الفقہ ج۱ ص ۱۱۶۷)

Marfat.com

مسئلہ جس مرحوم نے حج بدل کی وصیت کی ہے اس کے تہائی مال میں سے حج بدل کرانا ضروری ہے ورنہ ورثاء گنہگار ہوں گے، تہائی مال حج بدل کے لیے ناکافی ہو تو جہاں سے تہائی مال میں سے حج ہوتا ہو حج کرادیں، مثلاً جدّہ سے حج کراسکیں اتنا ہی مال ہے تو وہاں سے کرادیں، مکہ شریف سے حج کرادیں۔ اتنا ہی مال ہے تو وہاں سے کرادیں۔ اگر بالغ ورثاء اپنے مال میں سے باقی رقم ملا کر مرحوم کے وطن سے حج کرادیں تو بہتر ہے لیکن نابالغ ورثاء کی رضامندی معتبر نہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۳۱۴ بحوالہ درمختار مع شامی ج ۲ ص ۳۳۹ و منتخب نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۵۲)

حج خرید کر ثواب پہنچانا؟

مسئلہ یہ تو جائز ہے کہ مکہ مکرمہ پہنچ کر کسی شخص کو خرچ دے کر اس سے نفلی حج کرا کر اس کا ثواب میت کو پہنچایا جائے مگر اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ شخص یعنی نفلی حج کرنے والا احرام کے باندھنے کے وقت اسی میت کی طرف سے حج کی نیت کرے اور اس کی طرف سے احرام باندھے، اور یہ درست نہیں ہے کہ کسی کا پہلا کیا ہوا حج خرید کر اس کا ثواب میت کو پہنچایا جائے، کیونکہ حج کی خرید و فروخت نہیں ہو سکتی۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۶۳)

مسئلہ اگر کسی نے حج کی اجرت مقرر کی کہ میں تم کو حج بدل کرنے کے عوض میں اتنی رقم دوں گا تو وہ حج ہی سرے سے جائز نہ ہوگا، نہ اس کا حج ہوگا اور نہ اجرت پر حج کرنے والے کا حج ہوگا اور اس قسم کا معاملہ فضول ہوگا یعنی بیکار۔ (کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۱۶۶)

(حج بدل کرنے والا صرف مصارف حج لے اور حج کی اجرت واپس کردے تو حج بدل ادا ہو جائے گا)۔

حج بدل میں قربانی کا حکم؟

مسئلہ حج بدل کرنے والے کو حج مفرد یعنی صرف حج کا احرام باندھنا چاہئے اور حج مفرد میں حج کی وجہ سے قربانی نہیں ہوتی، اس لیے جس نے حج بدل کرایا یعنی آمر کی طرف سے قربانی کی ضرورت نہیں۔ جو حج بدل کر رہا ہے اگر مقیم اور صاحب استطاعت ہو تو اپنی طرف سے (واجب) قربانی کرے اور مسافر غیر مستطیع پر عام قربانی واجب نہیں ہے۔ جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے کہ حج بدل کرنے والے کو حج مفرد یعنی صرف حج کا احرام باندھنا چاہئے۔ اگر وہ تمتع کریں (یعنی میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھیں اور عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد پھر آٹھ ذی الحجہ کو حج کا احرام

باندھیں) تو تمتع کی قربانی ان کے مال سے لازم ہے۔ حج بدل کرانے والے آمر کے مال سے نہیں۔ الّا یہ کہ آمر نے اس کی اجازت دیدی ہو تو اس کے مال سے قربانی کرسکتے ہیں۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۷۸)

مسئلہ حج بدل کرنے والوں کو افراد کرنا چاہئے (یعنی صرف حج کا احرام باندھنا) اور بھیجنے والے کی اجازت سے تمتع وقران بھی کرسکتا ہے، مگر قربانی اپنے پاس سے کرنی ہوگی، اگر بھیجنے والا قربانی کی قیمت ادا کردے تو جائز ہے، اس زمانہ میں عرفاً آمر کی طرف سے تمتع وقران اور قربانی کی اجازت ثابت ہے، اس لیے صراحتاً اجازت ضروری نہیں، ویسے صراحتاً اجازت حاصل کرلینا بہتر ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۱۳)

مسئلہ حج بدل میں افراد یعنی صرف حج کا احرام باندھنا ہوتا ہے، البتہ بھیجنے والے کی طرف سے اجازت ہو تو قران یعنی حج وعمرہ کا احرام ایک ساتھ باندھ لے، اور تمتع کی اجازت ہو تو اس کا احرام باندھ لے۔

میرا مشورہ یہ ہے کہ حج بدل میں جانے والا شخص بھیجنے والے سے ہر قسم کے احرام کی اجازت لے لے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۳۱۳ بحوالہ شامی ج ۲ ص ۳۳۹ وزبدۃ ج ۲ ص ۲۵۸)

حج بدل کے ضروری مسائل

مسئلہ حج بدل کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ حج بدل کرانے اور حج بدل کرنے والا دونوں مسلمان اور عاقل ہوں۔

مسئلہ دیوانے (پاگل) کا حج صحیح نہیں ہے، ہاں اگر حج واجب ہونے کے بعد جنون لاحق ہوا تو اس سے کسی کو حج کے لیے روانہ کرنا درست ہے۔

مسئلہ کسی کی طرف سے نفلی حج ادا کرنے کے لیے شرط یہ بھی ہے کہ حج بدل کرنے اور کرانے والے مسلمان، عاقل، اور صاحب شعور ہوں اور حج کی اجرت نہ لی گئی ہو۔

(کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۱۶۷)

مسئلہ اگر کوئی شخص کسی کی طرف سے حج بدل کرنے کے لیے گیا اور وہیں پر قیام کرنے کے بعد اگلا حج کرکے واپس آیا تو واپسی کا خرچ تو بھیجنے والے کے ذمہ ہوگا، لیکن قیام مکہ مکرمہ کا خرچ خود دوسرا حج کرنے والا اپنے پاس سے کرے۔ (امداد الاحکام ج ۲ ص ۱۹۵)

Marfat.com

مسئلہ معذور کا حج بدل کرادینا جائز ہے اگر یہ عذر جو اس وقت ہے عمر بھر رہا تو یہ حج بدل عمر بھر معتبر رہے گا اور اگر کسی وقت عذر موجودہ زائل ہو گیا تو معذور کو حج فرض یا دوبارہ خود ادا کرنا ہوگا اور پہلا حج بطور بدل کرایا تھا وہ نفلی ہو گیا۔

(احکام حج ص ۱۱۸ او ہکذا فی امداد الاحکام ج ۲ ص ۱۹۵ و فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۶۹)

مسئلہ جو شخص تمام زندگی قید میں رہے اس کی طرف سے حج بدل جائز ہے، لیکن قید سے رہائی مل جائے تو فریضۂ حج اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا یعنی دوبارہ حج فرض ادا کرنا ہوگا۔

(کتاب الفقہ ج ا ص ۵۶۹)

مسئلہ جو پیروں سے معذور ہو گیا ہو، لیکن اتنی استطاعت ہے کہ اپنے ساتھ اپنے خرچہ سے ایک آدمی کو حج کیلئے لے جا سکتا ہے تو ایسی معذوری میں اس پر خود حج کرنا تو فرض نہیں لیکن حج بدل کر دینا ضروری ہے، لیکن بعد میں اگر تندرست ہو گیا تو دوبارہ خود حج کرنا پڑے گا۔

(امداد الاحکام ج ۲ ص ۱۵۲ او ہکذا فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۲۹۹)

مسئلہ جب ایسی تکلیف ہو کہ حج کے سفر سے بالکل عاجز ہو جائے تو حج بدل کے لئے کسی کو اپنی زندگی میں بھیج دینا جائز ہے، پھر اگر عجز کی ہی حالت میں انتقال ہو جائے تب تو یہ حج کافی ہو جائے گا اور اگر وہ عجز زائل ہو جائے تو حج ذمہ رہے گا۔ اور اگر حج بدل کی وصیت کرنے میں اپنی اولاد پر اطمینان نہیں کہ وہ پورا کر دیں گے تو اس کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ کسی دوسرے معتمد کو حج بدل کے لیے وصیت کر دے اور خود اس کو حج بدل کے لیے روپیہ (رقم) سپرد کر دے۔

(امداد الاحکام ج ۲ ص ۱۹۸ او ہکذا فی فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ا ص ۵۶۶)

مسئلہ جب میت کے ذمہ حج فرض نہیں تھا اور ان کو ثواب پہنچانا مقصود ہو تو مدرسہ و مکتب میں رقم دینے میں ثواب زیادہ ہے، حج بدل کرانے سے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ ا ص ۱۴۱)

مسئلہ اس کو لازم ہے کہ جب اس پر حج فرض ہے اور وہ خود نہیں کر سکتا اور عذر شرعی ہے تو اپنی طرف سے دوسرے شخص سے حج کرا دے، اور اس روپیہ کو دوسرے کسی مصرف میں مثلاً مسجد و مدرسہ کے مصرف میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۶۷)

حج بدل کرنے والا اگر خلاف ورزی کرے تو؟

مسئلہ ماموریعنی حج بدل کرنے والے پر لازم ہے کہ آمر یعنی حج بدل کرانے والے کی

Marfat.com

ہدایات کے خلاف کوئی کام نہ کرے۔ اگر خلاف کیا تو اس کا حج بدل ادا نہیں ہوگا، بلکہ یہ حج خود مأمور کی طرف سے ہو جائے گا اور اس پر لازم ہوگا کہ آمر کی جو رقم اس حج میں خرچ کی ہے وہ اس کو واپس کرے۔ نیز خلاف کرنے پر اگرچہ یہ حج مأمور کی طرف سے ہو جائے گا مگر اس سے مأمور کا بھی حج فرض ادا نہیں ہوگا، بلکہ یہ نفلی حج ہوگا۔ اگر بعد میں اس کے پاس اتنا مال جمع ہو گیا جو حج کے لیے کافی ہو اور باقی شرائط حج صحیح ہو گئیں تو اس کو اپنا حج فرض پھر ادا کرنا پڑے گا۔

(احکام حج ص ۱۲۱)

حج بدل کرنے والے سے اگر غلطی ہو جائے؟

مسئلہ اگر حج بدل کرنے والے سے کوئی کام ایسا سرزد ہو جائے جو حج کو فاسد کر دے اور یہ کام عرفہ میں وقوف سے پہلے سرزد ہوا ہو تو اخراجات حج کی واپسی کی ذمہ داری حج بدل کرنے والے پر عائد ہوگی لیکن اگر وقوف عرفہ کے بعد ایسا امر سرزد ہوا تو عائد نہ ہوگی، کیونکہ حج کا رکن اعظم یعنی وقوف عرفہ ادا ہو گیا ہے، تاہم تمام غلطیوں کا کفارہ حج بدل کرنے والے کے ذمہ ہے، کیونکہ اس کا سبب وہ خود ہے، البتہ احصار یعنی حج سے روکے جانے کی قربانی حج کرانے والے پر ہے، کیونکہ احصار میں یعنی احرام باندھنے کے بعد حج سے روکے جانے پر حج بدل کرنے والے کو کچھ اختیار نہ تھا، بلکہ وہ مجبور تھا۔

(کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۱۶۷)

حج بدل کرنے والے کا راستہ میں انتقال ہو گیا تو؟

سوال ایک شخص نے حج بدل کے واسطے اپنی طرف سے دوسرے شخص کو بھیجا وہ راستہ میں فوت ہو گیا، مکہ مکرمہ پہنچ سکا، ایسی صورت میں بھیجنے والے کا حج پورا ہوا یا نہیں؟

جواب اس کا حج نہیں ہوا، اگر اس کے ذمہ یعنی بھیجنے والے کے ذمہ حج فرض ہے تو کسی دوسرے شخص کو بھیج کر حج بدل کرانا چاہیے یعنی جب کہ خود نہ جا سکتا ہو اور خود حج کرنے سے عاجز ہو۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۷۶ بحوالہ رد المختار ج ۲ ص ۲۰۲)

مسئلہ میت کی طرف سے حج کرنے والا اگر وقوف عرفہ کے بعد مر جائے تو میت کا حج ہو جائے گا۔

(معلم الحجاج ص ۲۹۱)

مسئلہ اگر حج بدل کرنے والا حج ادا کرنے سے قبل ایسا بیمار یا معذور ہو جائے کہ از خود حج ادا کرنے کی طاقت و قدرت نہیں رہی تو ایسی صورت میں اگر حج بدل کرانے والے نے اس طرح

Marfat.com

اجازت دے رکھی تھی کہ میری طرف سے جس طرح چاہو حج کر دینا۔ تو اس اجازت کی صورت میں حج بدل کرنے والا چاہے خود کرے یا دوسرے سے کروالے دونوں درست ہے، اسی طرح وہ مریض کسی دوسرے کو اسی مقام سے حج بدل کا اپنا وکیل بنا سکتا ہے۔ اور اگر اس طرح عام اجازت نہیں دی گئی تھی تو حج بدل کرانے والے سے فون وغیرہ کے ذریعہ سے اپنی معذوری کی اطلاع کر کے اجازت حاصل کر کے دوسرے کو اسی جگہ سے اپنا نائب بنا سکتا ہے جہاں پر بیمار ہو گیا اور مناسک خود ادا کرنے کی امید نہ رہی۔ ویسے حج بدل کرانے والے کو حج بدل کرنے کے سلسلہ میں ہر طرح کا اختیار پہلے دینا ہی مناسب ہے، تا کہ حساب وخرچ، قربانی، تمتع یا کوئی حادثہ وغیرہ کے سلسلہ میں مزید اجازت کی ضرورت پیش نہ آئے۔ اور حج بدل کرنے والے کو بھی ضروری ہے کہ بہت ہی ایمان داری ودیانت داری کا ثبوت دے اور یہ خیال رکھے کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔

(مستفاد درمختار کراچی ج ۲ ص ۶۰۴ وہکذا معلم الحجاج ص ۲۸۹)

حج بدل کے بعد آمر کے گھر آنا؟

سوال کیا یہ بھی ضروری ہے کہ حج بدل کرانے والے کے مکان پر حج بدل کرنے والا واپس آئے؟

جواب واپس آنا حج بدل کرانے والے کی جائے سکونت پر ضروری نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۷۸)

مسئلہ جو حج بدل کر کے واپس آئے وہ "حاجی" کہلائے گا۔ اپنے حج کے بغیر ہی "حاجی" کہلائے گا۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۷۶)

میقات کیا ہیں؟

سوال احرام کہاں اور کس وقت باندھا جائے؟

جواب اسکے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے گرد چاروں طرف کچھ مقامات (اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام کی نشاندہی پر) متعین فرمائیں ہیں، جہاں پہنچ کر مکہ مکرمہ جانے والوں پر احرام باندھنا واجب ہے خواہ حج کا احرام باندھے یا عمرہ کا۔ ان مقامات کو میقات کہتے ہیں اور جمع مواقیت آتی ہے۔ مواقیت کا تعین احادیث صحیحہ میں منقول ہے اور یہ پابندی میقات سے باہر رہنے والوں پر عام ہے جب بھی وہ مکہ مکرمہ کے قصد سے حدود

Marfat.com

میقات میں داخل ہوں خواہ وہ کسی تجارتی غرض سے جارہے ہوں یا عزیزوں ودوستوں سے ملاقات کیلئے بہرحال بیت اللہ کا یہ حق انکے ذمہ ہے کہ میقات سے احرام باندھ کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوں اگر حج کا وقت ہے تو حج کا ورنہ عمرہ کا احرام باندھیں اور پہلے بیت اللہ کا یہ حق ادا کریں پھر اپنے اپنے کام میں مشغول ہوں۔ (بدائع الصنائع)

ہاں اگر جدہ کا سفر ہو نیت مکہ مکرمہ کی نہ ہو بلکہ جدہ یا مدینہ کی نیت سے ہو تو میقات سے احرام باندھنا ضروری نہیں ہے۔

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لیے جس جگہ پر بھی ان میں سے (جو مواقیت ہیں) کسی میقات کی محاذات آئیگی اس محاذات کے اندر داخل ہونے سے پہلے پہلے احرام باندھنا واجب ہے، یہ مواقیت ان لوگوں کے لیے ہیں جو حدود میقات سے باہر ساری دنیا میں کہیں بھی رہتے ہیں۔

اصطلاح میں مواقیت سے باہر ساری دنیا کو آفاقی نام سے تعبیر کرتے ہیں اور ان لوگوں کو اصطلاح میں آفاقی کہا جاتا ہے۔

(احکام حج ص ۳۵ وہکذا فی معارف القرآن ج ا ص ۴۲۶ و معارف الحدیث ج ۴ ص ۲۰۰)

مسئلہ کسی کے راستہ میں دو میقات پڑتی ہیں تو اس کو پہلی میقات سے احرام باندھنا افضل ہے اگر دوسری میقات تک مؤخر کر دیا تو جائز ہے مؤخر کرنے کی وجہ سے دم واجب نہ ہوگا، اسی طرح اگر دو میقاتوں کی محاذات پڑتی ہیں تو پہلی میقات کی محاذات سے احرام باندھنا افضل ہے۔ (معلم الحجاج ص ۹۳)

مواقیت پانچ ہیں

ذوالحلیفہ

مدینہ طیبہ کی طرف سے آنے والوں کے لیے جو مدینہ طیبہ سے مکہ کی طرف تقریباً چھ میل پر مکہ مکرمہ کے راستہ میں ہے یہاں پر ایک مسجد بنی ہوئی ہے، آج کل مقام بیر علی کے نام سے مشہور ہے، یہاں سے مکہ مکرمہ تقریباً ڈھائی سو میل ہے۔

جحفة

ملک شام کی طرف سے آنے والوں کیلئے مدینہ طیبہ کے راستہ کی مشہور منزل رابغ کے

Marfat.com

قریب ہے جو کہ مکہ مکرمہ سے تقریباً سو میل کے فاصلہ پر بجانب مغرب ساحل کے قریب ہے

قرن المنازل

یہ نجد کی طرف سے آنے والوں کا میقات ہے مکہ مکرمہ سے تقریباً تیس پینتیس میل مشرق میں نجد جانے والے راستہ میں ایک پہاڑی ہے۔

یلملم

یمن کی طرف سے آنے والوں کے لیے ایک پہاڑی ساحل سمندر سے پندرہ بیس میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ اصل میں اہل یمن وعدن کا میقات ہے۔ پہلے زمانہ میں جب جدہ کی بندرگاہ نہ تھی تو ہندوستان وپاکستان اور دوسرے مشرقی ممالک سے بحری راستے پر آنے والے حجاج کا بھی یہی راستہ تھا۔

اس لیے اہل پاکستان وہندوستان کے لیے بھی یہی میقات مشہور ہے۔ (جب ہندوپاک سے سمندری راستہ سے سفر ہوتا تھا تو جدہ جاتے ہوئے جہاز یلملم کی محاذات سے گزرا کرتے تھے۔ اس لیے ہندوپاک کے لیے یہی میقات مشہور ہوگئی تھی۔ لیکن ہوائی سفر میں یہ میقات نہیں پڑتی بلکہ قرن المنازل والی میقات پڑتی ہے) محمد رفعت قاسمی

ذات عرق

عراق کی طرف سے آنے والوں کے لیے میقات ہے، مکہ مکرمہ سے تقریباً پچاس میل کے قریب ہے۔ جن لوگوں کا راستہ خاص ان مقامات پر سے نہ ہو تو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لیے جس جگہ پر بھی ان میں سے کسی میقات کی محاذات آئے گی اس محاذات کے اندر داخل ہونے سے پہلے احرام باندھنا واجب ہے، یہ مواقیت ان لوگوں کے لیے ہیں جو حدود میقات سے باہر ساری دنیا میں کہیں رہتے ہیں۔

اصطلاح میں مواقیت سے باہر ساری دنیا کو آفاق کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو اصطلاح میں آفاقی کہا جاتا ہے۔

(احکام حج ص ۲۶ حضرت مفتی شفیعؒ وہکذا فی معارف الحدیث ج ۴ ص ۲۰۰)

Marfat.com

میقات کے بورڈ اور تنعیم میں فرق

سوال مکہ مکرمہ کی حدود سے پہلے جہاں میقات کا بورڈ لگا ہوتا ہے اور لکھا ہوتا ہے کہ غیر مسلم آگے داخل نہیں ہو سکتے، وہاں سے احرام باندھے یا تنعیم جا کر مسجد عائشہ سے احرام باندھے؟ نیز میقات کے بورڈ اور تنعیم میں کیا فرق ہے؟

جواب یہ میقات کا بورڈ نہیں، بلکہ حدود حرم کا بورڈ ہے۔

تنعیم بھی حدود حرم سے باہر ہے، اس لیے ان دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ اہل مکہ مسجد تنعیم سے جو احرام باندھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ قریب ترین جگہ ہے جو حدود حرم سے باہر ہے۔ نیز ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئی تھیں اور بعض حضرات عمرہ کا احرام باندھنے کے لیے مکہ مکرمہ سے جعرانہ جاتے ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ حنین کے بعد وہاں سے احرام باندھ کر عمرہ کے لیے تشریف لائے تھے۔

اہل مکہ کے احرام عمرہ کیلئے ان جگہوں کی کوئی تخصیص نہیں، وہ حدود حرم سے باہر کہیں سے احرام باندھ کر آجائیں، صحیح ہے۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۸۷)

احترامِ کعبہ کے لیے تین دائرے مقرر ہیں

پہلے یہ جان لینا مناسب ہے کہ کعبہ مکرمہ نہایت ہی اشرف واعلیٰ مقام ہے۔ حق تعالیٰ نے اس کے احترام کے لیے اس کے گرد تین دائرے بنائے ہیں اور ہر دائرہ کے کچھ مخصوص احکام ہیں۔

(۱) پہلا دائرہ مسجد حرام کا ہے جس کے درمیان بیت اللہ شریف واقع ہے، بیت اللہ کے بعد سب سے زیادہ اشرف واعلیٰ مقام ہے جو اس دائرہ سے محدود ہے جس کو مسجد حرام کہا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ بہت سے احکام مخصوص ہیں، مگر ان کا خصوصی تعلق احرام سے نہیں ہے۔ اس لیے ان کی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔

(۲) دوسرا دائرہ حدود حرم کا ہے جو کہ مکہ مکرمہ کے چاروں طرف حرم مکی کی طرف کچھ حدود مقرر ہیں جہاں علامات حرم لگی ہوئی ہیں ان حدودِ حرم کا فاصلہ مکہ مکرمہ سے کسی طرف تین میل کسی طرف نو میل ہے اور کسی طرف کم وبیش ہے، جو لوگ اس دائرہ کے اندر رہنے والے ہیں وہ اہل حرم کہلاتے ہیں۔

Marfat.com

(۳) تیسرا دائرہ مواقیت کا ہے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

دوسرے دائرہ یعنی حدودِ حرم کے رہنے والوں کو اہل حرم کہا جاتا ہے اور حدود حرم سے باہر مگر دائرہ میقات کے رہنے والوں کو اہل ''حِل'' کہا جاتا ہے اور ان سب دائروں سے باہر رہنے والوں کو اہل آفاق کہا جاتا ہے۔

احرام کے بارے میں اہلِ آفاق کا حکم تو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب بھی وہ مکہ مکرمہ کے قصد سے حدود میقات یعنی ان کی محاذات سے مکہ کی طرف بڑھیں اس سے پہلے ان پر احرام باندھنا واجب ہے خواہ ان کا ارادہ حج وعمرہ کا ہو یا کوئی تجارتی غرض یا دوستوں سے ملاقات وغیرہ مقصود ہو۔

دوسرے دائرہ یعنی حدود میقات کے اندر مگر حدود حرم سے باہر رہنے والے جن کو اہل حِل کہتے ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ جب وہ حج یا عمرہ کے مقصد سے مکہ مکرمہ جانا چاہیں تو اپنے گھر سے یا حدود حرم سے یا حدود حرم سے پہلے پہلے احرام باندھ لیں اور اگر کسی تجارتی مقصد یا کسی اور ضرورت سے مکہ مکرمہ جانا چاہیں تو ان پر احرام کی کوئی پابندی نہیں جب چاہیں مکہ مکرمہ جا سکتے ہیں۔

اور پہلے دائرہ یعنی حدود حرم کے اندر رہنے والوں پر بھی احرام کی کوئی پابندی نہیں جب وہ عمرہ کرنا چاہیں تو حدود حرم سے باہر جا کر احرام باندھ لیں اور جب حج کرنا چاہیں تو حرم شریف ہی سے احرام باندھ لیں۔ (احکام حج ص ۳۵)

میقات کی حکمت؟

حج کے لیے لوگ مختلف اطراف وجوانب سے لمبی مسافت طے کر کے آتے ہیں (پہلے زمانہ میں پیدل وسمندری سفر کی وجہ سے کافی مدت میں پہنچتے تھے) اگر گھر سے ہی احرام باندھ کر آنا واجب ہوتا تو بڑی مشکل ودقت ہوتی اس لیے شارع علیہ السلام نے ہماری مصلحت وفائدہ کے لیے مکہ مکرمہ کے چاروں طرف خاص خاص مشہور مقامات مقرر کر دیئے کہ اس جگہ سے دربار خداوندی کی تعظیم واحترام کے لیے خاص صورت بنا کر (احرام باندھ کر) داخل ہونا ضروری ہے اور مدینہ منورہ کی میقات سب میقاتوں سے فاصلہ پر مقرر کی، کیونکہ مدینہ منورہ کو مہبط وحی ومرکز ایمان اور دار ہجرت ہونے کا شرف حاصل ہے، اس لیے اس کے باشندوں کو سب سے زیادہ احترام وتعظیم کرنا چاہیے۔ دین میں جس کا مرتبہ جتنا بڑا ہوتا ہے اس کو مشقت بھی اتنی ہی زیادہ

Marfat.com

اٹھانی پڑتی ہے۔ (معلم الحجاج ج ۹۷ وہکذا فی معارف الحدیث ج ۴ ص ۱۹۸)

حج کے ایام میں دوسرے کو تلبیہ کہلوانا؟

سوال حج کے ایام میں دیکھا گیا ہے کہ بس میں سوار ایک آدمی تلبیہ پڑھتا ہے اور باقی سب حاجی اسی کی تکرار کرتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟

جواب عوام کی آسانی کے لیے اگر ایسا کیا جاتا ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ورنہ آواز ملا کر تلبیہ نہ کہا جائے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۱۷)

ان پڑھ تلبیہ کیسے پڑھے؟

مسئلہ حج میں تلبیہ پڑھنا فرض ہے اس کے بغیر احرام نہیں بندھے گا۔ جس کو تلبیہ یاد نہ ہو ان کو تلبیہ سکھا دیا جائے، حج ان کا ہو جائے گا اور اگر ان کا تلبیہ کے الفاظ یاد نہیں ہوتے تو کم از کم اتنا تو ہو سکتا ہے کہ احرام باندھتے وقت ان کو تلبیہ کے الفاظ کہلا دیئے جائیں۔ اور وہ آپ کے ساتھ کہتے جائیں اس سے تلبیہ کا فرض ادا ہو جائے گا۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۱۷)

تلبیہ کہاں پڑھا جائے اور کہاں بند کیا جائے؟

مسئلہ بعض لوگ طواف کے دوران تلبیہ پڑھتے ہیں یہ درست نہیں ہے بلکہ عمرہ کے احرام میں طواف شروع کرنے سے پہلے تلبیہ ختم کر دینا ضروری ہے اور حج کے احرام میں دسویں ذی الحجہ کو جمرہ عقبیٰ کی (بڑے شیطان کی) رمی کے وقت پہلی کنکری مارنے کے وقت تلبیہ ختم کر دینا ضروری ہے ہاں اگر کسی نے حج افراد یا حج قران کا احرام باندھا ہے اس کے لیے طواف کے دوران تو تلبیہ نہیں بلکہ طواف کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کے دوران تلبیہ پڑھنا جائز ہے، اسی طرح اگر کسی نے آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھ لیا ہے اور منیٰ کو جانے سے پہلے سعی (مقدم) کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے سعی سے پہلے ایک نفلی طواف کرنا ضروری ہے، پھر اس طواف کے بعد سعی کے دوران تلبیہ پڑھنا جائز ہے۔

(معلم الحجاج ص ۱۰۴ بحوالہ فتح القدیر ج ۲ ص ۴۹۵ وغنیۃ المناسک ص ۵۵)

تلبیہ کے ضروری مسائل

مسئلہ تلبیہ یعنی پوری لبیک کا زبان سے کہنا شرط ہے اگر دل سے کہہ لیا تو کافی نہ ہوگا۔

مسئلہ گونگے کو زبان ہلانی چاہئے گو الفاظ نہ کہہ سکے۔

مسئلہ ہر ایسا ذکر جس سے حق تعالیٰ کی تعظیم مقصود ہو تلبیہ کے قائم مقام ہو سکتا ہے جیسے لا الہ اللہ الحمد للہ۔ اللہ اکبر وغیرہ۔

مسئلہ تلبیہ اُردو فارسی ترکی سب زبانوں میں جائز ہے، مگر عربی میں پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ اگر کوئی اور دوسرا ذکر احرام کے وقت کرلے گا تو احرام صحیح ہو جائے گا لیکن تلبیہ چھوڑنا مکروہ ہے۔

مسئلہ احرام باندھنے کے وقت تلبیہ یا کوئی ذکر ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے اور اس کی تکرار (بار بار پڑھنا) سنت ہے۔ جب تلبیہ کہے تو تین مرتبہ کہے۔

مسئلہ تغیر حالات کے وقت مثلاً صبح وشام اٹھتے بیٹھتے باہر جاتے وقت اندر آنے کے وقت، لوگوں سے ملاقات کے وقت، رخصت کے وقت، سوکر اٹھتے وقت، سوار ہونے کے وقت، سواری سے اترتے ہوئے، بلندی پر چڑھنے کے وقت، نشیب میں اترتے ہوئے، وغیرہ اوقات میں تلبیہ مستحب اور مؤکد ہے۔ یعنی اور مستحبات کے مقابلہ میں اس کی تاکید زیادہ ہے۔

مسئلہ تلبیہ کے درمیان کلام نہ کیا جائے اور جو شخص تلبیہ پڑھ رہا ہو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ فرض اور نفل نماز کے بعد بھی تلبیہ پڑھنا چاہئے اور ایام تشریق میں پہلے تکبیر کہنی چاہئے، اس کے بعد تلبیہ۔ اگر اول تلبیہ پڑھ لیا تو تکبیر ساقط ہوگئی مگر تلبیہ دسویں تاریخ کی رمی کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے، باقی ایام میں صرف تکبیر کہی جائے۔

مسئلہ اگر چند آدمی ساتھ ہوں تو ایک ساتھ ملکر تلبیہ نہ کہیں علیحدہ علیحدہ کہیں۔

مسئلہ تلبیہ میں آواز بلند کرنا مسنون ہے لیکن اتنی زیادہ نہیں کہ جس سے اپنے آپ کو یا نمازیوں کو یا سونے والوں کو تکلیف ہو۔

مسئلہ مسجد حرام، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں بھی تلبیہ پڑھو، لیکن مسجد میں زور سے نہ پڑھو۔

مسئلہ طواف اور سعی میں تلبیہ نہ پڑھو، نیز عورت کو تلبیہ زور سے پڑھنا منع ہے۔

(معلم الحجاج ص ۱۰۴)

احرام کی حکمت؟

احرام حج وعمرہ کے لیے مثل تکبیر تحریمہ کے ہے جس طرح نیت خالص کر کے اللہ اکبر

Marfat.com

کہہ کر نمازی نماز شروع کرتا ہے اور بہت سی چیزیں اس کے لیے نماز کی حالت میں ناجائز ہو جاتی ہیں اسی طرح حج وعمرہ کے لیے احرام وتلبیہ ہے۔

احرام سے بندہ حج وعمرہ کے ارادہ کی پختگی اور اخلاص وعظمت کا اظہار اور اپنی عبودیت اور عاجزی کی صورت اختیار کرتا ہے دل وزبان سے اقرار کرتا ہے، تمام لذات وآرائش وزیبائش کو چھوڑ کر صرف دو کپڑے پہن لیتا ہے اور اپنے آپ کو میت یعنی مردوں جیسا بنا لیتا ہے، نیز خاص لباس (احرام) میں یہ بھی حکمت ہے کہ امیر وغریب، شاہ وگدا خدا کے دربار میں ایک لباس میں حاضر ہوتے ہیں کسی کو فخر کا موقع نہیں ملتا۔

شریعت نے اس لباس یعنی احرام کو پسند کیا، سادگی وصفائی اور سہولت میں یہ بے نظیر ہے۔ اور طبی حیثیت سے بھی مفید ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۱۱ اور رحمۃ اللہ الواسعۃ ج ۴ ص ۱۸۹)

احرام کی چادریں کیسی ہوں؟

مسئلہ احرام کا کپڑا ساتھ لینا ضرور خیال رکھیں احرام کی ایک چادر اوڑھنے کے لیے (تقریباً ڈھائی میٹر) اور ایک چادر تہبند باندھنے کے لیے (تقریباً سوا دو میٹر) سفید لٹھے کا ہونا بہتر ہے تیز گرمی وتیز سردی کے ایام میں دو بڑے تولیئے کا احرام بہتر ہے جو چادر اور تہبند کا کام دے سکیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے تو دو تین احرام رکھ لیں کہ ایک میلا ہو جائے تو دوسرا استعمال کر سکے۔
(احکام حج ۲۴)

مسئلہ احرام کی چادر اتنی لمبی ہو کہ داہنے کندھے سے نکال کر بائیں کندھے پر سہولت سے آ جائے اور۔۔۔۔ اتنا لمبا ہو کہ ستر (ناف سے لے کر گھٹنے تک) اچھی طرح چھپ جائے۔
(معلم الحجاج ص ۱۰۵)

مسئلہ احرام کیلئے یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی چادر اور ایک ہی لنگی اول سے آخر تک بدن پر رہے بلکہ چادر اور لنگی کو بدلتے رہنا جائز ہے۔ (امداد الاحکام ج ۲ ص ۱۷۷)

مسئلہ مردوں کے لیے احرام دو چادروں کی شکل میں ہوتا ہے، مردوں کو احرام کی حالت میں سلے ہوئے کپڑے پہننا ممنوع ہے۔ (آپکے مسائل ج ۴ ص ۲۵۴)

مسئلہ سفید کپڑا احرام کا ہونا مستحب ہے۔ ورنہ سیاہ وغیرہ بھی جس میں خوشبو نہ ہو جائز ہے۔
(امداد الاحکام ج ۲ ص ۱۶۴ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص ۲۵۴)

مسئلہ احرام اگر سیاہ یا دوسرا کوئی رنگ کا ہو تو بھی جائز ہے۔ (گو افضل سفید ہے) سردی کے

Marfat.com

وقت گرم چادر اور کمبل سے بھی یہ کام (احرام کا) لیا جاسکتا ہے اور تولیہ سے بھی۔ (احکام حج ص ۳۱)

مسئلہ احرام میں ایک کپڑا بھی (جب کہ ناف سے گھٹنے تک چھپ جائے) کافی ہے اور دو سے زائد بھی جائز ہیں۔ (معلم الحجاج ص ۱۰۵)

احرام کی چادر لنگی کی طرح سینا؟

سوال احرام کی چادر لنگی کی طرح سلی ہوئی ہو تو اس کے استعمال کی گنجائش ہے یا نہیں؟ کیونکہ بعض لوگوں کو کھلی چادر بطور لنگی استعمال کرنے کی عادت نہیں ہوتی، ستر کھلنے کا اندیشہ ہوتا ہے خاص کر سونے کی حالت میں تو کیا احرام کی لنگی کو سی سکتے ہیں؟

جواب ستر (ناف سے لیکر گھٹنے کا حصہ) کھلنے کا اندیشہ ہو تو احرام کی چادر سی لینے کی گنجائش ہے، بلا ضرورت سینا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۸ ص ۲۸۶ غنیۃ المناسک ص ۴۷)

مسئلہ تہبند کے دونوں پلوں کو آگے سے سینا مکروہ ہے اگر کسی نے ستر عورت (ناف سے لیکر گھٹنے تک) کی خاطر حفاظت کی وجہ سے سی لیا تو دم واجب نہ ہوگا۔ (معلم الحجاج ص ۱۱۴)

مسئلہ ایک چادر احرام کے لیے ناکافی ہو اس لیے دو چادروں کو (آپس میں ملا کر) سی لیا ہو تو ایسی سلی ہوئی چادر سے احرام باندھ سکتا ہے، نیز سلے ہوئے کپڑے (فرش کی چادر وغیرہ) پر محرم ہو سکتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۱۹)

مسئلہ گو افضل یہی ہے کہ احرام میں بالکل سلائی نہ ہو، لیکن اگر دو پاٹوں کے جوڑے کو سلائی کی جائے تب بھی جائز ہے۔

(امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۶۴ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص ۲۵۴ وہکذا فی معلم الحجاج ص ۱۰۵)

مسئلہ احرام کی چادر (لنگی) میں نیفہ موڑ کر کمر بند ڈال کر باندھنا مکروہ ہے، نیز احرام کی چادر میں گرہ دے کر گردن پر باندھنا۔ چادر اور تہبند میں گرہ لگانا یا سوئی اور پن وغیرہ لگانا، تاگے یا رسی سے باندھنا مکروہ ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۱۴)

مسئلہ احرام کی چادر تہبند میں روپیہ یا گھڑی رکھنے کے لیے جیب لگانا جائز ہے۔
(معلم الحجاج ص ۱۱۵)

احرام کی نیت کے ضروری مسائل

مسئلہ صرف حج کی نیت دل میں کر لینے سے احرام درست نہیں ہوتا بلکہ تلبیہ اور کوئی ذکر جو

Marfat.com

اس کے قائم مقام ہو، کرنا ضروری ہے اسی طرح بلا نیت کے محض تلبیہ پڑھ لے تب بھی محرم نہ ہوگا خلاصہ یہ کہ احرام کے لیے نیت اور تلبیہ دونوں کا ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ احرام کی نیت دل سے ہونا ضروری ہے زبان سے کہنا صرف مستحسن ہے جس چیز کا احرام باندھنا ہے اس کی دل میں نیت کرنی چاہیے کہ حج افراد کا احرام باندھتا ہوں یا قران کا یا تمتع کا اگر دل سے نیت کر لی اور زبان سے کچھ نہیں کہا تو نیت ہو جائے گی۔

مسئلہ دل میں نیت قران کی کی اور زبان سے افراد یا تمتع نکل گیا تو جو دل میں تھا اس کا اعتبار ہوگا، زبان کے الفاظ کا اعتبار نہ ہوگا۔

مسئلہ اگر کسی شخص نے صرف احرام باندھ لیا اور حج یا عمرہ کسی چیز کی نیت نہیں کی تو احرام صحیح ہو گیا اور اس کو حج یا عمرہ کے افعال شروع کرنے سے پہلے پہلے اختیار ہے اس احرام کو حج کے لیے کر دے یا عمرہ کے لیے۔

مسئلہ حج کا احرام باندھا لیکن فرض یا نفل کی تعین نہ کی تو یہ احرام حج فرض کا ہوگا اگر اس پر حج فرض ہے اور اگر نذر یا نفل یا کسی دوسرے کی طرف سے حج کی نیت کر لی تو جیسی نیت کرے گا ویسا ہی ہوگا۔

مسئلہ اگر حج بدل ہے تو جس کی طرف سے حج کرنا ہے اس کی طرف نیت کرو اور زبان سے بھی کہو کہ فلاں کی طرف سے حج کی نیت کی اور اس کیطرف سے احرام باندھا۔ (معلم الحجاج ص ۱۰۲)

مسئلہ احرام دو باتوں سے بندھتا ہے ایک نیت کرنا دوسرے اس کے ساتھ تلبیہ کہنا اور اگر کسی نے صرف نیت کی تلبیہ نہ پڑھا یا تلبیہ پڑھا لیکن نیت نہیں کی تو احرام نہ ہوگا۔

(کتاب الفقہ ج ا ص ۱۰۴۵)

مسئلہ صرف نیت کرنے سے احرام شروع نہیں ہوتا بلکہ الفاظ تلبیہ پڑھنے سے شروع ہوتا ہے، تلبیہ کے الفاظ پڑھتے ہی احرام شروع ہو جاتا ہے اس لیے تلبیہ پڑھنے سے پہلے سر کو چادر وغیرہ سے کھول دیا جائے۔ (احکام حج ص ۳۲)

(بعض مرتبہ جہاز لیٹ بھی ہو جاتے ہیں احرام میں رہنا اور احرام کی پابندی کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، اس لیے گھر یا ایئر پورٹ پر دو رکعت نفل پڑھ کر احرام باندھ لیں لیکن نیت و تلبیہ جہاز میں سوار ہونے کے بعد ہی پڑھیں تا کہ مذکورہ و دیگر پریشانی نہ ہو۔ محمد رفعت قاسمی)

Marfat.com

عام پہنے ہوئے کپڑوں میں احرام کی نیت کرنا؟

مسئلہ اگر کسی شخص نے سلے ہوئے (عام پہنے ہوئے) کپڑوں میں ہی احرام باندھ لیا یعنی احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیا تو اگر تلبیہ پڑھنے کے بعد پورے دن سلے ہوئے کپڑے پہنے رہا تو دم واجب ہوگا اور ایک دن سے کم پہنے رہا تو صدقہ بقدر صدقۃ الفطر واجب ہے۔ (تقریباً پونے دو کلو گیہوں یا اس کی قیمت)۔

مسئلہ جو کپڑا بدن کی ہیئت پر سلا ہوا یا بنا ہوا ہو اگر اس کو پہنا اور پورے دن یا پوری رات پہنے رہا جنایت کامل یعنی دم لازم ہوگا اور اس سے کم وقت استعمال کیا تو صدقہ واجب ہوگا۔

(احکام حج ص ۹۵ و ہکذا مظاہر حق ج ۳ ص ۳۶۷)

مسئلہ اور آدھی رات سے آدھے دن تک ایک دن شمار ہوگا۔

(احکام حج ص ۹۱ حضرت مفتی شفیعؒ بحوالہ زبدہ)

احرام باندھنے کا طریقہ

مسئلہ احرام کے لیے غسل مسنون ہے۔ یہ غسل محض صفائی کے لیے ہے، اس لئے حائضہ ونفساء اور بچے کے لیے مستحب ہے۔

مسئلہ اگر احرام کے لیے غسل کیا اور پھر احرام باندھنے سے پہلے وضو ٹوٹ گئی تو غسل کی فضیلت حاصل نہ ہوگی۔

مسئلہ اگر غسل نہ کر سکے تو وضو کر لے بغیر غسل اور وضو کے احرام باندھنا جائز تو ہے لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ اگر پانی نہ ہو تو احرام کے لیے غسل کا تیمم کرنا مشروع نہیں ہاں اگر نماز پڑھنی ہے اور پانی نہیں ہے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔) (معلم الحجاج ص ۱۰۴)

مسئلہ جب احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو پہلے غسل کرے اور وضو کر لینا بھی کافی ہے اور سنت یہ ہے کہ وضو یا غسل سے پہلے ناخن کاٹے، مونچھوں کے بال کٹوا کر پست کریں، بغل اور زیر ناف کے بالوں کو صاف کریں، اگر سر پر بال ہوں کنگھے سے ان کو درست کریں۔

احرام کے لیے دو نئی یا دھلی ہوئی چادریں ہونا سنت ہے ایک کا تہبند بنایا جائے، دوسرے کو چادر کی طرح اوڑھا جائے۔

Marfat.com

احرام پہننے کے بعد سنت یہ ہے کہ دو رکعت نفل پڑھے بشرطیکہ وقت مکروہ یعنی طلوع یا غروب یا زوال کا وقت نہ ہو، کیونکہ ان اوقات میں نماز مکروہ ہے۔ اور پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل یاایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ھو اللّٰہ احد پڑھنا اولیٰ ہے، اگر کوئی دوسری سورۃ پڑھ لے تو یہ بھی جائز ہے۔

اس نماز کے وقت جو چادر (احرام) اوڑھی ہوئی ہے اسی سے سر بھی چھپالے، کیونکہ ابھی احرام شروع نہیں ہوا جس میں سر کھلا رکھنا ضروری ہوتا ہے اور دو رکعت نفل کے بعد حج کی تینوں قسموں میں جس قسم کے حج کا ارادہ ہے اس کے مطابق دل میں بھی نیت کرلے اور زبان سے بھی وہ الفاظ اپنی مادری زبان میں کہہ لے جس قسم کا حج کر رہا ہے۔ اس کے بعد تلبیہ کے کلمات کہے اور تلبیہ کے مسنون الفاظ یہ ہیں ان کو اچھی طرح یاد کرلیا جائے ان میں سے کوئی لفظ کم کرنا مکروہ ہے۔

لبیك اللّٰھم لبیك ۔ لبیك لاشریك لك لبیك ، ان الحمد والنعمة لك والملك۔ لا شریك لك۔

مسئلہ جب بھی تلبیہ کہے تو تین بار کہنا چاہئے اور مسجد میں اتنی بلند آواز سے نہ کہے کہ نمازیوں کو تشویش ہو، اور عورتیں آہستہ آواز سے کہیں۔ (احکام حج ص ۳۱ وھکذا فی کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۰۴۸)

مسئلہ فرض نماز کے بعد اگر احرام کی نیت کرلی تو یہ بھی کافی ہے، لیکن مستقل دو رکعت نفل پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ احرام بغیر نماز نفل کے باندھنا جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔ اگر وقت مکروہ ہے تو پھر بغیر نماز کے مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ احرام کی نفل کے بعد اور نمازیں سر کھول کر پڑھی جائیگی جب تک احرام رہے گا، احرام کی حالت میں نماز میں بھی سر ڈھانکنا منع ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۰۶)

جھوٹ بول کر بغیر احرام کے میقات سے گذرنا؟

سوال بعض لوگ جھوٹ بول کر بغیر احرام کے حدود حرم میں چلے جاتے ہیں اور پھر مسجد عائشہ جا کر احرام باندھتے ہیں کیا اس صورت میں دم لازم ہے؟

جواب بغیر احرام کے حدود حرم میں داخل ہونا گناہ ہے اور ایسے شخص کے ذمہ لازم ہے کہ

Marfat.com

واپس میقات پر جا کر احرام باندھ کر آئے۔ اگر یہ شخص دوبارہ میقات پر گیا اور وہاں سے احرام باندھ کر آیا تو اس کے ذمہ سے دم ساقط ہو گیا۔ اگر واپس نہ گیا تو اس پر دم واجب ہے اور یہ دم اس کے ذمہ ہمیشہ واجب رہے گا، جب تک اس کو ادا نہ کرے اور اس ترک واجب کا گناہ بھی اس کے ذمہ واجب رہے گا۔

نوٹ جو لوگ میقات کے باہر سے آئے ہوں، ان کے لیے مسجد عائشہ سے احرام باندھ لینا کافی نہیں، بلکہ ان کو دوبارہ بیرونی میقات پر واپس جانا ضروری ہے۔ اگر بیرونی میقات پر دوبارہ واپس نہیں گئے اور مسجد عائشہ سے احرام باندھ لیا تو دم لازم آئے گا۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۹۶ و ہکذا احکام حج ص ۱۰۰)

مسئلہ جو لوگ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جانے کا قصد رکھتے ہوں ان کو "ذوالحلیفہ" سے (جو کہ مدینہ شریف کی میقات ہے) احرام باندھنا لازم ہے ان کا احرام کے بغیر میقات سے گزرنا جائز نہیں اور اگر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جانے کا قصد نہیں بلکہ جدہ جانا چاہتے ہیں تو ان کے احرام باندھنے کا سوال ہی نہیں۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۸)

احرام کی غلطی پر دم کیوں؟

سوال ایک شخص حج کی نیت سے سعودی عرب گیا لیکن پہلے اس نے ریاض میں قیام کیا پھر مدینہ طیبہ آ گیا، اس کے بعد احرام باندھ کر مکہ مکرمہ جا کر عمرہ ادا کیا پھر ریاض واپس آ گیا۔ اس کے بعد حج سے ایک ہفتہ پہلے بغیر احرام کے پھر مکہ مکرمہ آیا۔ کسی نے اس کو بتایا کہ تم نے غلطی کی ہے یہاں مکہ میں بغیر احرام کے نہیں آنا چاہئے تھا، لہٰذا اس نے مسجد عائشہ جا کر احرام باندھ کر عمرہ کیا، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب صورت مسئولہ میں چونکہ اس شخص نے اپنے میقات سے گزرنے کے وقت فی الحال مکہ مکرمہ جانے کی نیت نہیں کی تھی، بلکہ ریاض اور پھر مدینہ منورہ جا کر وہاں سے احرام باندھنے کا ارادہ تھا، اس لیے اس پر بغیر احرام کے میقات سے گزرنے کا دم واجب نہیں۔

دوسری دفعہ جو یہ شخص ریاض سے مکہ مکرمہ بغیر احرام کے آیا، اس کی وجہ سے اس پر دم (قربانی) واجب ہو چکا ہے۔ مسجد عائشہ پر آ کر احرام باندھنے سے اس غلطی کا ازالہ نہیں ہوا۔ اور دم ساقط نہیں ہوا۔ ہاں! اگر یہ شخص میقات پر واپس لوٹ جاتا اور وہاں سے حج کا یا عمرہ کا احرام

Marfat.com

باندھ کر آتا تو دم ساقط ہو جاتا۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۹۷)

حج کا احرام طواف کے بعد بغیر حج کے کھول دیا؟

سوال میں نے وطن سے حج کا احرام باندھ لیا تھا۔ (احرام حج افراد یا حج قران تھا) مکہ مکرمہ میں طواف کرنے کے بعد احرام کھول دیا۔ کیا حکم ہے؟

جواب آپ پر حج کا احرام توڑنے کی وجہ سے دم لازم ہوا اور حج کی قضا لازم ہوگی۔ حج تو آپ نے کرلیا ہوگا، دم آپ کے ذمہ رہا، اس فعل پر ندامت کے ساتھ توبہ و استغفار بھی کیجئے۔ اللہ تعالیٰ سے معافی بھی مانگئے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۰۵)۔

(اور دم حرم شریف میں ہی ادا کروائیں، جو کہ غرباء و مساکین ہی اس کے مستحق ہیں دوسرے نہیں۔ محمد رفعت قاسمی

میقات سے بغیر احرام کے گزر جانے کے ضروری مسائل

مسئلہ اگر کوئی شخص مسلمان (مرد و عورت) عاقل بالغ جو میقات سے باہر رہنے والا ہے اور مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے خواہ حج وعمرہ کی نیت سے ہو یا کسی اور غرض سے میقات پر سے بلا احرام باندھے آگے گزر جائے گا تو گنہگار ہوگا اور میقات کی طرف لوٹنا واجب ہوگا، اگر لوٹ کر میقات پر نہیں آیا اور میقات سے آگے سے ہی احرام باندھ لیا تو ایک دم دینا واجب ہوگا، اور اگر میقات پر واپس آکر احرام باندھ لیا تو دم ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ اگر میقات سے کوئی شخص بلا احرام کے گزر گیا اور آگے جا کر احرام باندھ لیا اور مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے میقات پر واپس آگیا اور میقات پر آکر تلبیہ پڑھ لیا تو دم ساقط ہو جائے گا، اور اگر احرام باندھ کر واپس آیا اور تلبیہ میقات پر نہیں پڑھا تو دم ساقط نہ ہوگا۔

مسئلہ اگر میقات سے بلا احرام گزر گیا اور آگے جا کر احرام باندھ لیا اور مکہ مکرمہ میں بھی داخل ہو گیا مگر افعال حج شروع نہیں کئے (مثلاً طواف کا ایک چکر بھی نہیں کیا) اور میقات پر واپس آکر تلبیہ پڑھا تو دم ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ اگر بلا احرام میقات سے گزر گیا اور پھر آگے احرام باندھ لیا تو میقات پر آنا واجب ہے۔ اگر واپس نہیں آیا تو گنہگار ہوگا اور دم بھی واجب ہوگا۔ یعنی واپسی کا وقت ہو اور حج کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو میقات پر واپس آکر تلبیہ پڑھنا واجب ہے۔

Marfat.com

مسئلہ میقات پر لوٹنا اس وقت واجب ہے جب واپسی میں جان ومال کا خوف نہ ہو اور کوئی مرض وغیرہ نہ ہو، ورنہ واجب نہیں لیکن گناہ سے توبہ واستغفار کرنا چاہئے اور ایک دم بھی دینا واجب ہے۔

مسئلہ اگر میقات سے گزر کر احرام باندھا اور پھر میقات پر واپس نہیں آیا، کچھ افعال شروع کرنے کے بعد واپس آیا تو دم ساقط نہ ہوگا۔

مسئلہ جو شخص کسی میقات سے بلا احرام کے گزرا ہے اس پر یہ فدیہ واجب نہیں کہ اسی میقات پر واپس آئے بلکہ کسی میقات پر مواقیت مذکورہ (پانچ مواقیت یعنی ذوالحلیفہ، جحفہ، قرن المنازل، یلملم، ذات عرق میں) سے آنا کافی ہے ہاں افضل یہی ہے کہ اسی میقات پر واپس آئے جس سے گزرا تھا۔

مسئلہ آفاقی (یعنی میقات سے باہر رہنے والا) میقات سے آگے کسی ایسی جگہ جو حرم سے خارج ہے اور حِل میں ہے (حرم شریف سے باہر اور میقات کے اندر کا حصہ حِل کہلاتا ہے) کسی ضرورت سے جانا چاہتا ہے مکہ مکرمہ جانے اور حج یا عمرہ کرنے کی نیت نہیں ہے تو اس پر میقات سے احرام باندھنا واجب نہیں اور اس کے بعد وہ اس جگہ سے مکہ مکرمہ بھی بلا احرام جا سکتا ہے اور اس پر کوئی دم وغیرہ نہیں ہے، اس مقام پر پہنچ کر یہ شخص بھی اس جگہ کے لوگوں کے حکم میں ہو گیا وہاں سے اگر حج اور عمرہ کا ارادہ کرے تو ان کی میقات یعنی حِل سے احرام باندھنا ہوگا۔

مسئلہ آفاقی شخص اگر حرم شریف میں یا مکہ مکرمہ میں بلا احرام کے داخل ہو جائے تو اس پر ایک حج یا عمرہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اور اگر کئی مرتبہ بلا احرام کے داخل ہوا ہو تو ہر دفعہ کے لیے بلا احرام جانے کی وجہ سے ایک عمرہ یا حج واجب ہوگا۔ (معلم الحجاج ص ۹۶ وہکذا فی بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص ۴۳)

مسئلہ جو لوگ میقات کے رہنے والے ہیں یا میقات اور حرم شریف کے درمیان رہتے ہیں اگر وہ حج یا عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ جائیں تو احرام باندھنا ان پر واجب ہے اور اگر حج وعمرہ کے ارادہ سے نہ جائیں تو ان کے لئے احرام باندھ کر جانا ضروری نہیں۔ بلا احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہو سکتے ہیں، ایسے ہی وہ آفاقی جو وہاں حج وعمرہ کے بعد مقیم ہو گیا ہو، وہ بھی ان کے حکم میں ہے یا کوئی آفاقی شخص کسی ضرورت سے کسی جگہ حِل میں (حدود حرم سے باہر اور میقات کے اندر کا حصہ ہے) اپنے وطن گیا اور وہاں سے مکہ مکرمہ کا ارادہ ہو گیا تو وہاں سے مکہ مکرمہ بلا احرام جا سکتا

Marfat.com

ہے، وہ اہلِ حِل کے حکم میں ہے ان کو بلا احرام مکہ مکرمہ میں داخل ہونا جائز ہے۔
(معلم الحجاج ص ۹۴ تا ۹۶ و ہکذا فی حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص ۴۳)

(حج کے زمانہ میں سعودیہ میں رہنے والے حضرات قانون کی گرفت سے بچنے کے لیے بغیر احرام کے حج کرنے کے لیے مکہ مکرمہ میں داخل ہو جاتے ہیں اور پھر بعد میں پریشان ہوتے ہیں کہ کیا کریں؟

ایسے حضرات کی سہولت کے پیش نظر میقات کے مسائل کچھ تفصیل سے بیان کر دیے ہیں۔ محمد رفعت قاسمی)

جدّہ سے مکہ آنے والوں کے لیے احرام؟

سوال کیا جدہ میں مستقل مقیم یا جس کی نیت پندرہ دن قیام کی ہو یا اس سے کم مدت ٹھہرے، تو کیا وہ جدہ سے بغیر احرام کے مکہ مکرمہ آ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب جدہ میں رہنے والوں کو بغیر احرام کے مکہ مکرمہ آنا جائز ہے جب کہ وہ حج وعمرہ کے ارادہ سے مکہ مکرمہ نہ جائیں۔ یہی حکم ان تمام لوگوں کا ہے جو کسی کام سے جدہ آئے تھے پھر وہاں آنے کے بعد ان کا ارادہ مکہ مکرمہ جانے کا ہو گیا۔ ان کو بھی احرام کے بغیر آنا جائز ہے۔

مسئلہ جو شخص جدہ گیا، وہاں چند دن قیام کیا، پھر مکہ مکرمہ عمرہ کرنے کی نیت سے گیا، لیکن احرام نہیں باندھا بلکہ پہلے حرم شریف کے پاس ہوٹل میں کمرہ لیا اور پھر مسجد عائشہ جا کر احرام باندھ لیا۔ اس نے غلط کیا کیونکہ جب یہ شخص عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ کو چلا تو حدود حرم میں داخل ہونے سے پہلے اس کو عمرہ کا احرام باندھنا لازم تھا اور حدود حرم میں بغیر احرام کے داخل ہونا اس کے لیے جائز نہیں تھا۔ اس لیے بغیر احرام کے حدودِ حرم میں داخل ہونے کی وجہ سے گنہگار ہوا۔ تاہم جب اس نے حرم سے باہر آ کر تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو دم ساقط ہو گیا، مگر گناہ باقی رہا توبہ واستغفار کرے۔

مسئلہ اگر یہ شخص عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ کو نہ جائے بلکہ یوں ہی جائے یا طواف کی نیت سے جائے اور حرم شریف کے باہر ہوٹل میں کمرہ لے لے اور طواف کر کے واپس ہو جائے، یا ہوٹل میں قیام کے بعد عمرہ کرنے کا ارادہ پیدا ہوا اور مسجد عائشہ جا کر احرام باندھا تو اس صورت میں گنہگار نہیں۔ کیونکہ یہ شخص عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ نہیں آیا تھا بلک مکہ شریف پہنچنے کے بعد اس کا

ارادہ ہوا کہ عمرہ بھی کرلوں۔ اس لیے بغیر احرام کے حرم شریف میں آنے کا گناہ اس کے ذمہ نہیں۔ اب اگر یہ عمرہ کرنا چاہتا ہے تو اہل مکہ کی طرح حرم سے باہر جا کر احرام باندھ کر آئے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۰۲ او ہکذا فی فتاوی رحیمیہ ج ۵ ص ۲۲۶ و جواہر الفقہ ص ۴۸۷)

بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونا؟

سوال: میں طائف میں سروس کرتا ہوں۔ میں ہر جمعہ کو مکہ مکرمہ جا کر نماز جمعہ پڑھتا ہوں اور بھائی وہاں پر مقیم ہیں ان سے ملاقات کرتا ہوں۔ میرے ساتھی کا کہنا ہے کہ بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے دم دینا پڑے گا کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: جو لوگ میقات سے باہر رہتے ہیں۔ اگر وہ مکہ مکرمہ آئیں خواہ ان کا آنا کسی ذاتی کام ہی کے لیے ہو، ان کے ذمہ میقات سے حج یا عمرہ کا احرام باندھنا لازم ہے۔ اگر وہ احرام کے بغیر مکہ مکرمہ چلے گئے اور واپس آکر میقات پر احرام نہیں باندھا تو وہ گنہگار ہوں گے اور ان کے ذمہ حج یا عمرہ بھی واجب ہوگا۔

حنفی مذہب کے مطابق آپ جتنی مرتبہ بغیر احرام کے مکہ مکرمہ گئے آپ کے ذمہ اتنے عمرے لازم ہیں اور جو کوتاہی ہو چکی اس پر استغفار بھی کیا جائے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۹۸ و ہکذا فی فتاوی رحیمیہ ج ۸ ص ۳۰۱ و ہدایہ ص ۲۱۴)

مسئلہ: کیونکہ طائف میقات سے باہر ہے، لہٰذا وہاں سے بغیر احرام کے آنا صحیح نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۹۵)

جس کی فلائٹ یقینی نہ ہو وہ احرام کہاں سے باندھے؟

سوال: میں پی، آئی، اے کا ملازم ہوں، عمرہ کرنے کا ارادہ ہے ملازمین کو فری ٹکٹ ملتا ہے مگر ان کی سیٹ کا تعین نہیں ہوتا جس دن جس جہاز میں خالی سیٹ ہوتی ہے اس وقت ملازم جا سکتا ہے۔ سیٹ کے لیے اکثر دو تین دن تک چکر لگانے پڑتے ہیں، ایسے میں گھر سے احرام باندھ کر چلنا محال ہے، کیا جدہ پہنچ کر ایک دو دن قیام کے بعد عمرہ کا احرام باندھ لیا جائے؟

جواب: جب منزل مقصود جدہ نہیں ہے، بلکہ مکہ مکرمہ ہے، تو احرام میقات سے پہلے باندھنا ضروری ہے۔ ایئر لائن کے ملازمین کو چاہئے کہ جب ان کی سیٹ کا تعین ہو جائے اور بورڈنگ کارڈ مل جائے تب احرام باندھیں۔ اگر انتظار گاہ میں احرام باندھنے کا وقت ہو تو وہاں باندھ لیں،

Marfat.com

ورنہ جہاز پر سوار ہوکر باندھ لیں۔ (آپ کے مسائل ج ۴ص ۹۴)

مسئلہ احرام باندھنے کے لیے غسل کرنا، نوافل پڑھنا شرط نہیں مستحب ہے، لہٰذا عذر کی صورت میں (ٹکٹ کنفرم نہ ہونے میں) صرف سلے ہوئے کپڑے اتار کر چادریں پہن لیں اور عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں، بس احرام بندھ گیا۔ اور یہ کام جہاز میں سوار ہونے سے پہلے بھی ہوسکتا ہے اور جہاز پر سوار ہوکر بھی ہوسکتا ہے، جدہ جا کر احرام باندھنا درست نہیں، کیونکہ پرواز کے دوران جہاز میقات سے (بلکہ بعض اوقات حدودِ حرم سے) گزر کر جدہ پہنچتا ہے۔ اس لیے جہاز پر سوار ہونے سے پہلے یا سوار ہوکر احرام باندھ لینا ضروری ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ص ۹۵)

(نیت اور تلبیہ کے بغیر احرام کے احکامات جاری نہیں ہوتے، اس دشواری سے بچنے کے لیے گھر یا ایر پورٹ سے اگر وقت ہو نفل پڑھ کر احرام باندھ لیں لیکن تلبیہ و نیت جہاز میں سوار ہوکر کریں۔ محمد رفعت قاسمی)

غیر ممالک سے جدہ پہنچنے والے کہاں سے احرام باندھیں؟

مسئلہ اگر پاکستان (یا انڈیا) سے عمرہ کرنے کے ارادہ سے گئے ہیں تو پھر جدہ میں احرام نہیں باندھنا چاہئے۔ اپنے وطن سے احرام باندھ کر جانا چاہئے یا جہاز میں احرام باندھ لیا جائے۔ اگر کسی نے جدہ سے احرام باندھا تو اس کے ذمہ دم لازم ہے یا نہیں؟ اس میں اکابر کا اختلاف رہا ہے۔ احتیاط کی بات یہ ہے کہ کوئی ایسا کر چکا ہو تو دم دیدیا جائے اور آئندہ کے لیے اس سے پرہیز کیا جائے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ص ۱۰۱)

جدہ سے احرام کب باندھ سکتا ہے؟

مسئلہ اگر کوئی شخص کراچی سے جدہ کا سفر عزیزوں سے ملنے کے لیے کر رہا ہے اور کراچی سے اس کی نیت عمرہ کے سفر کی نہیں تو اس کو میقات سے احرام باندھنے کی ضرورت نہیں۔ جدہ پہنچ کر اگر اس کا ارادہ عمرہ کرنے کا ہو جائے تو جدہ سے احرام باندھ لے، اگر عمرہ ہی کے لیے سفر کر رہا ہو تو اس کو میقات سے پہلے احرام باندھنا ضروری ہے۔ لہٰذا مذکورہ صورت میں جب پہلے جدہ کا ارادہ ہے تو احرام باندھنا ضروری نہیں ہے، اس کے بعد پھر جب جدہ سے عمرہ کا ارادہ کرے تو وہاں سے احرام باندھے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ص ۱۰۱ و ہکذا فی فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ص ۲۹۲ و زبدۃ المناسک ج ۱ص ۴۵)

Marfat.com

ہندوستانی اور پاکستانی کہاں سے احرام باندھیں؟

مسئلہ: یہ بات یاد رکھیں آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والوں کے لیے میقات یا میقات کی محاذات پر احرام باندھ لینا واجب ہے بغیر احرام کے میقات یا محاذات میقات سے مکہ کی طرف بڑھنا جائز نہیں ہے، اگر ایسا کیا تو اس پر دم لازم ہوگا۔ البتہ میقات یا محاذات میقات سے پہلے ہی کوئی احرام باندھ لے تو یہ جائز بلکہ افضل ہے۔ (احکام حج ۳۹)

مسئلہ: جو حجاج کرام ہندوستان یا پاکستان سے مکہ مکرمہ جانے کیلئے ہوئی جہاز سے سفر کرتے ہیں ان کو ہوائی جہاز میں سوار ہونے سے پہلے یا ہوائی جہاز پر روانہ ہو کر گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ گزر جانے پر احرام باندھ لینا چاہیے، جدہ تک احرام مؤخر کرنا جائز نہیں ہے اگر مؤخر کریں گے تو گناہ بھی ہوگا اور دم بھی لازم ہوگا، اسلئے کہ ہوائی جہاز حدود میقات سے گزر کر جدہ پہنچتا ہے اور ہوائی جہاز کے مسافروں کو یہ معلوم ہونا مشکل ہے کہ جہاز کس وقت حدود میقات کے اندر داخل ہوگا اور اگر حدود میقات کا علم ہو بھی جائے تو اس سے پہلے پہلے احرام باندھ کر فارغ ہونا مشکل ہے، اسلیے کہ ہوائی جہاز بہت ہی تیز رفتار کیساتھ پرواز کرتا ہے اور ساتھ ساتھ اسوقت احرام باندھنے میں احرام کے سنن و مستحبات کی رعایت بھی مشکل ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۴۱۰ و ہکذا فی جواہر الفقہ ص ۴۷۲ و عمدۃ الفقہ ج ۴ ص ۹۲ و احکام حج ص ۱۰۰)

مسئلہ: اگر آپ کا جہاز اتنی بلندی سے پرواز کرتا ہوا خط میقاتی پر سے گزرا ہے کہ وہ زمین پر سے نظر نہیں آ سکتا ہے تو آپ پر کوئی دم دینا واجب نہیں ہے، اور اگر آپ کا ہوائی جہاز اتنا نیچے نیچے پرواز کر کے گیا ہے کہ زمین پر سے نظر آ سکتا ہے تو ایک دم واجب ہوگا۔

ہوائی جہاز کے محکمہ سے اس کی تصدیق ہو سکتی ہے کہ ہوائی جہاز کتنی بلندی سے پرواز کرتا ہے۔ (منتخب نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۴۰)

مسئلہ: بغیر احرام باندھے میقات سے گزرنا حرام ہے اس کی تلافی کے لیے دم دینا لازم ہے۔ بشرطیکہ اس کے آگے جہاں سے اس کو گزرنا ہے کوئی اور میقات نہ ہو۔ اور افضل یہ ہے کہ پہلے ہی سے احرام باندھ لے، بشرطیکہ اپنے نفس کی طرف سے اطمینان ہو کر منافی احرام کوئی حرکت سرزد نہ ہوگی۔ اور اگر یہ اطمینان نہ ہو تو افضل یہ ہی ہے کہ آخری میقات پر جہاں سے گزرنا ہے احرام باندھ لے۔ (کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۰۴۶ و ہکذا فی معلم الحجاج ص ۹۲)

Marfat.com

ریاض سے سفر کرنے والا احرام کہاں سے باندھے؟

سوال ریاض سے جب عمرہ یا حج کرنے کے لیے ہوائی جہاز سے جدہ جاتے ہیں، تو دوران سفر ہوائی جہاز کا عملہ اعلان کرتا ہے کہ میقات آ گئی احرام باندھ لیں۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ جہاز میں جو اعلان ہوتا ہے میقات آنے کا وہاں اگر احرام نہ باندھا جائے تو کیا حرج ہے؟

جواب ایسے لوگ جو میقات سے گزر کر جدہ آتے ہیں، ان کو میقات سے پہلے احرام باندھنا چاہیے۔ احرام باندھنے کے لئے نفل پڑھنا سنت ہے۔ اگر موقع نہ ہو تو نفلوں کے بغیر بھی احرام باندھنا صحیح ہے۔ جدہ سے مکہ جاتے ہوئے راستہ میں کوئی میقات نہیں البتہ اس میں اختلاف ہے کہ جدہ میقات کے اندر ہے یا خود میقات ہے۔

جو لوگ ہوائی جہاز سے سفر کر رہے ہوں ان کو چاہیے کہ ہوائی جہاز پر سوار ہونے سے پہلے احرام باندھ لیں یا کم از کم چادر ہی پہن لیں اور جب میقات کا اعلان ہو تو جہاز میں احرام باندھ لیں یعنی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں جدہ پہنچنے کا انتظار نہ کریں۔

مسئلہ احرام باندھنا میقات سے پہلے فرض ہے۔ ہوائی جہاز سے سفر ہو تو ہوائی جہاز پر سوار ہونے سے پہلے احرام باندھ لیا جائے۔ جدہ تک احرام کے مؤخر کرنے کے جواز میں علماء کا اختلاف ہے۔ احتیاط کی بات یہی ہے کہ احرام کو جدہ تک مؤخر نہ کیا جائے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۹۲)

بحری جہاز کے ملازم احرام کہاں سے باندھیں؟

جواب اگر یہ بحری جہاز کے ملازمین صرف جدہ تک جائیں گے اور پھر واپس آ جائیں گے ان کو مکہ مکرمہ نہیں جانا تو وہ احرام نہیں باندھیں گے۔ اگر ان کا ارادہ مکہ مکرمہ جانے سے پہلے مدینہ طیبہ جانے کا ہے تب بھی ان کو احرام باندھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر وہ حج کا قصد رکھتے ہیں اور جدہ پہنچتے ہی ان کو مکہ مکرمہ جانا ہے تو ان کو "یلملم" سے احرام باندھنا لازم ہے۔ اس لیے جو ملازمین ڈیوٹی پر ہوں وہ سفر کے دوران صرف جدہ جانے کا ارادہ کریں۔ وہاں پہنچ کر جب ان کو مکہ مکرمہ جانے کی اجازت مل جائے تب وہ جدہ سے احرام باندھ لیں۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۹۳)

Marfat.com

مکہ میں آیا ہوا شخص احرام کہاں سے باندھے؟

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی کام سے یا ڈیوٹی پر، یا کسی رشتہ دار سے ملنے، یا مریض کی عیادت کے لیے، یا تجارت وغیرہ کی غرض سے مکہ مکرمہ میں آیا ہوا ہے اور حج کا وقت آ گیا، اس کے دل میں خیال آیا کہ میں حج کر لوں تو اپنی جائے اقامت سے ہی حج کی نیت کر کے احرام پہن لے۔

مسئلہ: اگر یہ شخص (جو مکہ میں آیا ہوا ہے) عمرہ کی نیت کرے تو حرم شریف سے نکل کر مسجد عائشہ یا جعرانہ، یا کسی جگہ حدود حرم سے باہر احرام باندھنے کے لیے جانا ہوگا۔

(حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص ۲۸)

مسئلہ: جو شخص مکہ مکرمہ میں پہنچ گیا اور عمرہ کر کے حلال ہو گیا تو اس کی میقات اب مثل مکہ مکرمہ والوں کی میقات کے ہے یعنی حج کے لیے حرم شریف اور عمرہ کرنے کے لیے مسجد عائشہ سے احرام باندھنا افضل ہے۔ (معلم الحجاج ص ۹۳)

مکی، حج کا احرام کہاں سے باندھے؟

سوال: ہم مکہ مکرمہ کی حدود میقات کے اندر مقیم ہیں۔ ہم فریضۂ حج یا عمرہ کے لیے اپنی رہائش گاہ سے احرام باندھ سکتے ہیں یا میقات جانا ہوگا؟

جواب: جو لوگ میقات اور حدود حرم کے درمیان رہتے ہیں ان کے لیے "حِل" میقات ہے، حج وعمرہ دونوں کا احرام حدود حرم میں داخل ہونے سے پہلے باندھ لیں۔ اور جو لوگ مکہ مکرمہ میں یا حدود حرم کے اندر رہتے ہیں وہ حج کا احرام حدود حرم کے اندر سے باندھیں اور عمرہ کا احرام حدود حرم سے باہر نکل کر "حِل" سے باندھیں چنانچہ اہل مکہ حج کا احرام مکہ سے باندھتے ہیں اور عمرہ کا احرام باندھنے کے لیے "مسجد عائشہ" جاتے ہیں یا جعرانہ جاتے ہیں۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۹۲)

مسئلہ: اگر مکی شخص میقات سے باہر نکل جائے گا تو واپسی میں اس کو بھی مثل آفاقی کے میقات سے احرام باندھنا واجب ہے۔ (معلم الحجاج ص ۹۴)

مسئلہ: متمتع عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ پہنچا اور عمرہ کر کے حلال ہو کر مکہ مکرمہ میں ٹھہرا ہوا ہے تو وہ شخص حج کا احرام حدود حرم کے اندر جہاں سے چاہے باندھ سکتا ہے اپنے کمرہ میں سے بھی باندھ سکتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۳۰۴ بحوالہ ہدایہ اولین ص ۲۴۱ باب تمتع)

مسئلہ: تمتع کرنے والے کو چاہئے کہ جب عمرہ کے اعمال سے فارغ ہو جائے تو سر منڈوا کر یا

Marfat.com

بال کترواکر حلال ہو جائے اور آٹھ تاریخ کو حج کا احرام باندھے۔اس احرام میں نویں تاریخ یعنی یوم عرفہ تک احرام باندھنے میں تاخیر جائز ہے۔جب کہ عرفات میں وقوف کرنا اس کے وقت میں ممکن ہو۔

(کتاب الفقہ ج۱ص ۱۱۴۳)

مسئلہ مکی اور جو مکہ والوں کے حکم میں ہے یعنی داخل میقات رہنے والے یا عین میقات پر رہنے والے ہیں انکے لیے صرف حج افراد کرنا ہے۔تمتع اور قران ممنوع ہے

اگر حج تمتع کرلیا تو حج میں خرابی نہ آئے گی یعنی فاسد نہیں ہوگا البتہ دم دینا پڑیگا۔

(فتاوی رحیمیہ ج ۵ص ۲۲۱ بحوالہ ہدایہ اولین ۲۴۳ ودر مختار مع الشامی ج ۲ص ۲۷۰)

بیہوش و مریض کا احرام

مسئلہ اگر کوئی شخص احرام باندھنے کے وقت بیہوش ہو جائے تو ساتھی کو چاہئے کہ اپنے احرام باندھنے سے پہلے یا بعد میں بیہوش کی طرف سے بھی احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے۔جب ساتھی نے اس کی طرف سے احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیا تو بیہوش کا احرام بندھ گیا۔

مسئلہ بیہوش کی طرف سے احرام باندھنے کے لیے اس کے حکم یا اجازت کی ضروت نہیں اس نے حکم کیا ہو یا نہ کیا ہو، ساتھی اگر اس کی طرف سے اس کے احرام باندھ دے گا تو بہر صورت اس کا احرام صحیح ہو جائے گا۔

مسئلہ جس وقت بیہوش کو ہوش آجائے تو تعیین احرام کی کر کے باقی افعال حج خود ادا کرے اور ممنوعات احرام سے بچے اور اگر ہوش نہ آئے تو جس شخص نے اس کی طرف سے احرام کی نیت کی ہے وہ یا کوئی دوسرا شخص وقوف عرفہ اور طواف وغیرہ اس کی طرف سے نیت کر کے اگر ادا کرے گا تو حج ہو جائے گا بیہوش کو ساتھ لے جانا ضروری نہیں ہے مگر بہتر یہ ہے کہ ساتھ لے جائے۔

مسئلہ اور جو شخص ایسے بیہوش کی طرف سے طواف اور سعی کر کے اس کو اپنا طواف اور سعی علیحدہ کرنی ہوگی، ایک طواف اور سعی دونوں کی طرف سے کافی نہ ہوگا۔(جبکہ بیہوش ساتھ نہ ہو)۔

مسئلہ بے ہوش کو ساتھ لے جانے کی حالت میں ایک طواف اور سعی دونوں کی طرف سے ہو جائے گا کیونکہ بیہوش خود طواف اور سعی میں موجود ہے، البتہ بیہوش کی طرف سے نیت الگ کرنی ہوگی۔

(وہیل چیر وغیرہ پر جب مریض یا بیہوش کو ساتھ لے کر طواف وسعی کر رہے ہیں یا کرا

Marfat.com

رہے ہیں تو اس کی نیت بھی خود کرانے والا کرلے تو دونوں کی طرف سے ادا ہو جائے گا۔ محمد رفعت قاسمی)

مسئلہ بے ہوش سے کوئی فعل ممنوعات احرام میں سے ہوگیا گو بلاارادہ ہو، اس کی جزاء بے ہوش پر ہوگی، جس نے اس کی طرف سے احرام کی نیت کی ہے اس پر واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ جو شخص خود بھی احرام باندھے اور بیہوش کی طرف سے بھی احرام باندھا ہے اگر وہ کوئی فعل ممنوعات احرام میں سے کرے گا تو صرف ایک ہی جزاء واجب ہوگی۔

مسئلہ اگر احرام کے بعد کوئی شخص بیہوش ہو جائے تو اس کو عرفات اور طواف وغیرہ میں ساتھ لے جانا واجب ہے، دوسرے شخص کی نیابت کافی نہ ہوگی اور جب ایسے بیہوش کو کوئی دوسرا شخص طواف کرائے تو کرانے والے کے لیے طواف کی نیت کرنی شرط ہے۔

مسئلہ اگر ایسے بیہوش کو خود اٹھا کر طواف کرایا اور اپنی طرف سے طواف کی نیت بھی کرلی تو دونوں کو ایک طواف کافی ہو جائے گا بشرطیکہ بیہوش کی طرف سے بھی نیت طواف کی ہو۔

مسئلہ اگر اٹھانے والا (طواف کرنے والا) حج کا طواف کرتا ہے اور بے ہوش کو عمرہ وغیرہ کا طواف کرتا ہے تب بھی جائز ہے۔ نیت مختلف ہونے سے کچھ مضائقہ نہیں لیکن بے ہوش کی طرف سے طواف کی نیت کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ کوئی شخص مریض ہے بے ہوش نہیں ہے اور وہ احرام کے وقت سو گیا اور کسی دوسرے شخص کو احرام باندھنے کے لئے اس نے کہہ دیا تھا اور دوسرے شخص نے اس کی طرف سے اس کے احرام باندھ دیا تو احرام صحیح ہو گیا۔ جاگنے کے بعد باقی افعال حج خود ادا کرے اور ممنوعات احرام سے بچے اور اگر اس کے حکم کے بغیر کسی نے اس کی طرف سے احرام باندھ دیا تو اس کا احرام صحیح نہ ہوگا اسی طرح ایسے مریض کو دوسرا کوئی طواف سونے کی حالت میں کرائے تو اس کے لیے بھی اس کا حکم اور فوراً طواف کرانا شرط ہے، اگر بغیر اس کے حکم کے یا کچھ دیر کے بعد طواف کرایا تو طواف نہ ہوگا۔ (معلم الحجاج ص ۱۰۸)

احرام باندھنے کے بعد بغیر حج کے واپسی؟

سوال اتفاق سے کوئی حاجی جو گھر سے احرام باندھ کر چلا ہو کسی مجبوری کے سبب ایئر پورٹ سے واپس آجائے اور حج کے لیے نہ جاسکے تو کیا حکم ہے؟

Marfat.com

جواب گھر سے احرام کی چادریں پہن لینی چاہئے۔ مگر احرام نہ باندھا جائے احرام اس وقت باندھا جائے جب سیٹ پکی ہو جائے۔ احرام باندھنے کا مطلب ہے حج یا عمرہ کی نیت سے تلبیہ پڑھ لینا۔

اور اگر احرام باندھ چکا تھا یعنی احرام کا کپڑا پہن کر تلبیہ پڑھ کر حج یا عمرہ کی نیت کر چکا تھا اس کے بعد نہیں جا سکا تو وہ احرام نہیں اتار سکتا جب تک قربانی کی رقم کسی کے ہاتھ مکہ مکرمہ بھیج دے اور آپس میں یعنی جس کے ہاتھ رقم بھیج رہا ہے یہ طے ہو جائے کہ فلاں دن قربانی کا جانور ذبح ہوگا۔ جب قربانی کا جانور ذبح ہو جائے تب یہ احرام کھولے اور آئندہ اس حج کو قضاء کرے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۰۶)

احرام باندھنے والا احرام میں شرط لگالے

مسئلہ اگر کوئی شخص احرام باندھنے والا یہ کہے کہ اگر مجھے کوئی مانع پیش آ گیا تو میرا احرام وہیں پر کھل جائے گا یا اسی طرح احرام باندھتے وقت کوئی اور الفاظ کہے۔ اور اس کے بعد کسی حادثہ کی وجہ سے عمرہ وحج کے اعمال پورے نہ کر سکا تو اس کے لئے احرام کھول دینا جائز ہوگا، اس پر کوئی جرمانہ واجب نہ ہوگا۔ تو یہ عذر شرعی ہوگا اور احرام کھول دینا جائز ہوگا۔

(حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص ۷)

مسئلہ سنت یہی ہے کہ اگر مانع پیش آنے کا ڈر ہو تو احرام باندھتے وقت شرط لگا دے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ جب ضباعہ بنت الزبیر بن عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی مرض کا شکوہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔

(حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص ۴۱)

حالت احرام میں عذر کے مسائل

اگر کوئی واجب ترک کیا جاتا ہے تو اگر بے عذر ترک کیا گیا تو قربانی کرنی ہوگی اور بعذر ترک کرنے میں کچھ نہیں نہ قربانی نہ صدقہ۔

اگر ممنوعات احرام میں سے کسی چیز کا ارتکاب بلا عذر کیا جائے تو کہیں قربانی واجب ہوتی ہے کہیں صدقہ جیسا کہ گذشتہ بیان سے واضح ہو چکا اور کسی عذر سے ارتکاب کیا جائے تو اگر اس کے بے عذر ارتکاب سے قربانی واجب ہوتی تھی تو اب اختیار دیا جائے گا

Marfat.com

چاہے قربانی کرے چاہے قربانی کے بدلے چھ مسکینوں کو ایک ایک مقدار صدقہ فطر کی دیدے چاہے تین روزے رکھ لے جہاں چاہے رکھے اور جس وقت چاہے رکھے اور اگر اس کے بے عذر ارتکاب سے صدقہ واجب ہوتا تھا تو اب اختیار دیا جائے گا چاہے صدقہ دیدے اور چاہے ہر صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھ لے۔

(افضل یہ ہے کہ یہ مسکین مکہ مکرمہ کے رہنے والے ہوں، اس مسکینوں کی تعداد ''چھ'' کا ہونا ضروری ہے، اگر کوئی شخص چھ مسکینوں کی مقدار صدقۂ فطر تین یا چار مسکینوں کو دیدے تو کافی نہیں)۔

عذر کی مثالیں

① بخار (مثلاً کسی کو بخار چڑھا اور اس نے سر ڈھانک لیا یا کوئی سلا ہوا کپڑا پہن لیا)۔

② سردی (مثلاً کسی کو سردی بہت معلوم ہوئی اس نے کوئی سلا ہوا کپڑا پہن لیا، بغیر سلا ہوا گرم کپڑا کوئی اس کے پاس نہ تھا)۔

③ زخم (مثلاً زخم پر پھاہا وغیرہ رکھنے کے لیے بال اس مقام کے منڈائے یا کوئی خوشبودار مرہم اس مقام پر رکھا)۔

④ دردِ سر (مثلاً دردِ سر کے دور کرنے کے لیے کوئی خوشبودار لیپ استعمال کیا)۔

⑤ جوئیں (مثلاً جوئیں سر میں پڑگئیں اور اس ضرورت سے اس نے بال منڈوا ڈالے)۔

عذر کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ہر وقت رہے نہ یہ ضروری ہے کہ اس سے خوف مرجانے کا ہو بلکہ صرف تکلیف اور مشقت کا ہونا کافی ہے، خطا اور نسیان اور بیہوشی اور مجبور ہونا (مثلاً کسی محرم سے کسی نے کہا کہ میں تجھ کو قتل کیئے ڈالتا ہوں نہیں تو تو اپنا سر منڈوا لے یا یہ خوشبودار لباس پہن لے) اور سونا (مثلاً کسی محرم نے سونے کی حالت میں اپنا سر چادر میں ڈھانک لیا اور کوئی فعل کیا) اور مفلسی کا شمار عذر میں نہیں ہے بلکہ ان حالتوں میں جو جنابت صادر ہوگی اس کا کفارہ ضرور دینا ہوگا ہاں آخرت کا گناہ اس کے ذمہ نہ ہوگا۔

(مفلسی سے مراد یہ ہے کہ کسی سے کوئی جنایت صادر ہوئی اور اس کی وجہ سے اس پر قربانی یا صدقہ واجب ہو اور اس کے پاس اس قدر روپیہ نہیں ہے جو وہ قربانی کر سکے یا صدقہ دے سکے تو وہ شخص معذور نہ سمجھا جائے گا اس پر جو قربانی یا صدقہ واجب ہوا تھا واجب رہے گا ہاں

Marfat.com

یہ اس کو اختیار ہے کہ جب اس کو مقدور ہو تب کفارہ ادا کرے اور اگر مرتے دم تک اتنی قدرت حاصل نہ ہوئی تو امید ہے کہ حق تعالیٰ اس سے درگذر فرمائے۔ (علم الفقہ مع حاشیہ ج ۵، ۵۰)

احرام میں کیسا جوتا پہنا جائے؟

مسئلہ موزے اور ایسا جوتا جو قدم کے بیچ میں ابھری ہوئی ہڈی کو چھپا لے یہ احرام میں ممنوع ہے، اگر ایسا جوتا یا موزہ ایک دن یا ایک رات پہنے رہا تو دم واجب ہے اور اس سے کم میں صدقہ بقدر صدقۃ الفطر۔ (احکام حج ص ۹۵)

مسئلہ بعض لوگ احرام میں ایسا سلیپر یا جوتہ استعمال کرتے ہیں جس سے قدم کے بیچ کی ہڈی (جو نیچے سے اوپر کی جانب ہے اور اٹھی ہوئی ہے) چھپ جاتی ہے، ایسا سلیپر اور جوتہ احرام میں مردوں کو استعمال کرنا جائز نہیں، جس سے ہڈی چھپ جائے اس لیے یا تو اتنا حصہ کاٹ دیا جائے یا اس کے اگلی جانب کپڑا دیدے تا کہ ہڈی کھلی رہے۔

(معلم الحجاج ص ۳۵۸ و ہکذا فی فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۵۵)

مسئلہ محرم نے احرام کی حالت میں اگر بوٹ پہنا اور کعبین چھپے رہے (اٹھی ہوئی ہڈی) تو اس کے ذمہ دم جنایت لازم ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۵۵ بحوالہ بدائع ج ۱ ص ۱۸۶)

احرام کی حالت میں پیر کی ہڈی کہاں تک کھلی رہے؟

مسئلہ احرام میں کعب سے مراد وہ جوڑ (پنڈلی اور قدم کا) ہے جو قدم کے درمیانی حصہ میں اس جگہ ہوتا ہے جس جگہ جوتہ کے تسمے باندھے جاتے ہیں۔ اس کے برخلاف وضو میں کعب سے مراد وہ دو ہڈیاں (ٹخنے) ہیں جو پاؤں میں ابھری ہوئی ہوتی ہیں۔ اور حدیث (جس میں خفین کو کعب کے نیچے تک کاٹنے کا حکم ہے) میں کعب کے مذکورہ دو مصداق میں سے کوئی مصداق معین نہیں ہے لیکن کعب کا دونوں معنوں میں استعمال موجود ہے اس لیے احتیاطاً پہلے معنی پر محمول کیا گیا ہے فتح القدیر میں یہی مذکور یعنی مسئلہ احرام میں بتقاضہ احتیاط کعب سے مراد وسط قدم کا مذکورہ جوڑ مراد لیا گیا ہے، کیونکہ احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ ایسے معنی مراد لئے جائیں جس میں پاؤں کا زیادہ سے زیادہ حصہ کھلا رہے۔ (بحر الرائق ج ۲ ص ۳۲۴ و شامی ج ۲ ص ۴۹۰ میں تفصیل دیکھئے)

حاصل یہ کہ احرام کی حالت میں دونوں ٹخنوں اور پیروں کے اوپر جہاں بال اگتے ہیں جو ابھرا ہوا حصہ ہے اس کا کھلا رہنا ضروری ہے۔ پس احرام کی حالت میں مردوں کو بہتر تو ہوائی چپل

Marfat.com

پہننا ہے اور اگر جوتہ یا چپل ایسا ہو جو ٹخنوں اور مذکورہ پیروں کے بالائی حصہ کو نہ چھپاتا ہو تو اس کا پہننا بھی درست ہے، البتہ اگر ایڑی، پنجہ انگلیاں چھپی رہیں تو کوئی حرج نہیں۔ (محمد رفعت قاسمی)

احرام کی حالت میں پھول وغیرہ کا استعمال؟

مسئلہ احرام پہننے کے بعد گلے میں پھولوں کا ہار ڈالنا مکروہ ہے، عام طور پر لوگ اس طرف خیال نہیں کرتے ہیں اور خوشبودار پھول قصداً سونگھنا بھی مکروہ ہے مگر اس سے کچھ لازم نہیں آتا۔ (احکام حج ص ۹۴)

مسئلہ احرام کی حالت میں خوشبو، چھونا یا سونگھنا، خوشبو والے کی دوکان پر خوشبو سونگھنے کے لیے بیٹھنا، خوشبودار میوہ اور خوشبودار گھاس کو سونگھنا اور چھونا مکروہ ہے، اگر بلاارادہ خوشبو آ جائے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۱۴)

مسئلہ احرام باندھنے کے بعد دھونی دیا ہوا کپڑا پہننا مکروہ ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۱۴)

مسئلہ حرام کی حالت میں پھول اور خوشبودار پھل سونگھنے سے کوئی جزاء واجب نہیں ہوتی لیکن سونگھنا مکروہ ہے۔ (معلم الحجاج ص ۲۲۷ و ہکذا کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۰۵۶)

مسئلہ احرام کی حالت میں عطر والے کی دوکان پر بیٹھنے سے کوئی مضائقہ نہیں البتہ سونگھنے کی نیت سے بیٹھنا مکروہ ہے۔ (معلم الحجاج ص ۲۲۹)

مسئلہ احرام کی حالت میں ایسے مکان میں داخل ہوا جس میں کسی چیز کی دھونی دی گئی تھی اور احرام والے کے کپڑوں میں خوشبو آنے لگی اور خوشبو کپڑوں کو بالکل نہیں لگی تو کچھ بھی واجب نہیں ہے۔ (معلم الحجاج ص ۲۳۰)

مسئلہ احرام کی حالت میں خوشبو یعنی عطریات (وغیرہ) کا سونگھنا یا اس کا پاس رکھنا مکروہ ہے۔ (کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۰۵۶)

مسئلہ حالت احرام میں حجر اسود کا بوسہ نہ لیں، اور نہ ہاتھ لگائیں کیونکہ اس میں خوشبو لگی ہوتی ہے۔ (معلم الحجاج ص ۲۳۲)

احرام سے پہلے خوشبو لگانا؟

سوال غسل کرنے کے بعد احرام باندھنے سے پہلے بدن اور احرام کے کپڑوں پر خوشبو لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

Marfat.com

جواب احرام باندھنے سے پہلے تیل اور سرمہ لگانا جائز ہے۔اور خوشبو لگانے میں یہ تفصیل ہے کہ بدن کو خوشبو لگانا مطلقاً جائز ہے اور کپڑوں کو ایسی خوشبو لگانا جائز ہے جس کا جسم پر اثر باقی نہ رہے۔اور جس خوشبو کا اثر باقی رہے وہ کپڑوں پر لگانا ممنوع ہے۔ (آپ کے مسائل ج۴ص ۸۷)

مسئلہ احرام باندھنے سے پہلے (جسم پر) عطر لگایا اور احرام باندھنے کے بعد (بدن پر) اس کی خوشبو باقی ہے تو کچھ حرج نہیں چاہے کتنی مدت تک باقی رہے۔ (معلم الحجاج ص ۲۲۹)

مسئلہ بنا خوشبو کا سرمہ احرام کی حالت میں لگانا جائز ہے اور اگر خوشبودار ہو تو صدقہ ہے، لیکن اگر دو مرتبہ سے زیادہ لگایا تو دم واجب ہوگا۔

(معلم الحجاج ص ۲۳۲ وہکذا فی کتاب الفقہ ج ۱ص ۱۰۵۸ و احکام حج ص ۹۴)

احرام سے پہلے خوشبو لگانے کی وجہ یہ ہے کہ احرام باندھنے کے بعد محرم خاک آلود ہو جائے گا۔اس کے جسم و کپڑوں سے پسینہ اور میل کی بو آنے لگے گی، اس لیے ضروری ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے اس کی کچھ تلافی کر لی جائے، تاکہ صورت حال کچھ دیر سے بگڑے۔

(رحمۃ اللہ الواسعہ ج ۴ص ۳۱۸)

احرام میں گردن و کان ڈھانکنا؟

سوال احرام کی حالت میں ضرورت کے وقت کانوں پر، گردن و پیشانی پر رومال باندھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب گردن اور کانوں پر کپڑا ڈالنے میں کوئی حرج نہیں، پیشانی ڈھانکنا جائز نہیں، البتہ ضرورت کے وقت جائز ہے، مگر جزاء بہرحال لازم ہوگی، جس کی تفصیل یہ ہے کہ بلا عذر چہرہ یا سر کا چوتھائی حصہ یا چوتھائی سے زیادہ ایک دن یا ایک رات ڈھانکا تو دم واجب ہے، اور چوتھائی سے کم یا ایک دن یا ایک رات سے کم ڈھانکا تو نصف صاع صدقہ واجب ہے یعنی مقدار صدقۂ فطر۔اور عذر سے ڈھانکا تو پہلی صورت میں اختیار ہے دم دے یا تین صاع چھ مساکین پر صدقہ کرے یا تین روزے رکھے۔اور دوسری صورت میں نصف صاع ایک مسکین کو صدقہ دے یا ایک دن کا روزہ رکھے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ص ۵۳۳ بحوالہ رد المحتار ج ۲ص ۲۲۷ وہکذا احکام حج ص ۹۵)

مسئلہ احرام کی حالت میں علاوہ سر اور منہ کے پورے بدن کو ڈھانپنا جائز ہے نیز کان و گردن اور پیروں کو رومال و چادر وغیرہ سے ڈھانپنا جائز ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۱۵)

Marfat.com

مسئلہ احرام کی حالت میں ناک، تھوڑی، اور رخسار کو کپڑے سے چھپانا مکروہ ہے، ہاتھ سے چھپانا جائز ہے۔

مسئلہ احرام کی حالت میں تکیہ پر منہ کے بل لیٹنا مکروہ ہے اور سر یا رخسار کا تکیہ پر رکھنا جائز ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۱۴)

احرام میں لحاف اوڑھنا؟

مسئلہ محرم کو حالت احرام میں سردی سے حفاظت کے لیے لحاف اوڑھنا درست ہے مگر سر کھلا رکھے، باقی تمام بدن پر لحاف رہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ص ۲۱۲)

مسئلہ پس جو کوئی سلے ہوئے کپڑوں میں احرام باندھے تو اگر بعد احرام کی نیت کرنے کے پورے دن پہنے رہے تو دم دے اور کم میں صدقہ، اور جو سونے میں سر ڈھکا تو حسب قلت و کثرت وقت کے کفارہ دے، کیونکہ سونا جاگنا اس باب میں برابر ہے، مگر سوتے کو گناہ نہیں ہوتا۔ (زبدہ) اور گناہ کا نہ ہونا اس وقت ہے کہ جب سونے کے وقت ارادہ سے نہ ڈھانکے، اور جب جاگے اس وقت معلوم ہو تو اتار دے۔ (زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک ص ۳۶۴)

مسئلہ حرام کی حالت میں سردی یا کسی اور وجہ سے کان میں روئی رکھنا جائز ہے۔ مگر خوشبو کے استعمال کی اجازت نہیں ہے (یعنی خوشبو سے تر کی ہوئی روئی کا رکھنا جائز نہیں ہے)۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ص ۲۰۱)

احرام کی حالت میں غسل کرنا؟

مسئلہ ضرورت کے لیے یعنی پاکی حاصل کرنے کے لیے یا ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے یا غبار دور کرنے کے لیے خالص پانی سے ٹھنڈا ہو یا گرم غسل کرنا جائز ہے لیکن میل دور نہ کرے۔

مسئلہ صابن (بلا خوشبو والے سے) یا دوسری میل کاٹنے والی چیز سے غسل کرنا احرام والے کے لیے جائز ہے، لیکن اس سے جوئیں نہ مرنے پائیں۔ (کتاب الفقہ ج ۱ص ۱۰۶۳)

مسئلہ بغیر خوشبو کے خالص صابن سے دھونے میں کوئی چیز واجب نہیں لیکن احرام والے کو میل دور کرنا مکروہ ہے۔ (معلم الحجاج ص ۲۳۱)

Marfat.com

احرام کی حالت میں مہندی لگانا؟

مسئلہ احرام والے کو مہندی کا خضاب کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ بھی خوشبو ہے اور حالت احرام میں خوشبو ممنوع ہے، خواہ مرد ہو یا عورت اور خواہ مہندی کا خضاب ہاتھوں میں لگایا جائے یا سر میں یا بدن کے کسی اور حصے میں۔ (کتاب الفقہ ج ا ص ۱۰۵۶)

مسئلہ ساری ڈاڑھی یا پوری ہتھیلی پر مہندی لگانے سے دم واجب ہوتا ہے، نیز اگر درد سر کی وجہ سے خضاب کیا تو جزاء واجب ہوگی۔

مسئلہ اگر سارے سر یا چوتھائی سر کا مہندی سے خضاب کیا اور مہندی پتلی پتلی لگائی خوب گاڑھی نہیں لگائی تو دم واجب ہے، اور اگر گاڑھی لگائی تو دو دم واجب ہوں گے۔ اگر سارے دن یا ساری رات لگائے رکھا، اور اگر ایک دن یا رات سے کم لگایا تو ایک دم ایک صدقہ واجب ہوگا، ایک دم خوشبو کی وجہ سے اور ایک سر ڈھانکنے کی وجہ سے۔ یہ مرد کا حکم ہے عورت پر ایک ہی دم واجب ہوگا کیونکہ اس کے لیے سر ڈھانکنا ممنوع نہیں ہے۔

(معلم الحجاج ص ۲۲۳ وہکذا فی احکام حج ص ۹۳)

حالت احرام میں بالوں یا بدن پر تیل لگانا؟

مسئلہ جن اشیاء کو انسان کے جسم پر لگایا جاتا ہے ان کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ خالص خوشبو کی چیز ہے اور خوشبو ہی کے لیے لگائی جاتی ہے، مثلاً مشک، کافور، عنبر وغیرہ ایسی چیزوں کا تیل وغیرہ میں استعمال احرام کی حالت میں کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔

دوسری چیز وہ ہے جو خالص خوشبو کی چیز نہیں ہے اور نہ اس کے معنی خوشبو کے ہیں اور نہ کسی طرح اس پر خوشبو کا اطلاق ہوتا ہے، جیسے چربی ایسی چیز کا استعمال چکنائی وغیرہ کے طور پر حالت احرام میں جائز ہے اور اس پر کوئی تاوان عائد نہیں ہوتا۔

تیسری وہ چیز ہے جو گو بذاتِ خود خوشبو نہ ہو لیکن خوشبو کی طرح ہو سکتی ہے، لہٰذا کبھی تو خوشبو اور چکنائی کے لیے اور کبھی دوا کے طور پر کام میں لائی جاتی ہے، جیسے روغن زیتون کے اگر اس کو خوشبودار چکنائی کے طور پر استعمال کیا جائے تو وہ خوشبو کے حکم میں ہے اور احرام کی حالت میں اس کا استعمال جائز نہیں ہے، لیکن اگر دوا کے طور پر استعمال ہو تو اس کا لگانا اور کھانا جائز ہے۔

(کتاب الفقہ ج ا ص ۱۰۵۹)

مسئلہ احرام کی حالت میں زخم یا ہاتھ پاؤں کی پھٹن میں تیل لگانا جائز ہے بشرطیکہ خوشبو والی نہ ہو نیز احرام کی حالت میں گھی، تیل، چربی کا کھانا جائز ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۱۶)

مسئلہ زیتون یا تل کا تیل زخم پر یا ہاتھ پاؤں کی بوائیوں یعنی پھٹن میں لگایا، ناک کان میں ٹپکایا تو دم وصدقہ نہیں ہے۔

مسئلہ زیتون یا تل کا خالص تیل اگر ایک بڑے عضو یا اس سے زیادہ پر خوشبو کے طور پر لگایا تو دم واجب ہے اور اگر اس سے کم پر لگایا تو صدقہ واجب ہے۔ اور اگر اس کو کھالیا یا دوا کے طور پر لگایا تو کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ تل کے یا زیتون کے تیل میں اگر خوشبو ملی ہوئی ہے جیسے گلاب یا چمیلی وغیرہ کے پھول ڈال دیئے جاتے ہیں اور اس کو روغن گلاب کہتے ہیں یا کوئی اور خوشبو دار تیل اگر ایک عضو کامل پر لگایا جائے تو دم ہوگا اور اس سے کم پر صدقہ۔

مسئلہ چربی، گھی، روغنِ بادام، کڑوا تیل (سرسو کا تیل یا رفائنڈ تیل وغیرہ) کھانا یا لگانا جائز ہے۔

مسئلہ جو چیزیں خود خوشبو ہیں مثلاً عنبر، مشک، کافور وغیرہ ان کے استعمال سے جزاء واجب ہوتی ہے۔ اگرچہ دوا کے طور پر ہو۔ (معلم الحجاج ص ۲۲۲)

احرام کی حالت میں خوشبودار غذا کھانا؟

مسئلہ پلاؤ، برانی، زردہ وغیرہ پکی ہوئی چیز میں زعفران، الائچی، دارچینی وغیرہ خوشبودار چیز ڈالی ہو تو ایسی پکی ہوئی چیز کھانا جائز ہے چاہے جتنی مقدار میں خوشبودار چیز ڈالی گئی ہو۔ اس کے کھانے سے کچھ واجب نہ ہوگا۔

(فتاوی رحیمیہ ج ۸ ص ۳۰۳ بحوالہ شامی ج ۲ ص ۲۷۷ وہکذا معلم الحجاج ص ۱۱۴)

مسئلہ اور جو (خوشبوئیں حقیقی کہلاتی ہیں جیسے مشک، عنبر، زعفران اگر) پکے ہوئے کھانے میں ملا ہوا کھایا تو کچھ واجب نہیں، اگرچہ غالب ہو اور جو پکا ہوا نہ ہو یعنی جو کھانا پکایا ہی نہیں جاتا تو اگر خوشبو کی چیز غالب ہے اگرچہ خوشبو نہ دے تو دم واجب ہے اور جو مغلوب (کم) ہو اگرچہ خوشبو خوب دے تو کچھ نہیں، نہ دم نہ صدقہ مگر مکروہ ہے۔ (زبدۃ المناسک ج ۲ ص ۳۵۵)

مسئلہ اگر کسی نے بہت سی خالص خوشبو کھائی یعنی اتنی کہ منہ کے اکثر حصہ میں لگ گئی تو دم

Marfat.com

واجب ہے، اور اگر تھوڑی کھائی یعنی منہ کے اکثر حصہ میں نہیں لگی تو صدقۂ فطر واجب ہے، یہ اس وقت ہے جب کہ خالص خوشبو کھائے اور اگر اس کو کسی کھانے میں ڈال کر پکایا تو کچھ واجب نہیں، اگرچہ خوشبو کی چیز غالب ہو۔ (معلم الحجاج ص ۲۴۷ وہکذا کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۰۵۷ و احکام حج ص ۹۵)

مسئلہ پان میں خوشبودار تمباکو یا الیچی ڈال کر کھانا احرام کے لیے بالاتفاق مکروہ ہے اور کتب فقہ کی بعض عبارات سے دم لازم ہونے کی طرف اشارہ نکلتا ہے، لہٰذا احتیاط ضروری ہے۔

(احکام حج ص ۹۴ وہکذا معلم الحجاج ص ۱۱۶ و امداد الاحکام ص ۱۶۳)

حالت احرام میں خوشبودار شربت پینا؟

مسئلہ ایسی بوتل، شربت اور پھولوں کا رس جن میں خوشبو ڈالی گئی ہو احرام کی حالت میں نہ پی جائیں، اگر کوئی تھوڑی مقدار میں ایک مرتبہ پیئے گا تو صدقہ (پونے دو کلو گیہوں یا اس کی قیمت) واجب ہوگا اور اگر زیادہ مقدار میں پیا تھوڑا تھوڑا دو تین بار تو دم واجب ہوگا، اور جس بوتل میں بالکل خوشبو نہ ڈالی گئی ہو وہ پینا جائز ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۳۰۲ بحوالہ شامی ج ۲ ص ۲۷۷)

مسئلہ اگر خوشبو پینے کی چیز میں ملائی اگر خوشبو غالب ہے تو دم دے اور اگر مغلوب ہے تو صدقہ دے مگر جو مغلوب کو بار بار استعمال کرے تو دم واجب ہے۔ پس اگر بہت پیا تو دم اور تھوڑا پیا تو صدقہ ہے اور اگر تھوڑا تھوڑا دو بار پیا تو دم لازم ہے۔

(زبدۃ المناسک ج ۲ ص ۱۴۱ وہکذا کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۰۵۸ و احکام حج ص ۹۲)

مسئلہ پینے کی چیز میں مثلاً چائے، قہوہ وغیرہ میں خوشبو ملائی تو اگر خوشبو غالب ہے تو دم واجب ہے اور اگر خوشبو مغلوب ہے تو صدقہ ہے، لیکن اگر کئی مرتبہ پیا تو دم واجب ہوگا اور پینے کی چیز میں خوشبو ملا کر پکانے کی وجہ سے کچھ فرق نہیں آتا پینے کی چیزیں خوشبو ڈال کر پکایا جائے یا نہ پکایا جائے بہر صورت جزاء ہے۔

مسئلہ لیمن، سوڈا یا کوئی اور بوتل شربت جس میں خوشبو نہ ملائی گئی ہو احرام کی حالت میں پینی جائز ہے اور جس بوتل میں خوشبو ملی ہو اگرچہ برائے نام ہو، وہ اگر پی جائے گی تو صدقہ واجب ہوگا لیکن اگر ایک ہی مجلس میں کئی بار پیے تو دم واجب ہوگا اور اگر خوشبو غالب ہو تو ایک ہی بار پینے میں دم واجب ہو جائے گا۔ (احکام حج ص ۹۲ وہکذا معلم الحجاج ص ۳۲۱)

Marfat.com

احرام کی حالت میں وِکس وبام استعمال کرنا؟

سوال وِکس بام جو درد سر یا سردی کی وجہ سے لگایا جاتا ہے، اسی طرح بام یا دوائیں جن میں ایک خاص قسم کی خوشبو ہوتی ہے، مرض یا درد کی وجہ سے احرام کی حالت میں لگانا کیسا ہے؟

جواب وکس بام خوشبودار چیز ہے اور اس کی خوشبو تیز ہے اگر پوری پیشانی پر لگایا دم لازم ہوگا، فقہاء کرام نے ہتھیلی کو بڑا عضو شمار کیا ہے ہاتھ کے تابع نہیں کیا۔ اس لیے پیشانی بھی بڑا عضو ہونا چاہیے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۸ص۲۸۴)

مسئلہ اگر خوشبو کو دوا کے طور پر لگایا، یا ایسی دوا لگائی جس میں خوشبو غالب ہے اور پکی ہوئی نہیں ہے تو اگر زخم ایک بڑے عضو کے برابر یا اس سے زیادہ نہیں تو صدقہ واجب ہے، اور اگر ایک بڑے عضو کے برابر ہے تو دم واجب ہے۔ عذر کی وجہ سے بام لگایا ہو تب بھی یہی حکم رہے گا۔

(معلم الحجاج ص۲۴۸)

احرام کی حالت میں چٹنی یا اچار کھانا؟

مسئلہ حالت احرام میں ایسی چیز کھائے جس میں خوشبو ملائی گئی ہو، مگر وہ پکایا نہیں گیا، جیسے چٹنی، اچار وغیرہ تو اگر خوشبو غالب ہے تو دم واجب ہوگا جب کہ مقدار کھانے کی زیادہ ہو اور اگر تھوڑا سا کھائے تو صدقہ دے اگرچہ خوشبو نہ آتی ہو، کیونکہ اس صورت میں جزاء کا مدار جزاء پر ہے نہ کہ خوشبو آنے پر، اگر اس طرح کھانا تھوڑا تھوڑا کئی بار کھایا تو دم لازم ہوگا۔ (احکام حج)

حالت احرام میں منجن یا ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا؟

مسئلہ اگر منجن یا ٹوتھ پیسٹ میں لونگ، کافور، الیچی، یا خوشبودار چیزیں ڈالی گئی ہوں اور وہ پکی ہوئی نہ ہو اور مقدار کے اعتبار سے خوشبودار چیز مغلوب ہو یعنی کم مقدار میں ہو تو ایسا منجن احرام کی حالت میں کرنا مکروہ ہوگا۔ مگر صدقہ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر منجن یا ٹوتھ پیسٹ میں خوشبودار چیز غالب ہو تو چونکہ منجن یا ٹوتھ پیسٹ پورے منہ یا اکثر حصہ میں لگ جائے گا، لہٰذا دم واجب ہوگا، بہتر یہ ہے کہ احرام کی حالت میں مسواک ہی استعمال کرے منجن یا ٹوتھ پیسٹ استعمال نہ کرے، اس سے سنت بھی ادا نہ ہوگی۔ اس لیے مسواک کو اختیار کرنا چاہیے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج۸ص۲۸۵ بحوالہ غنیۃ المناسک ص۱۳۲)

بدن پر خوشبو استعمال کرنے کی جنایت

محرم نے اگر کسی بڑے عضو مثلاً سر یا ڈاڑھی یا ہتھیلی یا ران یا پنڈلی پر پورے عضو پر خوشبو لگائی تو جنایت کامل ہوگئی اگر چہ ذرا دیر ہی استعمال کیا ہو۔ اس صورت میں بغیر عذر کے دم لازم ہے اگر فوراً ہی اس کو دھوڈالا ہو تب بھی دم ساقط نہیں ہوگا۔ اور عذر کی صورت میں مذکورہ سابق تین اختیار ہے کہ دم دے یا تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو بقدر صدقۃ الفطر ادا کرے۔ اگر کسی چھوٹے عضو جیسے ناک، کان، آنکھ، مونچھ، انگلی کو خوشبو لگائی یا بڑے عضو کے کسی حصہ کو خوشبو لگائی پورے عضو کو نہیں تو جنایت ناقص ہے اس میں صدقہ بقدرِ صدقۃ الفطر واجب ہے اور عذر کی حالت میں تین روزے بھی قائم مقام ہو سکتے ہیں۔

تنبیہ یہ اس وقت ہے جب کہ خوشبو تھوڑی مقدار میں ہو اور اگر خوشبو زیادہ ہو تو پھر چھوٹے بڑے عضو کا اور عضو کامل اور ناقص کا کوئی فرق نہیں ہر حال میں دم لازم ہوگا۔ اور تھوڑا زیادہ ہونا ہر خوشبو کا الگ الگ ہوتا ہے جس کو عرفی طور پر زیادہ سمجھا جائے وہ زیادہ کہلائی جائے گی مثلاً مشک کی تیل مقدار بھی جو عام استعمال کے لحاظ سے کثیر سمجھی جائے وہ کثیر ہی میں داخل ہوگی۔

(احکام حج ص ۹۱)

کپڑے میں خوشبو استعمال کرنے کی جنایت

مسئلہ محرم اگر خوشبو دار کپڑا پہنے تو اگر خوشبو بہت ہے مگر بالشت دو بالشت سے کم مقدار میں لگی ہوئی ہو یا خوشبو تھوڑی ہے مگر بالشت دو بالشت سے زیادہ میں لگی ہے تو ایسے کپڑے کو سارے دن یا ساری رات پہنے رہے تو دم ہے۔ اگر تھوڑی خوشبو جو بالشت دو بالشت سے کم میں لگی ہو تو صدقہ دے اگر چہ سارا دن پہنے رہے اور ایسے کپڑے کو ایک دن سے کم پہننے کی صورت میں بھی صدقہ واجب ہے۔

اور ایک دن سے کم میں اگر چہ بہت خوشبو ہو اور بالشت دو بالشت میں بھرا ہوا ہو تو صدقہ ہے اور آدھی رات سے آدھے دن تک ایک دن شمار ہوگا۔ (احکام حج ص ۹۱ و علم الفقہ ج ۵ ص ۴۸)

مسئلہ جس بستر میں خوشبو لگائی ہوئی ہو احرام والے کے لیے اس پر لیٹنا آرام کرنا جائز نہیں، اس کی جزاء کو خوشبو میں بھرے ہوئے کپڑے پر قیاس کرلیں۔ (احکام حج ص ۹۳)

مسئلہ حجر اسود پر اگر خوشبو لگی ہو (حج کے موسم میں بعض لوگ اس پر خوشبو لگا دیتے ہیں) اور

طواف کرنے والا احرام پہنے ہوئے ہو تو اس کا "استیلام" جائز نہیں بلکہ ہاتھوں سے اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دے لے۔ اگر احرام والے نے حجر اسود کا استیلام کیا اس کے منہ یا ہاتھ کو پس اگر خوشبو بہت لگی تو دم اور تھوڑی لگی تو صدقہ لازم ہوگا۔ (احکام حج ص ۹۴)

بال منڈوانے کی جنایت

مسئلہ احرام کی حالت میں چوتھائی سر یا چوتھائی ڈاڑھی یا اس سے زیادہ کے بال منڈوائے یا کتروائے یا کسی اور چیز کے ذریعہ دور کرے یا اکھاڑے خواہ اختیار سے ہو یا بلا اختیار ہر حال میں جنایت کاملہ ہے جس کی جزاء میں دم لازم ہے۔

مسئلہ اسی طرح ایک پوری بغل منڈوائی یا زیرناف کے پورے بال صاف کئے یا پوری گردن کے بال صاف کرادیئے تو دم لازم ہے۔

مسئلہ ناخن چاروں ہاتھ پاؤں کے ایک مجلس مین کاٹے یا صرف ایک ہاتھ ایک پاؤں کے پورے ناخن کاٹے تو جناجت کاملہ ہے دم لازم ہوگا۔

مسئلہ اگر دو تین بال منڈے یا کاٹے تو ہر بال کے بدلے میں ایک مٹھی گندم کا صدقہ دیدے اور تین بال سے زائد میں پورا صدقۃ الفطر واجب ہے۔

مسئلہ اگر بال ازخود بغیر محرم کے کسی فعل کے گرجائیں تو کچھ لازم نہیں اور اگر محرم کے ایسے فعل سے گرے جس کا وہ مامور (اس کو حکم دیا گیا ہے) ہے جیسے وضو تو تین بال میں بھی ایک مٹھی گندم کا صدقہ کافی ہے۔ (احکام حج ص ۹۷)

مسئلہ وضو کرتے ہوئے یا کسی اور طرح اور ڈاڑھی کے تین بال گر گئے تو ایک مٹھی گیہوں صدقہ کردے اور اگر خود اکھاڑے تو ہر ایک کے بال کے بدلے میں ایک مٹھی گیہوں صدقہ کر دے اگر تین بال سے زائد اکھاڑے تو آدھا صاع صدقہ کرے۔ (صدقۂ فطر کی مقدار)

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۲۲۳ و ہکذا احکام حج ص ۹۶ و معلم الحجاج ص ۲۵۵ و غنیۃ ص ۱۳۷)

مسئلہ احرام کی حالت میں سر اور ڈاڑھی کے بال جتنے گریں اتنی قربانیاں دینے کا مسئلہ غلط ہے۔ البتہ احتیاط سے وضو کرنا چاہئے تاکہ بال نہ گریں، اور اگر گرجائیں تو صدقہ کردینا کافی ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۰۸)

مسئلہ ڈاڑھی میں خلال کرنا بھی مکروہ ہے، اگر کرے تو اس طرح کرے کہ بال نہ گریں۔ (معلم الحجاج ص ۱۱۴)

Marfat.com

سر یا چہرہ ڈھانپنے کی جنایت

مسئلہ اگر مرد نے سر یا چہرہ اور عورت نے چہرہ کپڑے وغیرہ سے ڈھانپ لیا تو اگر ایک دن کامل یا ایک رات کامل اسی طرح رکھا تو جنایت کامل ہوگئی یعنی دم لازم ہوگا، اس سے کم میں صدقہ واجب ہوگا۔ اور عورت کو احرام کی حالت میں بھی سر چھپانا اسی طرح ضروری ہے جس طرح عام حالات میں، اگر اس نے سر کھول دیا تو اس پر تو کچھ واجب نہیں۔ کیونکہ سر چھپانا عورت کے لیے احرام کا جزء نہیں ہے بلکہ یہ عورت کے لیے ایک عام حکم ہے۔ (احکام حج ص ۹۵)

مسئلہ اگر سلا ہوا کپڑا سارے دن پہنے رہے یا سر و چہرہ دن بھر ڈھانکے رکھا اور اس کا کفارہ ایک دم دیدیا مگر کپڑا بدستور استعمال کرتا رہا تو دوسرا کفارہ دینا ہوگا اور اگر بیچ میں کفارہ دم نہیں دیا تو ایک ہی دم کافی ہوجائے گا۔

نوٹ چوتھائی سر یا چوتھائی چہرہ کا ڈھانکنا سارے سر اور سارے چہرہ کا حکم میں ہے۔

(احکام حج ص ۹۵)

جوئیں مارنے کی جنایت

مسئلہ محرم نے اگر ایک جوں ماری یا کپڑا دھوپ میں ڈالا تاکہ جوئیں مرجائیں یا کپڑا جوئیں مارنے کے لیے دھویا تو ایک جوں کے بدلہ میں روٹی کا ٹکڑا اور دو تین کے بدلے میں ایک مٹھی گیہوں دیدے اور تین سے زیادہ کے بدلے میں اگرچہ کتنی ہی ہو پورا صدقہ دے۔

مسئلہ اگر کپڑا دھوپ میں ڈالا یا دھویا اور جوئیں مرگئی لیکن جوئیں مارنے کی نیت نہ تھی تو کچھ واجب نہیں۔

مسئلہ اپنے بدن کی جوں کو کسی دوسرے سے مروانا یا پکڑ کر زمین میں زندہ ڈال دینا یا خود پکڑ کر کسی دوسرے کو مارنے کے لیے دے دینا سب برابر ہے سب صورتوں میں جزاء واجب ہوگی۔

(احکام حج ص ۹۷)

احرام کے ضروری مسائل

مسئلہ احرام کی حالت میں سردی کی وجہ سے گرم چادریں مثلاً کمبل، لحاف، رزائی وغیرہ استعمال کرسکتا ہے مگر سر نہیں ڈھانک سکتا نیز حالت احرام میں جرابیں (موزہ وخفین وغیرہ) کا

Marfat.com

استعمال جائز نہیں ہے۔

(آپکے مسائل ج ۴ص ۸۸و ہکذا معلم الحجاج ص ۱۰۵ و احسن الفتاویٰ ج ۴ص ۵۳۱ و ردالمختار ج ۲ص ۱۷۷)

مسئلہ احرام میں کرتہ، پاجامہ، شیروانی، صدری، بنیان وغیرہ پہننا منع ہے اور جو کپڑا بدن کی ہیئت پر سلا ہوا اس کا پہننا احرام میں جائز نہیں ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۰۵)

مسئلہ احرام کی حالت میں اگر کسی موذی جانور مثلاً سانپ، بچھو، پسو، چھپکلی، گرگٹ، بھڑ، مکھی مارا جائے تو ایسے موذی جانوروں کو حرم میں اور حالت احرام میں مارنا جائز ہے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ص ۱۵۸)

مسئلہ حالت احرام میں آگے مذکورہ جانور اگر محرم پر حملہ نہ بھی کرے تو بھی اس کو بغیر حملہ کے مار سکتا ہے مثلاً سانپ، بچھو، کوّا، چیل، کاٹنے والا کتا، چوہا، مچھر، چیچڑی وغیرہ۔ ان کے مارنے سے کوئی کفارہ یا جزیہ لازم نہیں آتا۔ (کفایت المفتی ج ۴ص ۳۳۱ و ہکذا معلم الحجاج ص ۱۱۶)

مسئلہ آنت اترنے کی وجہ سے حالت احرام میں پٹی باندھنا جائز ہے اور یہ اس سلے ہوئے میں داخل نہیں ہے جس کی احرام میں ممانعت ہے احرام میں ایسا سلا ہوا کپڑا ممنوع ہے جو جسم کے موافق سلا ہوا ہو۔ (امدادالاحکام ج ۲ص ۱۷۷)

مسئلہ احرام کی حالت میں آنت اترنے کے عذر کی وجہ سے لنگوٹ باندھنا جائز ہے اور بغیر عذر مکروہ ہے، مگر اس پر کوئی جزاء واجب نہیں۔ نیز احرام کے نیچے نیکر پہننا ہر حال میں ناجائز ہے اور پہننے والے پر سلے ہوئے کپڑا پہننے کی جزاء واجب ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ص ۵۳۱ بحوالہ ردالمختار ج ۲ص ۱۷۱)

(جن کو پیشاب یا مذی کے قطرے آنے کا عذر ہو وہ احرام کے نیچے لنگوٹ پہن سکتا ہے۔ یعنی وہ سلا ہوا کپڑا جس کو پہلوان باندھتے ہیں۔)

مسئلہ نوٹ روپیہ پیسے کی حفاظت کے لیے احرام کی حالت میں تھیلی (بیلٹ) وغیرہ باندھ سکتے ہیں۔ (امدادالاحکام ج ۲ص ۱۷۷ و ہکذا معلم الحجاج ص ۱۱۵)

مسئلہ احرام کی حالت میں محرم یعنی احرام پہنے ہوئے چشمہ (چھتری) لگا سکتا ہے۔

(امدادالاحکام ج ۲ص ۱۸۰)

مسئلہ ربڑ یا تار کی پٹی (بیلٹ) وغیرہ سے احرام کا تہبند باندھ سکتے ہیں۔

مسئلہ محرم احرام کی چادر (اوپر والی چادر) گرمی کی وجہ سے اتار سکتا ہے ہر وقت اوڑھنے کی

Marfat.com

ضرورت نہیں ہے، پسینہ وغیرہ کی وجہ سے علیحدہ کی جاسکتی ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج۶ ص۵۵۳)

مسئلہ احرام کی حالت میں دیگ، طباق، چارپائی، سبزی وغیرہ سر پر اٹھانا جائز ہے۔

(معلم الحجاج ص۱۱۵)

مسئلہ احرام کا لباس پہن کر سر ڈھانک کر نفل پڑھیں، پھر سر کھول کر تلبیہ پڑھے۔

(احسن الفتاویٰ ج۴ ص۵۶۶)

مسئلہ احرام کی نفلوں سے فراغت کے بعد ٹوپی اتارنا یاد نہ رہا تو اگر ٹوپی ایک گھنٹہ سے کم پہنی تو ایک مٹھی گیہوں، اور اس سے زائد پر نصف صاع صدقہ، بارہ گھنٹے یا زیادہ پر دم واجب ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج۴ ص۵۱۳)

مسئلہ کسی حاجی کے لیے عمرہ کے احرام سے فارغ ہونے کے بعد سے حج کا احرام باندھنے تک جو وقفہ ہے، اس میں جس طرح کسی اور چیز کی پابندی نہیں، اسی طرح میاں بیوی کے تعلق کی بھی پابندی نہیں ہے۔ اس لیے عمرہ سے فارغ ہو کر حج کا احرام باندھنے سے پہلے بیوی سے ملنا (جماع، صحبت کرنا) جائز ہے اس سے حج کا ثواب ضائع نہیں ہوتا، نہ آئندہ سال حج کرنا لازم آتا ہے۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۱۰۵)

مسئلہ حالت احرام میں عورت یا مرد (بغیر صحبت کے) کسی عذر کی بناء پر ناپاک ہو جائیں تو ان پر دم نہیں ہے نیز ناپاکی کی وجہ سے احرام کی نچلی چادر (تہبند) کا بدلنا جائز ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج۸ ص۳۲۳ وہکذا احکام حج ص۹۶ و معلم الحجاج ص۲۵۵)

مسئلہ احرام کی حالت میں چھتری لگانا یا کسی اور چیز کے سایہ میں بیٹھنا، گھر اور خیمے کے اندر داخل ہونا جائز ہے۔

مسئلہ احرام کی حالت میں ہیضہ کا انجکشن اور چیچک وغیرہ کا ٹیکہ لگوانا جائز ہے۔

(معلم الحجاج ص۱۱۵)

مسئلہ ہر مرتبہ عمرہ کرنے کے لیے احرام کی چادروں کا ہر بار دھونا کوئی ضروری نہیں جب کہ وہ چادریں پاک ہوں۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۱۰۸)

مسئلہ احرام کی چادر زمزم میں تر کی ہوئی بوسیدہ ہونے سے پہلے پہلے اس کو استعمال کر لینا چاہئے کہ بوسیدہ ہونے کے بعد کفن کے بھی قابل نہیں رہے گی آپ مالک نہیں اس کو بیچ بھی سکتے ہیں، مالی حالت اچھی ہو تو کسی کو بخشش کے طور پر دینا بھی بہتر ہے، رشتہ داروں اور نیک لوگوں

کے کفن کے لیے دینا بھی بہتر ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱۰ ص ۴۹۹)

مسئلہ حج و عمرہ کرنے کے بعد چادر خود بھی استعمال کر سکتے ہیں، کسی کو دینا چاہیں تو دے بھی سکتے ہیں۔

مسئلہ احرام جو کہ تولیہ کے کپڑے کا ہے اس کو عام استعمال میں تولیہ کی جگہ استعمال کر سکتے ہیں۔

مسئلہ حج اور عمرہ کے دوران جو کپڑا احرام میں استعمال کرتے ہیں اس کو گھر میں استعمال کر سکتے ہیں یعنی تولیہ کو تولیہ کی جگہ اور لٹھے کو شلوار اور قمیص بنا کر پہن سکتے ہیں نیز احرام کے کپڑوں کا عام استعمال جائز ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۰۸)

حج میں بال کٹوانے کی حکمت

حلق یعنی حج میں بال کٹوانے کی حکمت یہ ہے کہ احرام کی حالت سے باہر آنے کا یہ خاص متعین طریقہ ہے اگر یہ طریقہ مقرر نہ کیا جائے تو ہر شخص پر اپنی اپنی خواہش کے مطابق اپنا احرام ختم کرنا اور احرام سے باہر آنے کے لیے الگ الگ طریقے تجویز کرنا۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

اعمال حج کے ختم پر سر منڈانا یا بال کتروانا بھی ایک عبادت ہے اور یہ گویا فریضۂ حج سے فراغت کا نشان ہے۔ جیسے نماز کیلئے سلام یا روزہ کے لیے افطار۔

احرام کی حالت میں بال ٹوٹنے پر پابندی تھی اب ان تمام یا بیشتر بالوں کو کاٹ کر اس حد بندی کے خاتمہ کی تعلیم خود حد لگانے والی شریعت ہی دی رہی ہے اس وقت وہ عبادت تھی اب یہ عبادت ہے۔

سر پر بال رکھنے یا نہ رکھنے کے سلسلے میں لوگوں میں تین طرح کے مزاج و ذوق ہوتے ہیں۔

(۱) کسی کو بال رکھنا بوجہ اپنی صحت یا ذوق کے ناپسند ہوتا ہے اسے منڈوا دینے میں کوئی تکلیف ہی نہ ہوگا۔

(۲) کسی کو بالوں کا رکھنا پسند تو ہوتا ہے مگر کبھی کبھی منڈوا دینا بھی اس کے لیے کچھ مشکل نہیں ہے۔

(۳) اور کچھ لوگ بال رکھنے کے ایسے شوقین ہوتے ہیں کہ بالوں کا منڈوانا ان کے لیے

بہت بڑی دولت کا لٹ جانا ہوتا ہے۔ شریعت کی نظر میں اصل پسندیدہ طریقہ تو یہی ہے کہ حج سے فارغ ہوتے ہی سر اُسترے سے بالکل صاف کر دیا جائے چنانچہ بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں بھی منڈانے والوں ہی کے لیے ہیں لیکن تیسرے مزاج والوں کی رعایت میں اسکی بھی اجازت ہے کہ قینچی سے بالوں کے سرے اس طرح لئے جائیں کہ تمام بال یا اکثر بال ایک ڈیڑھ انگل کے بقدر کٹ جائیں۔

یاد رہے کہ بال منڈوانے کا حکم صرف مردوں کے لیے ہے، عورتیں اپنی چوٹی کے آخر سے صرف ایک انگل بال کاٹ لیں۔ (الترغیب ج ۳ ص ۹۵)

بال کتروانے سے منڈوانا افضل کیوں ہے؟

قربانی کے بعد احرام کھولا جاتا ہے۔ احرام کھولنے کا افضل طریقہ حلق یعنی سر منڈوانا۔ قصر کرانا یعنی سر کے بالوں کو چھوٹا کرانا دوسرا طریقہ ہے، یہاں افضل طریقہ کی حکمت بیان کی گئی ہے۔ جس طرح نماز کے تحریمہ سے نکلنے کا طریقہ سلام پھیرنا ہے، اسی طرح احرام سے نکلنے کا طریقہ منڈوانا ہے اور یہ طریقہ دو وجہوں سے تجویز کیا گیا۔

پہلی وجہ احرام سے نکلنے کا یہ مناسب طریقہ ہے وقار کے خلاف نہیں ہے، اس لیے یہ طریقہ متعین کیا گیا ہے کیونکہ اگر لوگوں کو آزاد چھوڑ دیا جاتا کہ وہ جس طرح چاہیں منافی احرام عمل کے ذریعہ احرام سے نکل سکتے ہیں تو معلوم نہیں لوگ کیا کیا حرکتیں کرتے۔ کوئی جماع کرتا، کوئی شکار کرتا، اور کوئی کچھ اور عمل کرتا۔ جیسے نماز سے نکلنے میں آزادی دیدی جائے کہ لوگ کوئی بھی منافی نماز عمل کر کے نماز سے نکل سکتے ہیں۔ تو لوگ معلوم نہیں کیا مناسب اور نامناسب حرکتیں کر کے نماز سے نکلیں گے۔ اس لیے سلام پھیرنے کے ذریعہ نماز سے نکلنا واجب کیا گیا، کیونکہ یہ ایک باوقار طریقہ ہے اور سلام پھیرنے کے ذریعہ نماز سے نکلنا واجب کیا گیا، کیونکہ یہ ایک باوقار طریقہ ہے اور فی نفسہٖ بھی ایک ذکر ہے اسی طرح احرام سے نکلنے کے لیے بھی ایسی راہ تجویز کی گئی جو متانت کے منافی نہیں ہے۔

دوسری وجہ احرام میں سر مٹی سے بھر جاتا ہے بالوں کی جڑوں میں میل جم جاتا ہے اس لیے سر میل کچیل سے اسی وقت دور ہو سکتا ہے جب کہ سر منڈوا دیا جائے اس لیے یہ افضل ہے۔

(رحمۃ اللہ الواسعۃ ج ۴ ص ۲۰۷)

Marfat.com

نیز جب بادشاہوں کے دربار جاتے ہیں تو صفائی کا خوب اہتمام کرتے ہیں حجاج احرام کھول کر طواف زیارت کے لیے دربارے خداوندی میں حاضری دیں گے، پس ان کو بھی خوب صاف ہو کر حاضر ہونا چاہیے اور سر منڈانے سے سر کا میل کچیل اچھی طرح صاف ہو جاتا ہے، اس لیے یہ افضل ہے۔

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سر منڈا کر احرام کھولنے کا اثر کئی دن تک باقی رہتا ہے جب تک بال بڑھ نہیں جائیں گے ہر دیکھنے والا محسوس کرے گا کہ اس نے حج کیا ہے پس اس عبادت (حج) کی شان بلند ہو گی اس لیے قصر سے حلق افضل ہے۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ ج ۴ ص ۲۴۸)

جس کے سر پر بال نہ ہو تو کیا کرے؟

سوال ایک شخص حج کے لیے گیا اس نے کئی عمرہ کیے چونکہ ہر روز یا دوسرے روز عمرہ کرتا تھا اس لیے بہت معمولی بال کٹتے تھے، قریب ایک سوت کے یا اس سے کم نظر آتے تھے۔ کیا یہ حلق صحیح ہوا یا نہیں؟

جواب صورت مسئولہ میں جب پہلے حلق کرانے کی وجہ سے سر پر بال نہیں تو صرف اُسترہ یا اس کے قائم مقام مشین پھیر دینا کافی ہے اور یہ پھیرنا واجب ہے۔ اور جو مقدار بال کاٹنے کی پورے کے برابر لکھی ہے وہ اس صورت میں ہے کہ سر پر بال ہوں۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۷۰ و ہکذا فتاویٰ عالمگیری ج ا ص ۱۴۹)

احرام کھولنے کے لیے کتنے بال کاٹنا ضروری ہے؟

سوال عمرہ پر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ عمرہ کرنے کے بعد بال کاٹے بغیر احرام کھول دیتے ہیں، یا بعض لوگ چاروں طرف سے معمولی معمولی بال کاٹ لیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ سر کے بال چوتھائی کاٹنے کا حکم ہے جو کہ اس طرح پورا ہو جاتا ہے اور بعض لوگ مشین سے کاٹتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ان کا احرام اتارنا کیا دم وغیرہ کو لازم کرتا ہے یا نہیں اور مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب حج وعمرہ کا احرام کھولنے کے لیے چار صورتیں اختیار کی جاتی ہیں، ہر ایک کا حکم الگ الگ لکھتا ہوں۔ اول یہ ہے کہ حلق کرایا جائے یعنی استرے سے سر کے سب بال اتار دیئے جائیں، یہ صورت سب سے افضل ہے اور حلق کرنے والوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے تین مرتبہ رحمت کی دعاء فرمائی ہے جو شخص حج وعمرہ پر جاکر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں رحمت سے محروم رہے۔ اس کی محرومی کا کیا ٹھکانا؟

اس لیے حج وعمرہ پر جانے والے تمام حضرات کو مشورہ دوں گا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء سے محروم نہ رہیں، بلکہ حلق کرا کر احرام کھولیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ قینچی یا مشین سے پورے سر کے بال اتار دیئے جائیں، یہ صورت بغیر کراہت کے جائز ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ کم سے کم چوتھائی سر کے بال کاٹ دیئے جائیں، یہ صورت مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے، کیونکہ ایک حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے، مگر اس سے احرام کھل جائے گا۔

اب خود سوچئے کہ جو شخص حج وعمرہ جیسی مقدس عبادت کا خاتمہ ایک ناجائز فعل سے کرتا ہے ان کا حج وعمرہ کیا قبول ہوگا؟

چوتھی صورت میں جب کہ چند بال ادھر سے چند ادھر سے کاٹ دیئے جائیں جو چوتھائی سر سے کم ہو اس صورت میں احرام نہیں کھلے گا بلکہ آدمی بدستور احرام میں رہے گا اور اس کو ممنوعات احرام کی پابندی لازم ہوگی، اور سلا ہوا کپڑا پہننے اور دیگر ممنوعات کا ارتکاب کرنے کی صورت میں اس پر دم لازم ہوگا۔

آج کل بہت سے ناواقف لوگ دوسروں کی دیکھا دیکھی اسی چوتھی صورت پر عمل کرتے ہیں۔ مسئلہ کی رو سے یہ لوگ ہمیشہ احرام میں رہتے ہیں اسی احرام کی حالت میں تمام ممنوعات کا ارتکاب کرتے ہیں وہ اپنی ناواقفی کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ ہم نے چند بال کاٹ کر احرام کھول دیا حالانکہ ان کا احرام نہیں کھلا اور احرام کی حالت میں خلاف احرام چیزوں کا ارتکاب کر کے اللہ تعالیٰ کے قہر اور غضب کو مول لیتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ہزاروں لوگوں میں کوئی ایک آدھ ہوگا جس کا حج وعمرہ شریعت کے مطابق ہوتا ہے، باقی لوگ سیر سپاٹا کر کے آجاتے ہیں اور حاجی کہلاتے ہیں۔

عوام کو چاہئے کہ حج وعمرہ کے مسائل، اہل علم سے سیکھیں اور ان پر عمل کریں محض دیکھا دیکھی سے کام نہ چلائیں۔ (آپ کے مسائل ج ۴ص ۱۲۴)

Marfat.com

کیا تمام سر کے بال برابر کرنا واجب ہے؟

مسئلہ اگر انگلی کے پوروے کی لمبائی کے برابر بال کاٹے جاسکتے ہوں تو چوتھائی سر کے بال پوروے کی لمبائی کے برابر کاٹنے سے حلال ہوجائے گا، مگر پورے یعنی تمام سر کے بال برابر کرنا واجب ہے (چند بال اِدھر اُدھر سے نہ کاٹے جائیں) اور اگر پوروے کی لمبائی کے برابر بال نہ کاٹے جاسکتے ہوں یعنی بال چھوٹے ہوں تو منڈوانا ضروری ہے۔ بغیر منڈوائے احرام نہ کھلے گا۔ تفصیل بالا کے مطابق سر کے بال کاٹ کر یا منڈوا کر حلال ہوں اور جتنی بار شرعی طریقہ سے حلال ہوئے بغیر احرام کھلا ہے ہر بار کے لیے دم دیں، اور احرام کھولنے کے بعد محظورات (ممنوعاتِ) احرام میں سے جتنے افعال بھی کیے ہوں ان پر کوئی دم وغیرہ نہیں ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۳۶)

احرام کھولنے کا کیا طریقہ ہے؟

مسئلہ احرام کھولنے کے لیے حلق یعنی استرے سے سر کے بال صاف کردینا افضل ہے اور قصر (بال کتروانا، چھوٹے کروانا) جائز ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک احرام کھولنے کے لیے یہ شرط ہے کہ کم سے کم چوتھائی سر کے بال ایک پوروے کے برابر کاٹ دیے جائیں اگر سر کے بال چھوٹے ہوں اور ایک پوروے سے کم ہوں تو استرے سے صاف کرنا ضروری ہے اس کے بغیر احرام نہیں کھلتا۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۰۲)

مسئلہ اگر کسی دوا یا صابن وغیرہ سے سر کے بال کو ختم کردے تب بھی کافی ہے۔ نیز اگر سر پر بال ہی نہیں یا گنجا ہے تو صرف استرہ پھیر لینا کافی ہوگا، اگر سر پر زخم ہو اور استرہ بھی نہ پھیر سکے تو اس سے یہ واجب ہی ساقط ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳ ص ۱۸۰ و ہکذا معلم الحجاج ص ۱۷۶)

مسئلہ قصر (بال چھوٹے کروانا) اسی وقت ہوسکتا ہے جب سر کے بال انگلی کے پوروے کے برابر ہوں لیکن اگر بال اس سے چھوٹے ہوں تو حلق متعین ہے اور قصر صحیح نہیں ہے، اس لیے جو حضرات بار بار عمرہ کرنے کا شوق رکھتے ہیں ان کو لازم ہے کہ ہر عمرہ کے بعد حلق کرایا کریں۔ قصر سے ان کا احرام نہیں کھلے گا۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۴۲)

مسئلہ اگر مشین ایسی ہے کہ چھوٹے سے چھوٹا بال بھی کاٹ دیتی ہے تو ٹھیک ہے سب عمرہ درست ہوں گے، البتہ ایسی حالت میں احتیاط یہ ہے کہ استرہ پھیر دیا کریں۔ (جب کہ بال بہت

Marfat.com

ہی چھوٹے ہوں اور مشین میں نہ آتے ہوں)۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۳ ص ۱۸۳)

مسئلہ اگر کوئی جنگل یا کسی ایسی جگہ میں چلا گیا ہو کہ وہاں پر اُسترہ یا قینچی نہیں ہے، تو یہ عذر معتبر نہیں ہے، جب تک سر منڈائے یا کتروائے گا نہیں حلال نہیں ہوگا۔ (معلم الحجاج ص ۱۷۶)

احرام کی حالت میں ایک دوسرے کے بال کاٹنا؟

سوال قربانی سے فارغ ہو کر بال کٹوانے کے لیے ہم نے حجام کو تلاش کیا لیکن کوئی حجام (نائی) نہیں مل سکا۔ اس پر میرے دوست نے خود ہی میرے بال کاٹ دیئے جب کہ وہ احرام میں تھا، تو کیا حکم ہے؟

جواب احرام کھولنے کی نیت سے محرم یعنی احرام والا خود بھی اپنے بال اتار سکتا ہے اور کسی دوسرے محرم کے بال بھی اتار سکتا ہے۔ آپ کے دوست نے آپ کا احرام کھلوانے کے لیے جو آپ کے بال اتار دیئے تو ٹھیک کیا اس کے ذمہ دم واجب نہیں ہوا۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۴۳)

مسئلہ حلق سے پہلے کے تمام ارکان سے دونوں فارغ ہو چکے ہوں اور اب صرف حلق (بال کاٹنے) ہی باقی ہو تو اس وقت ایک دوسرے کا حلق جائز ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۱۲ بحوالہ غنیہ ص ۹۳ وہکذا فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۱۱۵)

مسئلہ احرام کھولنے کیلئے شوہر اپنی بیوی کے اور باپ اپنی بیٹی کے بال کاٹ سکتا ہے۔ عورتیں یہ کام آپس میں خود بھی کر لیا کرتی ہیں۔ (آپکے مسائل ج ۴ ص ۱۴۴)

مسئلہ حاجی متمتع ہو یا قارن یا مفرد، جب وہ حلق سے پہلے کے تمام ارکان ادا کر چکا ہو اور سر منڈا کر حلال ہونے کا وقت آ گیا ہو اسی طرح دوسرا محرم بھی تمام ارکان ادا کر چکا ہو تو اب خود اپنے بال کاٹنا یا دوسرے کے بال کاٹنا اس کے حق میں محظورات احرام میں سے نہیں ہے، لہٰذا یہ محرم اپنا خود بھی حلق کر سکتا ہے اور اپنا حلق کرانے سے پہلے دوسرے محرم کے بال بھی کاٹ سکتا ہے

بخاری شریف ص ۳۸۰ جلد ایک میں صلح حدیبیہ کے تعلق سے ہے کہ "صلح مکمل ہو گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی اور حلق کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھی قربانی کی اور ایک دوسرے کا حلق کیا باوجود یہ کہ وہ محرم تھے"۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ قربانی کے بعد محرم ایک دوسرے کا حلق کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۲۹۶ بحوالہ غنیۃ المناسک ص ۹۳ وہکذا معلم الحجاج ص ۱۹۲ و زبدۃ المناسک ص ۷۷ و فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۱۹۲)

حرم سے باہر حلق کیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ایک شخص نے عمرہ کیا اس کے بعد جدہ آ گیا اور جدہ میں آ کر سر منڈوایا جو کہ حدود حرم سے باہر ہے۔ اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب عمرہ یا حج کے احرام سے حلال ہونے کے لیے حدود حرم میں حلق یا قصر ضروری ہے اگر حدود حرم سے باہر سر منڈوایا تو دم لازم ہوگا۔

مسئلہ اگر حج وعمرہ میں حرم سے باہر حلق کیا تو دم دے اور ایسا ہی جو حج میں ایام نحر کے بعد حلق کرے تو دم دے۔

مسئلہ اگر عمرہ کے احرام سے حلال ہونے کیلئے حرم سے باہر سر منڈوایا یا حج کے احرام سے حلال ہونے کیلئے حرم سے باہر ایام نحر کے بعد سر منڈوایا تو دم واجب ہوگا، اور دو دم واجب ہوں گے ایک حرم سے باہر سر منڈوانے کا دوسرا تاخیر کا۔ صورت مسئولہ میں جب کہ جدہ میں پہنچ کر سر منڈوایا تو ایک دم لازم ہوگا اور یہ دم حرم میں ہی ذبح کرنا ضروری ہے۔ (منیٰ تمام ذبح گاہ ہے اور اسی طرح مکہ کے گلی کوچے)۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۳۴ بحوالہ زبدۃ ج ۲ ص ۸۶ معلم الحجاج ص ۲۴۷ وہدایہ اولین ص ۲۵۶)

مسئلہ حجامت دسویں سے بارہویں تک کرائیں خواہ دن میں یا رات میں، رمی اور قربانی کے بعد اور بال کٹوانا حرم میں ہونا بھی ضروری ہے اگر مذکورہ صورت کے اور حرم کے علاوہ کسی دوسرے وقت اور جگہ میں حجامت کرائے گا تو حلال تو ہو جائے گا لیکن دم واجب ہوگا۔ (معلم الحجاج ص ۱۷۶)

مسئلہ عمرہ کرنے والا یا حج کرنے والا اگر حدود حرم سے باہر نکل جائے اور پھر حرم واپس آ کر سر منڈوائے تو کچھ مضائقہ نہ ہوگا لیکن اگر حاجی ایام نحر کے بعد آ کر سر منڈوائے تو ایک دم تاخیر کا واجب ہوگا۔ (معلم الحجاج ص ۲۴۷)

مسئلہ اگر مفرد یا قارن یا متمتع نے رمی سے پہلے سر منڈوایا، یا قارن اور متمتع نے ذبح سے پہلے سر منڈوایا یا قارن اور متمتع نے رمی سے پہلے ذبح کیا تو دم واجب ہوگا، کیونکہ ان چیزوں میں ترتیب واجب ہے۔ مفرد کے لیے صرف رمی اور سر منڈوانے میں ترتیب واجب ہے۔ کیونکہ ذبح اس پر واجب نہیں ہے۔ اور قارن اور متمتع کو تینوں یعنی رمی، ذبح اور سر منڈوانے میں ترتیب واجب ہے۔ اول رمی کریں، اس کے بعد ذبح کریں اس کے بعد سر منڈوائیں۔ اگر تقدیم یا تاخیر

Marfat.com

کی تو دم واجب ہوگا۔ (معلم الحجاج ص ۲۴۷)

فضائلِ طواف

طواف کی بہت ہی فضیلت ہے اور احادیث میں بہت ترغیب دلائی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بیت اللہ پر ہر روز ایک سوبیس رحمتیں نازل فرماتے ہیں (جس میں سے) ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں کے لیے، اور چالیس نماز پڑھنے والوں کے لیے اور بیس بیت اللہ کو دیکھنے والوں کے لیے"۔ (طبرانی)

دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے وہ ایک قدم اٹھا کر دوسرا قدم نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ اس کی ایک خطاء معاف کردیتے ہیں، اور ایک نیکی لکھ دیتے ہیں اور ایک درجہ بلند کردیتے ہیں۔ (جمع الفوائد و کنز الاعمال)

مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے جس قدر ہوسکے طواف کرتے رہو یہ نعمت ہمیشہ میسر نہ ہوگی۔ اکثر اوقات حرم شریف میں گزارو اور بیت اللہ کو دیکھتے رہو، کیونکہ بیت اللہ شریف کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۲۴)

جو محبت وشوق سے بیٹھا ہوا کعبہ شریف کو صرف دیکھ رہا ہے رحمتوں میں حصہ اسے بھی ملتا ہے، کیونکہ کعبہ کو محبت کی نظر سے دیکھنا درحقیقت خدا ہی سے محبت کا نتیجہ ہے، دوسرے کسی چیز کو دیکھنا خود محبت پیدا کرنے کا ایک مؤثر و کامیاب طریقہ ہے۔ کسی چیز کو محبت کی نظر سے جتنا بار بار دیکھا جاتا ہے اسی قدر اس کی محبت دل میں گھر کرلیتی ہے اور دل اس کی طرف کھنچتا ہے، اور کعبۃ اللہ کو چونکہ خدا کا گھر ہونے کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے اس لیے اس کو دیکھنا گویا کہ خدا ہی تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہے۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۶۴ و معارف الحدیث)

حدیث شریف میں ہے کہ جس نے طواف کے سات چکر پورے کئے اور اس دوران کوئی فضول حرکت نہیں کی تو گویا اس نے جان آزاد کردی۔ یعنی ایک غلام کو آزاد کرا کر اپنے پیروں پر کھڑا کردینے سے جو اجر وثواب ہے۔ طواف کے عمل پر وہی ثواب ہوگا۔ (الترغیب ج ۳ ص ۶۴)

طواف نفل ہے یا عمرہ کرنا؟

مسئلہ زیادہ طواف کرنا افضل ہے مگر شرط یہ ہے کہ عمرہ کرنے پر جتنا وقت خرچ ہوتا ہے اتنا

Marfat.com

وقت یا اس سے زیادہ طواف پر خرچ کرے۔ ورنہ عمرہ کی جگہ ایک دو طواف کر لینے کو افضل نہیں کہا جاسکتا ہے۔ (آپکے مسائل ج۴ص۲۸)

مسئلہ باہر کے رہنے والوں کے لیے نفلی طواف نفلی نماز سے افضل ہے۔ (معلم الحجاج ص۱۵۰)

طواف کے علاوہ کندھے ننگے رکھنا؟

سوال حج یا عمرہ میں جو احرام باندھتے ہیں اس میں اکثر لوگ کندھا کھلا رکھتے ہیں، اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب شرعی مسئلہ یہ ہے کہ حج وعمرہ کے جس طواف کے بعد صفا ومروہ کی سعی ہو، اس طواف میں ''رمل'' اور ''اضطباع'' کیا جائے۔ اور رمل سے مراد ہے پہلوانوں کی طرح کندھے ہلا کر قدرے تیز تیز چلنا (صرف شروع کے تین چکروں میں اگر جگہ وموقع ہوتو) اور اضطباع سے مراد داہنا کندھا کھولنا ہے۔ ایسے طواف کے علاوہ خصوصاً نماز میں کندھے ننگے، رکھنا مکروہ ہے۔

(آپ کے مسائل ج۴ص۹۰)

مسئلہ عام حالات میں اضطباع یعنی دائیں بغل سے احرام کی چادر نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا، نہ کیا جائے، خاص کر نماز میں اضطباع نہ کرے، جس طواف کے بعد سعی کرنا ہو، اس طواف میں اضطباع مسنون ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۸ص۳۰۱ بحوالہ ردالمختار ج۲ص۲۲۹)

ہوائی جہاز میں بیٹھ کر طواف اور وقوف عرفہ کرنا؟

دو مسئلے ہیں۔ ایک ہوائی جہاز میں طواف کرنے کا۔ دوسرے ہوائی جہاز میں وقوف عرفہ کرنے کا۔ مذکورہ مسئلوں کے متعلق جو کچھ مجھ کو فقہ کی کتابوں کے مطالعہ کرنے سے ظاہر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ہوائی جہاز میں سوار ہو کر طواف کرنے سے طواف تو صحیح ہو جائے گا بشرطیکہ ہوائی جہاز مسجد کی حدود میں داخل رہے، لیکن بلا عذر ایسا کرنے سے دم واجب ہوگا، جیسا کہ ہوائی جہاز کے علاوہ میں بھی بلا عذر سوار ہو کر طواف کرنے کا حکم ہے۔ اور ہوائی جہاز میں سوار ہو کر عرفات میں سے گزرنے سے وقوف عرفہ نہ ہوگا، چونکہ طواف کی حقیقت دوران حول البیت (خانہ کعبہ کے چاروں طرف گھومنا) ہے اور مکان طواف حول البیت (طواف کرنے کی جگہ خانہ کعبہ) ہے اور گھر (خانہ کعبہ) سے متعلق یہ تصریح موجود ہے کہ زمین سے لیکر آسمان تک بیت اللہ ہے۔ اس لیے طواف خانہ کعبہ سے مرتفع (بلند) ہو کر بھی جائز ہے، اس لئے ہوائی جہاز میں بشرائط مذکور طواف

Marfat.com

صحیح ہو جائے گا۔ لیکن وقوف عرفہ سے متعلق کہیں یہ تصریح نہیں ملی کہ زمین سے لیکر آسمان تک وقوف عرفہ ہے بلکہ اکثر کتب میں وقوف کو زمین کے ساتھ مقید کیا ہے۔

(امداد الاحکام ج ۲ص ۲۰۰ بحوالہ بحر الرائق ج ۲ص ۳۳۹ و عالمگیری ج ۱ص ۱۴۸)

کیا حج کے احرام کے بعد طواف ضروری ہے؟

مسئلہ حج کا احرام باندھنے کے بعد جب منیٰ کا ارادہ کر کے جاتے ہیں تو جانے سے پہلے خانہ کعبہ کا طواف کرتے جانا مستحب ہے، یہ طواف فرض یا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ص ۲۰۷)

طواف کا ایک چکر حطیم میں کرلیا تو؟

سوال ہم عمرہ کا طواف کر رہے تھے، چونکہ جم غفیر تھا اس لیے ہم تیسرے یا چوتھے چکر میں حطیم کے اندر سے گزر گئے۔ پہلے ہم کو علم نہیں ہوسکا جب حطیم کو دوسری طرف سے نکلے تو معلوم ہوا یہ حطیم ہے۔ کیا دم آئے گا؟

جواب آپ پر اور آپ کے دوست پر عمرہ کے طواف کا ایک چکر ادھورا چھوڑنے کی وجہ سے دونوں پر ایک ایک دم واجب ہے۔ اور یہ جو قاعدہ ہے کہ قران والے کے ذمہ دو دم ہوتے ہیں وہ یہاں جاری نہیں ہوتا۔ دم ادا کرنے کی صورت یہ ہے کہ آپ کو کسی مکہ جانے والے کے ہاتھ اتنی رقم بھیج دیں۔ جس سے بکرہ خریدا جاسکے اور وہ صاحب بکرہ خرید کر حدود حرم میں ذبح کرادیں اور گوشت فقراء و مساکین میں تقسیم کردیں۔ غنی اور مالدار لوگ اس گوشت کو نہ کھائیں۔

(آپ کے مسائل ج ۴ص ۱۰۸ و ہکذا کتاب الفقہ ج ۱ص ۱۰۷۴)

مسئلہ طواف مسجد کے اندر ہو، اگر کعبہ کا طواف زمزم یا ستون کے اوپر کی طرف سے کیا جائے تب بھی جائز ہے، لیکن اگر مسجد کے باہر سے طواف کیا تو یہ طواف درست نہ ہوگا۔

(کتاب الفقہ ج ۱ص ۱۰۷۰)

طواف کے چودہ چکر لگانے کا حکم

سوال ہم نے طواف کے سات چکر کی جگہ چودہ چکر لگادیئے اور اس کے بعد سعی وغیرہ کی۔ کیا یہ عمل درست ہے؟

Marfat.com

جواب طواف تو سات ہی شوط (چکر) کا ہوتا ہے گویا آپ نے مسلسل دو طواف کر لئے، ایسا کرنا نامناسب تھا، مگر اس پر کوئی کفارہ یا جرمانہ نہیں۔ البتہ آپ کے ذمہ دونوں طوافوں کے دو دوگانہ لازم ہو گئے تھے یعنی چار رکعتیں۔ اگر آپ نے نہ پڑھی ہو تو اب پڑھ لیں۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۱۲)

مسئلہ اگر قصداً کسی نے آٹھواں چکر کر لیا طواف کا تو پھر اور چھ چکر ملا کر پورا طواف کرنا واجب ہے۔ گویا اب دو طواف ہو جائیں گے۔

مسئلہ ساتویں چکر کے بعد وہم یا وسوسہ سے آٹھواں چکر بھی طواف کا کر لیا تب بھی اس کو دوسرا طواف پورا کرنا لازم ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۳۵)

(گویا اس صورت میں دو طواف ہو گئے ہیں، اس لیے دو رکعت دو طوافوں کی الگ الگ پڑھنا، واجب ہے۔)

بغیر وضو کے طواف کر لئے تو کیا حکم ہے؟

سوال مجھے مذی نکل آتی ہے جس کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے میں نے طواف زیارت کیا، اور فارغ ہوا تو کپڑے پر مذی کا اثر معلوم ہوا تو کیا حکم ہے؟

جواب اگر پورا یا اکثر طواف زیارت بے وضو کیا، تو دم واجب ہے اور اگر نصف سے کم (تین یا اس سے کم چکر) طواف زیارت بلا وضو کیا ہو تو ہر چکر کے لیے آدھا صاع گندم صدقہ کرے اور تمام شوط کا صدقہ دم کے برابر ہو جائے تو کچھ تھوڑا سا کم کر دے۔ اور اگر ان صورتوں میں وضو کر کے طواف زیارت کا اعادہ کر لیا خواہ ایام نحر میں یا ایام نحر گزرنے کے بعد تو دم کفارہ ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ طواف قدوم یا طواف وداع یا نفلی طواف بغیر وضو کیا تو ہر شوط کیلئے آدھا صاع گیہوں صدقہ کرے، اس صورت میں بھی اگر تمام شوط کا صدقہ دم کے برابر ہو جائیگا تو کچھ تھوڑا سا کم کر دے اور اگر وضو کر کے اعادہ کر لیا تو جزاء ساقط ہو جائیگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۳۲۱ بحوالہ غنیۃ المناسک: ص ۱۴۵ و شامی: ج ۲ ص ۲۸۱ و ہکذا احکام حج ص ۱۰۰ و معلم الحجاج ص ۲۲۴ و عمدۃ الفقہ ج ۴ ص ۵۲۱ و کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۰۷۷)

Marfat.com

دوران طواف وضو ٹوٹ جائے؟

مسئلہ طواف کے لیے وضو شرط ہے اگر طواف کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے دوبارہ طواف کیا جائے اور اگر چار پانچ چکر پورے کر چکا ہو تو وضو کر کے باقی پھیرے پورے کر لے ورنہ نئے سرے سے طواف شروع کرے البتہ سعی کے دوران وضو شرط نہیں ہے۔ اگر بغیر وضو کے سعی کر لی تو ادا ہو جائے گی۔ یہی حکم وقوف عرفات کا ہے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۰۹ و ہکذا فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۳۱۹ و عمدۃ الفقہ ص ۱۹۶ و حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص ۵۵)

طواف میں نیابت کرانا؟

مسئلہ طواف میں اسی طرح نیابت جائز نہیں کہ جس کے اوپر طواف لازم ہو اس کی طرف سے کوئی دوسرا شخص طواف کر دے، ایسی صورت میں جس کی طرف سے طواف کیا جائے گا اور اس کی طرف سے ذمہ داری ساقط نہیں ہوگی اس لیے عذر یا بیماری کی وجہ سے سواری پر طواف کرنا جائز ہے۔ (غنیۃ المناسک ص ۷۰)

(اور جو طواف کرائے اگر وہ اپنے طواف کی نیت بھی کر لے گا تو اس کا بھی طواف ادا ہو جائے گا۔)

ریاحی مریض طواف کیسے کرے؟

سوال ایک شخص کے جبڑوں سے ہر وقت خون نکلتا رہتا ہے اور یہ حالت مسلسل جاری ہے علاج کے باوجود افاقہ نہیں اسی طرح ریاحی مریض ہے پیٹ میں ریاح بہت ہو جاتی ہے اور یہ مرض بھی مسلسل رہتا ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ طواف کے دوران یہ عارضہ پیش آئے گا تو طواف کرنا کیسا ہے؟ گناہ تو نہیں؟

جواب اگر معذور ہونے کے تمام شرائط موجود ہوں تو جس عذر کی وجہ سے وہ معذور ہوا ہے اس عذر کے پیش آنے سے وہ وضو نہیں ٹوٹتا، اسی طرح عذر کی حالت میں وہ نماز پڑھ سکتا ہے، لہٰذا جس طرح وہ نماز پڑھ سکتا ہے، اسی طرح وہ معذور طواف بھی کر سکتا ہے اور جس طرح عین نماز میں اس عذر کے پیش آنے سے گنہگار نہیں ہوتا، اسی طرح طواف کے درمیان اس عذر کے پیش آنے سے وہ معذور شخص گنہگار نہ ہوگا، البتہ معذور کا وضو نماز کا وقت نکل جانے سے ٹوٹ جاتا ہے

Marfat.com

اور طواف کے درمیان کسی نماز کا وقت نکل جائے تو وہ معذور شخص کیا کرے، اس مسئلہ کی وضاحت معلم الحجاج ص ۱۵۱ میں ہے کہ معذور شخص کو جس کا وضو نہیں ٹھہرتا یا کوئی زخم جاری ہے اس کا وضو چونکہ صرف نماز کے وقت تک رہتا ہے نماز کا وقت نکل جانے کے بعد دوبارہ وضو کرنا ہوتا ہے اس لیے اگر چار چکروں کے بعد وقت نکل جائے تو دوبارہ وضو کر کے طواف پورا کرے اور اگر چار چکروں سے کم کئے ہیں تب بھی دوبارہ وضو کر کے پورا کر سکتا ہے، لیکن چار چکر سے کم کی صورت میں شروع سے کرنا افضل ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۳۲۰ بحوالہ عمدۃ الفقہ ج ۴ ص ۱۹۶ و احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۴۷)

مسئلہ جمع تقدیم کی شرائط اگر موجود ہوں تو معذورِ شرعی میدانِ عرفات میں ظہر کی نماز کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ سکتا ہے، اس لیے کہ معذور شرعی کا وضو نماز کا وقت خارج ہونے سے ٹوٹتا ہے اور جمع تقدیم میں عصر کی نماز ظہر کے وقت میں پڑھی جاتی ہے، ظہر کا وقت خارج نہیں ہوتا، لہٰذا معذور شرعی کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۳۲۰ و ہدایہ والین ص ۵۱۰)

اذان شروع ہونے کے بعد طواف کرنا؟

سوال کیا اذان شروع ہونے کے بعد طواف شروع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب اگر اذان اور نماز کے درمیان اتنا وقفہ ہو کہ طواف کر سکتا ہے تو اذان کے وقت طواف شروع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۳۰ درمختار ج ۲ ص ۲۲۹)

مسئلہ جماعت کے لیے اقامت ہو رہی ہو اور جب امام خطبہ کے لیے کھڑا ہو اس وقت طواف کرنا مکروہ ہے، اس کے علاوہ کسی وقت میں طواف مکروہ نہیں ہے اگر چہ وہ اوقات ہوں جن میں نماز پڑھنا مکروہ ہوتی ہے۔ (معلم الحجاج ص ۴۷)

طواف کے دوران ایذا رسانی؟

مسئلہ حج میں دیکھا گیا ہے کچھ لوگ طواف کے دوران تیز دوڑتے ہیں اور سامنے آنے والوں کو دھکا دے کر آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں، طواف کے دوران لوگوں کو دھکے دینا بہت برا ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۳۰۰)

مسئلہ حجر اسود کو بوسہ دینے میں ہاتھ لگانے میں اس کا خیال رکھیں کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے اگر

Marfat.com

پہنچنے کا خطرہ ہو تو اس کو چھوڑ دے کیونکہ حجر اسود کا بوسہ دینا مستحب ہے۔ اور ایذاءِ مسلم حرام ہے۔
(احکام حج ص ۴۶)

طواف کرنے کا طریقہ

مسئلہ طواف کے معنٰی کسی چیز کے گرد گھومنے کے ہیں۔ طواف کی نیت کر کے بیت اللہ کے گرد (چاروں طرف) سات مرتبہ گھومنے کو طواف کہتے ہیں اور ایک چکر کو "شوط" کہتے ہیں بیت اللہ کے سوا کسی چیز یا کسی مقام کا طواف کرنا جائز نہیں ہے۔

طواف کے لیے نیتِ طواف فرض ہے بغیر نیت کے کتنے ہی چکر لگائے طواف نہیں ہوگا، طواف کی نیت (عربی کے علاوہ بھی کسی زبان میں) اسی طرح کرے "یا اللہ میں تیری رضا کے لیے طواف کا ارادہ کرتا ہوں۔ اس کو میرے لئے آسان کردے اور قبول فرما"۔ دل سے یہ نیت کرنا فرض ہے اور زبان سے کہہ لینا بھی افضل ہے۔

خانہ کعبہ کے جس کونہ میں حجر اسود لگا ہوا ہے اس کے بالکل سامنے زمین پر ایک کالے رنگ کی پٹی صحن کے فرش پر تقریباً ایک بالشت چوڑی چلی گئی ہے کوہِ صفاء کی طرف گویا یہ نشان بنا ہوا ہے کہ حجر اسود کا سامنا ہے۔ آپ مسجد حرام میں چاہے جس دروازہ سے بھی آئیں ہوں اس پٹی پر آ کر ٹھہرنا ہے اور تلبیہ موقوف کرنا ہے۔ طواف کی نیت کرنے کے بعد احرام کی چادر کے داہنے پلے کو اپنی داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے کے اوپر ڈال لیں اس کو "اضطباع" کہتے ہیں اور یہ طواف کے پورا ہونے تک رہے گا، اور اس پٹی پر آ کر اس طرح کھڑے ہونا ہے کہ حجر اسود آپ کے سامنے ہو اور آپ اس پٹی سے ذرا سے بائیں جانب کھڑے ہوں داہنا قدم تو پٹی سے ملا ہوا ہو اور بایاں قدم اس سے الگ اس طور پر کہ داہنا مونڈھا حجر اسود کے کنارے کے سامنے پڑتا ہو اور بدن حجر اسود کے بغل میں بائیں جانب پڑے یعنی آپ حجر اسود کے بالمقابل بنی ہوئی پٹی پر اس طرح کھڑے ہو جائیں کہ حجر اسود آپ کے چہرہ کے سامنے ہو جائے پھر "بسم اللہ اللہ اکبر وللہ الحمد" پڑھتے ہوئے اس طرح دونوں ہاتھ اٹھائیں جیسے نماز میں اٹھاتے ہیں یعنی دونوں کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں خانہ کعبہ اور حجر اسود کی طرف رہیں پھر دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دیں اس عمل کو استقبال کہتے ہیں اور یہ صرف شروع میں کرنا ہے باقی چکروں میں استقبال نہیں کیا جائے گا یعنی تکبیر تحریمہ کی طرح کانوں تک ہاتھ اٹھا کر نہیں چھوڑے جائیں

گے بلکہ ''استیلام'' کریں گے یعنی دونوں ہاتھ حجر اسود کے سامنے اس طرح پھیلائیں کہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رخ حجر اسود کی طرف رہے اور ہاتھوں کی پشت اپنے چہرہ کی طرف رکھیں۔

ہاتھ اٹھاتے ہوئے یہ پڑھیں ''بسم اللہ اکبر وللہ الحمد'' یہ پڑھ کر اپنی ہتھیلیوں کو بوسہ دیں اور چومتے وقت چٹخارے کی آواز پیدا نہ ہو۔ اس عمل کو ''استیلام'' کہتے ہیں۔

''استیلام'' سے فارغ ہو کر طواف شروع کر دیں اگر آپ کا طواف عمرہ کا طواف ہے اور اس طواف کے بعد آپ کو سعی بھی کرنی ہے، اس لیے اس طواف کے شروع کے تین چکروں میں ''رمل'' کریں گے ''رمل'' کا مطلب یہ ہے کہ (اگر ممکن ہو بھیڑ نہ ہو موقع بھی ہو تو) دونوں شانے ہلاتے ہوئے پہلوانوں کی طرح سینہ تان کر قریب قریب قدم رکھتے ہوئے قدرے تیزی سے چلیں۔ پہلے تین چکروں کے رمل کے بعد آخر کے چار چکروں میں اعتدال کے ساتھ چلیں۔ ان چکروں میں ''رمل'' نہیں کیا جائے گا۔ اور عورتیں کسی بھی چکر میں رمل نہیں کریں گی۔

ہر چکر کے پورا ہونے پر حجر اسود کا ''استیلام'' کریں گے یعنی جب لوٹ کر حجر اسود پر پہنچے تو پھر ''بسم اللہ اکبر وللہ الحمد'' کہہ حجر اسود کو بوسہ دینے ہاتھ لگانے اور ہاتھ کو بوسہ دینے کا وہی عمل کریں جو پہلے کیا تھا اس طرح ایک شوط (چکر) پورا ہو گیا اب اسی طرح سات چکر حجر اسود سے شروع کر کے حجر اسود تک کریں گے تو ایک طواف مکمل ہوگا۔ سات چکر پورا کرنے کے بعد آٹھویں مرتبہ بھی حجر اسود کا استیلام یعنی دونوں ہاتھوں کی ہتھیلی حجر اسود کی طرف کر کے ہاتھ چوم لیں گے۔ اور یہ استیلام ہر چکر کے شروع میں ہوگا اور آخری چکر پورا کر کے حجر اسود کا استیلام کر کے واپس جانا ہے گویا ایک طواف میں آٹھ استیلام ہوں گے۔

(احکام حج ص ۴۵ و ہکذا کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۰۹۵ اور حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۲۰۸)

طواف کے ہر چکر میں نئی دعاء پڑھنا؟

مسئلہ طواف کے سات چکر ہوتے ہیں اور ہر چکر میں نئی دعاء پڑھنا کوئی ضروری نہیں۔ بلکہ جس دعاء یا ذکر میں خشوع زیادہ ہو، اس کو پڑھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ''رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان ''ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار'' منقول ہے۔

طواف کے سات چکروں کی دعائیں کتابوں میں جو لکھی ہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں، بعض بزرگوں سے منقول ہیں۔ عام لوگ نہ تو ان کو صحیح تلفظ کر سکتے ہیں نہ ان

Marfat.com

کے مفہوم سے واقف ہیں۔اور پھر طواف کے دوران چلا چلا کر پڑھتے ہیں جس سے دوسروں کو بھی تشویش ہوتی ہے اور بعض حضرات قرآن مجید کی تلاوت بلند آواز سے کرتے ہیں ایسا کرنا نامناسب ہے۔

تیسرا کلمہ، درود شریف یا کوئی دعا جسمیں دل لگے زیرِ لب (ہلکی آواز جس سے دوسروں کو تکلیف یا تشویش نہ ہو) پڑھتے رہنا چاہئے۔ (آپکے مسائل ج ۴ ص ۱۱۲ احکام حج ص ۴۷)

مسئلہ مقامات حج میں کوئی دعاء معین کرنا اچھا نہیں ہے، جس میں دل لگے اور جس کی ضرورت سمجھے وہ دعاء کرے کیونکہ الفاظِ معینہ کی پابندی سے رقتِ قلب اور خشوع اکثر نہیں رہتا اس لئے بہتر یہ ہے کہ اپنی زبان اور اپنے محاورہ میں دعاء کرے۔ (احکام حج ص ۴۸)

طواف کی مسنون دعائیں کون سی ہیں؟

سوال حج کی کتابوں میں اس طرح نظر آتا ہے کہ طواف اس طرح شروع کرے اور یہ پڑھے، فلاں رکن پر یہ دعا وغیرہ پڑھے، کیا یہ دعائیں مسنون ہیں؟

جواب ان دعاؤں میں سے اکثر کی سند ضعیف ہے، لہٰذا اس کو سنت سمجھنا جائز نہیں، طواف کی مروّجہ دعاؤں کا کوئی ثبوت نہیں ان دعاؤں میں بہت غلو ہونے لگا ہے، اس میں مندرجہ ذیل مفاسد ہیں۔

(۱) ان دعاؤں کا عام اہتمام اور دینی اداروں کی طرف سے ان کی روز افزاں اشاعت کے باعث عوام ان کو ضروری سمجھنے لگے ہیں ایسی حالت میں امرِ مندوب بھی مکروہ ہوجاتا ہے۔ چہ جائے کہ جس کا ثبوت ہی نہ ہو۔

(۲) اکثر لوگوں کو دعائیں یاد نہیں ہوتیں، طواف میں کتاب دیکھ کر پڑھتے ہیں اور اژدحام میں کتاب پڑھتے ہوئے چلنے سے خشوع نہیں رہ سکتا۔

(۳) اژدحام میں کتاب پر نظر رکھنا اپنے لئے اور دوسروں کے لیے بھی باعث ایذا (تکلیف دہ) ہے بالخصوص دعاؤں کی خاطر جتھوں کی صورت میں چلنا سخت تکلیف دہ ہے جو حرام ہے، غیر ثابت امر کی خاطر ارتکاب حرام کیا جاتا۔

(۴) جتھوں کی صورت میں چلا چلا کر دعائیں پڑھنے سے دوسروں کے خشوع میں خلل ہوتا ہے۔

Marfat.com

خدا کرے علماء دین کو مفاسد مذکورہ کی طرف التفات اور وہ غیر ثابت دعاؤں کی اشاعت کی بجائے ان سے اجتناب کی تبلیغ میں مصروف ہو کر اپنا فرض ادا کریں۔

(احسن الفتاویٰ ج۴ ص۵۴۷)

۵) عوام دعاؤں کے الفاظ صحیح ادا نہیں کرپاتے تو معلم (یا قافلہ کا بڑا) جھتے کو روک کر الفاظ کہلوانے کی کوشش کرتے ہیں، جب کہ طواف میں ٹھہرنا (بلا ضرورت) مکروہ تحریمی ہے، علاوہ ازیں اس صورت میں بعض لوگوں کی پشت یعنی پیٹھ یا سینہ بیت اللہ کی طرف ہو جاتا ہے یہ بھی مکروہ تحریمی ہے اور اسی حالت میں کچھ لوگ اگر آگے کو سرک گئے تو اتنے حصہ کے طواف کا اعادہ واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج۴ ص۵۶۹)

(مقامات حج یا طواف وغیرہ کے ہر چکر کے لیے جو دعائیں بعض حضرات نے شائع کی ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول و ماثور تو ہیں مگر خاص طواف وغیرہ کے لیے نہیں، اگر کسی کو یاد ہوں اور ان کو سمجھ کر دعاء کرے تو سبحان اللہ بہت اچھا ہے مگر بہت سے عوام جو کتابیں ہاتھ میں لیکر طواف کی حالت میں ان الفاظ کو بے سمجھے مشکل سے ادا کرتے ہیں اس سے بہتر یہ ہے کہ جو کچھ اپنی سمجھ میں آئے اپنے محاورے میں اور اپنی ہی مادری زبان میں دعاء کریں۔ اور سب سے فائدہ مند اور آسانی قرآنی دعاء جو ہے اس کا ورد اکثر زبان پر رکھیں۔

ربنا اتنا في الدنيا حسنة وفي الاخرة حسنة وقنا عذاب النار۔ یعنی ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے دنیا کی بھلائی اور بہتری بھی مانگتے ہیں اور آخرت کی بہتری بھی اور عذابِ جہنم سے پناہ مانگتے ہیں۔

اس میں حسنہ تمام ظاہری اور باطنی خوبیوں اور بھلائیوں کو شامل ہے، مثلاً دنیا کی حسنہ میں بدن کی صحت، اہل و عیال کی صحت، رزق حلال میں وسعت و برکت، دنیاوی سب ضروریات کا پورا ہونا اعمالِ صالحہ، اخلاق محمودہ، علم نافع، عزت وجاہت، عقائد کی درستی، صراطِ مستقیم کی ہدایت، عبادات میں اخلاصِ کامل سب داخل ہیں، اور آخرت کی حسنہ میں جنت اور اس کے بے شمار اور لازوال نعمتیں اور حق تعالیٰ کی رضاء اور اس کا دیدار یہ سب چیزیں شامل ہیں۔

الغرض یہ دعاء ایک ایسی جامع ہے کہ اسمیں انسان کے تمام دنیاوی اور دینی مقاصد آجاتے ہیں، دنیا و آخرت دونوں جہاں میں راحت وسکون میسر آتا ہے، آخیر میں خاص طور پر اس میں جہنم کی آگ سے پناہ کا بھی ذکر ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت یہ دعاء

مانگا کرتے تھے۔ اگر یاد آجائے تو احقر ''محمد رفعت قاسمی'' کو بھی اس موقع پر دعاؤں میں یاد رکھیں)

طواف کے بعد کی دو رکعت کا حکم؟

مسئلہ طواف کے ہر سات چکر کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے، خواہ وہ طواف فرض ہو، یا واجب، یا سنت، یا نفل۔ اور افضل یہ ہے کہ طواف اور دو رکعت نفل بلا انقطاع ادا کئے جائیں جب کہ مکروہ وقت نہ ہو۔ اور اگر مکروہ وقت ہو تو بعد میں کسی وقت بھی دو رکعت نماز پڑھنا لازم ہے، خواہ وطن واپس آکر ہی پڑھے، گو اس میں تاخیر مکروہ ہے۔

(کتاب الفقہ ج۱ ص۱۰۷۵ وہکذا احکام حج ص۴۹)

مسئلہ اگر کسی نے مکہ مکرمہ میں نماز طواف نہیں پڑھی تو اسکو ادا کرنا واجب ہے اسکے ذمہ سے ساقط نہ ہوگی تمام زندگی میں ادا کرسکتا ہے۔ (معلم الحجاج ص۱۴۳ وحج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص۵۳)

(ہر طواف کے بعد دو رکعت پڑھنا واجب ہے اور حرم شریف میں پڑھنا درست ہے یعنی جہاں پر شکار کرنا جائز نہیں، اسلیے مسجد حرام کے علاوہ اپنے ہوٹل وقیام گاہ میں بھی پڑھ سکتے ہیں اور اگر دو رکعت نفل طواف پڑھنا ہی یاد نہیں رہا بھول گئے اور اپنے وطن پہنچ گئے تو اپنے وطن میں ہی پڑھ لے۔ اس پر تاخیر کی وجہ سے کوئی دم نہیں ہوگا واجب ادا ہوجائیگا۔ محمد رفعت قاسمی)

کیا مقام ابراہیم پر نفل ادا کرنا ضروری ہے؟

سوال بعض یہ جانتے ہوئے کہ مجمع زیادہ ہے مگر مقام ابراہیم پر طواف کی واجب نفل پڑھنے لگتے ہیں۔ جس سے ان کو بھی چوٹ وغیرہ لگنے کا اندیشہ ہے، نیز ضعیف ومستورات کے زخمی ہونے کا احتمال ہے۔ کیا یہ نماز ہجوم سے ہٹ کر نہیں پڑھی جاسکتی؟

جواب ہجوم سے ہٹ کر ضرور پڑھی جاسکتی ہے۔ اور اگر مقام ابراہیم پر نماز پڑھنے سے اپنے آپ کو یا کسی دوسرے کو ایذا پہنچنے کا اندیشہ ہو تو مقام ابراہیم پر نماز نہ پڑھی جائے کیونکہ کسی کو ایذا پہنچانا حرام ہے۔

مسئلہ اگر جگہ ہو (اور کسی کو تکلیف بھی نہ پہنچے) تو مقام ابراہیم پر طواف کی دو رکعت نفل پڑھنا افضل ہے یا حطیم میں گنجائش ہو تو وہاں پڑھ لے، ورنہ کسی جگہ بھی پڑھ سکتا ہے، بلکہ سارے حرم شریف میں کہیں بھی پڑھے یا مسجد حرم شریف سے باہر اپنے قیام گاہ پر پڑھے تب بھی جائز ہے کوئی کراہت نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۱۱۴)

Marfat.com

مسئلہ طواف کے بعد دو رکعت مقام ابراہیم کے پیچھے ہونے کا یہ مطلب ہے کہ مقام ابراہیم نمازی اور بیت اللہ کے درمیان آ جائے مقام ابراہیم سے جتنا قریب ہو سکے بہتر ہے اور اگر کچھ فاصلہ بھی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ لوگوں کو تکلیف دے کر آگے پہنچنا جہالت ہے۔

مسئلہ ازدحام کے وقت بالکل قریب جانے میں اپنے کو تشویش اور دوسرے کو ایذا ہوتی ہو تو اس سے بہتر یہ ہے کہ کچھ فاصلہ سے پڑھ لے۔

مسئلہ دوگانہ طواف کے لیے جس کو مقام ابراہیم کے قریب جگہ مل جائے تو اس کو چاہیے کہ مختصر قرأت کے ساتھ دو رکعت پڑھے اور مختصر دعاء کر کے جگہ چھوڑ دے تاکہ دوسروں کو تکلیف نہ ہو، طویل دعا یا نوافل نہ پڑھے۔ (احکام حج ص ۵۰ حضرت مفتی شفیعؒ)

متعدد طواف کی ایک ساتھ نفل پڑھنا؟

مسئلہ اگر کوئی شخص چند طواف مسلسل کرے اور پھر ہر طواف کے لیے دو دو رکعت مسلسل پڑھے تو ایسا کرنا مکروہ ہے البتہ جن اوقات میں طواف کی دو رکعت پڑھنا مکروہ ہے ان اوقات میں اس طرح مسلسل طواف کرنا اور پھر (مکروہ وقت نکلنے کے) بعد میں ہر طواف کے لیے دو دو رکعت پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۳ ص ۱۸۳ او احکام حج ص ۵۰)

معذور شخص طواف کے نفل کیسے پڑھے؟

مسئلہ معذور جیسے فرض نماز پڑھتا ہے ویسے ہی دوگانہ طواف پڑھے، یعنی کھڑے ہو کر۔ اگر اس کو طاقت واستطاعت نہ ہو تو پھر بیٹھ کر پڑھ لے۔ اور طواف خود یا کسی کے سہارے سے کرے یا وہیل چیر پر جیسے عام معذور لوگ وہاں کرتے ہیں کرے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۱۳)

طواف کے نفل ممنوع اوقات میں پڑھنا؟

مسئلہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ممنوع اوقات یعنی عصر کے بعد سے مغرب تک، فجر کے بعد اشراق تک اور زوال کے وقت، دوگانہ طواف ادا کرنا جائز نہیں ہے اس دوران جتنے طواف کئے ہوں، مکروہ وقت ختم ہونے کے بعد ان کے دوگانہ طواف الگ الگ ادا کرے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۱۴ و فتاویٰ محمودیہ ج ۳ ص ۱۸۲)

مسئلہ اگر یہ دوگانہ مکروہ وقت میں پڑھا تو بلا اتفاق ادا نہیں ہوگا۔ درمیان میں مکروہ وقت کا

Marfat.com

خیال آجائے تو منقطع کردے یعنی توڑ دے اور اگر تمام کرلیا تو مکروہ وقت گزرنے کے بعد دوبارہ پڑھے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۲۷ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۲۴۶ و معلم الحجاج ص ۱۳۳)

نفل بھول کر دوسرا طواف شروع کردیا؟

مسئلہ طواف کے بعد دو رکعت پڑھنا بھول جائے اور دوسرا طواف شروع کردے، اگر دوسرے طواف کا چکر پورا ہونے سے پہلے پہلے یاد آجائے تو اس کو چھوڑ کر دو رکعت پڑھ لے، اگر ایک چکر پورا ہونے کے بعد یاد آجائے تو یہ طواف پورا کرلے اس کے بعد دو رکعت پہلے طواف کیلئے پڑھے اور دو رکعت دوسرے طواف کیلئے پڑھے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۳ ص ۱۸۳ و ہکذا معلم الحجاج ص ۱۳۳)

طواف کے ضروری مسائل

مسئلہ طواف شروع کرنے سے پہلے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا جیسا کہ نماز میں اٹھاتے ہیں صرف پہلی بار ہے سات مرتبہ نہیں ہے۔ ''استیلام'' یعنی دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رخ حجر اسود کی طرف رہے گویا حجر اسود پر رکھے ہوئے ہیں، اور ہاتھوں کی پشت اپنے چہرہ کی طرف رکھے اس کے بعد ہاتھوں کو بوسہ دینا آٹھ مرتبہ ہے۔ (آپکے مسائل ج ۴ ص ۱۰۰ و احکام حج ص ۴۶)

مسئلہ حجر اسود کا ''استیلام'' یعنی بوسہ دینا پہلی مرتبہ اور آٹھویں مرتبہ باتفاق سنت مؤکدہ ہے۔ بیچ والے چکروں میں زیادہ تاکید نہیں ہے۔ (احکام حج ص ۴۷)

مسئلہ جس طواف کے بعد سعی ہوتی ہے اس میں اوّل کے تین چکروں میں ''رمل'' بھی ہوتا ہے اور جس طواف کے بعد سعی نہیں ہوتی اس میں رمل نہیں ہوتا۔

مسئلہ اگر طواف رمل کے ساتھ شروع کیا اور ایک دو چکر کے بعد اتنا ہجوم ہوگیا کہ رمل نہیں کرسکتا تو رمل چھوڑ دے اور طواف پورا کرلے۔

مسئلہ کسی مرض یا بوڑھاپے کی وجہ سے اگر رمل نہیں کرسکتا تو کچھ حرج نہیں ہے۔

مسئلہ سارے طواف یعنی ساتواں چکروں میں رمل کرنا مکروہ ہے۔ لیکن کرنے سے کوئی جزاء واجب نہ ہوگی۔ (معلم الحجاج ص ۱۳۴)

(رمل طواف کے شروع کے صرف تین چکروں میں مردوں کے لیے ہے اگر پہلے چکر میں بھول جائے تو صرف دو چکرو میں کرے اور اگر دوسرے میں بھی بھول گیا تو صرف تیسرے

چکر میں کرے اور اگر تیسرے میں بھی بھول گیا تو اب رمل نہیں ہے، جس طرح شروع کے تین چکروں میں رمل کرنا مسنون ہے، اسی طریقے سے آخر کے چار چکروں میں رمل نہ کرنا مسنون ہے، یعنی ایک سنت اگر چھوٹ گئی تو دوسری سنت کو نہیں چھوڑنی چاہئے، ہاں "اضطباع" آخر طواف تک رہے گا اور دو رکعت نماز طواف پڑھتے وقت اضطباع ختم کر کے یعنی مونڈھے ڈھانک کر تب نماز پڑھے لیکن سر کھلا رہے گا کیونکہ حالت احرام میں سر نہیں ڈھانکنا چاہئے۔ غرض یہ کہ اگر رمل یا اضطباع یا استیلام چھوٹ جائے تو کوئی جزاء وغیرہ لازم نہیں ہے۔ محمد رفعت قاسمی)

مسئلہ طواف کی جگہ بیت اللہ کے چاروں طرف مسجد کے اندر اندر ہے، چاہے بیت اللہ سے قریب ہو یا دور اور چاہے ستون وغیرہ کو درمیان میں لے کر طواف کرے، طواف ہو جائے گا، نیز اگر کوئی مسجد حرام کی چھت پر چڑھ کر طواف کرے، اگرچہ بیت اللہ شریف سے اونچا ہو جائے تب بھی طواف ہو جائے گا لیکن مسجد حرام سے باہر نکل کر اگر طواف کرے گا تو طواف نہ ہوگا۔

(معلم الحجاج ص ۱۳۷)

مسئلہ طواف کرتے وقت سینہ یا پیٹھ بیت اللہ شریف کی طرف کرنا مکروہ تحریمی ہے، اگر اسی حالت میں کچھ فاصلہ (طواف کا) طے کیا تو اتنے حصہ کا طواف کا اعادہ واجب ہے۔

مسئلہ طواف میں سجدہ کی جگہ پر نظر رکھنا مستحب ہے، بیت اللہ کی طرف یا کسی دوسری طرف نظر کرنا خلاف استحباب ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۲۸ بحوالہ غنیۃ ص ۶۵)

مسئلہ طواف میں بالکل خاموش رہنا اور کچھ نہ پڑھنا بھی جائز ہے، نیز طواف کرتے وقت دعا پڑھنا یا دعاء کرنا ہو تو دعاء میں ہاتھ نہ اٹھائیں۔ (معلم الحجاج ص ۱۳۷)

مسئلہ طواف کرتے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت کر سکتے ہیں مگر ذکر افضل ہے، تلاوت کرنا ہو تو بلند آواز سے نہ کرے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۔۔ احکام حج ص ۴۹)

مسئلہ ذکر یا دعاء یا قرآن شریف کی تلاوت بلند آواز سے کرنا یا کسی اور وجہ سے آواز کو بلند کرنا جس سے طواف کرنے والوں کو اور نمازی کو تشویش ہو، مکروہ ہے۔ (عمدۃ الفقہ ج ۴ ص ۱۸۹)

مسئلہ طواف کی ابتدا حجر اسود سے کی جائے۔ اگر کسی نے نہیں کی تو قیام مکہ کے دوران دوبارہ طواف کرنا واجب ہے۔ اور اگر طواف دوبارہ نہ کیا اور حج سے واپس آ گیا تو قربانی دینا واجب ہے۔

مسئلہ طواف شروع کرنے کے وقت افضل یہ ہے کہ پورا جسم حجر اسود کے سامنے ہو، یہاں

Marfat.com

تک کہ کوئی حصۂ بدن اس کے مقابل ہونے سے نہ رہ جائے۔

مسئلہ واجبات میں سے ہے کہ باب کعبہ کے قریب دائیں جانب سے طواف کرے اور کعبہ کو اپنی بائیں جانب رکھے۔ کیونکہ کعبہ امام کے مانند ہے، اور مقتدی اکیلا ہو تو امام کے دائیں جانب کھڑا ہوتا ہے۔ اگر طواف اُس کے الٹ کیا یعنی بائیں طرف سے شروع کیا اور کعبہ کو دائیں جانب رکھا تو دوبارہ طواف کرنا یا دم دینا واجب ہے۔ (کتاب الفقہ ج۱ص۱۰۷۴)

مسئلہ مریض ومعذور کو طواف کرانے کے لیے اجرت پر طواف کرانا جائز ہے۔

(معلم الحجاج ص۱۳۶)

مسئلہ طواف کے لیے لباس، بدن اور جگہ کا نجاست سے پاک ہونا سنت مؤکدہ ہے۔ اگر کسی نے طواف کیا اور اس کا لباس تمام نجس تھا تو سنت ترک ہوئی لیکن اس پر کوئی تاوان نہیں ہے۔

(کتاب الفقہ ج۱ص۱۰۷۴)

مسئلہ اگر طواف کرانے والے نے طواف کی نیت نہیں کی اور طواف کرنے والا معذور و بیہوش نہیں تھا اور اس نے خود نیت طواف کی کرلی تو طواف ہو گیا اور اگر بیہوش تھا تو طواف نہیں ہوا، طواف کرانے والا نیت کر لیتا تو طواف ہو جاتا۔ (معلم الحجاج ص۱۳۶)

مسئلہ ستر عورت جس طرح نماز میں واجب ہے، طواف میں بھی واجب ہے، لہٰذا بدن کے جن حصوں کا ڈھکنا واجب ہے، اگر ان میں سے کسی عضو کا چوتھائی حصہ کھلا رہ گیا تو واجب ترک ہو گیا، لہٰذا پھر سے طواف کرنا یا قربانی دینا واجب ہے۔ (کتاب الفقہ ج۱ص۱۰۷۴)

مسئلہ طواف میں اگر عورت مرد کے ساتھ ہو جائے تو طواف فاسد نہیں ہوتا نہ مرد کا نہ عورت کا۔

(معلم الحجاج ص۱۳۶)

مسئلہ طواف کے درمیان حجر اسود کا بوسہ لینے کے لیے انتظار نہ کریں، بلکہ موقع مل جائے تو بہتر ہے ورنہ دور سے ہاتھوں سے اشارہ کر کے ہاتھوں کو چوم لیں، ٹھہریں نہیں، کیونکہ طواف کے درمیان ٹھہرنا خلاف سنت ہے، البتہ طواف کے شروع میں یا بالکل آخر میں بوسہ کے انتظار میں ٹھہرنے میں مضائقہ نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج۴ص۵۶۶ کتاب الحج)

طواف زیارت سے پہلے احرام کیوں کھلتا ہے؟

سوال یہاں پر ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ حج کا اہم رکن طواف زیارت ابھی باقی ہے پھر

اس سے پہلے احرام کیوں کھول دیا جاتا ہے؟

جواب: جب لوگ بادشاہوں کے دربار میں حاضری دیتے ہیں تو خوب صفائی کر کے، بن سنور کے حاضر ہوتے ہیں، اسی طرح لوگوں کو طواف زیارت کے لیے اپنا حال درست کر کے حاضر ہونا چاہئے۔ سر گرد سے صاف کرلیں، بدن سے میل دور کرلیں، اور سلے ہوئے موزوں کپڑے پہن کر دربار خداوندی میں طواف زیارت کے لئے حاضری دیں۔ اسی مقصد سے طواف زیارت سے پہلے احرام کھولنا شروع کیا گیا چنانچہ یہ احرام جزوی طور پر کھلتا ہے یعنی صرف تزئین کی حد تک کھلتا ہے۔ بیوی کے ساتھ صحبت کرنے میں ابھی احرام باقی ہے۔ کیونکہ ابھی حج کا ایک اہم رکن طواف زیارت باقی ہے۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ ج۴ص۲۰۸)

طواف زیارت کا وقت؟

سوال: کوئی مرد یا عورت کمزوری کی حالت میں ہو۔ دس ذی الحجہ یا گیارہ کو حرم شریف میں بہت ہجوم ہوتا ہے، تو کیا یہ سات یا آٹھ ذی الحجہ کو طواف زیارت (مقدم) کرسکتے ہیں؟ نیز اگر کوئی تیرہویں یا چودہویں تاریخ کو طواف زیارت کرے تو کیا فرض ادا ہو جائے گا؟

جواب: طواف زیارت کا وقت ذی الحجہ کی دسویں تاریخ (یوم النحر) کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے، اس سے پہلے طواف زیارت جائز نہیں ہے۔ اور اس کو بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے ادا کرلینا واجب ہے۔ پس اگر بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہو گیا اور اس نے طواف زیارت نہیں کیا تو اس کے ذمہ دم لازم آئے گا۔

(آپ کے مسائل ج۴ص۱۶۴ و ہکذا احکام حج ص۷۹ و معلم الحجاج ص۱۷۷)

مسئلہ: طواف زیارت حج کا رکن اعظم ہے، بارہویں ذی الحجہ کا سورج غروب ہونے تک اس کی ادائیگی کا وقت ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۸ص۲۸۴ و ہکذا کتاب الفقہ ج۱ص۱۰۶۵)

طوافِ زیارت رمی کے بعد کرنا؟

سوال: رمی کے بعد احرام کی حالت میں مسجد حرام میں جا کر طواف زیارت کرلیا جائے اور پھر منیٰ آ کر قربانی اور بال کٹوائے جائیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: جس شخص نے تمتع یا قران کیا ہو، اس کے لیے تین چیزوں میں ترتیب واجب ہے۔

(۱) جمرہ عقبیٰ کی رمی کرے (۲) پھر قربانی کرے (۳) پھر بال کٹائے۔ اگر اس

Marfat.com

ترتیب کے خلاف کیا تو دم لازم ہوگا۔ لیکن ان تینوں چیزوں کے درمیان اور طواف زیارت کے درمیان ترتیب واجب نہیں، بلکہ سنت ہے، پس ان تینوں چیزوں سے علی الترتیب فارغ ہو کر طواف زیارت کے لیے جانا سنت ہے۔ لیکن اگر کسی نے ان تین چیزوں سے پہلے طواف زیارت کرلیا تو خلاف سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے، مگر اس پر دم لازم نہیں ہوتا۔

(آپ کے مسائل ج۴ ص۱۴۵)

مسئلہ طواف زیارت کو رمی، ذبح، اور حلق کے بعد کرنا سنت ہے واجب نہیں ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص رمی، ذبح اور حلق سے پہلے طواف زیارت کرلے تو اس پر دم لازم نہ ہوگا، مگر خلاف سنت اور مکروہ ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۸ ص۲۸۳ معلم الحجاج ص۱۹۵)

مسئلہ قربانی سے پہلے طواف زیارت جائز ہے، مگر افضل یہ ہے کہ قربانی کے بعد طواف زیارت کرے۔ (معلم الحجاج ص۱۰۵)

طوافِ زیارت کا طریقہ؟

سوال کیا طواف زیارت میں رمل، اضطباع اور سعی ہوگی یا نہیں؟

جواب اگر پہلے سعی نہ کی ہو بلکہ طواف زیارت کے بعد کرنی ہو تو اس میں "رمل" ہوگا۔ مگر طواف زیارت عموماً سادہ کپڑے پہن کر ہوتا ہے (کیونکہ حلق وقربانی کے بعد عام کپڑے پہن لئے جاتے ہیں) اس لیے اس میں اضطباع نہیں ہوگا۔ البتہ اگر احرام کی چادریں نہ اتاری ہوں تو اضطباع بھی کرلیں۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۱۶۴)

مسئلہ طواف زیارت کے لیے مستقلاً حرام کی ضرورت نہیں ہے، جس احرام سے حلال ہوا ہے وہ ہی اس کے لیے کافی ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج۲ ص۱۶۴)

مسئلہ طواف زیارت کے بعد سعی کرنا واجب ہے، اور جو شخص اس سعی کو مقدم کرچکا ہے اس کے لیے طواف زیارت کے بعد سعی کرنا واجب نہیں ہے۔ (احکام حج ص۸۵ وہکذا معلم الحجاج ص۱۸۷)

ترک طواف زیارت کا حکم

سوال آپ سے دریافت کیا تھا کہ جس شخص نے طواف زیارت عذر کی وجہ سے چھوڑ دیا، تو پھر کیا تدارک ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا تھا کہ طواف زیارت کرلے۔ اب سوال یہ ہے کہ طواف زیارت حج کے موسم میں کرے یا جب چاہے جاکر طواف زیارت کرسکتا ہے؟

Marfat.com

جواب: جب چاہے طواف زیارت کرسکتا ہے، نیا احرام باندھے بغیر ویسے ہی جا کر طواف کرے اور تاخیر کی وجہ سے دم دے۔

طواف زیارت سے قبل دوسرے حج یا عمرہ کا احرام باندھنا جائز نہیں، بیوی سے صحبت کرنا بھی حرام ہے، اگر بیوی سے صحبت کرلی تو دم تاخیر کے علاوہ بدنہ یعنی پوری گائے یا پورا اونٹ بھی واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۲۹ بحوالہ ردالمختار ج ۲ ص ۱۹۸)

مسئلہ: طواف زیارت کسی حال میں نہ فوت ہوتا ہے اور نہ اس کا بدل دے کر ادا ہوسکتا ہے بلکہ آخر عمر تک اس کی ادائیگی فرض رہے گی اور جب تک اس کو ادا نہیں کرے گا بیوی سے مباشرت اور بوس وکنار حرام رہے گی۔ (احکام حج ص ۷۹)

مسئلہ: یہ صحیح ہے کہ طواف زیارت نہ کرنے والے پر اس کی بیوی حرام ہو جاتی ہے جب تک طواف زیارت نہ کرے بیوی حلال نہیں ہوتی، گویا بیوی کے حق میں احرام باقی ہے۔

(معلم الحجاج ص ۱۰۵)

مواد نکلنے کی حالت میں طواف زیارت کرنا؟

سوال: ایک شخص کے پیر میں چوٹ لگ گئی، ایسی حالت میں طواف زیارت کیا پیر سے پانی یا مواد کبھی کبھی نکلتا جاتا تھا، اس کے باوجود طواف زیارت کرلیا، تو کیا طواف زیارت ہوگیا یا نہیں؟

جواب: ایام نحر کے اندر زخم سے خون بند ہونے کا انتظار کرنا واجب تھا، لیکن اگر طواف کرلیا تو ہوگیا، لیکن واجب طہارت (پاکی) چھوٹنے کی وجہ سے دم لازم ہوگا۔ البتہ بعد میں اس طواف کا اعادہ کرلیا تو دم ساقط ہوگیا اگرچہ ایام نحر کے بعد اعادہ کیا ہو۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۲۵ وہکذا احکام حج ص ۱۰۲)

مسئلہ: اگر بدن یا کپڑے پر طواف فرض یا واجب یا نفل کرتے وقت نجاست لگی ہوئی تھی تو کچھ واجب نہ ہوگا لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر پورا طواف یا اکثر طواف زیارت جنابت (ناپاکی) یا حیض نفاس کی حالت میں کرلیا تو پورا ایک اونٹ یا پوری گائے، بیل، کٹرا، واجب ہوگا اور اگر طواف قدوم یا طواف وداع یا طواف نفل ان حالتوں میں کیا تو ایک بکری (یا ساتواں حصہ) واجب ہوگی اور ان سب صورتوں میں طہارت کے ساتھ طواف کا اعادہ کرلینے سے کفارہ ساقط ہو جائے گا۔) (معلم الحجاج ص ۲۴۴)

Marfat.com

طواف زیارت سے پہلے صحبت کرلی؟

سوال حج میں غلطی ہوگئی، وہ یہ کہ بارہ ذی الحجہ کو آخری کنکریاں مارنے کے بعد، رات کو ہم میاں بیوی نے صحبت کرلی اور ہم نے طواف زیارت تیرہ ذی الحجہ کو کیا۔ کیا یہ حج صحیح ہوگیا؟

جواب آپ دونوں کا حج تو بہرحال ہوگیا، لیکن دونوں نے دو جرم کئے، ایک طواف زیارت کو بارہویں تاریخ سے مؤخر کرنا اور دوسرا طواف زیارت سے پہلے صحبت کرلینا۔ پہلے جرم پر دونوں کے ذمہ دم لازم آیا، یعنی حدود حرم میں دونوں کی طرف سے ایک ایک بکرا ذبح کیا جائے، اور دوسرے جرم پر دونوں کے ذمہ "بڑا دم" لازم آیا، یعنی دونوں کی جانب سے ایک ایک اونٹ یا گائے پوری حدود حرم میں ذبح کی جائے (اور اس کا گوشت صرف فقراء و مساکین ہی کھا سکتے ہیں) اور اس کے علاوہ دونوں کو استغفار بھی کرنا چاہئے۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۱۴۷)۔

مسئلہ حج میں حلق کرانے (بال کٹوانے) کے بعد اور طواف زیارت سے پہلے تمام ممنوعات احرام جائز ہوجاتے ہیں، لیکن میاں بیوی کا تعلق (صحبت) جائز نہیں جب تک کہ طوافِ زیارت نہ کرلے۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۴۶ او ہکذا احکام حج ص۷۹)

مسئلہ اگر وقوفِ عرفات کے بعد سر منڈوانے سے پہلے جماع (صحبت) کرلیا تو حج فاسد نہیں ہوا مگر ایک اونٹ پورا یا پوری سالم گائے ذبح کرنا ہوگا۔

مسئلہ اور اگر سر منڈوانے کے بعد طوافِ زیارت سے پہلے جماع کرلیا تو اس صورت میں بھی حج فاسد نہ ہوگا، لیکن جزاء میں ایک بکری واجب ہوگی، بعض حضرات نے اس صورت میں بھی پورا اونٹ و گائے ہی واجب کیا ہے۔ (احکام حج ص۹۸)

مسئلہ طواف زیارت فرض رکن حج ہے اس طواف کے بغیر احرام سے نہیں نکلتا اور بیوی سے صحبت حلال نہیں ہوتی، یہ طواف کرنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج۶ ص۵۵۱)

(نفلی طواف مرحومین اور زندہ حضرات کے لیے بھی کر سکتے ہیں، آپ اپنے متعلقین کے لیے طواف کریں تو کم سے کم ایک احقر "محمد رفعت قاسمی" کے لیے بھی کردیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آپ کا حج و عمرہ اور طواف وغیرہ بھی قبول فرمائے۔ آمین) محمد رفعت قاسمی

حجر اسود کی فضیلت

یہ حجر اسود جنت سے آیا ہوا ہے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیش کیا گیا تا کہ وہ کعبہ

شریف کے کونہ میں اس کو لگادیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں مزید قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اٹھا کر اس جگہ پر نصب فرمایا۔

طواف کی ابتداء وانتہاء اسی مبارک پتھر کے مقابل ہوتی ہے، تاریخ کے طویل و ترین دور میں بے شمار حضرات انبیاء علیہ السلام اور خاتم الانبیاء والرسول علیہ السلام اور لاکھوں صحابۂ کرام واولیاء عظام اور لاتعداد حجاج و معتمرین کے مبارک ہونٹ اس مبارک پتھر سے ملے ہیں، اور اس کے قریب دعاء بھی قبول ہوتی ہے اور قیامت کے دن یہ پتھر (حجر اسود) اپنے بوسہ لینے والوں کے حق میں گواہی دے گا۔ (تاریخ مکہ ص ۴۵)

حجر اسود کا بوسہ لینے کے آداب

مسئلہ بوسہ لینے کے لیے کسی کو دھکا یا کوئی تکلیف نہیں دینی چاہیے اس لیے کہ بوسہ لینا سنت ہے جب کہ لوگوں کو ایذا دینا منع ہے، لہٰذا سنت پر عمل کرنے کے لیے ممنوع کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیے اور ازدحام کی حالت میں ہاتھ یا چھڑی وغیرہ حجر اسود کی جانب اشارہ کرتے ہوئے تکبیر کہہ کر اپنے ہاتھ یا چھڑی کے بوسہ پر اکتفا کر لینا چاہیے۔

واضح رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کا بوسہ بھی لیا ہے اور ازدحام کے وقت اشارہ بھی کیا (جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیڑ میں جگہ مل سکتی تھی اور صحابۂ کرام بخوشی راستہ دیتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ پر ہی اکتفا کیا تاکہ امت بھیڑ کے وقت میں اس سنت میں عمل کرلے)۔ لہٰذا یہ دونوں عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حجر اسود پر ازدحام نہ کرو، نہ کسی کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ خود کسی کی تکلیف کا نشانہ بنو۔

حضرت عطاءؒ کہتے ہیں "صرف تکبیر واشارہ پر اکتفا کر لینا اور حجر اسود کا بوسہ نہ لینا میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ کسی کو ایذا دے کر بوسہ لوں، نیز یہ بھی فرماتے ہیں جب حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے اپنے ہاتھوں کو چومے تو اس میں آواز بلند کریں"۔

مسئلہ عورتوں کو مردوں کی بھیڑ میں گھس کر بوسہ لینے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے البتہ جب بھیڑ نہ ہو تو عورتیں حجر اسود کا بوسہ لے سکتی ہیں۔

Marfat.com

مسئلہ حجر اسود کی سیدھ میں جو علامتی پٹی یا لکیر کا نشان مطاف میں ہے اس پر دعاء کے لیے یا نماز کھڑے نہ ہونا چاہیے، بالخصوص ازدحام کے وقت، اس لیے کہ ایسا کرنے سے طواف کرنے والوں کو پریشانی ہوتی ہے۔ (تاریخ مکہ ص ۴۵ بحوالہ اخبار مکہ للفاکہی)

حجر اسود کو بوسہ کیوں دیتے ہیں؟

سوال غیر مسلم اعتراض کرتے ہیں کہ مسلمان حجر اسود کو بوسہ دے کر اس کی پوجا (عبادت) کرتے ہیں۔ ان کو کیا جواب دیا جائے؟

جواب مذکورہ اعتراض کا جواب آج سے چودہ سو سال پہلے دیا جا چکا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کے قریب ہو کر فرمایا تھا "مجھے معلوم ہے تو ایک پتھر ہے نفع ونقصان پہنچانے پر قادر نہیں، میرا رب تجھے بوسہ دینے کا حکم نہ کرتا تو میں بوسہ نہ دیتا"۔

اسی طرح اس مسئلہ کی تنقیح کرنے والے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہ ایک مرتبہ طواف فرمار ہے تھے اس وقت کچھ نو مسلم دیہاتی بھی موجود تھے، حضرت عمرؓ حجر اسود کے قریب پہنچے تو بوسہ دینے سے پہلے ذرا ٹھہر گئے اور فرمایا "میں جانتا ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے (معبود نہیں ہے) نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع، اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا میں بھی تجھے نہ چومتا"۔

ذرا سوچیے کہ مسلمان حجر اسود کو قابل پرستش اور حاجت روا اور نفع ونقصان کا مالک جانتے ہوتے تو اس طرح کا خطاب کا کیا مطلب؟ اس سے مترشح ہوتا ہے کہ بوسہ صرف جذبِ محبت میں دیتے ہیں اپنی اولاد کو اور بیوی کو بھی بوسہ دیتے ہیں کیا انھیں معبود اور حاجت روا سمجھ کر بوسہ دیا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۳۲)

مسئلہ کسی چیز کی جو تعظیم وتکریم اس نظریہ سے کی جائے کہ اللہ ورسول کا حکم ہے تو وہ تعظیم برحق ہے، لیکن اگر مخلوق کو نافع وضرر رساں اور بناؤ بگاڑ کا مختار یقین کر کے اس کی تعظیم کی جائے شرک کا ایک شعبہ ہے اور اسلام میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔

(معارف الحدیث ج ۴ ص ۲۵۲ و ہکذا مظاہر حق ج ۳ ص ۱۸)

مسئلہ حجر اسود دنیاوی سنگ (پتھر) نہیں ہے کہ اس کو اس پر قیاس کیا جائے بلکہ یہ جنت محبوب ومعظم شی ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایسی اہمیت دی ہے۔

(منتخب نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۲)

Marfat.com

مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "حجر اسود جنت سے نازل ہوا اور آخرت میں وہ بھی اٹھایا جائے گا اور بوسہ دینے والوں کے حق میں شہادت دے گا۔ (کفایت المفتی ج ۴ ص ۳۳۲)

حدیث شریف میں ہے کہ حجر اسود ہر اس شخص کو پہچانتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نسبت سے ادب ومحبت کے ساتھ اس کو بلا واسطہ یا بالواسطہ چومتا ہے اور اس کا استیلام کرتا ہے قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کو ایک دیکھنے والی اور بولنے والی ہستی بنا کر کھڑا کردے گا اور وہ ان بندوں کے حق میں گواہی دے گا جو اللہ کے حکم کے مطابق عاشقانہ اور نیازمندانہ شان کے ساتھ اس کا استیلام کرتے تھے۔ (معارف الحدیث ج ۴ ص ۲۵۱ و ہکذا مظاہر حق ج ۳ ص ۳۱۴)

کیا حجر اسود جنت سے سفید آیا تھا؟

سوال میں نے حدیث میں پڑھا ہے حجر اسود لوگوں کو کثرتِ گناہوں کی وجہ سے کالا ہو گیا۔ تو کیا یہ جنت سے آیا تھا اس وقت اس کو حجر اسود نہ کہتے تھے کیونکہ اسود کے معنی ہیں "کالا"؟

جواب جس حدیث کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ ترمذی، نسائی وغیرہ میں ہے اس کو صحیح حسن کہا ہے۔ اس حدیث میں مذکور ہے کہ یہ اس وقت سفید رنگ کا تھا۔ ظاہر ہے کہ جب یہ نازل ہوا ہوگا اس وقت اس کو "حجر اسود" نہ کہتے ہوں گے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۵۶)

حجر اسود اور رکن یمانی کا بوسہ لینا؟

مسئلہ حجر اسود کا استیلام سنت ہے بشرطیکہ بوسہ لینے سے اپنے آپ کو یا کسی دوسرے کو ایذا نہ ہو، اگر اس میں دھکم پیل کی نوبت آئے اور کسی مسلمان کو ایذا پہنچے تو یہ فعل حرام ہے اور طواف میں فعل حرام کا ارتکاب کرنا اور اپنی اور دوسروں کی جان کا خطرے میں ڈالنا بہت ہی بے عقلی کی بات ہے۔ اگر آدمی آسانی سے حجر اسود تک پہنچ سکے تو اس کو چوم لے ورنہ دور سے اپنے ہاتھوں کو حجر اسود کی طرف بڑھا کر یہ تصور کرے گویا میں نے ہاتھ حجر اسود پر رکھ دیئے ہیں اور پھر اپنے ہاتھوں کو چوم لے، اس کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور رکن یمانی کو بوسہ نہیں دیا جاتا، نہ اس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے بلکہ اگر چلتے چلتے اس کو داہنا ہاتھ لگانے کی گنجائش ہو تو ہاتھ لگا دے اور ہاتھ کو بھی نہ چومے اور اگر ہاتھ نہ لگا سکے تو بغیر اشارہ کئے گزر جائے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۱۰ و ہکذا احکام حج ص ۴۶)

مسئلہ جب حجر اسود کی طرف منہ کریں تو اسی حالت میں دائیں جانب کو ہرگز نہ سرکیں بلکہ

Marfat.com

وہیں دائیں طرف کو گھوم جائیں اور پھر آگے چلیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۶۷)

مسئلہ حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت چاندی کے حلقہ پر ہاتھ نہ ٹیکیں۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۶۷)

مسئلہ صرف حجر اسود کا بوسہ لیا جا سکتا ہے، بیت اللہ کی دیوار وغیرہ یا کسی اور جگہ کا چومنا ادب کے خلاف ہے۔ (آپکے مسائل ج ۴ ص ۱۱۲ ہکذا معلم الحجاج ص ۳۵۱)

مسئلہ حجر اسود یا ملتزم پر اگر خوشبو لگی ہو تو محرم (احرام والے) کو اس کا چھونا جائز نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۸۸)

مسئلہ حجر اسود کا بوسہ اس حالت میں جائز نہیں جب کہ بھیڑ کی وجہ سے اپنے نفس کو یا کسی دوسرے کو تکلیف پہنچنے کا خطرہ ہو، اور عورتوں کے لیے اس حال میں حجر اسود چومنا بالکل حرام ہے جب کہ اجنبی مردوں کے ساتھ جسم لگنے کا احتمال ہو۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۶۶)

(حجر اسود والے کونے اور کالی پٹی سے طواف شروع ہو کر اور یہیں پر آ کر ایک چکر ہوتا ہے اور طواف ختم بھی یہیں پر ہوتا ہے۔ کعبۃ اللہ کے تین کونوں کے چکر لگانے کے بعد جب چوتھے کونے پر پہنچیں گے اس کا نام "رکن یمانی" ہے۔ رکن یمانی کو دونوں ہاتھوں سے یا صرف دائیں ہاتھ سے چھونا سنت ہے جب کہ دوسروں کو تکلیف پہنچائے بغیر وہاں تک پہنچنا ممکن ہو ورنہ بغیر ہاتھ لگائے ہی وہاں سے گزر جائے اور اس کی طرف ہاتھ کا اشارہ بھی نہ کرے جیسا کہ بعض حضرات اس کا استیلام کرتے ہیں اور ہاتھوں کو چومتے ہیں یہ غلط طریقہ اور خلاف سنت ہے

اگر ہاتھ لگانا ممکن نہیں ہے تو صرف وہاں پر سے گزرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے صرف ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار پڑھتے ہوئے گزر جائے۔ اس میں سب کچھ مانگ لیا گیا ہے۔ اور اس کے الفاظ نہایت مختصر ہیں۔ پس اس مختصر وقفہ کے لیے یہی دعا مناسب ہے، یعنی رکن یمانی سے چل کر حجر اسود تک پہنچنے میں کچھ زیادہ دیر نہیں لگتی، اس لیے اس موقع پر یہی مختصر دعا مناسب ہے۔ محمد رفعت قاسمی

حجر اسود کی توہین کا حکم؟

سوال ایک خاتون نے حج سے آ کر بتایا دوران حج سنگ اسود کا بوسہ دینے کے لیے جب

Marfat.com

میں گئی تو وہاں پر لوگوں کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھ کر مجھ کو گھن آئی، میں نے بوسہ نہیں دیا۔ ایسی عورت کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب اگر اس عورت نے حجر اسود کی توہین و بے عزتی کے ارتکاب کی نیت سے یہ گفتگو کی اور اس کا مقصد حجر اسود کی توہین ہو اور بوسہ دینے کے عمل سے نفرت ہو تو یہ کلمہ کفر ہے۔ اس پر تجدید ایمان واجب ہے اور اس کا نکاح شوہر سے ٹوٹ گیا۔ اور اگر اس کا ارادہ یہ ہو کہ چونکہ اس پر لوگوں کا لعاب وتھوک پڑتا ہے جو قابل نفرت ہے، یا اس کا مقصد تکبر کی بنا پر لوگوں کی اہانت ہے تو کفر کا حکم نہیں ہوگا لیکن بدترین قسم کا فسق ہونے میں کلام نہیں ہے، اس عورت پر توبہ واجب ہے۔

اور اگر اس خاتون کو اس بات سے گھن آئی کہ سب مرد، عورتیں، اکھٹے بوسہ دے رہے ہیں اور اس کو حیا مانع آئی کہ وہ مردوں کے مجمع میں گھس کر بوسہ دے تو اس کا یہ فعل بلاشبہ صحیح ہے اور کسی مسلمان کے قول وعمل کو حتی الواسع اچھے معنی پر ہی محمول کرنا چاہیے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۱۱)

مسئلہ حجر اسود کا بوسہ نہ لینے سے کفارہ جنایت بھی لازم نہ آئے گا اور فریضۂ حج ادا ہو جائے گا۔

(منتخب نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۵۲)

حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے پتھر ہیں جب ان کو زمین سے اتارا گیا تو حکمت الٰہی نے چاہا کہ ان پر دنیاوی زندگی کے احکام مرتب ہوں، کیونکہ جگہ کی تبدیلی سے احکام میں تبدیلی آتی ہے۔ ایک اقلیم کا آدمی دوسری اقلیم میں جا بستا ہے تو رنگ، مزاج، اور قد وغیرہ میں تبدیلی آجاتی ہے۔ چنانچہ زمین میں اتارنے کے بعد انکی روشنی مٹادی گئی اور وہ زمین کے پتھروں جیسے نظر آنے لگے، اس صورت میں انکی فضیلت کی وجہ ان کا جنتی پتھر ہونا ہے۔

(رحمۃ اللہ الواسعۃ ج ۴ ص ۲۴۲)

زمزم کی فضیلت وآداب

بیت اللہ شریف سے مشرق کی جانب ایک تاریخی کنواں ہے، جس کو زمزم کہتے ہیں حدیث شریف میں اس کنوئیں کی بڑی فضیلت آئی ہے اور اس کے پانی کی بھی بڑی برکت اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب حضرت اسماعیل علیہ السلام

Marfat.com

اور ان کی والدہ ہاجرہ علیہا السلام کو مکہ کے بے آب و گیاہ ریگستان میں لاکر چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کھا کر اس چٹیل میدان میں ان کے لیے زمین کا یہ چشمہ جاری فرمایا۔ حدیث شریف میں ہے "ھی ھزمۃ جبریل وسقیا اسماعیل" (دار قطنی) یہ جبرئیل علیہ السلام کا کھودا ہوا کنواں اور اسماعیل علیہ السلام کا سقاوہ ہے۔

طواف کے بعد یا سعی صفا و مروہ اور بال کٹوانے سے فارغ ہو کر زمزم کا پانی خوب ہی پیٹ بھر کر پینا چاہیے۔

زمزم کا پانی اس افراط کے ساتھ پینا کی پسلیاں تن جائے، ایمان کی علامت ہے ایمان سے محروم منافق اتنا نہیں پی آتا تا کہ اس کی پسلیاں تن سکے۔ ابن ماجہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ "ہمارے اور منافقین کے درمیان ایک امتیازی علامت یہ ہے کہ منافق زمزم کا پانی اتنا پیٹ بھر کر نہیں پیتے کہ ان کی پسلیاں تن جائیں"۔ آبِ زمزم کی فضیلت و برکت بیان کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا "آب زمزم جس مقصد سے پیا جائے، وہ اسی مقصد کے لیے مفید ہو جاتا ہے شفاء کے لیے پیو تو اللہ تعالیٰ شفاء بخشے گا، پیٹ بھرنے اور آسودہ ہونے کے لیے پیو تو خدا تمہیں آسودہ کردے گا، پیاس بجھانے کے لیے پیو تو اللہ تعالیٰ تمہاری پیاس بجھا دے گا، یہ وہ کنواں ہے جس کو جبرئیلؑ نے اپنی ٹھوکر کی قوت سے "اللہ کے حکم سے" کھودا تھا اور یہ اسماعیلؑ کی سبیل ہے۔ (دار قطنی)

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "روئے زمین کے ہر پانی سے زیادہ افضل زمزم کا پانی ہے یہ بھوکے کے لیے غذا ہے اور بیمار کے لیے شفا ہے"۔ (ابن ماجہ)

مسئلہ آب زمزم کثرت سے پینا مستحب اور ایمان کی علامت ہے نیز زمزم کو قربت کی نیت سے دیکھنا بھی عبادت ہے جیسے کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ (معلم الحجاج ج ۳۰۲ و ہکذا تاریخ مکہ ص ۸۵)

آب زمزم پینے کا طریقہ

سوال زمزم کے متعلق حدیث شریف میں حکم ہے کھڑے ہو کر پیا جائے عرض یہ ہے کہ یہ حکم صرف حج و عمرہ ادا کرتے وقت ہے یا کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ؟

جواب آب زمزم کھڑے ہو کر اور قبلہ رخ ہو کر پینا مستحب ہے حج و عمرہ کی تخصیص نہیں ہے۔
(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۱۶)

Marfat.com

مسئلہ وضو کا بچا ہوا پانی اور زمزم کے پانی کھڑے ہو کر پینے کی کراہت واستحباب میں اختلاف ہے، راجح یہ ہے کہ بلا کراہت جائز ہے (کھڑے ہو کر پینا) مگر مستحب نہیں ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۲۰ بحوالہ رد المحتار ج ۲ ص ۲۰۲ و ج ا ص ۱۲۱)

مسئلہ زمزم پیتے ہوئے یہ دعاء پڑھے " اللّٰھم انی اسئلك رزقاً واسعاً وعلماً نافعاً وشفاءً من کل داءٍ۔ (کتاب الفقہ ج ا ص ۱۰۷۶ و ہکذا معلم الحجاج ص ۱۹۷)

آب زمزم اپنے ساتھ لانا؟

سوال زمزم شریف کو اپنے ساتھ متبرک سمجھ کر حجاج کرام اپنے وطن لاتے ہیں، کیا اس کا کوئی ثبوت ہے؟

جواب حدیث شریف میں ہے "ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ساتھ زمزم لے جاتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمزم شریف لے جاتے تھے"۔

(ترمذی شریف کتاب الحج ج ا ص ۱۱۵)

اس سے ثابت ہوا کہ حجاج کرام کا زمزم لانا جائز ہے اور باعث برکت، اس پر اعتراض کرنا صحیح نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۲۹۸)

مسئلہ آب زمزم کو دوسرے شہروں کی طرف تبرکاً لے جانا اور لوگوں کو پلانا مستحب ہے اور مریضوں پر ڈالنا (چھڑکنا) بھی جائز ہے۔ (معلم الحجاج ص ۳۰۳)

مسئلہ آب زمزم سے استنجا کرنا مکروہ، تبرکاً (حرم شریف میں) زمزم سے وضو یا غسل کرنا مکروہ نہیں ہے، بلکہ مستحب ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ۲۲۳ بحوالہ در مختار ج ۲ ص ۳۵۲ و ہکذا معلم الحجاج ص ۳۰۲)

مسئلہ کسی ناپاک چیز کو آب زمزم سے نہ دھویا جائے کپڑا ہو یا کوئی اور ناپاک چیز اور جنبی یعنی ناپاک شخص کو اس سے غسل بھی نہ کرنا چاہئے۔

مسئلہ آب زمزم کا کنواں مسجد کے اندر ہے اس کے چاروں طرف کی زمین مسجد اس لیے اس میں ناپاکی کا غسل کرنا جائز نہیں ہے۔ نیز اس طرح تھوکنا کہ ناک کی ریزش ڈالنا یا جنابت کی حالت میں داخل ہونا بھی جائز نہیں ہے۔ (رد المحتار ج ا ص ۶۹۱، احکام حج)

Marfat.com

سعی کیا ہے؟

مسئلہ صفا ومروہ کی دو پہاڑیاں جو مسجد حرام کے قریب ہی ہیں (اب مسجد حرام میں ہی شامل کرلیا گیا) ''سعی'' کے لفظی معنی دوڑنے کے ہیں اور شرعاً صفا ومروہ کے درمیان مخصوص طریقہ پر سات چکر لگانے کو سعی کہتے ہیں۔ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ علیہا السلام کے ایک خاص عمل کی یادگار ہے اور عمرہ اور حج دونوں میں یہ سعی کرنا واجب ہے۔ (احکام حج ص ۵۳)

مسعیٰ (سعی کرنے کی جگہ) کی لمبائی ۳۹۴،۵ میٹر ہے۔ یہ پیمائش صفا کی بلندی پر دیوار سے شروع ہوکر مروہ کی بلندی پر دیوار تک ہے۔ مسعیٰ پٹی کا عرض (چوڑائی) بیس میٹر ہے۔
(تاریخ مکہ ص ۹۴)

سعی کے شرائط وآداب

مسئلہ **سعی کا** طواف کے بعد ہونا شرط ہے اگر کوئی طواف سے پہلے سعی کرلے تو وہ سعی معتبر نہیں طواف کے بعد دوبارہ سعی کرنی ہوگی۔

مسئلہ **سعی** طواف کے بعد فوراً کرنا ضروری نہیں، مگر طواف کے متصل کرنا سنت ہے، اگر تکان یا کسی دوسری ضرورت کی وجہ سے درمیان میں کچھ وقفہ کرلے تو مضائقہ نہیں۔

مسئلہ **جو سعی** وقوف عرفات کے بعد طواف زیارت کے ساتھ کی جاتی ہے اس میں احرام شرط نہیں بلکہ افضل ومستحب یہ ہے کہ دسویں تاریخ کو منیٰ میں قربانی اور حلق کرکے احرام کھول لینے کے بعد طواف زیارت کرے، اگرچہ یہ بھی جائز ہے کہ احرام کھولنے سے پہلے طواف زیارت کرے لیکن حج کی جو سعی وقوف عرفات سے پہلے کی جائے، اس میں احرام شرط ہے اسی طرح عمرہ کی سعی کے لیے بھی احرام شرط ہے۔

مسئلہ **سعی** پیدل کرنا واجب ہے کوئی عذر ہو تو سواری وغیرہ پر بھی کرسکتے ہیں اگر بلا عذر کے سواری پر سعی کی تو دم یعنی قربانی واجب ہے۔ (احکام حج ص ۵۴)

سعی میں تاخیر اور چکروں میں فاصلہ کرنا؟

مسئلہ سعی ہمارے نزدیک واجب ہے طواف کے بعد فوراً کرنا سنت ہے واجب نہیں، اگر کسی

Marfat.com

عذر یا تکان کی وجہ سے فوراً طواف کے بعد سعی نہ کر سکے تو مضائقہ نہیں۔ بلا عذر تاخیر مکروہ ہے۔
(معلم الحجاج ج ۱۴۳ و کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۰۷۷)

مسئلہ طوافِ زیارت، حلق، رمی، قربانی۔ حج کے یہ سارے اعمال ایام نحر کے اندر اندر کرنا واجب ہے لیکن صفا و مروہ کے درمیان سعی کا ایام نحر کے اندر کرنا لازم نہیں بلکہ بعد میں کرنا بھی جائز ہے لہٰذا اگر کسی عذر یا تھکاوٹ دور کرنے کے لیے آرام کرنا چاہئے تو آرام کر سکتا ہے، آج نہیں تو کل یا دس پندرہ دن کے بعد بھی سعی کرنا جائز ہے اس طرح سعی کے ساتوں چکروں کو پے در پے (مسلسل) کرنا سنت ہے واجب نہیں لہٰذا اگر چند چکر کے بعد تھکاوٹ کی وجہ سے بقیہ چکر کو موقوف کر دیا بعد میں کسی موقع پر ان چکروں کی تکمیل کی جائے تو سعی مکمل اور صحیح ہو جائے گی اور اس پر کوئی جرمانہ بھی واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ گر کسی نے متفرق طور پر سعی کی مثلاً ایک دن میں سعی کا ایک چکر اور سات دن میں سات چکر کرنا بھی جائز ہے لیکن ایسا کرنا عذر کی وجہ سے بلا کراہت جائز ہے اور بلا عذر خلاف سنت ہے۔ (غنیۃ المناسک ص ۶۸ و ہکذا معلم الحجاج ص ۱۴۷ و احکام حج ص ۴۳)

(سعی کے مکمل ہونے کے بعد ہی حلال ہوگا اس وقت تک ممنوعات احرام سے بچنا لازم ہے۔)

سعی کرنے کا مسنون طریقہ

جس طواف کے بعد سعی ہو تو چاہئے کہ طواف سے فارغ ہو کر حجر اسود کا ''استیلام'' کرے جیسے طواف کے شروع میں اور طواف کے آخیر میں استیلام کیا تھا (ہاتھوں کو حجر اسود کے مقابل کر کے ان کو بوسہ دے اور بسم اللہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہے) یہ دونوں استیلام ایک مرتبہ سعی کرنے والوں کے لیے مستحب ہے۔ استیلام کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق باب الصفا سے باہر آئے اور کسی دوسرے دروازے سے جائے تو یہ بھی جائز ہے کہ پھر صفا پر اتنا چڑھے کہ بیت اللہ شریف بھی نظر آ سکے پھر قبلہ رخ کھڑے ہو کر سعی کی نیت اس طرح کرے کہ ''یا اللہ میں آپ کی رضا کے لیے صفا و مروہ کے درمیان سات چکر سعی کا ارادہ کرتا ہوں اس کو میرے لیے آسان اور قبول فرمائے۔ (نیت زبان سے یا دل میں کسی بھی زبان میں کر سکتا ہے عربی زبان میں ضروری نہیں) اور یہ نیت دل میں کرنا کافی ہے مگر زبان سے بھی کہنا افضل ہے،

Marfat.com

پھر دونوں ہاتھوں کو اس طرح اٹھائے جیسے دعاء میں اٹھائے جاتے ہیں (نماز تکبیر تحریمہ کی طرح نہ اٹھائے جیسے بہت سے ناواقف لوگ کرتے ہیں) اور تکبیر و تہلیل یعنی "لا الٰہ اللہ وحدہ لاشریک له له الملك وله الحمد ويحيى ويميت وهو علىٰ كل شئ قدير"۔ بلند آواز سے کہے اور درود شریف آہستہ آواز سے پڑھے پھر خوب خشوع وخضوع سے اپنے لئے اور دوسروں کے لیے دعاء مانگے یہ بھی قبولیتِ دعاء کا مقام ہے اور جو چاہے دعاء مانگے۔ اور دعاء مانگنا سعی کے آداب میں ہے۔

اب سعی شروع کرے اور یہ بات ذہن میں رہے کہ اضطباع کیا تھا یہ اضطباع ختم ہو گیا طواف کی دو رکعت نماز پڑھنے سے پہلے پہلے، لہٰذا اسی حال میں یعنی مونڈھا ڈھکے ہوئے کی حالت میں سعی کرے، لوگوں کو دیکھا دیکھی سعی میں اضطباع نہ کرے، پھر ذکر کرتا ہوا صفا سے مروہ کی طرف چلے تھوڑی دور چل کر وہ ہرے نشانات آجائیں گے جس کو کتابوں میں "میلین اخضرین" کہا گیا ہے اب وہاں نہ ستون ہے، نہ پتھر ہے اب تو صرف ہرے رنگ کی ٹیوب لائٹ کی پٹی دیواروں اور چھت پر نظر آئے گی۔ یہ ٹیوب لائٹ کی ہری پٹی دو جگہ چھت پر ہیں، ان دونوں جگہوں کے درمیان۔ یہاں پر صرف مردوں کو جب یہ کچھ فاصلہ پر رہ جائے تو دوڑ کر چلے مگر متوسط طریقے سے دوڑے (عورتوں کی دوڑنا نہیں ہے) جب دونوں میلوں سے نکل جائے تو اس کے بعد مروہ تک کی مسافت اپنی چال اور میانہ روی سے چل کر پورا کرنا ہے، یہاں تک مروہ پر پہنچے۔ اور کشادہ جگہ پر رک جائے ذرا داہنی جانب کو مائل ہو کر خوب بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوا اور پھر جس طرح صفا پر ذکر اور دعاء کی تھی یہاں پر بھی کرے، یہاں بھی دعاء قبول ہوتی ہے۔ یہ صفا سے مروہ تک ایک شوط (چکر) ہو گیا اس کے بعد مروہ سے پھر صفا کی طرف چلے اور دونوں میلوں کے درمیان پہلے کی طرح مروہ دوڑ کر چلیں اور پھر صفا پر پہنچ کر پھر اسی طرح دعا اور ذکر کریں جیسے شروع میں کیا تھا۔ یہ مروہ سے صفا تک دو پھیرے ہو گئے۔ اسی طرح سات پھیرے کرے، پھر سعی کے سات پھیرے پورے کرنے کے بعد دو رکعت نماز نفل مسجد حرام میں پڑھے۔ طواف کے بعد دو رکعت نماز جو ہے وہ واجب ہے لیکن سعی کے بعد دو رکعت نماز مستحب ہے۔ اگر کسی نے نہیں پڑھی تو قضاء نہیں کرنی، نیز یہ نماز مروہ پر ادا نہیں کرنی بلکہ مسجد حرام میں پڑھنی ہے۔

مسئلہ طواف میں ایک شوط مکمل ہوتا ہے خانہ کعبہ کے چاروں طرف ایک چکر لگانے کے بعد

Marfat.com

اور سعی میں صفا سے مروہ تک ایک شوط اور مروہ سے صفا تک دوسرا شوط ہوتا ہے۔ پورا پھیرا کرنے کا نام شوط نہیں ہے۔ (احکام حج ص ۵۶ و ہکذا معلم الحجاج ج ۱۲۲ او کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۰۷۵)

صفا کے بجائے مروہ سے سعی کرنا؟

مسئلہ صفا سے سعی کرنا واجب ہے اگر بجائے صفا کے مروہ سے سعی شروع کی تو واجب چھوٹنے کی وجہ سے پہلا چکر غیر معتبر ہے۔ اس کے بعد سات چکر پورے کر لے۔ اگر اس وقت ساتواں چکر نہیں کیا تو بعد میں جب چاہے ایک چکر کر لے، البتہ سعی حج کی تکمیل سے قبل وقوف عرفات کر لیا، تو پوری سعی دوبارہ کرے، اگر نہیں کی تو دم واجب ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۱۸ و حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص ۵۸)

مسئلہ سعی صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا ہے۔ اگر مروہ سے کسی نے ابتداء کی تو یہ پھیرا سعی کا شمار نہ ہوگا بلکہ صفا سے لوٹ کر آئے گا تو سعی شروع ہوگی اور سات چکر اس پھیرے کے علاوہ کرنے ہوں گے جو مروہ سے شروع کیا تھا۔ (معلم الحجاج ص ۱۴۶)

مسئلہ سعی کو صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا واجب ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۴۴)

مسئلہ نفلی طواف تو ہوتا ہے لیکن نفلی سعی نہیں ہوتی۔ (معلم الحجاج ص ۱۵۰)

سعی کی غلطی کا حکم

مسئلہ اگر پوری سعی یا اکثر چکر سعی کے بلا عذر ترک کیے یا بلا عذر سوار ہو کر کیے تو حج ہو گیا لیکن دم واجب ہوگا اور پیدل اعادہ کرنے سے دم ساقط ہو جائے گا اور اگر عذر کی وجہ سے سوار ہو کر سعی کی تو کچھ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر ایک یا دو تین چکر سعی کے چھوڑ دیے یا بلا عذر سوار ہو کر کیے تو ہر چکر کے بدلے صدقہ لازم ہوگا۔ (احکام حج ص ۱۰۳)

مسئلہ سعی کا ایک چکر چھوڑ دیا تو صدقہ دے، اسی طرح دو یا تین چکر چھوڑ دیے تو ہر چکر کے عوض میں صدقہ واجب ہے۔ چار یا اس سے زیادہ چکر چھوڑنے پر دم لازم ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۱۸ و ہکذا حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص ۵۸)

سعی مقدم کرنا

مسئلہ اگر حاجی ازدحام (بھیڑ سے بچنے کے لیے ساتویں، آٹھویں، ذی الحجہ کو منیٰ روانہ ہونے

Marfat.com

سے قبل سعی سے فراغت پانا چاہتا ہے تو سعی سے فارغ ہو جانا بلا کراہت جائز ہے لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ سعی سے احرام باندھ کر ایک نفلی طواف کرے، کیونکہ ہر سعی سے پہلے ایک نفلی طواف کا ہونا بھی شرط ہے اور اس طواف میں مردوں کے لیے احرام کی چادر کا اضطباع کرنا اور دوران طواف رمل کرنا بھی مسنون ہے۔ اگر سعی مقدم نہیں کرتا تو طواف زیارت کے بعد سعی کرے۔

(معلم الحجاج ص ۲۲۱ بحوالہ اوجز المسالک ج ۳ ص ۳۶۷)

سعی کے ضروری مسائل

مسئلہ اگر سواری پر سعی کر رہا ہے یعنی وہیل چیر وغیرہ پر تو دونوں سبز میلوں کے درمیان سواری کو تیز کر دے بشرطیکہ دوسرے لوگوں کو اس سے تکلیف وایذا نہ پہنچے۔ اور نہ اپنے کو تکلیف ہو۔

مسئلہ پیدل یا سواری کا دوڑانا سعی میں اس حد تک سنت ہے کہ دوسروں کو تکلیف دینے کا سبب نہ بنے۔ (احکام حج ص ۵۷)

مسئلہ میلین اخضرین (سبز ٹیوب) کے درمیان زیادہ تیز دوڑنا مسنون نہیں بلکہ متوسط طریقے سے اتنا تیز چلنا چاہئے کہ رمل سے زیادہ اور بہت دوڑنے سے کم رفتار ہو۔

مسئلہ میلین کے درمیان ہر چکر میں جھپٹ کر تیز چلنا مسنون ہے۔

مسئلہ میلین کے درمیان جھپٹ کر نہ چلنا یا تمام سعی میں جھپٹ کر چلنا برا ہے لیکن اس سے دم یا صدقہ واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ اگر ہجوم کی وجہ سے میلین کے درمیان دوڑنے میں دوسروں کو یا اپنے نفس کو تکلیف ہو تو دوڑنا سنت نہیں ہے جہاں موقع پائے دوڑنے یا تیز چلنے والوں کی طرح حرکت کرے۔

(معلم الحجاج ص ۱۴۵)

مسئلہ اگر سعی کرتے ہوئے جماعت کھڑی ہو جائے یا نماز جنازہ ہونے لگے تو سعی چھوڑ کر نماز میں شریک ہو جائے اور پھر باقی پھیرے بعد میں پورے کر لے، اسی طرح اگر کوئی عذر پیش آ جائے تو باقی پھیرے پھر پورے کر سکتا ہے۔

مسئلہ جائز بات چیت کرنا تو جو مشغول کرنے والا اور خشوع وخضوع کے منافی نہ ہو اور ایسا کھانا پینا جو سعی کے چکروں میں موجب فصل نہ ہو مباح ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۴۹)

(طواف وسعی نماز کی طرح نہیں ہے کہ ضروری بات چیت وغیرہ سے ٹوٹ جائے)

Marfat.com

مسئلہ سعی کے سات چکر ہیں صفا سے مروہ تک ایک چکر ہوتا ہے اور مروہ سے صفا تک دوسرا چکر ہوتا ہے، اسی طرح سات چکر ہونے چاہئیں۔ (معلم الحجاج ص ۱۴۴)

مسئلہ خود سعی کرنا اگرچہ (معذوری میں) کسی سواری پر سوار ہو کر کرے نیز سعی نیابت میں جائز نہیں ہے مگر یہ کہ احرام سے پہلے کوئی شخص بیہوش ہو گیا تو اس کی طرف سے دوسرا شخص سعی کر سکتا ہے بشرطیکہ سعی کے وقت ہوش نہ آیا ہو۔ (معلم الحجاج ص ۱۴۶)

مسئلہ ستر عورت یعنی ناف سے مردوں کو گھٹنے تک ڈھکنا گو ہر حال میں یہ ستر ڈھکنا فرض ہے مگر یہاں احرام میں اور زیادہ اہتمام کی ضرورت ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۴۹)

(کیونکہ بعض مرتبہ احرام ہوا سے اڑنے لگتا ہے یا سوتے وقت بے پردگی ہو جاتی ہے)

مسئلہ سعی میں باوضو ہونا اور کپڑوں کا پاک ہونا مستحب ہے اور اسکے بغیر بھی سعی ہو جاتی ہے۔

(احکام حج ص ۵۹ و حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص ۵۵)

مسئلہ کے دوران وضو شرط نہیں ہے، اگر بغیر وضو کے سعی کر لی تو ادا ہو جائیگی اور یہی حکم وقوف عرفات کا ہے۔ (آپکے مسائل ج ۴ ص ۱۰۹ و ہکذا فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۳۱۹)

مسئلہ اگر طواف و سعی کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ ہو جائے تب بھی کوئی جزا واجب نہیں ہوتی۔ (معلم الحجاج ص ۱۴۳)

مسئلہ طواف کے بعد سعی ہو اور سعی کے سات چکر ہوں، ان میں سے ہر پھیرا واجب ہے۔

مسئلہ سعی پیدل ہو اگر بلا عذر سوار ہو کر سعی کی تو دوبارہ سعی کرنا یا دم دینا لازم ہے۔

مسئلہ سعی طواف کے بعد ہے اگر سعی طواف سے پہلے کر لی اور طواف بعد میں کیا تو وہ سعی شمار میں نہیں آئے گی۔ اور جہاں تک ممکن ہو اس کو پھر کرنا واجب ہے۔

(کتاب الفقہ ج ا ص ۱۰۷۷ و ہکذا معلم الحجاج ص ۱۴۸)

مسئلہ صفا و مروہ کے درمیان سعی میں نیابت جائز نہیں ہے اگر عذر ہو تو سعی سواری پر کی جا سکتی ہے۔ (غنیۃ المناسک ص ۷۰)

سعی سے فارغ ہو کر کیا کرنا چاہئے؟

مسئلہ اگر احرام صرف عمرہ کا ہے یا حج میں تمتع کا ہے تو اب احرام اور عمرہ کے افعال تمام ہو گئے یعنی اب عمرہ کے تین عمل مکمل ہو گئے۔ ایک احرام۔ دوسرے طواف۔ تیسرے سعی۔

Marfat.com

اور اب مستحب یہ ہے کہ آپ مطاف میں اگر دو رکعت پڑھیں اور طواف کے بعد جو رکعت نماز ہے وہ واجب ہے لیکن سعی کے بعد دو رکعت نماز جو ہے وہ مستحب ہے۔ اگر کسی نے ادا نہیں کی تو اس کی قضا نہیں کرنی ہے اور یہ نماز مروہ پر نہیں پڑھنی بلکہ مطاف پر آ کر ادا کرے۔

اب صرف آخری کام رہ گیا حلق یعنی بال منڈوانا اور قصر بال چھوٹے کروانا۔ مردنائی کی دوکان پر جا کر اپنے بال منڈوائے یا چھوٹے کروائے یا ساتھ میں کچھ ساتھی ہوں وہ آپس میں مونڈھ لیں تو بھی جائز ہے۔ اس میں بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوتی ہے کہ اگر دو ساتھی ہیں تو ایک دوسرے کے بال کیسے بنائیں؟ لہٰذا پہلے نائی سے ایک بنوائے تب وہ دوسرے کے بنائے۔

یہ غلط بات ہے۔ بلکہ جب وہ سب کام عمرہ کے یا حج کر چکا ہے اور صرف اب احرام کھولنا باقی ہے تو اب اس کے لیے سب جائز ہے چاہے تو اپنے ساتھ کے پہلے بنا دے، یا خود اپنے بنالے، یا ساتھی اس کے پہلے بنا دے ہر صورت جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عورت کے بال کاٹنے کی یہ صورت ہوگی کہ سر کے سب بال اکٹھا کر کے آخر کے مٹھی میں پکڑے جو دو چار بال کچھ لمبے ہوں ان کو پہلے کاٹ کر نکال دے پھر اس بعد تقریباً انگلی کے ایک پورے کے برابر قینچی سے چاہے عورت خود ہی کاٹ لے یا اس کا شوہر یا ایک عورت دوسری عورت کے بال کاٹ دے، لیکن کسی غیر محرم سے نہ کٹوائے اور نہ مسجد میں بال گرائے بلکہ اپنے کمرہ پر یا مروہ کے باہر بال کاٹنے کی جگہ پر کاٹے اور حدودِ حرم میں ہی بال کاٹنا ضروری ہے۔

غرض بال کاٹنے کے بعد عمرہ کا عمل مکمل ہو گیا۔ حج تمتع میں دو چیزیں تھیں ایک حج دوسرے عمرہ تو عمرہ کا عمل پورا ہو گیا۔ اب آپ مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں اس میں آپ کی حیثیت اب وہی ہے جو کسی مکہ مکرمہ کے باشندے کی۔ مکہ کے باشندہ کی طرح وہاں پر رہنا ہے مکہ مکرمہ میں جس طریقے سے مکی شخص حج کا احرام اپنے گھر سے باندھتا ہے اسی طریقے سے آپ کو اپنی قیام گاہ سے حج کا احرام باندھنا ہے۔

بہر حال مکہ مکرمہ میں جو قیام ہے اس قیام کے دوران نفل طواف کثرت سے کریں، نماز باجماعت کا پورا اہتمام کریں کم از کم ایک قرآن کریم حرم شریف میں ختم کرنے کی کوشش کریں اور موقع بہ موقع مکہ والوں کی طرح مسجد عائشہ جا کر نفلی عمرہ کی نیت سے احرام باندھ کر نفلی عمرہ کی سعادت کبریٰ حاصل کرتے رہیں نیز مکہ مکرمہ کے قیام کے زمانہ میں جو نفلی طواف کیے جائیں گے ان میں اضطباع اور رمل نہیں ہوگا۔ اضطباع اور رمل ہر اس طواف کے بعد ہوتا ہے جس

Marfat.com

طواف کے بعد سعی ہوتی ہے، لیکن نفلی طواف بعد بھی دو رکعت طواف پڑھنا واجب ہے۔

(محمد رفعت قاسمی)

مسئلہ مفرد اور قارن جب طواف قدوم اور سعی سے فارغ ہو جائے تو اس کو احرام باندھے ہوئے ہی مکہ مکرمہ میں رہنا چاہئے اور ممنوعات احرام سے بچتا رہے اور متمتع جس وقت عمرہ کے طواف اور سعی سے فارغ ہو جائے تو بال منڈوالے یا چھوٹے کروالے، اس کے بعد وہ حلال ہو گیا۔ جو چیزیں احرام کی وجہ سے اس کے لیے منع ہو گئیں تھیں اب وہ حلال ہو گئیں اور جب دوبارہ احرام نہ باندھے گا حلال رہیں گی اور حج کے لیے آٹھ تاریخ کو یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھنا ہو گا۔ (احکام حج ص ۵۸ و ہکذا معلم الحجاج ص ۱۵۰)

حج کے فرائض

حج کے اصل فرض تین ہیں (۱) احرام (۲) وقوف عرفات ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے وقت سے دس ذی الحجہ کی صبح صادق تک عرفات میں کسی وقت ٹھہرنا، اگرچہ ایک لحظہ ہی کیوں نہ ہو۔ (۳) طواف زیارت جو دسویں ذی الحجہ کی صبح سے لے کر بارہویں ذی الحجہ تک سر کے بال منڈوانے یا کتروانے کے بعد کیا جاتا ہے

ارکان حج

(۱) طواف زیارت (۲) وقوف عرفہ۔ ان دونوں میں زیادہ اہم اور اقویٰ وقوف عرفہ ہے۔

مسئلہ ان تینوں فرضوں میں سے اگر کوئی چیز چھوٹ جائے گی تو حج صحیح نہ ہو گا اور اس کی تلافی دم یعنی قربانی وغیرہ سے بھی نہیں ہو سکتیں۔

مسئلہ ان تینوں فرائض کا ترتیب وار ادا کرنا اور ہر فرض کو اس کے مخصوص مکان (جگہ) اور وقت میں کرنا بھی واجب ہے۔

حج کے واجبات

حج کے واجبات چھ ہیں (۱) مزدلفہ میں وقوف کے وقت ٹھہرنا، (۲) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔ (۳) رمی جمار کنکریاں مارنا (۴) قارن اور متمتع کو قربانی کرنا (۵) سر کے بال

Marfat.com

منڈوانا یا کتروانا ⑨ آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والے کو طواف وداع کرنا۔

مسئلہ واجبات کا حکم یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی واجب چھوٹ جائے گا تو حج ہو جائے گا۔ خواہ قصداً چھوڑا ہو یا بھول کر، لیکن اس کی جزاء لازم ہوگی خواہ قربانی یا صدقہ (جیسا کہ جنایات میں آئے گا) البتہ اگر کوئی فعل کسی معتبر عذر کی وجہ سے چھوٹ گیا تو جزاء لازم نہیں آئے گی۔

(معلم الحجاج ص ۹۷ وفتاویٰ عالمگیری کتاب الحج ص ۱۱ ومظاہر حق ج ۳ ص ۲۱۶)

حج کی سنتیں

① طواف قدوم ② طواف قدوم میں یا طواف فرض میں اکڑ کر چلنا ③ دونوں سبز نشانوں کے درمیان سعی میں جلدی چلنا ④ قربانی کی راتوں میں سے ایک رات منیٰ میں قیام کرنا ⑤ سورج نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات جانا ⑥ تینوں جمرات میں ترتیب قائم رکھنا۔

(فتاویٰ عالمگیری کتاب الحج ص ۱۸)

مسئلہ سنت کا حکم یہ ہے کہ ان کو قصداً چھوڑنا برا ہے اور کرنے سے ثواب ملتا ہے اور ان کے ترک یعنی چھوڑنے سے جزاء لازم نہیں آتی ہے۔

(معلم الحجاج ص ۹ و کتاب الفقہ ج ۲ ص ۱۰۴۴ و علم الفقہ ج ۵ ص ۲۵)

مسئلہ مکروہات کا حکم یہ ہے کہ جس عمل میں کسی مستحب کو ترک (چھوڑیگا) کرے گا اس کے ثواب میں کمی آئے گی اور سنت مؤکدہ کے ترک پر سختی اور ڈانٹ بھی ہوگی اور واجب کے ترک کرنے پر عذاب ہوگا (جب کہ اس گناہ سے توبہ نہ کرے اور جزاء میں دم (قربانی) یا صدقہ دینا بھی لازم ہوگا اور واجبات کے علاوہ اور چیزوں یعنی مستحبات وسنن کے ترک پر قربانی یا صدقہ کوئی جزاء لازم نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۳۱۷ بحوالہ عمدۃ الفقہ ج ۴ ص ۷۸)

حج کی قسمیں

حج کی تین قسمیں ہیں اور تینوں کے کچھ الگ الگ مسائل ہیں۔

① حج افراد ② حج قران ③ حج تمتع

① حج افراد

افراد کے لغوی معنی ہیں اکیلا کرنا، تنہا کرنا وغیرہ اور اصطلاح شرع میں افراد سے مراد وہ

Marfat.com

حج ہے جس کے ساتھ عمرہ نہ کیا جائے، صرف حج کا احرام باندھا جائے اور صرف حج کے ارکان وغیرہ ادا کئے جائیں۔ اس قسم کے حج کا نام افراد ہے اور ایسا حج کرنے والے کو "مفرد" کہتے ہیں۔ مفرد احرام باندھتے وقت صرف حج کی نیت کرنے اور سارے ارکان حج ادا کرے نیز مفرد پر قربانی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ حج افراد میں جو احرام باندھا جائے گا (مکہ مکرمہ پہنچ کر پہلے عمرہ نہیں کرے گا) وہ افعالِ حج پورے کرنے تک باقی رہے گا۔

۲ حج قران

قران یعنی حج اور عمرہ کو ایک ساتھ کرنا۔ قران کے معنی لغت میں دو چیزوں کو باہم ملانے کے ہیں اور اصطلاح شرع میں قران حج اور عمرہ کا احرام دونوں ایک ساتھ باندھ کر (یعنی ایک ہی احرام میں دونوں کی نیت کر کے) ایک ساتھ حج اور عمرہ کے ارکان ادا کرنے کو قران کہتے ہیں، کیونکہ اس صورت میں حج اور عمرہ دونوں کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔

قران کا طریقہ

قران کا طریقہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں میقات پر پہنچ کر یا اس سے پہلے غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر احرام کے کپڑے پہن کر دو رکعت نماز سر احرام کی چادر سے ڈھانک کر پڑھو۔ سلام کے بعد سر کھولو اور دل میں حج اور عمرہ دونوں کے احرام کی نیت کر لو۔ اور باقی احکام احرامِ عمرہ کے سب وہی ہیں جو حج مفرد کیلئے ہیں

جب مکہ مکرمہ پہنچو تو مسجد حرام میں مسجد کے آداب کے مطابق داخل ہو کر اوّل عمرہ کا طواف مع اضطباع (یعنی احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال کر) اور "رمل" (یعنی تین چکروں میں اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر بھیڑ نہ ہو تو تیز سے چلنا طواف میں) کے طواف سے فارغ ہو کر نماز طواف دو رکعت اور آب زمزم وغیرہ سے فارغ ہو کر حجر اسود کا استیلام (یعنی ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کر کے چومنا اگر بوسہ نہ ہو سکے تو) کر کے باب الصفا سے نکل کر عمرہ کی سعی کرو، سعی کے بعد عمرہ کے افعال پورے ہو گئے لیکن عمرہ کی سعی کے بعد حجامت (بال) نہ بنواؤ کیونکہ تم نے حج کا احرام بھی باندھا ہے، سعی کے فوراً بعد یا ٹھہر کر مگر جہاں تک ہو سکے طوافِ قدوم جلدی کر لو ورنہ وقوفِ عرفہ سے پہلے پہلے طواف

قدوم سے فارغ ہو جاؤ۔

عمرہ اور طواف قدوم سے فارغ ہو کر احرام باندھے ہوئے احرام کی پابندی کی رعایت رکھتے ہوئے مکہ مکرمہ میں قیام کرو اور اس کے بعد آٹھ ذی الحجہ کو منیٰ جاؤ اور نویں کو عرفات جاؤ۔ منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کے احکام میں حج قران اور حج افراد کے احکام میں کچھ فرق نہیں۔ پھر دسویں تاریخ کو منیٰ میں آکر جمرہ اخریٰ کی رمی کرو اس کے بعد قران کے شکریہ میں قربانی کرو اس کے بعد سر کے بال منڈوا کر یا کترواکر تم حلال ہو گئے۔ علاوہ عورت سے صحبت و بوس و کنار کے وہ سب چیزیں جو احرام کی وجہ سے منع تھیں جائز ہو گئیں۔ اس کے بعد طواف زیارت کر لو۔

(علم الفقہ ج ۵ ص ۷۳ و معلم الحجاج ص ۱۱۳۔ احکام حج ص ۲۸ معارف القرآن ج ۱ ص و معارف الحدیث کتاب الحج)

حج تمتع

تمتع کے لغوی معنیٰ ہیں کچھ وقت تک فائدہ اٹھانا اور اصطلاح شرع میں تمتع کے معنی ہیں حج تمتع کرنا، حج تمتع یہ ہے کہ آدمی عمرہ اور حج ساتھ ساتھ کرے لیکن اس طرح کہ دونوں کے احرام الگ الگ باندھے اور عمرہ کر لینے کے بعد احرام کھول کر ان ساری چیزوں سے فائدہ اٹھائے جو احرام کی حالت میں ممنوع ہو گئی تھیں، اور پھر حج کا احرام باندھ کر حج ادا کرے، اس طرح حج میں چونکہ عمرے اور حج کی درمیانی مدت میں احرام کھول کر حلال چیزوں سے فائدہ اٹھانے کا کچھ وقت مل جاتا ہے اسلیے اسکو حج تمتع کہتے ہیں۔ بخلاف قارن کے وہ عمرے سے فارغ ہو کر بھی احرام کی حالت میں رہتا ہے اور ان چیزوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا ہے۔

مسئلہ تمتع قران سے افضل نہیں ہے لیکن افراد سے افضل ہے۔

تمتع کا طریقہ

تمتع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ میقات سے پہلے عمرہ کی نیت سے احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں عمرہ کیا جائے۔

عمرہ سے فارغ ہو کر بال منڈا کر یا کتروا کر حلال ہو جائے یعنی احرام اتار کر عام کپڑے پہن لے احرام کی پابندیاں ختم ہو جائیں گی اس کے بعد مکہ مکرمہ میں قیام کرے یا کسی اور جگہ جانا چاہے جائے (مدینہ، جدہ وغیرہ) مگر اپنے وطن نہ جائے اور جب حج کا وقت آجائے تو حج کا احرام باندھ کر حج کرے اور دس ذی الحجہ کو رمی، قربانی اور بال کٹوا کر احرام کھولا جائے۔

Marfat.com

مسئلہ تمتع کے لیے آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والا ہونا شرط ہے مکہ مکرمہ میں رہنے والے اور میقات کے اندر رہنے والے کو تمتع جائز نہیں ہے۔

مسئلہ حج تمتع کرنیوالا ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ حج سے پہلے کرسکتا ہے۔

مسئلہ دسویں تاریخ ذی الحجہ کو منیٰ میں قربانی کرنا، قارن، تمتع پر واجب ہے مفرد کے لیے مستحب ہے۔

مسئلہ حج کی تینوں قسموں میں نیت کا دل سے کرلینا کافی ہے اور زبان سے اپنے اپنے محاورہ میں ادا کرلینا درست ہے اور عربی زبان میں کہے تو بہتر ہے مثلاً حج افراد میں نیت اس طرح کرے۔

اللّٰھم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی۔

یا اللہ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں اسے میرے لیے آسان فرمائیے اور قبول فرمائیے۔

اور حج قران میں اس طرح نیت کرے۔

اللّٰھم انی ارید الحج والعمرۃ فیسرھما لی وتقبلھما منی۔

یا اللہ میں حج وعمرہ دونوں کا ارادہ کرتا ہوں یہ دونوں میرے لئے آسان فرمادیجئے اور قبول فرمائیے۔

اور تمتع کی صورت میں پہلے احرام کے وقت اس طرح نیت کرے۔

اللّٰھم انی ارید العمرۃ فیسرھا لی وتقبلھا منی۔

یا اللہ میں عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان فرمادیجئے اور قبول فرمائیے۔

یہاں پر نیت کے عربی اور اُردو دونوں طرح کے الفاظ لکھ دیئے گئے ہیں، کسی کو عربی الفاظ یاد کرنے میں دشواری ہو تو اُردو، فارسی، پنجابی، سندھی، بنگلہ، پشتو، غرض یہ کہ جو بھی اپنی مادری زبان ہو اس میں یہ مضموم ادا کردینا صحیح ہے۔ (احکام حج ص ۳۰ ومعلم الحجاج ص ۲۲۰ علم الفقہ ج ۵ عالمگیری، معارف القرآن ج ۱ ص ۴۲۶ معارف الحدیث کتاب الحج کتاب الفقہ علی مذاہب ص ۱۳۸ ااوآپ کے مسائل ج ۴ ص ۷۷)

مسئلہ حج کا احرام باندھنے والے افراد یا قران یا تمتع کا اختیار ہے۔ البتہ حج قران باقی دونوں سے افضل ہے۔ اور تمتع افراد سے بہتر ہے۔

یاد رہے کہ قران کا افضل ہونا اُسی حالت میں ہے کہ جب ممنوعات احرام میں سے کسی امر ممنوع کے سرزد ہوجانے کا اندیشہ نہ ہو، کیونکہ حج قران میں لمبے عرصہ تک حالتِ احرام میں

Marfat.com

رہنا ہوتا ہے۔ اگر کسی کو ایسی بات کہ سرزد ہونے کا اندیشہ ہو تو تمتع ہی سب سے افضل ہے، کیونکہ اس میں احرام کی حالت میں احرام کے اندر تھوڑے دن رہنا ہوتا ہے اور اس میں انسان کے لیے اپنے نفس پر قابو رکھنا آسان ہے۔ (کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۱۲)

حج کے بعض ضروری مسائل

مسئلہ بھیک مانگ کر حج کرنا جائز نہیں ہے، البتہ اس طرح حج کرنے سے حج ادا ہو جائے گا مگر سوال کرنے کا گناہ بھی ہوگا۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۱۹۰ وطحطاوی ج ۲ ص ۳۹۴ وفتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۱۸ بحوالہ بحر الرائق ج ۲ ص ۳۳۵)

مسئلہ کوئی شخص غریب کو حج کیلئے رقم دے اور وہ قبول کرلے تو اس پر حج فرض ہو جائیگا بشرطیکہ دوسرا کوئی عذر نہ ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۱۳ وشامی ج ۱ ص ۱۹۶)

مسئلہ جس پر حج فرض ہو اسکو پہلے حج کرنا چاہئے اسکے بعد اگر گنجائش ہو مسجد بھی تعمیر کرائے وہ بھی کار ثواب ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۲۱ رد المختار ج ۲ ص ۱۹۰)

(حج فرض ہونے کے بعد پہلے اس کی ادائیگی ضروری ہے بقیہ چیزوں کا درجہ اس کے بعد ہے۔ محمد رفعت قاسمی)

مسئلہ یتامیٰ وفقراء کو روپیہ دینے سے فریضۂ حج سے سبکدوش نہیں ہو سکتا، البتہ دوسری صورت یعنی حج بدل ہو سکتی ہے۔ (جب کہ جانے سے معذور ہو)۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۳۲)

مسئلہ جو شخص حج تمتع کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ پہنچا اور عمرہ کے افعال ادا کر کے حلال ہو گیا تو اس کے بعد وہ مدینہ منورہ جا سکتا ہے۔ اور جب مدینہ منورہ سے واپس لوٹے تو بہتر یہ ہے کہ حج افراد کا احرام باندھ کر آئے اور اگر عمرہ کا احرام باندھ کر حج کرلے اس کا تمتع صحیح ہوگا اور تمتع کا انعقاد پہلے عمرہ سے ہوگا۔ البتہ قران کا احرام باندھ کر آنا ممنوع ہے۔ اس لیے کہ یہ حکماً مکی ہے اگر قران کا احرام باندھ کر آئے گا تو دم لازم ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۳۹۴)

مسئلہ ہوائی جہاز میں پرواز سے قبل نماز صحیح ہے، حالت پرواز میں بلا ضرورت صحیح نہیں، قضاء کا خطرہ ہو تو بحالت پرواز ہی پڑھ لیں بعد میں اعادہ واجب نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۶۶)

مسئلہ آفاقی حاجی کا اشہر حج میں میقات سے باہر نکلنے سے تمتع باطل نہیں ہوگا مگر نکلنا بہتر نہیں ہے اور اگر نکل جائے تو حج افراد کا احرام باندھ کر آنا بہتر ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۲۹۹ بحوالہ زبدۃ المناسک ج ۲ ص ۱۵)

Marfat.com

مسئلہ غیر شادی شدہ حج کرسکتا ہے جب کہ حج فرض ہو چکا ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۵ص۲۳۶)

مسئلہ کافر کے روپیہ سے مسلمان حج کرسکتا ہے جب کہ اس نے ہبہ کردیا ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج۱۷ص۱۹۲)

مسئلہ حجاج کرام کے لیے مسافر خانہ تعمیر ہوا اس میں تعاون کرنا بڑا ثواب کا کام ہے، کسی مرحوم کے لیے بھی اس میں رقم دے سکتے ہیں مرحوم کو ثواب پہنچ جائے گا۔ لیکن زکوٰۃ وصدقاتِ واجبہ اس میں دینا درست نہیں ہے، البتہ صدقاتِ نافلہ دے سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۸ص۱۹)

مسئلہ تمام عمر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے جب کہ شرائط حج موجود ہوں، نیز ایک مرتبہ سے زیادہ حج کرے گا تو وہ نفل ہوگا۔ (معلم الحجاج ص۷۴)

طریقہ حج تمتع ایک نظر میں

(۱) میقات سے احرام باندھیں۔ (۲) مکہ آکر طواف کریں (یہ سات چکر ہیں جو حجر اسود سے شروع ہوں گے اور اسی پر ختم ہوں گے اس کے لیے وہاں فرش پر ایک موٹی سی لکیر ہوتی ہے اور دیوار پر اس کی سیدھ میں سبز رنگ کا راڈ)۔

طواف کے بعد دو رکعتیں واجب ہیں (مکروہ وقت میں فوراً نہ پڑھیں، بلکہ مکروہ وقت ختم ہونے کے بعد پڑھیں) یہ دو رکعتیں کعبہ کی طرف منہ کر کے مقام ابراہیم کو سامنے لے کر کے پڑھیں۔ پھر زمزم پی کر سعی کے لیے جائیں۔ صفا سے شروع کریں مروہ تک ایک چکر، اسی طرح سات چکر لگائیں۔ اس کے بعد دو رکعت پڑھیں، اور اب سر پر اُسترا پھرائیں (حلق کرائیں)۔

یہ عمرہ ہوا۔ اب احرام کھولو۔ اس طرح سے حج تمتع ہوگا۔ اب مکہ میں اپنے کپڑوں میں رہے گا۔ طواف کرتا رہے وہاں پر بڑی عبادت طواف ہی ہے جتنا وقت فرض وغیرہ سنتوں سے بچے اسی میں لگائے۔ اور حرم پاک میں زیادہ سے زیادہ وقت گزارے۔ یہاں تک کہ ذی الحجہ کی آٹھ تاریخ آئے۔ ۸/ ذی الحجہ کو طواف کر کے سعی کرے اور منیٰ جائے (یہ سعی مقدم ہوگی)۔

۸/ ذی الحجہ سے منیٰ میں ظہر سے لے کر ۹/ ذی الحجہ کو سورج نکل آئے تو وہاں عرفات کے لیے چلے۔ زوال سے پہلے عرفات پہنچے۔ وہاں کچھ دیر لیٹے بیٹھے۔ ظہر کا وقت آئے تو ظہر پڑھے۔ (اگر امام الحج کے پیچھے پڑھے تو ظہر اور عصر اکٹھے پڑھے گا پہلے ظہر پھر عصر اگر اپنے خیمہ میں ہو تو صرف ظہر پڑھے گا) پھر وقوف کریں۔ دعائیں پڑھے، کلمہ طیبہ، شہادت، تمجید، استغفار،

Marfat.com

جس قدر ہو سکے پڑھے، کھڑے ہو کر پڑھتا رہے، کھڑے کھڑے تھک جائے تو بیٹھ کر پڑھے۔
عصر کا وقت آئے تو عصر پڑھے۔ پھر غروب تک اسی طرح دعا اور ذکر میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔ غروب کے بعد وہاں سے مزدلفہ کے لیے روانہ ہو جائے ابھی مغرب کی نماز نہ پڑھے۔ مزدلفہ میں مغرب اور عشا اکٹھے ہی عشا کے وقت میں پڑھ لے۔ پھر جی چاہے سو جائے۔ ویسے بیداری بھی بہتر ہے، اٹھ کر تسبیح، درود، استغفار میں مشغول ہو جائے۔ تہجد پڑھ لے۔ حتیٰ کہ صبح صادق ہو جائے۔ فجر کی نماز غلس (اندھیرے میں) لیکن صبح صادق کے بعد پڑھ لے۔ یہاں وقوف کرے اور کھڑا ہو کر کچھ دیر دعا کرے یہ ۱۰/ ذی الحجہ آ گئی۔ یہیں مزدلفہ سے کنکریاں اٹھائے ۴۹ یا ۷۰ (اُنچاس یا ستر) احتیاطاً کچھ زائد کنکریاں ساتھ رکھے۔ اور یہاں سے روانہ ہو کر واپس منیٰ آئے۔ جمرۂ عقبہ پر سات کنکریاں مارے۔ واپس آئے اور منیٰ میں ہی قربانی کرے سر منڈائے۔ اب احرام کھولے کپڑے پہن کر مکہ آئے اب طواف زیارت کرے۔ یہ طواف رُکن (فرض) ہے۔ طواف کے بعد واپس منیٰ آئے۔ رات کو وہیں رہے۔ صبح کو اٹھ کر یہ ۱۱/ ذی الحجہ ہے بعد زوال پہلے شیطان کو سات کنکریاں مار کر ایک طرف ہو کر دعا کرے۔ پھر دوسرے شیطان کو کنکریاں مار کر کچھ دور ہو کر دعا کرے، پھر تیسرے کو کنکری مارے اور دعا کئے بغیر واپس آئے۔ اب پھر منیٰ میں رات کو رہے۔ صبح کو یہ ۱۲/ ذی الحجہ کی صبح ہے پھر زوال کے بعد اسی طرح کنکریاں مارے رات کو پھر منیٰ میں ٹھہرنا چاہئے اور صبح ۱۳/ ذی الحجہ کو اسی طرح کنکریاں مار کر تب مکہ واپس آئے۔ اگر ۱۲/ کو ہی کنکریاں مار کر واپس جانا چاہے تو بھی جائز ہے، مگر غروب سے قبل منیٰ سے نکلے۔ مکہ آئے حج مکمل ہو گیا۔

(بیان فرمودہ: حضرت مولانا اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی مفتی اعظم دار العلوم دیوبند)۔ (ماہنامہ النور جنوری ۲۰۰۲ء)

نوٹ: رمی جمرہ عقبیٰ وقربانی وسر کے بال منڈانا۔ ان تینوں میں ترتیب واجب ہے۔ لیکن طواف زیارت کی ترتیب واجب نہیں ہے۔

طواف زیارت کا وقت ۱۰/ ذی الحجہ کی فجر سے ۱۲/ ذی الحجہ کے غروب آفتاب یعنی مغرب تک ہے۔ نیز طواف زیارت سے رات کے کسی حصہ میں بھی فارغ ہو سکتے ہیں۔ محمد رفعت قاسمی

حج کا پہلا دن ۸/ ذی الحجہ

آٹھ ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد احرام کی حالت میں سب حاجیوں کو منیٰ جانا ہے۔

Marfat.com

مفرد جس کا احرام حج کا ہے اور قارن جس کا احرام حج وعمرہ دونوں کا ہے اس کے احرام تو پہلے سے بندھے ہوئے ہیں، متمتع جس نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا تھا، اسی طرح اہل حرم آج پہلے احرام باندھیں، سنت کے مطابق غسل کر کے احرام کی چادریں پہن کر مسجد حرام میں آئیں اور مستحب یہ ہے کہ طواف کریں اور دوگانہ طواف ادا کرنے کے بعد احرام کے لیے دو رکعت پڑھیں اور حج کی نیت اس طرح کریں کہ "یا اللہ میں آپ کی رضا کے لیے حج کا ارادہ کرتا ہوں اس کو میرے لیے آسان کر دیجئے اور قبول فرمائیے"۔ اس نیت کے ساتھ تلبیہ پڑھیں "لبیك اللّٰھم لبیك، لبیك لاشریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لاشریك لك" تلبیہ پڑھتے ہی احرام حج شروع ہوگیا۔ اب احرام کی تمام پابندیاں لازم ہوگئیں، اس کے بعد منیٰ کو روانہ ہوجائیں (مکہ مکرمہ سے منیٰ تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے) آٹھویں تاریخ کی ظہر سے نویں تاریخ کی صبح تک منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھنا اور اس رات کو منیٰ میں قیام کرنا سنت ہے، اگر اس رات کو مکہ مکرمہ میں رہا یا پہلے عرفات میں پہنچ گیا تو مکروہ ہے۔ (احکام حج ص ۶۰)

مسئلہ اگر کوئی شخص آٹھویں تاریخ سے پہلے ہی منیٰ میں موجود ہو تو وہ وہیں سے احرام کی نیت کرے گا، اور تلبیہ کہنا شروع کر دیگا۔ مکہ مکرمہ آنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص ۳۴)

حج کا دوسرا دن ۹/ ذی الحجہ (یوم عرفہ)

مسئلہ نویں ذی الحجہ یوم عرفہ آج حج کا سب سے بڑا رکن ادا کرنا ہے جس کے بغیر حج نہیں ہوتا، آج سورج نکلنے کے بعد جب دھوپ پھیل جائے منیٰ سے عرفات کو روانہ ہو جائیے۔ (تقریباً مکہ سے نو میل کے فاصلہ پر عرفات حدود حرم سے باہر ہے) وقوف کے لفظی معنیٰ ٹھہرنے کے ہیں۔ نویں ذی الحجہ کو زوال کے بعد سے صبح صادق تک کے درمیانی حصہ میں کس قدر ٹھہرنا حج کا رکنِ اعظم ہے اور نویں کے غروب تک عرفات میں ٹھہرنا واجب ہے۔

مسئلہ مستحب یہ ہے کہ زوالِ آفتاب سے پہلے غسل کر کے اور اگر اس کا موقع نہ ملے تو وضو بھی کافی ہے، اس طرح تیاری کر کے جائے وہاں پر امام خطبہ دے گا جو کہ سنت ہے واجب نہیں ہے، پھر ظہر وعصر کی دونوں نمازیں ظہر ہی کے وقت میں ایک ساتھ پڑھے گا، اس صورت میں ظہر کی دو سنتیں بھی چھوڑ دی جائیں گی۔

مسئلہ وقوف عرفات جو حج کا رکنِ اعظم ہے حدودِ عرفات سے باہر نہ ہو، نیز مسجد نمرہ میدان عرفات کے بالکل کنارہ پر ہے اس کی مغربی دیوار کے نیچے کا حصہ عرفات سے خارج ہے، اس کو بطن عرفہ کہا جاتا ہے یہ حصہ عرفات میں داخل نہیں ہے، لہٰذا یہاں کا وقوف معتبر نہیں بطن عرفہ والے وقوف کے وقت اس سے نکل کر حدودِ عرفات میں آجائیں تو حج درست ہو جائے گا ورنہ ان کا حج ہی نہیں ہوگا۔

اس بات کو خوب سمجھ لیا جائے بعض معلموں کے کہنے پر نہ رہیں۔ عرفات کے پورے میدان میں جس جگہ چاہے ٹھہر سکتا ہے۔

مسئلہ نو ذی الحجہ کی نماز فجر کے بعد سے تکبیر تشریق ہر نماز کے بعد بلند آواز سے پڑھیں اور تیرہ ذی الحجہ کی عصر تک تمام فرض نمازوں کے بعد یہ تکبیر پڑھنی ضروری ہے۔ (احکام حج ص ۶۱)

عرفات سے مزدلفہ کو روانگی

جیسے ہی سورج غروب ہو جائے تو عرفات سے مزدلفہ روانہ ہو جائیں اور مزدلفہ منیٰ سے مشرق کی طرف تقریباً تین میل کے فاصلہ پر حدودِ حرم کے اندر ہے۔ عرفات کے وقوف سے فارغ ہو کر دسویں ذی الحجہ کی شب میں مزدلفہ پہنچنا ہے۔ اور مغرب اور عشاء کی دونوں نمازوں کو عشاء کے وقت میں جمع کر کے پڑھنا ہے۔ اس کے راستہ میں ذکر اللہ اور تلبیہ پڑھتا ہوا چلے۔ اس روز حجاج کے لیے مغرب کی نماز عرفات میں یا راستہ میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔ واجب ہے کہ مغرب کو مؤخر کر کے مزدلفہ میں عشاء کے ساتھ پڑھے اور مغرب کے فرض کے فوراً بعد عشاء کے فرض پڑھے مغرب کی سنتیں اور عشاء کی سنت اور وتر سب بعد میں پڑھے۔ (احکام حج ص ۶۸)

(یہ رات آپ کو مزدلفہ میں گزارنی ہے، مزدلفہ میں ساری رات جاگنا افضل ہے، لیکن لیٹنا یا سونا منع نہیں ہے، عرفات سے تھکاوٹ ضرور ہوگی اس لیے آپ کو چاہئے کہ مغرب عشاء سے فارغ ہو کر تھوڑی دیر سو جائیں اور پھر تازہ دم ہو کر عبادت میں مشغول ہو جائیں۔ محمد رفعت قاسمی)

مسئلہ وقوفِ مزدلفہ واجب ہے، اس کا وقت صبح صادق سے لے کر سورج نکلنے سے کچھ پہلے تک ہے، اگر کوئی طلوع فجر کے بعد تھوڑی دیر ٹھہر کر منیٰ کو چلا جائے طلوع آفتاب کا انتظار نہ کرے تو بھی واجب وقوف ادا ہو گیا اور واجب کی ادائیگی کے لیے اتنا بھی کافی ہے کہ نماز فجر مزدلفہ میں پڑھ لے مگر سنت یہی ہے کہ سورج نکلنے تک ٹھہرے۔

Marfat.com

مسئلہ جب سورج نکلنے میں کچھ دیر بقدر دو رکعت کے باقی رہے تو مزدلفہ سے منیٰ کے لیے روانہ ہو جائے اس کے بعد تاخیر کرنا خلاف سنت ہے، اور روانہ ہونے سے قبل ہی رمی کے لیے تقریباً ستر کنکریاں بڑے چنے یا کھجور کی گٹھلی کے برابر مزدلفہ سے اٹھا کر ساتھ لے جائے یا راستہ میں یا کسی اور جگہ سے اٹھانا درست ہے، لیکن جمرات کے پاس سے نہ اُٹھائے۔ حدودِ حرم میں جہاں سے چاہے اٹھا سکتا ہے۔ (معلم الحجاج ج ۲۰۰ واحکام حج ص ۷۶)

حج کا تیسرا دن دس ذی الحجہ

آج ذی الحجہ کی دسویں تاریخ ہے اور حج کا تیسرا دن اس میں حج کے بہت سے کام واجبات وفرائض ادا کرنے ہیں، پہلا واجب وقوفِ مزدلفہ کا ہے اسی لیے حجاج کرام سے نماز عید معاف کردی گئی ہے، جیسے ہی آپ مزدلفہ سے منیٰ لوٹ کر آئیں سب سے پہلے اپنے خیمے پہنچ کر اپنا سامان وغیرہ رکھ کر اگر آرام وغیرہ کرنا چاہیں تو کرلیں اس کے بعد آپ کو منیٰ میں تین کام بالترتیب کرنے ہیں اور اس ترتیب کا باقی رکھنا واجب ہے خلاف ورزی کی صورت میں دم واجب ہوگا۔

① منیٰ میں آنے کے بعد سب سے پہلا کام جمرۂ عقبہ (بڑے شیطان) کی رمی ہے جو آج کے دن واجب ہے یعنی سات کنکریاں مارنا واجب ہے۔ ② دوسرا کام حج کی قربانی کرنا ہے۔ ③ تیسرا کام سر کے بال منڈانا یا کتروانا ہے۔

آج دس ذی الحجہ کو بڑے شیطان کو کنکریاں مارنی ہیں۔ اور کنکریاں مارنے سے پہلے جو مکہ مکرمہ میں احرام باندھنے کے بعد تلبیہ کا سلسلہ شروع ہوا تھا وہ اب کنکریاں مارنے کے وقت بند ہو جاتا ہے۔

منیٰ میں تین مقامات پر جمرات کے نشان نصب ہیں یہاں پر مختلف زبانوں میں لکھا ہوا ہے۔ پہلا جمرہ مسجد خیف کے نزدیک ہے اس کو "جمرہ اولیٰ" کہتے ہیں اور دوسرا جمرہ اس سے تھوڑی دور پر اسی راستہ میں آتا ہے اس کو "جمرہ وسطیٰ" کہتے ہیں۔ تیسرا جمرہ منیٰ کے آخر میں ہے اس کو "جمرہ عقبہ کہتے ہیں۔ آج دسویں تاریخ کو صرف جمرہ عقبہ (بڑے شیطان) پر سات کنکریوں کے رمی کرنا ہے اور رمی کے معنی کنکریاں یا پتھری مارنے کے ہیں۔ دسویں تاریخ ذی الحجہ کو صرف جمرہ عقبہ کی رمی کی جاتی ہے اس کا وقت طلوع آفتاب سے شروع ہو جاتا ہے۔

رمی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ایک کنکری داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے چٹکی میں پکڑیں اور مرد ہاتھ اتنا اٹھائیں کہ بغل کھل جائے اور ہر کنکری مارتے وقت ''بسم اللہ اللہ اکبر'' کہتا رہے اور یاد رہے تو یہ دعاء بھی پڑھے۔

رغما للشیطان ورضی للرحمن اللّٰھم اجعلہ حجاً مبروراً وسعیاً مشکوراً وذنباً مغفوراً۔

پہلے دن رمی کے بعد دعاء کے لیے ٹھہرنا سنت نہیں ہے اور اس تاریخ میں دوسرے جمرات کی رمی کرنا جہالت ہے۔

دسویں تاریخ کا تیسرا واجب، قارن اور متمتع پر قربانی واجب ہے کہ جمرہ عقبہ کی رمی سے فارغ ہو کر اس وقت تک بال نہ کٹوائے جب تک اپنی واجب قربانی نہ کرلے، اگر اس سے پہلے بال کٹوا لئے تو دم واجب ہوگا۔ البتہ مفرد بالحج یعنی جس نے صرف حج کا احرام (یعنی میقات سے) باندھا ہے اس کے لیے قربانی واجب نہیں ہے مستحب ہے وہ قربانی نہ کرے اور بال کٹوا لے تو جائز ہے۔

قربانی سے فارغ ہونے کے بعد مرد کے لیے بال منڈانا یا کتروانا واجب ہے۔ عورت کے لیے انگلی کے ایک پوروے کے برابر کاٹنا ہے۔ اگر کسی وجہ سے دس ذی الحجہ کو قربانی نہیں کر سکا تو پھر گیارہ کو قربانی کریں اور اگر گیارہ ذی الحجہ کو بھی نہ کرسکیں تو بارہ کو غروب آفتاب سے پہلے پہلے ضرور قربانی کرلیں اور جب تک قربانی نہیں ہوگی اس وقت تک نہ تو احرام اتار سکتے ہیں اور نہ بال کٹوا سکتے ہیں۔

دسویں تاریخ کا سب سے بڑا کام طواف زیارت ہے۔ احرام کے بعد حج کے رکن اور فرض کل دو ہیں۔ ایک وقوف عرفات، دوسرے طواف زیارت، جو دس تاریخ کو ہوتا ہے۔ اس طواف کی سنت یہ ہے کہ رمی، قربانی اور حلق کے بعد کیا جائے۔ اگر ان سے پہلے طواف زیارت کرلے گا تو بھی فرض ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ منیٰ کے قیام کے دوران مکہ جا کر طواف کرکے پھر منیٰ واپس آنا ہے نیز اگر قربانی کرکے بال کٹوا لئے تو روزمرہ کے لباس میں طواف زیارت کریں۔

مسئلہ جو عورت حالت حیض یا نفاس میں ہو اسکے لیے طواف زیارت کرنا جائز نہیں ہے۔ دسویں تاریخ کو یا اس سے پہلے حیض یا نفاس شروع ہو گیا اور بارہویں تاریخ تک بھی فراغت ہو تو

Marfat.com

وہ طوافِ زیارت کو مؤخر کرے اور اس تاخیر پر اس کے ذمہ دم لازم نہیں ہے، جب تک حیض ونفاس سے پاک نہ ہوجائے طواف زیارت نہیں ہوسکتا اور طواف زیارت کے بغیر اپنے وطن واپس نہیں ہوسکتی اگر واپس ہوجائے تب بھی عمر بھر یہ فرض لازم رہے گا اور دوبارہ حاضر ہوکر طواف کرنا پڑے گا۔ اس لیے حیض ونفاس سے پاک ہونے کا انتظار لازمی ہے۔ لیکن حج کے تمام امور انجام دیں صرف طواف پاک ہونے تک نہ کریں۔ (احکام حج ص ۷۹ ومعلم الحجاج ص ۱۷۵)

حج کا چوتھا دن گیارہ ذی الحجہ

اب حج کے واجبات میں مختصر کام رہ گئے ہیں دو یا تین دن منیٰ میں رہ کر تینوں جمرات کی رمی کرنا ہے ان دنوں کی راتیں بھی منیٰ میں گذارنا سنت مؤکدہ ہے۔

اگر قربانی یا طواف زیارت کی وجہ سے دس تاریخ کو نہیں کرسکا تو آج گیارہویں تاریخ کو کرلے اور بہتر یہ ہے کہ ظہر سے پہلے اس سے فارغ ہوجائے زوالِ آفتاب کے بعد نماز ظہر کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرنے کے لیے روانہ ہوجائے اور گیارہویں تاریخ کی رمی اس ترتیب سے کرے کہ پہلے جمرہ اولیٰ پر آکر سات کنکریوں سے رمی اسی طریقہ سے کرے جس طرح دس تاریخ کو جمرہ عقبہ کی رمی کرچکا ہے۔ اس کی رمی سے فارغ ہوکر مجمع سے ہٹ کر قبلہ رُخ ہوکر ہاتھ اُٹھا کر دعاء کرلے۔ (اگر وقت وموقع ہو تو دعاء کرے) اس کے بعد جمرہ وسطیٰ پر آئے اور اسی طرح سات کنکریاں جمرہ کی جڑ میں مارے جس طرح پہلے کرچکا ہے اس کے بعد بھی مجمع سے ہٹ کر قبلہ رخ ہوکر پہلے کی طرح دعاء واستغفار میں کچھ دیر مشغول رہے پھر جمرہ عقبہ پر آئے اور یہاں بھی حسب سابق سات کنکریوں سے رمی کرے اور اس کے بعد دعاء کے لیے نہ ٹھہرے کیونکہ آخیر جمرہ کی رمی کے بعد دعاء کرنا سنت نہیں ہے۔

آج کی تاریخ کا اتنا ہی کام تھا جو پورا ہوگیا باقی اوقات اپنی جگہ پر منیٰ میں گزارے، ذکر اللہ اور تلاوت اور دعاء میں مشغول رہے، غفلتوں اور فضول کاموں میں وقت نہ ضائع کرے۔

(احکام حج ص ۸۰ ومعلم الحجاج ص ۱۸۰)

حج کا پانچواں دن بارہ ذی الحجہ

مسئلہ اگر قربانی یا طواف زیارت گیارہویں تاریخ کو بھی نہ کرسکا تو آج بارہویں تاریخ کو کرے اور آج کا اصل کام صرف تینوں جمرات کی رمی کرنا ہے۔ زوال کے بعد بالکل اسی طریقہ

سے تینوں جمرات کی رمی کرے جس طرح گیارہ ذی الحجہ کو کی ہے۔ اب تیرہویں تاریخ کی رمی کے لیے منیٰ میں مزید قیام کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہے اگر چاہے تو آج بارہویں کی رمی سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ جا سکتا ہے بشرطیکہ غروب آفتاب سے پہلے منیٰ سے نکل جائے۔

اگر بارہویں تاریخ کا آفتاب منیٰ میں غروب ہو گیا تو اب منیٰ سے نکلنا مکروہ ہے اگر چلا گیا تو کراہت کے ساتھ جائز ہے اور اگر منیٰ میں تیرہویں تاریخ کی صبح ہو گئی تو رمی اس دن کی بھی اسکے ذمہ واجب ہو جاتی ہے اور اگر بغیر رمی کے جائیگا تو دم واجب ہوگا البتہ تیرہویں تاریخ کی رمی میں یہ سہولت ہے کہ وہ زوالِ آفتاب سے پہلے بھی جائز ہے۔ (احکام حج ص ۸۲)

مسئلہ گیارہ، بارہ ذی الحجہ کو رمی کا وقت زوالِ آفتاب سے شروع ہو کر صبح صادق تک رہتا ہے، اگر کوئی اس سے پہلے کرے گا تو اس کی رمی ادا نہیں ہوگی، اور اگر اس روز صبح صادق سے پہلے اس کا اعادہ نہیں کیا تو اس کے ذمہ دم واجب ہوگا۔ (احکام حج ص ۸۲ و معلم الحجاج ص ۱۸۵)

مقیم و مسافر ہونے کے مسئلہ میں اب منیٰ اور مزدلفہ کا حکم مکہ معظّمہ کی طرح ہے

مشاہدہ کے بعد ہندوپاک کے معتبر علماء ومفتیان کا اہم فتویٰ

ہر سال حج کے موقع پر ہندوپاک سے جانے والے حجاج کیلئے یہ مسئلہ بحث ومباحثہ کا موضوع بنا رہتا ہے کہ انہیں منیٰ، مزدلفہ اور عرفات میں نمازیں پوری پڑھنی ہیں یا قصر کر کے پڑھنی ہیں؟ وجہ یہ ہے کہ حنفیہ کے علاوہ دیگر بعض مذاہب میں نمازوں کا قصر کرنا حج کے اعمال میں شامل ہے یعنی خواہ حاجی مقیم ہی کیوں نہ ہو، وہ ایام حج میں قصر کرے گا۔ جبکہ حنفیہ کے نزدیک قصر واتمام کا مدار حج پر نہیں بلکہ حاجی کے مقیم یا مسافر ہونے پر ہے۔ اگر حاجی شرعاً مقیم ہے تو اسے ایام حج میں پوری نمازیں پڑھنی ہوں گی اور اگر مسافر ہے تو وہ قصر کرے گا۔ اسی بناء پر قصر واتمام سے متعلق سوالات کا جواب دیتے وقت اس کا لحاظ رکھا جاتا تھا کہ سائل منیٰ جانے کے دن سے پہلے مکہ معظّمہ میں مقیم ہے یا نہیں؟ اسی طرح منیٰ سے واپسی کے بعد اسے مکہ معظّمہ میں پندرہ دن رہنا ہے یا نہیں؟ اسی اعتبار سے حکم بتا دیا تھا، لیکن حج ۱۴۲۰ھ میں مکہ معظّمہ کے بعض معتبر علماء نے اس جانب توجہ دلائی کہ اب مکہ معظّمہ کی آبادی منیٰ تک پہنچ رہی ہے اور منیٰ کو بھی مکہ معظّمہ کی میونسپلٹی کی حدود میں شامل کر لیا گیا ہے، اور وہاں کا بڑا اسپتال سال بھر اپنی خدمات انجام دیتا رہتا ہے، نیز

Marfat.com

رابطۂ عالم اسلامی کا دفتر بھی کھلا رہتا ہے، اور شاہی محل بھی آباد رہتا ہے، چنانچہ اس موقع پر موجود ہندوپاک کے چنیدہ مفتیانِ کرام نے مشاہدہ کر کے انکے بیان کردہ حقائق کی توثیق کی اور یہ فتویٰ جاری کیا کہ اب فناء شہر میں داخل ہونے کیوجہ سے قصر واتمام، اقامت جمعہ، اور مالی قربانی کے وجوب کے مسائل میں منیٰ کا حکم بھی مکہ معظمہ کے مانند ہو گیا ہے۔

(یہ فتویٰ ندائے شاہی کے حج وزیارت نمبر میں شائع ہو چکا ہے)

تاہم گذشتہ سال ۱۴۲۴ھ میں مشاہدہ سے یہ بات سامنے آئی کہ نہ صرف منیٰ بلکہ مزدلفہ بھی مکہ معظمہ کے "فناء" میں داخل ہو چکا ہے اور اس کو مکہ معظمہ سے الگ قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں ہے، کیونکہ شہر کی ضروریات (مثلاً جمعرات جمعہ کو اہل شہر کا تفریح اور پکنک کے لیے یہاں جمع ہونا اور یہاں کے میدانوں میں نوجوانوں کا کھیل کود کرنا وغیرہ) اس سے کسی نہ کسی حد تک متعلق ہیں، اور عزیزیہ کی آبادی مزدلفہ کی حدود تک پہنچ چکی ہے۔

لہٰذا اب حنفی حجاج کے لیے قصر واتمام کا مسئلہ طے کرنا بہت آسان ہو گیا کہ وہ مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد بس میں دیکھ لیں کہ مکہ سے واپسی تک ان کے قیام کی مدت پندرہ دن ہو رہی ہے یا نہیں؟ اگر ہو رہی ہے تو وہ مکہ میں رہتے ہوئے اور منیٰ ومزدلفہ عرفات سب جگہ نمازیں پوری پڑھیں گے، اور اگر واپسی تک کی مدت ۱۵/ دن سے کم ہے تو پھر ہر جگہ قصر پڑھیں گے، اسی طرح ایام منیٰ میں اگر جمعہ کا دن پڑے تو جمعہ کی نماز ادا کی جائے گی اور جو مال دار لوگ ان ایام میں مقیم ہیں انہیں مالی قربانی بھی ادا کرنی ہوگی خواہ وہ اپنے وطن میں کروائیں۔

ذیل میں اہل علم کے ملاحظہ کے لیے متعلقہ فقہی عبارات لکھی جاتی ہے:

(۱) فالقول بالتحديد بمسافة يخالف التعريف المتفق على ما صدق عليه بانه المعد لمصالح المصر، فقد نص الأمة على أن الفناء ماأعد لدفن الموتى وحوائج المصر كركض الخيل والدواب وجمع العساكر والخروج للرمي وغيرذلك والى موضع يحد بمسافة يسع عساكر مصر، ويصلح ميدانا للخيل والفرسان ورمي النبل والبندق بحسب الامصار۔ (شامی بیروت:۳/۹)

(۲) أقول وينبغي تقييد ما في الخانية والتاتر خانية بما اذا لم يكن في فناء المصر لما مرأنها تصح اقامتها في الفناء ولو منفصلاً بمزارع فاذا صحت في الفناء لأنه ملحق بالمصر يجب على من كان فيه ان يصليها لأنه أهل المصر

Marfat.com

كمايعلم من تعليل البرهان واللّٰه الموفق۔ (شامی بیروت ج۳/ص۲۶)

۳ (ومنى مصر لاعرفات) فتجوز الجمعة بمنى ولاتجوزبعرفاته اما الأول فهو قولهما وقال محمد: لاتجوز بمنى كعرفات واختلفوا في بناء الخلاف فقيل مبنى على انها من توابع مكة عندهما خلافا له، وهذا غير سديد لأن بينهما أربع فراسخ وتقدير التوابع للحضرية غير صحيح والصحيح أنها مبنى على انها تتمصر في ايام الموسم عندهما الخ وشمل التجميع بها في غير ايام الموسم وفي المحيط قيل: انما تجوز الجمعة عندهما بمنى ايام الموسم لان في غيرها وقيل تجوز في جميع الايام لان منىٰ من فناء مكة وقد علمت فساد كونها من فناء مكة فترجح تخصيص جوازها بأيام الموسم وانها تصير مصراً في تلك الايام وقرية في غيرها۔ (البحر الرائق ج۲ص۱۴۲)

۴ وانما اقتصر المصنف على هذا الوجه من التعليل دون التعليل بان منى من افنية مكه لأنه فاسد لأن بينهما فرسخين وتقدير الفناء بذلك غير صحيح قال محمد في الأصل إذا نوى المسافر أن يقيم بمكة و منى خمسة عشريوماً لايصير مقيماً فعلم اعتبارها شرعاً موضعين۔ (فتح القدیر ج۲ص۵۴)

۵ وقال بعض مشائخنا أن الخلاف بين أصابنا في هذا بناء على أن منى من توابع مكة عندهما وعند محمد ليس من توابعها، وهذا غير سديد لأن بينهما أربعة فراسخ وهذا قول بعض الناس في تقدير التوابع، فأما عندنا فبخلافه على مامر، والصحيح أن الخلاف فيه بناء على أن المصر الجامع شرط عندنا إلا أن محمداً يقول: إن منى ليس بمصر جامع بل هو قرية فلايجوز الجمعة بها كما لاتجوز بعرفاته وهما يقولان: إنها تتمصر في أيام الموسم۔ (بدائع الصنائع ج۱ص۵۸۵،۵۸۶)

ازہر: ان عبارات سے معلوم ہوا کہ شیخین کے قول کی تعلیل کرتے ہوئے بعض قدیم فقہاء نے بھی منیٰ کو فناء مکہ میں شامل قرار دیا تھا، جس کی اس وقت اس بناء پر تردید کی گئی تھی کہ منیٰ اور مکہ معظمہ میں ۴ فرسخ کا طویل فاصلہ تھا، لیکن اب جب کہ مکہ کی آبادی منیٰ اور مزدلفہ تک پہنچ چکی ہے تو اب ان کے فناء مکہ ہونے سے انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

اس تمہید کے بعد اب وہ فتویٰ ملاحظہ فرمائیں جو ہندوپاک کے معتبر علماء ومفتیان نے حج ۱۴۲۴ھ کے موقع پر مشاہدہ کے بعد جاری فرمایا تھا۔ (مرتب)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد:

پہلے دور میں مکہ معظمہ، منیٰ، مزدلفہ اور عرفات سب الگ الگ مقامات تھے اور ان مقامات کے درمیان آبادی کا کوئی اتصال نہیں تھا، چنانچہ عرصہ دراز سے اسی اعتبار سے قصر واتمام کے مسائل بتائے جاتے تھے، لیکن گذشتہ چند سالوں سے مکہ معظمہ کی آبادی اس تیزی سے پھیلنی شروع ہوئی کہ تین جانب سے مکہ معظمہ کی آبادی سے متصل ہوگیا، چنانچہ ۱۴۲۰ھ میں معتبر علماء مفتیان کرام نے بذات خود مشاہدہ کر کے منیٰ کو مکہ معظمہ میں شامل ہونے کا فتویٰ جاری کیا۔

اب اس سال ۱۴۲۴ھ میں دوبارہ مذکورہ مقامات کا مشاہدہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اب مزدلفہ بھی مکہ معظمہ کی آبادی سے عزیزیہ کی جانب متصل ہو چکا ہے، لہٰذا اب قصر واتمام کے بارے میں مزدلفہ کا حکم بھی مکہ معظمہ اور منیٰ ہی کے حکم میں ہے، اور جن حجاج کرام کا مکہ معظمہ میں آمد اور واپسی کا درمیانی وقفہ پندرہ دن کا ہو رہا ہو وہ سب اتمام کریں گے اور اس مدت میں منیٰ اور مزدلفہ میں رات گذارنا ان کے مقیم ہونے میں مانع نہیں ہوگا، کیونکہ منیٰ اور مزدلفہ اب مکہ معظمہ ہی کے حکم میں ہیں اور عرفات میں چونکہ صرف دن کا قیام ہوتا ہے، لہٰذا وہاں بھی اتمام کا حکم ہوگا

واضح رہے کہ اس فتوے کا تعلق مشاعر مقدسہ (منیٰ، مزدلفہ، عرفات) کی حدود شرعیہ سے نہیں ہے، کیونکہ وہ سب توقیفی ہیں ان میں ترمیم واضافہ کا کسی کو حق نہیں ہے، البتہ قصر واتمام کے مسائل میں حکم وہ ہوگا جو مذکورہ فتوے میں بیان کیا گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۷/ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ بروز شنبہ، بر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ)

① (حضرت مولانا) عبدالحق غفرلہٗ (اعظمی محدث دارالعلوم دیوبند)

② (حضرت مولانا مفتی) محمود حسن غفرلہٗ (بلندشہری مفتی دارالعلوم دیوبند

③ (حضرت مولانا مفتی) شبیر احمد عفا اللہ عنہ
(مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد)

④ (حضرت مولانا مفتی) شیر محمد علی (مفتی دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور)

⑤ (مولانا مفتی) محمد سلمان منصور پوری غفرلہٗ
(نائب مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد)

۶) (حضرت مولانا مفتی) مشرف علی تھانوی
(دارالعلوم الاسلامیہ اقبال ٹاؤن لاہور)

۷) (حضرت مولانا مفتی) محمد فاروق غفرلہٗ (جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ)

۸) (حضرت مولانا) مبین احمد قاسمی (جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ)

۹) (حضرت مولانا مفتی) مقصود عالم
(خادم الاسلام ہاپوڑ ضلع غازی آباد یوپی الہند)

۱۰) (حضرت مولانا مفتی) محمد ابوالکلام
(مرکزی دارالافتاء جامعہ اسلامیہ عربیہ بھوپال، ایم پی)

۱۱) (حضرت مولانا مفتی) عبدالستار
(دارالافتاء افضل العلوم تاج گنج آگرہ)

(بشکریہ ندائے شاہی دسمبر ۲۰۰۴ء)

دورانِ سفر حج وعمرہ میں قصر

مسئلہ کراچی (اپنے وطن) سے مکہ مکرمہ تک تو سفر ہے اس لیے قصر کریگا اگر مکہ مکرمہ میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا موقع ہو تو مقیم ہوگا اور پوری نماز پڑھے گا اور اگر مکہ مکرمہ میں پندرہ دن ٹھہرنے کا موقع نہیں ملا، تو مکہ مکرمہ میں بھی مسافر ہی رہے گا اور نمازیں قصر کرے گا۔
(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۲۳)

(نماز قصر کے مکمل مسائل دیکھئے احقر کی مرتبہ کردہ مسائل سفر)

آٹھویں ذی الحجہ کو کس وقت منیٰ جانا چاہئے؟

مسئلہ آٹھویں ذی الحجہ کو کسی بھی وقت منیٰ جانا مسنون ہے، البتہ مستحب یہ ہے کہ سورج نکلنے کے بعد جائے اور ظہر کی نماز وہاں پر پڑھے۔ سورج نکلنے سے پہلے جانا خلاف اولیٰ ہے مگر جائز ہے۔
(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۲۱)

مسئلہ معلم حضرات ساتویں ذی الحجہ کو بہت سے حجاج کو منیٰ لے جاتے ہیں تو ساتویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھ کر منیٰ جاسکتے ہیں کوئی کراہت نہیں بلکہ افضل ہے۔
(فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۲۹۸ و شرح وقایہ ج ۱ ص ۳۴۴)

Marfat.com

منیٰ کی حدود سے باہر قیام کیا تو حج ہوا یا نہیں؟

سوال جدہ سے گروپ کے ساتھ منیٰ پہنچنے پر معلوم ہوا کہ گروپ والوں کے خیمے حکومت کی بنائی ہوئی منیٰ کی حدود کے عین باہر ہیں، اب ایسے وقت میں نہ رقم واپس مل سکتی ہے اور نہ باوجود کوشش کرنے کے کسی اور جگہ متبادل انتظام ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ہم سب نے تمام مناسک حج وہاں پر ہی (حدود حرم کے باہر) پورے کئے اور منیٰ میں وہیں قیام کیا جو کہ منیٰ سے چند قدم باہر تھا۔ کیا ہمارے حج میں کوئی نقص رہا یا نہیں؟

جواب منیٰ کی حدود سے باہر رہنے کی صورت میں منیٰ میں رات گذارنے کی سنت ادا نہیں ہوگی۔ لیکن حج ادا ہو جائے گا۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۲۲)

مسئلہ منیٰ کی حدود شرعاً متعین ہیں جہاں حکومتِ سعودیہ نے بڑے بڑے نیلے بورڈ لگا رکھے ہیں لیکن موسم حج ۱۴۲۰ھ سے حکومت نے خیموں کی پلاننگ زیادہ محفوظ طریقہ پر کرنے کے لیے خیموں کا سلسلہ منیٰ کے اندر تک محدود نہ رکھ کر مزدلفہ کے کافی حصہ تک وسیع کر دیا ہے۔

مزدلفہ میں بنے ہوئے ان خیموں میں ہزار ہا حاجیوں کے ٹھہرنے کا انتظام ہے، اب صورتِ حال میں منیٰ میں رات گزارنے کی جو خاص سنت ہے وہ متروک ہو رہی ہے اس لیے مزدلفہ میں ٹھہرنے والے حجاج اگر بسہولت منیٰ کے حدود میں (آنے کا) انتظام کر سکیں تو فبہا (بہت ہی اچھا) ورنہ اگر مزدلفہ میں ہی رہنا پڑے جیسا کہ عام حجاج کا حال ہے تو اس کی وجہ سے ان پر کوئی دم وغیرہ لازم نہیں ہے، اور حکومتی نظام کی مجبوری کی وجہ سے انشاء اللہ وہ ترکِ سنت کے گنہگار بھی نہ ہوں گے اور یہاں ٹھہرنے والے حضرات اگر عرفات سے لوٹ کر مزدلفہ کی حدود میں اپنے بنے ہوئے خیموں میں آ کر رات گزاریں تو ان کا وقوف مزدلفہ کا عمل محقق ہو جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) (ندائے شاہی: جنوری ۲۰۰۱ء بحوالہ چھٹا فقہی اجتماع ۱۴۱۷ھ)

رات منیٰ سے باہر گزارنا؟

سوال ایک شخص نے منیٰ میں قربانی کرنے کے بعد اور احرام کھولنے کے بعد دس اور گیارہ ذی الحجہ کو درمیانی رات مکمل اور گیارہ ذی الحجہ کا آدھا دن مکہ مکرمہ میں گزارا اور باقی دن منیٰ میں۔ اور وہاں بارہ ذی الحجہ کی رمی تک رہا۔ اس شخص کا کیا حکم ہے؟

جواب منیٰ میں رات گزارنا سنت ہے۔ اس لیے اس نے خلاف سنت کیا۔ مگر اس کے ذمہ دم

Marfat.com

وغیرہ واجب نہیں۔ (آپ کے مسائل ج۴ص۱۲۲)

عرفات میں زوال کے بعد پہنچنا؟

مسئلہ عرفات کے میدان میں زوال سے غروب آفتاب تک وقوف واجب ہے، اگر کوئی شخص اپنی غفلت اور سستی یا کسی عذر مثلاً سواری نہ ملنے یا راستہ بھول جانے سے غروب سے کچھ قبل عرفات میں پہنچے اور غروب کے بعد میدان سے نکل جائے تو اس کا وقوف ہو جائے گا۔ دم واجب نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج۴ص۵۳۶)

عرفات میں غروب کے بعد پہنچنا؟

سوال عرفات کے میدان میں سواری نہ ملنے، یا راستہ بھول جانے کی وجہ سے کوئی شخص نویں ذی الحجہ کے غروب تک بھی نہ پہنچ سکے اور غروب کے بعد دسویں کی صبح صادق سے پہلے پہنچ جائے تو فرض وقوف تو ہو جائے گا، لیکن کیا اس کو نویں ذی الحجہ کی غروب تک واجب وقوف نہ کرنے کی وجہ سے کیا دم دینا ہوگا؟

جواب اگر کسی قدرتی عذر کی وجہ سے تاخیر ہوئی تو دم نہیں ہے، اور اگر اپنی غفلت یا مخلوق کی طرف سے عذر کے باعث تاخیر ہوئی تو دم واجب ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج۴ص۵۳۸ بحوالہ ردالمحتار ج۲ص۲۱۷ وہدایہ ج۱ص۲۷۵)

مسئلہ اگر کسی شخص کو کسی مجبوری سے نویں تاریخ کے زوال سے مغرب تک وقوف عرفہ کا موقع نہیں ملا تو وہ غروب آفتاب کے بعد دسویں شب میں صبح صادق سے پہلے پہلے وقوف کرے ایسا کرنے سے فرض ادا ہو جائے گا۔ (احکام حج ص۶۸)

عرفات میں کب تک رہے؟

مسئلہ میدان عرفات میں غروب آفتاب تک رہنا چاہئے، اگر سورج غروب ہونے سے پہلے واپس چلا گیا تو دم لازم ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج۶ص۵۴۷ ردالمحتار ج۲ص۲۳۶)

مسئلہ جو شخص غروب آفتاب سے قبل عرفات کی حدود سے نکل گیا اس پر لازم ہے کہ واپس آئے اور غروب کے بعد عرفات سے باہر نکلے اگر ایسا نہ کیا تو اس پر دم واجب ہے یعنی قربانی۔

(احکام حج ص۶۸)

مسئلہ حج کے دو رکن ہیں وقوفِ عرفات اور طوافِ زیارت، بحالتِ احرام ادا کر لینے سے حج ادا ہو جائے گا۔ بقیہ امورِ حج میں واجب، سنت اور مستحب ہیں، جن کے ترک سے صدقہ وغیرہ لازم ہوتا ہے یا ثواب میں کمی آتی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۱۹۴)

مسئلہ ''میدانِ عرفات'' عرفۃ کے معنٰی پہچاننے کے ہیں۔ حضرت آدم وحواء علیہما السلام جنت سے زمین پر اترے تو دونوں ایک دوسرے سے دور تھے، بالآخر اس میدان میں پہنچ کر انھوں نے ایک دوسرے کو پہچانا، اسی مناسبت سے اس جگہ کو عرفات کہا جانے لگا۔ دوسری وجہ یہ بیان کی گئی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو احکامِ حج سکھائے اور یہاں آ کر پوچھا ''ھل عرفت'' کیا آپ نے متعلقہ احکام کو پہچان لیا؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں پر لوگ اپنے اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے توبہ کرتے ہیں اس لیے اس کو عرفات کہا جاتا ہے۔ (تاریخ مکہ ص ۱۲۷)

وقوفِ عرفہ کی نیت کب کرنی چاہیے؟

مسئلہ وقوفِ عرفہ کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے۔ یوم عرفہ کو زوال کے بعد جس وقت بھی میدان عرفات میں داخل ہو جائے وقوفِ عرفہ کی نیت کر لینی چاہیے۔ اگر نیت نہ بھی کرے اور وقوف ہو جائے تو فرض ادا ہو جائے گا۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۲۴)

وقوفِ عرفات نویں ذی الحجہ کو روز زوالِ آفتاب کے بعد سے یوم نحر کی فجر تک ہے۔ اس میں نہ نیت شرط ہے اور نہ عقل کا بجا ہونا شرط ہے، پس جو شخص ان اوقات یعنی عرفات میں پہنچ گیا اس کا حج درست ہو گیا، خواہ اس نے نیت کی ہو یا نہ کی ہو، اور خواہ یہ جانتا ہو کہ عرفہ میں ہے یا نہ جانتا ہو، یا حالت جنون یا بے ہوشی کے عالم میں ہو، سو رہا ہو یا بیدار ہو۔ (کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۰۸۲)

عرفات میں ظہر وعصر کی نماز قصر کیوں؟

سوال نو ذی الحجہ کو مقام عرفات میں مسجد نمرہ میں ظہر وعصر کی نماز ایک ساتھ پڑھی جاتی ہیں وہ ہمیشہ قصر کیوں پڑھی جاتی ہے جب کہ مکہ مکرمہ سے عرفات کے میدان کا فاصلہ تین چار میل ہے؟

جواب ہمارے نزدیک عرفات میں قصر صرف مسافر کے لیے ہے۔ مقیم پوری نماز پڑھے گا۔ سعودی حضرات کے نزدیک قصر مناسک کی وجہ سے ہے، اس لئے امام خواہ مقیم ہو، قصر ہی کرے گا۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۲۵)

Marfat.com

عرفات میں نماز ظہر وعصر جمع کرنے کا شرط کیا ہیں؟

مسئلہ مسجد نمرہ کے امام کے ساتھ ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرنا جائز ہے، مگر اس کے لیے چند شرائط ہیں، اس میں سے ایک یہ ہے کہ قصر صرف امام مسافر کر سکتا ہے اگر امام مقیم ہو تو اس کو پوری نماز پڑھنی ہوگی۔ سنا یہ تھا کہ مسجد نمرہ کا امام مقیم ہونے کے باوجود قصر کرتا ہے اس لیے حنفی حضرات ان کے ساتھ جمع نہیں کرتے تھے۔ لیکن اگر تحقیق یہ ہو جائے امام مسافر ہوتا ہے تو حنفیہ کے لیے امام کی نمازوں میں شریک ہونا صحیح ہے۔ ورنہ دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر اپنے اپنے خیموں میں ادا کریں۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۲۶)

مسئلہ اگر تحقیق سے معلوم ہو جائے کہ مسجد نمرہ میں امام مقیم ہونے کے باوجود قصر کرتے ہیں تو ان کی اقتداء میں مسافر حنفی مقتدیوں کی نماز صحیح نہ ہوگی۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۳۲۰ و شامی ج ۲ ص ۲۳۸ و احکام حج ص ۶۳)

مسئلہ عرفات میں ظہر اور عصر جمع کرنے کے لیے امام اکبر کے ساتھ جو مسجد نمرہ میں ظہر وعصر کی نماز پڑھاتا ہے اس جماعت میں شرکت شرط ہے، پس جو لوگ مسجد نمرہ کی دونوں نمازوں (ظہر وعصر) یا کسی ایک کی جماعت میں شریک نہ ہو ان کے لیے ظہر وعصر کو اپنے اپنے وقت پر پڑھنا لازم ہے، خواہ جماعت کرائیں یا اکیلے اکیلے نماز پڑھیں، ان کے لیے ظہر وعصر کو جمع کرنا (ایک ساتھ پڑھنا) جائز نہیں۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۲۵ و معلم الحجاج ص ۱۵۷)

مسئلہ عرفات میں نویں تاریخ کو ظہر وعصر، ظہر کے وقت میں ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ اکٹھی پڑھی جاتی ہیں اس کے جمع کرنے میں مقیم اور مسافر دونوں برابر ہیں خواہ مکہ مکرمہ کا رہنے والا ہو یا مکہ میں مقیم ہو۔

مسئلہ جب امام خطبہ سے فارغ ہو جائے تو مؤذن تکبیر کہے اور ظہر کی نماز پڑھائے، اس کے بعد پھر دوسری تکبیر کہنے کے بعد عصر کی نماز پڑھائے دونوں نمازوں میں قرأت آہستہ پڑھے زور سے نہ پڑھے۔ نیز خطبہ ان نمازوں سے پہلے سنت ہے شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ظہر کے فرضوں کے بعد تکبیر تشریق تو کہہ لے لیکن سنت مؤکدہ یا نفل نہ پڑھے اور عصر کی نماز کے بعد بھی ظہر کی نفل یا سنت نہ پڑھے۔ نیز دونوں نمازوں کے درمیان اور کوئی کام کرنا، کھانا پینا وغیرہ مکروہ ہے۔

Marfat.com

مسئلہ اگر امام مقیم ہو تو عرفہ میں دونوں نمازیں پوری پڑھے اور مقتدی بھی پوری پڑھیں خواہ مقیم ہوں یا مسافر اور اگر امام مسافر ہے تو قصر کرے اور جو مقتدی مسافر ہیں وہ بھی قصر کریں اور جو مقیم ہوں وہ پوری پڑھیں۔

مسئلہ مقیم شخص کو قصر کرنا جائز نہیں خواہ مقتدی ہو یا امام اور اگر مقیم امام ہو اور قصر کرے تو اس کی اقتدا نہ مسافر کو جائز ہے نہ مقیم کو، اگر کوئی امام مقیم قصر کرے گا تو امام اور مقتدی دونوں کی نماز نہ ہوگی۔ (معلم الحجاج ص ۱۵۷)

میدانِ عرفات میں قصر کا حکم؟

اس زمانہ میں تحقیق سے یہ بات معلوم ہو چکی ہے عرفات، مزدلفہ، منیٰ میں نماز پڑھانے والا امام صوبہ نجد سے آتا ہے اور مسافر ہی رہتا ہے اس لیے موجودہ زمانہ میں امیر الحج کے پیچھے شافعی، حنفی، مسلک کے لوگ بھی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ لہٰذا حنفی، اور شافعی مسلک کے مسافر حجاج امام کے ساتھ ساتھ سلام پھیر دیا کریں، اور مقیم حجاج امام کے سلام کے بعد دو رکعت مزید پڑھ کر اپنی نماز کی تکمیل کر لیا کریں اور دونوں رکعتوں میں کسی قسم کی قرأت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (ایضاح المسالک ص ۱۴۱ بحوالہ ایضاح الطحاوی ج ۳ ص ۵۱۵)

وقوفِ عرفات کا مسنون طریقہ؟

مسئلہ مستحب وقت عرفات میں جانے کا یہ ہے کہ یوم عرفہ نویں ذی الحجہ میں سورج نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات روانہ ہو اور وہاں پہنچ کر حسب قاعدہ نماز ظہر وعصر سے فارغ ہو کر وقوفِ عرفات کرے اور وقوف عرفات کا وقت زوال یوم عرفہ سے طلوع فجر یوم نحر تک ہے یعنی دسویں تاریخ کی تمام رات بھی وقوف کا وقت ہے اس عرصہ میں کسی وقت بھی عرفات پہنچ گیا تو فرض وقوف ادا ہو گیا۔

اور مزدلفہ کی طرف لوٹنے کا مستحب وقت وہی ہے جو مشہور ہے کہ سورج غروب ہونے کے بعد (نویں تاریخ کو) چل کر مزدلفہ پہنچے اور رات کو وہاں رہے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھ کر وقوف مزدلفہ کرے، اور اس وقوف کا وقت طلوع فجر یوم نحر سے طلوع آفتاب تک ہے اور یہ وقوف واجب ہے۔

Marfat.com

اور جو حاجی عرفہ کے دن شام کو بعد غروب آفتاب یا عشاء کے وقت یا اس سے بھی بعد میں صبح صادق سے پہلے پہلے عرفات پہنچ گیا اس کا حج ہو گیا۔ وہ عرفات میں کچھ دیر ٹھہر کر اسی وقت وہاں سے لوٹ کر مزدلفہ پہنچ کر وقوف مزدلفہ بھی اگر وقت وقوف مزدلفہ کا باقی ہو کر لے تا کہ واجب ساقط نہ ہو۔ اور اگر وقوفِ مزدلفہ نہ ہو سکا کہ اس کا وقت نہ ملا تو ترکِ واجب ہوا۔ اس لیے دم واجب ہو گیا۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۴۸ ورد المحتار ج ۲ ص ۲۰۲ کتاب الحج)

مسئلہ نویں ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے بعد سے غروب آفتاب تک پورے میدانِ عرفات میں جہاں چاہے وقوف کر (ٹھہر) سکتا ہے۔ نیز وقوفِ عرفات کے لیے پاک ہونا بھی شرط نہیں ہے اگر کوئی عورت حیض ونفاس کی وجہ سے ناپاکی کی حالت میں ہو یا مرد ناپاک ہو تو اس حالت میں بھی وقوف عرفات درست ہو جائے گا۔

مسئلہ افضل واعلیٰ تو یہ ہے کہ قبلہ رُخ کھڑے ہو کر مغرب تک وقوف کرے اگر پورے وقت میں کھڑا نہ ہو سکے تو جس قدر کھڑا ہو سکتا ہے کھڑا رہے پھر بیٹھ جائے پھر جب قوت وہمت ہو کھڑا ہو جائے اور پورے وقت میں خشوع وخضوع کے ساتھ بار بار تلبیہ پڑھتا رہے گریہ وزاری کے ساتھ ذکر اللہ اور تلاوت اور درود شریف اور استغفار میں مشغول رہے اور دینی ودنیوی مقاصد کے لیے اپنے واسطے اور اپنے متعلقین واحباب کے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعائیں مانگتا رہے، یہ وقت مقبولیت دعاء کا خاص وقت ہے اور یہ ہمیشہ نصیب نہیں ہوتا۔ اس لیے اس دن بلا ضرورت آپس کی جائز گفتگوؤں سے بھی پرہیز کرے پورے وقت کو دعاؤں اور ذکر اللہ میں صرف کرے۔

مسئلہ وقوف کی دعاؤں میں دعاء کی طرح ہاتھ اٹھانا سنت ہے جب تھک جائے ہاتھ چھوڑ کر بھی دعاء مانگ سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ "اللہ اکبر وللہ الحمد" کہا اور پھر یہ دعاء پڑھی:

لاالٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریك لہ لہ الملك ولہ الحمد، اللّٰھم اھدنی بالھدیٰ ونقنی بالتقویٰ واغفرلی فی الاٰخرۃ والاولیٰ۔

کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے، اے اللہ تو مجھے ہدایت پر رکھ اور تقویٰ کے ذریعہ پاک فرما اور مجھے دنیا وآخرت میں بخش دے۔

اور پھر ہاتھ چھوڑ دیئے اتنی دیر جتنی دیر میں الحمد شریف پڑھی جاتی ہے۔

Marfat.com

اس کے بعد پھر ہاتھ اُٹھا کر وہی کلمات اور دعاء پڑھیں پھر اتنی دیر ہاتھ چھوڑے رکھے اور پھر تیسری مرتبہ وہی کلمات اور دعاء مانگی۔

اصل بات یہ ہے کہ جو دعاء دل سے اور خشوع وخضوع کے ساتھ مانگی جائے وہی بہتر ہے خواہ کسی زبان میں مانگے۔ یاد رہے کہ دعاء کا پڑھنا مقصود نہیں بلکہ دعاء مانگنا مقصود ہے۔

(احکام حج ص ۶۵ و معلم الحجاج ص ۱۵۵)

عرفات کے ضروری مسائل؟

مسئلہ عرفات مکہ مکرمہ سے مشرق کی جانب تقریباً نو میل اور منیٰ سے چھ میل ایک میدان ہے۔ نویں ذی الحجہ کو زوال کے بعد سے دسویں کی صبح صادق تک کسی وقت اس میں ٹھہرنا گوایک لحظہ ہی ہو حج کا رکنِ اعظم ہے۔ (گویا اس میدان میں نویں تاریخ کو جو شخص ایک لحظہ کے لیے احرام کے ساتھ پہنچ گیا اس کا حج ہو گیا)۔

مسئلہ عرفات کا میدان سارا موقف یعنی ٹھہرنے کی جگہ ہے جہاں جی چاہے ٹھہرے علاوہ بطنِ عرفہ کے۔

مسئلہ عرفات میں پہنچ کر تلبیہ، دعاء اور درود شریف وغیرہ کثرت سے پڑھتا رہے جب زوال ہو جائے وضو کرے غسل افضل ہے ضروریات کھانا، پینا وغیرہ سے زوال سے پہلے فارغ ہو جائے اور بالکل اطمینان وسکونِ قلب کے ساتھ اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو۔

مسئلہ وقوف عرفہ کے لیے نیت شرط نہیں، اگر نیت نہ کی تب بھی وقوف ہو جائے گا۔

مسئلہ عرفات میں وقوف کے وقت کھڑا رہنا مستحب ہے شرط اور واجب نہیں ہے، بیٹھ کر، لیٹ کر جس طرح ہو سکے سوتے، جاگتے وقوف کرنا جائز ہے۔

مسئلہ وقوف میں ہاتھ اٹھا کر حمد وثناء، درود، دعاء، اذکار، تلبیہ وغیرہ پڑھتے رہنا مستحب ہے اور خوب دعائیں کریں یہ قبولیت کا وقت ہے۔

مسئلہ وقوف کے لیے حیض ونفاس وجنابت سے پاک ہونا شرط نہیں ہے۔

مسئلہ نویں ذی الحجہ کو زوال سے لے کر غروب ہونے تک عرفات میں رہنا واجب ہے، اگر سورج غروب ہونے سے پہلے عرفات کی حد سے نکل جائے گا تو دم واجب ہوگا، لیکن اگر سورج غروب ہونے سے پہلے پھر واپس عرفات میں آ جائے گا تو دم ساقط ہو جائے گا اور اگر غروب کے

Marfat.com

بعد عرفات میں واپس آئے گا تو دم ساقط نہ ہوگا۔

مسئلہ جمعہ کے روز اگر وقوفِ عرفہ (حج) ہو تو اس کی فضیلت اور دن کے وقوف سے ستر درجہ زیادہ ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۶۳)

مسئلہ عرفات میں جمعہ جائز نہیں ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۵۷)

میدانِ عرفات میں کیا پڑھے؟

مسئلہ ایک روایت میں آیا ہے کہ جو مسلمان عرفہ کو زوال کے بعد موقف میں وقوف کرے اور قبلہ رخ ہو کر سو مرتبہ "لاالٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیء قدیر" پھر سو مرتبہ قل ھو اللہ احد پوری سورت پھر سو مرتبہ نماز کا درود شریف (درود ابراہیمی) پڑھے تو باری تعالیٰ فرماتے ہیں "میرے فرشتو! کیا جزاء ہے میرے اس بندے کی کہ اس نے میری تسبیح وتہلیل کی اور بڑائی وعظمت کی اور ثناء کی اور میرے نبی پر درود بھیجا۔

میں اس کو بخش دیا اور اس کی شفاعت کو اس کے نفس کے بارے میں قبول کیا، اور اگر میرا بندہ اہلِ موقف کی بھی شفاعت کرے گا تو قبول کروں گا، اور جو دعاء چاہے مانگے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۹ ص ۱۱۸ و معلم الحجاج ص ۱۷۵ و احکام حج ص ۲۵ و حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص ۶۰)

غروب کے بعد عرفات سے واپسی کی وجہ؟

زمانۂ جاہلیت میں لوگ عرفہ سے غروب آفتاب سے پہلے ہی لوٹ آتے تھے، اور مزدلفہ میں پہنچ کر فخر ومباہات کی محفلیں جماتے تھے اور نمود کا بازار گرم ہوتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی اور حجۃ الوداع میں غروب کے بعد واپسی فرمائی۔ کیونکہ غروب سے پہلے واپسی کے لیے کوئی ایسا وقت مقرر نہیں کیا جا سکتا تھا، جس میں کسی کا ابہام نہ ہو۔

جب کہ ایسے بڑے اجتماع کے لیے ایسے واضح تعیین ضروری ہے اور غروب ایک ایسی واضح علامت تھی جس میں ذرا بھی ابہام نہیں تھا، چنانچہ واپسی کے وقت کا انضباط غروب شمس سے کیا گیا۔

علاوہ ازیں خطہ گرم ہے، علاقہ پہاڑی ہے اور شام کو تپش تیز ہوتی ہے اس لیے غروب سے پہلے واپسی میں پریشانی ہے۔ اس لیے بھی واپسی کے لیے موزوں وقت غروب کے بعد ہے

Marfat.com

جیسے منیٰ سے عرفات کے لیے روانگی فجر کے فوراً بعد تجویز کی گئی تا کہ ٹھنڈے وقت میں لوگ ٹھکانے پہنچ جائیں۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ ج۴ص۲۰۲)

مزدلفہ میں شب گزارنے کی وجہ؟

عرفات سے واپسی میں مزدلفہ میں رات گزارنا ایک قدیمی دستور تھا۔شریعت نے اس کو باقی رکھا ہے، کیونکہ حج کا اجتماع ایک عظیم اجتماع ہے۔لوگوں نے ایسا اجتماع شاید ہی کبھی دیکھا ہو۔اور عرفات سے واپسی غروب کے بعد ہوتی ہے یعنی رات شروع ہو جاتی ہے، اس لیے اندیشہ تھا کہ لوگ واپسی میں دھکا دھکی کریں گے اور ایک دوسرے کو چور چور کر دیں گے۔ پھر لوگ دن بھر کے تھکے ماندے ہوتے ہیں۔ دور دراز سے چل کر عرفات میں آئے ہوئے ہوتے ہیں اور اکثریت پیدل چلنے والوں کی ہوتی ہے اس لیے اگر ان کو حکم دیا جاتا کہ منیٰ میں پہنچو تو وہ اور بھی ٹوٹ جاتے اور آئندہ کل کے لیے نہ رہتے، اس لئے راستہ میں قیام تجویز کیا گیا تا کہ وہاں سستا کر صبح کو اگلی منزل کا رخ کریں۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ ج۴ص۲۰۳)

نیز مغرب کی نماز مزدلفہ میں پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ وقوفِ عرفہ، غروب آفتاب کے بعد ختم کیا جاتا ہے، اب اگر لوگ مغرب کی نماز پڑھ کر مزدلفہ کے لیے روانہ ہوں گے تو بہت تاخیر ہو جائے گی اور رات کا بڑا حصہ سفر کی نذر ہو جائے گا اور وقوفِ مزدلفہ میں خلل پڑے گا، اس لیے وقوفِ عرفہ ختم کرتے ہی مزدلفہ کے لئے روانگی ہو جاتی ہے۔لوگ جلد از جلد مزدلفہ پہنچ کر دونوں نمازیں (مغرب وعشاء) ایک ساتھ ادا کر کے آرام کرتے ہیں اور صبح تازہ دم ہو کر وقوفِ مزدلفہ کرتے ہیں۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ ج۴ص۲۳۴)

مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو جمع کرنا؟

سوال مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جو جمع کر کے ایک ساتھ پڑھتے ہیں اس کی کیا شرائط ہیں؟ عورت ومرد تمام پر ضروری ہے؟

جواب مزدلفہ میں مغرب وعشاء کا جمع کرنا حاجیوں کے لیے ضروری ہے۔ مغرب کو مغرب کے وقت پڑھنا ان کے لیے جائز نہیں ہے۔اس میں مرد اور عورت دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔

(آپ کے مسائل ج۴ص۱۲۶)

مسئلہ یوم عرفہ کی شام کو غروب آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ جاتے ہیں اور نماز مغرب

Marfat.com

وعشاء دونوں مزدلفہ پہنچ کر ادا کرتے ہیں۔

اگر کسی نے مغرب کی نماز عرفات میں یا راستہ میں پڑھ لی تو جائز نہیں ہے۔

مزدلفہ پہنچ کر دوبارہ مغرب کی نماز پڑھے۔اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ص ۱۲۵)

مسئلہ گر کوئی تنہا (یا جماعت کے ساتھ) عرفہ کے دن مغرب کی نماز عرفات میں پڑھے اور عشاء کی نماز مزدلفہ میں پڑھے تو اس شخص کو مغرب کی نماز کا اعادہ کرنا لازم ہے۔

(امداد الفتاویٰ ج ۱ص ۱۷)

مسئلہ مزدلفہ میں مغرب وعشاء کے جمع کرنے میں امام الحج کی شرط نہیں ہے پس اگر تنہا پڑھیں یا چند آدمی ہو کر جماعت سے پڑھیں ہر طرح صحیح ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ص ۱۷۱)

مسئلہ مزدلفہ پہنچ کر مغرب وعشاء جماعت کے ساتھ پڑھی جائیں اگر جماعت نہ ملے تو اکیلے پڑھ لے۔نیز دونوں نماز میں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھی جائیں۔دونوں نمازوں کے درمیان سنتیں نہ پڑھی جائیں بلکہ سنتیں بعد میں پڑھیں اور اگر مغرب کی نماز پڑھ کر اس کی سنتیں پڑھیں تو عشاء کی نماز کے لیے دوبارہ اقامت کہی جائے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ص ۱۲۵ و احکام حج ص ۶۸

مسئلہ مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں عشاء کے وقت جمع کرنا یعنی دونوں کو ایک ساتھ پڑھنا واجب ہے اور اس کے لیے جماعت بھی شرط نہیں ہے۔

مسئلہ اگر عشاء کے وقت سے پہلے مزدلفہ پہنچ گیا تو ابھی مغرب کی نماز نہ پڑھے عشاء کے وقت کا انتظار کرے اور عشاء کے وقت دونوں نمازوں کو جمع کرے۔

مسئلہ مزدلفہ کی رات میں جاگنا اور عبادت کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ دسویں شب ذی الحجہ یعنی عید کی شب مزدلفہ میں قیام کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

(احکام حج ص ۶۹

مسئلہ مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو اکٹھا پڑھنے کے لیے جماعت شرط نہیں، جماعت سے پڑھے یا تنہا دونوں کو اکٹھا پڑھے لیکن جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنا واجب ہے بخلاف ظہر وعصر کے عرفات میں کا جماع کرنا مسنون ہے اور مزدلفہ میں جمع کے لیے بادشاہ یا اس کا نائب ہونا شرط نہیں اور جما

Marfat.com

بھی شرط نہیں۔ اور خطبہ بھی یہاں نماز سے پہلے مسنون نہیں۔ اور تکبیر بھی دونوں نمازوں کے لیے ایک ہی ہوتی ہے اور ایک ہی اذان یعنی ایک اذان اور ایک تکبیر سے مغرب وعشاء کی نماز پڑھے۔
(معلم الحجاج ص ۱۶۵)

مسئلہ مزدلفہ میں مغرب وعشاء میں ترتیب واجب ہے، پہلے مغرب پڑھیں پھر عشاء اور اگر پہلے عشاء پڑھ لی تو بترتیب اعادہ واجب ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۷۱)

مسئلہ مزدلفہ میں مغرب کی نماز میں ادا کی نیت کرے قضا کی نیت نہ کرے۔ گو قضا کی نیت سے بھی نماز ہو جائے گی۔ (معلم الحجاج ص ۱۶۴)

مسئلہ اگر راستہ میں عرفات واپس ہوتے ہوئے کوئی ایسی وجہ پیش آ جائے کہ اندیشہ ہو کہ مزدلفہ پہنچنے تک فجر کی نماز کا وقت ہو جائے گا تو راستہ میں مغرب اور عشاء پڑھنا جائز ہے۔
(تنویر الابصار مع الدر المختار ج ۲ ص ۵۰۹ و معلم الحجاج ص ۱۶۵)

مزدلفہ میں وتر و سنتوں کا حکم؟

مسئلہ مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد وتر نماز تو واجب ہے اور اس کا ادا کرنا مقیم اور مسافر ہر ایک کے ذمہ لازم ہے۔ باقی رہی سنتیں سنن مؤکدہ کا ادا کرنا مقیم کے لیے تو ضروری ہے۔ مسافر کو اختیار ہے کہ پڑھے یا نہ پڑھے۔ (آپ کے مسائل ج ۵ ص ۲۱۸)

مسئلہ مزدلفہ میں عشاء کا وقت داخل ہونے کے بعد، مغرب وعشاء دونوں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھیں اور درمیان میں سنت ونفل کچھ نہ پڑھیں بلکہ مغرب اور عشاء کی سنت اور وتر عشاء کی نماز کے بعد پڑھیں۔ اگر اتفاق سے جماعت سے نماز نہ پڑھ سکا اور تنہا نماز ادا کی تو تب بھی سنتوں کا یہی حکم ہے، اسی طرح تکبیر تشریق بھی عشاء کی نماز کے بعد کہے مغرب کے بعد نہ کہے۔ (فتاویٰ ج ۵ ص ۲۱۸)

مشعرِ حرام میں وقوف کی وجہ؟

مشعرِ حرام ایک پہاڑ کا نام ہے جو مزدلفہ میں واقع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس وقوف فرمایا ہے۔ پس وہاں وقوف کرنا افضل ہے اور تمام مزدلفہ میں جہاں بھی قیام اور وقوف کرے جائز ہے۔

مزدلفہ میں لوگ پہنچ کر مغرب وعشاء ایک ساتھ ادا کر کے سو جاتے ہیں، صبح فجر کے بعد

Marfat.com

وقوف مزدلفہ شروع ہوتا ہے اور یہ وقوف اس لیے مشروع کیا گیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ یہاں پر تفاخر ونمود کی محفلیں جماتے تھے۔ اسلام نے اس کو کثرتِ ذکر سے بدل دیا۔

سورۂ بقرہ آیت ۱۹۸ میں ہے: فاذا افضتم من عرفات فاذکروالله عند المشعرالحرام، وذکروہ کما ھداکم وان کنتم من قبلہٖ لمن الضالین۔

یعنی جب تم لوگ عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے پاس اللہ کو یاد کرو۔ اور اس طرح یاد کرو جس طرح تم کو بتلا رکھا ہے۔ اگرچہ قبل ازیں تم گمراہوں میں سے تھے۔ یعنی جاہلیت میں جو کچھ یہاں کیا جاتا تھا وہ گمراہی تھی۔

یہاں پر کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا حکم اس لیے دیا کہ جاہلیت کی عادت کا انسداد ہو جائے یعنی یہ ذکر ان کو تفاخر کا موقع ہی نہ دے۔

نیز اس جگہ ذکر الٰہی کے ذریعہ توحید کی شان بلند کرنا ایک طرح منافست اور ریس کی ترغیب دے کہ دیکھیں تم خدا کی یاد زیادہ کرتے ہو یا مشرکین کی تفاخرت کا پلہ بھاری ہے۔

(رحمۃ اللہ الواسعۃ ج ۴ ص ۲۰۲)

مسجد مشعر حرام کہاں ہے؟

یہ مسجد سڑک نمبر پانچ پر واقع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قبلہ کی سمت میں قیام فرماتے تھے۔ اس جگہ پر مسجد بعد میں بنی ہے، بالآخر سعودی حکومت نے اس مسجد کی تعمیر جدید وتوسیع کی ہے اس کی لاگت تقریباً پچاس لاکھ ریال ہے۔ اس کا طول مشرق سے مغرب کی جانب ۹۰ میٹر اور عرض ۵۶ ہے اور کل رقبہ ۵۰۴۰، مربع میٹر ہے اس میں بارہ ہزار سے زیادہ افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔

مسجد مشعر حرام سے مسجد خیف کا فاصلہ پانچ کلومیٹر ہے جبکہ مسجد نمرہ کا فاصلہ سات کلومیٹر ہے۔ (تاریخ مکہ مکرمہ: ۱۲۵ از ڈاکٹر عبدالغنی صاحب)

مزدلفہ میں وقوف کب ہوتا ہے؟

سوال: مزدلفہ میں تو رات کو میدان عرفات سے پہنچیں گے اس کے بعد اس کا وقوف اب سے شروع ہوتا ہے اور کب تک رہتا ہے۔ نیز فجر کی نماز کس وقت پڑھیں گے؟ اور اگر کوئی وادی محسر میں جس میں اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا تھا نماز پڑھ لے؟

Marfat.com

جواب وقوف مزدلفہ کا وقت دس ذی الحجہ کو صبح صادق سے لے کر سورج نکلنے سے پہلے تک ہے۔ سنت یہ ہے کہ صبح صادق ہوتے ہی اول وقت نماز فجر ادا کی جائے۔ نماز سے فارغ ہو کر وقوف کیا جائے اور سورج نکلنے سے پہلے تک دعاء استغفار اور تضرع وابتہال میں مشغول ہوں۔ جب سورج نکلنے کے قریب ہو تو منیٰ کی طرف چل پڑھیں۔ اور وادی محسر میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر بے خبری میں پڑھ لی تو خیر نماز تو ہو گئی لیکن وادی محسر میں وقوف جائز نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۲۸)

مسئلہ مزدلفہ سب کا سب ٹھہرنے کی جگہ ہے مگر وادی محسر میں نہ ٹھہرے۔ (معلم الحجاج ص ۱۶۶)

مسئلہ فجر سے پہلے مزدلفہ میں آنا خواہ گھڑی بھر کے لیے ہو، اگر طلوع فجر سے پہلے مزدلفہ کی موجودگی رہ گئی تو قربانی (دم) لازم ہوگی، البتہ اگر اس کی تاخیر کا سبب کوئی خاص عذر ہو یا مرض ہو تو کچھ لازم نہیں آتا۔ (کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۰۸۹ و شامی ج ۱ ص ۵۱۱)

وقوف مزدلفہ چھوٹ جائے؟

سوال سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ پہنچا، تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب اگر وقوفِ مزدلفہ کسی قدرتی عذر کی وجہ سے نہ ہو سکا مثلاً کوشش کے باوجود عرفات سے مزدلفہ طلوع آفتاب سے پہلے نہ پہنچ سکا تو کوئی جزاء واجب نہیں، البتہ مخلوق کی طرف سے کسی رکاوٹ کیوجہ سے یا عمداً (جان بوجھ کر) ترکِ وقوف سے دم واجب ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۳۱ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص ۱۹۴ و احکام حج ص ۱۰۳)

منیٰ و مزدلفہ میں قیام کا حکم؟

مسئلہ ایام نحر کی راتوں کو منیٰ میں رہنا اور قربانی کی رات عرفات سے نکلنے کے بعد رات کو مزدلفہ میں رہنا اور مزدلفہ سے آفتاب نکلنے سے پہلے منیٰ کو روانہ ہو جانا سنت ہے۔

(کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۰۹۳)

صبح صادق سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ جانا؟

مسئلہ مریض، ضعیف، مستورات، عذر کی وجہ سے مزدلفہ میں وقوف نہ کریں تو جائز ہے، مگر انکے ساتھ کیوجہ سے تندرست مرد بھی وقوف نہ کرے، اور صبح صادق سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ

Marfat.com

چلا جائے تو اس تندرست پر دم واجب ہوگا، اسلیے کہ اسکا ترکِ وقوف بلا عذر ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۱۲ و فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۲۰۱ و فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳ ص ۱۸۱)

مسئلہ جو کوئی کمزور لوگوں اور عورتوں کیساتھ مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہو جائے اسکا حکم ان ہی لوگوں یعنی معذوروں جیسا حکم ہے۔ (حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص ۶۷)

(جو معذوروں کے ساتھ ہے وہ بھی معذوروں کے حکم میں ہے)۔

مسئلہ مزدلفہ میں وقوف کا وقت صبح صادق سے سورج نکلنے تک ہے۔ اگر کوئی شخص سورج نکلنے کے بعد یا صبح صادق سے پہلے مزدلفہ کا وقوف کرے گا تو وقوف صحیح نہ ہوگا۔

اس وقت وقوف کرنا واجب ہے گو ذرا سی دیر ہو۔ اگر راستہ چلتے بھی اس وقت میں مزدلفہ میں کو گزر جائے گا تو وقوف ہو جائے گا: خواہ سوتے، جاگتے، بیہوشی یا کسی حال میں ہو مزدلفہ کا علم ہو یا نہ ہو، جیسے وقوفِ عرفات کا حکم ہے کہ ہر حال میں صحیح ہو جاتا ہے۔

مسئلہ اگر عورت ہجوم کی وجہ سے نہ ٹھہرے تو دم واجب نہ ہوگا۔ لیکن اگر مرد ہجوم کی وجہ سے نہ ٹھہرے گا تو دم واجب ہوگا۔

اور اگر صبح صادق کے بعد اندھیرے ہی میں مزدلفہ سے چل دیا تو دم واجب نہ ہوگا، کیونکہ مقدار واجب وقوف ہو گیا۔

(کیونکہ وقوف مزدلفہ کا وقت واجب کا وقت صبح صادق سے سورج نکلنے تک ہے، اس میں ایک لمحہ بھی وہاں پر چلا جائے یا گزر جائے تو واجب ادا ہو جائے گا۔ محمد رفعت قاسمی)

مسئلہ اگر مزدلفہ میں اس وقت (صبح صادق کے بعد سے سورج نکلنے تک) وقوف نہ کیا اور رات ہی کو صبح صادق سے پہلے وہاں سے چلا گیا تو دم واجب ہوگا، البتہ عذر کی وجہ سے نہ ٹھہرا مثلاً مریض ہے یا کمزور ہے تو دم واجب نہ ہوگا۔

نیز مغرب وعشاء کی نماز سے فارغ ہو کر مزدلفہ میں ٹھہرے اور مزدلفہ میں صبح صادق تک ٹھہرنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۶۷)

(صبح صادق سے سورج نکلنے تک کا وقت واجب ہے)۔

مسئلہ اگر کوئی شخص عرفات میں بالکل اخیر وقت یعنی صبح صادق کے قریب پہنچا اور صبح صادق کے بعد سورج نکلنے تک مزدلفہ نہ آسکا تو اس پر بھی دم واجب نہ ہوگا۔ (معلم الحجاج ص ۱۶۷)

مسئلہ صبح صادق سے پہلے مزدلفہ میں ٹھہرنے سے واجب ادا نہیں ہوگا اور ترکِ واجب کی

Marfat.com

وجہ سے دم لازم ہوگا۔ یعنی صبح صادق سے پہلے مزدلفہ سے نہ نکلے) اگر رات کو مزدلفہ نہیں پہنچ سکا یہاں تک کہ صبح صادق ہوگئی اس وقت ہی پہنچا تو اس پر دم لازم ہے۔

مسئلہ سورج نکلنے میں جب دو رکعت کی مقدار وقت باقی رہ جائے اس وقت تک ٹھہرنا سنت مؤکدہ ہے لیکن ضعیف اور عورت اگر صبح صادق ہوتے ہی نماز فجر پڑھ کر منیٰ کے لیے روانہ ہوجائے تو ان کے لیے اجازت ہے بلکہ جو زیادہ ضعیف ہو اور برداشت نہ کرسکیں (مزدلفہ میں ٹھہرنا) وہ اگر اندھیرے ہی میں صبح صادق سے بھی پہلے روانہ ہوجائیں تو ان پر عذر کی وجہ سے دم لازم نہیں آئے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳ص ۱۸۱)

شیطان کو کنکریاں مارنے کی کیا علت ہے؟

سوال حج کے موقع پر شیطان (جمرات) کو جو کنکریاں ماری جاتی ہیں کیا اس کی علت حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے جس میں شیطان نے متعدد دفعہ بہکایا تھا؟

جواب غالباً ابراہیم علیہ السلام واقعہ ہی اس کا سبب ہے مگر یہ علت نہیں۔ ایسے امور کی علت تلاش نہیں کی جاتی۔ بس جو حکم ہوا اس کی تعمیل کی جاتی ہے اور حج کے اکثر افعال اور ارکان عاشقانہ انداز کے ہیں کہ عقلاء ان کی علتیں تلاش کرنے سے قاصر ہیں۔ (آپ کے مسائل ۴ ۰ ۴)

کنکریاں مارنے کا وقت

مسئلہ پہلے دن دسویں ذی الحجہ کو صرف جمرہ عقبہ (بڑا شیطان) کی رمی کی جاتی ہے۔ اس کا وقت صبح صادق سے شروع ہوجاتا ہے مگر طلوع آفتاب سے پہلے رمی کرنا خلاف سنت ہے۔ اس کا مسنون وقت طلوع آفتاب سے زوال تک ہے۔ زوال سے غروب تک بلا کراہت جواز کا وقت ہے۔ اور غروب سے اگلے دن کی صبح صادق تک کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ لیکن اگر کوئی عذر ہو تو غروب کے بعد بھی بلا کراہت جائز ہے۔ گیارہویں اور بارہویں کی رمی کا وقت زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ غروب آفتاب تک بلا کراہت اور غروب سے صبح صادق تک کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ مگر آج کل ہجوم ورش کی وجہ سے غروب سے پہلے رمی نہ کرسکے تو غروب کے بعد بلا کراہت جائز ہے۔

مسئلہ تیرہویں۔ رنج کی رمی کا مسنون و تو زوال کے بعد ہے، لیکن صبح صادق کے بعد زوال سے اس دن کی رمی امام ابوحنیفہؒ کے نزد اہت کے ساتھ جا ہے۔

(آپ کے مسائل ۴ ۲ ومعارف القرآن ۶ ۴)

کنکریاں مارنے کا صحیح مقام کیا ہے؟

مسئلہ منیٰ میں تین مقام ہیں جن پر قدآدم ستون بنا کر چاروں طرف نشان لگا دیا گیا ہے یعنی ستون کے چاروں طرف گول حوض سی بنا دی گئی ہے اور ان تینوں جگہ کو جمرات یا جمار کہتے ہیں، عام طور پر لوگ ان ستونوں کو بت (یا شیطان) سمجھتے ہیں اور ان ہی میں کنکریاں مارتے ہیں۔ جمار یعنی کنکری پھینکنے کی جگہ ستون کے نیچے کی اور نشان نما حوض کے اندر کی زمین ہے۔ اس لیے کنکریاں ستون میں نہ مارنا چاہئے بلکہ اس جگہ پر مارنی چاہئے جہاں کنکریاں جمع ہوتی ہیں اگر ستون پر کنکری ماری اور وہ نیچے گر گئی تو رمی ہو جائے گی اور گر ستون کے اوپر جا کر ٹھہر گئی نیچے نہ گری تو رمی نہ ہوگی۔ (معلم الحجاج ص ۳۵۵)

مسئلہ کنکری کا جمرہ (ستون پر لگنا ضروری نہیں ہے) اگر کنکری جمرہ کے قریب (حوض کے اندر) گر گئی تو بھی جائز ہے اور قریب کی حد دیوار کا احاطہ ہے جو ہر جمرہ کے گرد (حوض نما) بنا دیا گیا ہے اور جو کنکری احاطہ میں نہ گری تو اس کی جگہ دوسری کنکری مارے۔

(احکام حج ص ۷۶ واحسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۶۸ کتاب الحج)

کنکریاں کیسی اور کتنی ہوں؟

مسئلہ مزدلفہ سے کنکریاں مثل کھجور کی گٹھلی یا چنے اور لوبئے کے دانے کے برابر اٹھانا رمی کرنے کے لیے مستحب ہے اور کسی جگہ سے یا راستہ سے بھی اٹھانا جائز ہے، مگر جمرے کے (جس جگہ پر کنکری ماری جاتی ہے اس کے) پاس سے نہ اٹھائے۔ اگر کوئی انکو وہاں سے اٹھا کر مارے گا، جائز تو ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۹ ص ۱۱۶ او معلم الحجاج ص ۱۸۴)

مسئلہ بڑے پتھر کو توڑ کر چھوٹی کنکریاں بنانا مکروہ ہے۔ اگر بڑے بڑے پتھر مارے تو جائز تو ہے لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ کنکریوں کو دھو کر مارنا مستحب ہے اگر چہ پاک جگہ سے اٹھائی ہوں اور جو کنکریاں یقیناً ناپاک ہوں ان کو مارنا مکروہ ہے اور شک کا اعتبار نہیں ہے۔ نیز ناپاک جگہ کی کنکریوں سے رمی کرنا مکروہ ہے، اس لیے ناپاک جگہ سے نہ اٹھائے۔

مسئلہ سات کنکریاں پہلے دن دس تاریخ کو صرف جمرہ عقبیٰ پر ماری جاتی ہیں اور باقی گیارہ بارہ کو اکیس اکیس کنکریاں تینوں جمرات یعنی ہر ایک پر سات سات ماری جاتی ہیں۔ (معلم الحجاج ص ۱۶۸)

Marfat.com

منیٰ سے اٹھا کر کنکریاں مارنا؟

سوال اگر حاجی کنکریاں مزدلفہ سے نہیں لائے بلکہ منیٰ سے اٹھا کر مارے تو کیا دم لازم ہوگا؟
جواب سنگریزے اگر مزدلفہ سے نہیں لایا بلکہ منیٰ سے اٹھا کر رمی کی تو اس سے دم لازم نہیں آتا، لیکن اگر جمرہ (شیطان) کے پاس سے اٹھائے تو مکروہ تنزیہی ہے۔
(فتاویٰ دار العلوم ج۶ ص ۵۵۵ وعالمگیری مصری ج۱ ص ۲۱۸ کتاب الحج)

جمرات کے قریب سے کنکریاں اُٹھانا؟

سوال کیا جمرات کے آس پاس سے کنکریاں لے کر مارنا جائز ہے؟
جواب ہاں جائز ہے، اس لئے کہ قرین قیاس یہی ہے کہ ان کنکریوں سے رمی نہیں کی گئی ہے۔ البتہ جو کنکریاں جمرات کے حوض میں ہیں ان سے رمی کرنی صحیح نہیں ہے۔
(حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص ۱۷)

کون سے ہاتھ سے رمی کی جائے؟

مسئلہ سیدھے ہاتھ سے کنکری مارنا مسنون ہے، ثواب زیادہ ملتا ہے لہٰذا حتی الامکان سیدھے ہی ہاتھ سے رمی کرے، اگر سیدھے ہاتھ سے رمی کر ہی نہ سکے تو بائیں (الٹے) ہاتھ سے رمی کرے (کنکری مارنے میں کوئی حرج نہیں ہے)۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۵ ص ۲۲۹)
مسئلہ جن کنکری سے رمی کی گئی ہو اور وہ کنکری جمرے کے قریب گری ہوئی ہو وہ کنکری وہاں سے اٹھا کر اس سے رمی کرنا مکروہ ہے کہ وہ مردود ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۹ ص ۱۱۶)

دسویں ذی الحجہ کو مغرب کے وقت رمی کرنا؟

سوال دسویں ذی الحجہ کو رمی کرنے میں کافی دشواری ہوتی ہے۔ ہم نے صبح کے بجائے مغرب کے وقت رمی کی۔ کیا یہ عمل صحیح ہے؟
جواب مغرب تک رمی کی تاریخ میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن یہ شرط ہے کہ جب تک رمی نہ کرلیں تب تک، تمتع اور قران کی قربانی نہیں کر سکتے۔ اور جب تک قربانی نہ کرلیں، بال نہیں کٹا سکتے۔ اگر آپ نے اس شرط کو ملحوظ رکھا تو ٹھیک کیا ہے۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص ۱۳۲)

مسئلہ دسویں تاریخ کی رمی اگرچہ عورتوں اور بیماروں کے علاوہ دوسروں کے لیے مغرب کے بعد مکروہ ہے، مگر رات میں طلوع فجر سے پہلے پہلے کرنے سے واجب ادا ہو جاتا ہے۔

مسئلہ اگر دسویں تاریخ کے بعد کی رات گذر گئی اور رمی نہیں کی تو اس کی قضاء بھی واجب ہے اور رات کے بعد کرنے سے دم دینا بھی لازم ہے۔ (احکام حج ص ۴۷)

مسئلہ رمی اور قربانی کرنے میں اتنی جلدی کرنا کہ ازدحام (بھیڑ) کی وجہ سے اپنے نفس کو یا کسی دوسرے کو تکلیف پہنچنے کا خطرہ ہو حرام ہے۔ غروب سے کچھ قبل اطمینان سے رمی کریں، اگر اس وقت بھی ہجوم وازدحام ہو تو غروب کے بعد رمی کریں، ایسی حالت میں غروب کے بعد رمی کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۶۸ کتاب الحج)

رات کے وقت رمی کرنا؟

طاقتور مردوں کو رات کے وقت رمی کرنا مکروہ ہے۔ البتہ عورتیں اور کمزور مرد اگر عذر کی بناء پر رات کو رمی کریں تو ان کے لیے نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۳۱ و عمدۃ الفقہ ص ۲۳۳)

سنت یہ ہے کہ ہر کنکری پھینکنے کے وقت "بسم اللہ اللہ اکبر" کہا جائے۔

(کتاب الفقہ ج ۱ ص ۱۰۸۹)

رمی جمار میں ترتیب بدل گئی؟

سوال ایک صاحب نے تین یوم میں بھول یا غلطی سے جمرہ عقبیٰ سے شروع ہو کر جمرہ اولیٰ پر رمی ختم کیں تو اس غلطی یا بھول کی سزا و جزا کیا ہے؟ اس سے حج میں فرق آیا کیا؟

جواب چونکہ جمرات میں ترتیب سنت ہے واجب نہیں ہے اور ترکِ سنت پر دم نہیں آتا، اس لیے حج میں کوئی خرابی نہیں آئے گی، اور نہ دم واجب ہوگا۔ البتہ ترک سنت سے کچھ اساءت آتی ہے یعنی خلاف سنت کام کیا۔

صورت مسئولہ میں اگر یہ شخص جمرہ اولیٰ کی رمی کے بعد علی الترتیب جمرہ وسطیٰ اور جمرہ عقبیٰ کی رمی دوبارہ کر لیتا تو اس کا فعل سنت کے مطابق ہو جاتا اور اساءت ختم ہو جاتی۔ (لیکن حج ہو گیا دم وغیرہ لازم نہیں آیا ہے)۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۳۱ و فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۵۶ و عالمگیری مصری ج ۱ ص ۲۱۹ و فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۴۲ و معلم الحجاج ص ۱۸۳)

Marfat.com

۱۲/ ذی الحجہ کو زوال سے پہلے رمی کرنا؟

سوال اکثر دیکھا گیا کہ لوگ ۱۲/ ذی الحجہ کو زوال سے پہلے رمی کرنے نکل جاتے ہیں کہ بعد میں رش ہو جائے گا، اس لیے قبل از وقت مار کر نکل جاتے ہیں۔ کیا عمل یہ درست ہے؟

جواب صرف دس ذی الحجہ کی رمی زوال سے پہلے ہے۔ گیارہ بارہ کی رمی زوال کے بعد ہی ہو سکتی ہے، اگر زوال سے پہلے کر لی تو وہ رمی ادا نہیں ہوئی، اس صورت میں دم واجب ہوگا۔ البتہ تیرہویں تاریخ کی رمی زوال سے پہلے کر کے جانا جائز ہے۔

(آپکے مسائل ج ۴ ص ۱۳۳ و معلم الحجاج ص ۱۸۲ و احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۶۸)

بارہ ذی الحجہ کی درمیانی شب میں رمی کرنا؟

سوال عورتوں اور ضعفاء کے لیے تو رات کو کنکریاں مارنا جائز ہے لیکن بارہویں ذی الحجہ کو اگر غروب آفتاب کے بعد ٹھہریں اور رات کو رمی کریں تو کیا ان پر تیرہویں کی رمی بھی لازم ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب بارہویں تاریخ کو بھی عورتیں و دیگر ضعفاء و کمزور حضرات رات کو رمی کر سکتے ہیں۔ بارہویں تاریخ کو منیٰ سے غروب آفتاب کے بعد بھی تیرہویں کی فجر سے پہلے آنا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ اس لیے اگر تیرہویں تاریخ کی صبح صادق ہونے سے پہلے منیٰ سے نکل جائیں تو تیرہویں تاریخ کی رمی لازم نہیں ہوگی اور اس کے چھوڑنے پر دم لازم نہیں آئے گا۔ ہاں اگر تیرہویں کی فجر بھی منیٰ میں ہوگی تو پھر تیرہویں کی رمی بھی واجب ہو جاتی ہے، اس کے چھوڑنے سے دم لازم آئے گا۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۳۴)

مسئلہ:۔ تیرہویں تاریخ کی شب میں منیٰ کا قیام اور تیرہویں تاریخ کی رمی اصل سے واجب نہیں مگر افضل ہے البتہ تیرہویں کی صبح منیٰ میں ہو جائے تو اس دن کی رمی بھی واجب ہوتی ہے۔

(احکام حج ص ۸۲)

ترکِ رمی کا حکم

سوال اگر کوئی شخص دسویں ذی الحجہ کی رمی نہ کر سکے تو کیا اس کی قضاء گیارہویں یا بارہویں کو بھی کر سکتا ہے؟ اسی طرح جو شخص گیارہویں یا بارہویں کی رمی نہ کر سکے تو کیا اس کی قضاء بارہویں

Marfat.com

یا تیرہویں کو کرسکتا ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ اگر کسی دن رمی معین وقت میں نہ کرسکے تو اس کی قضاء تیرہویں تاریخ تک کسی دن کرسکتا ہے یا صرف دوسرے ہی دن کرسکتا ہے اور بعد میں صرف دم دے؟

جواب: قضاء اور دم دونوں واجب ہیں قضاء کا وقت تیرہویں تک ہے اس کے بعد نہیں۔ اور دم کی تفصیل یہ ہے کہ سب ایام کی یا ایک دن کی پوری یا نصف سے زائد کنکریاں چھوڑ دیں، تو دم واجب ہے، اور ایک دن کی نصف سے کم چھوڑیں تو ہر کنکری کے عوض نصفِ صاع صدقہ واجب ہے۔ اگر صدقہ کا مجموعہ دم کی قیمت کے برابر ہو جائے تو اس سے کچھ کم کردے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۳۵ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص ۲۲۵ و فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۳۲)

رمی مؤخر ہونے پر قربانی بعد میں؟

سوال: ہجوم کی وجہ سے اگر عورت رات تک رمی مؤخر کردے تو کیا اس کے حصے کی قربانی پہلے کی جاسکتی ہے؟

جواب: جس شخص کا تمتع یا قران کا احرام ہو، اس کے لیے رمی اور قربانی میں ترتیب واجب ہے کہ پہلے رمی کرے، پھر قربانی، پھر احرام کھولے۔ پس جس عورت نے تمتع یا قران کیا ہو اگر وہ ہجوم کی وجہ سے رات تک رمی کو مؤخر کرے تو قربانی کو بھی رمی سے فارغ ہونے تک مؤخر کرنا لازم ہوگا۔ جب تک وہ رمی نہ کرلے اس کے حصہ کی قربانی نہیں ہوسکتی اور جب تک قربانی نہ ہوجائے۔ اس کا احرام نہیں کھل سکتا ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۳۷ و فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۱۹۵)

منیٰ سے بارہویں کے غروب کے بعد نکلنا؟

سوال: بارہویں تاریخ کو ہم نے رات میں رمی کا فعل ادا کیا، غروب کے بعد نکلنے سے تیرہ کا ٹھہرنا ضروری تو نہیں ہوگیا، کیونکہ یہاں پر لوگوں نے بتایا بارہ کو منیٰ سے دیر سے نکلنے پر تیرہ کی رمی کرنا واجب ہوجاتی ہے؟

جواب: بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہونے کے بعد منیٰ سے نکلنا مکروہ ہے، مگر اس صورت میں تیرہویں تاریخ کی رمی لازم نہیں ہوتی، بشرطیکہ صبح صادق سے پہلے منیٰ سے نکل گیا ہو۔ اور اگر منیٰ میں تیرہویں تاریخ کی صبح صادق ہوگی تو اب تیرہویں تاریخ کی رمی بھی واجب ہوگئی۔ اب اگر رمی کیے بغیر منیٰ سے جائے گا تو دم لازم ہوگا۔ البتہ تیرہویں تاریخ کی رمی میں یہ سہولت ہے

Marfat.com

کہ زوالِ آفتاب سے پہلے بھی جائز ہے۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۱۳۵)

رمی کے لیے کنکریاں دوسروں کو دے کر چلے جانا؟

سوال اس مرتبہ حج کرنے کا ارادہ بھی اور اپنے وطن جا کر گھر والوں کے ساتھ عید کرنے کا بھی۔ چاند کی دس تاریخ جمعرات کو ہے، اس طرح سے حج جمعرات کو ہو جاتا ہے لیکن شیطان کو کنکریاں مارنے کے لیے تین دن تک منیٰ میں رکنا پڑتا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ صبح والی فلائٹ سے اپنے وطن روانہ ہو جائیں اور اپنی کنکریاں مارنے کے لیے کسی دوسرے کو دیدیں؟ کیا اس صورت میں حج کے تمام فرائض ادا ہو جاتے ہیں یا نہیں؟

جواب جمرات کی رمی واجب ہے، اور اس کے چھوڑنے پر دم لازم آتا ہے۔ بارہویں تاریخ کو زوال کے بعد رمی کر کے جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں۔ اپنی کنکریاں کسی دوسرے کے حوالے کر کے خود چلے آنا جائز نہیں ہے۔ حج ناقص رہے گا۔ دم لازم آئے گا۔ اور قصداً حج کا واجب چھوڑنے کی وجہ سے گنہگار ہوں گے۔

تعجب ہے کہ ایک شخص خرچ کر کے آئے اور پھر حج کو ادھورا اور ناقص چھوڑ کر بھاگ جائے۔ اگر ایک سال عید گھر والوں کے ساتھ نہ کی جائے تو کیا حرج ہے؟

واضح رہے کہ جو شخص خود رمی کرنے پر قادر ہو اس کی طرف سے کسی دوسرے شخص کا رمی کر دینا کافی نہیں۔ بلکہ اس کے ذمہ بذاتِ خود رمی کرنا لازم ہے۔ البتہ اگر کوئی ایسا بیمار ہو یا معذور ہو کہ خود جمرات تک آنے کی طاقت نہیں رکھتا اس کی طرف سے نیابت جائز ہے کہ اس کے حکم سے دوسرا شخص اس کی طرف سے رمی کر دے۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۱۳۴)

کسی سے کنکریاں مروانا؟

سوال ایک شخص بیمار یا کمزوری کی حالت میں حج کرتا ہے اب وہ جمرات کی رمی کس طرح کرے؟ کیا وہ کسی دوسرے سے رمی کرا سکتا ہے؟

جواب جو شخص بیمار یا کمزوری کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو اور جمرات تک پیدل یا سوار ہو کر آنے میں سخت تکلیف ہوتی ہو تو وہ معذور ہے اور اگر اس کو آنے میں مرض بڑھنے یا تکلیف ہونے کا اندیشہ نہیں ہے تو اب اس کو خود رمی کرنا ضروری ہے اور دوسرے سے رمی کرانا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر سواری یا اٹھانے والا نہ ہو تو وہ معذور ہے اور معذور دوسرے سے رمی

کرا سکتا ہے۔ جس کو معذوری نہ ہو اس کا دوسرے کے ذریعہ رمی کرانا جائز نہیں ہے۔

بہت سے لوگ محض ہجوم کی وجہ سے دوسرے کو کنکریاں دے دیتے ہیں، ان کی رمی نہیں ہوتی البتہ سخت ہجوم میں ضعیف وناتواں لوگ پس جاتے ہیں گو وہ چلنے سے معذور نہیں۔ لہٰذا ان کے لیے رات کو رمی کرنا افضل ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۱ص ۱۳۲ واحکام حج ص ۷۴)

ہجوم کے وقت خواتین کا کسی سے کنکریاں مروانا؟

سوال ہجوم کے وقت خواتین کا خود کنکریاں مارنے کے بجائے دوسروں سے کنکریاں مرواسکتی ہیں یا نہیں؟

جواب رات کے وقت رش نہیں ہوتا، عورتوں کو اس وقت رمی کرنی چاہئے خواتین کی جگہ کسی دوسرے کا رمی کرنا صحیح نہیں ہے البتہ اگر کوئی ایسا مرض ہو کہ رمی کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کی جگہ رمی کرنا جائز ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ص ۱۳۲ وحج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص ۶۶)

رمی میں عورتوں کی طرف سے مجبوری میں نیابت

سوال زید نے رمی جمرات ۱۲/ تاریخ کو عورتوں کی طرف سے نیابت کی کیوں کہ قافلہ چل رہا تھا عورتوں کو رمی کرنا بہت دشوار تھا، کیا یہ رمی صحیح ہوئی یا نہیں؟ یا دم واجب ہوگا؟

جواب رمی جمار واجب ہے اور ترک واجب اگر بسبب کسی عذر کے ہو تو اس میں کچھ نہیں آتا۔ پس اس صورت میں بسبب عذر ازدحام کے جو عورتوں کی رمی ترک ہوئی تو اس میں دم واجب نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ص ۵۵۴ بحوالہ بحرالرائق وردالمختار باب الجنایات ج ۲ص ۲۷۵)

رمی میں معذور کی تعریف؟

مسئلہ جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہو یا جمرات تک پیدل یا سوار ہو کر آنے میں سخت تکلیف ہو یا مرض بڑھ جانے یا مرض پیدا ہو جانے کا قوی اندیشہ ہو تو معذور ہے۔

(منتخبات نظام الفتاویٰ ص ۱۵۷ بحوالہ زبدۃ المناسک ص ۱۶۵)

مسئلہ ایسے مریض اور کمزور اور بوڑھے اور اپاہج وغیرہ کی طرف سے رمی جمرات میں نیابت جائز ہے جو از خود جمرات پہنچ کر رمی کرنے پر قدرت نہیں رکھتے اور رمی کرنے والا نائب بوقت رمی ان کی طرف سے رمی کی نیابت کریگا۔ (غنیۃ المناسک ص ۱۰۰)

مسئلہ اگر معذور کا عذر دوسرے سے رمی کرانے کے بعد رمی کے (وقت) کے رہتے ہوئے زائل ہوجائے تو بھی دوبارہ خود رمی کرنا ضروری نہیں رہتا۔ اور نہ ہی ان پر کوئی فدیہ لازم ہے۔
(منتخبات نظام الفتاویٰ ج ا ص ۱۵۷ بحوالہ زبدۃ المناسک ص ۱۶۶ و معلم الحجاج ص ۱۸۵)

دوسرے کی طرف سے رمی کرنے کا طریقہ

مسئلہ ہر جمرہ پر اپنی سات کنکریاں پھینکنے کے بعد ہی دوسرے کی طرف سے اسی وقت سات کنکریوں سے رمی کردی پھر دوسرے اور تیسرے جمرہ پر اسی طرح کیا یعنی پہلے اپنی سات کنکریاں ختم کرکے پھر دوسرے کی طرف سے سات کنکریاں مارنا جائز ہے اور آج کل شدید ازدحام کی وجہ سے اس میں سہولت ہے۔

مسئلہ معذور کی طرف سے دوسرے کو رمی کرنے کے لیے یہ شرط ہے وہ اس کو اپنا نائب بنا کر خود بھیجے یعنی اجازت واختیار دے، اگر بغیر معذور کی اجازت کے دوسرے نے رمی کردی تو وہ معتبر نہیں البتہ بے ہوش اور چھوٹے بچوں اور مجنون کی طرف سے ان کے اولیاء خود بغیر اجازت کے رمی کردیں تو یہ جائز ہے۔ (احکام حج ص ۷۵ و آپ کے مسائل ج ا ص ۱۲۳)

رمی کے ضروری مسائل

مسئلہ گر کسی روز کی رمی اس کے وقتِ معین میں نہ ہوسکی تو قضا واجب ہوگی اور دم بھی واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر بالکل کسی روز بھی رمی نہیں کی اور رمی کا وقت گزر گیا تب بھی ایک ہی دم واجب ہوگا۔

مسئلہ رمی کی قضاء کا وقت تیرہویں کے غروب تک ہے۔ غروب کے بعد رمی کا وقت ختم ہوجاتا ہے اور قضاء کا وقت نہیں رہتا، صرف دم واجب ہوجاتا ہے۔

مسئلہ اگر کسی نے دسویں یا گیارہویں یا بارہویں کو رمی نہیں کی تو اس روز کے بعد والی رات میں رمی کرسکتا ہے مثلاً دسویں کو رمی نہیں کی تو دسویں اور گیارہویں کی درمیانی شب میں رمی جائز ہے کیونکہ ایام حج میں بعد والی رات پہلے دن کی شمار ہوتی ہے۔

مسئلہ رمی میں کنکریاں پے درپے (لگاتار) مارنا مسنون ہے، تاخیر اور فاصلہ کنکریوں میں مکروہ ہے، نیز ایک جمرہ کی رمی کے بعد دوسرے جمرہ کی رمی میں علاوہ دعاء کے تاخیر کرنا بھی مکروہ ہے۔

Marfat.com

مسئلہ رمی کرنے کے لیے کوئی خاص حالت اور ہیئت شرط نہیں بلکہ جس حالت میں اور جس جگہ کھڑے ہو کر رمی کرے گا صحیح ہو جائے گی، البتہ امور مذکورہ کی رعایت مسنون ہے۔

مسئلہ رمی ہاتھ سے کرنا ضروری ہے اگر کمان یا تیر وغیرہ سے رمی کی تو صحیح نہ ہو گی۔

مسئلہ سات کنکریاں علیحدہ علیحدہ مارنا، اگر ایک سے زائد یا ساتوں ایک دفعہ مارے تو ایک ہی شمار ہو گی، اگرچہ سب الگ الگ گری ہوں، باقی چھ پوری کرنی ضروری ہوں گی۔

مسئلہ کم عقل، مجنون، بچہ اور بے ہوش اگر بالکل رمی نہ کریں تو ان پر فدیہ واجب نہیں البتہ اگر مریض رمی نہ کرے تو ترکِ رمی کی جزاء واجب ہو گی۔

مسئلہ عورت اور مرد کے لیے رمی کے احکام برابر ہیں کوئی فرق نہیں البتہ عورت کو رمی رات میں کرنا افضل ہے۔

مسئلہ ہر جمرہ میں سات کنکری سے زیادہ قصداً مارنا مکروہ ہے، شک ہو جانے کی وجہ سے زیادہ مارے تو کوئی حرج نہیں۔ (معلم الحجاج ص ۱۸۷)

مسئلہ تیرہویں تاریخ کو رمی اس وقت واجب ہوتی ہے جب کہ منیٰ میں تیرہویں تاریخ کی صبح ہو جائے اس صورت میں اگر کسی نے صرف تیرہویں تاریخ کی رمی چھوڑ دی تب بھی دم واجب ہو گا۔ (احکام حج ص ۱۰۴)

آج کل ترتیب بدلنے پر دم کیوں؟

سوال یوم النحر کے چار کام ہیں۔ رمی، ذبح، سر منڈانا، اور طواف زیارت کرنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھول کی وجہ سے ترتیب میں تقدم وتاخر ہوا۔ ہر شخص آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتا ہے کہ مجھ سے بجائے اس کے ایسا ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کوئی گناہ نہیں، اب اس ترتیب سے تقدیم وتاخیر ہو تو دم واجب بتایا جاتا ہے، کیا وجہ ہے؟

جواب یوم النحر کے چار افعال ہیں۔ یعنی رمی، ذبح، حلق اور طواف زیارت۔ اول الذکر تین چیزوں میں تقدیم وتاخیر کی صورت میں دم واجب ہو گا مگر طواف زیارت اور تین افعال مذکورہ کے درمیان ترتیب واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ پس اگر طواف زیارت ان میں سے پہلے کر لیا جائے تو کوئی دم لازم نہیں۔

Marfat.com

حدیث شریف میں ان تین افعال کے آگے پیچھے کرنے والوں کو جو فرمایا گیا ہے کہ کوئی حرج نہیں، حنفیہؒ اس میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس وقت افعالِ حج کی تشریع ہو رہی تھی، اس لیے خاص موقع پر بھول چوک کر تقدیم وتاخیر کرنے والوں کو گناہ سے بری قرار دیا۔

مگر چونکہ دوسرے دلائل سے ان افعال میں ترتیب کا وجوب ثابت ہوتا ہے اس لئے دم واجب ہوگا۔ واللہ اعلم۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۱۲۸)

مسئلہ حالتِ احرام میں وطی قصداً کرے یا بھول کر یا خطاءً مسئلہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو، اپنی خوشی سے کرے یا کسی کی زبردستی سے، سوتے ہوئے یا جاگتے ہوئے، نشہ میں ہو یا بے ہوش ہو، مالدار ہو یا تنگدست، خود کرے یا کسی کے کہنے پر، معذور ہو یا غیر معذور سب صورتوں میں جزاء واجب ہوگی۔ (معلم الحجاج ص۲۴۲)

دم کہاں ادا کیا جائے؟

مسئلہ حج وعمرہ کے سلسلہ میں جو دم واجب ہوتا ہے، اس کا حدودِ حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے۔ دوسری جگہ ذبح کرنا درست نہیں ہے۔ (آپ پر اگر دم واجب ہو، اور اپنے وطن آجائیں تو) آپ کسی حاجی کے ہاتھ اتنی رقم بھیج دیں اور اس کو تاکید کردیں کہ وہ وہاں بکرا خرید کر حرم میں ذبح کرادے۔ اس کا گوشت صرف فقراء ومساکین کھا سکتے ہیں، مالدار لوگ نہیں کھا سکتے۔

(آپ کے مسائل ج۴ ص۱۲۹ او فتاویٰ رحیمیہ ج۸ ص۲۹۹)

مسئلہ دم ادا ہونے کے لیے مساکین کا عدد شرط نہیں ہے، اگر ایک مسکین کو سارا گوشت ایک ہی دفعہ دے دیا جائے تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ دم کا گوشت ہر فقیر کو دینا جائز ہے، حرم شریف کا فقیر ہونا شرط نہیں اور حرم میں صدقہ کرنا بھی شرط نہیں، اس لیے اگر حرم سے نکل کر فقراء کو دے دیا تو بھی جائز ہے صرف حرم میں ذبح کرنا شرط ہے۔ البتہ حرم کے فقراء کو دینا افضل ہے، لیکن اگر دوسرے فقراء حرم کے فقراء سے زیادہ محتاج ہوں تو پھر ان کو دینا افضل ہے۔

مسئلہ دم کے بدلہ قیمت دینا جائز نہیں البتہ اگر کسی نے اپنے دم سے کھالیا کہ جس سے کھانا جائز نہیں تھا یا اس کو تلف کردیا تو اس کھائے ہوئے اور تلف کئے ہوئے کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ (معلم الحجاج ص۲۶۴)

Marfat.com

کیا حاجی پر عید کی بھی قربانی واجب ہے؟

سوال جو حضرات حج کے لیے جاتے ہیں وہاں حج کے دوران ایک قربانی واجب ہے یا دو واجب ہیں؟

جواب جو حاجی صاحبان مسافر ہوں انھوں نے حج تمتع یا قران کیا ہو ان پر صرف (ایک) حج کی قربانی واجب ہے اور اگر انھوں نے حج مفرد کیا ہو (حج مفرد یہ ہے کہ میقات سے گزرتے وقت صرف حج کا احرام باندھا جائے۔ اس کے ساتھ عمرہ کا احرام نہ باندھا جائے (عمرہ کی نیت نہ ہو) حج سے فارغ ہونے تک یہ احرام رہے گا) تو انکے ذمہ کوئی قربانی واجب نہیں۔ اور جو حاجی مسافر نہ ہوں بلکہ مقیم ہوں ان پر بشرط استطاعت عید کی قربانی بھی واجب ہے۔

(آپکے مسائل ج ۴ ص ۱۳۶)

مسئلہ حج افراد میں قربانی نہیں ہوتی، خواہ پہلا حج ہو یا دوسرا، تیسرا، تمتع یا قران ہو تو قربانی لازم ہوتی ہے، خواہ پہلا ہو، یا دوسرا، یا تیسرا۔ (آپکے مسائل ج ۴ ص ۱۳۶)

مسئلہ قربانی دو طرح کی ہوتی ہے، ایک قربانی تو وہ ہے جو صاحب نصاب مقیم پر واجب ہوتی ہے خواہ حج کرنے جائے یا نہ جائے۔

اگر حاجی صاحبِ نصاب اور مکہ مکرمہ یا مدینہ طیبہ کا مکین بھی، پندرہ دن سے زیادہ قیام کی نیت کرے تو یہ قربانی واجب ہو جائے گی اس کے بارے میں اختیار ہے چاہے تو مکہ مکرمہ میں یا مدینہ طیبہ میں یا گھر پر ہی (اپنے وطن میں) کرنے کا انتظام کرے، یا اپنے وطن میں قربانی کے لیے رقم بھیج دے (یا دے کر آئے) کہ وطن کے لوگ وطن میں اس کی طرف سے قربانی کر دیں۔

(منتخبات نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۴۸ و فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۱۹)

مسئلہ حج میں سفر کے دوران حاجی سفر میں ہوتا ہے اس لیے اس پر عید الاضحیٰ کی قربانی واجب نہیں، البتہ حاجی نے حج تمتع یا قران کا احرام باندھا ہے تو اس پر حج کی قربانی واجب ہوگی عید الاضحیٰ کی نہیں، البتہ عید الاضحیٰ کی قربانی بھی کر لے تو ثواب ہوگا۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۳۶ و فتاویٰ محمودیہ ج ۳ ص ۱۸۵)

قربانی کے تین دن ہیں؟

مسئلہ قربانی کے تین دن مقرر ہیں، عید کا دن اور اس کے بعد دو دن، یہ دن قران، یا تمتع کی

قربانی کے ہیں، اس قربانی کو جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارنے کے بعد ذبح کرنا چاہیے، اگر ان ایام نحر کے بعد ذبح کیا تو تب بھی قربانی ہو جائے گی، لیکن اس تاخیر کے باعث بھی قربانی لازم ہوگی۔

(قربانی تک احرام کی پابندیاں لازم ہوں گی)

مسئلہ قران اور تمتع کی قربانیوں کے علاوہ کسی اور قربانی کے ذبح کرنے کے لیے وقت کی کوئی پابندی نہیں ہے، لیکن ذبح بہرحال میں ہونا چاہیے۔ اور جو قربانی ایام نحر میں ذبح کی جائے اُسے منیٰ میں ذبح کرنا سنت ہے۔ البتہ نذر کی قربانی ہو تو اس کو حرم میں ذبح کرنے کی پابندی نہیں ہے۔

(کتاب الفقہ ج۱ص۱۱۴۶)

حج میں قربانی کریں یا دم شکر؟

سوال ایک مولوی صاحب نے بتایا کہ قربانی کے دنوں میں جو قربانی ہوتی ہے وہ دم ہے حج کا۔ اور قربانی کرنا حاجی پر ضروری نہیں، کیونکہ وہ مسافر ہوتا ہے؟

جواب جس شخص کا حج تمتع یا قران ہو اس پر حج کی وجہ سے قربانی واجب ہے اس کو دم شکر کہتے ہیں اسی طرح اگر حج یا عمرہ میں کوئی غلطی ہوئی ہو تو اسکی وجہ سے بعض صورتوں میں قربانی واجب ہوتی ہے اس کو "دم" کہتے ہیں۔ بقر عید کی عام قربانی دو شرطوں کیساتھ واجب ہے، ایک یہ کہ آدمی مقیم ہو، مسافر نہ ہو، دوم یہ کہ حج کے ضروری اخراجات ادا کرنے کے بعد اسکے پاس قربانی کی گنجائش ہو۔ اگر مقیم نہیں تو قربانی واجب نہیں اور اگر حج کے ضروری اخراجات کے بعد قربانی کی گنجائش نہیں تب بھی اسکے ذمہ قربانی واجب نہیں۔

(آپکے مسائل ج۴ص۷۱۳ احکام حج و کتاب الفقہ ج۱ص۱۱۴۳)

مسئلہ حج تمتع یا قران میں جو جانور منیٰ میں ذبح کیا جاتا ہے اُسے "دمِ شکر" کہتے ہیں، اور عید کی قربانی سے الگ واجب ہے، حاجی پر سفر کی وجہ سے عید کی قربانی واجب نہیں، البتہ اگر کوئی ۸/ ذی الحجہ سے کم از کم ۱۵/ روز قبل مکہ مکرمہ میں آ کر رہا تو وہ مقیم ہو گیا، اس لیے قربانی کے دنوں میں اگر وہ صاحبِ نصاب ہو تو اس پر دمِ شکر کے علاوہ عید کی قربانی بھی واجب ہے، خواہ منیٰ میں ذبح کرے یا اپنے وطن میں کرائے، اگر کسی نے دمِ شکر کو عید کی قربانی سمجھ کر ادا کیا تو دمِ شکر ادا نہیں ہوا، اگر دمِ شکر ادا کرنے سے پہلے احرام کھول دیا تو اس پر دم شکر کے علاوہ ایک اور دم بھی واجب ہو جائیگا، اور اگر ایامِ نحر کے اندر دمِ شکر نہیں دیا تو تاخیر کی وجہ سے تیسرا دم واجب ہو جائیگا،

Marfat.com

اس طرح اُسے چار جانور ذبح کرنے پڑیں گے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۶۸ کتاب الحج)

حج میں قربانی سے پہلے رقم چوری ہوگئی؟

سوال منیٰ میں قربانی کرنے سے پہلے کسی کی رقم چوری ہوگئی، اب وہ قربانی نہیں کرسکتا تو کیا کرے؟

جواب اگر صرف حج افراد تھا تو اس پر قربانی واجب نہیں، اور اگر حج تمتع یا قران تھا تو حلق کرکے (بال کٹوا کر) احرام کھول ڈالے، اور جب قدرت ہو تو ایک جانور بنیت دم شکر حدودِ حرم ذبح کرے (یا ذبح کروادے) اور اس پر دم جنایت بھی نہیں کیونکہ یہ معذور ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۲۵ بحوالہ بحر الرائق ج ۲ ص ۳۶۲)

(یہ شکل جب ہی ہوسکتی ہے کہ رقم بالکل نہ رہے اور نہ ساتھی سے قرض ملے۔ محمد رفعت قاسمی)

مسئلہ اگر کوئی شخص قربانی کی طاقت نہیں رکھتا (گنجائش نہیں) تو اسے ایام حج میں تین روزے رکھنے ہوں گے سات روزے اپنے ملک واپس جانے کے بعد۔ (حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص ۱۴)

کسی ادارہ کو رقم دے کر قربانی کروانا؟

سوال قربانی کے لیے مکہ مکرمہ میں مدرسہ ''صولتیہ'' میں رقم جمع کروائی، اپنے ہاتھ سے یہ قربانی نہیں کی، یہ عمل صحیح ہوا یا نہیں؟

جواب حاجی کو مزدلفہ سے منیٰ آکر چار کام کرنے ہوتے ہیں (۱) رمی (۲) قربانی (۳) حلق (بال کٹوانا) (۴) طواف اضافہ پہلے تین کاموں میں ترتیب واجب ہے یعنی سب سے پہلے رمی کرے پھر قربانی کرے (جبکہ حج تمتع یا قران کا ہو) اس کے بعد بال کٹوائے، اگر ان تین کاموں میں ترتیب قائم نہ رہی مثلاً رمی سے پہلے قربانی کردی یا حلق کرالیا، یا قربانی سے پہلے حلق کرالیا تو دم واجب ہے۔

اب آپ نے جو صولتیہ میں رقم جمع کروائی تو ضروری تھا کہ وہ قربانی آپ کی رمی کے بعد اور حلق سے پہلے ہو، اگر آپ نے رمی نہیں کی تھی انھوں نے آپ کی طرف سے قربانی کردی تو دم لازم آیا، یا انھوں نے قربانی نہیں کیا تھی اور آپ نے حلق کرالیا تب بھی دم لازم آئے گا ان سے تحقیق کرلی جائے کہ انھوں نے قربانی کس وقت کی تھی۔

یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ آپ نے حج قران یا تمتع کیا ہو، لیکن اگر آپ نے

Marfat.com

صرف حج مفرد کیا تھا تو قربانی آپ کے ذمہ واجب نہیں تھی، آپ رمی کے بعد حلق کرا سکتے ہیں۔
(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۳۸)

بینک کے ذریعہ قربانی کروانا؟

مسئلہ جس شخص کا حج تمتع یا قران کا ہو اسکے ذمہ قربانی واجب ہے اور یہ بھی واجب ہے کہ پہلے قربانی کی جائے اسکے بعد حلق کرایا جائے۔ اگر قربانی سے پہلے حلق کرالیا تو دم لازم ہوگا۔ آپ نے بینک میں جو رقم جمع کرائی، آپ کو کچھ معلوم نہیں کہ آپ کے نام کی قربانی ہو جانے کے بعد آپ نے حلق کرایا یا پہلے کرالیا، اس لیے احتیاطاً دم لازم ہے۔

مسئلہ جو لوگ بینک میں قربانی کی رقم جمع کرادیتے ہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ بینک والوں سے وقت کا تعین کرالیں اور پھر قربانی کے دن قربان گاہ میں اپنا ادمی بھیج کر اپنے نام سے قربانی کو ذبح کرادیں اسکے بعد حلق کرائیں۔ جب تک کسی حاجی کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کی قربانی ہو چکی ہے یا نہیں اس وقت تک اس کا حلق (بال کٹوانا) جائز نہیں ورنہ دم لازم آئے گا۔ اسلیے یا تو اس طریقہ پر عمل کیا جائے جو میں نے لکھا ہے یا پھر بینک میں رقم جمع ہی نہ کرائی جائے بلکہ اپنے طور پر قربانی کا انتظام کیا جائے۔ (آپکے مسائل ج ۴ ص ۱۳۹ تفصیل کیلیے دیکھئے فتاوی رحیمیہ ج ۱۰ ص ۱۸۴)

(حنفی مسلک کے لوگوں کو اس معاملہ میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے، کیونکہ مسلک حنبلی میں ترتیب واجب نہیں ہے اس لیے بینک یا معلم کے توسط سے اگر قربانی کی جاتی ہے اور رمی، قربانی، حلق میں ترتیب بدل جاتی ہے تو ان کے یہاں پر دم نہیں ہوتا مگر حنفی مسلک میں ترتیب بدل جانے سے دم لازم ہو جاتا ہے۔ رفعت قاسمی)

ایک قربانی پر دو شخص دعویٰ کریں تو؟

سوال حج کے دوران میرے دوست نے وہاں موجود قصائی کو قربانی کے لیے رقم ادا کی۔ جب جانور ذبح ہو گیا میرے دوست نے اس میں سے کچھ گوشت نکالنا چاہا تو وہاں کچھ لوگ آگئے اور انھوں نے کہا یہ جانور ہمارا ہے قصائی کو ہم نے اس کی رقم ادا کی تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ قصائی نے دونوں پارٹیوں سے الگ الگ پیسے لیے اور ایک ہی جانور ذبح کر دیا۔ کیا میرے دوست کی قربانی کا فرض ادا ہو گیا یا دوبارہ کرنی ہوگی؟

جواب چونکہ قصائی نے دوسری پارٹی سے پہلے سودا کیا تھا اس لیے وہ جانور ان کا تھا، پتہ چلنے

Marfat.com

پر آپ کے دوست کو اپنی رقم واپس لیکر جانور خرید کر ذبح کرنا چاہئے تھا۔ بہر حال قربانی ان کے ذمہ باقی ہے اور چونکہ انھوں نے قربانی سے پہلے احرام اتار دیا اس لئے ایک دم اس کا بھی ان کے ذمہ لازم آیا۔

اب دو قربانیاں کریں۔ اور یہ مسئلہ اس صورت میں ہے جب کہ ان کا احرام تمتع یا قران کا ہو۔ اور اگر حج مفرد کا احرام تھا تو ان کے ذمہ کوئی چیز بھی واجب نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل ج۴ ص۱۴۰)

مسئلہ حج کی قربانی کے احکام مثل عید الاضحیٰ کی قربانی کے ہیں جو جانور وہاں جائز ہے یہاں بھی جائز ہے اور جس طرح وہاں اونٹ، بھینس، گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں، یہاں بھی شریک ہو سکتے ہیں۔

مسئلہ اونٹ، گائے، بھینس میں سات آدمیوں سے کم بھی شریک ہو سکتے ہیں، لیکن کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔

مسئلہ منیٰ میں چونکہ عید الاضحیٰ کی نماز نہیں ہوتی، اسلیے وہاں پر ذبح کیلئے نماز عید کا پہلے ہونا شرط نہیں ہے۔ (لیکن قربانی کا رمی کے بعد ہونا شرط اور اس کے بعد حلق)۔ (معلم الحجاج ص۱۷۴)

حاجی کس قربانی کا گوشت کھا سکتا ہے؟

مسئلہ حج تمتع یا حج قران کرنے والا ایک ہی سفر میں حج وعمرہ ادا کرنے کی بنا پر جو قربانی کرتا ہے اسے دم "شکر" کہا جاتا ہے، اس کا حکم بھی عام قربانی جیسا ہے اس سے خود قربانی کرنے والا، امیر وغریب سب کھا سکتے ہیں، البتہ جن لوگوں پر حج وعمرہ میں کوئی جنایت (غلطی) کرنے کی وجہ سے دم واجب ہوتا ہے وہ دم "جبر" کہلاتا ہے۔ اس کا فقراء ومساکین میں صدقہ کرنا ضروری ہے۔ مالدار اور دم دینے والا خود اس کو نہیں کھا سکتا۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۱۴۰)

مسئلہ قربانی کا گوشت قربانی کرنے والے کو کھانا مستحب ہے، لیکن نذر (منت کی) اور دم کی قربانی کا گوشت نہیں کھا سکتا، اگر کھا لیا تو اس قدر گوشت کی قیمت فقیروں کو ادا کرنا چاہئے، کیونکہ وہ صدقہ ہے۔ (کتاب الفقہ ج۱ ص۱۱۴۸)

ترتیب قائم نہ رہنے پر گنجائش کی شکل

مسئلہ نئی صورت حال میں حنفی حجاج کرام کے لیے رمی، قربانی، اور حلق کے درمیان ترتیب

قائم رکھنا بہت مشکل ہوتا جارہا ہے حکومت سعودیہ کا پورا زوراس پر ہے کہ لوگ قربانی خود اپنے ہاتھ سے کرنے کے بجائے بینکوں سے قربانی کے ٹوکن خریدلیں اور مطمئن ہوجائیں اسی طرح کی مشکلات کے مداوے کیلئے ادارہ المباحث الفقہیہ جمیعۃ العلماء دیو بند کے چھٹے فقہی اجتماعی منعقد ۱۶ تا ۱۸ ذی قعدہ ۱۴۱۷ھ میں حنفی حجاج کو سہولت دیتے ہوئے یہ تجویز منظور کی گئی ہے، متمتع اور قارن کے لیے رمی ذبح اور حلق کے درمیان امام اعظم کے قول پر جو مفتی بہ ہے، ترتیب لازم ہے اس کے ترک سے دم واجب ہوجاتا ہے، جب کہ صاحبین کے نزدیک یہ ترتیب سنت ہے اس کے ترک پر دم لازم نہیں ہے۔ آج کل حجاج، ازدحام یا دیگر پریشان کن اعذار کے پیش نظر اگر ترتیب قائم نہ رکھ سکیں تو صاحبین کے قول پر عمل کی گنجائش ہے۔

اس تجویز کا مقصود یہ ہے کہ اولاً تو پوری کوشش یہ کی جائے کہ ترتیب باقی رہنے کی کوئی شکل نہ رہے تو صاحبین کے قول پر عمل کرتے ہوئے دم واجب نہ ہوگا۔

(ندائے شاہی جنوری ۲۰۰۱ء ص ۱۷۵)

منیٰ و میدانِ عرفات میں جمعہ آجائے تو؟

آپؐ کے آخری حج کے دن یعنی اس سال وقوفِ عرفہ کے دن جمعہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال کے بعد پہلے خطبہ حج الوداع کا دیا اس کے بعد ظہر وعصر کی دونوں کی نمازیں ظہر ہی کے وقت میں ساتھ ساتھ بلا فصل پڑھیں۔

حدیث شریف میں صاف ظہر کی نماز کا ذکر ہے جس سے ظاہر ہے کہ آپؐ نے اس دن جمعہ کی نماز نہیں پڑھی بلکہ اس کے بجائے ظہر پڑھی اور جو خطبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا وہ جمعہ کا خطبہ نہیں تھا، بلکہ یوم العرفات کا خطبہ تھا۔

جمعہ نہ پڑھنے کی وجہ غالباً یہ تھی کہ عرفات کوئی آبادی اور بستی نہیں ہے بلکہ وادی صحراء ہے اور جمعہ بستیوں میں اور آبادیوں میں پڑھا جاتا ہے۔ (معارف الحدیث ج ۴ ص ۲۳۱)

مسئلہ میدان عرفات میں نماز جمعہ جائز نہیں ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۵۷)

مسئلہ اگر آٹھویں تاریخ کو جمعہ ہو تو زوال سے پہلے منیٰ کو جانا ہے اور اگر زوال تک نہ گیا تو زوال کے بعد جمعہ پڑھنا واجب ہے پھر نماز جمعہ سے قبل جانا منع ہے۔ (جمعہ کی نماز پڑھ کر ہی جائے)۔ (معلم الحجاج ص ۱۵۳)

Marfat.com

مسئلہ اگر منیٰ کے ایام (۱۰-۱۱-۱۲-۱۳ ذی الحجہ) میں جمعہ کا دن پڑ جائے تو وہاں (منیٰ میں) جمعہ قائم کرنا ضروری ہوگا اگر مسجد میں نماز جمعہ قائم نہ ہو تو خیموں میں الگ الگ جماعتوں کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی جائے گی اس لیے کہ یہ بھی مکمل شہر کے درجہ میں ہو چکا ہے حجاج کرام اس کا خاص خیال رکھیں۔ (کیونکہ مکہ مکرمہ کی آبادی منیٰ سے بھی تجاوز ہو چکی ہے اور منیٰ مکہ مکرمہ کا ایک محلہ جیسا ہو گیا ہے)۔ (ندائے شاہی ص ۴۷ اج وزیارت نمبر جنوری ۲۰۰۱)

منیٰ سے مکہ مکرمہ کو واپسی پر کیا کرنا ہے؟

منیٰ سے تینوں جمرات کی رمی سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ واپس آنے پر آپ کے ذمہ حج کے کاموں میں سے صرف ایک طواف وداع باقی رہا ہے جو مکہ مکرمہ سے واپس ہونے کے وقت واجب ہے۔ میقات سے باہر رہنے والوں پر واجب ہے کہ جب مکہ شریف سے واپس جانے لگیں تو رخصتی طواف کریں اور یہ حج کا آخری واجب ہے اور اس میں حج کی تینوں قسمیں برابر ہیں، کیونکہ ہر قسم کا حج کرنے والے پر واجب ہے۔ اور جب تک مکہ مکرمہ میں قیام رہے دوسرے نفلی طواف اپنی قدرت کے مطابق کثرت سے کرتا رہے اور دیگر عبادت بھی کرتا رہے۔

مسئلہ جو عورت حج کے سب ارکان و واجبات ادا کر چکی ہے اور اس کا محرم روانہ ہونے لگے اور عورت کو اسی وقت حیض یا نفاس شروع ہو جائے طوافِ وداع اس عورت کے ذمہ واجب نہیں رہتا، اس کو چاہئے کہ مسجد حرام میں داخل نہ ہو مگر دروازہ کے پاس کھڑی ہو کر دعاء مانگ کر رخصت ہو جائے۔ نیز عورت پر عذر کی وجہ سے دم واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ طوافِ وداع کے لیے نیت بھی ضروری نہیں ہے اگر واپسی سے پہلے کوئی طواف نفلی کر لیا ہے تو وہ طوافِ وداع کے قائم مقام ہو جاتا ہے، لیکن افضل یہی ہے کہ مستقل نیت سے واپسی کے عین وقت پر یہ طواف کرے۔

مسئلہ اگر طواف وداع کرنے کے بعد کسی ضرورت سے پھر مکہ میں قیام کرے تو پھر چلنے کے وقت (اگر وقت ہو تو) طوافِ وداع کا اعادہ مستحب ہے۔

مسئلہ طواف وداع کے بعد دوگانہ طواف پڑھے پھر قبلہ رخ کھڑے ہو کر زمزم پیئے، پھر حرم شریف سے رخصت ہو۔

مسئلہ طوافِ وداع روزمرہ کے لباس میں کیا جائے گا اور اس طواف میں رمل نہیں ہے اور نہ

Marfat.com

بعد میں سعی ہے۔

مسئلہ طواف وداع سے پہلے مکہ مکرمہ میں قیام کے زمانہ میں یہ بھی اختیار ہے کہ عمرے زیادہ کرتا رہے جس کے لیے حدودِ حرم سے باہر جا کر (مسجد عائشہ وغیرہ سے) احرام باندھنا ضروری ہے۔

(احکام حج ص ۸۵ و معلم الحجاج ص ۱۸۷)

(بعض حضرات بارہویں یا تیرہویں تاریخ کو کنکریاں مارنے سے قبل منیٰ سے مکہ آتے ہیں اور طوافِ وداع کرتے ہیں، پھر منیٰ جا کر کنکریاں مارتے ہیں اور وہیں سے اپنے شہر یا ملک کی طرف واپس ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں آخری کام رمی جمار ہوتا ہے نہ کہ طوافِ بیت اللہ، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "مکہ مکرمہ سے روانگی سے قبل آخری کام بیت اللہ کا طواف ہونا چاہئے"۔ اس لئے ضروری ہے کہ طواف وداع (رخصتی طواف) حج کے کاموں سے فراغت کے بعد اور مکہ مکرمہ کے سفر کے کچھ پہلے ہونا چاہئے۔

نیز بعض حضرات طواف وداع کے بعد مسجد حرام سے الٹے پاؤں اور کعبہ کی طرف ہاتھ ہلاتے ہوئے واپس نکلتے ہیں اور رُخ بیت اللہ کی طرف ہوتا ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں خانہ کعبہ کی تعظیم ہے حالانکہ یہ سراسر بدعت ہے، دین میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے، ایسا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابۂ کرامؓ سے منقول نہیں ہے۔ اور اُلٹے پاؤں چلنے میں خود کے چوٹ لگنے اور دوسروں کو ایذاء کا اندیشہ ہے۔

اس آخری طوافِ وداع کے موقع پر جو کچھ چاہیں دل کھول کر اپنے لئے اور اپنے اعزاء واقارب کے لیے دعائیں مانگیں۔ مغفرت، صحت وتندرستی، سلامتی ایمان، دوبارہ حج وعمرہ اور کاروبار میں خیر وبرکت وخاتمہ بالخیر غرض جو بھی مرادیں ہوں مانگ کر حزن وملال کے ساتھ واپسی کریں اور احقر کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھ لیں۔ محمد رفعت قاسمی

طوافِ وداع کی حکمت

حدیث شریف۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ (حج سے فراغ ہو کر منیٰ سے) ہر طرف چل دیتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے کوئی ہرگز کوچ نہ کرے، یہاں تک کہ اس کی آخری ملاقات بیت اللہ سے ہو جائے۔ مگر بے شک آپؐ نے حائضہ سے حکم ہلکا کیا"۔ (مشکوٰۃ شریف حدیث ۲۶۶۸)

Marfat.com

تشریح: طواف وداع کر کے ہی وطن لوٹنے میں دو حکمتیں ہیں۔

پہلی حکمت: مناسک کی ترتیب میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر حج کا اہم مقصد بیت اللہ کی تعظیم وتکریم اور اس کے ساتھ اپنی وابستگی کا اظہار ہے

چنانچہ مکہ مکرمہ میں حاضری کے بعد سب سے پہلا عمل طواف قدوم ہے یعنی حاضری کا طواف۔ مسجد حرام میں داخل ہوتے ہی یہ طواف کیا جاتا ہے، تحیۃ المسجد بھی نہیں پڑھی جاتی۔ پھر حج سے فارغ ہونے کے بعد آفاقی جب وطن کی طرف کو رخ کرتا ہے تب بھی یہی حکم ہے کہ آخری وداعی طواف کر کے لوٹے۔ یہ اس بات کی منظر کشی ہے کہ مقصود صرف بیت اللہ ہی ہے۔

دوسری حکمت: لوگ جب بادشاہوں سے رخصت ہوتے ہیں تو الوداعی ملاقات کر کے ہی کوچ کرتے ہیں۔ طواف وداع میں کی اس کی موافقت پیش نظر ہے، یعنی حجاج کرام کو بھی جو بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوئے ہیں، اللہ پاک سے ملاقات کر کے اپنے وطنوں کو مراجعت کرنی چاہئے۔

اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی یہی صورت ہے کہ ان کے گھر کے پھیرے لگا کر لوٹے کیونکہ ان کی ہستی غیر محسوس ہے۔ (رحمۃ اللہ الواسعہ ج ۴ ص ۲۱۴)

طوافِ وداع کب کیا جائے؟

سوال کیا طواف وداع کے بعد حرم شریف میں نہ جانا چاہئے یعنی مغرب بعد اگر طواف وداع کیا اور عشاء کے بعد مکہ مکرمہ سے جانا ہے روانگی ہے تو عشاء کی نماز کے لئے حرم شریف میں نہ جائے۔ کیا یہ خیال درست ہے؟

جواب اگر کسی نے طواف وداع کر لیا اور اس کے بعد مکہ مکرمہ میں رہا تو وہ مسجد حرام میں جا سکتا اور اس پر طواف وداع کا اعادہ واجب نہیں۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ جب مکہ شریف سے چلنے لگے (وقت ہو) تو طواف وداع کرے تا کہ آخری ملاقات بیت اللہ کے ساتھ ہو۔ (دوسرا طواف کرے تا کہ نکلنے کے ساتھ اس کا طواف متصل ہو) الغرض یہ خیال کہ طواف وداع کے بعد حرم شریف میں نہیں جانا چاہئے غلط ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۴۹)

مسئلہ مکہ مکرمہ سے واپسی رخصت ہونے کا طواف یعنی طواف وداع فرض نہیں ہے واجب ہے اس کے ترک سے صرف ایک دم لازم آتا ہے۔ واپس جانے کی اور اس طواف کو کرنے کی

Marfat.com

ضرورت نہیں صرف دم دینا ہوگا حرم شریف میں۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج۶ص۵۵۱)

طوافِ وداع اگر رہ جائے؟

سوال اس سال خانہ کعبہ کے حادثہ کی وجہ سے بہت سے حاجی صاحبان کو یہ صورت پیش آئی کہ حادثے سے پہلے وہ جب تک مکہ شریف میں رہے نفلی طواف کرتے رہے مگر آتے وقت طوافِ وداع کی نیت سے طواف نہیں کر سکے؟

جواب فتح القدیر ج۲ص۸۸ میں ہے ''مستحب تو یہ ہے کہ ارادۂ سفر کے وقت طوافِ وداع کرے۔ لیکن اس کا وقت طوافِ زیارت کے بعد شروع ہوتا ہے۔ جب کہ سفر کا عزم ہو۔ (مکہ مکرمہ رہنے کا ارادہ نہ ہو)۔

ردالمختار ج۲ص۵۲۳ میں ہے کہ ''اگر سفر کا ارادہ ہونے کے بعد نفل کی نیت سے طواف کریں تو طوافِ وداع کے قائم مقام ہو جائے گا۔

اس عبارت سے دو باتیں معلوم ہوئیں ہیں۔

ایک یہ کہ طوافِ وداع کا وقت طوافِ زیارت کے بعد شروع ہو جاتا ہے بشرطیکہ حاجی مکہ شریف میں رہائش پذیر ہونے کی نیت نہ رکھتا ہو بلکہ واپسی کا عزم رکھتا ہو۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ طوافِ وداع کے وقت میں اگر نفل کی نیت سے طواف کرلیا جائے تب بھی طوافِ وداع ہو جاتا ہے، البتہ مستحب یہ ہے کہ واپسی کے اراہ کے وقت طوافِ وداع کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن حضرات نے طوافِ زیارت کے بعد نفلی طواف کئے ہیں ان کا طوافِ وداع ادا ہو گیا۔ ان کے ذمہ دم واجب نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل ج۴ص۱۵۰ بحوالہ طحطاوی ج۲ص۵۴۴ وردالمختار ج۲ص۲۵۵)

مسئلہ جس نے طوافِ زیارت کے بعد کوئی نفل طواف کرلیا وہ طوافِ وداع کا قائم مقام ہو گیا، اس لیے اس پر دم واجب نہیں، اور اگر نفل طواف نہیں کیا تو اس پر دم واجب ہے، کیونکہ یہ عذر (کئی دن تک مسجد حرام بند رہی بوجہ باغیوں اور مدعیانِ مہدویت بند رہی) بندوں کی جانب سے ہے جو مسقط حق اللہ تعالیٰ نہیں۔

عذر کی وجہ سے ترکِ واجب میں تین قول ہیں، ایک یہ کہ عذر مطلقاً مسقط دم ہے۔ دوسرا یہ کہ جن اعذار کا مسقط ہونا منصوص ہے ان کے سوا دوسرے اعذار مسقط دم نہیں۔ تیسرا یہ کہ

عذر بندوں کی طرف سے نہ ہو، عذر سماوی مسقط ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۳۰)

طوافِ وداع کا طریقہ

سوال کیا طواف وداع میں رمل، اضطباع اور سعی ہوگی؟

جواب طواف وداع اس طواف کو کہتے ہیں جو اپنے وطن کو واپسی کے وقت بیت اللہ شریف سے رخصت ہونے کیلئے کیا جاتا ہے۔ یہ سادہ طواف ہوتا ہے۔ اس میں رمل، اور اضطباع نہیں کیا جاتا۔ نہ اس کے بعد سعی ہوتی۔ رمل اور اضطباع ایسے طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی ہو۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۵۰)

(طوافِ وداع کو طوافِ صدر اور طوافِ واجب و طوافِ اضافہ اور طوافِ رخصت بھی کہتے ہیں)

طوافِ وداع کس پر واجب ہے؟

سوال اکثر مقیمین، جدہ سے معلم کا انتظار کرتے ہیں، جو جدہ سے سیدھے منیٰ وغیرہ اور بارہ تاریخ کو زوال کے بعد منیٰ سے سیدھے جدہ لے جاتے ہیں تو اس طرح طواف وداع کرنا مشکل ہو جاتا ہے، کیا طوافِ وداع طوافِ زیارت کے بعد ایک اور طواف کر لینے سے ادا ہو جاتا ہے؟

جواب اہل جدہ پر طوافِ وداع واجب نہیں، آفاقی پر (جو شخص میقات سے باہر رہتا ہو) واجب ہے، اور طوافِ زیارت کے بعد ایام نحر میں بھی (طوافِ وداع) جائز ہے، اگر چہ رمی باقی ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۲۹ و احکام حج ص ۸۴)

مسئلہ طواف وداع باہر کے رہنے والے حاجی پر واجب ہے، خواہ حج افراد کیا ہو یا قران یا تمتع، بشرطیکہ عاقل بالغ ہو، معذور نہ ہو، اہل حرم، اہل حل، اہل میقات اور حائضہ نفساء مجنون اور نابالغ پر واجب نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۳۸۹ معلم الحجاج ص ۲۰۷)

مسئلہ طوافِ وداع صرف حج میں واجب ہے عمرہ میں نہیں۔ نیز مسجد حرام کی تحیۃ المسجد طواف ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۰۹)

طوافِ وداع کے ضروری مسائل

مسئلہ طواف وداع مکی اور میقاتی کے لیے مستحب ہے۔

Marfat.com

مسئلہ جو شخص مکہ مکرمہ یا حوالی مکہ مکرمہ کو مستقل طور سے وطن بنالے تو اس سے یہ طواف وداع ساقط ہو جاتا ہے بشرطیکہ بارہویں ذی الحجہ سے پہلے نیت اقامت دائمی کی کرے اگر بارہویں کے بعد اقامت (ٹھہرنے) نیت کی تو یہ طواف ساقط نہ ہوگا۔

مسئلہ اگر نیت اقامت کے بعد مکہ مکرمہ سے سفر کرنے کا ارادہ ہو گیا تو بھی طواف وداع واجب نہ ہوگا، جیسے مکہ مکرمہ میں رہنے والا اگر کہیں جائے تو اس پر واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ اگر کسی نے مکہ مکرمہ میں اقامت کی نیت کی لیکن مستقل وطن نہیں بنایا، تو طوافِ وداع ساقط نہ ہوگا۔ اگرچہ سالہا سال رہے۔

مسئلہ اول وقت طواف وداع کا طوافِ زیارت کے بعد ہے۔ نیز اگر طوافِ وداع کے بعد اگر کچھ قیام ہو گیا تو چلنے کے وقت دوبارہ طوافِ وداع (اگر وقت ہو) مستحب ہے۔

مسئلہ جو شخص بلا طواف وداع کے مکہ مکرمہ سے چل دیا ہے تو جب تک میقات سے نہ نکلا ہو اس کو مکہ مکرمہ واپس آ کر طواف کرنا واجب ہے (جب کہ واپس آنا اپنے اختیار میں ہو) احرام کی ضرورت نہیں ہے اگر میقات سے نکل گیا تو اب اس کو اختیار ہے کہ دم بھیج دے۔

مسئلہ طوافِ زیارت کے بعد چلتے وقت طوافِ وداع کرنا افضل ہے طواف زیارت کے بعد اگر نفل طواف کر چکا ہے تو وہ بھی طوافِ وداع کے قائم مقام ہو جائیگا۔ (معلم الحجاج ص ۱۹۲)

مکہ مکرمہ کے اہم تاریخی مقامات

(۱) اوقات نماز میں مسجد حرام میں با جماعت نماز ادا کرنا افضل ترین عبادت ہے جس کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔

(۲) بقیہ اوقات میں حج وعمرہ کے ارکان کی ادائیگی کے علاوہ طواف کعبہ کا اہتمام کثرت سے کرنا چاہئے۔

(۳) کچھ حضرات تاریخی حوالہ سے بعض مقامات دیکھنے کا ذوق رکھتے ہیں، انہیں چاہئے کہ ان مقامات پر کوئی ایسا عمل نہ کریں جو شرک وبدعت کے زمرے میں آتا ہو۔

زبانی عشق ومجذوبی کے دعوے اور ہوتے ہیں
پیمبرؐ کی اطاعت کے تقاضے اور ہوتے ہیں

ان مقامات کو چومنا، ان سے چمٹنا، یا اپنے مزعومہ مقاصد کے لیے دھاگے باندھنا،

Marfat.com

یہاں رقعے پھینکنا اور پیسے رکھنا کہ اس سے مرادیں پوری ہوں گی، یہ سب کچھ شرعی طور پر درست نہیں اس لئے کہ ہمارے پیارے نبی رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا اور پھر آپؐ کے سچے عاشق ومحب حضرات صحابہ کرام واولیائے عظام نے اپنے طور پر ایسا نہیں کیا۔ اندریں صورت حال کسی شرکیہ عمل کو توحید کا عنوان نہیں دیا جاسکتا، تو کسی بدعت پر نام نہاد محبت کا لیبل لگادینے سے وہ سنت نہیں بن جاتا بلکہ سچی محبت کا تقاضا ہے کہ توحید وسنت پر قائم رہیں اور شرک وبدعت سے بچیں۔

۴ بعض لوگ تاریخی مقامات سے مٹی یا پتھر اٹھا کر لے جاتے ہیں جب کہ حرم کی مٹی اور پتھر کو حدود حرم سے باہر لے جانا شرعاً منع ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش

یہ وہ گھر ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہستی اس دنیا میں تشریف لائی، مروہ کے مقابل اور شعب ابی طالب کے قریب آج بھی یہ جگہ مشہور معروف ہے، اسی شعب ابی طالب کے گردونواح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قبیلہ بنو ہاشم آباد تھا۔

شیخ عباس قطانؒ نے ۱۳۷۰ھ ۱۹۵۰ء میں ایک لائبریری تعمیر کرادی تھی۔ جو اب مسجد حرام کی مشرقی صحن سے متصل برلب سڑک ہے۔ اس پر "مکتبۃ مکۃ المکرمۃ" کا بورڈ لگا ہوا ہے

اس مقام کی تاریخی حیثیت واہمیت مسلّم ہے، مگر اس کو چومنا اس سے چمٹنا اس کے دروازے کھڑکیوں پر مزعومہ مقاصد کے لیے دھاگے باندھنا شرعی طور پر ثابت نہیں، اور حضرات صحابہ کرامؓ واولیائے عظامؒ نے ایسا نہیں کیا۔

غارِ حرا

یہ غار جبل نور کی چوٹی پر مسجد حرام کے شمال میں واقع ہے اسے جبل حراء کہتے ہیں، سطح سمندر سے اس کی بلندی ۶۲۱ میٹر اور سطح زمین سے ۲۸۱ میٹر ہے اس پہاڑ کی چوٹی پر موجود غار تک پہنچنے میں تقریباً ایک گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس مبارک غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعثت سے قبل عبادت کیا کرتے تھے، غار کی شمالی سمت دروازہ ہے جس تک پہنچنے کے لیے دو پتھروں کے درمیان سے گزر کر جانا پڑتا ہے جن کا درمیانی فاصلہ صرف ۶۰ سینٹی میٹر ہے، غار کی لمبائی تین میٹر، بلندی دو میٹر اور چوڑائی کہیں کم کہیں زیادہ ہے زیادہ سے زیادہ چوڑائی ۱.۳۰ میٹر ہے اس

Marfat.com

میں دو آدمی ایک دوسرے کے آگے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں، دائیں سمت بھی تھوڑی سی جگہ ہے جس پر ایک آدمی بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

اس غار کی اہمیت وعظمت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہاں جبرئیلؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی لے کر تشریف لائے۔ (اقراء باسم ربّك الذی خلق سورۃ العلق:۱)

غارثور

یہ غار جبل ثور میں مسجد حرام سے چار کلومیٹر جنوبی سمت میں واقع ہے، سطح سمندر سے اس پہاڑ کی بلندی ۷۵۸ میٹر ہے، اور سطح زمین سے ۴۵۸ میٹر ہے۔ یہ غار اس کشتی کے مشابہ ہے جس کا نچلا حصہ اوپر کو کر دیا جائے، اس غار کی اندرونی بلندی ۱،۲۵ میٹر ہے اور طول عرض ۵،۵۳، ۳ میٹر ہے اس غار کے دو دہانے ہیں ایک مغربی سمت میں ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تھے اس دروازہ سے لیٹ کر ہی اندر جایا جاسکتا تھا نویں صدی ہجری کے آغاز سے تیرھویں صدی ہجری تک اس دہانے کو مرحلہ وار وسیع کیا جاتا رہا اب اس کی اونچائی نیچے والی سیڑھی کو ملا کر تقریباً ایک میٹر ہے، دوسرا دروازہ مشرقی سمت میں ہے جو مغربی دہانے سے زیادہ کشادہ ہے اور بعد میں بنایا گیا ہے، تاکہ لوگوں کو غار میں داخل ہونے اور نکلنے میں سہولت ہو، ان دونوں دروازوں کا درمیانی فاصلہ ۳،۵ میٹر ہے، اس غار تک چڑھنا دشوار ہے عموماً غار تک پہنچنے میں ڈیڑھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے، غار کا محل وقوع پہاڑ کی چوٹی سے ذرا نیچے ہے۔

مسجد بیعت

یہ مسجد منیٰ میں اس جگہ واقع ہے جہاں انصار مدینہ نے نبوت کے بارہویں سال ۶۲۱ء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی جس میں قبیلہ اوس اور خزرج کے بارہ سربر آوردہ افراد شریک تھے، دوسری بیعت جس کو بیعتِ عقبہ ثانیہ کہا جاتا ہے وہ نبوت کے تیرہویں سال ۶۲۲ء میں اسی جگہ منعقد ہوئی اس میں بیعت کرنے والے ۷۳ مرد اور دو عورتیں تھی، اس دفعہ انصار مدینہ نے آپ ﷺ کو مدینہ آنے کی دعوت بھی دی، اس بیعت کو بیعتِ عقبہ کبریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

یہیں جلوہ افروز تھے میرے آقاؐ بہر طرف تھے جان نثار اللہ اللہ

عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے ۱۴۴ھ ۷۶۱ء میں اس جگہ پر ایک مسجد تعمیر کرا دی جس

Marfat.com

کے نام کا کتبہ مسجد کی قبلہ رُخ دیوار میں بیرونی جانب نصب ہے، اس کا محل وقوع جمرۃ عقبہ سے تقریباً ۳۰۰ میٹر کے فاصلہ پر منیٰ سے مکہ کی طرف اترنے والے پل کے داہنی سمت پہاڑ کی گھاٹی میں ہے۔

مسجد جن

یہ مسجد معلاۃ جاتے ہوئے بائیں جانب ہے اور کراسنگ پل سے متصل ہے، اس کو ''مسجد جن'' اس لئے کہتے ہیں کہ اس جگہ پر جنات کی ایک بڑی جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا، اس موقع پر آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما تھے، آپ ﷺ نے ان کے لیے زمین پر ایک خط حد فاصل کے طور پر کھینچ دیا، واضح رہے کہ اس سے قبل نبوت کے دسویں سال طائف سے واپسی پر مقام نخلہ میں بھی کچھ جنات نے آپ ﷺ سے ملاقات کی تھی۔

۱۴۲۱ھ میں مسجد جن کی تجدید ہوئی، اس مسجد کا دوسرا نام مسجد حرس بھی ہے۔

مسجد رایہ

(جھنڈے والی مسجد) امام بخاری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ کا جھنڈا حجون کے مقام پر گاڑ دیا جائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر مکہ کی بالائی جانب (معلاۃ) کی طرف سے داخل ہوئے اور وہیں پر آپ ﷺ کے لیے خیمہ نصب کیا گیا تھا۔ اسی جگہ پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے عبداللہ بن عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مسجد تعمیر کرادی جو مسجد رایہ کے نام سے مشہور ہوگئی، فاکہی (متوفی ۲۷۲ھ) کہتے ہیں کہ مکہ کے بالائی حصہ میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے کنویں کے پاس ایک مسجد ہے، اس کنویں کو ''بئر علیا'' بھی کہتے ہیں اس کے قریب ہی وہ باندھ تھا جس کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے معلاۃ کی طرف سے مسجد حرام آنے والے سیلابی پانی کو روکنے کے لیے تعمیر کرایا تھا۔

مسجد شجرہ

(درخت والی مسجد) ازرقی (متوفی ۲۴۴ھ ۸۵۸ء) کہتے ہیں کہ مسجد شجرہ مسجد جن کے

Marfat.com

مقابل واقع ہے، اس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ مسجد اسی جگہ پر بنائی گئی ہے جہاں سے آپؐ نے درخت کو بلایا تھا، اس وقت آپ مسجد جن کے قریب تشریف فرماں تھے درخت چل کر آیا جب آپؐ نے اس کو واپس جانے کا حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا۔

مسجد خالد بن ولیدؓ

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو فرمایا کہ وہ مکہ مکرمہ کے نشیبی علاقہ سے شہر میں داخل ہوں اور آبادی کے شروع میں اسلامی جھنڈا گاڑ دیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ اللیط (جرول کی سمت نشیبی جگہ کا نام) سے شہر میں داخل ہوں۔ چنانچہ جس جگہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے جھنڈا گاڑا تھا وہاں ایک مسجد تعمیر کر دی گئی، اس مسجد اور اس سے متصل سڑک کو حضرت خالدؓ کے نام سے منسوب کر دیا گیا، حارۃ الباب میں یہ مسجد ربع الرسام کے مقام پر واقع ہے۔ اس کی تعمیر جدید ۱۳۷۷ھ ۱۹۵۸ء میں مکمل ہوئی

جموم کی مسجد فتح

مر الظہر ان وادی سے پہلے جموم بھی ایک منزل ہے جہاں بنو سلیم قبیلہ آباد تھا اب یہ جگہ مدینہ منورہ روڈ (طریق ہجرۃ) پر مکہ مکرمہ کے شمال میں ۲۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے مسجد عائشہ سے اس کا فاصلہ صرف ۱۸/ کلومیٹر ہے، رسول پاک ﷺ نے ۶ھ میں حضرت زید بن حارثہؓ کی قیادت میں ایک گروپ کو بنو سلیم سے جنگ کے لیے روانہ فرمایا۔

آپ ﷺ نے جموم میں جہاں قیام فرمایا اور نمازیں ادا کیں اس جگہ پر ایک مسجد تعمیر کر دی گئی جو مسجد فتح کے نام سے موسوم ہے۔

مسجد صخرۃ

یہ مسجد عرفات میں جبل رحمت کے دامن میں دائیں طرف کی چڑھائی پر سطح زمین سے تھوڑی بلندی پر واقع ہے اس کے گرد چھوٹی سی چار دیواری ہے جس کے اندر چٹانیں ہیں جن کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات کے دن قصواء اونٹنی پر تشریف فرماں دعاؤں میں مشغول تھے جیسا کہ حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ "آپ ﷺ نے ظہر و عصر کی نماز مسجد نمرہ کی جگہ پر ادا فرمائی پھر اونٹنی پر سوار ہو کر موقوف پر تشریف لائے اور اپنی اونٹنی کی پشت چٹانوں کی طرف کی،

Marfat.com

اپنے سامنے لوگوں کے گزرنے کے لیے راستہ چھوڑ دیا، اور خود قبلہ رو ہو کر غروب شمس تک دعاؤں میں مشغول رہے۔

یہیں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا'' (سورۃ مائدہ:۳)

ترجمہ آج کے دن میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا ہے اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین منتخب کیا ہے۔

اس جگہ کی نشاندہی کے لیے ایک چار دیواری بنا دی گئی ہے قبلہ کی سمت والی دیوار کی لمبائی ۳،۱۳ میٹر داہنی اور بائیں جانب کی دیوار کی لمبائی آٹھ میٹر ہے جب کہ عقبی دیوار دائرہ کی شکل میں گول ہے۔

شیخ بکر ابوزید کہتے ہیں کہ پہاڑ کی چڑھائی کے داہنی طرف جنوبی سمت میں ایک ہموار ٹیلہ ہے جس کو تقریباً نصف میٹر اونچی دیوار سے گھیر دیا گیا ہے یہی مسجد صخرۃ ہے۔

جبل رحمت

یہ ایک چھوٹا پہاڑ جس کا مشہور نام ''جبل رحمت'' (رحمت کا پہاڑ) ہے اس کو اِلال اور نابت بھی کہتے ہیں، قرین بھی ایک نام ہے میدان عرفات کی مشرقی سمت میں سڑک نمبر ۷ اور ۸ کے درمیان ہے یہ سخت پتھر والی پہاڑی ہے، اس کا محل وقوع خط عرض ۰۲، ۲۱، ۲۲، شمال میں اور خط طول ۵، ۶۹، ۳۹ مشرق میں ہے مسجد نمرہ سے اس کا فاصلہ تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر ہے اس پر چڑھنے کے لیے جو سیڑھیاں بنائی گئیں ہیں، ان کی تعداد ۱۶۸ ہے اس پہاڑی کی سطح کشادہ اور ہموار ہے، جس کے چاروں طرف ۵۷ سینٹی میٹر اونچی منڈیر ہے، اس کے درمیان میں تقریباً ۴۰ سینٹی میٹر اونچا چبوترہ ہے جس کے ایک طرف آٹھ میٹر بلند، مربع ستون ہے جو دور سے اس پہاڑ کو متعین ونمایاں کرتا ہے، اس کا ہر ضلع ۸۰،۱ میٹر ہے اس پہاڑی کے نیچے مسجد صخرہ ہے، قریب ہی نہر زبیدہ کی گزرگاہ تھی اس پہاڑی کے اردگرد تقریباً ۴ میٹر بلند پائپ ہیں جن سے ہلکی ہلکی پھوار فضا میں پھیل کر موسم کو خوشگوار بناتی ہے اور گرمی کی شدت میں تخفیف ہوتی ہے۔

دار الندوۃ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے قصی بن کلاب نے

دارالندوہ تعمیر کرایا، اس میں مشورے ہوتے جنگ وجدال کے لیے جھنڈے تقسیم ہوتے نیز اجتماعی امور سے متعلق مشورے کے لیے اس عمارت کا استعمال ہونا، گویا یہ قبیلہ قریش کی پارلیمنٹ تھی، یہی وہ مکان ہے جس میں قریش کے سردار اکٹھے ہوتے اور اسلام کے خلاف مشورے کرتے، حتیٰ کہ وہ آخری مشورہ بھی یہی طے پایا جس میں معاملات پر اس انداز میں سوچا گیا کہ بہت سے صحابہ کرامؓ مدینہ منورہ ہجرت کر چکے ہیں۔ اب امکان ہے کہ محمد ﷺ بھی مدینہ چلے جائیں گے، اور ان سب کا وہاں جمع ہونا ہمارے لئے خطرناک ہے، لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہیں قتل کر دیا جائے مگر اللہ کی قدرت سے آپؐ ان کے درمیان سے نکل کر ہجرت فرما گئے اور اللہ تعالیٰ کا دین سر بلند ہوا یہ دارالندوۃ چونکہ مسجد حرام سے متصل تھا اس لیے حج وعمرہ کے دوران بہت سے امراء وخلفاء اس میں قیام کرتے، ایک دفعہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس میں قیام فرمایا پھر عباسی خلیفہ معتضد باللہ نے سنہ ۲۸۴ھ/ ۸۹۷ء میں اس جگہ کو مسجد حرام میں شامل کر دیا۔ اس کا رقبہ ۳۷x۳۶=۱۳۳۲ مربع میٹر ہے اس کی جگہ کعبہ کے شمال مغرب میں مطاف اور مسقف حصے میں ہے۔ یادگار کے طور پر اسی سمت میں ایک دروازہ کا نام باب الندوۃ رکھ دیا گیا ہے۔

مقبرۃ المعلیٰ

یہ مقبرہ مکہ مکرمہ کے تاریخی مقامات میں سے ایک ہے جو مسجد حرام کی مشرقی جانب ایک پہاڑی کی گھاٹی میں واقع ہے فاکہی کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کی گھاٹیوں کا طبعی رُخ ٹھیک قبلہ کی طرف نہیں ہے سوائے مقبرۃ المعلاۃ کی اس گھاٹی کے کہ اس کا رخ خطِ مستقیم سے قبلہ کی طرف ہے۔ اس مقبرہ کی فضیلت میں کچھ روایات کتب حدیث میں مذکور ہیں جن میں سے ایک روایت میں آپؐ نے ارشاد فرمایا ''یہ قبرستان کیا ہی اچھا ہے''۔ (حدیث حسن)

اسی قبرستان میں ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک ہے نیز بہت سے صحابہ وتابعین اور بزرگان دین کی قبریں ہیں اس قبرستان کے علاوہ مکہ مکرمہ میں اور بھی تاریخی قبرستان ہیں۔ (ماخوذ تاریخ مکۃ المکرمہ از ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی صاحب)

جنت المعلیٰ مکہ معظمہ کا تاریخی قبرستان ہے اس کے دو حصے ہیں، درمیان میں سڑک ہے، سڑک کے شمالی جانب قبرستان کا جو حصہ ہے اس میں اسلام کی شیر دل اور سب سے پہلی محسنہ

خاتون اُم المؤمنین وسیدۃ المؤمنات حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مزارِ مبارک ہے۔
جنت المعلیٰ کے ان دونوں حصوں میں تقریباً چھ ہزار جلیل القدر صحابہ، اور لاتعداد نامی گرامی علمائے اسلام اور صلحائے امت پیوندِ زمین حرم محرم ہیں۔ اس خاک پاک کا ہر ذرہ اپنی زبانِ حال سے ترجمانِ ماضی ہے۔ یہ مقام جوارِ بیت اللہ میں عالم ارواح کا مکہ معظمہ ہے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مزارِ مبارک سے پہلے چند قدم پر ہندوستان کی قابلِ فخر اور مایۂ ناز دو مقدس ہستیاں (۱) مجاہدِ اسلام حضرت اقدس مولانا رحمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی مدرسہ صولتیہ (۲) حضرت اقدس حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہندوستانی مہاجر مکی ایک چھوٹے سے احاطے میں مکین جنت وقرین رحمت ہیں۔

قبرستان شبیکہ

مکہ معظمہ کا دوسرا تاریخی قبرستان مدرسہ صولتیہ کے قریب ہے، اسلام کے ابتدائی دور میں جب کہ کفارِ قریش کی عداوت وحالات کی پیچیدگی سے مسلمانوں کی تدفین میں دشمنانِ اسلام مزاحم ہوئے تو اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنی یہ زمین مسلمانوں کے قبرستان کے لیے دیدی جس میں اس زمانے سے تقریباً نوے سال قبل تک بے شمار اللہ کے صالح ومقبول بندے اس یادگارِ زمانہ قبرستان میں دفن ہوتے رہے۔ سنہ ۱۳۱۰ھ کے تباہ کن ہیضہ میں جس کی ابتداء منیٰ سے ہوئی۔ اور ہزاروں حجاج اور مقامی لوگ اس وبائی مہلک مرض کے شکار ہوئے اس لیے مجبوراً مکہ معظمہ کے دونوں قبرستان (جنت المعلیٰ اور مقبرہ شبیکہ) کھول دیئے گئے، یہ قبرستان شبیکہ عرصہ سے چاروں طرف آبادی کے وسط میں آچکا تھا، اس لیے حکومت عثمانیہ کی وزارتِ صحت کے حکم سے اس متعدی مرض کے بعد یہاں تدفین بند کردی گئی، حج کے زمانہ میں نیک حجاج یہاں بھی فاتحہ اور ایصال ثواب کے لیے بکثرت آتے رہتے ہیں۔

مکان حضرت خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ عنہا)

مکان محلہ قشاشیہ کے زقاق (گلی) بن حجر جس کا اب نیا نام "شارعا الصاغہ" ہے یہاں دوطرفہ سناروں کی دکانیں ہیں اور عام طور پر مولد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نام سے مشہور ہے اسی مکان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہوئی

Marfat.com

یہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں سیدہ رقیہ (رضی اللہ عنہا) سیدہ زینب رضی اللہ عنہا، سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے صاحبزادے قاسم و عبداللہ (جن کی کنیت طیب وطاہر ہے) پیدا ہوئے، آپؐ کی یہ چاروں صاحبزادیاں مدینہ منورہ (جنت البقیع) میں اور دونوں صاحبزادے مکہ معظمہ (جنت المعلیٰ) میں آرام فرماں ہیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد ہجرتِ مدینہ منورہ تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی مکان میں قیام فرماں رہے، اس یاگار زمانہ مکان میں ایک کمرہ آپ کی عبادت کے لیے مخصوص تھا، اور اسی میں آپؐ پر وحی نازل ہوئی تھی۔

مزار حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

مدینہ منورہ جاتے ہوئے موقع ملے یا نہ ملے۔ زمانہ قیام مکہ معظمہ میں یہاں سے تقریباً پانچ چھ میل کی مسافت پر ''وادی فاطمہ'' (ایک مشہور آبادی) کے قریب پختہ سڑک کے بائیں طرف پندرہ بیس قدم پر پہاڑ کے دامن میں ''اُم المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا'' کی قبر مبارک ہے، اس مقام کا نام ''سرف'' ہے یہ عجیب تاریخی اتفاق ہے کہ ۷ھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے لیے تشریف لائے تو اس مقام ''سرف'' میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے آپؐ کا نکاح ہوا (یہ آپ کی آخری بیوی) یہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ۵۱ھ میں اسی مقام پر آپ کا انتقال ہوا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا مزار

امیر المؤمنین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے زبردست محدث، اور اپنے متقی، پرہیزگار، فاتح و غازی باپ کے ہم پلہ تھے، آپ مکہ معظمہ میں مدفون ہیں۔

عمرہ کے لیے تنعیم کو جاتے ہوئے محلہ ''شہداء'' سے آپ گزریں گے، یہاں سڑک سے بائیں طرف ایک بہت چھوٹی سی مسجد سے چند قدم پر پہاڑ کے دامن میں آپ کی قبر مبارک ہے، اس جگہ صرف تین قبریں ہیں، ایک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی، دوسری آپ کے وفادار غلام کی (تیسری قبر کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کس کی ہے) ذی علم اور باخبر حجاج کرام فاتحہ و ایصالِ ثواب کے لئے یہاں آتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

مسجد حضرت بلال رضی اللہ عنہ

یہ مسجد جبل ابوقیس کی چوٹی پر ہے، جو مسجد حرم محترم کے صحن سے بجانب مشرق نظر آتی ہے، اس پہاڑ کی بلندی کچھ زیادہ نہیں، اسی مبارک پہاڑ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزۂ شق القمر (چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا) ظہور میں آیا۔

مسجد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

یہ مسجد محلہ ''مسفلہ'' میں ہے، یہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مکان تھا، جو درحقیقت مکہ معظمہ میں سب سے پہلی مسجد ہے، اس مکان میں ہجرت سے قبل مسلمان باجماعت نماز پڑھا کرتے تھے، یہیں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے

مسجد استراحہ

منیٰ سے آتے ہوئے مکہ مکرمہ کا پہلا محلہ ''معابدہ'' ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۳/ ذی الحجہ کو حج سے واپسی پر اس جگہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھی اور آرام فرمایا، اس لئے اس مسجد کا نام ''مسجد استراحہ'' ہے، اس علاقے میں گنجان آبادی کی وجہ سے یہ مسجد سڑک سے کچھ دور ہے۔

مسجد تنعیم

''یہ مسجد عائشہ'' کے نام سے مشہور ہے، تنعیم اس مقام کا نام ہے، جو حدِ حرم سے باہر ہے اور یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع (اپنے آخری حج) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عمرہ کرنے کے لیے حکم دیا تھا، اس لئے یہاں سے عمرہ کرنا افضل ہے، یہ مسجد اس جگہ کے قریب بنائی گئی ہے جہاں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے احرام عمرہ کی نیت فرمائی تھی۔

مسجد حدیبیہ

اب یہ جگہ ''شمیسی'' کے نام سے مشہور و معروف ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بیس روز قیام فرمایا۔

Marfat.com

مسجد جعرّانہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع، اپنے آخری حج، میں یہاں سے عمرہ کا احرام باندھا، یہ جگہ بھی حد حرم ہے، یہاں ایک مسجد اور تاریخی کنواں ہے جس کا پانی پتھری اور گردہ کی صفائی کے لیے مسلسل پیا جائے تو اللہ تعالیٰ شفا عطا کرتا ہے، اس مقام سے عمرہ کرنے کو عام اصطلاح میں ''بڑا عمرہ'' اور تنعیم سے عمرہ کرنے کو ''چھوٹا عمرہ'' کہا جاتا ہے، ان دونوں مقامات کی مسافت کے لحاظ سے یہ نام رکھ دیئے گئے ہیں، ورنہ عمرہ کا چھوٹا یا بڑا ہونا کوئی حقیقی چیز نہیں، دونوں مقامات (جعرانہ و تنعیم) سے عمرہ کے اجر وثواب میں کوئی فرق نہیں۔

مسجد خیف و غار مرسلات

یہ منیٰ میں سب سے بڑی اور مشہور مسجد ہے، جس میں دس ہزار سے زیادہ آدمی بیک وقت نماز پڑھ سکتے ہیں، (خیف) پہاڑ کے دامن کو کہتے ہیں، یہ مسجد چونکہ پہاڑ کے نیچے ہے، اس لیے اس کا نام ''مسجد خیف'' ہے، اس کے وسط میں ایک گول عمارت (گنبد) ہے، حجۃ الوداع میں اس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ لگایا گیا تھا اور آپ نے یہاں پانچ نمازیں (۸/ذی الحجہ کو ظہر، عصر مغرب وعشا اور ۹/ذی الحجہ کو صبح کی نماز پڑھ کر عرفات کے لیے روانہ ہوگئے) ادا فرمائیں، اس لحاظ سے مسجد خیف قابل ذکر وزیارت ہے، مسجد خیف کی جنوبی سمت میں ''جبل صفائح'' کے دامن میں ایک چھوٹا سا غار ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہاڑ کے سائے میں آرام فرمایا، آپ غار میں تشریف لے گئے، تو ''سورۂ مرسلات'' (پارہ ۲۹) نازل ہوئی، اس لئے یہ ''غار مرسلات'' کے نام سے مشہور ہے، اس بابرکت مقام کی زیارت کے لیے حجاج بکثرت جاتے ہیں۔

مسجد نمرہ

یہ مسجد حد حرم اور حدود عرفات سے باہر ''وادی عرنہ'' میں ہے۔ اس خاص جگہ کا نام ''نمرہ'' ہے۔ جہاں یہ مسجد بنی ہوئی ہے، اس لئے اس کا نام مسجد نمرہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ قیام فرمایا، یہاں ظہر وعصر، کی نماز اور خطبہ کے بعد آپ نے ''جبل رحمت'' کے قریب وقوف عرفات کا وقت (زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک) پورا کیا۔ آج یہاں امام وخطیب مسجد نمرہ میں کھڑا ہوتا ہے، اسی بابرکت جگہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تھی۔

مسجد مزدلفہ

اس کو مسجد ''مشعر الحرام'' بھی کہتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع (آخری حج) کے موقع پر مزدلفہ کی بابرکت رات میں جس جگہ ذکر وفکر، عبادت ودعا میں ہمہ تن متوجہ رہے یہ مسجد اس مبارک مقام کی یاد کو صدیوں سے زندہ کیے ہوئے ہے، مزدلفہ کی رات بڑی عظمت وفضیلت کی رات ہے۔

مسجد عقبہ

مکہ مکرمہ سے جاتے ہوئے منیٰ کے ابتداء میں بائیں جانب پختہ سڑک سے ہٹ کر پہاڑ کے دامن میں یہ تاریخی مسجد ہے اس جگہ انصار مدینہ منورہ کی ایک جماعت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے چچا حضرت عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں بیعت کی، اس لئے اس کو ''مسجد بیعت'' بھی کہتے ہیں، باخبر حجاج یہاں حاضری کی سعادت حاصل کرتے رہتے ہیں۔

مسجد کوثر

یہ منیٰ کی آبادی کے وسط میں درمیانی شیطان کے قریب ایک چھوٹی سی مسجد ہے، اس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ''سورۂ کوثر'' نازل ہوئی جس کی یادگار میں یہ مسجد ہے، یہاں بھی حجاج زیارت مسجد کے لیے آتے ہیں۔

مسجد منیٰ

اس کو ''مسجد نحر'' بھی کہتے ہیں یہ جمرۂ اولیٰ (پہلا شیطان) اور جمرۂ وسطیٰ کے درمیان عرفات کے لیے جانے والی سڑک کے داہنی جانب واقع ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھی اور قربانی کے جانور ذبح کیے۔ (میم نامہ حج ص ۲۵ تا ۲۷۔ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ)

وادی محسّر

منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے ابرھہ کے ہاتھیوں والے

Marfat.com

لشکر کو تباہ کیا تھا جس کا ذکر سورۂ فیل میں ہے، یہاں پر حاجیوں کے لیے مسنون یہ ہے کہ تیزی سے چلیں جیسا کہ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی محسر سے گزرے تو آپؐ نے رفتار تیز کر دی"۔ (صحیح مسلم کتاب الحج حدیث نمبر ۱۲۱۸)

ابن قیمؒ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب کسی ایسی جگہ سے گزرتے جہاں عذابِ الٰہی نازل ہوا ہو تو تیزی کے ساتھ گزر جاتے، اس وادی محسر میں بھی ہاتھیوں والے لشکر پر عذاب نازل ہوا تھا، ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عرب کے قبائل یہاں جمع ہوتے اور اپنے آباء واجداد کے کارنامے بڑھا چڑھا کر بیان کرتے، لہٰذا ان کی مخالفت کے طور پر شریعت اسلامیہ میں یہ مستحب قرار پایا کہ یہاں سے جلدی گزرا جائے۔ (زاد المعاد ج ۱ ص ۲۷۴)

مدینۂ منورہ کی حاضری

مدینۂ طیبہ میں حاضری بلاشبہ حج کا کوئی رکن نہیں ہے، لیکن مدینے کی غیر معمولی عظمت وفضیلت، مسجدِ نبوی میں نماز کا بے پایاں اجر وثواب اور دربارِ نبوی میں حاضری کا شوق، مومن کو کشاں کشاں مدینے پہنچا دیتا ہے۔ اور اُمت کا ہمیشہ سے یہی دستور بھی رہا ہے، آدمی دور دراز کا سفر کر کے بیت اللہ پہنچے اور دربار نبوی میں درود وسلام کا تحفہ پیش کیے بغیر واپس آ جائے، یہ زبردست محرومی ہے۔ ایسی محرومی کہ اس کے تصور سے مومن کا دل دکھنے لگتا ہے۔

مدینۂ منورہ کے فضائل

مدینۂ منورہ کی تقدس اور اس کی عظمت شان صرف اسی بات سے ظاہر ہے کہ وہ بہترین انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن تھا اور اب ان کا مدفن ہے یہ ایک ایسی بڑی فضیلت ہے جو کسی دوسرے مقام کو نصیب نہیں اور کوئی دوسری فضیلت کیسی ہی کیوں نہ ہو اس کی ہمسری کسی طرح نہیں کر سکتی۔

مدینہ منورہ کے نام احادیث میں بکثرت وارد ہوئے ہیں یہ بھی ایک شعبہ اس کی فضیلت کا ہے منجملہ ان کے چند نام یہاں لکھتا ہوں طابہ طیبہ طیبہ طائبہ۔ اور بھی بہت سے نام ہیں جو علماء نے ذکر کیے ہیں سب سے زیادہ مشہور نام مدینہ ہے۔ احادیث میں مدینہ منورہ کے فضائل بہت وارد ہوئے ہیں، اس مقام پر صرف چند حدیثیں صحیح لکھی جاتی ہیں۔

Marfat.com

(۱) جب شروع شروع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں، اس وقت وہاں کی آب و ہوا نہایت ناقص وخراب تھی اکثر وبائی بیماریاں رہتی تھیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت بلالؓ آتے ہی سخت بیمار ہو گئے تھے تو اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی تھی کہ اے اللہ مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے جیسا کہ ہم لوگوں کو مکہ سے محبت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اے اللہ ہمارے صاع اور مد میں برکت دے اور مدینہ کی آب و ہوا کو درست کر دے اور اس کا بخار جحفہ کی طرف بھیج دے۔ (صحیح بخاری)

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینۂ منورہ سے اس قدر محبت تھی کہ جب کہیں سفر میں تشریف لے جاتے تو لوٹتے وقت جب مدینۂ منورہ قریب رہ جاتا اور اس کی عمارتیں دکھائی دینے لگتیں تو حضرت اپنی سواری کمال شوق میں تیز کر دیتے اور فرماتے کہ یہ طابہ آ گیا۔ (صحیح بخاری) اور اپنی چادر مبارک اپنے شانۂ اقدس سے گرا دیتے اور فرماتے کہ یہ طیبہ کی ہوائیں ہیں۔ صحابہؓ میں جو کوئی بوجہ گرد وغبار کے اپنا منہ بند کرتا تو آپ منع کرتے اور فرماتے کہ مدینہ کی خاک میں شفا ہے۔ (جذب القلوب)

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان مدینہ کی طرف لوٹ آئے گا جیسے کہ سانپ اپنے سوراخ کی طرف لوٹ آتا ہے۔ (صحیح بخاری)

(۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجّال کا گذر ہر شہر میں ہوگا مگر مکہ ومدینہ نہ آنے پائے گا، فرشتے ان شہروں کی محافظت کریں گے۔

(۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مدینہ برے آدمیوں کو اس طرح نکال دیتا ہے جیسے لوہے کی بھٹی لوہے کے میل کو نکال دیتی ہے۔ (صحیح بخاری)

یہ خاصیت مدینہ منورہ میں ہر وقت موجود ہے اور خاص کر اس خاصیت کا ظہور قیامت کے قریب بہت اچھے طور پر ہوگا۔ تین مرتبہ مدینۂ منورہ میں زلزلہ آئے گا کہ جس قدر بد باطن لوگ اس وقت وہاں پناہ گزیں ہوئے ہوں گے نکل جائیں گے۔

(۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکۂ مکرمہ سے ہجرت کر کے چلنے لگے تو دعاء کی کہ اے پروردگار اگر تو مجھے اس شہر سے نکالتا ہے جو تمام مقامات سے زیادہ مجھے محبوب ہے تو اس مقام میں مجھے لے جا جو تمام شہروں سے زیادہ تجھے محبوب ہے۔

Marfat.com

۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس سے یہ بات ہو سکے کہ مدینہ میں مرے اس کو چاہئے کہ مدینہ میں مرے کیونکہ جو شخص مدینہ میں مرجائے گا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے ایمان کی گواہی دوں گا اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ سب سے پہلے جن لوگوں کو میری شفاعت کی دولت نصیب ہوگی وہ اہل مدینہ ہوں گے بعد اس کے اہل مکہ، بعد اس کے اہل طائف۔

۸) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مدینہ میری ہجرت کا مقام ہے اور وہی میرا مدفن ہے۔ اور وہیں سے قیامت کے دن اٹھوں گا جو شخص میرے پڑوسیوں یعنی اہل مدینہ کے حقوق کی حفاظت کریگا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے ایمان کی گواہی دوں گا۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کریگا وہ ایسا گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

۹) مدینہ کی خاک پاک میں اور وہاں کے میوہ جات میں حق تعالیٰ نے تاثیر شفا ودیعت فرمائی ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ ایک مقام ہے وادی بطحان وہاں کی مٹی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مرض تپ میں تجویز فرماتے تھے اور فوراً ہی شفا ہوتی تھی اکثر علماء نے اس مٹی کے متعلق اپنا تجربہ لکھا ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ جس زمانہ میں میں مدینہ منورہ میں مقیم تھا میرے پیر میں ایک مرض سخت پیدا ہو گیا کہ تمام اطبا نے اس امر پر اتفاق کرلیا کہ اس مرض کا آخری نتیجہ موت ہے، صحت دشوار ہے، میں نے اسی خاک پاک سے اپنا علاج کیا تھوڑے ہی دنوں میں بہت آسانی سے صحت حاصل ہوگئی، اسی قسم کی خاصیتیں وہاں کی کھجور میں بھی مروی ہیں اور لوگوں نے تجربہ بھی کیا ہے۔ (علم الفقہ ج ۵ ص ۷۹۲)

مسجد نبویؐ کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا؟

مسئلہ یہ آپ نے غلط سنا یا غلط سمجھا ہے کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے سفر نہیں کرسکتے۔ اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ مسجد نبویؐ شریف کی نیت سے سفر کرنا صحیح ہے البتہ بعض لوگ اس کے قائل ہیں کہ روضۂ اقدس کی زیارت کی نیت سے سفر جائز نہیں۔ لیکن جمہور اکابر امت کے نزدیک روضۂ شریف کی زیارت کی بھی ضرور نیت کرنی چاہئے۔ اور روضۂ اطہر پر حاضر

Marfat.com

ہو کر شفاعت ممنوع نہیں، فقہائے امت نے زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب میں تحریر فرمایا ہے کہ بارگاہِ عالی میں سلام پیش کرنے کے بعد شفاعت کی درخواست کرے۔ امام جزری "حصن حصین" میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کی قبر مبارک) کے پاس دعا قبول نہ ہوگی تو اور کہاں ہوگی؟ صلوٰۃ وسلام اور شفاعت کی درخواست پیش کرنے کے بعد قبلہ رخ ہو کر دعاء مانگئے اور مدینہ طیبہ میں درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہئے اور قرآن کریم کی تلاوت کی مقدار بھی بڑھا دینی چاہئے۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۱۵۲ و فتاویٰ محمودیہ ج۱۷ ص۱۷۷)

کیا روضہ مبارک کی زیارت میں بھی بدلیت ہے؟

مسئلہ حج بدل میں زیارت روضۂ اطہر داخل نہیں ہے، اگر وہ شخص جو حج بدل کے لیے بھیجا گیا ہے، زیارت روضۂ اطہر کرے تو اس کے لیے بہت اچھا ہے، اور موجب ثواب ہے مگر اس میں نیابت اور بدلیت نہیں ہے۔ جو کوئی زیارت کریگا اس کو ثواب ہوگا اور جس نے اس کا نام (حج بدل) کیلئے روپیہ دیا ہے اس کو صدقہ کا ثواب ہوگا۔ (فتاویٰ دار العلوم ج۶ ص۵۶۷)

حاجی کا روضہ مبارک کی زیارت کیے بغیر آجانا؟

سوال اگر کوئی حج کے لیے جائے اور زیارت روضہ کے بغیر آجائے، تو اس کا حج مکمل ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت کیے بغیر جو شخص واپس آجائے، حج تو اس کا ادا ہو گیا یعنی اس نے بے مروتی سے کام لیا اور زیارتِ شریفہ کی برکت سے محروم رہا۔ یوں کہہ لیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے جانا ایک مستقل عمل مندوب ہے جو حج کے اعمال میں تو داخل نہیں مگر جو شخص حج پر جائے اس کے لیے یہ سعادت حاصل کرنا آسان ہے۔ اس لیے حدیث شریف میں فرمایا "جس شخص نے بیت اللہ شریف کا حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا اس نے مجھ سے بے مروتی کی"۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۱۵۱)

مسئلہ جو شخص حج کرے اور مجبوراً پیسے خرچہ کی کمی کی وجہ سے مدینہ منورہ نہ جا سکے تو اس کا حج کامل اور پورا ہوے میں کچھ شبہ اور تردد نہیں ہے، البتہ استطاعت کے باوجود اگر مدینہ شریف نہ جاتا تو برا تھا، اور بڑی محرومی قسمت کی بات تھی، لیکن جب خرچہ کی کمی کی وجہ سے مجبور رہا تو اس پر کچھ مواخذہ نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج۶ ص۵۸۱ و مشکوٰۃ شریف ج۲۲ ص۳۵۲)

Marfat.com

مسجد نبوی میں کیا چالیس نمازیں پڑھنا ضروری ہے؟

سوال عمرہ ادا کر کے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری دی اور واپس آ گیا یعنی مدینہ طیبہ میں چالیس نمازیں پوری نہیں کی کیا کوئی گناہ ہے؟

جواب گناہ تو کوئی نہیں مگر مسجد نبوی ﷺ میں اس طرح چالیس نمازیں پڑھنے کی ایک خاص فضیلت ہے کہ تکبیر تحریمہ فوت نہ ہو۔ یہ فضیلت حاصل نہیں ہوئی۔

ایک حدیث شریف میں مسجد نبوی (ﷺ) میں چالیس نمازیں تکبیر تحریمہ کے ساتھ ادا کرنے کی خاص فضیلت آئی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں ”حضرت انسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس شخص نے میری مسجد میں چالیس نمازیں اس طرح ادا کیں کہ اس کی کوئی بھی نماز (باجماعت) فوت نہ ہو اس کے لئے دوزخ سے عذاب سے برأت لکھی جائے گی۔ اور نفاق سے بری ہوگا۔

(مسند احمد ج ۳ ص ۱۵۵، آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۵۲ و فتاویٰ محمودیہ ج ۳ ص ۱۸۶)

مسئلہ مسجد نبویؐ میں چالیس نمازیں با جماعت ادا کرنا افضل ہے ملازمت کی وجہ سے (وقت نہ مل سکا) نہ ہو سکے تو کوئی قباحت نہیں۔ حج میں کوئی خلل نہیں آئیگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۲۲)

مسئلہ روزانہ پانچوں وقت یا جس وقت موقع ہو روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر درود و سلام پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ روضۂ اقدس کا طواف کرنا حرام ہے اور روضہ کے سامنے جھکنا اور سجدہ کرنا حرام ہے۔

مسئلہ روضہ کی طرف بلا ضرورت شدیدہ پشت نہ کرے نہ نماز میں اور نہ نماز کے علاوہ۔

مسئلہ جب کبھی روضۂ مبارک کے برابر سے گزرے، حسب موقع تھوڑا بہت ٹھہر کر سلام پڑھے اگرچہ مسجد سے باہر ہی ہو۔

مسئلہ مدینہ منورہ کے قیام میں درود سلام، روزہ، صدقہ اور مسجد کے خاص ستونوں کے پاس نماز اور دعاء کی کثرت رکھے بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی جو مسجد ہے اس کا خیال رکھے اگرچہ ثواب ساری مسجد میں برابر ہے۔

مسئلہ روضۂ مبارکہ کی طرف دیکھنا ثواب ہے اور اگر مسجد کے باہر ہو تو قبہ کو بھی دیکھنا ثواب ہے۔

(معلم الحجاج ص ۳۲۵)

مسجد نبویؐ کی عظمت وتاریخ

مسجد نبویؐ کی عظمت اور فضیلت کے لیے یہی بات کیا کم ہے کہ اس کی تعمیر خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں نے فرمائی اور برسوں اس میں نماز پڑھی اس کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور اس کو اپنی مسجد کہاں ہے، آپؐ کا ارشاد ہے: ''میری مسجد میں ایک نماز پڑھنا دوسری مسجدوں میں ہزار نماز پڑھنے سے زیادہ افضل ہے، سوائے مسجدِ حرام کے''۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے میری اس مسجد میں مسلسل چالیس وقت کی نمازیں اس طرح پڑھیں کہ درمیان میں کوئی نماز بھی فوت نہیں ہوئی تو اس کے لیے جہنم کی آگ اور ہر عذاب سے برات لکھ دی جائے گی اور اسی طرح نفاق سے برأت لکھ دی جائے گی''۔ (مسند احمد، الترغیب)

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپؐ نے مسلمانوں کی اجتماعی عبادت کے لیے ایک مرکز کی ضرورت محسوس کی، چنانچہ آپؐ نے نماز ادا کرنے کے لیے ایک مسجد کی تعمیر کے لیے حکم فرمایا۔

حضرت ابوایوبؓ انصاری کے مکان کے سامنے ایک ناہموار زمین کا ٹکڑا تھا جو دراصل نخلستان تھا۔

یہ زمین دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی ملکیت تھی۔ بچے حضرت اسعد بن زرارہؓ کے زیر پرورش تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یتیم بچوں سے ارشاد فرمایا کہ یہ زمین ہمارے ہاتھ فروخت کر دو۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں مسجد تعمیر کی جائے۔ ان یتیم بچوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ ہم یہ زمین بلا معاوضہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی نہیں ہوئے اور یہ زمین دس دینار میں خرید لی۔ اور یہ دس دینار حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ادا کیے۔

چنانچہ آپؐ نے حکم دیا کہ کھجور کے درخت کاٹ دیئے جائیں اور ٹیلوں کو برابر کر دیا جائے۔ چند روز تک اسی حالت میں آپؐ نے نماز ادا فرمائی۔ پھر اس کی تعمیر کا انتظام فرمایا۔

مسجد نبویؐ کی بنیاد آپؐ نے اپنے دست مبارک سے رکھی۔ صحابہ کرامؓ تعمیر مسجد کے

Marfat.com

لئے پتھر اٹھا کر لاتے تھے۔ آپ بھی بہ نفس نفیس صحابہ کرامؓ کے ساتھ تعمیر مسجد میں مصروف رہتے۔

ابتداء اسلام میں قبلہ شمال کی جانب بیت المقدس کی سمت تھا، سن دو ہجری میں تحویل قبلہ کا حکم آیا تو کعبۃ اللہ کو قبلہ مقرر کیا گیا۔

مسجد نبویؐ کی تعمیر میں کھجور کے پتے اور تنے استعمال ہوئے تھے۔ بارش ہوئی تھی تو چھت ٹپکتی تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور جلیل القدر رفقاء اس گیلی زمین پر بھی بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہو جاتے۔

تقریباً دس سال تک سرور کائنات دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں نمازیں ادا فرمائیں۔

ریاض الجنۃ

مسجد نبوی کا وہ حصہ جو منبر اور قبر شریف کے درمیان ہے وہ ریاض الجنۃ کہلاتا ہے۔ اس مقام کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جو جگہ میرے گھر اور منبر کے درمیان ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

یعنی یہ جگہ حقیقت میں جنت کا ایک ٹکڑا ہے جو اس دنیا میں منتقل کر دیا گیا ہے اور قیامت کے دن یہ ٹکڑا جنت میں شامل ہو جائے گا۔

محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اس ریاض الجنۃ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلیٰ بھی ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر امامت فرمایا کرتے تھے۔ اس جگہ اب ایک خوبصورت محراب بنی ہوئی ہے، جو محراب نبویؐ کہلاتی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مصلیٰ رسول جیسی متبرک جگہ کی تعظیم کو برقرار رکھنے کی غرض سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھنے کی جگہ پر دیوار بنوا دی تھی البتہ قدم مبارک کی جگہ چھوڑ دی تھی تا کہ آپؐ کے سجدہ کی جگہ لوگوں کے قدموں سے محفوظ رہے۔ چنانچہ اب اگر کوئی حاجی مصلیٰ رسول کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو سجدے میں اس کی پریشانی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی جگہ ہوتی ہے۔

Marfat.com

گنبد خضراء

روضۂ اقدس کے اوپر گنبد خضریٰ ہے، اس سبز گنبد سے نور پھوٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے جو اطراف و اکناف کو روشن کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مینار نور ہے۔ مسلمان دنیا میں جہاں کہیں بھی ہو، اس کی سب سے بڑی تمنا و آرزو یہی ہوتی ہے کہ گنبد خضریٰ کو ایک نظر دیکھ لے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنھیں بار بار اسے دیکھنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔

سب سے پہلے ۶۷۸ھ میں الملک المنصور قلادن صالحی کے عہد میں روضۂ اقدس پر گنبد (قبہ) بنایا گیا۔ گنبد نیچے سے مربع اور اوپر سے مثمن (یعنی آٹھ گوشہ) تھا۔ دیواروں کے سروں پر لکڑی کی تختیاں اور ان کے اوپر سیسے کی پلیٹیں لگا دی گئیں۔

۸۸۶ھ میں الملک اشرف قائت بائی نے سنقر جمالی کو مسجد کی تعمیر و مرمت کی خدمت انجام دینے کے لیے بھیجا۔ سنقر جمالی نے روضۂ اقدس کی دیواروں پر ایک گنبد بنایا اور اس گنبد کے اوپر ایک دوسرا گنبد بھی تعمیر کرایا۔ پھر اس کے بعد ایک بہت بڑا گنبد بنایا جس نے دونوں گنبدوں کو گھیر رکھا تھا انھوں نے مسجد شریف کی مرمت اور چھت میں بھی چند اور گنبد تعمیر کرائے۔ اس وقت روضۂ اقدس کے گنبد کا رنگ سفید تھا اور اسے قبۃ البیضا کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

۸۸۸ھ میں سلطان قائت بائی نے روضۂ اقدس کی لکڑی کی مبارک جالیوں کی جگہ نئی جالیاں نحاس اصغر یعنی پیتل کی بے حد خوبصورت بنوائیں، اس میں ریاض الجنۃ کی طرف (مغرب میں) جو دروازہ بنوایا گیا اسے باب الرحمت یا باب الوفود کہا جاتا ہے قبلہ کی جانب روضۂ اقدس میں جھروکے بنوایا گیا اور ایک دروازہ بھی رکھا۔ مشرقی سمت والے دروازے کو باب فاطمہؓ اور شمالی دروازہ کو باب تہجد کہا جاتا ہے سلطان نے روضۂ اقدس کے اس کچے فرش کو جس پر حضور سرور کونین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پڑ چکے تھے، تبرکاً اسی حال میں رہنے دیا۔

سلطان سلیمان رومی نے دسویں صدی ہجری کے وسط میں روضۂ اقدس کا سنگ مرمر کا فرش بنوایا جو آج تک موجود ہے۔ روضۂ اقدس (مقصورہ شریف) کا طول شمالاً جنوباً ۱۶ میٹر یعنی تقریباً ۵۲ فٹ اور شرقاً و غرباً ۱۵ میٹر یعنی تقریباً ۴۹ فٹ ہے۔ چاروں گوشوں میں سنگ مرمر کے بڑے بڑے ستون ہیں جن کی بلندی چھت کے برابر تک ہے۔

۹۸۰ھ میں سلطان سلیم ثانی نے روضۂ اقدس کا قابل رشک گنبد بنوایا، اسے رنگین پتھروں سے سجایا اور پھر زردوزی نے اس کے حسن کو اور اجاگر کر دیا، گنبد پر سبز رنگ کرایا، جب

Marfat.com

کہ پہلے گنبد کا رنگ سفید تھا اسی دن سے عاشقانِ رسولؐ اس بے نظیر قبہ مبارک کو گنبد خضرا کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

یہاں ایک بات یاد رکھنے کی ہے کہ حضور پاک کے مزار پاک کے سامنے تین جالیاں ہیں اور تینوں میں سوراخ ہیں۔ عام لوگ بلکہ اکثر عرب حضرات بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ پہلی جالی میں حضور پاکؐ، دوسری جالی میں حضرت ابو بکرؓ اور تیسری میں حضرت عمر فاروقؓ آرام فرما رہے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ درمیانی والی ہی میں تینوں آرام فرما رہے ہیں۔ درمیان والی جالی میں ایک گول سوراخ رکھا گیا ہے۔ یہ آپؐ کے چہرۂ مبارک کے سامنے ہے اسی سوراخ سے تھوڑا ہٹ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک ہے جہاں پر حضرت ابو بکر صدیقؓ کا سر ہے، یہاں بھی ایک گول سوراخ ہے جو حضرت ابو بکر کے چہرہ مبارک کے سامنے ہے اور حضرت ابو بکر کے سینے کے پاس حضرت عمر فاروق کا سر ہے، ان کے چہرۂ مبارک کے سامنے بھی ایک گول سوراخ بنا ہوا ہے۔ گویا درمیان کی جالی میں تینوں آرام فرما رہے ہیں۔

جب آپ درمیان کی جالیوں کے سامنے کھڑے ہوں گے تو اس جگہ کی پہچان یہ ہے کہ درمیان کی جالی میں بائیں ہاتھ پر ایک گول سوراخ ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے سامنے ہے، اس کے ساتھ ہی ملا ہوا ایک دروازہ ہے جو بند رہتا ہے۔ اس کے فوراً بعد دائیں ہاتھ کی ہی طرف ایک گول سوراخ ہے یہ حضرت عمر کے چہرۂ مبارک کے سامنے ہے۔

(محمد رفعت قاسمی)

مسجد نبوی کے مخصوص سات ستون

ستونِ حنانہ

یہ محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس ستون کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، یہیں وہ کھجور کا تنہ دفن ہے جو لکڑی کا منبر بن جانے کے بعد آپ کے فراق میں بچوں کی طرح رویا تھا۔

ستون عائشہؓ

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میری مسجد میں ایک ایسی جگہ ہے

Marfat.com

کہ اگر لوگوں کو وہاں نماز پڑھنے کی فضیلت کا علم ہو جائے تو وہ قرعہ اندازی کرنے لگیں'' (طبرانی)
اس جگہ کی نشاندہی حضرت عائشہؓ نے فرمائی تھی۔ ستون عائشہؓ اسی مقام پر بنا ہوا ہے۔

ستون ابولبابہؓ

ایک صحابی حضرت ابولبابہؓ سے ایک قصور سرزد ہو گیا تھا۔ انہوں نے اپنے آپ کو یہاں بنے ہوئے ستون سے اس نیت سے باندھ لیا تھا کہ جب تک اللہ کی جانب سے میرا قصور معاف نہیں ہوگا تب تک میں اپنے آپ کو اسی سے باندھ کر رکھوں گا۔ چنانچہ ایک موقع وہ آیا کہ نبی کریم ﷺ نے ابولبابہ کو ان کے قصور کی معافی کی خوشخبری سنائی۔ اب اسی مقام پر ایک ستون بنا ہوا ہے جسے ستون ابولبابہ کہتے ہیں۔

ستون سریر

اس جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرماتے تھے اور رات کو یہیں آپؐ کے لئے بستر بچھا دیا جاتا تھا۔

ستون حرس

اس مقام پر حضرت علیؓ اکثر نماز پڑھا کرتے تھے اور اسی جگہ بیٹھ کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی کیا کرتے تھے۔ اس کو ستون علیؓ بھی کہتے ہیں۔

ستون وفود

اس جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے آنے والے وفود سے ملاقات فرماتے تھے۔

ستون تہجد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ تہجد کی نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

یہ تمام ستون مسجد کے اس حصہ میں ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی۔ ان ستونوں کے پاس جا کر دعاء استغفار کیجئے اور جب بھی موقع ملے ان کے پاس نوافل ادا کیجئے۔ یہ بڑے متبرک مقامات ہیں۔

Marfat.com

اصحاب صفّہ

صفہ سائبان کو اور سایہ دار جگہ کو کہا جاتا ہے قدیم مسجد نبوی کے شمال مشرقی کنارے پر مسجد سے ملا ہوا ایک چبوترا تھا، یہ جگہ اس وقت باب جبرئیل سے اندر داخل ہوتے وقت مقصورہ شریف کے شمال میں محراب تہجد کے بالکل سامنے ۲ فٹ اونچے کٹہرے میں گھری ہوئی ہے اس کی لمبائی ۴۰x۴۰ فٹ ہے اس کے سامنے خدام بیٹھے رہتے ہیں اور یہاں لوگ قرآن پاک کی تلاوٹ میں مصروف رہتے ہیں اگر آپ یہاں بیٹھ کر تلاوت کرنا چاہیں تو مشکل ہی سے جگہ مل سکے گی، یہاں وہ مسلمان رہتے تھے جن کا کوئی گھربار نہ تھا، نہ ہی بیوی بچے اور نہ کوئی اور۔ یہ اہل صفہ کہلاتے تھے اس لیے اس جگہ کو ''صفہ'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کی تعلیم حاصل کرتے، اور وقتاً فوقتاً تبلیغ اسلام کے لیے دوسرے مقامات پر جاتے تھے۔ یوں تو تمام صحابہؓ کی زندگی بہت سادہ تھی، مگر اصحاب صفہ کی زندگیوں میں اور بھی فقر وسادگی اور دنیاوی چیزوں سے بے نیازی اور بے تعلقی پائی جاتی تھی۔ یہ لوگ دن رات تزکیۂ نفس اور کتاب وحکمت کے حصول کی خاطر فیضان مصطفوی سے فیض یاب ہونے کے لیے خدمتِ نبویؐ میں حاضر رہتے تھے۔ نہ انھیں تجارت سے کوئی مطلب تھا اور نہ زراعت سے کوئی سروکار۔ ان حضرات نے اپنی آنکھوں کو آپؐ کے دیدار کانوں کو آپ کے کلمات اور جسم وجان کو آپ کی صحبت کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ یہ لوگ دین کی دولت سے مالا مال تھے، مگر دنیاوی زندگی میں افلاس وناداری کا یہ عالم تھا کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔

''میں نے ستر اصحابہ صفہ کو دیکھا جن کے پاس چادر تک نہیں تھی صرف تہبند تھا یا فقط کمبل، چادر کو گلے میں اس طرح باندھ کر لٹکا لیتے کہ وہ پنڈلیوں تک اور بعض کے گھٹنوں تک پہنچ جاتی تھی اور ہاتھ سے اسے تھامے رکھتے کہ کہیں ستر کھل نہ جائے۔ (بخاری شریف ج ا ص ۶۳)

زیارت روضۂ مقدسہ کے فضائل

حضرت سید المرسلین کی زیارت سرمایۂ سعادت دنیا وآخرت ہے اور اہل ایمان محبت کا مقصد اصلی اور حقیقی غایت اس کے فضائل بیان کرنے کی چنداں حاجت نہیں۔ مگر اس بارگاہ رحمت کرامت کی فیاضی کا مقتضی ہے کہ جو لوگ آستانہ عالی کی زیارت کے لیے جاتے ہیں ان کے لیے علاوہ اس دولت بے بہا یعنی دیدار جمال بے مثال روضۂ سرور انبیاء کے اور بھی بڑے بڑے

Marfat.com

اعلیٰ مدارج کا وعدہ کیا گیا ہے نمونہ کے طور پر دو چار حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری زیارت کے لیے آئے اور میری زیارت کے سوا اس کو کوئی کام نہ ہو تو میرے اوپر ضروری ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرے پھر بعد میری وفات کے میری قبر کی زیارت کرے وہ مثل اس شخص کے ہوگا جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص قصد کر کے میری زیارت کو آئے وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا اور جو شخص حرمین میں سے کسی مقام میں سے مر جائے گا اس کو اللہ قیامت کے دن بے خوف لوگوں میں اٹھائے گا۔

(۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بعد وفات میری زیارت کریگا گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہوگئی، اور میری امت میں جس کسی کو مقدور ہو پھر وہ میری زیارت نہ کرے تو اس کا کوئی عذر نہیں (سنا جائے گا)۔

حضرت ابن عمر کی عادت تھی کہ جب کسی سفر سے آتے تو سب سے پہلے روضۂ مقدسہ پر حاضر ہو کر جناب نبویؐ میں سلام عرض کرتے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز شام سے مدینہ منورہ قاصد بھیجا کرتے تھے اسلیے کہ وہ ان کا سلام بارگاہ رسالت میں پہنچادے اور یہ زمانہ جلیل القدر تابعین تھا۔

اسی قسم کی اور بھی بہت سی روایتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ اور تابعین اس زیارت پر کیسے دلدادہ تھے اور اس کے لیے کتنا اہتمام کرتے تھے اور درحقیقت مومن کے لیے حق سبحانہ کے دیدار کے بعد اس سے زیادہ اور کونسی دولت اور نعمت ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے اس قبۂ نور کی زیارت کرے اور اس کس بیکساں تکیہ گاہ ہر دو جہان کی خدمت میں سلام عرض کرے اور اس کے جواب سے مشرف ہو۔ (علم الفقہ ج۵ ص۸۵)

روضۂ اقدسؐ کی زیارت کا طریقہ

حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت بلاشبہ قرب الٰہی کا بہت بڑا ذریعہ ہے

Marfat.com

اور مہتم بالشان عمل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ارض پاک جہاں پر خیر الرسل سرور انبیاء کا مرقد ہے اللہ کے نزدیک اسے ایسی ایک خاص اہمیت اور برتری حاصل ہے جسے معرض تحریر میں نہیں لایا جاسکتا۔ مزید برآں زیارت قبور کا اصل مقصد آخرت کے تصور کا تازہ کرنا ہے، چنانچہ احادیث صحیحہ میں قبروں کی زیارت کرنے کی اجازت بہ صراحت آئی ہے، تاکہ انسان اس سے عبرت حاصل کر سکے اور آخرت کی یاد آئے۔ بس اگر زیارت قبر کا مقصد صحیح معنوں میں وہی ہے جو شارع علیہ السلام نے بتایا ہے تو بہر حال وہ امر مستحسن ہوگا۔ اور یہ امر تو ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت سے اہل دل پر جتنا اثر ہوتا ہے وہ اور دوسری عبادتوں سے بہت زیادہ ہے۔ پس جو شخص حضورؐ کی قبر کے سامنے پہنچ کر اس امر کا تصور کرے کہ آپ کو دعوت حق دینے اور لوگوں کو شرک کے اندھیرے میں ہدایت کی روشنی دکھانے کی راہ میں کیسے کیسے حالات سے دوچار ہونا پڑا اور کس طرح آپ کو دنیا میں اخلاق فاضلہ کے پھیلانے اور دنیا بھر کی برائیون کو مٹانے اور ایک ایسی شریعت کی تبلیغ کے لیے جس کی بنیاد تمام بنی نوع انسان کی اجتماعی بہبود کے حصول اور برائیوں کا قلع قمع کرنے کے لیے رکھی گئی ہے، کیسی کیسی مشکلات کا سامنا ہوا تو یقیناً دلوں میں اس رسولؐ کی محبت میں جاگزیں ہو جائے گی جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کیا تو ضرور ہے کہ ایسے اعمال کے بجالانے کی رغبت ہوگی جن کا حضورؐ نے حکم دیا اور لامحالہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی پر شرمسار ہوگا۔ اور اتنا ہو جائے تو اس کو بڑی کامیابی کہنا چاہیے۔

یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت اور نزول وحی کی سرزمین کے مشاہدہ اور ایسے مخلص نیکوکاروں کے مزار پر حاضری سے جنھوں نے دین حق کی حمایت میں اپنی جان اور اپنے مال کو اللہ کی راہ میں قربان کیا، بغیر اس کے کہ انھیں حکومت کا شوق ہو یا ان کا دل حیات دنیوی کی لذتوں اور دل فریبیوں کی جانب راغب ہو، بلکہ وہ اپنی دولت فراواں اور عیش بے اندازہ کو ترک کر کے اللہ کی راہ میں اور اس کی خوشنودی کی خاطر اعدائے دین کے مقابلے اور دین کی حمایت کے لیے نکل پڑے، ان کی پائیدار یاد تازہ ہوتی ہے اور اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اس سے زیارت کرنے والوں کے دلوں کو ایک کارگر نصیحت حاصل ہوتی ہے اور انسان ان بزرگان دین کے قول و فعل کی پیروی پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

اگر مسلمان حقیقی معنوں میں اس طریق عمل کو اختیار کریں جو ان قبروں میں آرام کرنے والوں نے اختیار کیا تھا، جس کے کارناموں نے رم وفارس کی سلطنتوں کو زک پہنچایا، تو انھیں

نمایاں تقویت حاصل ہو۔ ہر چند کہ آج مسلمانوں کی مادی قوت دشمنان اسلام کے مقابلہ میں قابل ذکر نہیں ہے تاہم مسلم قوم ایک ایسی اہمیت کی حامل ہے جس کا مقابلہ کوئی قوم نہیں کرسکتی۔

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت اور حضورؐ کے نیکوکار اصحابؓ کے مزارات (پر حاضری) تقرب الٰہی کا ایک بڑا ذریعہ اور خلوص نیت سے عمل کرنے والوں کے دل پر جو خدائے واحد کے پرستار اور خدا اور رسولؐ کے احکام پر عمل کرنے اور ممنوعات سے باز رہنے والے بامراد لوگ ہیں، نہایت گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ پس جب کہ قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بجائے خود ایک بہترین پند اور گہرے تاثر کا موجب ہو تو اسے بہترین اعمال صالحہ میں قرار دینے کے لیے کافی ہے، اس لیے دین حنیف نے اس کی رغبت دلائی ہے۔ پھر وہ مسلمان جسے حج بیت اللہ کی توفیق ہوئی اور جو قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہونے کے قابل ہے، اگر زیارت سے محروم رہے تو اس کے دل کو قرار وسکون کس طرح حاصل ہوسکتا ہے، اور یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک مسلمان مکہ میں یعنی مہبط وحی شہر مدینہ کے قریب ہو اور اس کے دل میں مدینہ پہنچے اور مزار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق رہ رہ کر نہ ابھرتا ہو۔

واضح ہو کہ فقہاء نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور دوسری مساجد کے لیے مندرجہ ذیل آداب زیارت مقرر کیے ہیں۔ انھوں نے بتایا ہے کہ جب کوئی شخص زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جانے کا ارادہ کرے تو تمام راستے کثرت سے سلام اور درود پڑھتا ہوا جائے، اور مکہ سے مدینہ کو جائے تو جب مدینہ منورہ کی فصیل نظر آئے تو حضورؐ پر درود وسلام بھیجے اور یوں کہے:

"اللّٰھم ھٰذا حرم نبیك فاجعله وقایة لی من النار واماناً من العذاب وسوء الحساب"۔

(بار الٰہا یہ تیرے نبی کا حرام ہے، اس کی برکت سے مجھے نار جہنم سے بچالے نیز عذاب اور سختی محاسبہ سے امان میں رکھ) اور چاہیئے کہ مدینے میں داخل ہونے سے پہلے اگر موقع ہو تو اور پھر داخل ہونے کے بعد غسل کرے اور خوشبو لگائے اور اپنا بہترین لباس زیب تن کرے اور مدینے میں عاجزی، سکون اور وقار کے ساتھ داخل ہو۔ اگر جگہ وموقع ہو تو حضورؐ کے منبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھے (نماز کے لیے) اس طرح کھڑا ہونا چاہیئے کہ منبر کا ستون دائیں شانے کے محاذ میں ہو۔ حضورؐ اس جگہ کھڑے ہوتے تھے۔ یہ جگہ قبر شریف اور منبر کے درمیان ہے۔

(ورنہ جہاں بھی جگہ ملے تو دو رکعت شکرانہ کی پڑھے) پھر اللہ تعالیٰ نے (یہاں تک پہنچنے کی) توفیق جو عطا فرمائی اس کا سجدۂ شکر بجالائے اور جو دل چاہے دعا مانگے۔ پھر وہاں سے چل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی جانب آئے اور حضورؐ کے سرہانے کی طرف قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو، پھر قبر کے تین چار ہاتھ کے فاصلہ پر پہنچ جائے، اس سے آگے نہ بڑھے، اور قبر کی دیوار پر ہاتھ نہ رکھے اور اس طرح ادب سے کھڑے ہو جیسے نماز میں کھڑے ہوتے ہیں، اور وہاں پر حضورؐ کی شکل مبارک کا تصور کرے کہ گویا وہ اپنے مرقد میں سو رہے ہیں اور گویا اس کی موجودگی کو جانتے ہیں اور اس کی بات سن رہے ہیں پھر کہے:

"السلام علیك یا نبی اللّٰہ ورحمة اللّٰہ وبرکاته، اشهد انك رسول اللّٰہ فقد بلغت الرسالة ادیت الامانة۔"

(یعنی السلام علیک یا نبی اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں اس امر کا گواہ ہوں کہ بلاشبہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ آپؐ نے حق رسالت پورا کر دیا اور اللہ کی امانت ادا کر دی۔ امت کو نصیحت فرمائی)

یا اللہ! قبر نبی علیہ السلام پر ہماری اس حاضری کو آخری موقعہ نہ بنا بلکہ اے ذوالجلال والاکرام ہمیں پھر واپس آنے کی توفیق عطا فرما)۔ اور اس (دعا کے وقت) نہ آواز بہت اونچی کرے اور نہ بالکل دھیمی ہو، اس کے بعد اسکا اسلام پہنچایا جائے جس نے اپنا سلام پہنچانے کی درخواست کی ہو۔ اسکے لیے یوں کہنا چاہئے:

"السلام علیك یا رسول الله من فلان ابن فلان یستشفع بك الی ربك فاشفع له ولجمیع المؤمنین"۔ (یعنی اے رسول اللہ! آپ پر فلاں بن فلاں کی جانب سے سلام ہو۔ وہ آپ کے پروردگار کی بارگاہ میں آپ کی شفاعت کا طالب ہے۔ پس اس کی اور تمام مسلمانوں کی شفاعت فرمائے) پھر جدھر حضورؐ کا چہرہ ہے اس طرف قبلہ کی جانب پشت کر کے کھڑا ہو اور جونسا درود چاہے پڑھے اور پھر کوئی ہاتھ بھر ہٹ کر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے سر کے سامنے جائے اور تب یہ کہے:

"السلام علیك یا خلیفة رسول اللّٰہ السلام علیك یا صاحب رسول اللّٰہ فی الغار السلام علیك یا رفیقه فی الاسفار"۔

(یعنی اے خلیفۂ رسول اللہ آپ پر سلام ہو۔ اے غار میں رسول اللہ کا ساتھ دینے والے آپ پر سلام ہو اور حضورؐ کے شریک سفر رہنے والے آپ پر سلام ہو) اسکے بعد وہاں سے

Marfat.com

ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کی طرف آنا چاہئے، وہاں پر یوں کہنا چاہئے:

"السلام علیك یا امیر المؤمنین، السلام علیك یا مظهر الاسلام، السلام علیك یا مکسر الاصنام، جزاك الله عنا افضل الجزاء ورضی الله عنه" (یعنی اے امیر المؤمنین آپ پر سلام ہو۔ اے اسلام کے پشت پناہ آپ پر سلام ہو، اے بتوں کو توڑنے والے آپ پر سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو بہترین اجر عطا فرمائے اور اس سے راضی ہو جس نے آپ کو خلیفہ بنایا)۔

اس کے بعد جو دعا یاد ہو وہ کرے اور جو جی چاہے دعا مانگے۔

زیارت قبر نبویؐ سے فارغ ہو کر (قبرستان) بقیع کی جانب جانا اور قبروں اور مزارات پر حاضر ہونا چاہئے، یہاں پر حضرت عباسؓ، حضرت حسنؓ بن علیؓ، زین العابدینؒ، ان کے فرزند محمد باقر اور ان کے بیٹے جعفر صادق، امیر المؤمنین سیدنا عثمانؓ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیمؓ اور متعدد ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی پھوپھی صفیہؓ نیز دوسرے بہت سے صحابہؓ وتابعینؒ بالخصوص امام مالکؒ اور سیدنا نافعؒ کے مزارات کی زیارت کی جائے۔ اور مستحب یہ ہے کہ جمعرات کے روز شہدائے اُحد بالخصوص سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کی جائے اور وہاں پر کہے: "سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار سلام علیکم دار قوم مؤمنین وانا ان شاء الله بکم لاحقون"۔ (یعنی اے اہل قبور! وہ صبر واقامت جس کا تم نے مظاہرہ کیا اس پر تمہیں سلام ہو۔ دار آخرت کیسی اچھی جگہ ہے، ایمان والوں کی اس اقامت گاہ پر سلام ہو ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں) یہاں پر آیت کرسی اور سورۂ اخلاص (قل هو الله احد) پڑھنی چاہئے اور ہفتہ کے روز مسجد قبا پر آنا مستحب ہے۔

مستحب یہ ہے کہ جب تک مدینہ میں رہنا ہو تو تمام نمازیں مسجد نبویؐ میں ادا کی جائیں اور جب اپنے شہر میں واپسی کا ارادہ ہو تو دو رکعت نماز وداع مسجد میں ادا کی جائے اور جو مراد ہو اس کے لیے دعا مانگی جائے اور پھر حضورؐ کی قبر پر آ کر دعائیں مانگے۔ اللہ دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔ (آمین) (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج۱ ص۱۱۸۰)

(اور یہ تصور اور خیال کرتے ہوئے کہ میں بارگاہ عالی مقام میں حاضر ہوں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم میری گذارش بہ نفس نفیس سن رہے ہیں۔ پورے ادب کے ساتھ ہلکی آواز سے صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرے۔ اور شفاعت کی درخواست پیش کرے۔ صلوٰۃ وسلام کے صیغے مختصر بھی ہیں اور

طویل بھی جس طرح کا ذوق ہو اسے اختیار کرے البتہ عام لوگوں کے لیے مختصر سلام بہتر ہوگا۔)

الصلوٰة والسلام علیك یا رسول اللّٰه

''اے اللہ کے رسول آپ پر درود و سلام''

الصلوٰة والسلام علیك یا حبیب اللّٰه

''اے اللہ کے محبوب آپ پر درود و سلام''

الصلوٰة والسلام علیك یا خیر خلق اللّٰه

''اے اللہ کے مخلوق میں سب سے بہتر آپ پر درود و سلام''۔

السلام علیك ایها النبی ورحمة اللّٰه وبرکاته

''اے اللہ کے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں''

طویل سلام کا ذوق ہو تو حج و زیارت پر لکھی جانے والی کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے۔

مدینہ منورہ میں قیام کے ایک ایک لمحہ کو غنیمت سمجھا جائے جس قدر ہو سکے طاعت و عبادت میں صرف کرے۔ ہر نماز جماعت کے ساتھ مسجد نبویؐ میں ادا کرے بلکہ کوشش کرے کہ ریاض الجنۃ یا اس حصے میں پڑھے جو حضور اقدسؐ کے زمانہ میں مسجد تھی۔ درود شریف کا ورد ہر وقت جاری رکھے۔ کثرت کے ساتھ روضۂ اقدسؐ پر حاضری دیتا رہے۔ اور سلام عرض کرتا رہے کیونکہ پھر یہ دولت کہاں نصیب ہوگی۔ اور زیادہ سے زیادہ وقت مسجد نبویؐ میں گذارے۔

اکثر ہجوم کی وجہ سے مواجہہ شریف میں پہنچ کر سکون و اطمینان سے صلوٰۃ و سلام اور عرض و مناجات کا موقع نہیں مل پاتا ہے۔ البتہ تجربہ کے مطابق مندرجہ ذیل تین اوقات میں اس کا موقع مل سکتا ہے۔ (۱) عشاء کے تقریباً ایک گھنٹہ بعد (۲) فجر کے ڈیڑھ گھنٹہ بعد (۳) ظہر کے ایک گھنٹہ بعد۔

اگر مواجہہ شریف میں اطمینان و سکون کے ساتھ صلوٰۃ و سلام کا موقع نہ مل سکے تو مسجد نبویؐ میں جس جگہ سے بہ سہولت ہو سکے صلوٰۃ و سلام اور درود شریف کا ورد رکھے۔

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران ہر نماز کے بعد کوشش کرے کہ احادیث مبارکہ میں وارد شدہ درود و سلام کے چالیس صیغے ایک بار پڑھ لے۔ انشاء اللہ اس کے بہت فوائد محسوس کرے گا۔ یا نماز میں پڑھے جانے والا درود شریف ہی پڑھتا رہے۔

آپ سے التجاء ہے کہ آپ جب روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا اور اپنے اقارب

Marfat.com

واحباب کا درود وسلام پیش فرمائیں تو اس گنہگار کا درود وسلام بھی پہنچادیں۔ جو شخص میرے سلام ودرود کو میرے آقا تک پہنچائے اللہ تعالیٰ اس کو جزائے خیر عطا فرمائے)۔ آمین محمد رفعت قاسمی

مدینہ منورہ کی دیگر زیارت گاہیں

جنت البقیع

مدینہ طیبہ میں مسجد شریف اور روضۂ مقدسہ کے بعد سب سے اہم مقام وہاں کا قدیمی قبرستان جنت البقیع ہے جو حرم نبوی سے بہت تھوڑے فاصلے پر ہے اس میں اکثر ازواج مطہرات بنات طاہرات اور اہل بیت نبوت، جلیل القدر صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین، بے شمار ائمہ عظام اور اولیاء کرام محو استراحت ہیں۔ اہل بقیع میں سب سے افضل عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مرقد ہے، ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ اور میمونہؓ کو چھوڑ کر باقی تمام ازواج مطہرات اسی جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائی حلیمہ سعدیہؓ اور حضورؐ کے صاحبزادے سیدنا ابراہیمؓ، حضرت فاطمۃ الزہراء اور حضورؐ کی دیگر صاحبزادیاں حضرت سیدنا عباسؓ، حضرت سیدنا امام حسنؓ، سیدنا علی ابن حسین (زین العابدینؓ) امام محمد باقرؒ، حضورؐ کے رضاعی بھائی حضرت عثمان بن مظعونؓ، حضورؐ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ، حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسدؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، فاتح عراق سعد بن وقاصؓ، عقیل بن ابی طالبؓ، عبداللہ بن مسعودؓ اور صاحب مذہب امام مالکؒ اسی جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔

جبلِ اُحد

اُحد وہ پہاڑ ہے جس کے متعلق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نحِبُّہ یُحِبُّنَا" (ہم کو اس سے محبت ہے اور اس کو ہم سے محبت ہے)۔ اسی پہاڑ کے دامن میں جنگِ اُحد شوال ۳ھ میں ہوئی تھی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود شدید زخمی ہوئے تھے اور تقریباً ستر جاں نثار صحابہ شہید ہوئے تھے۔ جن میں آپؐ کے چچا حضرت حمزہؓ بھی تھے۔ یہ سب شہداء کرام یہیں مدفون ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہتمام سے یہاں تشریف لاتے اور ان شہیدوں کو سلام ودعا سے نوازتے تھے۔ معتمد روایتوں سے ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر بھی یہاں

Marfat.com

تشریف لایا کرتے تھے۔لہٰذا کم از کم ایک مرتبہ یہاں حاضری ضرور دیں اور شہداء کرام کو مسنون طریقے سے سلام عرض کر کے ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت ورحمت کی دعا کیجئے اور اللہ ورسول کے ساتھ سچی وفاداری اور دین پر اپنی استقامت کی دعا اپنے لئے مانگئے۔

مدینہ کی مسجدیں

فضیلت مسجد قباء

اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کا قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے"لمسجد اُسّس علی التقویٰ من اول یوم احق ان تقوم فیہ"(سورۃ توبہ)

ترجمہ: جو مسجد اول روز سے تقویٰ پر قائم کی گئی تھی وہی اس کے لیے زیادہ موزوں ہے کہ آپ اس میں عبادت کے لیے کھڑے ہوں۔

حدیث شریف میں اس کی فضیلت کو امام بخاریؒ نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہفتہ کے روز پیدل سوار ہو کر مسجد قباء تشریف لاتے اور دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص گھر میں وضو کر کے مسجد قباء آئے اور دو رکعت نماز ادا کرے اس کو عمرہ جتنا ثواب ملے گا۔

مسجد قباء

مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر جو آبادی ہے اسے قباء کہا جاتا ہے یہاں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے،ان میں عمرو بن عوف کا خاندان بھی تھا۔اس خاندان کے سربراہ کلثوم بن الہدم تھے۔آپؐ نے قبا میں چار دن قیام فرمایا۔یہ شرف اسی خاندان کے مقدر میں لکھا تھا۔

قیام قباء کے درمیان تاریخ اسلام کے زریں باب کی تعمیر مسجد جسے مقدس شاہکار سے شروع کیا گیا۔حضرت کلثوم بن الہدم کی ایک افتادہ زمین جہاں کھجوریں خشک کی جاتی تھیں،اسی مبارک قطعۂ زمین پر آپؐ نے اپنے دستِ حق پرست سے مسجد قباء کی بنیاد رکھی۔مسجد کی تعمیر میں مزدوروں کے ساتھ شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم بھی مصروف کار رہے،بھاری اور وزنی پتھر اٹھاتے، عقیدت مند آتے اور عرض کرتے"یارسول اللہ! آپ پر ہمارے ماں باپ قربان جائیں،آپ

Marfat.com

چھوڑ دیں، ہم اٹھائیں گے"۔

آپ ان کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے چھوڑ دیتے مگر پھر بھی اسی وزن کا دوسرا پتھر اٹھا لیتے۔ اسلام کی تاریخ میں یہی مسجد سب سے پہلے تعمیر ہوئی ہے۔

مسجد الجمعہ

اس مسجد کے دو نام اور ہیں، مسجد الوادی اور مسجد عاتکہ یہ مسجد مدینہ طیبہ سے قباء جاتے ہوئے راستہ میں ملتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب قباء سے مدینہ طیبہ تشریف لا رہے تھے آپؐ نے اس جگہ پر پہلی نماز جمعہ پڑھی تھی۔ اس جگہ مسجد بنا دی گئی ہے جو مسجد الجمعہ کہلاتی ہے۔

مسجد مصلّٰی

مدینہ طیبہ سے غربی جانب یہ عیدگاہ ہے۔ یہاں حضورؐ عیدین کی نماز ادا فرماتے تھے اس کو مسجد عمامہ بھی کہتے ہیں۔

مسجد ابو بکرؓ

عیدگاہ کے شمال جانب ایک مسجد ہے جس میں بعض روایات میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اس جگہ نفل پڑھنا اور بعض روایات میں اپنے زمانہ خلافت میں یہاں نماز پڑھنا مروی ہے۔

مسجد علیؓ

یہ مسجد بھی عیدگاہ سے قریب ایک وسیع مسجد ہے۔ یہاں حضرت علیؓ کا عیدین کی نماز پڑھنا مروی ہے۔

مسجد بغلہ

اس مسجد کا دوسرا نام بنو ظفر ہے۔ یہ مسجد جنت البقیع کے پورب میں ہے۔ اس مسجد کے پاس ایک پتھر ہے اس کے متعلق ایک روایت ہے کہ اس پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کے سُم کا نشان ہے اسی وجہ سے اس کو مسجد بغلہ کہتے ہیں۔

Marfat.com

مسجد الاجابہ

یہ مسجد جنت البقیع کے اتر جانب ہے۔ بنو معاویہ بن مالک جو انصار کے ایک قبیلے تھے ان کی مسجد ہے یہاں حضور ایک دن تشریف لائے اور نماز ادا کی اور دیر تک دعا کرتے رہے جو قبول ہوئی۔

مسجد سُقیا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر جاتے ہوئے یہاں نماز ادا فرمائی تھی۔

مسجد احزاب (فتح اعلیٰ)

یہ مسجد سلع پہاڑی کے پچھمی کنارے پر واقع ہے غزوہ خندق کے موقع پر تین دن مسلسل کفار پر فتح پانے کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں دعا فرمائی۔ چوتھے روز دعا قبول ہوئی اور فتح نصیب ہوئی۔ اسی وجہ سے اس کو مسجد فتح بھی کہتے ہیں، اسی کے قریب پانچ مسجدیں اور ہیں۔ مسجد ابوبکر، مسجد عمر، مسجد عثمان، مسجد علی اور مسجد سلیمان فارسی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ یہ چھ مسجدیں (مسجد ستہ) کہلاتی ہیں۔ یہ مسجدیں غالباً ان مقامات پر ہیں جہاں صحابہ کرام جنگ احزاب میں مورچہ پر متعین تھے۔

مسجد بنی حرام

مدینہ منورہ سے مسجد احزاب جاتے ہوئے داہنی طرف ہے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے اس کے قریب ایک غار ہے جس کو کہف بنو حرام کہتے ہیں۔ اس غار میں جنگ خندق کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو آرام فرماتے تھے۔ اس غار میں حضور پر وحی بھی نازل ہوئی تھی۔

مسجد ذباب

یہ مسجد جبل ذباب پر ہے جنگ خندق کے موقع پر اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ نصب ہوا تھا۔ اور اسی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز بھی پڑھی تھی۔

مسجد قبلتین

مدینہ منورہ کے شمال وغروب میں وادی عقیق کے قریب واقع ہے، اس میں دو محراب بنی ہوئی ہیں۔ اس میں ایک محراب بیت المقدس کی طرف اور دوسری خانۂ کعبہ کی جانب بنی ہوئی ہے۔ آنحضرت ایک مرتبہ وہاں تشریف لے گئے۔ اور ظہر کا وقت ہوگیا آپ نماز پڑھا رہے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ فول وجھک شطر المسجد الحرام۔ (اب آپ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کیجئے)۔

مسجد فضیخ

بنونضیر یہودیوں کا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ فرمایا، اسی جگہ آپ کا خیمہ نصب ہوا تھا، اور چھ روز تک آپؐ نے اس جگہ نماز ادا فرمائی۔ یہ مسجد بلندی پر سیاہ پتھر کی بنیاد پر بشکل مربع بغیر چھت کے مسجد قبا کے مشرق جانب تھی۔

مسجد بنی قریظہ

یہودی بنی قریظہ کے محاصرہ کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں قیام فرمایا تھا اور ایک گوشہ میں نماز پڑھی تھی۔

مسجد ابراہیم (ماریہ قبطیہ)

ماریہ قبطیہ ابراہیم بن نبی کریمؐ کی والدہ ماجدہ کا ایک چھوٹا سا باغ تھا۔ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ یہیں پیدا ہوئے۔ حضورؐ اس باغ کے ایک حصہ میں نماز ادا فرماتے تھے، یہ مسجد، بنوقریضہ کی مسجد سے شمال کی طرف واقع ہے۔

مسجد البقیع (مسجد ابیؓ)

یہ مسجد جنت البقیع کے متصل ہے اس جگہ حضرت ابی ابن کعبؓ کا مکان تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہاں تشریف لاتے اور نماز پڑھتے۔

مسجد ابوذر (مسجد طریق السافلہ)

یہ مسجد سید الشہداء حضرت حمزہؓ کے مزارِ مقدس کو جو راستہ گیا ہے اس پر واقع ہے۔ اس

Marfat.com

جگہ حضورؐ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی ہے اور اسی مقام پر آپ کو مژدہ دیا گیا کہ جو امتی آپؐ پر درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ درود بھیجے گا۔ اس مژدہ پر آپ نے بہت ہی طویل سجدۂ شکر ادا فرمایا تھا۔
(تفصیل وکمل معلومات دیکھئے مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد از ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی صاحب)

آدابِ مدینہ طیبہ ایک نظر میں

آداب مدینہ طیبہ

(۱) راستے میں کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھیں جب شہر مدینہ نظر آئے تو زیادہ اشتیاق اور بے قراری کے ساتھ پڑھیں (۲) مدینہ طیبہ پہنچ کر اپنا سامان اطمینان کے ساتھ رکھیں اور اگر ہو سکے تو غسل وغیرہ کر کے مسجد نبوی میں حاضر ہوں۔ (۳) مسجد نبوی میں داخل ہوتے ہوئے بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتك پڑھ کر داہنا پیر رکھیں۔ جب بھی مسجد نبوی میں داخل ہوں اعتکاف کی نیت کریں۔ (۴) مسجد نبوی میں داخل ہونے کے بعد جگہ مل سکے تو روضۃ الجنۃ میں دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھیں، ورنہ جہاں جگہ مل جائے پڑھ لیں بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو (۵) اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوں اور مواجہ شریف کے سامنے ذرا سا بائیں طرف مڑ کر کھڑے ہو کر یہ سلام پڑھیں:
السلام علیك یا رسول اللہ، السلام علیك یا حبیب اللہ السلام علیك یا شفیع المذنبین، السلام علیك یا خاتم النبین السلام علیك وعلیٰ آلك واصحابك اجمعین، السلام علیك یا ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاته۔ (۶) اس کے بعد تقریباً ایک ہاتھ ہٹ کر داہنی جانب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے چہرۂ مبارک کے سامنے حاضر ہو کر اس طرح سلام کہے السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ ابا بکر الصدیقؓ۔ (۷) اس کے بعد پھر ایک ہاتھ داہنی جانب ہٹ کر حضرت عمرؓ کو اسی طرح سلام کریں السلام علیک یا امیر المؤمنین عمر فاروقؓ۔ (۸) جتنے دن قیام مدینہ طیبہ میں رہے روزانہ اسی طرح حاضر ہو کر سلام کرنا چاہئے (۹) قیام مدینہ میں درود شریف کی کثرت رہے درود شریف مختصر یہ ہے اللّٰھم صل علیٰ محمد ن النبی الامی وعلیٰ الہٖ وسلم تسلیماً۔ صلوٰۃ وسلام کی چہل حدیث چھپی ہوئی ملتی ہے اس کو ساتھ رکھیں تو بہتر ہے۔ اسی کو پڑھا کریں۔ (۱۰) مسجد قبا کی زیارت کریں حدیث شریف میں ہے کہ اس میں دو رکعت نفل کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے (۱۱) احد پہاڑی کی زیارت کریں حدیث شریف

Marfat.com

میں ہے کہ ہم کو اس سے محبت ہے اور اس کو ہم سے محبت ہے (۱۲) احد پہاڑ کے دامن میں ستر جاں نثار صحابہ اکرام مدفون ہیں ان کی قبروں کی زیارت کرے اور ایصال ثواب کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ بھی ان میں دفن ہیں (۱۳) جنت البقیع کی زیارت کریں وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاںؓ، آپؐ کے صاحبزادےؓ، دوسرے اہل بیتؓ بہت سے جلیل القدر صحابہ کرامؓ، بے شمار ائمہ عظامؒ اور شہداءؒ مدفون ہیں۔ حضرت عثمانؓ بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں (۱۴) مدینہ طیبہ میں آٹھ روز قیام رہے تاکہ چالیس نمازیں پوری ہو جائیں۔ حدیث شریف میں ہے جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں ادا کرے اور کوئی نماز اس کی فوت نہ ہو تو اس کے لیے دوزخ سے برات لکھی جائے گی اور عذاب اور نفاق سے برات لکھی جائے گی (۱۵) زیارت کے وقت روضہ کی دیواروں کو چھونا یا بوسہ دینا یا لپٹنا ناجائز اور بے ادبی ہے (۱۶) روضہ کی طرف بلا ضرورت شدیدہ پشت نہ کرے نہ نماز میں نہ خارج نماز میں (۱۷) جب کبھی روضۂ مبارک کے برابر سے گزرے حسب موقعہ تھوڑا بہت ٹھہر کر سلام پڑھے اگرچہ مسجد سے باہر ہی ہو (۱۸) روضۂ شریف کی طرف دیکھنا ثواب ہے اور اگر مسجد کے باہر ہو تو قبہ کو بھی دیکھنا ثواب ہے (۱۹) جب مدینہ طیبہ سے واپسی ہو تو مسجد نبوی میں دو رکعت نفل پڑھ کر روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر آخری درود و سلام پڑھے اور دعا مانگے (۲۰) جب اپنا شہر قریب آئے یہ دعا پڑھے آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون۔ (۲۱) اگر مکروہ وقت نہ ہو تو اپنی بستی میں پہنچ کر پہلے دو رکعت نفل اپنی مسجد میں پڑھیں اس کے بعد گھر آئیں (۲۲) جب گھر میں داخل ہوں یہ دعا پڑھیں اوبا اوبا لربنا توبا لا یغادر علینا حوبا (مسنون دعائیں) (۲۳) گھر میں پہنچ کر بھی دو رکعت نفل پڑھیں اور حق تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اس نے سلامتی اور عافیت کے ساتھ سفر پورا فرمایا اور اس سعادت کبریٰ نعمت عظمیٰ سے مشرف فرمایا (۲۴) جب حاجی لوگ حج سے واپس آئیں تو ان سے ملاقات کرو سلام و مصافحہ کرو اور ان کے گھر پہنچنے سے پہلے اپنے لئے دعاء کراؤ۔ حاجی کی دعاء قبول ہوتی ہے۔ (۲۵) حاجی کو رخصت کرنے یا واپسی کے وقت لینے کے لئے عورتوں کا ساتھ چلنا، ہنگامہ اور جشن سا منانا، عورتوں سے مصافحہ کرنا، فوٹو گرافی کرنا، ویڈیو ریکارڈنگ کرنا، پھر پر تکلف دعوتوں کا اہتمام کرنا یہ سب بہت بری حرکتیں ہیں (۲۶) حج کے مقبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ حج کے بعد اعمال صالحہ کا اہتمام اور پابندی زیادہ ہو جائے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت بڑھ جائے۔ اس لئے حج کے بعد اپنے اعمال و اخلاق کا خاص طور سے خیال رکھنا چاہئے اور طاعت و عبادت میں خوب سعی کرنا چاہئے، معصیت اور اخلاقِ

Marfat.com

رذیلہ سے نفرت اور اجتناب کرنا چاہئے۔ اور دینی اعمال کی طرف زیادہ سے زیادہ لگنا چاہئے۔ بہتر ہے کہ دینی ماحول میں رہا کرے ہو سکے تو تبلیغی جماعت میں شریک رہے۔ بزرگوں کی خدمت میں حاضری دیتا رہا تا کہ نیک صحبت میسر ہو، کیونکہ ماحول بہت خراب ہے جو آدمی کو جلدی متاثر کر دیتا ہے۔ اپنی حفاظت مشکل ہو جاتی ہے۔ نیز اس کے لیے دعا بھی کرتا رہے۔

(بیان فرمودہ شیخ مفتی محمود حسن مفتی اعظم دار العلوم دیو بند: ماہنامہ النور ۲۰۰۲ء)

حاجیوں کا استقبال کرنا؟

مسئلہ حاجیوں کا استقبال تو اچھی بات ہے ان سے ملاقات اور مصافحہ و معانقہ بھی جائز ہے اور ان سے دعا کرانے کا بھی حکم ہے لیکن یہ پھول اور نعرے وغیرہ حدود سے تجاوز ہے اگر حاجی کے دل میں عجب پیدا ہو جائے حج ضائع ہو جائے گا۔ اس لئے ان چیزوں سے احتراز کرنا چاہئے۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۶۲)

مسئلہ حاجی کے گلے میں ہار وغیرہ ڈالنا یہ سب طریقے خلاف سنت اور غلط اور قابل ترک ہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۳ ص ۲۰۲)

مسئلہ حج کو جانے والے کو نعروں کے ساتھ رخصت کرنا یہ ایک نمائش ہے۔ (جو کہ جائز نہیں ہے)۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۸۲)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم حاجی سے ملو تو اسے سلام کرو اور اس سے مصافحہ کرو اور اس کے گھر میں جانے سے پہلے اس سے اپنے لئے دعاءِ مغفرت کراؤ کیونکہ وہ بخشا بخشایا آیا ہے۔

تشریح حج کر کے واپس آنے والے کے ساتھ وطن کے لوگوں کو تین کام کرنے چاہئیں۔

(۱) اس کا استقبال کرنا یعنی کچھ فاصلہ سے لینے کے لیے جانا۔

(۲) سلام و مصافحہ کے بعد اس کو دعاء دینا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا حج قبول فرمائے۔

(۳) اس سے اپنے لئے دعاءِ مغفرت کرانا۔

اس کی ایک عمدہ صورت تو یہ ہے کہ اسٹیشن پر یا بستی میں آکر مسجد میں (حاجی دو رکعت نفل پڑھ کر) سب دعاء کریں، حاجی دعاء کرائے اور باقی سب آمین کہیں، اور یہ بھی مناسب ہے ہر شخص کے لیے ملاقات کے وقت علیحدہ علیحدہ مختصر اور جامع الفاظ میں دعاء کر دی جائے۔

(الترغیب الترہیب ج ۲ ص ۲۰ بحوالہ مسند احمد ج ۷ ص ۲۲۶ و مجمع الزوائد ج ۴ ص ۶)

اپنے عزیز واقرباء کو اور دوست احباب کو خوشی کے موقع پر مبارک باد دینے کی عام ہدایت تو ہے ہی خاص طور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کی مبارک باد بھی دی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عروہ بن مضرین طائی کو حج کی مبارک بادی دی تھی۔

(مجمع الزوائد: ج۳ص۲۶۴)

اس لیے حجاجِ کرام کو ان کے حج کی مبارک باد بھی دیجئے گا، اور انھیں ان کے حج کے مقبول ہونے کی دعاء بھی دیجئے اور اتنا کہنا بھی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا حج وعمرہ قبول فرمائے اور اپنے لئے دعاء کی درخواست کریں کیونکہ حاجی کی دعاء قبول ہوتی ہے۔ (محمد رفعت قاسمی)

حاجیوں کی آمد پر دعوت کرنا؟

مسئلہ اگر رشتہ دار صلہ رحمی کی نیت سے یا کوئی قریبی تعلق والا اس مبارک سفر کی نسبت پر حاجی کے اعزاز میں سیدھے سادے طریقے پر پورے اخلاص کے ساتھ ان کی دعوت کرے یا ہدیہ پیش کرے بشرطیکہ دونوں اس کو ضروری نہ سمجھتے ہوں۔ دینے والا صرف رضاء الٰہی کے لیے پیش کرے، دکھاوا، شہرت اور بڑائی ہرگز مقصود نہ ہو اور لینے والے کو بھی پورا اطمینان ہو یہ دل سے اخلاص کے ساتھ ہدیہ پیش کر رہا ہے یا دعوت کر رہا ہے، بدلہ چکانے یا آئندہ وصول کرنے کا بالکل شائبہ نہ ہو تو یہ فی نفسہ مباح اور انشاء اللہ باعث اجر ہے۔

مگر آج کل ان چیزوں پر جس انداز سے عمل ہو رہا ہے وہ عموماً رسم ورواج کے طور پر ہے اس لیے اس زمانہ میں ان چیزوں سے احتراز ہی ضروری ہے اور ان رسم ورواج کے بند کرنے کا ہی حکم کیا جائے گا۔

آج کل عموماً ایسا ہوتا ہے کہ حج میں جانے والا اگر دعوت نہ کرے یا لوگ اس کی دعوت نہ کریں تو جانبین میں برا مانتے ہیں اور دعوتوں کو اس قدر ضروری سمجھا گیا ہے کہ نہ کرنے پر شکایتیں ہوتی ہیں، طعنے سنائے جاتے ہیں اور گاہے ان دعوتوں میں فضول خرچی ہوتی ہے، خوب دھوم دھام ہوتی ہے۔

یہی حال ہدایا اور سوغات کی لین دین کا بھی ہے، انھیں کو بھی ضروری سمجھ لیا گیا ہے، یہاں بھی وہی شکایتیں ہوتی ہیں اور نیت بھی عموماً صحیح نہیں ہوتی، دینے والے عموماً دکھاوے، شہرت اور بڑائی کے خیال سے دیتے ہیں اگر نہیں دیں گے تو لوگ کیا کہیں گے، خالی ہاتھ ملاقات

Marfat.com

کے لیے جانا معیوب اور اپنے لئے باعث خفت سمجھتے ہیں، ہدیہ پیش کرنے میں جو اخلاص، للّٰہیت اور خوش دلی ہونا چاہئے وہ عموماً نہیں ہوتی، صرف لعن وطعن کے بچنے یا بدلہ چکانے یا آئندہ بدلہ وصول کرنے کے خیال سے ہوتا ہے، اور جو ہدیہ اس خیال سے پیش کیا جائے ایسا ہدیہ تو قبول کرنا بھی جائز نہیں، حدیث شریف میں ہے "کسی مسلمان کا مال اس کی دل کی خوشی کے بغیر حلال نہیں" نیز حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منع فرمایا ان لوگوں کی دعوت قبول کرنے سے جو فخر کے لیے کھانا کھلائیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ایک چیز جو مباح کے درجہ میں تھی اسے ضروری سمجھ لیا گیا ہے اور لزوم کا درجہ دیدیا گیا ہے۔ اور شرعی قاعدہ یہ ہے کہ اگر مباح چیز کو ضروری سمجھ لیا جائے تو وہ قابل ترک ہے اور خاص کر اگر اس میں غیر شرعی امور شامل ہوجائیں تو اس کا ترک انتہائی ضروری ہوجاتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱۰ ص ۱۸۳ و اصلاح الرسوم: ۹۷)

حج سے واپسی پر حاجی کا دعوت کرنا؟

مسئلہ حج اسلام کا عظیم الشان رکن ہے اور بہت بڑی نعمت ہے اس کی ادائیگی پر اگر کوئی شخص شکریہ کے طور پر غرباء و مساکین اور اعزہ واحباب کو کھانا کھلائے یا کچھ ہدیہ دے تو شرعاً درست ہے لیکن بعض جگہ اس میں ریاء اور فخر کی شان ہوتی ہے گویا کہ اپنے حج کا اعلان ہوتا ہے کہ حج کرکے آئے ہیں، اور بعض جگہ پر کھانا لازم اور ضروری تصور کیا جاتا ہے یہاں تک کہ اگر اپنے پاس پیسہ نہ ہو تو قرض لیکر کھلایا جاتا ہے اور بعض دفعہ اس کے لیے سودی قرض لیا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں شریعت کی طرف سے اس کی اجازت نہیں، اس سے پرہیز کیا جائے، اس طرح کھلانے سے بھی اور ایسا کھانا کھانے سے بھی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۱۸۵)

حاجیوں کا تحفے تحائف دینا؟

سوال اکثر لوگ جب عمرہ یا حج کے لیے جاتے ہیں تو ان کے عزیز انھیں تحفہ میں مٹھائی، نقد روپیہ وغیرہ دیتے ہیں اور جب یہ لوگ حج کرکے واپس آتے ہیں تو تبرک کے نام سے ایک رسم ادا کرتے ہیں جس میں کھجوریں، زمزم، اور ان کے ساتھ دوسری چیزیں رسماً بانٹتے ہیں، کیا یہ رواج درست ہے؟

Marfat.com

جواب: عزیز واقارب اور دوست احباب کو تحفے تحائف دینے کا تو شریعت میں حکم ہے کہ اس سے محبت بڑھتی ہے۔ مگر دلی رغبت ومحبت کے بغیر محض نام کے لیے یا رسم کی لکیر پیٹنے کے لیے کوئی کام کرنا بری بات ہے۔ حاجیوں کو تحفے دینا اور ان سے تحفے وصول کرنا آج کل ایسا رواج ہوگیا ہے کہ محض نام اور شرم کی وجہ سے یہ کام خواہی نخواہی کیا جاتا ہے۔ یہ شرعاً چھوڑنے کے لائق ہے۔

(آپ کے مسائل ج۴ ص۱۶۱)

جو حج وعمرہ کے بعد بھی گناہ سے نہ بچے؟

سوال: میرے دوست نے جو کہ تبوک میں مقیم ہیں، حج وعمرہ کر کے واپس آ کر وی، سی، آر پر عریاں فلمیں دیکھیں، انکے لیے کیا حکم ہے وہ ابھی پچھتا رہے ہیں؟

جواب: معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے صحیح معنوں میں حج وعمرہ نہیں کیا بس گھوم پھر کر واپس آ گئے ہیں۔ حج کے مقبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ حج کے بعد آدمی کی زندگی میں انقلاب آ جائے۔ اور اس کا رخ خیر اور نیکی کی طرف بدل جائے۔

ان صاحبوں کو اپنے فعل سے توبہ کرنی چاہیے۔ فرائض کی پابندی اور محرمات سے پرہیز کرنا چاہیے، اگر سچی توبہ کرلیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے قصور کو معاف فرمادیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے۔ (آمین)

(آپ کے مسائل ج۴ ص۱۵۴)

حج کے بعد اعمال میں سستی آئے تو؟

سوال: حج کرنے کے بعد زیادہ عبادت میں سستی کاہلی آ گئی، حج سے پہلے دینی کاموں میں دلچسپی لیتا تھا، لیکن اب اس کے بعد برعکس ہوگیا ہے، آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ حج کرنے میں کوئی فرق تو نہیں ہوگیا، کیا دوبارہ حج کے لیے جانا ہوگا؟

جواب: اگر پہلا حج صحیح ہوگیا تو دوبارہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ حج کے بعد اعمال میں سستی نہیں بلکہ چستی ہونی چاہیے۔

(آپ کے مسائل ج۴ ص۱۵۵)

مسئلہ: جو شخص حج سے پہلے بھی گناہوں میں ملوث تھا اور حج کے اندر بھی بے پروائی سے کام لیتا رہا اور حج کے بعد بھی گناہوں سے پرہیز نہ کیا تو اس کو اس کا حج کوئی فائدہ نہ دیگا، اگرچہ اس نے فرائضِ حج کو پورا کرلیا۔

(معارف القرآن ج۱ ص۴۳۸)

Marfat.com

حج کرنے کے بعد نام کے ساتھ ''حاجی'' لکھنا؟

مسئلہ اپنے نام کے ساتھ حج کرنے کے بعد ''حاجی'' کا لقب لگانا بھی ریاکاری کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حج تو رضائے الٰہی کے لیے کیا جاتا ہے، لوگوں سے ''حاجی'' کہلانے کے لیے نہیں، دوسرے لوگ اگر ''حاجی صاحب'' کہیں تو مضائقہ نہیں لیکن خود اپنے نام کے ساتھ ''حاجی'' کا لفظ لکھنا بالکل غلط ہے۔ (آپ کے مسائل ج۴ص۱۶۱)

مسئلہ جو شخص حج بدل کرکے واپس آئے، وہ ''حاجی'' کہلائے گا، اپنے حج کئے بغیر ہی وہ ''حاجی'' کہلائے گا۔ (آپ کے مسائل ج۴ص۷۶)

(مولانا اشرف علی تھانویؒ دیہات میں نماز کے وقت مسجد پہنچے، مولانا مرحوم نے مسجد میں نمازیوں سے معلوم کیا تمہارا کیا نام ہے؟)

جواب دیا حاجی ابراہیم، مولانا نے دوسرے شخص سے معلوم کیا تو بتایا حاجی یعقوب کئی سے معلوم کیا تو ہر ایک نے اپنے اپنے نام کے ساتھ لفظ ''حاجی'' لگا کر ہی نام بتایا۔

بعد میں ان لوگوں نے مولانا سے معلوم کیا اجی! تھارا (تمہارا) کیا نام ہے؟ (مولانا حکیم الامت ہی کہلاتے تھے اور واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ کو امت کا نباض بنایا تھا) فرمایا میرا نام اشرف علی نمازی ہے۔

گاؤں والے یہ سن کر چونکے اور بولے اجی! نماجی، (نمازی) کیا ہوتا ہے؟

مولانا نے فرمایا کہ بتاؤ کہ تم نے کتنے حج کئے اکثر نے ایک ہی بتایا، اس پر مولانا نے فرمایا کہ جب تم ایک حج کرنے کے بعد اپنے نام کے ساتھ ''حاجی'' کا لفظ لگاتے ہو میں تو دن میں پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہوں میں کیوں نہ اپنے نام کے ساتھ نمازی لگاؤں۔

اس بات پر گاؤں والے شرمندہ ہوئے اور مولانا تھانویؒ نے اس طریقہ سے ان کی اصلاح فرمائی۔

غرض یہ کہ حج کرنے کے بعد اپنے نام کے ساتھ از خود ہی لفظ ''حاجی'' استعمال کرنا صحیح نہیں، اگر کوئی دوسرا احتراماً حاجی صاحب کہہ دے تو کوئی مضائقہ بھی نہیں)۔ محمد رفعت قاسمی

میزانِ حج

ترازو کے ذریعہ آپ ہر چیز کا صحیح طور پر وزن معلوم کر لیتے ہیں۔ ہاتھ میں اگر ترازو

Marfat.com

ہے تو آنکھیں کانٹے پر لگی رہتی ہیں کہ مقدار اور وزن کا یقینی علم اور اندازہ ہو جائے، سفر حج بھی حقیقت حال کی ترازو ہے جس میں نیت و جذبات کا اصل وزن معلوم ہوتا ہے۔

ماشاء اللہ آپ ''حاجی'' ہو گئے (اللہ تعالیٰ قبول فرمائے) حج کے ذریعہ آپ نے اسلام کا پانچواں اہم رکن ادا کر کے اپنے دین کی تکمیل کی ہے، اسی لئے کہا گیا ہے کہ ''حج مبرور و مقبول کے بعد ایک نئی زندگی حاصل ہوتی ہے، گزرے ہوئے زمانہ کی کمزوریوں کا جائزہ لیجئے اور آج سے نئی زندگی کے لیے کوئی ایسی نئی راہ اختیار کیجئے جس سے معلوم ہو کہ آپ میں نمایاں طور پر تبدیلی پیدا ہوئی اور دینی، اخلاقی، معاشرتی، اعتبار سے آپکے خیالات، رجحانات اور ارادوں کی دنیا بدل گئی۔

حج، کوئی رسم یا شہرت یا دکھاوے کی چیز نہیں ''حاجی'' بننے کے لیے اس زحمتِ سفر، اس زیر باری کے نتیجہ میں آپ نے کیا کمایا، کیا حاصل کیا روزمرہ کے اجتماعی ماحول میں کیا خیر واصلاح کی شکلیں پیدا ہوئیں، مناسک حج کی ادائیگی، مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی باریابی و شرف زیارت، کفن بردوش میدانِ عرفات و شب منیٰ و مزدلفہ کی دعاؤں اور آہ وزاری کے ساتھ ساتھ ان تمام مراحلِ ہدایت وارشاد سے گزر کر اس نمونہ سفر آخرت کو پورا کر کے آپ خود ''میزان'' (ترازو، کانٹا) بن گئے، اپنے آپ کو تولتے رہیے، اپنا وزن خود معلوم کرتے رہیے، اور ترازو کے کانٹے پر ہر وقت نگاہ رکھئے۔

کیونکہ حقیقت حال کی ایک کسوٹی بھی ہے، کہ کس نے خدا کی اس توفیق سے واقعی فائدہ اٹھایا ہے اور کون موقع پانے کے باوجود محروم رہ گیا۔

حج کے بعد کی زندگی اور سرگرمیاں واضح کر دیتی ہیں کہ کس کا حج واقعی حج ہے اور کون سارے ارکان ادا کرنے اور بیت اللہ کی زیارت کرنے کے باوجود محروم رہ گیا۔

حج کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کی توفیق ہے کہ اصلاح حال کی تمام مستند کوششوں کے باوجود بندے کی زندگی میں جو بھی کھوٹ اور نقص و کمی رہ جائے وہ ارکان حج اور مقاماتِ حج کی برکت سے دور ہو جائے اور وہاں سے ایسا پاک و صاف ہو کر لوٹے کہ گویا اس نے آج ہی جنم لیا ہے۔

نیز یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے، حج ادا کرنے کے بعد شیطان عموماً انسان کے دل میں اپنی بڑائی و بزرگی کا خیال ڈالتا ہے جو اس کے تمام اعمال کو بیکار کر دینے والا ہے۔

Marfat.com

جس طرح حج سے پہلے اور حج کے اندر اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور اس کی اطاعت لازم ہے اسی طرح حج کے بعد اس سے ڈرنا اور گناہوں سے پرہیز کا اہتمام لازم ہے کہ کہیں یہ کری کرائی عبادت ضائع نہ ہو جائے۔

اب آپ خود غور کیجیے اور اپنے اندرونی حالات کا جائزہ لیجیے کہ حج کے بعد والی نئی زندگی میں آپ نے کیا کمایا اور کیا کھویا۔ جذبات خیر و اصلاح خلوص اور محبت میں اضافہ ہوا یا کمی ہوئی؟ نفع ونقصان کا آپ خود حساب کیجیے، کیونکہ آپ حج کے بعد خود ''میزان'' (ترازو) بن گئے ہیں۔

اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضیٰ من القول والفعل والعمل والنیة۔

طالب دعا

محمد رفعت قاسمی

خادم الحدیث دار العلوم دیوبند۔ ۲۴/ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ ۸/ نومبر ۲۰۰۴ء

چند لوگوں سے حج بدل کی رقم لے کر حج بدل کرنا کروانا؟

(حوالہ نمبر ۱۰۶۴)

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

ایک شخص ہندوستان سے حج بدل کرانے کے لیے مختلف لوگوں سے رقم لے کر کچھ لوگوں کے ذریعے مکہ، یا اس کے آس پاس سے حج بدل کرا دیتا ہے ایسی صورت میں حج بدل درست ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اور اس شخص کا یہ کاروبار جائز ہے یا نہیں؟ فقط

محمد شاہ: امام شاکر خاں بلند شہر

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

الجواب وباللہ العصمة والتوفیق۔ حامدا ومصلیا ومسلما۔

ہندوستان میں (وطن آمر) سے حج بدل کرانے کی خاطر لوگوں سے رقم وصول کرنا اور مکة المکرمہ یا اس کے آس پاس سے حج بدل کرا دینا جائز نہیں اس طرح حج کرانے سے حج بدل ادا نہیں ہوتا۔ اور جن لوگوں سے رقمیں لی ہیں ان کو پوری پوری رقوم واپس کرنا واجب ہے۔ فتاویٰ شامی میں ہے (قولہ وحج المامور بنفسہ) فلیس لہ احجاج غیرہ عن المیت وان مرض

Marfat.com

مالم يأذن له بذالك ـــــــ الثاني عشر(من شرائط صحة الحج عن الغير) ان يحرم من الميقات فلواعتمر وقد امره بالحج ثم حج من مكة لايجوز ويضمن اھ ج۲/۲۳۹ (باب الحج عن الغیر) شخص مذکورہ فی السوال کا یہ کاروبار اور دھندہ جھوٹ فریب اور دیگر حرام امور کا مجموعہ نیز اسلام کے رکن اعظم (حج) میں خلل وبگاڑ کا موجب ہے پس اسکا حرام ہونا ظاہر ہے

حج بدل کرانے والوں کو بھی بہت احتیاط کی ضرورت ہے ان کو چاہئے کہ خوب دیکھ بھال کر ایسے شخص کو تجویز کریں کہ جو عالم ہو (اور اس ایک شخص کی طرف سے خود ہی حج بدل کردے) اور بہتر ہے کہ اپنا حج فرض ادا کر چکا ہو لائق اعتماد ہو۔ اداءِ مناسک پر اچھی طرح قادر ہو، حج بدل کروانے کے عنوان پر لوگوں سے رقمیں نہ اینٹھتا پھرتا ہو۔ فقط

والله سبحانه تعالىٰ اعلم
حررہ احقر محمود حسن غفرلہٗ بلند شہری
دارالعلوم دیوبند
یوم الجمعہ ۱۴۲۶ھ

حج سے متعلق اہم سوال وجواب

سوال اگر کوئی شخص صرف عمرہ کرنے کے ارادہ سے مکۃ المکرمہ پہنچا، اور طواف کعبۃ اللہ کے بعد سعی سے پہلے سر منڈا کر حلال ہو گیا، تو اس شخص پر کتنے دم واجب ہوں گے؟

جواب اگر محرم بالعمرۃ سعی کئے بغیر سر منڈا کر حلال ہو جائے تو اس پر دو دم واجب ہوں گے، ایک ترتیب کے ساقط ہونے کی وجہ سے جو واجب ہے اور دوسرا سعی کو ترک کرنے کی وجہ سے واجب ہے۔ (مستفاد زبدۃ المناسک ص ۲۷۳)

سوال ایک شخص نے طواف افاضہ مسجد حرام کی چھت پر کیا، اور بھیڑ کی شدت کی وجہ سے سعی گاہ کی چھت پر سے گذرنے پر مجبور ہو گیا، جب کہ اسے یہ معلوم ہے کہ سعی گاہ مسجد حرام سے خارج ہے، تو کیا اس کا طواف صحیح ہو گیا، اگر نہیں ہوا تو اس پر کیا واجب ہے؟ خاص طور پر صورت حال یہ ہے کہ وہ اپنے ملک واپس آ گیا ہے اور اس کے پاس اتنی وسعت نہیں ہے کہ دوبارہ جا کر حج کر سکے؟

Marfat.com

جواب: مذکورہ شخص نے طواف مسجد سے باہر کیا ہے۔ لہٰذا اسکا طواف نہیں ہوا، کیونکہ طواف کا مسجد کے اندر ہونا ضروری ہے، جس قدر ممکن ہو طواف کا عادہ لازم ہے، اور اگر زندگی میں اس کی اطاعت نہ ہوسکی تو موت سے پہلے بدنہ (اونٹ) کی قربانی کی وصیت اس پر واجب ہوگی، لیکن اگر اس نے بارہویں تاریخ کے غروب آفتاب سے پہلے طواف نفل کرلیا تو اس کی وجہ سے دم واجب ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر بارہ تاریخ کے بعد ذبح کرتا ہے تو تاخیر کی وجہ سے دم لازم ہوگا۔

(زبدۃ المناسک ص ۲۰۳)

سوال: کسی شخص نے قربانی کے ذمہ دار بینک کو حج تمتع کی ہدی (قربانی) کا وکیل بنایا، پھر اسے معلوم ہوا کہ رمی، ہدی (قربانی) حلق میں ترتیب ضروری ہے، جب کہ بینک میں اس کا خیال نہیں رکھا جاتا، چنانچہ اس نے دوسری بکری ہدی کے لیے خریدی، اور جس بکری کا بینک کو وکیل بنایا تھا، اس کو اپنے ذمہ واجب دم جبر کی طرف سے قربانی کرنے کی نیت کرتا ہے، تو کیا صرف نیت بدل لینا اس کے لیے کافی ہوگا، یا بینک کو اس تبدیلی نیت کی اطلاع ضروری ہے، جب کہ یہ دشوار مسئلہ ہے، تو کیا اگر بینک دم شکر کی نیت سے جانور کو ذبح کردے، جب کہ یہ شخص اس جانور کو دم جبر کی طرف سے قربان کرنا چاہتا ہے، تو اس پر واجب دم جبر ساقط ہوگا یا نہیں؟

جواب: جی ہاں نیت بدلنا کافی ہو جائے گا اس لیے کہ قربانی کے سلسلہ میں مالدار اپنے غیر کو قائم مقام کرسکتا ہے اور اس تبدیلی کی اطلاع وکیل کو دینی ضروری نہیں اور یہاں موکل کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ وکیل کی نیت کا، لیکن بینک اس کی قربانی کو دم شکر کی جانب سے ذبح کرتا ہے، لیکن جب مؤکل نے دم جبر کی نیت کرلی تو مؤکل کی نیت کا اعتبار ہوگا، وکیل یعنی بینک کی نیت کا اعتبار نہیں ہوگا۔

(الاشباہ ص ۴ وغنیۃ المناسک ص ۱۹۴)

سوال: اگر باپ نے اپنے چھوٹے بیٹے کو اپنے ساتھ اٹھاتے ہوئے طواف کیا، اور اس بیٹے کی طرف سے بھی اس نے طواف کی نیت کرلی، تو کیا باپ پر اسے بیٹے کی طرف سے طواف کی دو رکعت نماز پڑھنا ہوگی یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں باپ پر اپنے چھوٹے بیٹے کی جانب سے طواف کی دو رکعت لازم نہیں ہوگی۔

(غنیۃ المناسک ص ۷۳)

سوال: نابالغ بچہ نے اپنے والد کے ساتھ حج تمتع کیا، جب کہ اس کے پاس ہدی کی قیمت نہیں تو کیا والد اپنے بیٹے کیطرف سے تمتع کی ہدی اپنے اوپر لازم کرسکتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ وہی اس کی

Marfat.com

کفالت کرتا ہے۔ اور اگر باپ اپنی وسعت کی باوجود ہدی نہ دے تو کیا وہ گنہگار ہوگا، اور کیا اس ممیز بچہ پر بالغ واستطاعت کے بعد کچھ واجب ہوگا یا صغیر پر تمتع میں نہ روزہ ہے نہ ہدی؟

جواب بچہ جب تک بالغ نہ ہو اس وقت تک وہ کسی شرعی حکم کا مکلف نہیں، لہٰذا اس پر حج بھی فرض نہیں، اگر وہ حج کرتا ہے تو نفلی ہوگا اور اگر کسی محظور کا ارتکاب کرتا ہے تو اس پر کچھ واجب نہیں اور باپ کو بیٹے کی جانب سے دینا بھی ضروری نہیں، لہٰذا سوال مذکورہ میں تمتع کی وجہ ہدی (قربانی) بھی واجب نہیں، اور باپ کو بیٹے کی جانب سے دینا بھی ضروری نہیں اور نہ دینے کی وجہ سے گنہگار بھی نہ ہوگا۔ اسی طرح نابالغ بچہ پر روزہ بھی واجب نہیں، لہٰذا بالغ ہونے کے بعد قضاء بھی واجب نہیں۔ (شامی ج۲ص۲۶۶)

سوال زید نے عمرہ کے پورے سر کے بالوں کو چھانٹا (جیسا کہ آج کل قینچی سے کٹانے کا رواج ہے) لیکن انگلی کے پورے سے (یعنی ایک انچ سے بھی کم) چھوڑے (کٹوائے) پھر وہ اپنے ملک واپس آ گیا، اور کئی سال اسی حالت میں گذر گئے تو اس کے باوجود اس کا حلال ہونا درست ہے یا وہ محرم ہی رہے گا، اور اتنی مدت ممنوعات کے ارتکاب کی وجہ سے اس پر دم واجب ہوگا یا نہیں۔ اور اس وقت اس پر کیا واجب ہے، کیا ان چھوڑے ہوئے بالوں کو کٹوائے بغیر حلال نہ ہوگا، اور اس شرط پر کیا دلیل ہے؟

جواب اگر کوئی شخص حلق کی بجائے تقصیر کرائے تو حتمی طور پر انگلی کے پور کے بقدر اور احتیاطاً اس سے زیادہ کٹوانا ضروری ہے پور سے کم تعداد کٹوانے سے حلال نہیں ہوگا، لہٰذا اگر اسی طرح وطن لوٹ آیا اور ممنوعات احرام کرتا رہا تو اس پر دم لازم ہوتے رہیں گے۔

(ایضاح المناسک: ص ۱۸۰)

سوال خالد نے حج فرض ادا کیا، لیکن اس نے حج کی سعی نہیں کی، اور وہ حلال ہونے اور طواف کرنے کے بعد گھر واپس آ گیا پھر اگلے سال اس نے نفلی حج کیا، اور تمام ارکان مکمل کیے، جب کہ اس نے سال گذشتہ کیے ہوئے حج کی باقی ماندہ سعی کا تدارک نہیں کیا، تو اب اس پر کیا واجب ہوگا، کیا باقی ماندہ سعی پوری کرنے کے ساتھ دم جبر بھی لازم ہوگا یا صرف سعی کی قضاء کافی ہے دم لازم نہیں ہے؟

جواب اگر کوئی شخص حج کے تمام ارکان ادا کر لے اور مکمل سعی یا اکثر سعی کو چھوڑ دے تو ایسی صورت میں اس پر دم واجب ہے، پھر اگر وہ شخص گھر گیا اور دوبارہ آئندہ سال حج کے لیے جائے

Marfat.com

تواس پراس سعی کی قضاء لازم نہیں، بلکہ دم جبر کافی ہے۔

البتہ اگر کسی عذر شدید کی وجہ سے سعی نہ کرسکا تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں۔

سوال اگر آفاقی تجارت یا اپنے رشتہ دار سے ملنے کے لیے حل مثلاً جدہ جانا چاہے، لیکن جس راستہ سے وہ سفر کرے گا وہ راستہ حل حرم سے ہو کر نکلتا ہے۔ لہٰذا یہ شخص حرم کا قصد کیے بغیر داخل مکۃ المکرمۃ سے گذرنے پر مجبور ہے، بلکہ مسافر کی طرح ہے تو کیا اس شخص پر احرام لازم ہوگا، اور اگر بغیر احرام کے گذر گیا، تو اس پر دم لازم ہوگا یا نہیں، یہاں کچھ علماء عدم لزوم دم کے قائل ہیں، کیونکہ دم تو اس پر لازم ہوگا جو مکۃ المکرمہ کا قصد کرے نہ کہ اس کے علاوہ کا تو کیا یہ قول درست ہے؟

جواب صورت مذکورہ میں شخص مذکورہ پر احرام باندھ کر مرور حرم لازم ہے، حج یا عمرہ کے احرام کے بغیر گذرنے پر دم لازم ہوگا، قائل کا قول اس صورت کے موافق نہ ہونے کی وجہ سے درست نہیں ہے۔ (غنیۃ المناسک ص ۲۷)

سوال زید نے حج قران کی نیت کی، مگر طواف عمرہ کر لینے کے بعد سعی کرنا بھول گیا اور اسی احرام کیساتھ حج کے لیے روانہ ہو گیا، پھر وقوف عرفہ کر لینے کے بعد یاد آیا کہ سعی وعمرہ نہیں کی، تو اب اس پر کیا لازم ہے، کیا حرم جا کر سعی کر سکتا ہے اور یہ سعی سعی عمرہ کی کفایت کر سکے گی یا فدیہ دینا ضروری ہے۔

جواب جی ہاں زید کے لیے حرم جا کر وقوف عرفہ کے بعد سعی کر لینا جائز ہے اور یہ سعی سعی عمرہ کی کفایت کر سکے گی اور اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں مگر تاخیر کی وجہ سے کراہت ضرور آئے گی۔

(غنیۃ المناسک ص ۱۰۹)

Marfat.com

مآخذ ومراجع کتاب

معارف القرآن	مفتی محمد شفیعؒ مفتی اعظم پاکستان
معارف الحدیث	مولانا محمد منظور نعمانی صاحب
فتاویٰ دارالعلوم	مفتی عزیز الرحمٰن سابق مفتی دارالعلوم دیوبند
فتاویٰ رحیمیہ	مفتی عبدالرحیم لاجپوریؒ
فتاویٰ محمودیہ	مفتی محمود صاحبؒ سابق مفتی دارالعلوم دیوبند
امدادالفتاویٰ	مولانا اشرف علی تھانویؒ
امدادالاحکام	مولانا ظفر عثمانی ومفتی عبدالکریمؒ
فتاویٰ رشیدیہ	مولانا مفتی رشید احمدؒ گنگوہی
احسن الفتاویٰ	مولانا مفتی رشید احمد صاحب
جواہر الفقہ	مفتی محمد شفیعؒ مفتی اعظم پاکستان
احکام حج	مفتی محمد شفیعؒ مفتی اعظم پاکستان
رفیق الحجاج	مولانا مفتی محمود حسن پاکستان
حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ	شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ
میم نامہ حج	دارالعلوم حرم
علم الفقہ	مولانا عبدالشکور صاحب
معلم الحجاج	مولانا قاری سعید احمدؒ
کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ	علامہ عبدالرحیم الجزری
درمختار	علامہ ابن عابدینؒ
الترغیب والتہذیب	الامام الحافظ زکی الدین المنذری
فتاویٰ عالمگیری اُردو	حضرات علماء اورنگ زیبؒ
مظاہر حق جدید	علامہ نواب قطب الدین خاں دہلویؒ
آپ کے مسائل اوران کا حل	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
رحمۃ اللہ الواسعہ	مولانا مفتی محمد سعید صاحب پالنپوری
الجواب المتین	مولانا اصغر حسینؒ محدث دارالعلوم
تاریخ مکہ المکرمہ	ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی صاحب
مدینہ منورہ کی اہم تاریخی مساجد	ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی صاحب

(مکمل و مدلل)

مجموعہ رسائل

حضرت مولانا رفعت قاسمی

استاد دار العلوم دیوبند

مسائل زکوٰۃ ، مسائل حج و عمرہ

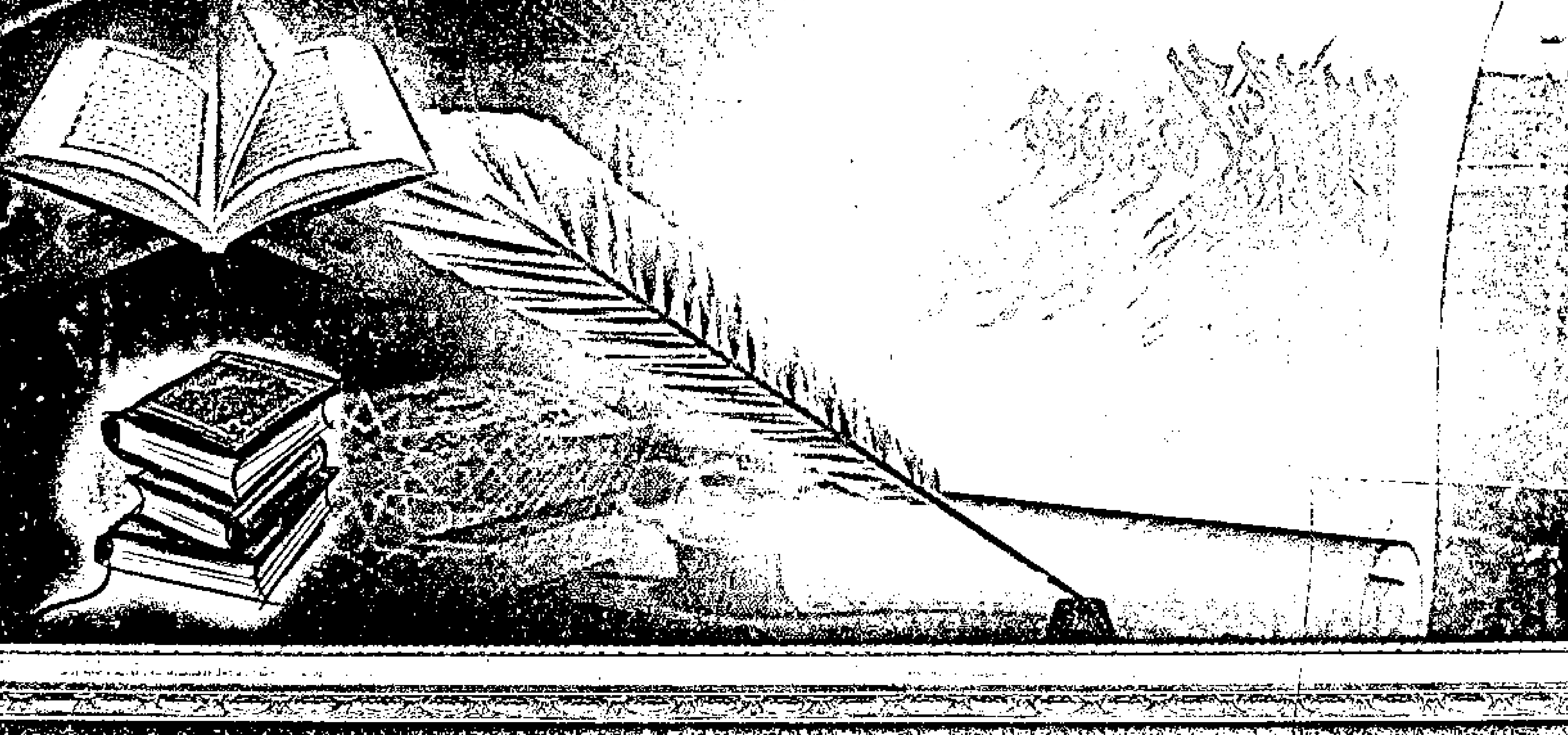

مکتبہ خلیل
یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور فون: 7321118

Marfat.com